



مکتوبات امام ربانیؒ

حضرت مجدد الف ثانی
الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

دفتر اول (۲۲۱-۲۶۸) حصہ چہارم

ح

ترجمہ: مکتوبات شریف ☆ حواشی ☆ عبارات بین السطور

و

ترجمہ احادیث

آستانہ عالیہ جدید بیہ گجرات (شرف) پاکستان

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰى

ھدیہ تبریک

دفتر اول مکتوباتِ امامِ ربّانیؑ حصہ چہارم

حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز

تخنیہ :- حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ پروردی ثم امرتسری

عکس نسخہ مطبوعہ :- ”مطبع مجدّدی“ امرتسر غزہ محرم ۱۳۲۹ھ

تراجم :- مکتوبات شریف ❁ حواشی ❁ عبارات بین السطور ، مع تخریج احادیث

مُفَوَّض

نام ادارہ

نام ناظم دستخط و مہر

مُفَوَّض

استانہ عالیہ حبیبیہ گجرات (شریف) پاکستان

حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا

مکتوباتِ امامِ ربانی

دفتر اول

حصہ چہارم

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ

سعادتِ طباعت

بفیضِ مجددانہ نیابت پر سعید ازل، نائب رسول، کوہِ استقامت حبیب الرحمن، حضرتِ عالی

و حضورِ قبلہ عالم حضرت مولانا **سید محمد حبیب اللہ شاہ** صاحبِ مدرسہ العزیز

برکاتِ ظلِ اصالت :- خلفِ اصدقِ حضرمات جنزادہ سید محمد مسعود احمد صاحبِ النور حبیبی قدس سرہ

محمد افتخار حسین حبیبی

ترتیب و اہتمام :-

آستانہ عالیہ حبیبیہ گجرات (شریف) پاکستان

سوانح :- صحبتِ حبیب، قرطاسِ لبیب، مسٹی بہ، لکھنؤ

دفتر اول مکتوباتِ امامِ ربّانیؒ حصہ چہارم

حضرت مجددِ دالف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السّامی

محتوی و صحیح:- حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ پسروری ثم امرتسری

عکس نسخہ:- در مطبع ”مجددی“ امرتسر غزہ محرم ۱۳۲۹ھ مطبوع گردید
از کتب خانہ حضرت مولانا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(مکتوباتِ شریف):- حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب

ترجمہ:-

(حواشی):- صوفی محمد علی نقشبندی * حافظ محمد اشرف مجددی

(دارالعلوم لاٹانیہ فتح گڑھ سیالکوٹ) (مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ نور آباد سیالکوٹ)

تخریج احادیث:- ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطالی (ایسوی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ)

اسلوبِ تادیب: ہر مکتوب شریف کے ”حواشی اور بین السطور“ عبارات کے تراجم بھی متعلقہ

مکتوب شریف کے اردو ترجمہ کے ساتھ ہی فارسی متن کے صفحات (حصہ) اور
علامات (س) کی مطابقت میں دیئے گئے ہیں۔

* متن (فارسی) ۱..... تا ۱۵۰..... صفحات * تراجم (اردو) ۱..... تا ۲۶۰..... صفحات

* تخریج احادیث ۱..... تا ۵۹..... صفحات۔ (مجموعی تعداد صفحات ۶۸۶)۔

دفتر اول:- (حصہ اول ۳۱۳، حصہ دوم ۴۵۰، حصہ سوم ۴۴۳، حصہ چہارم ۲۸۶) مجموعی تعداد صفحات = ۱۶۹۲۔

تاریخ اشاعت:- یکم ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

سعادتِ معاونت:- حاجی غلام رسول و حاجی خلیل احمد عفی عنہما پسران حاجی معراج دین رحمہ اللہ

ع. صلّائے عام ہے یا ران نکتہ داں کیلئے۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

مسکن اس مسکین نمائے داڈھوڈا خاص پچھانو تحصیل ضلع مملو خوشی تھیں حصن زمستان جانو

موضع پز سرور کوٹ سیال

پسرور سیال کوٹ

إِنَّ إِلَهَنَا اللَّهُ وَأَسْتَغِيثُ بِاللَّهِ

سید احمد ہر آن چیز کہ خاطر میرا ہو
آخر آندرس پر وہ تقیر پدید
آغی

فیصل عثمانی و امداد ویزوانی بآئین نوی

☆ حصہ چھام دفتر اول ☆

مکتوبات امام زمانی

حضرت مجدد الف ثانی

الشیخ احمد سرھندی قدس سرہ

باہتمام و تصحیح خاکسار نور احمد عفا اللہ عنہ پسرری ثم امرت سری

مطبع دیوبند
ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ
مکتبہ امیر تیسرے کوزہ

فہرست جدید کتاب مستطاب مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲	مکتوب دوصد و سبست و حکم در بیان خصائص و کمالات طریقت علیہ نقشبندیہ	۹	مقتداست بے تصرف او کا رسمی کشاید۔ این بزرگواران چنانکہ قدرت بر اعطا نسبت در سلب آن نسبت بیز قدرت دارند	۱۵	از عقل در زایش بسیار در برت۔ دنیا در میونائی مثل است و اہل دنیا درخت و دنیا مشہور +
۳	سبب اظہار این چنین معارف بلند با وجود بلند انہا	۹	درین طریق افادہ دستفا بیشتر بکونست	۱۶	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع و موانع کہ بمقام شیخی تعلق دارد
۳	سر حلقہ این طریقت حضرت صدیق اکبر است۔	۹	مکتوب دوصد و سبست و دویم در بیان خرابی احوال و دیدن صور اعمال	۱۶	سرایا عالم ازین خبر من بخلاص المریدین
۳	دوسال تعلق باندرج نہایت در برایت و جواب آن	۱۰	بزرگی فرمودہ است کہ مرید صادق آنست کہ مدت بست سال کاتب شمال از چیزے نیاید کہ بروے بنویسد۔ این فقیر ذوق مییابد کہ کا فزنگ از دے بر آتب بہتر است و از ذیل آن عاجز نیامد	۱۶	در بیان ستر آن و ذمہ تو تم از ان۔
۳	ہر دو و بیان مراد از وصل عریان	۱۰	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۶	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۴	دو اعتراض متعلق بعدم تنہای تجلیات اسمائی و صفائی و ذاتی و جواب آن ہر دو و بیان	۱۰	در دے بر آتب بہتر است و از ذیل آن عاجز نیامد	۱۶	در بیان طریق ہر دو وصل است استقامت بر شریعت در سوغ و ثبات بر محبت شیخ طریقت۔
۴	معنی تجلی (۴) اگر رسید کہ آن تجلیات را ذاتی بکہ نام است بار گویند گوئیم کہ الخ	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۵	باید نیست کہ وصل در امر طریقت در رنگ مطلوب	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	در بیان ستر آن و ذمہ تو تم از ان۔
۵	بچون و بیچگون ہست	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۵	داصلان این نہایت ازین طریق و از طرق دیگر اقل قلیل اند۔ (۵) معنی سفر در وطن و خلوت در انجمن	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۵	تفرقہ و عدم تفرقہ در حق منہدی مطلقا برابر نیست البتہ و نفس جمعیت باطن او برابر است	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	بعضی اوقات از تفرقہ ظاہر چارہ نمود	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	رحمہ عباد و سلم از برائے حق است	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	سوال و جواب متعلق ببعضی عبارات مشایخ	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	این طریق اقرب طرق است۔ درین طریق	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	وابتدا احلاوت و وجدان است و در ماتہا بیزگی و نقدان بنام طرق دیگر۔	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	در دیگر طرق در ابتدا قرب و شہود است و در ماتہا بند	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	و حیران در بیان ستر این معنی۔ اکابر این طریقت احوال و موجودات تابع احکام شرعیہ ساخته اند	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۶	و از دانی و معارف را خادم معلوم و بینیہ۔	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۸	ساعت و نقص استجو زنی نمایند و دیگر جہر قبائل فقیرا	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۸	آن تجلی ذاتی کہ دیگر از کالبرق است ایشان را در	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۸	درین طریق پیری و مریدی تعلیم و تعلم طریقت ہست	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۸	نہ بکنارہ و شجر و شہ بیان تجویز نقد و پیر و فتوای	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۸	علماء بخارا اندرین باب و بیان معنی پیر۔	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۸	در سبب طریق زیانناست و جہادت بانفس اراہ بانہا	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۸	احکام شرعیہ است و التزام متابعت سنت سنیہ	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔
۹	درین طریق تسلیم طالب مربوط بضرورت شیخ	۱۱	اگر پرسندہ سوال و جواب متعلق بدین مضمون حصول ابطہ در زمان نیست از سیر نعمت است عظیم با وجود قرب تلوہ خواہش قرب ابدان از دست نیاید	۱۸	مکتوب دوصد و سبست و ہشتم در بیان نفع کہ بمقام تکمیل تعلیم طریقت تعلق دارد۔

نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب
۴۷	مکتوب دوصد و چهل و ہفتم در بیان آنکہ	۵۷	مخاربان حضرت امیر بر خطا بوده اند۔	۶۷	در بیان طریق بطریق اجال۔
	دیل بر وجود حق تعالی ہمان وجود حق است	۵۷	حکم شام یکے از اصحاب کرام رض۔	۶۹	مکتوب دوصد و پنجاہ و ہشتم
۴۷	عرفت ربی بفتح الغم لال عرفت فسخ الغم	۵۸	تاویل اطلاق لفظ جو کہ در کلام بعضے از فقہا	۶۹	در بیان اقربیت حق تعالی۔
۴۹	مکتوب دوصد و چهل و ہشتم در بیان آنکہ		بر معاویہ واقعہ شدہ است۔	۷۰	مکتوب دوصد و پنجاہ و نہم در بیان
	کمال تابان انبیاء از حجب کمالات ایشان نصیب	۵۸	اعتقاد و در حق حضرت معاویہ دو گویا اصحاب کہ	۷۰	ارسال سل و حکم خاص در مادہ شام حق جسیل
	است و هیچ ولی بر تہج نبی نرسد و تحقیق آنکہ		شریک بودند بوسے		در مشرکان زمان فترہ و اطفال مشرکان در
	تجلی ذاتی کہ مخصوص بان سرور گفستہ اند بچہ سنی	۶۱	مکتوب دوصد و پنجاہ و دہم در جواب		الحرب و تحقیق بعثت انبیاء در زمین ہند و دیگر
۵۱	مکتوب دوصد و چهل و نہم در بیان		استفسار۔	۷۰	تحقیقات۔ ۷۰۔ بیان مذہب ماتریدیہ اشعری
	فضائل سید الاولین و الاخرین۔	۶۱	مکتوب دوصد و پنجاہ و یوم در جواب	۷۱	وصاحب فتوحات و رائے خاص حضرت مجدد دین
۵۱ و ۵۱	مکتوب چهل و پنجاہ و نہم در جواب استفسار		اسولہ و در بیان بے نہایتی این راہ۔		سرور مادہ شام حق جیل
۵۲	نسبت ہر چند بجمالت بکشہ و بحیرت انجامد	۶۱ و ۶۲	جواب قول شیخ ادیس کہ اگر بجانب من نظر	۷۲	مکتوب دوصد و شصت و ہفتم در بیان طریق تکیہ
۵۲	اصیل است۔ ۵۲۔ باوجود زاد و راحلہ دین		مے کم زمین رائے یام۔ ۶۲۔ و همچنین گمان		حضرت ایشان را بان طریق ممتاز ساختہ اند
	زمانہ کہ رفتن فرض است ماند و جواب آن۔		در عرش و کرسی رائے یام الخ و بیان مقام اسلام		و بیان ولایت صفری و ولایت کبیر
۵۲	مکتوب دوصد و پنجاہ و دہم در بیان فضائل		در منا و اطمینان و بیان قول سالکے کہ روح را		دولایت علیا و فضیلت نبوت بر ولایت و
۵۳	خلفاء راشدین و فضل حضرت شیخین و بعضے از		سی سال بخدای پرستیدم		بیان لطائف عشرہ انسانی و بیان فضیلت
	خصائص حضرت امیر و در بیان تنظیم اصحاب	۶۳	مکتوب دوصد و پنجاہ و چہارم		عالم خلق بر عالم امر و کمالات عنصرتناک بایان
	کرام و در بیان مجال صحیہ سزاغات ایشان	۶۳	در جواب بعضے اسولہ نسبت بعبادت رسالہ بیدار		علوم غریبہ مناسبہ ہر مقام۔
۵۳	حضرت شیخین در بیان انبیاء مآقہم سناب	۶۳	مکتوب دوصد و پنجاہ و چہارم	۸۰	فہرستانہ در احوال و احوال و احوال و احوال
	بحضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ دارند حضرت	۶۳	در تحریف بر احیائے سنت سنہ	۸۲	دین مقام سالکے فرمودہ کہ سی سال روح را
	ذی النورین بحضرت نوح و حضرت امیر بحضرت	۶۴	حکم کردن حضرت ہمدی بقتل کردن عالم دین	۸۷	بخدائی پرستیدم۔ ۸۷۔ فلا سنی لقول من قال
	عیسے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔		کہ بایشان زبان طعن دراز خواہد کرد۔	۸۸	برایۃ الاولیاء نہایتہ الانبیاء۔ ۸۸۔ صوتیک
۵۳	سباوی تعینات خلفاء اربعہ صنفہ العلم است	۶۴	مکتوب دوصد و پنجاہ و ہشتم		غام و علماء بے سر انجام فرانسہ از خرابیہ سبازنہ
۵۳	و این صفت رب محمد و ابراہیم و نوح است۔ حضرت		در بیان معنی قلب و قطب الاقطاب و غوث		دور ترویج ذرائع سعی مینمایند نمیدانند کہ اوار
	شیخین حال بار نبوت اند و حضرت امیر حال بار ولایت		و خلیفہ و تحقیق حدیث لوازن انبیا ابی کریم		یک فرض بجماعت از هزاران البعین ایشان است
	و حضرت ذی النورین حل بار ہر دو طرف دارند	۹۵	ایمان امتی لرج۔ ۶۵۔ صاحب فتوحات کبیر	۸۸	فرانسہ ہمہ ہر چند قرب اصل بختنا ما افضل
۵۴	بیان سبب انزودن آنحضرت را بتابعیت		مے نوید با من تریہ ثمنہ کانت او کافرة	۸۸ و ۸۹	اینہا نماز است۔ بیان فضائل نماز و عزیت
۵۴	تلت ابراہیم۔ ۵۴۔ و در اثنا شب اکثر سلال	۶۶	الا دیہا قطب۔ ۶۶۔ معالہ عارف بجار سد	۸۹	عالم خلق بر عالم امر۔ ۸۹۔ ہر عارفے را کہ عالم
۵۴	اولیا بحضرت امیر۔ ۵۴۔ بیان کمالات حضرت		کہ در طرفت اللہین کسب جمیع کمالات ما تقدم		انسانیت بیشتر باشد قدم اور کمالات و در
	شیخین کہ شبہ بجمالات نبوت اند۔		میناید۔ و نزدیک در یک لمحہ زیادہ از جمیع کمالات		زیادہ تر خواہد بود و ہر کہ عالم خلق بیشتر نسبت
۵۴	نام حضرت امیر بر در چہت ثبت کردہ اند	۶۶	ما تقدم مے فراید۔ ۶۶۔ استعدا و جمیع اطفال		است قدم اور در کمالات نبوت افزون تر۔
۵۵	دخول جنت باستصواب و تجویز حضرت شیخین		تقتولان از دست فرعون بحضرت موسیٰ	۹۰	بیان کمالات نفس مطمئنہ بعد از حصول توحید صدر
۵۶	خواہد بود۔ ۵۶۔ حضرت ہمدی موعود نیز بر نسبت	۶۶	منتقل گشت و بیان سمرآن۔ ۶۶۔ مریدان	۹۱	کمالات نبوت و طبقہ صحابہ بیشتر بودہ و در
	تقشندہ خواہد بود و تسمی آن خواصہ مذکور۔	۶۷	نیز اسباب کمالات پیرانند۔ ۶۷۔ تحقیق سلب		آبیین و مع آبیین بر عیال قلت بعد از ان
۵۶	تربیت مقام اقطاب و ابدال و اوتاد و مفوض		ولایت بعد از مردن اولیا چنانکہ در نغمات		رو باستقامت آوردہ بعد از معنی الف این است
	باید حضرت امیر است۔	۶۷	است مگر از چہا کہس۔ حکم بیت منور است		از سترازہ گردد۔
۵۶ و ۵۶	سرتب الاقطاب زیر قدم حضرت امیر است		و بیان نحوست ایام و تحقیق ایام ایام اسد	۹۱ و ۹۱	بیان علوم کہ مناسبہ نبوت اند و علوم کہ
۵۷	بیان بزرگی اصحاب پنیر علیہم السلام و صلوات	۶۷	مکتوب دوصد و پنجاہ و ہشتم		مناسب مقام ولایت اند

نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب
۹۲	تعمیر این طریقہ علیہ از بخارا و سمرقند آورده اند و در زمین ہند کہ مایہ اش از خاک شیرب و لہو کشتند	۱۰۴	باید داشت - مکتوب و وصد و شصت و ششم	۱۱۳	عقیدہ نهم مکانات تہا ہما جزا ہر و اعراض و عقوب و نفوس و افلاک و عناصر با ایجاد و تخریب است
۹۲	سلوک این طریق مربوط برابطہ محبت شیخ مقتدا است کہ چنان چنین باشد - ۹۳ - درین طریق	۱۱۴	در بیان بعضی عقائد بروفق آراء الہست با بیان رد فلاسفہ و در کمالات طریقہ نقشبندیہ	۱۱۳	کہ از عدم وجود آورده در وجود بقا با وسعہ و تالیف انبیا علیہم الصلوٰت و تسلیما ت مراعات اسباب
۹۴	احیاء اموات و صبیان و شیوخ و جوان و کہول مساوی باشد - ۹۴ - و این نور ہدایت اور	۱۰۵	این فقیر درین طریق سبق الف با تو جی خود	۱۱۵	مینمایند و تفسیر امر حضرت حق میفرمایند - توسط اسباب منافی توکل نیست چنانچہ انصاف گمان برده اند -
۹۴	مردان او بیواسطہ و بواسطہ و بوساطت آنگاہ ساری است کہ طریق مخلص اور استغیث سازند پس احکام اجتهاد یہ از امور محدثہ نباشد بلکہ از	۱۱۵	این راہ و دولت اندراج النہایہ فی البدایہ و سفر در وطن از حضرت خواجہ باقی بالعد	۱۱۵	عقیدہ دہم - واد تعالی میریزد غیر و شر است و خلق این ہر دو را از غیر فرقی است نہ از شر و بیان مد
۹۵	اصول دین بوند - ۹۵ - قطب ارشاد و جامع کمالات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود ہست	۱۰۶	فرض سختین بر عقلا تصحیح عقائد است	۱۱۶	مستزلہ و فرق میان کسب و خلق - جزائے محکمہ از برائے اعمال بر وقت جزا و نفاق است و بیان سبب آن
۹۵	بعد از قرون بسیار این قسم گوہرے لہو ہرے آید ایمان و رشد و معرفت از راہ اومی آید و تفصیل	۱۰۶	عقیدہ اول اللہ تعالی بذات مقدس خود موجود است و اشیا را با ایجاد و تعالی الخ	۱۱۶	دخول بہشت منوط با بیان است و ایمان فضل او و دخول نار مرہوط بکفر گناہی است ہر اسے نفس آلودہ
۹۵	آنکہ کہ کم کس از زمینیا بہت و کہ کم کس از فیض او محروم است	۱۰۸	بیان صفت العلم	۱۱۶	عقیدہ یازدہم رویت حق جل علاہ از حضرت مرمرنان را بہ بہشت بے بہت و بے کیف
۹۵	مکتوب و وصد و شصت و یکم در بیان فضائل نماز و کمالات مخصوصہ آن در ضمن معارف	۱۰۹	عقیدہ دوم اللہ تعالی در ہر چیز حلول میکند	۱۱۷	عقیدہ سہم و دوازدهم بہشت انبیا رحمت عالمی است
۹۶	این کمالیت کہ بعد از ہزار سال بوجود آمدہ است و آخرت ہے است کہ بزرگ اولیت برآمدہ -	۱۰۹	رہب چیز دروسے حال نبود	۱۱۷	سوال جواب تعلق باین مسئلہ و بیان خواب و بہشت
۹۸	طبیقت و حقیقت خدا و ان شریعت اندر بہت افضل از ولایت است اگر کہ ولایت ان نبی باشد	۱۰۹	عقیدہ سوم میان احاطہ و قرب و معیت حق تعالی	۱۱۸	عقول در شناخت احکام شرعیہ دور یافت حسن و قبح اشیا با وجود تصفیہ و تزکیہ کفایت نمیکند
۹۹	مکتوب و وصد و شصت و دو و یکم در بیان آنکہ ارتباط حاجی بہت و نسبت انکافی است در قرب و بعد تفاوت ندارد -	۱۱۰	معنی از اتم الفقر فہو اللہ - مراد انا الحق -	۱۱۸	رد لاجدہ و زنا و ذنہ کہ منکر تکلیفات شرعیہ اند و مترض اند بران -
۹۹	مکتوب و وصد و شصت و سیوم در معارف کہ تعلق کعبہ ربانی دارد و در بیان فضائل صلوتیہ - ۱۰۰ - مراد از جنات الہی سرادق	۱۱۰	عقیدہ چہارم و تغیر و تبدیل را بذات و صفات و افعال اللہ تعالی را نہایت الخ	۱۱۹	تجویز اجتهاد در حق انبیا علیہم الصلوٰت و تسلیما و تجویز خطا و اجتهادی بغیر تقریر بران
۱۰۰	عظمت و کبرائی داشتہ و نصیب از جنات الہی منحصر با خرت است الا در ناو کہ معراج بہت	۱۱۰	عقیدہ پنجم واد تعالی غنی مطلق است ہم روزات و ہم در صفات و ہم در افعال	۱۲۰	عقیدہ سیزدهم و چہاردهم - عذاب قبر مر کافران را و بعضی از عاصیان اہل ایمان را و سوال منکر و نکیر در قبر حق است
۱۰۱	مکتوب و وصد و شصت و چہارم در بیان آنکہ معاملہ خود را بحیث و جہالت باید برد و بیان واقعہ بعضی شایخ و تبیین -	۱۱۰	بیان عینیت صفات و غیرت آنها و تفصیل مذہب اندرین مسئلہ -	۱۲۱	عقیدہ ہفدهم و دوازدهم روز قیامت بعد جلد و اقیات خود حق است
۱۰۳	مکتوب و وصد و شصت و پنجم در بیان آنکہ در عزلت باید کہ حقوق مسلمانان	۱۱۱	عقیدہ ہفتم واد تعالی قدیم و ازلی است و غیر اور اقدم و از لیت ثابت نیست و شیخ	۱۲۱	عقیدہ شانزدهم حساب و میزان و صراط حق است
۱۰۳	نصائح نشود با بیان حقوق - شرط اجابت عزت از اغیار باید نہ زیار -	۱۱۲	محمی الدین بن العربی بقدم ارواح کمال قائل است	۱۲۲	عقیدہ ہفدهم بہشت و روزخ موجود اند بعد از محاسبہ روز قیامت گرد ہے بہشت و گرد ہے بدو رخ خواہند رفت
۱۰۳	در عزلت تصحیح نیست باید کہ در جمعیت باطن مقصود	۱۱۳	عقیدہ ہشتم واد تعالی قادر مختار است لہر شایخ ایجاب واضطرار منزه است و روز مذہب فلاسفہ	۱۲۳	صاحب نصوص گوید کہ مال ہر چہ بہشت و روز قیامت عقیدہ ہشتم لاکہ بندہ اسے خداوند معصوم از از معاصی الخ

نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب
۱۲۴	عقیدہ نوزدہم ابان عبارت از تصدیق قلبی است بآنچه از دین بطریق ضرورت و تواتر رسیده است الخ۔	۱۲۹	امام عظیم رحمہ گوید ناموسن حقا و امام شافعی رو گوید ناموسن انشاء اللہ تعالیٰ بحقیقت نزاع ایشان لفظی است	۱۲۴	ایشان بر خطا زیادہ برین فصول است۔ بعد از تصحیح عقائد از تعلم احکام فقہ چہارہ نمود و عمل بمقتضائے این علم نیز ضروری است۔
۱۲۴	علامت این تصدیق تبری است از کفر و کافر بی ادانچہ در کافر می است از خصائص لوازم آن	۱۲۹	عقیدہ ہستم کرامات اولیاء اللہ حق است۔ فرق میان معجزہ و کرامت۔	۱۲۴	بیان فضائل نماز اول از اسباب در وضو چہارہ نمود الخ
۱۲۴	بیان ادنائے این تبری و اعلائے آن۔	۱۳۲	عقیدہ ہست و حکیم ترتیب افضلیت در میان خلفاء راشدین بترتیب خلافت است۔	۱۲۴	اے بیان مستحب اندک ندانند۔ اگر تمام دنیا یک فعل مرضی حق تعالیٰ معلوم شود و عمل بمقتضائے آن میسر گردد منتقم است۔
۱۲۴	غلطہ کردن فرقہ شیعہ در فہم معنی این تبری	۱۳۲	افضلیت شیعین با جماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۴	سچ قابل تجویز کند کہ اصحاب پیغمبر با اہلبیت دشمن باشند۔	۱۳۳	اما تفضیل عثمان بر علی پس اکثر علماء اہل سنت بر آنند کہ فضل بعد از شیعین عثمان است پس علی مراد از قول امام عظیم من علامات السنۃ تفضیل الشیعین و محبتہم لخصمین۔	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۴	حضرت ابراہیم این بزرگی کی یافت بواسطہ تبری از دشمنان او تعالیٰ پرورد۔	۱۳۳	بر آند کہ فضل بعد از شیعین عثمان است پس علی مراد از قول امام عظیم من علامات السنۃ تفضیل الشیعین و محبتہم لخصمین۔	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۵	در نظر فقیر از بڑے حصول رضائے حق تعالیٰ برابر این تبری نیست۔	۱۳۳	بیان حکم منکر این افضلیت بترتیب مذکور۔	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۵	حق تعالیٰ را با کفر و کافر می عداوت ذاتی است پس رحمت و آخرت بکافران نرسد بیان معنی حدیث سبقت حجتی غضبی۔	۱۳۳	انیدانیکہ حضرت پیغمبر از راہ خلفاء اود میرسد در رنگ ایضاے است کہ از راہ اہلبیت باور رسیده۔	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۵	سوال و جواب متعلق باہل کفر۔	۱۳۳	افضلیت باعتبار کثرت ثواب نزد خداے جل و علا اینجامداد است نہ بمعنی کثرت ظہور فضائل مناقب۔	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۵	عذاب ابدی دوزخ جزاے کفر است و پس سوال و جواب متعلق باہل کفر۔	۱۳۳	قال الامام احمد ما جاء لاحد من الصبیح من الفضائل ما جاء لعلی۔	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۵	بیان حال شخصے کہ قریب با حصار رسیده بود و توجہ حضرت ایشان بجال و سے۔	۱۳۳	وانکہ ہمہ را برابر داند بر افضل است	۱۲۴	اہتمام باید نمود کہ نماز فرض بجماعت ادا نیاید بلکہ تکبیر اولیٰ امام ترک نشود۔
۱۲۶	جواز نماز جنازہ بر مسلمانان کہ با وجود ایمان ہوم اہل کفر سے نمایند۔	۱۳۳	بیان مراد از قول صاحب فتوحات کہ سبب ترتیب فلان قہم مدۃ اعمار ہم	۱۲۶	نزد فقیر عذاب دوزخ موت باشد یا مخلد مخصوص کفر است و بصفات کفر و اہل کفر کہ گناہان ایشان الخ
۱۲۶	سوال و جواب متعلق باہل کفر و حکم قائل مسلمان عمدہ۔	۱۳۳	قال الفتازانی و ما وقع من المعاربات لم یکن عن نزاع فی خلافتہ بل عن عن خطائی الاجتہاد	۱۲۶	سوال و جواب متعلق باہل کفر و حکم قائل مسلمان عمدہ۔
۱۲۶	تحقیق زیادت ایمان و نقصان آن و تبیین مذاہب علماء و روئے اعتراضات کہ بزرگب امام عظیم کوفی در اندرین مسئلہ وارد سے شود۔	۱۳۳	اما ابا محارب ان حضرت امیر بیچ اشائی نیست بلکہ جائے نیست کہ در آزار بشیم اما چون اصحاب پیغمبر از الخ۔ حضرت امیر بر حق بود مخالفان	۱۲۶	سوال و جواب متعلق باہل کفر و حکم قائل مسلمان عمدہ۔

حصہ ۶ چہارم

نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب	نمبر صفحہ	مضمون کتاب
۱۳۵	احوال و موجدیکہ براموز نامشروع مترتب شدہ نزد فقیر از قبیل استدراج است اہل استدراج را نیز احوال و اذواق دست میدہر حکما، یونان و جگہیہ و براہمہ ہندوین منی شریکند	۱۳۷	مکتوب دو صد شخصت و مضمون در بیان آنکہ اسرار و دقائق کہ حضرت ایشان بآن متمیز گشتہ اند ششمہ از ان بطور نمیتوان آورد بلکہ بر مز و اشارات نیز از ان باب سخن نمیتوان کرد و آن اسرار مقتبس از مشکوٰۃ نبوت اند و ملائکہ عالین نیز درین دولت شریک اند۔	۱۳۵	علامت صدق احوال موافقت علوم شرعیہ است با اجتناب از کتاب امور مجرمہ بدانکہ سماع و قص فی الحقیقت داخل ہوا و لعب است۔
۱۳۵	بیان آنکہ مراد از قول حق سبحانہ فی الناس من یشتري اہوا الحدیث سرود است	۱۳۸	برکات طریقت از زمانے فائض است کہ احداث در طریقت پیدا نہ شدہ است الخ	۱۳۵	بنقل صحابہ و تابعین و فقہاضی اندک گنہم عمل صدوقیہ در حل و حرمت سندیت اینجا قول امام ابی حنیفہ و امام ابی یوسف و امام محمد معتبر است نہ عمل ابی بکر شہابی ابی حسن نوری۔
۱۳۶	صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و قص را دین دولت خود قرار گرفتہ اند الخ۔	۱۳۸	مکتوب دو سیت و شخصت و مضمون در بیان آنکہ علم وراثت انبیاء چہیت در اول از علما کہ در حدیث علماء امتی کا بسیار ہنی اسر اہل واقع شدہ اند کہ امام اند و در بیان آنکہ علم اسرار کہ از وراثت انبیاء باقی ماندہ است غیر آن اسرار است کہ از ایاء امت بان تکلم نمودہ اند از توحید و جود و بیان اظہار و	۱۳۶	من یشتري اہوا الحدیث سرود است بنقل صحابہ و تابعین و فقہاضی اندک گنہم عمل صدوقیہ در حل و حرمت سندیت اینجا قول امام ابی حنیفہ و امام ابی یوسف و امام محمد معتبر است نہ عمل ابی بکر شہابی ابی حسن نوری۔
۱۳۸	عالم وارث کہے است کہ اورا از ہر دو نوع علم سہم ہونہ آنکہ اورا از یک نوع نصیب ہونہ از نوع دیگر۔	۱۳۹	ابو ہریرہ گوید کہ من از رسول خدا دو نوع علم اخذ نمودم الخ۔	۱۳۶	صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و قص را دین دولت خود قرار گرفتہ اند الخ۔
۱۳۹	جمعہ از ارسائی بکالات نبوت گفتہ اند الولاية افضل من النبوة و جمعہ دیگر در توجیہ آن گفتہ کہ ولایت نبی اہل است از نبوت نبی۔ این ہر دو فرقی حقیقت نبوت را نادانستہ حکم بر غائب کردہ اند۔	۱۳۹	ابو ہریرہ گوید کہ من از رسول خدا دو نوع علم اخذ نمودم الخ۔	۱۳۶	صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و قص را دین دولت خود قرار گرفتہ اند الخ۔
۱۴۰	ترجیح صحو بر کبر خجلاف جمعہ از شایخ۔	۱۴۰	برکات طریقت از زمانے فائض است کہ احداث در طریقت پیدا نہ شدہ است الخ	۱۳۶	صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و قص را دین دولت خود قرار گرفتہ اند الخ۔
۱۴۰	کفر و جہل مناسب مقام ولایت است و اسلام و معرفت مناسب مرتبہ نبوت۔	۱۴۰	مکتوب دو سیت و شخصت و مضمون در بیان آنکہ علم وراثت انبیاء چہیت در اول از علما کہ در حدیث علماء امتی کا بسیار ہنی اسر اہل واقع شدہ اند کہ امام اند و در بیان آنکہ علم اسرار کہ از وراثت انبیاء باقی ماندہ است غیر آن اسرار است کہ از ایاء امت بان تکلم نمودہ اند از توحید و جود و بیان اظہار و	۱۳۶	صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و قص را دین دولت خود قرار گرفتہ اند الخ۔
۱۴۰	قول منصور کفر بدین اللہ و الکفر جہا سوال و جواب۔	۱۴۰	مکتوب دو سیت و شخصت و مضمون در بیان آنکہ علم وراثت انبیاء چہیت در اول از علما کہ در حدیث علماء امتی کا بسیار ہنی اسر اہل واقع شدہ اند کہ امام اند و در بیان آنکہ علم اسرار کہ از وراثت انبیاء باقی ماندہ است غیر آن اسرار است کہ از ایاء امت بان تکلم نمودہ اند از توحید و جود و بیان اظہار و	۱۳۶	صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و قص را دین دولت خود قرار گرفتہ اند الخ۔
۱۴۰	انبیاء این ہسہ کلانی و بزرگی کہ یافتند از راہ نبوت یافتند نہ از راہ ولایت۔	۱۴۰	مکتوب دو سیت و شخصت و مضمون در بیان آنکہ علم وراثت انبیاء چہیت در اول از علما کہ در حدیث علماء امتی کا بسیار ہنی اسر اہل واقع شدہ اند کہ امام اند و در بیان آنکہ علم اسرار کہ از وراثت انبیاء باقی ماندہ است غیر آن اسرار است کہ از ایاء امت بان تکلم نمودہ اند از توحید و جود و بیان اظہار و	۱۳۶	صوفیان خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود و قص را دین دولت خود قرار گرفتہ اند الخ۔



وَصَلَّىٰ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَعَلَىٰ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَعَلَيْتُمْ مَعَهُمْ أَجْمَعِينَ
 آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ثُمَّ آمِينَ
 ثُمَّ آمِينَ ه ه ه

اعلام

الحمد لله وكفى وسكراً على عباده الذين اصطفى ابا عبد مغبى مبادك طالبان حق را جل علائق تباد حيا علم تصوف چه دستگيهاست بن پيران
 مقبولان بازگاہ يزدانی رحسبوان درگاه سبحانی در تحصیل ذرا نعل مسالی جیلد بکار برده اند و در طایفه این مرقب جان نثارها نموده اند و بمطالعه و تکریم تصوف
 اوقات عزیز خود را صرف نموده اند علی الخصوص کتوبات قدسی آیات حضرت غوث محققین قطب عالمین عارف ربانی عالم دقائق مشانی شهرت آسمانی
 والا دانی الشیخ احمد سرمدی نقشبندی الالوسی الرضائی مجدد الف ثانی قدس الله سره در شرح روحه و فوضه بحیثیت لا یدرک الا واصف
 المطرعت خصائصه « وان تک سابقانی کل ما وصفا » که بریکه از آنها بلکه هر جمله آنها در بیت یتیم و جوهریت شین و این از ضیق
 میدان عبات است والا مصرع چسبنت خاک را با عالم پاک « سیرش سالکان جوهریت بجهت را دلیله است وانی رشفتگان ذات حق را با دلیله است
 کافی صد بار دنیا عظام از نیم مضامینش بهره یاب گشتند و هزار با صلوات عظام بمطالعتش فایز المرام شدند و لیکن الی الله مشکلی از غارگری نشانین
 که فرخ را بجای مسخر رسانیدند و فرق میان مین و والی اند استند بسیار از نظرات را مخزن را کثره از تحریفات را معدن گشته بود و از دستبر مطالعت چنانچه
 است که بروی ناخسته و از لغزش قلمها کدام تصرّفهاست که بر علم غیر اخسته بناء علیه داعیه تصحیح آن دست بر این سبکین هیچ در هیچ بلکه کم از مسرّع از حق سبحانه
 و تعالی پیدا شد و آن را وسیله نجات اخروی خود تصور کرده به تفحص وسیع و تصفح بلوغ لحنائے خطی کثیرا لکن در ازا طراف و جوانب فراهم آورده بحال
 جد و جهد تمام جمله و حرف حرفش را بارها مقابل نموده لغبنل السجین توفیق با اتمام خود حصه دوش را نیز بکلیه طبع متجلی و متنزین گردانیده هدیه ناظرین
 بر تکلین بر عایت امور ذیل گذرانیده و از فضل حق سبحانه تعالی و تقدس امید و ائیس است که دیگر حصتها را هم برین رتیره با انجام خواهد رسانید
 اول آنکه متنش را به نهمائے عدیه بکرت و مرات مقابل نموده شد که یکے را از آنها به نهمائے خطی قدیم بعضی از فضلا در روزگار
 مقابل فرموده بودند و دیگرے بهت علماء ظاهر و باطن و شمال و علی هذا القیاس دوم آنکه حتی الوسع در مواقع اختلاف هیچ
 نسخ فرودگذاشته شد سوم آنکه حتی الوسع تخریج احادیث مندرجه کتاب کرده شد چهارم آنکه حل الفاظ مشکله و ربط عبارات مبهمه بالترجم تمام
 نوشته شد پنجم آنکه فهرست جدید که آنرا اجال کتبات تران گفت لمحق کرده شد ششم آنکه بمکاتیبیکه عبارات عربی بوده اند ترجمه آنها را
 بفارسی بالمقابل نوشته شد سیمینا للطلاب تیسیر للنظاره مقسم آنکه بعضی جاها را اول قلیل بدیع توهمات باطله و خیالات ناسده حسب الفهم تعرض نموده آمد
 هشتم آنکه غالب تراجم عبارات عربی و آیات قرآنی تبیین سوره و جزو و احادیث نبوی کاشیه نگاشته شد نهم آنکه عبارات عربی را مترجم گردانیده شد
 در عایت حرکات اضافیه و توصیفیه خصوصاً در مقامات مبهمه نموده شد دهم آنکه حال بعضی از اکابر که اسمائے گرامی ایشان در کتاب جا بجا مذکور است
 از کتب قوم ماکش فرموده بجاشیه درج کرده شد علاوه بر این دیگر خصوصیات که بلا حظه ناظرین متعلق است مرعی داشته شد و الحمد لله علی
 ذلك حمد اکثر اطمینا مبارکاً علیه مبارکاً فیه و صلی الله علی سیدنا محمد و آله و صحبه اجمعین و آخر دعوانا
 ان الحمد لله رب العلمین پس حضرت که اراده خریداری این گوهر آبردار دارند بعنوان ذیل طلب فرمائند

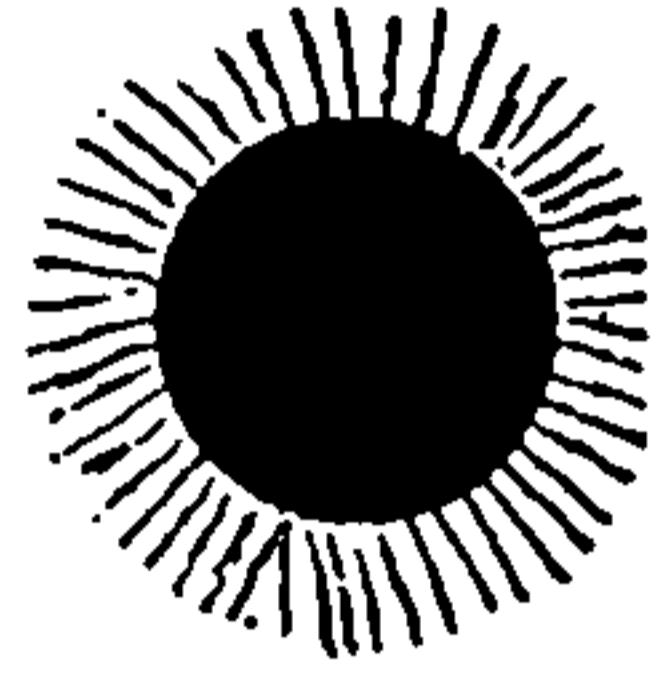
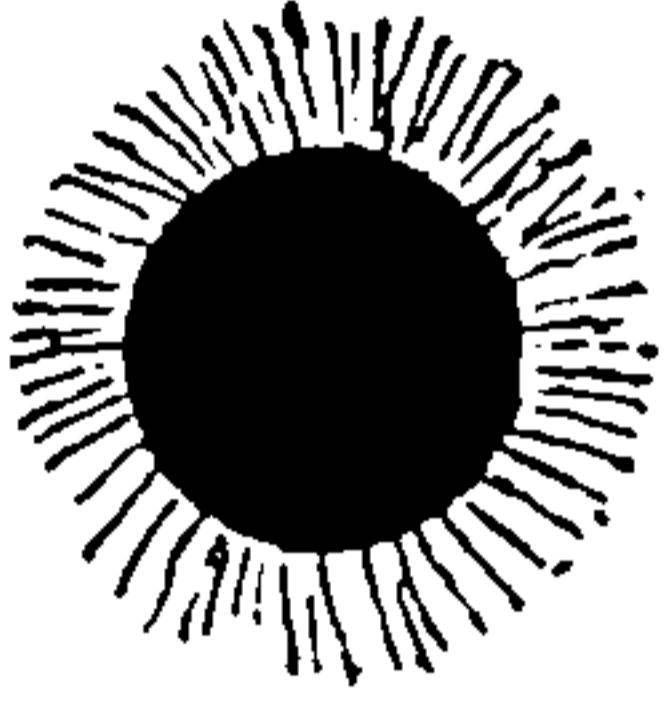
امرت به چون فرید مسجد حاجی شیخ بدصا مرحوم - خاکسار نور احمد غنی عنہ قیمت حصه چهارم مندرج ذیل است

درج	خاص کاغذ سفید و لاتی چکنا	حصه	الشماس
درج	اول " " دومی	۳۰	مصول ڈاک - نیس منی آر ڈر و پکنگ وغیرہ بذریعہ خریداری
درج	دوم " " "	۲۰	تعمیل فرمائش بذریعہ وی پی یا بصورت وصول قیمت
درج	سوم " " بادلی	۱۰	نقدہ خواہد شد

حصه چهارم کتوبات امام ربانی در کجکتاب کاتب غلام محمد مرتبی معافند و تمام بات

عَيْنِ نَبِيِّ رَبِّنا عِبَادِ اللَّهِ فَحَسْبُ وَنَبِيًّا فَجَائِزًا

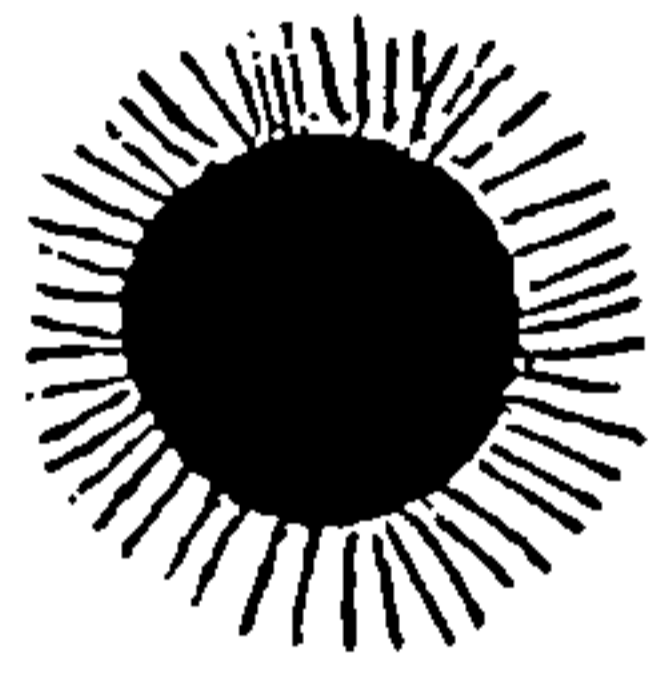
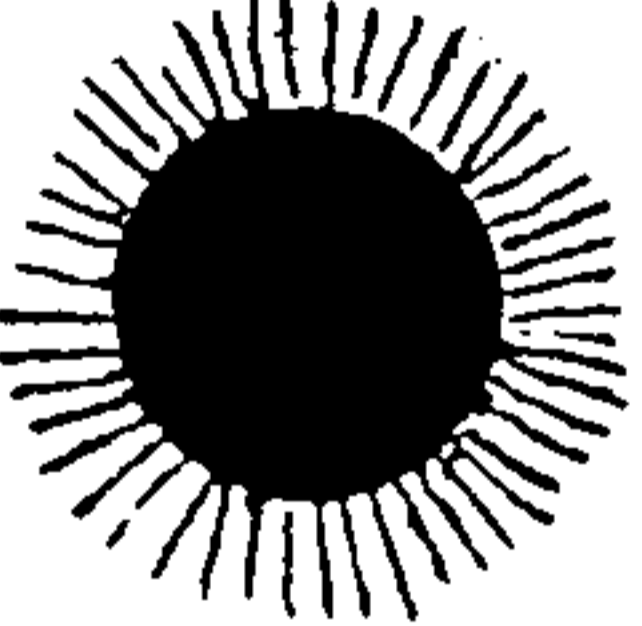
مَنْزُومَةُ
مَنْزُومَةُ



حکیم

کتاب

اول



مَنْزُومَةُ
مَنْزُومَةُ

مطبع مجدی امیرکنت ۳۹۰ هجری قمری سنه ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱
در کتب خانہ امیرکنت سنه ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱

حق

حق

حق

وَأَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ حَقًّا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب دوم در اصول و اسرار

بسیار حسین مانک پوری صدور یافته در بیان خصائص و کمالات طریقه عالیہ نقشبندیہ مثل فضیلت
 این طریق و اندراج نهایت در بدایت آن بایان نهایت این طریق و مثل سفر و وطن و خلوت
 و راجحین و تقدیم جذبہ بر سلوک و ابتداء سے سیر از عالم امر و بدون این طریق اقرب محرق کالبسته
 موصول است و بدون این طریق برنجیکه در ابتدا در آن حلاوت و وجدان است و در انتها بے مزگی
 و فقدان که از لوازم یاسن است و همچنین در ابتدا و این طریق ثقب شہود است و در انتها بعد و حرمان
 و آکار این طریقه عالیہ احوال و مواجید را تابع احکام شرعیہ ساخته اند و اذواق و معارف را خادم علوم
 دینیہ دانسته و درین طریق پیری و مریدی تعلیم و علم طریقت است نہ کتلاہ و شجرہ و درین طریق ریاضات
 و مجاہدات بانفس امارہ باشیان احکام شرعیہ است و التزام متابعت سنت نبویہ علی صلحہا
 الصلوٰۃ والسلام و الخیر و درین طریق تسلیک طالب مرلوب بمصرف شیخ مقصد است
 و این بزرگواران همچنانکہ قدرت کاملہ بر اعطای نسبت دارند و سلب آن نسبت نیز قدرت
 تامہ دارند و درین طریق بیشتر افادہ و استفادہ بسکوت است و آن سکوت از لوازم طریق ایشان است
 وَ يَا نَسِيبُكَ أَتَى اللَّهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَآلِهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مکتوبات امام برهان ۱

در اصول و اسرار

صلی علی سید المرسلین
صلی علی من اتبع الهدی
صلی علی اهل بیت
صلی علی اولاد محمد
صلی علی اصحاب محمد
صلی علی من یرحمکم
صلی علی من یرحمکم
صلی علی من یرحمکم
صلی علی من یرحمکم

مدعی یاس از جدول بعین فصل الکارند این همه علامت رسالی است بان منزلت علیانامیه مافی الباب پرورد
از ان مقام عالی بر اطن الشیان تافته است جمع از اصل الکاشته اند و جمع دیگر یاس این تفاوت از راه آینه
بر کلام سخن و مناسب بعد اوطائف وصل است و موافق استعداد طائفه دیگر یاس نزد این حقیر استعدا و یاس نکوتر
است از استعداد اول هر چند آنجا وصل و یاس ملازم یکدیگر اند و جواب اعتراض و بیم نیز این جوابی است که گشت
چه وصل مطلق و دیگر است وصل عمران و دیگر شتان مابینه ما و نعنی بالوصل العمرانی رفع الحجب کلها
و ذوال الموانع با سرها و آنها کان اعظم الحجب و اقواها الحجابات المتشوعة و الظهورات
المختلفة لا بد ان تنفضت و تدمرتك التجلیات و الظهورات تمامها سواء كان التجلی و الظهور و فی
مرابا الامکانیه و البجالی الوجوبیه فانها مافی حصول نفس الحجب سواء کان التفاوت
بینهم مافی الشرف و الرتبة و هو خارج عن نظر الطالب اگر پسند که ازین بیان لازم می آید که تجلیات را
نهایت باشد و حال آنکه مشایخ طریقت تصریح کرده اند که تجلیات را نهایت نیست جواب گوئیم که نهایی
تجلیات بر تقدیر است که سیر در اسما و صفات بتفصیل واقع شود و برین تقدیر وصول بحضرت ذات تعالی
و تقدس میسر نیست و وصل عمران حاصل وصول بحضرت ذات تعالی تقدس منوط بطی اسما و صفات
است بر بیل اجال پس تجلیات را نهایت باشد اگر گفته شود که تجلیات ذات را نیز به نهایت گفته اند چنانکه
حضرت مولوی جامی قدس سره و شرح لمعات بان تصریح نموده است پس تجلیات را نهایت گفتن بکلام
وجه است آید جواب گوئیم که آن تجلیات ذاتیه نیز به ملاحظه شهبون و اعتبارات نیست که تجلی بل آن حظه
ممكن نیست و آنچه ما در صد و پیمان آنیم امر است ما و اسما و صفات صغالی باشد آن تجلیات یا ذوات
چه اطلاق تجلی در ان موطن جائز نیست هر تجلی که باشد زیرا که تجلی عبارت از ظهور شیئی است در مرتبه ثانی
یا ثالث یا رابع الی ما شاء الله تبارک و تعالی و اینجا مراتب همه سابقه گشته است و مسافت تمام طی شده
اگر پسند که آن تجلیات ازانی که امام اعتبار گفته شود گوئیم که تجلیات اگر ملاحظه معانی زائده است تجلیات
صفات است و اگر ملاحظه معانی غیر زائده تجلیات ذات لهندا ظهور وحدت را که تعین اول است

صلی علی سید المرسلین
صلی علی من اتبع الهدی
صلی علی اهل بیت
صلی علی اولاد محمد
صلی علی اصحاب محمد
صلی علی من یرحمکم
صلی علی من یرحمکم
صلی علی من یرحمکم
صلی علی من یرحمکم

ترتیب اول

سوال

جواب

سوال

جواب

توقف تجلی مطلق

وق در بیان تجلی صفات و تجلیات

صه ایمن فله تبارک
صه کلایان تنفضت
صه تبارک التجلیات
صه ملاحظه معانی

و تکلم و مخاطب نباشند آنکه چشم را بپوشد و حواس را بتکلف معطل سازد که آن منافی این طریق است
 اے برادر این همه محمل تکلف و ابتداء و دور و وسط است و در انتها ازین محملات هیچ در کار نیست و عین
 تفرقه جمعیت است و در نفس غفلت حاضر از اینجا کسے گمان نکند که تفرقه و عدم تفرقه در حق منتهی مطلقاً
 مساوی است لاکه مراد آنست که تفرقه و عدم تفرقه در نفس جمعیت باطن او برابرند معذک اگر ظاہر را
 با باطن جمع سازد و تفرقه را از ظاہر نیز دفع نماید اولی و انسب خواهد بود **وَقَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَمْرُهُ**
لَنبِيٍّ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ وَأَذْكُرُ سَمْعًا بِكَ وَتَبْتَئِلُ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً باید دانست که در بعضی اوقات
 از تفرقه ظاہر چاره نبود که حقوق خلق ادا یابد پس تفرقه ظاہر نیز در بعضی اوقات محسن گشت اما تفرقه
 باطن در هیچ وقت از اوقات جائز نیست که آن خالص از برای حق است بمانند پس سه حصه از عباد
 مسلم از برای حق شد تعالی باطن تمام نصف از ظاہر و نصف دیگر از ظاہر از برای ادا حق خلق
 باقی ماند اما در اداے آن حقوق هر گاه امتثال ادا امر حق است بمانند آن نصف دیگر نیز راجع بحق گشت
سُبْحَانَ إِلَهِ رَبِّ رُجْعِ الْأُمُورِ كُلُّهَا فَاَعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ و درین طریق
 تقدیم جذبہ است بر سلوک و ابتداء سیر از عالم امر است نه از عالم خلق بخلاف اکثر طرق دیگر و قطع منازل
 سلوک و ضمن طے معارج جذبہ مندرج است و سیر عالم خلق در تحت سیر عالم امر پیشتر پس اگر این اعتبار
 درین طریق اندراج البدایت فی النہایت ہم گویند گنجایش دارد پس معلوم شد که سیر ابتداء درین طریق در
 سیر انہما مندرج است نه آنکه از انتها بر اسے سیر ابتدا فرود آیند و بعد از تمامی سیر نہایت در بدایت یکینند از اینجا
 باطل شد عم یکے میگوید کہ نہایت این طریق بدایت طرق سائر شاخ است اگر کسے گوید کہ در عبادت
 بعضی از شاخ این طرفیہ واقع شدہ است کہ ایشان را سیر در اسما و صفات بعد از تمامی نسبت ایشان واقع
 میشود پس درست آمد کہ نہایت ایشان بدایت و بجز ان شد چه سیر در اسما و صفات و ابتداء است نسبت سیر
 در تجلیات ذاتیہ در جواب گوئیم کہ ایشان را سیر در اسما و صفات بعد از سیر در تجلیات ذاتیہ نیست بلکہ درین
 زمین سیر آن سیر ہم واقع میشود و غایت مافی الباب چون سیر اسما و صفاتی بسبب بعضی از

یعنی یادکن نام
 برادران خود را در این طریق
 از بعضی چیزها که در این
 دنیا نیستند بپوشد
 و در بعضی اوقات
 از تفرقه ظاہر چاره
 نبود که حقوق خلق
 ادا یابد پس تفرقه
 ظاہر نیز در بعضی
 اوقات محسن گشت
 اما تفرقه باطن
 در هیچ وقت از
 اوقات جائز نیست
 که آن خالص از
 برای حق است
 بمانند پس سه
 حصه از عباد
 مسلم از برای
 حق شد تعالی
 باطن تمام
 نصف از ظاہر
 و نصف دیگر
 از ظاہر از
 برای ادا حق
 خلق باقی
 ماند اما در
 اداے آن حقوق
 هر گاه امتثال
 ادا امر حق
 است بمانند
 آن نصف دیگر
 نیز راجع بحق
 گشت

تفرقه ظاہر در بعضی اوقات از تفرقه ظاہر چاره نبود که حقوق خلق ادا یابد پس تفرقه ظاہر نیز در بعضی اوقات محسن گشت اما تفرقه باطن در هیچ وقت از اوقات جائز نیست که آن خالص از برای حق است بمانند پس سه حصه از عباد مسلم از برای حق شد تعالی باطن تمام نصف از ظاہر و نصف دیگر از ظاہر از برای ادا حق خلق باقی ماند اما در اداے آن حقوق هر گاه امتثال ادا امر حق است بمانند آن نصف دیگر نیز راجع بحق گشت

الصفات الخلقية

الصفات الخلقية

الصفات الخلقية

این شاخ این طرفیہ واقع شدہ است کہ ایشان را سیر در اسما و صفات بعد از تمامی نسبت ایشان واقع میشود پس درست آمد کہ نہایت ایشان بدایت و بجز ان شد چه سیر در اسما و صفات و ابتداء است نسبت سیر در تجلیات ذاتیہ در جواب گوئیم کہ ایشان را سیر در اسما و صفات بعد از سیر در تجلیات ذاتیہ نیست بلکہ درین زمین سیر آن سیر ہم واقع میشود و غایت مافی الباب چون سیر اسما و صفاتی بسبب بعضی از

پس باید که نهایت مشایخ خود را بدایت شان بگویم و همگانه از ۱۲

عواض ظهور میکنند و سیر تجلیات ذاتی مستور میگردد و مختل میشود که آن سیر را تمام کرده داخل تجلیات آسمانی
و صفاتی گشته است و چه چنین است آنکه بعد از تمامی سیر در مدارج ولایت رجوع عالم واقع میشود
از برائے دعوت خلق بحق جل و علا اگر آن رجوع را نهایت ایشان دانسته بدایت خود تصور کرده باشد
بعید نیست اما چه میگوید مشایخ او نیز در نهایت همین رجوع دارند و ایضا مرا و از نهایت و بدایت بدایت
و نهایت ولایت است و این سیر رجوع بولایت تعلق ندارد و نصیبی است از مرتبه دعوت و تبلیغ و این
طریق اقرب طریق است و البته حصول حضرت خواجه نقشبند قدس سره فرموده اند طریق با اقرب طریق است
و فرموده اند ارحم بسبحانه و تعالی طریقے خواستیم که البته حصول باشد و این خواست ایشان با اجابت
مقرون گشته است چنانچه در شرحات از حضرت خواجه احرار قدس سره نقل کرده است چرا اقرب باشد
و حصول نبود که آنها در ابتدا آن اندراج یافته است حیلے پیدا کنند باشد که درین طریق داخل شود و استقامت
نور و در وی نصیب برود و مصرع خورشید نه مجرم ارکسے بینا نیست آری اگر طالب بے بدست نام
افتد گناه طریق حسیت و تقصیر طالب کدام زیرا که فی الحقیقت راهبران طریق حصول است نه نفس از طریق
و درین طریق در ابتدا حلاوت و وجدان است و در نهایت بے مزگی و فقدان که از لوازم یاس است بحکم
طریق دیگر که در ابتدا بے مزگی و فقدان دارند و در انتها حلاوت و وجدان و همچنین درین طریق در ابتدا
قرب و شهود است و در نهایت بعد و حرمان بخلاف طرق سایر مشایخ که آرام تفاوت طرق از اینجا قیاس باید کرد
و بزرگی این طریق عالی را باید دریافت چه قرب و شهود و حلاوت و وجدان از دوری و مجوری خبر میدهند
و بعد و حرمان و بے حلاوتی و فقدان از نهایت قرب **فهم من فهم** و شرح این سیر این قدر و این نماید
که هیچکس از نفس خود بخود نزدیکتر ندارد و نسبت قرب و شهود و حلاوت و وجدان در حق نفس خود او را
منقود است نسبت بغیر خود که با وسایمت دارد و این نسبت با موجودات العاقل و تکفیه الاشارة و اکابر
این طریق علییه احوال و موجد را تابع احکام شرعی ساخته اند و اذواق و معارف را خاوم علوم و ینیه داشته
چو این نفس شرعیه او در رنگ طفلان بچو و مویز و وجد و حال عوض نمیکند و به ترات صدوفیه مغرور و مفتون
کلمات مگره ۱۲

این سیر را تمام کرده داخل تجلیات آسمانی
از این سیر در مدارج ولایت رجوع عالم واقع میشود
علا اگر آن رجوع را نهایت ایشان دانسته بدایت خود تصور کرده باشد
بعید نیست اما چه میگوید مشایخ او نیز در نهایت همین رجوع دارند و ایضا مرا و از نهایت و بدایت بدایت
و نهایت ولایت است و این سیر رجوع بولایت تعلق ندارد و نصیبی است از مرتبه دعوت و تبلیغ و این
طریق اقرب طریق است و البته حصول حضرت خواجه نقشبند قدس سره فرموده اند طریق با اقرب طریق است
و فرموده اند ارحم بسبحانه و تعالی طریقے خواستیم که البته حصول باشد و این خواست ایشان با اجابت
مقرون گشته است چنانچه در شرحات از حضرت خواجه احرار قدس سره نقل کرده است چرا اقرب باشد
و حصول نبود که آنها در ابتدا آن اندراج یافته است حیلے پیدا کنند باشد که درین طریق داخل شود و استقامت
نور و در وی نصیب برود و مصرع خورشید نه مجرم ارکسے بینا نیست آری اگر طالب بے بدست نام
افتد گناه طریق حسیت و تقصیر طالب کدام زیرا که فی الحقیقت راهبران طریق حصول است نه نفس از طریق
و درین طریق در ابتدا حلاوت و وجدان است و در نهایت بے مزگی و فقدان که از لوازم یاس است بحکم
طریق دیگر که در ابتدا بے مزگی و فقدان دارند و در انتها حلاوت و وجدان و همچنین درین طریق در ابتدا
قرب و شهود است و در نهایت بعد و حرمان بخلاف طرق سایر مشایخ که آرام تفاوت طرق از اینجا قیاس باید کرد
و بزرگی این طریق عالی را باید دریافت چه قرب و شهود و حلاوت و وجدان از دوری و مجوری خبر میدهند
و بعد و حرمان و بے حلاوتی و فقدان از نهایت قرب **فهم من فهم** و شرح این سیر این قدر و این نماید
که هیچکس از نفس خود بخود نزدیکتر ندارد و نسبت قرب و شهود و حلاوت و وجدان در حق نفس خود او را
منقود است نسبت بغیر خود که با وسایمت دارد و این نسبت با موجودات العاقل و تکفیه الاشارة و اکابر
این طریق علییه احوال و موجد را تابع احکام شرعی ساخته اند و اذواق و معارف را خاوم علوم و ینیه داشته
چو این نفس شرعیه او در رنگ طفلان بچو و مویز و وجد و حال عوض نمیکند و به ترات صدوفیه مغرور و مفتون
کلمات مگره ۱۲

نمیکردند و حالیکه بار کتاب محظورات شرعیہ و خلاف سنت مبنیہ حاصل شود قبول ندارند و نخواهند از اینجا
 که سماع قصص را تجویز نمے نمایند و بدکجه قبل نمیفرا مید حال ایشان بر دوام است و وقت ایشان
 بر اتمر آن تجلی ذاتی که دیگران را کالبرق است ایشان را دایمی است حضور که غنیت در قضا
 آن باشد نزد این بزرگواران از چیز اعتبار ساقط است بلکه کارخانه ایشان از حضور و تجلی بلند تر است
 چنانکه اشارتے بان رفته حضرت خواجہ احراز قدس ^{سید} فرموده اند که خواجگان این سلسلہ علیہ قدا
 اللہ تعالیٰ ^{علیہم} بہر زرقانی و رقاضی نسبت ندارند کارخانه ایشان بلند است و درین طریق پیری
 و مریدی تعلیم و علم طریقہ است نہ بکلاہ و شجرہ کہ در اکثر طرق مشایخ خرم شده است حتی کہ متاخران ایشان
 پیری و مریدی را منحصر بکلاہ و شجرہ ساخته اند از اینجا است کہ تعدد و پیروی تجویز نمے نمایند مع علم طریقت مرید
 نامند و پیروی نمایند و رعایت آداب پیری را در حق او بجائے آرند این از کمال جهالت و نارسائی ایشان
 است نمیدانند کہ مشایخ ایشان تعلیم و صحبت نیز پیر گفته اند و تعدد و پیروی تجویز فرموده اند بلکه در عین حیات
 پیر اول اگر طالبے رشد خود را در جائے دیگر بنیدے انکار پیر اول جائز است کہ پیر ثانی اختیار کند حضرت
 خواجہ نقشبند قدس در باب تجویز این معنی از علمائے بخارا فتوے درست فرموده بودند اگر
 از پیرے خرقہ ارادت گرفته باشد از دیگرے خرقہ ارادت نگیرد و اگر گیرد خرقہ تبرک گیرد از اینجا لازم نمی آید
 کہ پیر دیگر اصلاً نگیرد بلکه رواست کہ خرقہ ارادت از یکے گیرد و تعلیم طریقت از دیگرے و صحبت با ثالث
 وار و اگر این ہر سہ دولت از یکے میسر گردد و چہ نعمتے است و جائز است کہ تعلیم و صحبت از مشایخ متعدد
 استفادہ نماید و باید دانست کہ پیر است کہ مرید را بحق سبحانہ رہنمائی فرماید این معنی در تعلیم طریقت بیشتر
 ملحوظ است و واضح تر است پیر تعلیم ہم استاد و شریعت است و ہم رہنمائے طریقت بخلاف پیر خرقہ پس
 رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر بجای باید آورد و با اسم پیری او احق باشد و درین طریق ریاضات و مجاہدات
 بانفس آثارہ با مشایخ احکام شرعیہ است و التزام متابعت سنت مبنیہ علی صلاحیہا الصلوٰۃ و السکرم
 و النجیۃ زیرا کہ مقصود از ارسال رسل و انزال کتب رفع ہواہائے نفس آثارہ است کہ بمعادوات مولا
 نہ فرستادن ہمچون فرود آوردن کتابا سے از باب حق قدا " نفوس

بالتبع ترتیب از مشایخ پیر است اتفاقاً در بعضی از مشایخ پیر است

بالتبع ترتیب از مشایخ پیر است اتفاقاً در بعضی از مشایخ پیر است

بالتبع ترتیب از مشایخ پیر است اتفاقاً در بعضی از مشایخ پیر است

بالتبع ترتیب از مشایخ پیر است اتفاقاً در بعضی از مشایخ پیر است

بالتبع ترتیب از مشایخ پیر است اتفاقاً در بعضی از مشایخ پیر است

بالتبع ترتیب از مشایخ پیر است اتفاقاً در بعضی از مشایخ پیر است

بالتبع ترتیب از مشایخ پیر است اتفاقاً در بعضی از مشایخ پیر است

خاصہ دیگر

تعلیم و صحبت و رعایت

خود بجل سلطانہ نقیب گشتہ است پس فرع ہوا لے نفس بوط با تیان احکام شرعیہ گشت ہر قدر کہ در
 شریعت راسخ تر باشد از ہوا ہے نفس بعید تر بود پس هیچ چیز نفس امارہ شاق تر از امتثال و امتزاجی
 شریعت نبود و خرابی او جز در تقلید صاحب شریعت تصور نباشد ریاضات و مجاہدات کہ با و را تقلید
 گشت اختیار کنند مغنیر نیست کہ جو گویہ و براہ منہم و فلاسفہ یونان درین امر شرکت دارند و آن ریاضات
 و رحن ایشان جز صدمات نمی افزاید و غیر خسارت راہ نمے نماید و درین طریق تسلیک طالب مریوط
 بتصرف شیخ مقتد است بے تصرف او کار نیک شاید چه اندراج نہایت و بردایت اثر توجہ شریف است
 و حصول معنی بیچونی و بیچگونگی نتیجہ بحال تصرف او کیفیت بیچودی کہ آزار راہ مخفی اعتبار کرده اند حصول
 آن در اختیار بندی نیست و توجہ جمے کہ معر او شش بہت است و جو و آن در خور حوصلہ طالب نہ شہ
 نقشبندیہ عجب فلہ سالار اند کہ بزند از رہ پیمان بحر م قائلہ را بہ این بزرگواران چنانکہ قدرت کاملہ بر
 عطا نیست دارند و حضور و آگاہی را در اندک وقت بطالب صادق عطا مینماید و سلب آن نسبت
 نیز قدرت نامہ دارند و بیک بے التفاتی صاحب نسبت را مفلس سازند بے آنہا کہ میدہند میسازند
 ہم اعاذنا اللہ سبحانہ من غضبہ و غضب اولیائہ الکرامہ و درین طریقہ علیہ مشیر افادہ و استفادہ
 سکوت فرمودہ اند ہر کہ از سکوت منتفع نشد از کلام ما چه نفع خواهد گرفت و این سکوت را بہ تکلف
 اختیار نہ کردہ اند بلکہ از لوازم طریق ایشانست چہ از ابتدا توجہ این بزرگواران با حدیث مجرورہ است از
 اسم و صفت جزوات نمیخوانند و معلوم است کہ مناسب آن توجہ و ملائم آن مقام سکوت و خرس است
 من عرف اللہ کل لسانہ مصداق این سخن است و اخذتہ ہذا المقالة بحمد اللہ سبحانہ و بصلوات
 حبیبہ احمد اللہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و آلہ الطاہرین و علیہم السلام

در این وقت بنام اللہ تعالیٰ
 در این وقت بنام اللہ تعالیٰ
 در این وقت بنام اللہ تعالیٰ
 در این وقت بنام اللہ تعالیٰ

و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال

و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال

و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال
 و اشارت بہ این حال

سہ و ستم میکنند این گفتگو سے بہت تائید
 ہندو سے پاک اور بڑے گورنہ میناوں علی اسد علیہ
 زاد و سلم ۱۲

مکتوب دوم

بخواجه محمد اشرف کابلی صدور یافته در بیان خرابی احوال و دید تصور و مہتمم داشتن حشرات خود را و جمع

۱۰
بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
الذين آتوا بالحق والهدى وسليما على كل دين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
الذين آتوا بالحق والهدى وسليما على كل دين

هـ ولین در مکتوب در صدوسی و چهارم از مجلد اول بیان فرموده اند

شدن این وید تصور با کمالات و ولایت بلکه این وید اثر آن کمالات و مآیناسب ذلك اللهم
وقتنا لرضائك وثبتنا على طاعتك بحرمه سيد الاولين والآخرين عليه وعلى آله الصلوات
والسلايمات بزك فرموده است که مرید صادق است که مدت بست سال کاتب شمال و حریف
نیاید که بروی تو نرسد و این فقیر بر تقصیر ندوق و وجدان در حق خود میاید که کاتب مهن معلوم است
که در مدت بست سال جنبه بیاید که در صحیفه اعمال او روح نماید خدا و انا است بجل سلطانه که این سخن را
بتشع و تکلف میگوید و ایضا ندوق میاید که کافر و فرنگ از دوسه برابر است بهتر است و اگر هرگز از این
از جواب عاجز نیاید و ایضا بطریق ذوق خود را محاط خطیات میداند و مشمول بیانات می انگار و حسنا میگوید
بوجودی آید کاتب شمال خود را بکلمات آن آحق می بنید و میاید که کاتب شمال او همیشه در کاتب
است و کاتب مهن او مین و مینا و کاتب مهن را خالی و سفید میداند و صحف شمال او مملو و سیاه امید
جز رحمت ندارد و دست آوری جز مغفرت نه و دعاء اللهم مغفرتك اوسع من ذنوبك
و رحمتك ارحم عندی من عیالی بموفق حال اوست عجائب کار و بار است فیوض و
واراثت الهی بجل سلطانه که علی الدوام در مدارج کمال و تکمیل فالض و وارثت است تأسید این وید
نیاید و تقویت این عیب مبنی میفرماید بجائے عجب منقصت می افزاید و در محل ترفع راه متواضع
و فروتنی میکشاید و در آن واحد هم کمالات و ولایت مشرف است و هم بدید تصور متصف هر چند بالاتر
میرود و پایان تر خود را می بیند بلکه همان بالاتر رفتن سبب پایان تر دیدن شده است نظیر آن را
باور دارند مانده و اگر سر آن را معلوم کنند شاید باور دارند سوال تهران جمع متنافینین چیست و وجود
احد المتنافینین سبب وجود متنافی و دیگر حرا باشد حواک احتمال جمع متنافینین مشروط باشد حواک محال است
و در ما کنز فیه محل متعدد است بالاتر و ند بالطائف عالم امر است از انسان کامل و فرود آید باز
عالم خلق اول طائف عالم امر هر چند بالاتر و ند به متناسب تر میگردد و عالم خلق و همان بمناسبتی
سبب پایان تر آمدن عالم خلق است و عالم خلق هر چند پایان تر می آید سالک اجلاوت
هـ یعنی محال است که در متنافی در یک محل یافته شود در یک چیز و در صدوسی و چهارم از مجلد اول بیان فرموده اند

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
الذين آتوا بالحق والهدى وسليما على كل دين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
الذين آتوا بالحق والهدى وسليما على كل دين

هـ ولین در مکتوب در صدوسی و چهارم از مجلد اول بیان فرموده اند

شاید در این مکتوب در صدوسی و چهارم از مجلد اول بیان فرموده اند

تر میبازد و در غیوب و نقائص از یاده نرسید و انداز نجاست که منتیان مخرج آرزو کے آن
 التذاد و حلاوت دارند که در ابتدا ایشان را میسر شده بود و در انتها از دست رفته و پیمزگی بجای
 آن نشسته و هم از نجاست که کافر فزنگ را عارف از خود بهتر میداند زیرا که در کافر نورانیته هست بواسطه
 امتزاج عالم امر و بعالم خلق او و در عارف این امتزاج زایل شده است عالم تنها که اما از عارف بر
 مے افتد جدا مانده است که سر سر بر ازلت و کدورت است و هر چند لطائف عالم امر فرود می آیند
 با عالم خلق اختلاط ندارند و امتزاجی حاصل نمیکند چنانچه در ابتدا داشتند مکتوبیکه بدست اخوی
 خواجه محمد طاهر ارسال داشته بود در رسید حصول البطه که بمنی بر ناسبت تامه است در زمان غیبت
 از نعمت های عظیم شمرند و تا موانع مرتفع شود اکتفا بقرب قلوب نمایند و با وجود این قرب خواهرش
 قرب آبدان راز دست ندیدند که تمامی نعمت مربوط باین قرب است و این قرنی با وجود قرب قلوب
 چون قرب آبدان نداشت بازنائے آن جماعه که قرب آبدان داشتند نرسد لهذا اتفاق کوه بود
 او بد شعیر ایشان که اتفاق کنند بر ابری نماند فلان تعدیل بالصعبه شیئا کائنا ما کان والسلام
 ۳ بجز در هر دو مقام

مکتوب دوم در وقت سوم

خواجه جمال الدین حسین کولابی صدور یافته و تحریض بر اظهار احوال و واقعات نمودن شیخ بزرگوار خود
 اخوی خواجه جمال الدین حسین بدست که از کیفیات احوال خود اعلام نداده اند نشنیده اند که شاخ
 کبر و بیه مرید سے را که تاسه روز از احوال و واقعات خود بعرض شیخ خود نرساند کف پاک میفرمایند
 مضمون ما مضی و بگر چنین نکنند و هر چه روید بنویسند باشند قدوم مبارک اخوی اعز می را منتظر
 در خدمت و در بجوی کوشند و صحبت گرامی ایشان را عزیز دانند غ داویم ترانج گنج مقصود

تشان
 والشکام

مکتوب دوم در وقت چهارم

فادیت
 ناسبت

در معرفت

این مکتوب در وقت سوم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت چهارم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت پنجم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت ششم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت هفتم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت هشتم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت نهم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت دهم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت یازدهم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان
 در وقت بیستم در روز شنبه ۱۲۰۳ هجری قمری در شهر کاشان

وَأَوْضَاعَ رَأْحَى ارشدى مولانا محمد صلح بتفصیل مذکور خواهند ساخت و محل بعضی اشتباہات را
از ایشان استفسار خواهند نمود وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰى وَالَّذِينَ تَابَعُوْهُ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ
وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوٰتُ وَالسَّلَامٰتُ اَمَّهًا وَاكْمَلَهَا

مکتوب صدیست و پنجم

بلاطاهر لاهوری صدور یافته در میان آنکه در بدایت این طریقه علمیه احوالکدو مگران اور نهایت میسر
میگردد میسر میشود لیکن بطریق اندراج نهایت در بدایت که از لوازم این طریق عالی است و ظهور این
چنین احوال در بدایت مستلزم آن نیست که صاحب آن احوال را کامل و مکمل گویند و اجازت تعلیم طریقه
نمایند و مایناسب است **وَكُنْ عَلٰی نَسَبِهِ وَنَسَلِهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الْكِرَامِ مَرَّاسَلٰتٍ شَرِيفَةٍ**
پس در پی وصول یافت از گرمی هنگامه طالبان و التذاذ و جمعیت ایشان اندراج یافته بود
فرحت بفرحت افزو و غایه مافی الباب چون درین طریق اندراج نهایت در بدایت است بتیان
این طریق عالی را در ابتدا احوال رو میباید که شبیه باحوال منتهیان است بجهتی که فرق در میان این
دو نوع احوال نتواند کرد مگر عاری که حدت نظر داشته باشد پس برین تقدیر اعتماد و حصول احوال
نموده آن صاحب احوال اجازت تعلیم طریقت نباید فرمود که درین صورت ضرر آن صاحب احوال
فوق ضرر مسترشان اوست **وَلَا تَقْبَلُ اَوْلَادًا تَرْتَقِبٰتٍ** او را از ترتیبات باز دارد و نتواند بود که حصول جاه و ریاست
که از لوازم مقام ارشاد است او را در بلا اندازد که آباره او هنوز بر کفر خواست ترکیه باوراه نیافته **مَنْ**
بمقتضی جمعی را که اجازت داده اند بلائیمت معقول آنها سازند که این نوع اجازت مثنی بر کمال نیست
کار بسیار هنوز در پیش است این احوال که در ابتدا داده است از قبیل اندراج نهایت در بدایت است
و نصاحتی که مناسب و اندر کار دارند و بر مقتضی آنها اطلاع بخشند و چون اجازت داده اند از تعلیم
طریقت منع شان نکنند که شاید برکت نفس شهاب حقیقت مقام ارشاد برسد دیگر چون شروع درین امر

بالاتر از
تفاوت
از هر یک از این دو مقام نیز آید
از هر یک از این دو مقام نیز آید

مکتوبات امربانی
در تفاوت

عظیم القدر نموده اند مبارک است سعی و اہتمام را در کار دارند و سگرم باشند کہ باعث از دیوار گری
ہنگام طالباں گروہ و اسلام

کتاب وصی و وصیہ ششم

برادر حقیقی خود میان شیخ محمد موود و اہل اہل نمودہ اند و بیان آنکہ فرصت حیوۃ بسیار قلیل است و عذاب آید
متفرغ بران دنیا نیست ذلک مکتوب مرغوب اخوی اعزی وصول یافت موجب فرحت گشت
آے برادر رفقتنا اللہ سبحانہ و ایاک ہم فرصت حیوۃ بسیار قلیل است و عذاب آید متفرغ بران
خجف باشد کہ کسی این فرصت را در تحصیل امور لا طائل صرف نماید و ملتم از امام مخلد کرد آے برادر
مردم از اطراف و جوانب ترک اسباب و نیوی نمودہ در رنگت و بلخ بیزیند و شما قدر دولت
خانگی را ناشناختہ در طلب دنیا و دنیا بدوق میدوید و بشوق خواہان حصول آیند را کہ حیات
شعبۃ من الایمان حدیث نبوی است علیک من الصلوٰات افضلها و من التسلیما اذ کلنا
آے برادر این نوع اجتماع اہل اہل و این جمعیت شدنی اند کہ امروز در سر مندیست است اگر در
عالم گردید معلوم نیست کہ عشر عشر این دولت پیدا آرید و شتمہ ازین ماجرا حاصل کنید و شما این چنین
دولت را مفت از دست دادید و از جوایز نفیس بجز و موزور رنگ طفلان اکتفا نمودید مصرعہ
شربت بادا نہر شربت با واسلہ آے برادر تا وقت دیگر شاید فرصت نہ بیند و اگر بدینہا این اجتمع
بر پا نگذارند آن زمان علاج چیست و تدارک چہ بود و ہلانی سچہ چیز حاصل آید غلط کردہ اید و خطا ہمیدہ
بلغمہاے چرب و شیرین نعمتون نشوید و بلبا سہاے نفیس و مزین فریب نخرید کہ نتایج آنہا غیر از حشر
و ندامت چہ در دنیا چہ در آخرت ہیچ نیست بواسطہ رضا طلبی اہل اہل عیال خود را در بلا انداختن و اختیاری
عذاب اخروی نمودن از عقل در اندیش بسیار دو راست حق سبحانہ و تعالی عقل ما و مستنبہ کنان و
آے برادر دنیا کہ در بیوفائی مثل است و اہل دنیا کہ در وفادارت و حشر مشہور حریف باشد کہ عمر گرامی خود

از بیان اشرف الشان
رحمہا اللہ تعالی عنہ
عندہ والمراد بہ الحیل
الایمان الذی یمنع
الخصم من الفسل
القیحی و شفاء عیبا
لا النفسانی الذی
بغیر و بے من خوف
ما یلا و دیبا علیہ
تخصیبا ذکر و دردی
الاکلان الحیجی بجای
فضاعۃ القصبی
فی نزع عین المناہجی
در تبرع عن اللالی
و لا ذاق لجنجفہ
الحیبا ان سیکالک
لک لولہا حشر خالک
بہنی ذوق فحیم کاذب
ان وقت کذبین
منشا کذبین بود
عصا بنصر را ہمہو
دیانتی جز ساسک
نشد ہا باشد
لصحبہ سلم
اسد نقاس

والمعنى
استفاده باین که متعالی و توبه
برای آن از پیش خاسته که در فن
عالمی باشد در رعایت معنی اخلاص هر چه
بشد که در رعایت معنی اخلاص هر چه
بشد که در رعایت معنی اخلاص هر چه

رازی بیوفای خیس صرف نماید ما علی الرسول إلا البلاغ والسلام

عنه قوله تعالى وند از بیعت نبی صلی الله علیه و آله وسلم است
الوجه ۱۲

مکتوب در وصیت و هفتم

دو بیتیم که در مکتوب و بیعت است
و عجز از بیعت نبی صلی الله علیه و آله وسلم
و بیعت ما و خطاست ۱۲

بما ظاهر لاهیوی صدور یافته در بیان بعضی از صلح و مواعظ که بمقام شیخی و کمال تعلق وارود
أَحْمَدٌ لِلَّهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ مکتوب شریف وصول یافت موجب فرحت گشت
 از خلوات و اتذایاریان نوشته بودند فرحت بر فرحت افزود و آنست که برادر حق بیجا و تقا که شمار این
 منصب کرامت فرموده است شکر این نعمت عظمی را بر وجه اتم ادا نمایند و محافظت کنند که امر صفا
 نشود که باعث نفرت خلایق گردد که وبال عظیم است نفرت خلق مناسب حال ملائمتی است که به شیخی
 و دعوت کار دارند بلکه مقام ملامت نقیض مقام شیخی است مباد این دو مقام را خلط نمایند و دور
 عین شیخی آرزوی ملامت کنند که ظلم عظیم است و در نظر مردان خود را مجمل دارند و در خلط و
 ملامت با شتر شدن افراط نمایند که باعث استخفاف است که منافی افاده و استفاه است و دور
 محافظت حد و شعریه نیک رعایت نمایند مگر ممکن عمل بر خصیت نخبه نکند که هم منافی این طریقه
 علیه است و هم مناقض دعوی متابعت سنت نبویه عزیزی فرموده است **رَبَائِعُ الْعَارِفِينَ خَيْرٌ**
مِّنْ إِخْلَاصِ الْمُرِيدِينَ چه ربای عارفان از برای انجذاب قلوب طلاب است بجناب
 قدس خداوی جل سلطانة پس ناچار از اخلاص مردان بهتر باشد و ایضا اعمال عارفان اباب
 تقلید است مر طالبان را و از انبیا اعمال اگر عارفان عمل نکنند طالبان محروم مانند پس عارفان برا
 آن کنند طالبان بان اکتساب نمایند این ربایین اخلاص است بلکه بهتر از اخلاص که از برای نفع
 خود باشد از اینجا کسی گمان نکند که عمل عارفان محض از برای تقلید طالبان است و عارفان را
 بعمل جنبه نیست عیاذ ایا الله سبحانه این عین ایجاد و زندیقه است بلکه عارفان و از انبیا اعمال بسازد
 طالبان برابرند و از انبیا اعمال هیچکس استغناء نیست غایه مافی اباب در اعمال عارفان گاه است

مکتوبات امریاتی در امر
 مکتوبات امریاتی در امر
 مکتوبات امریاتی در امر
 مکتوبات امریاتی در امر
 مکتوبات امریاتی در امر

الله تعالی
 صلوات الله علیه
 صلوات الله علیه

که نفع طالبان که مربوط بتقلید است نیز ملحوظ است و بان اعتبار آنرا یا مینامند باجمله ورفول
 فعل نیک محافظت نمایند که اکثر خلائق درین اوان هنگام طلب اندک از کسے بوقوع نیاید که منافی
 این مقام باشد و جهال الطبعین اکابر رساند از حضرت حق سبحانه و تعالی انتقامت طلبند و بگر
 از حصول نسبتهاکے مشایخ نوشته بودند و چه آنرا کریشما بالمشافهتہ گفته شده است ماورائے آن
 چیزے نہ فہمند کہ دران خیریت نیست زیادہ چه نویسند والسلام

مکتوب دوم (۲۲۸) و وصی است و تم

بمیر محمد نعمان صدور یافته و بیان بعضی از نصائح کہ بمقام تکمیل و تعلیم طریقت تعلق دار و دین است
 ذلک مکتوب مرغوب اخوی سیادت پناہے رسید موجب فرحت گشت اسے برادر مکریشما گفته شده
 است کہ مدار این طریق بر واصل است انتقامت بشریعت بحدیکہ بزرگ اوانکے آداب آن رضی نیاید
 شد و رسیوخ و نیاست بر محبت و اخلاص شیخ طریقت برنجیکہ اصلا پروے مجال اعتراض نماند بلکه جمیع
 حرکات و سکنات اوزیبا و محبوب و نظر مرید در آید عیاذ باللہ سبحانہ و امرے از امور کہ باین دو
 اصل متعلق است خللے واقع شود و اگر بعنایت اللہ سبحانہ این دو اصل مستقیم است سعادت و نیا و آخرت
 نقد وقت است و نصائح و وصایا دیگر نیز گوش زد شما شده است و مراعات آن احتیاط فرمایند و متضرع
 وزاری تلافی تقصیرات نمایند و در عشرہ این ذی الحجہ اع تکاف بشینند بہ نیت قضائے اع تکاف عشرہ
 اخیرہ ماہ رمضان کہ وقتاً تا ترک شدہ باشد تا باین نیت مرکب سنت باشد و دران عشرہ اع تکاف
 متضرع وزاری و التجا و نیاز عند تقصیرات جویند فقیر نیز دران عشرہ مدوشما خواهد نمود انشاء اللہ تعالی
 در تخریر اجازت نامہ کہ این ہمہ مبالغہ و ابرام دارند مقصود و چسیت اجازت تعلیم طریقت بشما داده است
 اگر او کفایت نکند اجازت نامہ چه کار خواهد کرد لازم نیست کہ ہر چه در خاطر بگذرد آن را البتہ سعی باید کرد و خیر
 بہ خاطر میگذرد کہ ترک آن اولے و نسبت نفس کجوج است امری کہ پیش گرفت میخواید کہ آن را

شیخ و بہر جویم ستیزہ کنندہ ۱۲

در معرفت
 معنی بیکر کار
 از شاہ توحیح الخ ۱۲

شہ فان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم لم یکنف ما
 قطع الاعتکاف فی
 العالم للقبول علی ما رواہ
 الذہبی و ابوداؤد و
 ابن ماجہ

از اصول
 استواری نام باقی
 حضرت امام

در این طریق بر واصل است

والمعروف
گرفت در عرض کتوت
گرفت در عرض کتوت
گرفت در عرض کتوت

بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه
بانی باسد قدس سره در صحت شریف حضرت خواجه

هكذا في النسخ الموجوده عندنا والظاهر هكذا (بحقیقت)

بأنصرم رساند و تحقیقت و بطلان آن ملاحظه نمیکند بخاطر شایسته کلمه نوشته شد حضرت حق سبحانه
تألیف آرد فکر کار خود باید کرد تا ایمان بسلامت بر داجارت نامه و مردمان بکار خود خواهند درین
کار خود اگر شخصی بطلب صادق بیاید آن را تسلیم طریقت بکنند آنکه تعلیم طریقت را اصل کار بگیرند
و معامله خود را تابع آن سازند آن خود سر ضرر و خسران است

مکتوب دوم در نسبت و نهم

بمیرزا حسام الدین احمد صدور یافته در بیان آنکه طریق ما همان طریق حضرت ایشان است نسبت
همان نسبت لیکن تکمیل صناعت و تمیم نسبت بتلاحق افکار و تعاقب انظار است **الحمد لله**
على عباده الذين اصطفى مرسلات شریفه که نامز و مخلص شتاق خود ساخته بودند پله در پی رسیدن
از ویاد فرحت و باعث افراط محبت گشت جزاکم الله سبحانه عننا خیر الجزاء مجمل حل بعضی از
شبهات و تردیدات که اندراج یافته بود آنکه طریق ما همان طریق حضرت ایشان است قدس الله تعالی
سنة الاقدس نسبت همان نسبت شریفه آنحضرت که ام طریق ازان طریق عالی و کرام نسبت
ازان نسبت علیته اولی و النسب است که کسی آن را اختیار نماید غایبه ما فی الباب تکمیل صناعت
و تمیم نسبت بتلاحق افکار و تعاقب انظار است مثلاً نحوی که در زمان سبویه بوده بتلاحق افکار
متاخران دو صد زیاد گشته است و محرز و منفتح شده معذک همان نحو سبویه است که افکار متاخران
بیش از مشاطگی و تزیین آن نموده است مقوله شیخ علاءالدوله قدس سره بسمع شریف رسیده باشد
که فرموده هر چند وسائط بیشتر بود راه نزدیکتر روشن تر گردد و این قسم زیادتی بران نسبت علیته که بطریق
مشاطگی و تزیین پدید آمده باشد و در گفت آمده جمیع را در تخیلات انداخته است حقیقت معامله نیست
که بے تکلف و نصنع نموده آمد مکتوبات و رسائل این فقیر را ببینند که این طریق را طریق اصحاب کرام
علیهم الرضوان ثابت کرده است و این نسبت را فوق همه مدلل ساخته و مداحی این طریق عالی

صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود
صحت طریقت اول کاتب است بلکه تابع سما خود

بصالحه نیکو

و اکابر این طریق را برهنه نموده است که هیچکس از خلفای این خانواده بزرگ با بر او عیب و عجز آن
 موقوف نگشته و اینها این فقیر در روز مره و در شست و برخواست رعایت آداب و لوازم این طریق بر
 وجه اتم مینماید و سر موعی مخالفت و احداث تجویز نمیکند عجب است که این همه هنرها از نظر مستور مانده است
 و اگر بالفرض در ایام آزار نسبت بعضی باران در کلمه و کلام سخن ناملائم واقع شده باشد در نظر در آمده
 عجب ترا که شما امثال این سخنان را با او میدارید و به مجر و شنیدن از جا میروید اگر سخن ظن است چرا
 مخصوص آن جماعت است ما که قابل سخن ظن نیستیم با جمله اگر مدار بر گفت و شنود است از دست سخن
 چینیان خلاصی متصور نیست و اخلاص متوقع نه از گفت و شنود بگذرند و از امور گذشته یاد نکنند
 تا اخلاص متصور شود و رفع کلفت و بر بندگی و در نوشتن بودند که وقت تربیت حضرت پیرا و گان
 رسیده و میگذرد و وصیت حضرت ایشان را قند است با او داده بودند مخدوما مکرر مساعادت خادما
 که بخدمت مخدوم زاده های خود فائز گردند لیکن درین مدت از خدمت ظاهری بواسطه موعی
 معلومه خود را معاف میداشتند و انتظار ظهور زمان وصیت علییه میکرد و حالاً اگر میدانند که مانع
 نیست و راه گفت و شنود مسدود گشته است اشارت فرمایند که چند روز آمده باین خدمت اشتغال
 نماید و اگر نیک ملاحظه مینماید میدانند که درین کامیج و امتثال امر وصیت باید نمود و الا تربیت ظاهری
 و باطن شما ایشان را کافیت احتیاج دیگر نیست و دیگر اخوی مولانا عبداللطیف میفرمودند
 که میان محمد سلج مخدوم زاده کلان را در حق تعلیم و تربیت ظاهری بنجو گرفته است و ایشان نیز
 تجویز این معنی نموده اند استماع این خبر در تعجب آورد و اگر او از نارسائی خود چیزی تخفیل کند
 ایشان چون تجویز نمایند ازین می ترسد که مباد آزار محمد سلج جائے و دیگر سرایت کند و السلام
 این امر ۱۲ چگونگی ۱۳

مکتوب دوسری ام

شیخ یوسف برکی صدور یافته در علو تهمت و عدم اکتفا آنچه حاصل شود بلکه نفی آنچه مشهور و معلوم

و المعرفة
 له و کلفت
 و سکون فاعبده و در شست و برخواست رعایت آداب و لوازم این طریق بر وجه اتم مینماید و سر موعی مخالفت و احداث تجویز نمیکند عجب است که این همه هنرها از نظر مستور مانده است و اگر بالفرض در ایام آزار نسبت بعضی باران در کلمه و کلام سخن ناملائم واقع شده باشد در نظر در آمده عجب ترا که شما امثال این سخنان را با او میدارید و به مجر و شنیدن از جا میروید اگر سخن ظن است چرا مخصوص آن جماعت است ما که قابل سخن ظن نیستیم با جمله اگر مدار بر گفت و شنود است از دست سخن چینیان خلاصی متصور نیست و اخلاص متوقع نه از گفت و شنود بگذرند و از امور گذشته یاد نکنند تا اخلاص متصور شود و رفع کلفت و بر بندگی و در نوشتن بودند که وقت تربیت حضرت پیرا و گان رسیده و میگذرد و وصیت حضرت ایشان را قند است با او داده بودند مخدوما مکرر مساعادت خادما که بخدمت مخدوم زاده های خود فائز گردند لیکن درین مدت از خدمت ظاهری بواسطه موعی معلومه خود را معاف میداشتند و انتظار ظهور زمان وصیت علییه میکرد و حالاً اگر میدانند که مانع نیست و راه گفت و شنود مسدود گشته است اشارت فرمایند که چند روز آمده باین خدمت اشتغال نماید و اگر نیک ملاحظه مینماید میدانند که درین کامیج و امتثال امر وصیت باید نمود و الا تربیت ظاهری و باطن شما ایشان را کافیت احتیاج دیگر نیست و دیگر اخوی مولانا عبداللطیف میفرمودند که میان محمد سلج مخدوم زاده کلان را در حق تعلیم و تربیت ظاهری بنجو گرفته است و ایشان نیز تجویز این معنی نموده اند استماع این خبر در تعجب آورد و اگر او از نارسائی خود چیزی تخفیل کند ایشان چون تجویز نمایند ازین می ترسد که مباد آزار محمد سلج جائے و دیگر سرایت کند و السلام این امر ۱۲ چگونگی ۱۳

نایاب

لصاحب
 لخدمت
 لخدمت
 لخدمت

گر دو اثبات محبوب و بیچون و بیچگون که ما ورائے دید و دانش است ^{آنکه} اَحْسَنُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلٰی
 عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰى ^{اشتمه} از احوال گرامی شامانیان با بوبامر شما اظهار نمودند و استفسار حقیقت
 آن فرمودند بِنَاءً عَلٰی ذٰلِكَ ^{چند کلمه نوشت} آید مخدوما این قسم احوال را و اَوَّلِ اِقْدَامٍ مُّبْتَدِیًا
 این راه را بسیار دست میدهد و هیچ در اعتبار نمی آید بلکه نفی آن نمایند و صل کو و نهایت کدام
 شِعْرَ كَيْفَ الْوُصُولِ اِلَى سَعَادٍ وَ دُونَهَا قَلُّ الْجِبَالِ وَ دُونَهَا حَيَٰوٌ ۗ اَللّٰهُ تَعَالٰی
 بیچون و بیچگونه است هر چه در وید و دانش و شهود و مکاشفه و آید غیر او است سبحانه و او تعالی
 و راء الوراۃ است ز نهار سحور و نوز این راه در رنگ طفلان گول نشوند و بوصول نهایت مغز
 نگرند و واقعات و احوال پیش شیخان ناقص ظاهر سازند که ایشان باندازه یافت خود قلیل را
 کثیر می انگارند و بدایت را نهایت می شمارند لاجرم طالب مستعد و زرعم کمال می افتد و فتور
 و طلب او راه می یابد شیخ کامل باید طلبید و معالجه امرض باطنیه را از او باید خواست تا زانیکه
 شیخ کامل ^{باید} رسید باید که این احوال را در تحت لا در آورده نفی بکنید و اثبات محبوب و بحق که بیچون
 و بیچگونه است نمایید حضرت خواجه نقشبند قدس سره فرموده اند هر چه دیده شد و شنیده شد
 و دانسته شد آنهمه غیر است بحقیقت کلمه لا نفی آن باید کرد و بیشتر نیز هر چه روید نفی بکنید که او
 تعالی و راء الوراۃ است و در جانب اثبات غیر از کلمه ^{بکنند} ^{است} مستثنی هیچ و درست نباشد طریق
 اکابر این طریقت این است وَالسَّلَامَةُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْاِزْمَةُ مُتَابِعَةُ الْمُصْطَفٰى عَلَیْهِ وَعَلٰی
 اِلٰهِ الصَّلٰوٰتِ وَالسَّلَامٰتِ اَتَمُّهَا وَ اَمَلُّهَا

له در بیان نون
 انجیرین راه ۱۲
 مع بداند که شیخ این
 بیت بقدر قدرت
 بجای کتب و کلام
 حیدر و صغیر
 تحریر کرده اند
 تا خطه بایز نمود ۱۲

مکتوبات امام ربانی در
 فصول

باید
 باید
 باید

کتاب دوم و سوم
 مکتوبات دو صدی حکیم

بمیر محمد نعمان صدور یافت در جواب اسئله که نموده و پرسیده که فرق در میان حصول و وصول
 چیست و اسماء که مبادی تعینات انبیاست علیهم الصلوات و السلیمات همان اسم مبادی

عہ یسعی مجت وینا سرحد گن ان است رواہ زرین و البیہقی فی شعب الایمان ۲ شکوہ

میسر نشود فلاح و نجات اخروی ^{شوارہ} شعیب رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کل خطیبۃ (تفسیر مقررہ است و چون
 معالجہ با صدا و است علاج ازالہ محبت این و نیہ منوط باشد بر غبت نمودن و امور آخرت آبان
 اعمال صالحہ بروفق احکام شریعت غر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ حیوہ و نیار امتحان در پنج چیز ملکہ
 و چہا چیز گردانند حیث قال اللہ تعالیٰ انما الحیوۃ الدنیاء لعب و لہو و زینہ و تفاخر بیدتکم
 و تکاثر فی الاموال و الاولاد پس چارہ تمیز است تعالیٰ با بیان اعمال صالحہ نماید جزو اعظم آن کہ لعب
 و لہو است و بنقصان آرد و اجتناب از لیس جزو ملتبس مذہب فضیلت و عمدہ در بین نیت اندوزان
 جزو و بجزئی نیت است روزوال آرد و چون یقین نماید کہ فضیلت و کرامت نزد خداے عزوجل
 بوسع و تقویٰ است نہ بحسب و نسب ہر آئینہ از تفاخر با زمانہ و چون داند کہ اموال و اولاد نفع ذکر حق
 اند جانہ و معوض از جناب قدس او تعالیٰ ناچار از تکاثر و ان تعاند فرماید و نراید ان را از معایب
 شمر و با جملہ ما انتکم الرسول فخذوہ و ما نہا کوعنہ فانتہوا کیلا یضربکم شیء من
 وادیم نراز گنج مقصود نشان بگرمان رسیدیم تو شاید برسی ببقیۃ المرام میان شیخ عبدالمومن
 بزرگ زاوہ انہ تخصیلا علوم با انجام رسانید و اگر طریقہ صدوقیہ مسفر مابند و در ضمن این سلوک
 احوال غریبہ مشاہدہ مینمایند ضرورت پیشری کہ از قبل از عیال میخزوبی اختیار مضطرے سازد
 این فقیر از برائے وقع این اضطرار و الت سبحانہ ثمانہ وہ . من ذق باب الکیم انقشہ

کرم (۲۳۳) و وصی و بیوم والسلام

بیا لجناب شیخ فرید و بعضے نصائح بحسن او اسے صد و پانچمہ ثبتنا اللہ سبحانہ و ایاکم علی
 جادۃ جدکم لکم الالفجد علیہ و علی الہ و اصحابہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات
 اکملہا و آیام عمرس حضرت خواجہ جو قدس است ب حضرت و علی رسیدہ بخاطر داشت کہ در ملازمت
 علیہ نیز رسید و برین اثنا خبر کوچ منتشر گشت بضرورت توقف نموده بچند کلمہ نامر بوط تصدیق وہ
 اندیدن مد ملازمت علیہ

در معرفت
 لعل بینی با نیکی
 از کمال خداباوری است
 و چون است و نورانی است
 و بیان نیش و از کبریا
 نا طیبی است در باجا
 و فرمان این کو واقع
 است در سرہ صدیق
 خان خلیفہ

زیر اول
 مویات ام ربانی
 حضرت
 شہادہ
 از ان پس بذا
 انان فریہ
 حضرت
 حسن و صدق
 فامخوانی
 جزو (۱۸)
 حضرت علیہ السلام

عنه یعنی مرتبه اجمال حضرت ذات تعالیٰ و تقدست ۱۲

إِذِ التَّغَايُرِ لَا يَكُونُ إِلَّا فِي الْمَرَاتِبِ الظُّلْمِيَّةِ وَالظُّلْمِيَّةُ ثَمَّةُ لِأَنَّ فَوْقَ التَّعَالِيِّ الْأَوَّلِ رَاحِلًا
 لِأَنَّ النَّسْبَ مَلْحُوظَةً بِطَرِيقِ الْأَجْمَالِ فِي ذَلِكَ التَّعَالِيِّ وَلَا ملاحظَةً لِشَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ بِوَجْهِ
 مِنَ الْوُجُوهِ فِي ذَلِكَ الْمَوْطِنِ وَدَرَجَتِهِ بِظُلْمٍ كِتَابِيٍّ أَنْ اجمال است حل اشتقاق صادق
 است نه حل موافقه لیکن عمیقیت این صفات در آن مرتبه فرج عمیقیت وجود است تعالی که مبدأ
 خیر و کمال است و منشأ هر جن و جنال و این فقیر و کتب و رسائل خود هر جا نفی عمیقیت وجود کرده است
 مراد از آن وجود ظلی باید داشت که متصحیح حل اشتقاق است و این وجود ظلی نیز مبدأ آثار خارجیہ
 است پس مانتاے که بان وجود متصف گردند در هر مرتبه از مراتب موجودات خارجیہ خواهند بود
 فافهموا أَنَّهُ يَنْفَعُكَ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْمَوَاقِعِ پس صفات حقیقیہ نیز موجودات خارجیہ باشند
 و ممکنات نیز در خارج موجود بودند. هذا ^{احفظ} ای فرزند ستر غامض بشنود که کلمات و انبیه در مرتبه
 حضرت ذات تعالیٰ و تقدس عین حضرت ذات است مثلاً صفت علم و دان ^{موتن} عین حضرت
 ذات است تعالیٰ و همچنین قدرت و ارادت و سایر صفات و آیتها و دان موتن حضرت ذات تمام
 علم است و همچنین تمامه قدرت است نه آنکه بعض حضرت ذات علم است و بعض دیگر قدرت که
 بتعص و شجر بی اینجا محال است و این کمالات که گویا متمیز از حضرت ذات تعالی در مرتبه حضرت
 علم تفصیل یافته است و تمیز پیدا کرده مع بقائه ^{بیتا} حقیقہ الذات تعالیٰ و تقدست علونک
 الصّرفت اجمالیه الوحیدیة بعد از آن هیچ چیز در آن موتن نمانده که درین تفصیل در آن
 نشده و تمیز نگشته بلکه جمیع کمالات که هر کدام ایشان عین حضرت ذات بوده تعالی در مرتبه علم
 آمده است و این کمالات مفصله در مرتبه ثانی وجود ظلی پیدا کرده صفات نام یافته اند و قیام حضرت
 ذات که اصل انبیا است پیدا کرده اند و اعیان ثابتة نزد صاحب نصوص علیہ الرحمه عبارات از بیان
 کمالات مفصله است که در خانه علم وجود علمی حاصل کرده او نیز و فقیر حقائق ممکنات عدّات اند که ما و
 هر شتر و نقص اند با آن کمالات که در آنها منعکس گشته اند این سخن تفصیل میطلبد بگوشش گوشش باید شنید

یعنی مرتبه اول خود
 از کتب و رسائل خود
 نفی عمیقیت ذاتی
 وجود و ذات را این
 فقیر کرده است
 اینان وجود خود
 علم با وجود و
 در مرتبه اول
 اجمال که در آن
 پس نفی عمیقیت ذاتی
 حقیقیہ و در مرتبه
 در مرتبه اول
 آثار خارجیہ است
 کمالات ابرار
 در مرتبه اول
 قدرت و ارادت
 و غیر جمیع
 صفات و صفات
 در مرتبه اول
 تمیز نگشته
 بلکه جمیع کمالات
 که هر کدام ایشان
 عین حضرت ذات
 بوده تعالی در
 مرتبه علم
 آمده است
 این کمالات
 مفصله در مرتبه
 ثانی وجود ظلی
 پیدا کرده صفات
 نام یافته اند
 و قیام حضرت
 ذات که اصل
 انبیا است پیدا
 کرده اند و اعیان
 ثابتة نزد
 صاحب نصوص
 علیہ الرحمه
 عبارات از بیان
 کمالات مفصله
 است که در خانه
 علم وجود علمی
 حاصل کرده او
 نیز و فقیر
 حقائق ممکنات
 عدّات اند که
 ما و هر شتر
 و نقص اند با
 آن کمالات که
 در آنها منعکس
 گشته اند این
 سخن تفصیل
 میطلبد بگوشش
 گوشش باید
 شنید

در مرتبه حضرت امام ربانی صاحب این کتاب و بیان فرق میان قول هر دو قدس است.

بدان اثر شد که الله تعالی که عدم مقابل وجود است و نقیض اوست پس بالذات نشأ هر شئی
 و نقص باشد بلکه عین هر شئی و فساد بود چنانچه وجود در مرتبه اجال عین خیر و کمال است و چنانچه
 حضرت وجود در وطن اصل الاصل محمول بذوات تعالی بطریق اشتقاق نیست عدم نیز که در مقابل
 آن وجود است محمول بر ماهیت عدمیه بطریق اشتقاق نیست در آن مرتبه آن ماهیت معدوم
 نمیتوان گفت بل هو عدم محض و در مراتب تفصیل علمی که آن ماهیت عدمیه تعلق یافته است
 جزئیات آن ماهیت منصف بعدم میگردد و محل اشتقاق در آنها راست می آید و مفهوم عدم
 که گویا منترج از آن ماهیت اجالیه عدمیه است و کما لعل است مر آن ماهیت را بر جمیع افراد مفصله
 آن بطریق اشتقاق حل مییابد که سلیبی و چون آن عدم در مرتبه اجال عین هر شئی و فساد بوده
 و در علم الله سبحانه هر شئی از شئی دیگر جدا گشته بود و هر فساد از فساد دیگر امتیاز داشته
 چنانکه در جانب وجود در مرتبه اجال حضرت وجود عین خیر و کمال بوده و در مرتبه تفصیل علمی هر کمال
 از کمال دیگر امتیاز یافته و هر خیر از خیر دیگر جدا گشته پس هر کمال ازین کمالات وجودیه
 در هر نقصه ازین نقائص عدمیه که مقابل اوست در خانه علم منعکس گشته است و صور علمیه یک دیگر
 باهم دیگر مرتبه پیدا کرده است و آن عدات که عبارت از شرور و نقائص اند بان کمالات منعکسه
 که در مرتبه حضرت علم تفصیل علمی یافته اند ماهیات ممکنات اند غایبه مافی الباب آن عدات در رنگ
 اصول و مواد آن ماهیات اند و آن کمالات بچو صور حاله در آن پس اعیان ثابته نزو این حقیر عبارت
 ازین عدات و از آن کمالات است که با یکدیگر مرتبه گشته اند و قاعدتاً در تحت سلسله سلطانه این ماهیات
 عدمیه را بالوازم آنها و کمالات ظلال وجودیه که در آنها در حضرت علم منعکس گشته اند و ماهیات ممکنات
 نام یافته هر گاه خواست بان وجود ظلی منصف گردانیده موجودات خارجیه ساخت و متبداً آثار خارجیه
 گردانید باید دانست که منصف ساختن صور علمیه که عبارت از اعیان ثابته ممکنات اند و ماهیات
 ایشان نه بان معنی است که صور علمیه از خانه علم برآمده وجود خارجی پیدا میکنند که آن محال است

و اما این ماهیت معدوم
 نمیتوان گفت
 عدم نیست
 و در مرتبه تفصیل علمی
 عدم نیست
 و اما این ماهیت معدوم
 نمیتوان گفت
 عدم نیست
 و در مرتبه تفصیل علمی
 عدم نیست
 و اما این ماهیت معدوم
 نمیتوان گفت
 عدم نیست
 و در مرتبه تفصیل علمی
 عدم نیست

و اما این ماهیت معدوم
 نمیتوان گفت
 عدم نیست
 و در مرتبه تفصیل علمی
 عدم نیست
 و اما این ماهیت معدوم
 نمیتوان گفت
 عدم نیست
 و در مرتبه تفصیل علمی
 عدم نیست

چنانکه درم و اجماع بان مبرور

وَمِنْهُمْ جَهِلٌ تَعَالَى اللَّهُ عَن ذَٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا ^{بمعنی است} بلکہ ان معنی است کہ ممکنات در خارج بر طبق آن ^{تصویر} صورت علمی و وجود علمی وجود خارجی موافق آن وجود علمی حاصل نموده در ^{رنگ} رنگ انکاد و ستار و زوہن صورت ^{تصویر} صورت تصویر نموده در خارج اختراع آن نماید درین صورت آن ^{صورت} صورت و مہنیہ ہر پر کہ در معنی ماہیت آن ہر پر است از خانہ علم آن بخارج نہ برآمده است بلکہ در خارج آن ^{ہر پر} ہر پر وجود بر طبق آن صورت و مہنیہ پیدا کرده است فافہد بدانکہ ہر پر کے لطلال کمالات ^{وجود} وجودیہ کہ در مقابل اوست منعکس و درون منعکس گشتہ در خارج زمینے پیدا کرده است بخلاف عدم صرف ^{کہ} کہ این ظللال متاثر گشتہ است و رنگے نگرمتہ چگونہ رنگے بگیر کہ مقابل این ظللال نیست اگر مقابل ^{دار} دار و حضرت وجود صرف دار و تعالی و تقدس پس عارف تامم المعرفہ چون حضرت وجود ترقی نموده در مقام ^{عدم} عدم صرف نزول نماید متوسل او این عدم نیز بان حضرت نصیبتے پیدا کرده مزیں بگردد و حسن ^{یشود} یشود این زمان جمیع مراتب اعم از آن عارف کہ فی الحقیقت جمیع مراتب ذاتیہ اوست اجمالی و تفصیلی ^{حسن} حسن خیریت پیدا کرده است و کمال جمال حاصل نموده است و این خیریت کہ در جمیع مراتب اتیہ ہر پر ^{نماید} نماید مخصوص باہمچنین عارف است و غیر اورا اگر خیریت سرایت نموده است یا مقصود است بر بعضی مراتب ^{تفصیلی} تفصیلی اعدام ذاتیہ او و با در جمیع مراتب تفصیلی او و ویدہ است علی تفاوت الدرجات و این قسم ^{اجیر} اجیر نیز با در الوجود است اما مرتبہ اجمالی عدم کہ عین ہر پر نقص است ہیج یکے راز غیر آن عارف ^{بوسے} بوسے از خیریت نیافتہ است و رنگے از حسن پیدا کرده پس ناچار شیطان آن عارف کہ خیریت تام ^{شکستہ} شکستہ گشتہ نیز حسن اسلام پیدا کند و نفس امارہ او مطمئن گشتہ از مولاے خود رضی گردد و از نجاست ^{کہ} کہ سدا للرسائل علیہ و علیہم الصلوٰت و التسلیمات فرمودہ اسلمہ شیطانی پس ہیج غازی ^{در} در غر ازوے سبقت نکند مثل شیطان راولالت بخیر نماید سبحان اللہ معارفے کہ ازین خیر خوا ^{بطور} بطورے آید اگر اکثرے جمع شدہ در تصویر آن کوشد معلوم نیست کہ مدیثہ شود مانا کہ خط و ہنر ^{ازین} ازین معارف نصیبتے محمدی موعود علیہ الصلوٰت خواهد بود ^{اگر} اگر باد شدہ پرورد پریران ^{ہر} ہر

علم با با وجود شلن
است قبول از نفس
تصویر نفس گشتہ کمال
است در خارج زمینے ہر پر
کرہ است ہر پر
تصویر جمیع مراتب المعروف
کہ حضرت وجود ترقی
نمودہ در مقام عدم
صرف نزول نماید
علی عن اجمالی
نظراً قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من مکون
لسعد الا فقد کون
مکون انہم باقی
صبر تمام
یہ حضرتین
وقتیہ من الملكة
قالوا ایاک یا رسول
اللہ قال وایاے
ولکن اللہ اعانجی
علیہم فسلم فلن یاجری
الواجب فیہ مسکو
مشکوہ
اقول قولہ ان
لضم المیم و فتحوا و انزلوا
سورہ یان و انزلوا
قدس فی علی
الشافی ۱۲
علی بنی شاد برین
توجیب بر روی او نجاست
بر روی او نجاست

باید تو اسے خواجہ بخت کن : قَبَّارَكَ اللهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 پس ذوات مکینات عداوت باشند که ظلال کمالیات وجودی و رانها منعکس گشته مژغ ساخته است
 پس ناچار مکینات بالذات ما را ستم هر شر و فساد باشند و بلا اذم سو و نقص هر خیر و کمال که در آنها تعبیه
 فرموده اند عاریت است که از حضرت وجود که خیر محض است فالقش شده است کریمه ما اصاباک
 مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللهِ وَمَا اصَابَاكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ثابراین معنی است و چون
 از فضل خداوندی جَلَّ سُلْطَانُهُ این دید عاریت استیلا باید و کمالیات خود را و رت ازان طرف
 بیند خود را شر محض باید و نقص خالص اند و هیچ کمالی در خود مشاهده نکند اگر چه بطریق انعکاس
 باشد در رنگ آن شخص که برهنه بود و جامه عاریت در بر کرده باشد و این دید عاریت بروی کمال
 استیلا باید بر هر چیکه در دست جاها را و تخیل بصاحبش بد هر آئینه خود را بدوق برهنه یا بد اگر چه جامه عاریت
 داشته باشد صاحب این دید مشرف بمقام عبودیه میگردد که فوق جمیع کمالیات ولایت است
 پرتنبیه : این اجتماع شر و خیر و نقص و کمال که فی الحقیقت اجتماع وجود و عدم است از قبیل جمع نقضین
 نیست که تو آنرا محال دانی زیرا که نقیض وجود صرف عدم صرفست و این مراتب طلبیه چنانکه در جا
 وجود از ذروه اصل بحقیقت تنزلات نزول فرموده اند در جانب عدم نیز آن مراتب طلبیه از نقیض
 صرفت عدم ارتقاء نموده اند اجتماع اینها و رنگ اجتماع عناصر متضاده است که سورت ضدیه هر کدام
 را منکسر ساخته جمع فرموده اند فَبِحَسْبِكَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الظُّلْمَةِ وَالنُّورِ اگر گفته شود که تو در بالا عدم
 صرف را نیز حکم بالنصباغ کرده بودی صرف که نقیض است پس اجتماع نقیضین سدا شد گوئیم که اجتماع
 نقیضین در یک محال است اما قیام یک نقیض دیگر و التصاف یکدیگر محال نیست چنانکه
 آریاب معقول گفته اند که وجود معدوم است و التصاف وجود و عدم محال نیست پس اگر عدم موجود شود
 و مرتب وجود گردد چرا محال باشد اگر گویند که عدم از معقولات ثانویه است که منافی وجود خارجی است
 پس بوجود خارجی چگونه متصف گردد و در جواب گوئیم که مفهوم عدم را از معقولات ثانویه گفته اند اما اگر در
 که شرط عرض او حصول است مدون ۱۲

عنه قالوا المعقولات الثاني عبارة عن الشيء في الذهن لا يضر في الخارج والمعقول الاول يحصل في الذهن من غير اعتبار عرضة الشيء والمعقول الثالث

باید

والتصاف وجود و عدم محال نیست پس اگر عدم موجود شود و مرتب وجود گردد چرا محال باشد اگر گویند که عدم از معقولات ثانویه است که منافی وجود خارجی است پس بوجود خارجی چگونه متصف گردد و در جواب گوئیم که مفهوم عدم را از معقولات ثانویه گفته اند اما اگر در که شرط عرض او حصول است مدون ۱۲

ادوار خود که در این معجزات همیشه از آن سر که در این عالم پیدا می شود در این عالم می بینیم

از افراد عدم مشفیف کرد و بوجوه چیه فنا و است چنانچه آری باب معقول در وجود گفته اند بطریق اشکال که
وجود باید که عین ذات واجب الوجود تعالی و تقدس نباشد زیرا که وجود از معقولات ثانویه است که وجود خارجی
ندار و ذات واجب الوجود تعالی و تقدس و خارج موجود است پس عین نباشد و در جواب این گفته اند که
مفهوم وجود از معقولات ثانویه است نه جزئیات اوست پس جزئی از جزئیات او منافی وجود خارجی نباشد
و تواند بود که در خارج موجود بود سوال از تحقیق سابق معلوم شد که وجود صفات حقیقیه در مراتب ظلال
است و در مرتبه اهل ایشان را وجودی حاصل نیست این سخن مخالف اهل حق است **بشکرت الله**
تعالی سعی هم چه صفات را بیج و وقتی از ذات تعالی و تقدس جدا نمیدانند و تمنع الانفکاک تصور میفرمایند
جواب آنکه ازین بیان جواز انفکاک لازم نمی آید زیرا که این ظل لازم آن اصل است **فلا انفکاک**
غایه منافی الباب عاریکه قبله توجه احدیت ذات است تعالی و تقدس و از اسامی و صفات بیج ملحوظ
از نیست در آن موطن هر آینه ذات را میباید تعالی و از صفات بیج ملحوظ او میشود که صفات در آن
وقت حاصل نیست پس انفکاک صفات از حضرت ذات تعالی و تقدس باعتبار ملاحظه عارف باشد
نه باعتبار نفس امر تا اهل سنت مخالف باشد فانها درین بیان لاسخ گشت معنی قول من عرف نفسه
فقد عرف کتبه زیرا که سیکه شناخت حقیقت خود را بشنارد و نقص و است که هر خود کمال که در هر تعبیر
کرده اند مستعار از حضرت واجب الوجود است تعالی و تقدس پس چاره حق را بشناسد بخیر و کمال حسن
و جمال خواهد شناخت ازین تحقیقات واضح گشت معنی ما ویلی کریمه الله بنور السموات و الارضی زیرا که سبب
که کمالات باسر اقدامات اند که سر عظمت و شرات است بخیر و کمال حسن و جمال درینها از حضرت وجود
که نفس ذات است تعالی و تقدس و عین خیر و کمال است حسن و جمال پس چاره نور آسمان از زمین حضرت
وجود باشد که حقیقت واجب است تعالی و تقدس و چون این نور را سما نهاد زمین بتوسط ظلال بوده است
از بر ابرای رفع و هم و اهبان که بتوسط زمینند مثله از بر ابرای آن نور آوروه حیث قال تعالی **مثله**
نوره کمشکو فیها مصباح المصباح فی زجاجة الی اخر الایة الکبریة تا مثبت و مسائط

یعنی این شناخت نفس
خود را یعنی شناخت
خود را در تمام وجود
باید کرد و در تمام
العرب سببه الله تعالی
قال السبطی قال السبطی
از غایت زلفت زقال السبطی
المحانی انمن کل
یعنی معارفه الهی
وقال ابن حجر الهیثمی
ان فی معرفه الله تعالی
عنه و عنه من
المعادی فی کفر الخلق
فی ادب البینا و البین

مکتوبات ارباب احوال

من عرف نفسه فقد عرف ربه
قاله و رسول الله
و غیره از انسان ربه
قال اذ عرف نفسه
انتهی
من عرف نفسه فقد عرف ربه
نور در باره اندازد فی
خارج از آسمان است
و زمین است در آن
اندر این است از خارج
و در این است از زمین
و در این است از زمین
و در این است از زمین
و در این است از زمین

بیان معنی من عرف نفسه فقد عرف ربه

عجب کاریست بعضی ازینها در آن مطلب خود این قول را سندی آرد که گفته اند **إِنَّا كُنَّا وَالْمُرُوكَ فَإِنَّ فِيهِمْ**
لَوَنَّا كَلَوْنِ اللَّهِ كَلَمَةً كَلَوْنِ اللَّهِ ایشان را در اشتباه سے اندازد نمیدانند که این قول منافی مطلب
ایشان است و مؤید معرفت این درویش است زیرا که کلمه تحذیر آورده منع توجه بایشان نموده است و
منشأ غلط را بیان فرموده که حسن ایشان شاچ حسن و جمال حق است **سبحانه** ^{بجای آنکه و الحمد لله} او تا در غلط نیفتند قال علیه
الصلوة والسلام ^{عنه} **مِمَّا آتَى الْآخِرَةَ الْأَخْرَاقَ** ^{عنه} **إِنْ رَضِيتَ إِحْدَهُمَا سَخِطْتَ الْآخَرَى** و درین حد
بیز تصریح است بآنکه در میان حسن و جمال و نبوی و در میان حسن و جمال اخروی تفاوت و مباحثه است
و مقرر است که حسن و نبوی نامرضی است ^{مفروض آیات واحادیث ۱۲} **حَسَنٌ** پس اثر لازم حسن و نبوی باشد خوب لازم
حَسَنٌ اخروی پس ناچار منشأ اول عدم بود منشأ ثانی وجود آنست بعضی از اشیا هستند که یک وجه بد دنیا
وارند و وجه دیگر آخرت این اشیا از وجه اولی قبیح اند و از وجه ثانی حسن و امتیاز در میان این دو وجه دور
میان حسن و قبح هر کدام اینها مفروض علم شریعت است **قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مَا أَشْكُرُ لِمَوْلَى**
فَخَدَعَهُ وَمَا نَهَدَكَ كَرَعَنَّهُ فَاتَمَّ هُوَ وَخَيْرٌ آتَى است که از آن وقت که دنیا آفریده شده است حضرت
حَقٌّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بر او نظر کرده است و مبعوضه حق است سبحانه این همه بواسطه قبح و شرارت و فساد است
که از مقتضیات عدم است که ما و اهر شر و فساد است حسن و جمال نبوی و خلاوت و طراوت آن ^{چیزی} **كَلَامٌ طَرَفٌ**
فِي الطَّرِيقِ اند و منظور نظر نیستند جمال آخرت است که ثابان نظر است مرضی حق است سبحانه **قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ**
وَ تَعَالَى شَيْءٌ كَيْفَ عَمَّ حَالِهِمْ تَرِيدُونَ عَرْضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يَرِيدُ الْآخِرَةَ ^{بجای آنکه} **اللَّهُ صَغِيرٌ النَّسَبِ**
بِأَعْيُنِنَا وَكَلِمَاتُ الْآخِرَةِ فِي قُلُوبِنَا حُرْمَةٌ مِّنْ أَعْيُنِنَا لَنَقُصِّرَنَّ وَنَجْزِيَنَّ عَنِ الْغِنَى عَلَيْكَ وَعَلَى اللَّهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامَاتُ أَتَمَّ هَاوَاكُم مَّا هُوَ بِمِثْلِهَا وَبِحُجْرٍ شَيْخِ أَجَلِ شَيْخِ مُحَمَّدٍ ^{بجای آنکه} **بِالْعَرَبِيِّ** نظر بر حقیقت شرارت و نقص
و فساد اینها نیست اختم است حقائق ممکنات را صورت علمیه حق جل و علا داشته است که آن صورت و مرآت
حضرت ذات تعالی تقدس که در خارج جزا و موجود نمیدانند کاس پیدا کرده نمود خارجی حاصل کرده
است و آن صورت علمیه را غیر از صورت شیون و صفات و اجبی ندانسته است جل لطانه لاجرم علم پوشده و جود

بعضی ازینها در آن مطلب خود این قول را سندی آرد که گفته اند
این قول منافی مطلب ایشان است و مؤید معرفت این درویش است زیرا که کلمه تحذیر آورده منع توجه بایشان نموده است و منشأ غلط را بیان فرموده که حسن ایشان شاچ حسن و جمال حق است سبحانه او تا در غلط نیفتند قال علیه
درین حد بیز تصریح است بآنکه در میان حسن و جمال و نبوی و در میان حسن و جمال اخروی تفاوت و مباحثه است و مقرر است که حسن و نبوی نامرضی است
پس اثر لازم حسن و نبوی باشد خوب لازم حسن اخروی پس ناچار منشأ اول عدم بود منشأ ثانی وجود آنست بعضی از اشیا هستند که یک وجه بد دنیا وارند و وجه دیگر آخرت این اشیا از وجه اولی قبیح اند و از وجه ثانی حسن و امتیاز در میان این دو وجه دور میان حسن و قبح هر کدام اینها مفروض علم شریعت است
قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مَا أَشْكُرُ لِمَوْلَى فَخَدَعَهُ وَمَا نَهَدَكَ كَرَعَنَّهُ فَاتَمَّ هُوَ وَخَيْرٌ آتَى حَقٌّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بر او نظر کرده است و مبعوضه حق است سبحانه این همه بواسطه قبح و شرارت و فساد است که از مقتضیات عدم است که ما و اهر شر و فساد است حسن و جمال نبوی و خلاوت و طراوت آن
بجای آنکه سبحانه قال الله سبحانه في الطريق اند و منظور نظر نیستند جمال آخرت است که ثابان نظر است مرضی حق است سبحانه قال الله سبحانه
بجای آنکه تريدون عرض الدنيا والله يريد الاخرة الله صغير النسب باعيننا وكلمات الاخرة في قلوبنا حرمة من اعيننا لنقصرنا ونجزينا عن الغنى عليك وعلى الله الصلاة والسلام اتممها وكم هو اكرمها وبعون شيخ اجل شيخ محمد العربي نظر بر حقيقت شرارت و نقص و فساد اينها نيست اختم است حقائق ممكنات را صورت علميه حق جل و علا داشته است که آن صورت و مرآت حضرت ذات تعالی تقدس که در خارج جزا و موجود نمیدانند کاس پیدا کرده نمود خارجی حاصل کرده است و آن صورت علمیه را غیر از صورت شیون و صفات و اجبی ندانسته است جل لطانه لاجرم علم پوشده و جود

۱۲ مقرر نموده و تصور کرده

یعنی انصاف یعنی شکار خداوند است که بیست و دو در حدیث آمده است
 در بیان اینکه اگر کفایت است و کمالات و محبت و خیر است
 کمال است و محبت و خیر است و کمالات و محبت و خیر است
 بر کفایت است از آن جهت که بیست و دو در حدیث آمده است
 بر کفایت است از آن جهت که بیست و دو در حدیث آمده است

کرده است و وجود ممکنات را عین وجود واجب گفته تعالی و تقدس و شمر و نقص را چیزی گفته نمی شمارند
 مطلق و نقص محض کرده است این بجاست که هیچ چیز را هیچ بالذات نمیدانند حتی که کفر و ضلالت نسبت
 بایمان و هدایت بد میدانند نسبت بذوات خود که آن را عین خیر و صلاح می انگارند نسبت باز با خیر
 اینها را با استقامت حکم مینمایند و کریمه مأمین دابة الامم اخذ بنا صیته ان ربی علی صراط مستقیم است
 این معنی بسیار دارد که حکم بوحودت وجود نماید از امثال این سخنان چنانچه شیخی فرماید و آنچه بر حق
 ظاهر ساخته اند آنست که ماهیات ممکنات عدایات اند با کمالات وجودیه که در آنها منعکس گشته است و متمیز
 شده که ماکرم مفضل و الله سبحانه و تعالی و هو بهد السبیل است فرزند این علوم و معارف
 که هیچ یک از اهل البدیان تکلم نم فرموده است نه بصیرح و نه باشارت از اشرف معارف اند و اکمل علوم
 که بعد از هزار سال بر بنده ظهور آمده اند و حقیقت واجب تعالی و تقدس و حقائق ممکنات انکسار و یلیق
 بیان فرموده اند نه مخالف کتاب سنت دارند و نه میبایست با قوال اهل حق مانا که مراد از دعا و دعوی
 علیهِ و علی الیه الصلوة و السلام و گویند از برکات تعلیم امت فرموده اند اللهم اننا نحقق
 الاشیاء کما هی این حقائق اند که در ضمن این علوم مبین گشته اند و مناسب مقام عبودیت اند
 و بر نقص و ذل و انکسار که ملائم حال بندگی است دلالت دارند بنده عاجز که خود را عین مولا
 نادور خود و اند چو لطافت دار و راز کمال بی اولی خیر میدهند که فرزند این آن وقت است که در
 اتم سابقه درین طور و فتنه که بر ازل طلعت است پیغمبر اولی العزم مبعوث میگشت و احیای شریعت جدیده
 میگردد درین امت که خیر الامم است و پیغمبر ایشان خانم الرسل علی علی الیه الصلوات و التسلیما ت
 علماء امر تبی انبیاء بنی اسرئیل و او اند و بوجود علم از وجود انبیا کفایت فرموده اند لهذا بر سر هر مائه از
 علماء این امت مجتهدی تعیین مینمایند که ایجاب شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضعی الف که در اتم
 سابقه وقت بعثت پیغمبر اولی العزم است و به هر پیغمبری در آن وقت اکتفا نموده اند و منظر طور وقت عاصی
 عارفی تمام المعرفة و رکار است که قائم مقام اولی العزم اتم سابقه باشد شعر فیض روح القدس بار

در بیان اینکه اگر کفایت است و کمالات و محبت و خیر است
 کمال است و محبت و خیر است و کمالات و محبت و خیر است
 بر کفایت است از آن جهت که بیست و دو در حدیث آمده است
 بر کفایت است از آن جهت که بیست و دو در حدیث آمده است
 بر کفایت است از آن جهت که بیست و دو در حدیث آمده است

عن عن ابهریة عن رسول الله صلی الله علیه و سلم قال ان الله عز وجل بعث لهذه الامة علی لیس کل مائة سنة من یجد دلهای دنیا ردا
 و الله عز وجل بعثت لهذه الامة علی لیس کل مائة سنة من یجد دلهای دنیا ردا
 و الله عز وجل بعثت لهذه الامة علی لیس کل مائة سنة من یجد دلهای دنیا ردا
 و الله عز وجل بعثت لهذه الامة علی لیس کل مائة سنة من یجد دلهای دنیا ردا
 و الله عز وجل بعثت لهذه الامة علی لیس کل مائة سنة من یجد دلهای دنیا ردا

مد و فریاد: دیگران ہم بکنند آنچه میگردید: اے فرزند وجودِ صرفِ مقابلِ عدمِ صرفت و بالا
گذشت که وجودِ صرفِ حقیقت و جب الوجودِ تعالیٰ و تقدسِ عینِ بر خیر و کمالِ هر چند ملاحظه این عینیت
هم اگر چه بسبب اجمال باشد در ان موطن گنجایش ندارد که شائبه طلبیت دارد و عدمِ صرف که مقابل آن
وجود است آن عدم است که هیچ نسبتی و اضافتی با و راه نیافتی است ^{این شائبه} و عینِ شبر و نقص است هر چند
این عینیت نیز در انجا نمیگنجد که بوسه از اضافت دارد و معلوم است که ظهورش بر وجه انم در مقابل حقیقی
آن شے صلت بند و ^{بصید} هانتباین ^{الاشیاء} پس ناچار ظهور وجودِ صرف بر وجه انم در مراتب
عدمِ صرف حاصل گرد و مقرر است که نزول با نذاره عروج است پس کیسه عروج او ^{بصید} عیناً الله سبحانه
بحضرت وجودِ صرف متحقق شود و نزول او ناچار بعدم صرف که مقابل اوست خواهد بود لکن در وقت عروج
انجا استهلاکِ عارفت که جهل آنرا لازم است و در وقت نزول ^{بصید} متحقق است که مقام علم و معرفت است و این
مقام صحوا و را بتجلی ذاتی که میر است از شائبه طلبیت و منزه است از ملاحظه شیون و اعتبارات
ذاتیه مشرف میسازند و مانند که پیش ازین بهر تجلی که حاصل شده بود در پرده ظلمت از طلال سما
وصفات و شیون و اعتبارات بوده هر چند عارف آن تجلی را بے ملاحظه اسما و صفات و شیون
واند و تجلی حضرت وجودِ صرف ^{بصید} سبحان الله این عدم که ما و اے هر شمر و نقص است بواسطه ظهور نام
حضرت وجود تعالی معنی حسن پیدا کرد و آن یافت که هیچکس نیافت ^{بصید} لذاته بواسطه حسن عارضی مستحسن
گشت نفس آماره انسانی که بالذات بشرات مائل است از همه مناسبت تام بان عدم دارد و لهذا در تجلی
خاص از همه فائق آمده و بر همه ترقی گزیده ^{بصید} که مستحق کرامت گناه کارانند: باید دانست که عارف
تام المعرفه بعد از طی مقامات عروج و مراتب نزول تفصیلاً چون بعدم صرف نزول فرماید و آئینه
داری حضرت وجود نماید هر آئینه جمیع کمالات اسمائے و صفائے درو ظهور خواهد یافت و تفصیلاً همه را
و خواهد نمود بالظانفیکه مقام اجمال متضمن آنست و این دولت غیر اورا پیش نیست و این آئینه داری ^{بصید}
است فاخر که بر قدر او و وحتمه اند و در خزینة حضرت علم هر چند این تفصیل صورت یافته است اما آن آئینه داری
آن عارف

عنه
سبحان الله
خود ظهور بسیار مینماید
عینیت عین شود ۱۱

مکتوبات الابرار
ص ۱۰۴

بصید

بصید

بصید یعنی این چنین آئینه داری متضمن است در دیگر یافته نمیشود ۱۲ نیز خواهد نمود ۱۱

در مرتبه علم است و ائمه آن عارف و مرتبه خارج که در خارج جمیع کمالات را دانموده است سوال معنی
 مراتب علم است و عدم چیست و عدم را که لا شئ محض است بکدام اعتبار مراتب وجود گفته اند جواب عدم
 با اعتبار خارج لا شئ محض است اما در علم امتیاز پیدا کرده است بلکه وجود علمی نیز حاصل نموده نزد مشبّهات
 وجود ذمی و او را مراتب وجودیان اعتبار گفته اند که در مرتبه عدم هر چه از نقص و شرارت که ثابت شود
 از وجود که نقیض است لاجرم مسلوب خواهد بود و هر کما لیکه در مرتبه عدم مسلوب گردد و در حضرت وجود
 مثبت خواهد بود پس ناچار عدم سبب ظهور کمالات وجودی گشت که معنی للمراتبة الا هذا فانهم
 فانه ينفعك والله سبحانه الملهو اے فرزندان معارف که مسوده یافته است امید است که از الهام
 رحمانی باشد که اصدا شائبه و سائوشین طانی را در انجا مجال نبود و دلیل برین معنی آن دارد که چون در
 صدر و تحریر این علوم شد و چنانچه بنیاد قدس خداوندی جل سلطان گشت و دید که گویند ما لکن کرام علی
 نبینا و علیهم الصلوة والسلام ازواجی آن مقام دفع شیطان میکردند و نمیکد اشتند که در حوالی آن مکان
 بگرد و و الله سبحانه اعلم بحقیقة الحال و چون اظهار تعجب طبله از اعظم محمد است باظهار این نعم عظمی
 جرات نموده آمد مید است که از مرتبه محبت مراد باشد چگونه محبت انجالیش باشد که بعنایت اللد سبحانه
 نقص و شرارت فانی خود همه وقت نصیب عین است و کمالات همه منسوب باو تعالی اهل الله سر ب
 العالمین اوله و اخره الصلوة والسلام علی رسوله و آله و اوله الیه السلام و اصحابه
 العظام والسلام علی سائرین اتبع الهدی و اللّٰهم متابعة المصطفى علیه علی الیه الصلوات
 و التسلیبات انتم و آئکم لها

مکتب دوستی و محبت

بلا عبد الغفور مقتدی و حاجی بیگ نرتی و خواجه محمد اشرف کابلی صدر ریافت و بیان الکه محبت
 این طائفة سرمایه سعادت و نبویه و اخرویة است و توفیق ایشان احکام شرعیة و تحصیل جمعیت معنویه از ممرات
 الاله

این عبارت از کتاب «مکتب دوستی و محبت» است که در آنجا در بیان این نعم عظمی از جانب خداوند تعالی در حق آن بزرگوار است که در این عالم باطنی است و در آنجا که در مرتبه عدم هر چه از نقص و شرارت که ثابت شود از وجود که نقیض است لاجرم مسلوب خواهد بود و هر کما لیکه در مرتبه عدم مسلوب گردد و در حضرت وجود مثبت خواهد بود پس ناچار عدم سبب ظهور کمالات وجودی گشت که معنی للمراتبة الا هذا فانهم فانه ينفعك والله سبحانه الملهو اے فرزندان معارف که مسوده یافته است امید است که از الهام رحمانی باشد که اصدا شائبه و سائوشین طانی را در انجا مجال نبود و دلیل برین معنی آن دارد که چون در صدر و تحریر این علوم شد و چنانچه بنیاد قدس خداوندی جل سلطان گشت و دید که گویند ما لکن کرام علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام ازواجی آن مقام دفع شیطان میکردند و نمیکد اشتند که در حوالی آن مکان بگرد و و الله سبحانه اعلم بحقیقة الحال و چون اظهار تعجب طبله از اعظم محمد است باظهار این نعم عظمی جرات نموده آمد مید است که از مرتبه محبت مراد باشد چگونه محبت انجالیش باشد که بعنایت اللد سبحانه نقص و شرارت فانی خود همه وقت نصیب عین است و کمالات همه منسوب باو تعالی اهل الله سر ب العالمین اوله و اخره الصلوة والسلام علی رسوله و آله و اوله الیه السلام و اصحابه العظام والسلام علی سائرین اتبع الهدی و اللّٰهم متابعة المصطفى علیه علی الیه الصلوات و التسلیبات انتم و آئکم لها

این

ان محبت است صاینا ذلک بعد الحمد والصلوة وتبلغ الدعوات معلوم شریف و در شان حقیقی
 و شامان تحقیقی باو که مکاتبات شریفه که منبئی از فرط محبت و استیاق بوده بوصول آن مهتج و سرور
 گریه ثبتکم الله سبحانه علی هذه المحبة این محبت را سرمایه سعادات و نیویه و آخرویه دانسته از
 حضرت حق سبحانه و تعالی ثبات و استقامت بران مسألت باید نمود و توفیق اتیان احکام شریفه
 نتیجه این محبت است و تحصیل جمعیت باطن ثمره این مودت اگر عالم عالم ظلمات و کدورات او بران
 بریزند و این محبت را بر پا و ارزند عم نباید خور و بلکه امیدوار باید بود و اگر کوه کوه انوار و احوال او بران
 افاضه کنند و سرسره ازین محبت بردارند جز خرابی هیچ نباید دانست و شد راج باید شمر و این شمر
 را نیک محکوم است متوجه کار خود باشند و با مور لاطائل عمر کرانامیه را تلف نسا زندگی همه اندر زمین بتو
 این است که تو طفلی و خانه رنگین است به والسلام علیکم و علی سائرین من اتبع الهدی
 و الذم متابعه المصطفی علیه و علی من الصلوات افضلها من الشکایا انک مملها

تا بنایان تا با

مع فیج اول رسول نبی و چند وصیت ۴۱۲

مکتوبات امام ربانی در
فقر اول
مکتوبات امام ربانی در
فقر اول

مکتوب دوم صدی و ششم

دو بیت
سبحانه

یا نه

بمخدوم و مز او گے میان شیخ محمد صادق سلمه الله تعالی و بیان بعضی از اسرار صدور ریافت بعد
 الحمد والصلوة معلوم فرزندے ارشدے باو که از مکتوب شما که در شرح احوال نوشته بودند چنان مفهوم
 گشته بود که شمار ما سببے ولایت خاصه محمدیه علی صاحبها الصلوة والسلام والحقیه پیدا شده است
 ازین معنی شکر خداوندی جل سلطانہ بجا آورده که از مدت ها آرزوے این دولت داشتند که در حق
 شما بحصول پیوند و این زمان امیدوار گشته متوجه آن شد که شمار ابان دولت جذب نماید اتفاقاً
 درین جست و جو شمار داخل ولایت موسوی یافت علی بنینا و علی الصلوات والتسلیمات و از آنجا
 کشیده و اهل دائره ولایت خاصه ساخت لله سبحانه الحمد والمیتة علی ذلک و چون شمار را به قیامت
 درین ولایت در آورده اندزاده از بسبت روز است که در کنار خود نگاه داشته پرورش و پدید آمدن معلوم

الصلوة والسلام

روز اول بود و در روز دوم در مجلس

پدید آمدن کلمات و فقر اول

نیت کہ از ضعف این نسبت معلوم شمشادہ باشد و حالاً چون زرقوت آورده است امید است
 کہ معلوم شمانیز گردد و از انعام حضرت سبحانہ تعالیٰ چه نویسد کہ در باب این عاصی علی التواریخ و التواریخ
 فافض است من آن خاتم کہ ابرو بہاری دکن از لطف برین قطره باری بہ اگر بر ویدارتن
 صد زبانه چو شوشن شکر لطفش کے تو انم و دیگر فرزند سے اعزى محمد سعید کہ در مکتوب خود اظہار
 احوال خود نموده بود بسیار اصل است بان خصوصیت از یاران کم کسے رار و واہہ است امید است
 کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اور انیز بولایت خاصہ مشرف گرداند و فرزند سے محمد معصوم خود
 بفضل خداوندی جل سلطانہ بالذات قابل آن دولت است حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از قوہ
 بفعل آرو بصدقتہ صیبہ علیہ و علیٰ الصلوات و التسلیمات

این کتاب در بیان فضائل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این کتاب در بیان فضائل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

مکتوب دوسری و ہفتم

بلا محمد طالب بیانی صدور یافته در ترغیب بر تالیف سنت سننیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و
 والنجیۃ و در داحی طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ انوارہم ثبتنا اللہ سبحانہ و ایاکم علی
 جاتہ الشریعۃ الختمۃ المصطفویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والنجیۃ و علی الہ الکرام
 و اصحابہ العظام آخری ارشدی اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ انوارہم التزام متابع
 سنت سننیہ نموده اند و اختیار علی عزیمت فرمودہ اگر باین التزام و اختیار ایشان را باحوال خود
 مشرف سازد نعمت عظیم میزند و اگر احوال مواجد ایشان بدیند و درین التزام و اختیار متور
 یابند آن احوال رائے پسندند و آن مواجد را بخواہند و دران فتور جز خرابی خود بیچ نمیدانند زیرا کہ
 بر ہنمان و جوگیان ہند و فلاسفہ یونان از قسم تجلیات صوری و مکاشفات مثالی و علوم تجریدی
 بسیار دارند اما غیر از خرابی و رسوائی نتیجہ آن ندارند و جز بقدر و حیران نقد وقت شان نیست
 آن برادر چون برسل الہی جل سلطانہ خود را در سیکایہ این اکابر داخل ساختہ است ناچار است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این کتاب در بیان فضائل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

این کتاب در بیان فضائل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

که متابعت ایشان التزام نماید و سرسختی مخالفت گنجایش ندهد تا از کمالات ایشان سودمند و پر خردوار
 گردد و اولاً تصحیح عقائد بر وفق معتقدات اهل سنت و جماعت کثرهم الله سبحانه فرماید و ثانیاً علم فرض
 و واجب سنت و مندوب و حلال حرام و مکروه و مستحب که در علم فقه مذکور است و عمل بمقتضای این علم
 حاصل نماید تا ثبات و ثبوت بعالم صوفیه برسد تا آن دو جنبه درست نکند طهران عالم قدس محال است
 اگر احوال و مزاجی حصول آن دو باز و میسر شد خرابی خود را در آن باید دانست و از آن احوال و مزاجی
 استعاضه باید نمود و کار نیست غیر این هیچ ^ع معاك السر سوال الا البلاء غره اخوی اعزى
 میان شیخ داود و آنجا آمده اند صحبت ایشان را ^ع منقسم شمرند با آنچه نصیحت و ولایت نمایند انقیاد باید
 نمود که صحبت مریدان این اکابر بسیار بوده اند و راه در روش ایشان معلوم نموده یار آنکه آنجا اند
 و توسط خدمت میرنعمان و خل این طریق علیّه گشته باید که صحبت شیخ مشارالیه را غنیمت شمرند و در
 یکجا بنشینند و در یک دیگر فانی باشند تا جمعیت حاصل شود و معامله به ترقی انجامد مطالعه مکتوبات را
 لازم گیرند که سودمند است ^ع داویم ترا ز گنج مقصود نشان ^ع والسلام علی من اتبع الهدی
 و التزم متابعة المصطفی علیه و عواله الصلوات و التسلیمات انتم هاء و آکم لها

تصحيح عقائد بر وفق معتقدات اهل سنت و جماعت کثرهم الله سبحانه فرماید و ثانیاً علم فرض و واجب سنت و مندوب و حلال حرام و مکروه و مستحب که در علم فقه مذکور است و عمل بمقتضای این علم حاصل نماید تا ثبات و ثبوت بعالم صوفیه برسد تا آن دو جنبه درست نکند طهران عالم قدس محال است اگر احوال و مزاجی حصول آن دو باز و میسر شد خرابی خود را در آن باید دانست و از آن احوال و مزاجی استعاضه باید نمود و کار نیست غیر این هیچ میان شیخ داود و آنجا آمده اند صحبت ایشان را منقسم شمرند با آنچه نصیحت و ولایت نمایند انقیاد باید نمود که صحبت مریدان این اکابر بسیار بوده اند و راه در روش ایشان معلوم نموده یار آنکه آنجا اند و توسط خدمت میرنعمان و خل این طریق علیّه گشته باید که صحبت شیخ مشارالیه را غنیمت شمرند و در یکجا بنشینند و در یک دیگر فانی باشند تا جمعیت حاصل شود و معامله به ترقی انجامد مطالعه مکتوبات را لازم گیرند که سودمند است داویم ترا ز گنج مقصود نشان والسلام علی من اتبع الهدی و التزم متابعة المصطفی علیه و عواله الصلوات و التسلیمات انتم هاء و آکم لها

مکتوبات اهل بیت
 در منزل
 حضرت امام

کتاب در ۲۳۸ مکتوبات و سوره هاشمیه

بمیرسد نعمان صدور یافت و بر بیان آنکه در کتب اخوان امیدوار به است و در تنبیه آنکه مبادا
 احوال و معارف مریدان باعث توقف پیران شود و منجر به محبت گردد و در بیان آنکه احوال مریدان
 باید که موجب جفا باشد که ترغیب بر زقیات نمایند ^ع الحمد لله رب العالمین و الصلوة علی
 سید المرسلین و علی اهل بیته الطاهیرین الطیبین ^ع علیهم اجمعین مکتوب شریف که
 به صاحب کس خواهد جمی ارسال داشته بودند وصول یافت موجب فرحت فراوان گشت و چون
 احوال مسترشدان و مریدان ایشان در اینجا تفصیل اندراج یافته بود فرحت افزو وزیر که

نایب

والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس

احوال بر تقدیر احوال است انچه مخدوما مقصود احوال گرفتاری محول احوال است و چون این

گرفتاری حاصل است حصول احوال گونا باشد نوشته بودند که در حضورند که نوشته بود که در حق شما سخن ریزی

بسیار کردیم انچه مخدوما الواقع كذلك لكن حصول الثمرات مع مرور الدهور و الا زمان حال الحیوة

و بعد المات انشروا انجل به از مقوله مولانا محصل الخ نوشته بودند چون مولانا مذکور حاضر نبود

که مراد او فهمیده شود از آن مقوله متعرض نشده اما خیر است بخاطر بیخ نرسانند از سوکے آوب که زفته بود

نوشته بودند از مخلصان زلات معفو است بخاطر بیخ نرسانند از احوال خود تفتیش نموده بودند الله سبحانه

القدر والمنة که شما از مقبولان ساختناید قبل بلا علة نوشته بودند که در شیخ زاوه آمده بودند که

تلقین ذکر بگیرند انچه مخدوما استخاره در هر امر صدقون است و مبارک لیکن در کار نیست که بعد از استخاره

امر سے ظاهر شود و خواب یا در واقع یا در بیداری که دلالت بر فعل یا ترک نماید بلکه بعد از استخاره رجوع قلب

یادیند و اگر اقبال بان امر زیاده از پیش است دلالت بر فعل دارد و اگر اقبال بهمان قدر است که سابق

داشت و نقصان میدانه کرده هم منع نیست درین صورت استخاره را که رسازند تا زیادتی اقبال مفهوم

شود و نهایت تکرار استخاره تا نهایت مرتبه است و اگر بعد از ادا استخاره نقصان در اقبال سابق مفهوم شد

دلالت بر منع است درین صورت نیز اگر استخاره را که رسازند گنجایش دارد و بلکه بر هر تقدیر استخاره را مکرر

ساختن اولی واجب است و احتیاط است در اقدام و عدم اقدام در آن امر معنی عبارت رساله سبأ و معاد

که در بیان جسد کتیب روح تحریر یافته است پسید بودند مخدوما ما با شربت روح مرافعالی را که سبأ

افعال اجسام است بواسطه همان جسد کتیب است ازین قبیل است مدوائے که از روحانیت اکابر

قدس الله تعالی اسماء هم که مناسب افعال اجسام است کاهذک الذعداء و نصرت الاحباء

بوجه مختلفه و اختایسته طلب امان از منته طلبه زفته بود حضرت حق سبحانه و تعالی شمار او المبت

شمار بلکه تقیبه شمار از شر آن ظلمه محفوظ ساخته است بفرغ خاطر متوجه جناب قدس او باشند تعالی و تقدس

و امید است که این حفظ را موقت بتوقیت سازند ان ربك واسع المغفرة اما اهل ان بقعه را نصحت

والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس

والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس

والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس
والمعرفت
بما لا يدرك بالحواس

کلیه التفات نمی نمایند ازینجا است که حال ایشان بر دوام است و وقت ایشان بر ستمار نقوش با سوا
 از باطن ایشان بر نهجی مثل شمشیری میگردد که اگر نیز ارسال تکلف و احضار با سوا نمایند میسر نشود و آن
 تجلی ذاتی که دیگران را کالبرق است این بزرگواران را دومی است حضور یک غنیت و رفاه است
 آن باشد نزد این عزیزان از حیرت اعتبار ساقط است رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله
 بیان حال شایسته مع ذلک طریق ایشان اقرب طرق است والنبیة من قبل است و نهایت دیگران
 در بدایت این بزرگواران مندرج و نسبت ایشان که بجنبت حمدیق منسوب است رضی الله تعالی عنه
 فوق همه نسبتهاست بیخ است اما هم هر کس بنطاق این اکابر رسد نزدیک است که قاصر این طریق
 علیین نیز از بعضی کمالات ایشان الکار نمایند قاصر گر کند این طائفه را طعن قصور به حاش
 بیکه بر آرم بزبان این گل را شاعر عرب فرماید ^{یته زروق} **أولئك آباءي فحبيبي** ^{یته} **بمثلهم** ^{یته} **إذا جئتنا**
بأجدر المجمع حضرت خواجہ احراق قدس سره فرموده اند که خواجهگان این سلسله علیہ قدس الله تعالی
 است که هم پیران و رفاه نسبت ندارند کارخانه ایشان بلند است ^{یته} **حیف** باشد شرح او
 اندر جهان همچو از عشق باید در زمان به لیک گفتم وصف او تاره بزند پیش از آن گرفت آن
 حسرت خورنده اگر دفا تر در بیان خصائص و کمالات این برگزیدگان ثبت نموده آید حکم قطره باشد از
 دریگه نهایت سخا و اویم نراز گنج مقصود نشان **والسلام علی من اتبع الهدى** ^{یته} **والتمتع علیہ**
المصطفی علیہ وعلى آله من الصلوات أفضلها ومن السليمان أكملها

این کلام در حدیث آمده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است

این کلام در حدیث آمده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است

<p>ندوبت یافت</p>	<p>کتاب (۲۴۴) و جهل و جهار مکتوب دو صد و پنجاه و چهارم</p>
<p>بلا محمد صالح کولابی صدور یافته در جواب کتابتیکه نوشته بودند در بیان خرابی احوال خود مکتوب شریف اخوی ارشدی خواجہ محمد صالح وصول یافت از خرابی احوال خود نوشته بودند امید است که ازان هم خراب تر گردند نهایت این خرابی در مکتوبی که با هم فرزند ارشدی که درین ایام نوشته است اندراج</p>	

این کلام در حدیث آمده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است که این بزرگواران را در حدیثی از امام رضا علیه السلام نقل شده است

من مکتب بافتح رسکون کاف و ثانی شلثه درنگ کردن و انتظار نمودن و بالضم و با کسر معنی درنگ ۱۲ غ

یافته است از آنجا معلوم خواهند فرمود و اگر میداند که بودن شما اینجا چند روز سبب جمعیت یاران است اگر صلاح دانند چند روز دیگر هم مکتب نمایند فقیر نیز درین نزدیکی اراده سفر حضرت و علی دارو که آبخارها و توهمات بواعث آن سفر اند و این مقام را بفرزندی ارشدی عنایت فرموده اند و داخل ولایت ایشان ساخته اند فقیر اینجا در زنگ مسافران در ولایت ایشان نشسته است و یارانیکه داخل طریق علییه شده اند علی الخصوص میر تقی میر و مولانا شکر الله و میر سید نظام بدعوات فراوان مخصوص اند فرزند می خواجہ محمد صادق و سایر برادران شمار او جمیع یاران را وعاسے رسانند

بمن برادرس

مکتوب و صحبت در تخم

بلا صالح یافتہ بیت

بسیار میاید و ریافت و جواب استفسار که نموده بود و بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات مینماید که مکتوب شریف که بمصوب قاصد ارسال شده بود در سید موجب فرحت گشت نوشته بودند که ذکر نفی و اثبات تا به بیت و یک عدد رسانیده است اما او مت نمی شود و غیبت هم گاه گاه رو میباید محبت انارا و ذکر گفتن ظاهر اثر طے از شرط مفقود است که نتیجہ بر آن عدد و مرتب نگشته بالمشافه انتشار است تعالی استفسار خواهد نمود و دیگر استفسار نموده بودند معنی این قول را و نوشته بودند که حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه کار خود را تمام کرده فرمودند که ذکر اللسان لقلقة و ذکر القلب سوسه و ذکر الشرح شریک و ذکر السیر کفر بدانند که چون ذکر نفی از ذکر بود و ذکر است هر ذکر که باشد و مقصود فنا و ذکر و ذکر است و در ذکر کور لاجرم ذکر القلقه و سوسه و شرک و کفر فرمودند بهر چه از دوست و امالی چه کفر آن حرف و چه ایمان بهر چه از راه دور رفتی چه زشت آن حرف و چه زیاده اما ذکر را عرض این آسانی پیش از حصول فنا و بقا باید و است زیرا که بعد از حصول بقا وجود اگر وثبوت ذکر از او که مذموم نیست و اگر درین معنی خفاست مانده باشد و حضور استفسار خواهد نمود که حوصله کتابت تنگ است پس این قول را نسبت بحضرت صدیق نمودن خصوصاً بعد از تمامی کار مستحسن نیست استفسار دویم آن بوده

مکتوب بعد از حصول بقا

مکتوب شریف که بمصوب قاصد ارسال شده بود در سید موجب فرحت گشت نوشته بودند که ذکر نفی و اثبات تا به بیت و یک عدد رسانیده است اما او مت نمی شود و غیبت هم گاه گاه رو میباید محبت انارا و ذکر گفتن ظاهر اثر طے از شرط مفقود است که نتیجہ بر آن عدد و مرتب نگشته بالمشافه انتشار است تعالی استفسار خواهد نمود و دیگر استفسار نموده بودند معنی این قول را و نوشته بودند که حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه کار خود را تمام کرده فرمودند که ذکر اللسان لقلقة و ذکر القلب سوسه و ذکر الشرح شریک و ذکر السیر کفر بدانند که چون ذکر نفی از ذکر بود و ذکر است هر ذکر که باشد و مقصود فنا و ذکر و ذکر است و در ذکر کور لاجرم ذکر القلقه و سوسه و شرک و کفر فرمودند بهر چه از دوست و امالی چه کفر آن حرف و چه ایمان بهر چه از راه دور رفتی چه زشت آن حرف و چه زیاده اما ذکر را عرض این آسانی پیش از حصول فنا و بقا باید و است زیرا که بعد از حصول بقا وجود اگر وثبوت ذکر از او که مذموم نیست و اگر درین معنی خفاست مانده باشد و حضور استفسار خواهد نمود که حوصله کتابت تنگ است پس این قول را نسبت بحضرت صدیق نمودن خصوصاً بعد از تمامی کار مستحسن نیست استفسار دویم آن بوده

بمن برادرس

Handwritten notes at the top of the page, including the number 46 and various religious and philosophical phrases.

Main body of handwritten text in Urdu, discussing the concept of 'Kufr-e-Haqiqi' (True Infidelity) and its relation to 'Islam-e-Haqiqi' (True Islam). It mentions figures like Sheikh Abu Sa'eed and discusses the nature of faith and disbelief.

Vertical handwritten notes on the right side of the page, providing commentary or additional information related to the main text.

کتاب دوم در اصول و عقائد (۲۳۶) جلد ششم

Second main section of handwritten text, starting with 'بمیرسد نعمان صد دریافت در بیان حصول مقام که متوقع و مترصد بوده است'. It continues with a discussion on the path to spiritual perfection and the role of the community.

Vertical handwritten notes on the right side of the second section, continuing the commentary.

Bottom section of handwritten text, containing further details and possibly a conclusion or a specific instruction.

جَلَّ وَعَلَا فَإِنَّهُ سُبحَانَهُ الدِّيلُ
 عَلَيَّ مَا سِوَاهُ لَا الْعَسُّ فَإِنَّ
 الدِّيلُ أَظْهَرُ مِنَ الْمَدِّ لَوْلَا أَيْ
 شَيْءٌ أَظْهَرَ مِنْهُ سُبحَانَهُ لِأَنَّ
 الْأَشْيَاءَ إِنَّمَا ظَهَرَتْ بِهِ وَمِنْهُ
 سُبحَانَهُ وَتَعَالَى فَهُوَ الدِّيلُ عَلَيْهِ
 نَفْسُهُ وَعَلَى مَا سِوَاهُ فَلَا حِرْمَ
 عَرَفْتُ رَبِّي بِرَبِّي وَعَرَفْتُ
 الْأَشْيَاءَ بِهِ تَعَالَى فَالْبُرْهَانُ
 هُنَالِكِ - ^{بَرَكَاتُ الْأَوَّلِيَّةِ} ^{بَرَكَاتُ الْوَسْطَانِيَّةِ} ^{بَرَكَاتُ الْآخِرِيَّةِ}
 وَزَعَمْنَا لَا كِتَابَ إِلَّا قَوْلُ التَّقَاوُرِ
 بِتَفَاوُتِ النَّظَرِ وَالْإِخْتِلَافِ
 بِالْإِخْتِلَافِ الْمَنْظُرِ بَلْ كَمَجَالِ
 لِلْإِسْتِدْلَالِ وَالْبُرْهَانِ
 إِذْ لَاحْتِفَاءِ فِي وُجُودِهِ سُبحَانَهُ
 وَالرَّبِّيَّ فِي ظُهُورِهِ تَعَالَى فَهُوَ أَجْلِي
 الْبَدِيهِياتِ وَمَا خَفِيَ ذَاكَ عَلَيْكَ
 أَحَدًا إِلَّا لِمَرْضٍ فِي قَلْبِهِ وَغِشَاوَةٌ
 عَلَى بَصَرِهِ وَالْأَشْيَاءُ بِحُسُوبِهَا جَوَابِ
 الظَّاهِرَةِ وَمَعْلُومَتِهَا الضَّرُورَةِ أَنَّ

ص مشهوری کتاب ابرو اللہ تاب ۴ کر ایلت ابرو ابرو رے در کتاب ۴ اند کے ابرو شائے سید بہ شمس ابرو ابرو زجا سلیمہ ۱۱
 لہ نادقائے ^{فوق} ^{غیر} ^{مرد} ^{عالم} ^{علی} ^{الکرام} ^{تعالی}
 لہ فائزہ تعالیٰ
 ہر اللہ تعالیٰ
 لہ اعتبارات
 لہ الصفات و
 التیویات
 لہ صحت و قوت
 لہ لعل و العذوبت
 لہ علاقہ و
 لہ مجال

کتابت تمام ابرو باقی ^{در سوال}
 محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
 معلوم ترین

جل و علا زیرا کہ اوست خدائے پاک دلیل بر غیر خود
 نہ آنکہ غیر او سبحانہ دلیل است بروے عز اسمہ
 چہ میباید کہ دلیل روشن تر باشد نسبت بد لول کلام
 چیز ظاہر تر است از وہ سبحانہ زیرا کہ بہ تحقیق اشیاہ
 بتماہا بوسے وازوے سبحانہ و تعالیٰ ظہور یافته
 یعنی بجای آورد و ظہار در عزوجل
 نہ از غیر او جل سلطانہ پس اوست تعالیٰ
 دلیل بر ذات خود و بر غیر خود پس ناچار است آمد
 کہ شناختم پروردگار خود را بہ پروردگار خود شناختم
 جملہ اشیاہ را باو سبحانہ و تعالیٰ پس اینجا استدلال
 بر مشرت است بر اثر و بعلمت است بر معلول
 و اکثرے گمان بر وہ کہ بہ تحقیق این استدلال استدلال
 باشر است بر مشرت و بمعلول بر علت و تفاوت بتفاوت
 نظر است و فکر و احتمالات باختلاف محل نظر و فکر
 بلکہ استدلال و برهان را اندرین جا مجالے نہ
 زیرا کہ در وجود او سبحانہ ہونے ہے مختلفے نیست
 دور ظہور او تعالیٰ شکے و نزودے نہ پس اوست تعالیٰ
 ظاہر ترین جملہ بدہیات است و مخفی نماذین بر هیچ
 یکے گر سبب علت قلبی و غشاوہ بصری و حال آنکہ
 پیروی اولیٰ ^{پر اولیٰ}
 اشیاہ بتماہا محسوس اند بجز ایں ظاہرہ و معلوم اند بہ جدا
 یعنی اینکہ

این یعنی ایشان
 غیر از انبیا و اولاد انبیا
 زیرا که در کتاب آمده
 و در بعضی از کتابها
 ما اینانی با ایشان
 و در بعضی از کتابها
 ما اینانی با ایشان
 و در بعضی از کتابها
 ما اینانی با ایشان

وجودها منتهی تعالی و تقدس و
 تقدان هذا العلم للبعض بواسطة
 عرض المرص لا يضر في المطلوب

وجودشان با جاد حق است تعالی و تقدس
 و عدم حصول این علم بعضی را بسبب حقوق ص
 قلبی محل مقصود نیست

والتسليمات

مکتوب دوصلی و جمله هشم (۱۲۳۸)

آنها و آگمها

نیز بعالم جناب میرزا حاسم الدین احمد صدور ریافت در بیان آنکه کمال تابعان انبیا علیهم الصلوات
 والتسليمات از جمیع کمالات ایشان نصیب است بطریق تبعیت و بیان آنکه هیچ ولی بمرتبه هیچ
 نمی رسد و تحقیق آنکه تجلی فانی که مخصوص بان سرور علی الصلوات والسلام گفته اند چه معنی است
 و ما یناسب کمال الله الذی هدانا لهذا انما کننا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت
 رسل ربنا بالحق صلوات الله تعالی و تسلیماته سبحانه علیکم و علی اتباعهم و انصارهم
 و اعدائهم و خزنه امرهم کمال تابعان انبیا علیهم الصلوات والتسليمات بجهه کمال
 متابعت و شرط محبت بلکه محض عنایت و موافقت جمیع کمالات انبیا و متبوعه خود را حسب مینامند
 و بکلیت بزرگ ایشان متشبّه میگردد حتی که فرق نمینامند در میان متبوعان و تابعان الا بالاصالة
 والتبعية والا لایه والآخریه مع ذلك هیچ تابعی اگر چه از متابعتان افضل الرسل باشد بمرتبه هیچ
 نمی اگر چه او زمین انبیا باشد رسد لهند حضرت صدیق که افضل شریعت بعد از انبیا است او همیشه زیر قدم
 پیغمبری باشد که او پایان از جمیع پیغمبران است از نجاست که متبادی تعینات جمیع انبیا و ارباب ایشان
 از مقام اول است و متبادی تعینات ایشان از اعلی و اسفل و ارباب ایشان از مقامات طلال آن
 صل علی تفاوت الدرجات فكيف يصوم المسأوات بین الاصل والظیل قال الله تبارک و تعالی
 ولقد سبقتم کلینا لعیبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون وان جندنا لهم الغالبون

اقتباس است از
 کتاب رساله
 بیان آنکه انبیا و اولاد
 انبیا و اولاد انبیا
 و در بعضی از کتابها
 ما اینانی با ایشان
 و در بعضی از کتابها
 ما اینانی با ایشان
 و در بعضی از کتابها
 ما اینانی با ایشان

لازم در زمره با بندگان آنست
دوران آن محلی بان سرور
است بر بیان اراد از تفرم
در بیان آن محلی بان سرور
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
علی الصلوة و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات

و اما گفته اند که تجلی ذات تعالی و تقدس در میان انبیاء مخصوص خاتم الرسل است علیهم الصلوات
والتحیات و کمال با بندگان آن سرور را از ان تجلی نصیب است این معنی است که تجلی ذات نصیب
انبیاء است و تبعیت نصیب کمال است حاشا و کلامی آن می شود که لهذا المعنى فان فيه منزلة
الاولیاء علی الانبیاء بلکه مخصوص بودن آن تجلی بان سرور بان معنی است که دیگر آن را حصول
آن تجلی لطیف و تبعیت است علی الصلوات و التسلیمات انبیاء علیهم الصلوات والتحیات
حصول آن تجلی لطیف است علی الصلوة والسلام و کمال اولیاء این است را به تبعیت او علی الصلوة
والتسليم انبیاء بر خوان این نعمت عظمی اعلی اوجب علیهم الصلوات والتحیات و اولیاء
خادم الش خور او از جلیس طفلی ما خادم الش خور فوق بسیار است این مقام از منزلت اقدام است
و تحقیق آن در رفع شبه از ان این فقیر در مکتوبات و رسائل خود و جوهر شئی ذکر کرده و الحق ما کففت
فی هذه المسئلة بفضل الله سبحانه و کرمه تعالی معلوم شریف بوده باشد که هر چند جمیع انبیاء را
علیهم الصلوات والتسلیمات و بطیف ان سرور علی الصلوات و التسلیمات از ان تجلی نصیب
وافر است اما معلوم میشود که این ولایت خاصه در اولیاء امتان ایشان سربت نکرده است و این
تجلی نصیب فرنگرفته اند چه هر گاه در اصول اینها این دولت طفیلی و انعکاسی باشد بفرع بطریق عکس
العکس چه رسد مصداق این معنی کشف صریح است نه بشد لال عقلی و آنچه سابقا مذکور شده که کمال با بندگان
بتمام کمالات منبوعان را جذب نمایند مراد از ان کمالات اصلیه منبوعان است نه مطلقا تا تنافض
پیدا نشود بلکه ایشان از ولایت مخصوصه هر کدام انبیاء خود به تبعیت پیرو گشته اند در میان امتان
همین امت به تبعیت این تجلی مخصوص اند و این دولت عظمی مشرف ایند آنچه لازم گشته و علماء اینها در
انبیاء نبی اسرائیل شده ذلك فضل الله يؤتیه من يشاء والله ذو الفضل العظيم خواست که انفضال
و خصائص انبویا است خاصه شمه منویا است بیکی وقت مساعدت کرد و کاغذ کوتی آورد و بتعمایت الله سبحانه
علوم و معارف در رنگ باران میسان میریزد و بر عجایب و غرائب اسرار اطلاع می بخشد همچنان این راز

است
کمال با بندگان آن سرور
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات
اینرا علی الصلوات و التسلیمات

مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات

مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات
مکتوبات

در این ولایت برکات علی صاحبها الصلوة والسلام

مراد محمد و نزادگان کبار اند بنسبت خواجه محمد صادق و خواجه محمد سعید و خواجه محمد مصمم قدس سره الله تعالی امرار هم ۱۱

فرزند آن گرامی اند علی قدا الاستعداد داران دیگر چند روز و حضور اند و چند روز دیگر در غیبت اینجا گفته اند که هر چند ولی ولی باشد اما بر تریه صاحبی نزد شوق و ریافت ملازمت فوق الحد است صحیفه گرامی که نامزد این حقیر فرموده بودند بود و آن مشرف گشت و دید دستور اعمال از اجل نعم است اما توسط احوال در جمیع امور محمود است افراط و رزک تقریط از حد اعتدال بیرون است والسلام علیکم وعلی سائیر من اتبع الهدی و التزم متابعة المصطفی علیه وعلی الصلوات و التسلیمات

کتاب و وصی و حمل و هم (۲۲۹)

و بیان فضائل متابعة سید الاولین و الاخرین و کمالات منزیه بران و مراتب مخصوصه بمیرزاواراب صد و ریافت الحکم لله و سلامه علی عباده الذین اصطفی نجات اخروی و فلاح دینی منوط متابعت سید الاولین و الاخرین است و علی الصلوات و التسلیمات و کمالها لهذا متابعت او بمقام محبوبیت حق جل سلطان میرسد و متابعت او بجلی ذوات تعالی و تقد مشرف میگردد و متابعت او بر تریه عبودیت که فوق جمیع مراتب کمال است و بعد از حصول مقام محبوبیت است سرفراز میزند و متابعت او کمال او را مثل انبیاء بنی اسرائیل میفرماید و پیغمبران اولوالعزم از روست متابعت او مینماید و لو کان مؤمن حیاً فی زمنه ما وسیعه الا تباعه و قصه نزول روح الله و متابعت حبیب الله معلومه مشهوره و امت او بواسطه متابعت او خیر الامم گشته است و اکثر این جنت شده قدر ابدولت متابعت ایشان پس از جمیع امم بهشت خواهند درآمد و نعمات خواهند فرمودند و لکن اشم کذا و کذا فعلیکم و متابعتی و التزم سنته و اثبات شریعتی علیه و علی جمیع اخوانه من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها اثانیا سفارش شیخ اسماعیل مینماید که از آشنایان معارف اگاه هی حاجی باب الرحمن است والسلام

کتاب و وصی و نجاهم (۲۵۰)

کتاب کتبت است از فضائل غیر القدم ۱۱

قال قال قال الله تعالی فی کتابه فی حق محمد و آله و صحبه اجمعین و علی الصلوات و التسلیمات و کمالها لهذا متابعت او بمقام محبوبیت حق جل سلطان میرسد و متابعت او بجلی ذوات تعالی و تقد مشرف میگردد و متابعت او بر تریه عبودیت که فوق جمیع مراتب کمال است و بعد از حصول مقام محبوبیت است سرفراز میزند و متابعت او کمال او را مثل انبیاء بنی اسرائیل میفرماید و پیغمبران اولوالعزم از روست متابعت او مینماید و لو کان مؤمن حیاً فی زمنه ما وسیعه الا تباعه و قصه نزول روح الله و متابعت حبیب الله معلومه مشهوره و امت او بواسطه متابعت او خیر الامم گشته است و اکثر این جنت شده قدر ابدولت متابعت ایشان پس از جمیع امم بهشت خواهند درآمد و نعمات خواهند فرمودند و لکن اشم کذا و کذا فعلیکم و متابعتی و التزم سنته و اثبات شریعتی علیه و علی جمیع اخوانه من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها اثانیا سفارش شیخ اسماعیل مینماید که از آشنایان معارف اگاه هی حاجی باب الرحمن است والسلام

بلا احمد برکی صدور یافت و حل بعضی استفسارها که نموده بود **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** بعد
 الحکم والصلوة وتبلیغ الدعوات میرساند که احوال و اوضاع فقراء این حد و مستوجب حرمت و
 المسئول من الله سبحانه عافیتکم صحیفه شریفه وصول یافت نوشته بودند که ذوقی و فرحی که اول
 داشت حالا در خود نمیاید و این را تشریح خود میداند معلوم اخوی با در که حاله اولی در رنگ حالت
 اهل وجد و سماع بوده است که جسد را در آنجا حل نشد م بود و حال تنبک الحاله پیشترده است جسد از آنجا
 قلیل النصیب بقلب و روح تعلق بیشتر دارد و بیان این معامله تفصیله میطلبد با جمله حالت ثانیه
 فوق حالت اولی است بمراتب و عدم وجدان ذوق و فقدان فرح فوق فوق وجدان ذوق فرح است
 چه نسبت هر چند بجهالت بگشاید و بجهت انجامد و از جسد دور تر رود و ایل است و بصحلول مطلوب نزدیک تر
 زیرا که در آن موطن جز بحر و جزو جزو اهل انجایش نیست جهل البعیر معرفت میکنند و عجز را در اک می مانند نوشته
 بودند که آن نسبت را تاثری که در اول بوده است حالا نمانده بلی تاثر جسدی نمانده اما تاثر روحی
 بیشتر پیدا کرده هر چند هر کس آزادک نمک چه توان کرد مدت صحبت شما با این نقیر بسیار کم بوده است
 و علوم و معارف خاصه کم ندکور شده مگر آنکه حضرت حق سبحانه و تعالی خواسته باشد که صحبت منشی شود
 و چند روز بهم باشیم و ایضا استفسار نموده بودند که آیا با وجود زاده درین زمانه که رفتن فرض هست
 یا نه مخار و روایات فقه درین باب اختلاف بسیار دارند و مختار درین مسله فتوی فقیه ابواللیث است که
 گفته اگر غالب بظن امن و عدم هلاک است در راه پس فرضیتش ثابت است والا لا لیکن این شرط
 شرط و جوب ادا است نه شرط نفس و جوب حکما هو الصیحة پس صحبت حج درین صورت واجب باشد چون
 وقت ساعاتی که در جوب استفسارها دیگر شمارا بر کتابت دیگر موقوف داشته و المستلامه
 یاری ۱۲

تمام
 صلواتی از نقیران
 در شب با است از آن
 وجدان ۱۲
 نسبت بصلوات بیان
 عدم تاثر روحی
 حکایت اولی
 در فصل اول
 نقیر غنی الزاهد
 نصرت محمد بن
 ابراهیم البصری
 رحمة الله تعالی
 التوفیق من الله
 بسبب توفیق
 شرف الطنوت
 ۵۲
 در وقت این زمان
 واجب است که در وقت
 ذکر
 کعبه السلام

کتاب (۲۵۱) رسد و سجاه و حکم
 مکتوب دو صد سجاه و حکم
 بولانا محمد شرف صدور یافت در بیان فضائل خلفاء راشدین و فضل حضرت یحیی و بعضی از خصایل

سه کتابت مردم در ادراک تاثیر این
 نسبت را ۱۲
 در وقت این زمان
 واجب است که در وقت
 ذکر
 کعبه السلام

بیشتر

و کتاب ایشان بعد از قرآن مجید بهترین کتب منزله لہذاست ایشان در آنم ما تقدم مشیر در بہشت
 خواهند رفت ہر چند شریعت حضرت ابراہیم ولدت او از جمیع شرائع و ملل افضل و اکمل است ازینجا است
 کہ پیغمبر افضل الرسل الامر بما بعثت لمت او فرمودہ کریمہ شفاء و حینا الیک ان اشع علیہ ابراہیم
 حنیفاً لہذا این معنی است حضرت مہدی موعود کہ رب او نیز صفت العلم بہت و رنگ حضرت امیر
 مناسبت ب حضرت عیسیٰ از رنگ گویا یک قدم حضرت عیسیٰ بر سر حضرت امیر است و قدیم دیگر بر حضرت فرہنگ
 بدانند کہ ولایت موسوی جانب بکین ولایت محمدی واقع شدہ است و ولایت عیسوی جانب بسیار
 آن ولایت و چون حضرت امیر حال بار ولایت محمدی بودہ اند اکثر سلال اولیا با ایشان منسب گشت
 و کمالات حضرت امیر پیش از کمالات حضرت یحییٰ بہ اکثر اولیا و عزالت کہ کمالات ولایت مخصوص اند ظاہر
 شد اگر نہ اجماع اہلسنت بر فضیلت یحییٰ بود کہ کشف اکثر اولیا و عزالت با فضیلت حضرت امیر حکم کرد
 زیرا کہ کمالات حضرت یحییٰ شبیہ ب کمالات انبیاست علیہم الصلوٰت و التسلیمات دست ارباب
 ولایت از دامن آن کمالات گواہ است و کشف ارباب کشف بواسطہ علو درجات انہا در راہ
 کمالات ولایت و جنب آن کمالات کامل طوح فی الطریق اند کمالات ولایت زینہ ہا اند از برائے
 عروج ب کمالات نبوت پس مقدمات از مقاصد چہ خبر بود و مبادی را از مطالب چہ شعور امروز این سخن
 بواسطہ بعد ہست نہ موت بر اکثرے گرانست و از قبول دور لیکین چہ توان کرد و در پس آئینہ طولی
 صقم ساختہ اند ہر چہ دستا و ازل گفت بہان میگویم + اما اکل اللہ بجانہ والذینہ کہ درین گفتگو
 بعلماء اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ متبعینہم و موافقینہم و اہل علم ایشان متفق است لالی ایشان بابرین کشفی
 ساختہ اند و جمالی را تفصیلی ابن فقیر از انا زمانے کہ کمالات مقام نبوت بتابعیہ پیغمبر خود رسانیدند
 و از ان کمالات بہرہ تمام فراوند بر فضائل شخین بطریق کشف اطلاق و بخشیدند و غیر از تقلید راہ نمودند
 الحمد للہ الذی ہمہ انا لہذا اوملک لنا لہندی لولا انہک لنا اللہ لکذا جاءت مرسل
 زینا بحتی روزے شخصی نقل کرد کہ نوشتہ اند کہ نام حضرت امیر بر ذریعہ بہشت ثبت کردہ اند بخاطر سید
 نوشتہ نو ۱۲

لہذا ہذا کتب
 ولایت حضرت
 و کتب ایشان
 بعد از قرآن
 مجید بهترین
 کتب منزله
 لہذاست ایشان
 در آنم ما
 تقدم مشیر
 در بہشت
 خواهند رفت
 ہر چند شریعت
 حضرت ابراہیم
 ولدت او از
 جمیع شرائع
 و ملل افضل
 و اکمل است
 ازینجا است
 کہ پیغمبر
 افضل الرسل
 الامر بما
 بعثت لمت
 او فرمودہ
 کریمہ شفاء
 و حینا الیک
 ان اشع علیہ
 ابراہیم
 حنیفاً لہذا
 این معنی است
 حضرت مہدی
 موعود کہ رب
 او نیز صفت
 العلم بہت
 و رنگ حضرت
 امیر
 مناسبت ب
 حضرت عیسیٰ
 از رنگ گویا
 یک قدم
 حضرت
 عیسیٰ بر سر
 حضرت امیر
 است و قدیم
 دیگر بر
 حضرت
 فرہنگ
 بدانند کہ
 ولایت
 موسوی
 جانب
 بکین
 ولایت
 محمدی
 واقع
 شدہ
 است
 و ولایت
 عیسوی
 جانب
 بسیار
 آن
 ولایت
 و چون
 حضرت
 امیر
 حال
 بار
 ولایت
 محمدی
 بودہ
 اند
 اکثر
 سلال
 اولیا
 با
 ایشان
 منسب
 گشت
 و کمالات
 حضرت
 امیر
 پیش
 از
 کمالات
 حضرت
 یحییٰ
 بہ
 اکثر
 اولیا
 و
 عزالت
 کہ
 کمالات
 ولایت
 مخصوص
 اند
 ظاہر
 شد
 اگر
 نہ
 اجماع
 اہلسنت
 بر
 فضیلت
 یحییٰ
 بود
 کہ
 کشف
 اکثر
 اولیا
 و
 عزالت
 با
 فضیلت
 حضرت
 امیر
 حکم
 کرد
 زیرا
 کہ
 کمالات
 حضرت
 یحییٰ
 شبیہ
 ب
 کمالات
 انبیاست
 علیہم
 الصلوٰت
 و
 التسلیمات
 دست
 ارباب
 ولایت
 از
 دامن
 آن
 کمالات
 گواہ
 است
 و
 کشف
 ارباب
 کشف
 بواسطہ
 علو
 درجات
 انہا
 در
 راہ
 کمالات
 ولایت
 و
 جنب
 آن
 کمالات
 کامل
 طوح
 فی
 الطریق
 اند
 کمالات
 ولایت
 زینہ
 ہا
 اند
 از
 برائے
 عروج
 ب
 کمالات
 نبوت
 پس
 مقدمات
 از
 مقاصد
 چہ
 خبر
 بود
 و
 مبادی
 را
 از
 مطالب
 چہ
 شعور
 امروز
 این
 سخن
 بواسطہ
 بعد
 ہست
 نہ
 موت
 بر
 اکثرے
 گرانست
 و
 از
 قبول
 دور
 لیکین
 چہ
 توان
 کرد
 و
 در
 پس
 آئینہ
 طولی
 صقم
 ساختہ
 اند
 ہر
 چہ
 دستا
 و
 ازل
 گفت
 بہان
 میگویم
 +
 اما
 اکل
 اللہ
 بجانہ
 والذینہ
 کہ
 درین
 گفتگو
 بعلماء
 اہل
 سنت
 شکر
 اللہ
 تعالیٰ
 متبعینہم
 و
 موافقینہم
 و
 اہل
 علم
 ایشان
 متفق
 است
 لالی
 ایشان
 بابرین
 کشفی
 ساختہ
 اند
 و
 جمالی
 را
 تفصیلی
 ابن
 فقیر
 از
 انا
 زمانے
 کہ
 کمالات
 مقام
 نبوت
 بتابعیہ
 پیغمبر
 خود
 رسانیدند
 و
 از
 ان
 کمالات
 بہرہ
 تمام
 فراوند
 بر
 فضائل
 شخین
 بطریق
 کشف
 اطلاق
 و
 بخشیدند
 و
 غیر
 از
 تقلید
 راہ
 نمودند
 الحمد
 للہ
 الذی
 ہمہ
 انا
 لہذا
 اوملک
 لنا
 لہندی
 لولا
 انہک
 لنا
 اللہ
 لکذا
 جاءت
 مرسل
 زینا
 بحتی
 روزے
 شخصی
 نقل
 کرد
 کہ
 نوشتہ
 اند
 کہ
 نام
 حضرت
 امیر
 بر
 ذریعہ
 بہشت
 ثبت
 کردہ
 اند
 بخاطر
 سید
 نوشتہ
 نو ۱۲

مصدق

لا در سہ روزہ اطراف و بارہ و روزنا یعنی پاس است ہر فردیکہ را ہنبرد از بار ہا و روز ہر روزیم کراہہ یا ہم اگر ذراہ نمودار اند ہر استی کہ آمدہ از ستاد گمان پروردگار ہر استی ۱۲

بانی بنی هاشم
الافاضه و ذوالفلاح
بکلمه انعمت علی بنی
عزیز بنی فاطمه
تکرار شده اند
در کتب اکثری
سجده شکر
در وقت از شبان
شکر کرده اند

که حضرت شیخین از خصائص آن موطن چه باشد بعد از توبه تام ظاهر شد که دخول این امت بهشت
باستغواب و تجویز این دو اکابر خواهد بود گویند حضرت صدیق برود بهشت استاده اند و تجویز دخول
مردم میفرمایند و حضرت فاروق دست گرفته بدرون سے برند و مشهور و میگردد که گویند تمام بهشت
بنو حضرت صدیق مملو است و نظر این حقیر حضرت شیخین او در میان جمیع صحابه شان علیحدہ است
و در خط منقروہ گویند هیچ احد سے شراکت ندارد حضرت صدیق با حضرت پیغمبر علی و علیهم الصلوٰت
والتسلیٰمات گویند همخانہ است اگر تفاوت است بعلم و سفل است و حضرت فاروق بطویل حضرت صدیق
بیزبان دولت مشرف اند و سایر صحابه کرام با نسر علی علیہم الصلوٰت و التسلیٰمات نسبت ہمسانی
دارند یا هم شهری با اولیاء است خود چه رسد مع این بس که رسد زور بانگ جبرسم پس اینها از کمال
شیخین چه در میان این سرد و بزرگ راز بزرگی و کلانی و انبیا معد و واند و فضائل انبیا مخفوف قال
النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لو كان بعد نبي لكان محمد آمام عزالي نوشته که در ایام عزرا
حضرت فاروق عبد الله بن عمر بن خطاب گفت ماتت تسعة أعشار العلم چون از بعضی در فهمین
معنی توقف دید گفت مراد من علم باسد است علم حمیض و نفاس از حضرت صدیق چه گوید که جمیع حقائق
حضرت عمر یک حسنه است چنانچه خبر صواق ازان خبر داده و محسوس میگردد و انخطاطی که حضرت
فاروق را از حضرت صدیق است زیاده ازان انخطاط است که حضرت صدیق را از حضرت پیغمبر
و علی آله الصلوٰت و التسلیٰمات پس قیاس کن که انخطاط و دیگران از حضرت صدیق چه قدر خواهد
بود و شیخین بعد از موت نیز از حضرت پیغمبر جدا نشدند و حقیقت در میان ایشان خواهد بود چنانچه فرموده
پس انضالیت بواسطه اقرین ایشان را ابو این حقیر قلیل البصاعت از کمالات ایشان چه گوید و انضال
ایشان چه بیان نماید ذره را چه پارا که سخن از آفتاب گوید و قطره را چه مجال که حدیث بحرمان بر زبان
اولیاء که براس دعوت خلق مرجوع اند و از هر دو طرف ولایت و دعوت بجزه تام دارند و علماء مجتهدین از
آب عین و تبع تابعین بنور کشف صحیح و فراست صاوت و اجاز متابعه فی الجمله کمالات شیخین اور یافت اند

بانی بنی هاشم
الافاضه و ذوالفلاح
بکلمه انعمت علی بنی
عزیز بنی فاطمه
تکرار شده اند
در کتب اکثری
سجده شکر
در وقت از شبان
شکر کرده اند
بانی بنی هاشم
الافاضه و ذوالفلاح
بکلمه انعمت علی بنی
عزیز بنی فاطمه
تکرار شده اند
در کتب اکثری
سجده شکر
در وقت از شبان
شکر کرده اند
بانی بنی هاشم
الافاضه و ذوالفلاح
بکلمه انعمت علی بنی
عزیز بنی فاطمه
تکرار شده اند
در کتب اکثری
سجده شکر
در وقت از شبان
شکر کرده اند

قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم
قال ابن سعدون مات تسعة أعشار العلم

سؤال

و شمه از فضائل ایشان شناخته ناچار حکم با فضیلت نشان نموده اند و برین معنی اجماع فرموده اند و کشف که برخلاف این اجماع ظاهر شده بر عدم صحت حمل نموده اعتبار نموده اند کيف وقد صح في الصدر الأول افضليتها مما روى البخاري عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال كنا في زمن النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا نعدل بابي بكر احدائهم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لانفاضل بينهم وروى ابان بن داود قال كنا نقول في رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افضل النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعدا ابو بكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله تعالى عنهم وانما كلفنا الى كاية افضل من ذلك بوقت ازار باب مسكر است واز اوليا وغير حرم كه نصيب وافر از کمالات مقام نبوت اندازد و منظر شما را آمده باشد که فقیر در بعضی از رسال خود تحقیق نموده است که نبوت فضل از ولایت است اگر چه ولایت آن نبی باشد حق همین است و آنکه برخلاف آن گفته از جمالت کمالات مقام نبوت است چنانچه بالا گذشت و معلوم است که سلسله علییه نقشبندیه در میان سایر سلسله اولیا مستحب است صدیق است پس نسبت صحور ایشان غالب باشد و دعوت ایشان اتم بود و کمالات حضرت صدیق بر ایشان بشیر ظاهر شود و ناچار نسبت ایشان فوق جمیع نسبتهاست سایر سلسله باشد پس و گران کمالات ایشان چه بزرگوار حقیقت معامله ایشان چه در یابند میگویم که جمیع مشایخ نقشبندیه درین معامله متساوی اند کيف بل كذا وجد واجد من الاقرب على هذه الصفة لا غنى انكارم که حضرت مهدی موعود که با کمیت ولایت معهود است بزرگترین نسبت خواهد بود و تمیم تکمیل این سلسله علییه خواهد فرمود چه نسبت جمیع ولایات دون این نسبت علییه است زیرا که سایر ولایات از کمالات مرتبه نبوت قلیل نصیب اند و این ولایت بواسطه انتساب بحضرت صدیق از ان کمالات حظ وافر و گران انفساع بهین تفاوت راه از کجا است تا کجا به آس برادر حضرت امیر چونکه حامل بار ولایت محمدی اند علم صاحبها الصلوة والسلام والتمیة تربیت مقام انطاب و ابدال و اوتاد که از اولیا و عز اند و جانب کمالات ولایت در ایشان غایب است منقوض با داد و اعانت آنحضرت است بر قطب الانطاب

ندانه

بنا

بنا

بنا

الذی به الامیر نقشبندی از سلسله اولیا

با داد و اعانت حضرت علی است که امر است تعالی بجهه

وقال طلحة

والذين يابغوا كما يقين

انهم وعائش بن

بها فخذها

بطلان يوم عثمان

ولم ذلك عليا ففتح

الى العرق فلقه بالمعنه

ملكه والنزوحات

ومعهم يوم فتح

بجان كاشف

والمعروف

بقتل حكم كروه است چنانچه بالا گذشت اگر او مستحق شتم بود چرا حکم قبضل شاتم او میکرد و پس معلوم شد که شتم او را از کبار و ناسته حکم قبضل شاتم او کرده و ایضا شتم او را در رنگ شتم ابی بکر و عمر و عثمان ساخته است چنانکه بالا گذشت پس معاویه مستحق ذم و نکویش نباشد آری بر او معاویه نیتها درین معامله نیست بلکه نصف از اصحاب کرام کم و بیش درین معامله باو شریک اند پس مجاریبان امیر اگر کفره یافتند باشند انعام و ارشاد و درین میخیزد که از راه تبلیغ ایشان با رسیدن است و تجویز نکند این معنی را اگر نزدیکتی که مقصود از ابطال دین است آری بر او نیشا انارة این نیت قتل حضرت عثمان است رضی الله تعالی عنه و طلب قصاص نمودن از قتل او طلحه و زبیر که اول از مدینه برآمدند بواسطه تاخیر قصاص برآمدند حضرت صدیق نیز با ایشان درین امر موافقت نمود و جنگی که در آنجا سیزده هزار آدم قتل شدند و طلحه و زبیر که از عشره مبشره اند نیز قتل شدند بواسطه تاخیر قصاص حضرت عثمان بوده بعد از آن معاویه از شام بیرون آمده با ایشان شریک شده جنگ صفین نمودند تا آن غزالی تصریح کرده که آن منازعت بر امر خلافت نبوده بلکه در استیفاء قصاص و رد بدو خلافت حضرت امیر بوده و شیخ ابن حجر نیز این معنی را از معتقدات اهل سنت گفته است و شیخ ابو شکور سلمی که از اکابر علماء حنفیه است گفته است که منازعت معاویه با امیر در امر خلافت بوده که پیغمبر علیه السلام **إِلَى الصَّلَاةِ وَالسَّلَامَاتِ** معاویه از مروره بود و نداد املکت الناس فانفقوا بهما من اراخا معاویه را طمع در خلافت پیدا شده بود اما او مخطی بود و درین اجتهاد و امیر محق زیرا که وقت خلافت او بعد از زمان خلافت حضرت امیر بوده و توفیق در میان این دو قول است که منشأ منازعت تواند بود که تاخیر قصاص باشد بعد از آن طمع خلافت نیز پیدا کرده باشد بهر تقدیر اجتهاد و در محل خود واقع شده است اگر مخطی است یک وجه است و محق او در وجه است بلکه وجهی است بر او طریق سلم درین مطن سکوت از ذکر مشاجرات اصحاب پیغمبر است **وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالسَّلَامَاتُ** و اعراض از تذکر منازعات ایشان پیغمبر فرموده **عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالسَّلَامَاتُ** اما کفر اصحابی فامسکوا و نیز فرموده **عَلَيْهِمُ السَّلَامُ**

مستند است و در کتابها
 طلحه و زبیر و عثمان
 و طلحت طلحت طلحت
 و اما عثمان بن عفان
 شتم او را از کبار و ناسته
 حکم قبضل شاتم او کرده
 و ایضا شتم او را در رنگ
 شتم ابی بکر و عمر و عثمان
 ساخته است چنانکه بالا
 گذشت پس معاویه
 مستحق ذم و نکویش
 نباشد آری بر او معاویه
 نیتها درین معامله
 نیست بلکه نصف از
 اصحاب کرام کم و بیش
 درین معامله باو
 شریک اند پس مجاریبان
 امیر اگر کفره یافتند
 باشند انعام و ارشاد
 و درین میخیزد که از
 راه تبلیغ ایشان با
 رسیدن است و تجویز
 نکند این معنی را اگر
 نزدیکتی که مقصود
 از ابطال دین است آری
 بر او نیشا انارة این
 نیت قتل حضرت عثمان
 است رضی الله تعالی
 عنه و طلب قصاص
 نمودن از قتل او طلحه
 و زبیر که اول از
 مدینه برآمدند
 بواسطه تاخیر قصاص
 برآمدند حضرت
 صدیق نیز با ایشان
 درین امر موافقت
 نمود و جنگی که
 در آنجا سیزده
 هزار آدم قتل
 شدند و طلحه
 و زبیر که از
 عشره مبشره
 اند نیز قتل
 شدند بواسطه
 تاخیر قصاص
 حضرت عثمان
 بوده بعد از آن
 معاویه از شام
 بیرون آمده با
 ایشان شریک
 شده جنگ
 صفین نمودند
 تا آن غزالی
 تصریح کرده
 که آن منازعت
 بر امر خلافت
 نبوده بلکه
 در استیفاء
 قصاص و رد
 بدو خلافت
 حضرت امیر
 بوده و شیخ
 ابن حجر نیز
 این معنی را
 از معتقدات
 اهل سنت
 گفته است و
 شیخ ابو
 شکور سلمی
 که از اکابر
 علماء حنفیه
 است گفته
 است که
 منازعت
 معاویه
 با امیر در
 امر خلافت
 بوده که
 پیغمبر
 علیه
 السلام
 إِلَى
 الصَّلَاةِ
 وَالسَّلَامَاتِ
 معاویه
 از مروره
 بود و نداد
 املکت
 الناس
 فانفقوا
 بهما
 من
 اراخا
 معاویه
 را
 طمع
 در
 خلافت
 پیدا
 شده
 بود
 اما
 او
 مخطی
 بود
 و
 در
 این
 اجتهاد
 و
 امیر
 محق
 زیرا
 که
 وقت
 خلافت
 او
 بعد
 از
 زمان
 خلافت
 حضرت
 امیر
 بوده
 و
 توفیق
 در
 میان
 این
 دو
 قول
 است
 که
 منشأ
 منازعت
 تواند
 بود
 که
 تاخیر
 قصاص
 باشد
 بعد
 از
 آن
 طمع
 خلافت
 نیز
 پیدا
 کرده
 باشد
 بهر
 تقدیر
 اجتهاد
 و
 در
 محل
 خود
 واقع
 شده
 است
 اگر
 مخطی
 است
 یک
 وجه
 است
 و
 محق
 او
 در
 وجه
 است
 بلکه
 وجهی
 است
 بر
 او
 طریق
 سلم
 در
 این
 مطن
 سکوت
 از
 ذکر
 مشاجرات
 اصحاب
 پیغمبر
 است
 وَعَلَيْهِمُ
 السَّلَامُ
 وَالسَّلَامَاتُ
 و
 اعراض
 از
 تذکر
 منازعات
 ایشان
 پیغمبر
 فرموده
 عَلَيْهِمُ
 السَّلَامُ
 وَالسَّلَامَاتُ
 اما
 کفر
 اصحابی
 فامسکوا
 و
 نیز
 فرموده
 عَلَيْهِمُ
 السَّلَامُ

اسات در حقیقت ایشان قال البورق الخ جروه الطهرانی عن ابن مسعود وثوبان وابن علی بن عمر

مکتوب صد پنجاہ و دوم

جناب شیخ بریلج الدین صدور یافته در جواب استفسارہ کہ رفتہ بود و آیا نسیب الحکم للہ وسلامت علی
 عباده الذین اصطفیٰ مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید فرحت فراوان رسانید استفسارہ رفتہ بود معلوم
 شریف بودہ باشد کہ مبدأ تعین حضرت نوح و حضرت ابراہیم صلوات اللہ تعالیٰ تسلیما تہ سبحان علی
 نبینا و علیہم اصفنا العلم است چنانکہ مبدأ تعین محمدی علی الصلوٰۃ والسلام نیز ہمان صفت است
 تفاوت بہات و اعتبارات است چہ آن صفت را وجہ بعالم است و وجہ دیگر معلوم وجہ اولی بود
 ملائم است و وجہ ثانیہ بکثرت و آن صفت را نیز اجما است و تفصیل ہر یک از اعتبار مبدأ تعین ہر یک
 شدہ است و دیگر معارفیکہ تعلق کمال بارتوت و ولایت داشتہ و مکتوبیکہ خواجہ محمد شرف نوشتہ
 بتفصیل اندراج یافته است بکار نوشتہ از آنجا طلبند و دیگر خواست کہ در جواب استفسار فرق میان
 مطلب و عورت و خلیفہ نوید ما وون نگشت بروقت دیگر موقوف دارند والسلام علیہم و علیٰ
 آہل بیتہم اجمعین

مکتوب صد و پنجاہ و سوم

بسیخت آب شیخ ادیس سامانی صدور یافتہ در جواب اسولہ او و در بیان بے نہایتی این اہ
 و تفصیل بعضی از مقامات و منازل طریق بسبیل مزاجال بحال کمال الصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات
 میرساند کہ احوال و اوضاع فقرا و این حد و مستوجب حمد است المسؤل من اللہ سبحانہ سلامتکم
 و عافیتکم و ثباتکم و استقامتکم علی الطریقۃ المرضیۃ المصطفویۃ علی صراطہا
 الصلوٰۃ والسلام و الخیرۃ بیان احوال موصی کہ بلسان مولانا عبد المؤمن حوالہ نمودہ بودند
 و استفسار جواب آن فرمودہ مولانا بتفصیل ہمہ را و نمود و گفت کہ فرمودہ اند کہ اگر بجانب زمین نظر میکنم
 زمین انہی یا بجم و اگر بجانب آسمان نظری اندازم آنرا نیز نے یا بجم و همچنین عرش و کرسی و بہشت

مکتوب صد پنجاہ و دوم
 از جناب شیخ بریلج الدین
 در جواب استفسارہ کہ رفتہ بود
 آیا نسیب الحکم للہ وسلامت علی
 عباده الذین اصطفیٰ
 مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید
 فرحت فراوان رسانید
 استفسارہ رفتہ بود معلوم
 شریف بودہ باشد کہ مبدأ
 تعین حضرت نوح و حضرت
 ابراہیم صلوات اللہ تعالیٰ
 تسلیما تہ سبحان علی
 نبینا و علیہم اصفنا العلم
 است چنانکہ مبدأ تعین
 محمدی علی الصلوٰۃ والسلام
 نیز ہمان صفت است
 تفاوت بہات و اعتبارات
 است چہ آن صفت را وجہ
 بعالم است و وجہ دیگر
 معلوم وجہ اولی بود
 ملائم است و وجہ ثانیہ
 بکثرت و آن صفت را نیز
 اجما است و تفصیل ہر یک
 از اعتبار مبدأ تعین ہر
 یک شدہ است و دیگر
 معارفیکہ تعلق کمال
 بارتوت و ولایت داشتہ
 و مکتوبیکہ خواجہ محمد
 شرف نوشتہ بتفصیل
 اندراج یافته است بکار
 نوشتہ از آنجا طلبند
 و دیگر خواست کہ در
 جواب استفسار فرق
 میان مطلب و عورت
 و خلیفہ نوید ما وون
 نگشت بروقت دیگر
 موقوف دارند والسلام
 علیہم و علیٰ آہل
 بیتہم اجمعین

عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى الْمَكْتُوبِ شَرِيفِ كَيْ مَبْصُوبٍ حَافِظِهَا وَالِدِينَ ارِسَالِ اشْتَمَةِ بُوْنْدَرِ سِيدِ فِرْحَتِ
 فِرَاوَانِ رَسَائِدِ چَرِ نَعْمَتِ اسْتِ كِه مَحَبَّانِ وَ مَخْلِصَانِ هَكِي هِمَّتِ خُوْدِ مَتُوْجِهِ اِحْيَا سُنَّتِ ارِسْتِ مَصْطَفَوِيهِ عَلَيَّ
 صَالِحِيهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ وَالْحَيَّةُ بَاشِدُ وَ بَكَلِيَّةِ خُوْدِ خَوَامَانِ رَفَعِ بَدْعِي اَز بَدْعِ مَنكَرَةِ نَامِ رَضِيَّةِ بُوْنْدَرِ سُنَّتِ
 وَ بَدْعِ صَدِيكِي دِيكِرِ اَنْدِ وَ جُوِي كِي مَسْلَمِ نَفْسِي دِيكِرِ لِيْتِ پَسِ اِحْيَا كِي مَسْلَمِ اَمَانَتِ وَ كَرِي كِي بُوْ اِحْيَا
 سُنَّتِ مَوْجِبِ اِيْتِ بَدْعِ اسْتِ وَ بِالْعَكْسِ لِيْسِ بَدْعِ رَاحِنَةِ كُوْنِيْدِ يَاسِيَّةِ مَسْلَمِ رَفَعِ سُنَّتِ اسْتِ
 اَكْرَمِ نَبِيِّ اعْتِبَارِ كَرُوْهِ مَاشِدِ كِه حَسْرَتِ مَبْطَلِقِ اِنْجَا كِنَا لِيْسِ نَدَارِ وَ چَرِ جَمِيْعِ سَدَنِ مَرْضِي حَقِ اَنْدِ جَلِ سُلْطَانِ مَوْجُوْ
 وَ صَدِ اَوْ اَهْنَامِ رَضِيَّاتِ شَيْطَانِ اَمْرُوْ زَايِنِ نَحْنِ بُوْ اَسْطِهْ اَشْتُوْعِ بَدْعِ اسْتِ بَرَا كَثَرِ كَرَالَتِ اَمَّا زُوْ مَعْلُوْمِ
 تُوَا مَسْئَلِ كِرُوْ كِه مَابِرِ دِي اِيْتِمِ يَ اِيْتِيَانِ مَنقُوْلَسْتِ كِه حَضْرَتِ مَهْدِي وَرِ زَمَانِ سُلْطَنَتِ خُوْدِ چُوْنِ تَرُوْجِ دِيْنِ
 نَمَائِدِ وَا حْيَا كِي سُنَّتِ فَرْمَائِدِ عَالِمِ دِيْنِي كِه عَادَتِ لِعَمَلِ بَدْعِ كَرِيْمَةِ بُوْدِ اَز رَاحِنِ سِيْدِ اَشْتَمَةِ لِحَقِّ بَدِيْنِ رَاحِنِ
 اَرْتَجِبِ كُوِيْدِ كِه اِيْنِ مَرُوْفِ دِيْنِ مَانُوُوْهْ وَ اَمَانَتِ لَتِ مَافَرُوُوْهْ حَضْرَتِ مَهْدِي اَمْرِ مَبْشُرِنِ اَنْ عَالِمِ
 فَرْمَائِدِ حَسَنَةً اَوْ رَاسِيَّةً اَنْكَارِ وَ ذَا لِكَ فَضَّلَ اللهُ نُبُوْتِيهِ مِنْ بَيْنِ اَوْلِيَائِهِ وَ ذَا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ وَالسَّلَامُ
 عَلَيْكُمْ وَ عَلَيَّ سَائِرِ مَنْ لَدَيْكُمْ تَسِيَانِ بِرِ فُقِيْرٍ غَالِبِ اَمْدِهْ اسْتِ مَعْلُوْمِ نَشُدِ كِه مَكْتُوبِ شَمَارَا بِي كِه
 سِيْرُوْهْ بُوْدِ وَا جَوَابِ اِتْفَسَارِ هَا نُوْسِيْدِ مَعْدُوْرِ خُوَا هَسْتِ دَرُوْشْتِ مِيَاْنِ شَيْخِ اَحْمَدِ فَرَمِي اَرْتَجِبَانِ اسْتِ
 چُوْنِ دَرِ خُوَارِ شَمَا وَا قَعِ اسْتِ التَّفَاتِ وَ تُوْجِهْ دَرِ مَادُوْهْ مُشَارِ اِلَيْهِ مَرْعِي خُوَا هَسْتِ دَرُوْشْتِ ۛ ۛ

مكتوب و قصد پنجاه و هشتم

بمیان شیخ بدیع الدین صدور یافت در جواب اسئله که نموده بود و پرسیده بود که معنی قطب و قطب الاقطاب
 و عنوت و خلیفه صیبت و ما یتعاقبونک و پرسیده بود از تحقیق حدیث کوی ائین زانیه میان کوی بکیر الخ
 و غیر ذلک الحکم لله و سلامه علی عباده الذین اصطفی المکتوب شریف که بمصوب و پیشی
 ارسال اشتمه بوند رسید فرحت فراوان رسانید پرسیده بوند که معنی قطب و قطب الاقطاب

سوال اول معنی قطب و عنوت و خلیفه صیبت و ما یتعاقبونک و پرسیده بود از تحقیق حدیث کوی ائین زانیه میان کوی بکیر الخ و غیر ذلک الحکم لله و سلامه علی عباده الذین اصطفی المکتوب شریف که بمصوب و پیشی ارسال اشتمه بوند رسید فرحت فراوان رسانید پرسیده بوند که معنی قطب و قطب الاقطاب

خلافت المرام آنکه از سخن بیان بیاید علی الصلوه و سلام از جهت کمال است و اصل نبوت را بعد از حصول عهده خلافت خلیفه نامند و امام را بعد از اقصاف کلمات

و غوث و خلیفه است و هر کدام بچندت مامور اند و از خدمت خود اطلاع و از ندیانه و بشارت قطب الاقطاب که از عالم غیب میرسد اصل واریا اختراع و تجم و خیالست باید دانست که کمال تابعان نبی علیه علیهم الصلو و التسلیحات چون تبعیت کلمات مقام نبوت را تمام کنند بعضی ایشان را منصب امامت سرفرازی سازند و بعضی را بجز و حصول آن کمال اکتفا میفرمایند این هر دو بزرگ در نفس حصول آن کمال برابرند تفاوت در منصب و عدم منصب است و در اموریکه تعلق بان منصب دارند و چون تابعان کمال کلمات ولایت نبوت را تمام کنند بعضی را منصب خلافت مشرف بسازند و بعضی را بجز و حصول آن کلمات اکتفا نمایند چنانکه بالا گذشت این هر دو منصب تعلق بکلمات اصلیه دارند و در کلمات ظلیه مناسب منصب امامت منصب قطب ارشاد است و مناسب منصب خلافت منصب قطب مدار گویم این دو مقام که در تحت اند طلال آن دو مقام اند که در فوق اند و غوث نزوح شیخ محی الدین العربی همان قطب مدار است نزو او غوثیت منصب علی حد نیست از منصب قطبیت و آنچه معتقد فقیر است آنست که غوث غیر قطب مدار است بلکه مدد و معاون روزگار است قطب مدار در بعضی امور مدد و از وسع میجوهر و در بعضی مواضع در دست ابدا ل نیز او را دخل است و قطب را باعتبار اعوان و انصار و قطب الاقطاب نیز گویند چه اعوان و انصار قطب الاقطاب حکمی اند از پنجاست که صاحب فتوحات مکیه مینویسد ما من فترتة مؤمنه كانت او کافر الا و فیه ناقطب بدانند که صاحب منصب البته صاحب علم است و آنکه کمال آن منصب را در منصب مدار و لازم نیست که از ارباب علم بود و از خدمات خود مطلع باشد و بشارتیکه از عالم غیب میرسد بشارت حصول کلمات آن مقام است نه بشارت منصب آن مقام که متوسط العلم است و ایضا پرسیده بودند که مراد از ایمان که در حدیث کواثرین ایمان ائی بکرم مع ایمان امتی کرم صحیح واقع شده است چیست و سبب رجحان آن کدام است بدانند که رجحان ایمان بواسطه رجحان مؤمن است و چون متعلق ایمان حضرت صدیق فوق متعلقات ایمان است هر آئینه راجع باشد خود ما در عروجات معامله با سحاک میرسد که اگر یک نقطه بالاتر رود کما لیکه بسبب

نقطه الاقطاب در مقام نبوت است و در مقام خلافت است و در مقام امامت است و در مقام قطب است و در مقام انصار است و در مقام اعوان است و در مقام فتوحات مکیه است و در مقام کواثرین ایمان است و در مقام کرم مع ایمان است

و غوث و خلیفه است و هر کدام بچندت مامور اند و از خدمت خود اطلاع و از ندیانه و بشارت قطب الاقطاب که از عالم غیب میرسد اصل واریا اختراع و تجم و خیالست باید دانست که کمال تابعان نبی علیه علیهم الصلو و التسلیحات چون تبعیت کلمات مقام نبوت را تمام کنند بعضی ایشان را منصب امامت سرفرازی سازند و بعضی را بجز و حصول آن کمال اکتفا میفرمایند این هر دو بزرگ در نفس حصول آن کمال برابرند تفاوت در منصب و عدم منصب است و در اموریکه تعلق بان منصب دارند و چون تابعان کمال کلمات ولایت نبوت را تمام کنند بعضی را منصب خلافت مشرف بسازند و بعضی را بجز و حصول آن کلمات اکتفا نمایند چنانکه بالا گذشت این هر دو منصب تعلق بکلمات اصلیه دارند و در کلمات ظلیه مناسب منصب امامت منصب قطب ارشاد است و مناسب منصب خلافت منصب قطب مدار گویم این دو مقام که در تحت اند طلال آن دو مقام اند که در فوق اند و غوث نزوح شیخ محی الدین العربی همان قطب مدار است نزو او غوثیت منصب علی حد نیست از منصب قطبیت و آنچه معتقد فقیر است آنست که غوث غیر قطب مدار است بلکه مدد و معاون روزگار است قطب مدار در بعضی امور مدد و از وسع میجوهر و در بعضی مواضع در دست ابدا ل نیز او را دخل است و قطب را باعتبار اعوان و انصار و قطب الاقطاب نیز گویند چه اعوان و انصار قطب الاقطاب حکمی اند از پنجاست که صاحب فتوحات مکیه مینویسد ما من فترتة مؤمنه كانت او کافر الا و فیه ناقطب بدانند که صاحب منصب البته صاحب علم است و آنکه کمال آن منصب را در منصب مدار و لازم نیست که از ارباب علم بود و از خدمات خود مطلع باشد و بشارتیکه از عالم غیب میرسد بشارت حصول کلمات آن مقام است نه بشارت منصب آن مقام که متوسط العلم است و ایضا پرسیده بودند که مراد از ایمان که در حدیث کواثرین ایمان ائی بکرم مع ایمان امتی کرم صحیح واقع شده است چیست و سبب رجحان آن کدام است بدانند که رجحان ایمان بواسطه رجحان مؤمن است و چون متعلق ایمان حضرت صدیق فوق متعلقات ایمان است هر آئینه راجع باشد خود ما در عروجات معامله با سحاک میرسد که اگر یک نقطه بالاتر رود کما لیکه بسبب

قطب الاقطاب در مقام نبوت است و در مقام خلافت است و در مقام امامت است و در مقام قطب است و در مقام انصار است و در مقام اعوان است و در مقام فتوحات مکیه است و در مقام کواثرین ایمان است و در مقام کرم مع ایمان است

عنه جب است سوال چهارم را در این باب است بجز سوال بعد که در وی شود بر قول او قدس تره لازم نیست که از ارباب علم بود و از خدمات خود مطلع باشد پس ضرورت آنکه این بشارت نبوت را در دست ابدا ل نیز او را دخل است و قطب را باعتبار اعوان و انصار و قطب الاقطاب نیز گویند چه اعوان و انصار قطب الاقطاب حکمی اند از پنجاست که صاحب فتوحات مکیه مینویسد ما من فترتة مؤمنه كانت او کافر الا و فیه ناقطب بدانند که صاحب منصب البته صاحب علم است و آنکه کمال آن منصب را در منصب مدار و لازم نیست که از ارباب علم بود و از خدمات خود مطلع باشد و بشارتیکه از عالم غیب میرسد بشارت حصول کلمات آن مقام است نه بشارت منصب آن مقام که متوسط العلم است و ایضا پرسیده بودند که مراد از ایمان که در حدیث کواثرین ایمان ائی بکرم مع ایمان امتی کرم صحیح واقع شده است چیست و سبب رجحان آن کدام است بدانند که رجحان ایمان بواسطه رجحان مؤمن است و چون متعلق ایمان حضرت صدیق فوق متعلقات ایمان است هر آئینه راجع باشد خود ما در عروجات معامله با سحاک میرسد که اگر یک نقطه بالاتر رود کما لیکه بسبب

عروج آن نقطه حاصل شده است از جمیع کمالات ما تقدم افزون تر بود زیرا که آن نقطه از جمیع آنچه تحت
 اوست افزون تر است و همچنین است حال آن نقطه که فوق آن نقطه ما تقدم است چه نقطه ما تقدم
 یا آنچه تحت اوست در حقیقت نقطه فوق حقیر و فقیر است علی هذا القیاس پس هر که متعلق ایمن او کمال
 فوق بود هر آینه راجح خواهد بود از جمیع آنچه ماتحت آن بود از اینجا گفته اند که معالده معارف بجای می رسد
 که در طریقه بعین کسب جمیع کمالات ما تقدم مینماید و باز در تحقیق فقیر در یک کلمه تحصیل زیاد از جمیع
 کمالات ما تقدم میفرماید ذلک فضل الله یؤتیہ من یشاء والله ذو الفضل العظیم و ایضا پرسیده
 بودند که شیخ ابن العربی و ابوعبانه ایشان نوشته اند که انقدر اطفال که بسبب حضرت موسی علی نبینا
 و علی الصلوٰة والسلام کشته شدند استعدادات جمع آن مقتولان بحضرت موسی منتقل گشت علی
 نبینا و علی الصلوٰة والسلام حقیقت این سخن را بتفصیل نویسد بدانند که این سخن اصل است
 زیرا که تحقیق پیوسته است که چنانچه یک شخص اسبب حصول کمالات جامعه میگردد مانند همچنان جامعه را نیز
 اسبب حصول کمالات یک شخص میسازند هر چند اسبب حصول کمالات مریدانست لیکن مریدان نیز
 اسباب کمالات پیرند این معنی را فقیر در ماکولات و مشروبات که اجزای بدن خود بیاخت نیز احساس
 میکرد که هر طعمی و شرابی که تناول میکرد و سبب جامعیت استعداد او میگشت و قابلیت دیگر پیدا میکرد
 و در بعضی اوقات که قصد ترک ماکولات لذیذ نمید و ممنوع میشد بواسطه تحصیل این جامعیت و بزرگان
 طعام لذیذ ما فزون نیگشت بسبب حصول آن قابلیت و بسا است که استعداد یکی دیگر انتقال
 کرده است کلاً و بعضاً و محسوس شده است که آن یکی خالی مانده است و دیگری جمعیت هم رسانیده
 پرسیده بودند که شیخ نجم الدین کبری مرید خود را پیش عزیز فرستاده بودند تا بتوسل او معلوم کنند که
 ایشان زیر قدم کدام مغرب پیران عزیز فرمود که چه بود تو در چه کار است شیخ ازین عبارت فهمیدند
 که زیر قدم حضرت موسی اند صلوات الله تعالی و تسلیماً له علی نبینا و علی ائمه اهل بیت علیهم السلام
 بدانند که چه بود و در گویند که آمنت حضرت موسی بودند علی نبینا و علی الصالحین و السلام پرسیده بودند

این معنی همیشه
 در کتب معتبره
 نقل شده است
 و در بعضی کتب
 نقل شده است
 و در بعضی کتب
 نقل شده است

مکتوبات امام ربانی
 در اصول

نقطه انتقال
 در بعضی کتب
 نقل شده است
 و در بعضی کتب
 نقل شده است

نموده بودند مستودها افتاده است اگر توفیق یافت به بیاض رسانیده خواهد فرستاد و الحال چند قطره
 و بیان طریق بطریق اجمال مینویسد بگوشش هوش استماع فرمایند سیادت پناها طریقی که ما اختیار کرده ایم
 ابتداء سیر آن از قلب است که در عالم امر است و از گذشته قلب سیر در مرتب روح است که فوق اوست و از
 گذشته روح این معامله با سیر است که فوق اوست و هكذا الحال فی الخفی و الاخفی بعد از طی منازل
 این لطائف پنجگانه و بعد از حصول علوم و معارف که تعلق به هر کدام اینها علاحده علاحده دارد و بعد
 از تحقیق احوال و موجب که بهر یکی از این پنجگانه جدا جدا مخصوص است سیر در اصول این پنجگانه است
 که در عالم کبیر است چه هر چه در عالم صغیر است اصل آن در عالم کبیر است مراد از عالم صغیر انسان است و از
 عالم کبیر عبث و کائنات و شروع سیر در اصول این پنجگانه از عرش مجید است که اصل قلب انسان است
 و فوق آن اصل روح انسانی است و فوق فوق آن اصل سیر انسانی است و فوق اصل سیر خفی است
 و فوق اصل خفی اصل اخفی است و چون این پنجگانه عالم کبیر است تفصیل طے کند و بنقطه آخر آن برسد از
 امکان را تمام کرده باشد و قدم در منزل اول از منازل فنا نهاده بود و بعد از آن اگر ترقی واقع شود سیر
 در ظلال آسمان و صفات جوی جگم سلطانة خواهد بود و این ظلال کالبرایخ اند بین الوجوب و الامکان و
 اصول اند آن پنجگانه عالم کبیر و سیر درین ظلال نیز بهمان ترتیب خواهد بود که در فروع آنها ذکر یافته است
 و اگر بفضل ایزدی بجگم منازل مشکثه این ظلال را نیز طے کرده بنقطه آخر آن برسد شروع سیر در آسمان و صفات
 و جوی جگم سلطانة خواهد بود و تجلیات آسمان و صفات روح خواهد نمود و ظهورات شیون اعتبارات جلوه خواهد
 نمود و این زمان معامله پنجگانه عالم امر را تمام کرده باشد و حق اینها را ادا کرده بود و بعد از آن اگر بفضل خداوندی
 بجگم ازان مقام نیز ترقی واقع شود معامله باطینان نفس خواهد افتاد و حصول مقام رضا که نهایت مقامات
 سلوک است میسر خواهد شد و درین مطن شرح صدر حاصل میگردد و بشرف اسلام حقیقی مشرف می شود و کمالا تیکه
 درین مطن حاصل میشود و درجبت این کمالات کمالا تیکه با عالم متعلق بوده است حکم قطره دارد و جنب دریا و محیط
 این همه کمالات که ذکر یافته است تعلق باهم الظاهر دارد و کمالا تیکه تعلق باهم الباطن دارد و دیگر است که

عنه قال الله تعالى كلاله ظلال و الامان
 له تظلمت منقار
 باله مناسبت يان
 انه ان تعانات بسا
 جنت و جحون است
 و در اثره هم بجای است
 در نصف سافل و اشره
 امکان سیر انانی در
 سید و روان عبات از
 بدین انوار است
 سیران باطن نور پنجگانه
 مشافه در نصف عال
 ان سیر سیر کون نفسی
 و ان مشاهده انوار
 حصر تمام
 حکمات ابرامانی
 اصول
 و تجلیات است و در مطن
 از سیر پنجگانه در عالم کبیر
 نقشند می بخورد و در
 قدس است
 طے سیر در آسمان و اصول
 اینها کمال ظلال آسمان
 و صفات راجعی به اینها
 و حالات مقام لطینان
 در انوار
 کمالا تیکه

در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما

کتاب در حدیث صحیح و غیره
کتاب در حدیث صحیح و غیره
کتاب در حدیث صحیح و غیره
کتاب در حدیث صحیح و غیره
کتاب در حدیث صحیح و غیره
کتاب در حدیث صحیح و غیره

کتاب در حدیث صحیح و غیره

بخدمت و مزادگی خواجه محمد سعید که جامع علوم عقیدیه و نقلیه اند و صاحب بیت علییه صدور یافته در بیان قوائد
از سوال سئل عدم استقلال عقل و معرفت واجب الوجود تعالی و تقدس و حکم خاص که در ماده ششمین جیل
و مشرکان زبان فشره رسل و اطفال مشرکان و از حرب بیان فرموده اند و در بیان تحقیق بعثت انبیاء و
زین چند زایل است در اتم سابقه و مائنا ذلک کما لک الذی هک انما لهدا و ما کننا لهدی کما لک
ان هدا انا الله لقد جاءت رسلنا باحی شکر نعمت ارسال علیهم الصلوات و التسلیمات
بکدام زبان بجا آورده شود و بکدام دل اعتقاد و شمع ان نموده آید و چون حکم که باعمال حسنه مکانات این نعمت
عظمت نماید اگر وجود شریف این بزرگواران نمی بود اما صر فیهان را بوجود صانع تعالی و وحدت او جل سلطان
که دلالت نموده و قد ما فلا سقه یونان با وجود زیر کرها بوجود صانع جلش است و گشتند و وجود کائنات را به و هم
منتسب ساختند و چون روز بروز انوار دعوت انبیاء علیهم الصلوات و التسلیمات ساطع گشت متاخران
فلا سقه بیکت ان انوار روزی و هدیه قد ما و خود نموده بوجود صانع جلش است و گشتند و اثبات وحدت
او تعالی نمودند پس عقول مابے تأیید انوار نبوت ازین کار معزول است و افهام مابے توسط وجود
انبیاء علیهم الصلوات و التسلیمات ازین معامله دور فیما لیت شعری ما ذلک اراد اصحابنا الماس بدیه من
استقلال العقل و بعض الامور کاثبات وجود الصانع تعالی و وحدته سبحانه فکلفوا الشا
للجیل العابد للصم بهما و ازل لم تبغه دعوة الرسول و حکموا ابترک النظر فیهما بکفر و خلود
فی النار و نحن لانفهم الحكم بالکفر و الخلود فی النار الا بعد البلاغ البین و الحجج البالغه
المنوطه بارسال الرسل نعم العقل حججه من حجج الله تعالی لکنه لیس حججه بالغه فالحججه
لیترتب علیه اشد العذاب سوال اگر شایه حق جل که عاید صنم است در روز محلد باشد و بهشت خود
بود و این جائز نیست زیرا که دخول بهشت بر مشرکان حرام است و ما واک ایشان و روز است کما قال

در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما

در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما
در بعض امور خالصه اثبات وجود استقلال عقل و کانی و بودن آزما

اللَّهُ تَعَالَى حَاكِمًا عَنِ عُنُقَيْهِ عَلَيْنِي وَعَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ
 الْجَنَّةَ وَمَا أَوَاهُ النَّارُ ^{ووسطه میان جنت و نار ثابت شده است اصحاب اغراف بعد از چند روز به} خواهند رفت پس خلوه و جنت است ^{بسیار مستصعب است آن فرزند می ارشدی}
 میداند که نامده تها برین فقیر ^{تکرار این سوال میگرد و جواب شافی نمی یافت و آنچه صاحب فتوحات}
 لکبیه در حل این سوال گفته است و بتبیت پنجمی در روز قیامت از برای دعوت این قوم ثابت کرده
 و باندازه انکار و قبول ایشان آن دعوت را حکم بدوزخ و بهشت نموده نزد این فقیر مستحسن نیست چه
 آخرت دار جز است نه و اگر تکلیف تا بتبیت پنجمی نموده آمد بعد از مدت مدیدی عنایت خدای جل و علا
 زینبونی فرمود و حل این معکار نمود و مشکشف ساخت که این جماعت نه در بهشت مخلد خواهند بود و نه در
 دوزخ بلکه بعد از تبعث و احیای اخروی ایشان را در مقام حساب داشته باندازه جزیره معائن و مرث
 خواهند ساخت و استیفاء حقوق نموده در رنگ حیوانات غیر مکلف ایشان نیز معدوم مطلق
 و استیفاء محض خواهند فرمود پس خلوه و کرایه و مخلد کرام باشند این معرفت نیز ^{بدر احسن} در محضر انبیا کرام علیهم
 الصلوات و النسلیات عرضه نموده شد همه تصدیق آن فرمودند و مقبول داشتند ^{و الله اعلم عند الله سبحانه}
 برین فقیر بسیار گران می آید که حکم کنند با آنکه حضرت حق سبحانه و تعالی با کمال اُفت و رحمت خود بنده را
 بمجر و عقل که مجال خطا و غلط در روی بسیار است بی آنکه ابلاغ مبین توسط انبیا علیهم الصلوات
 و التحیات فراید در آتش منهد دار و به عذاب ابدی گرفتار سازد چنانچه گران است حکم کردن او را
 با وجود شرک بخلوه و جنت ^{تکالیف من مذنب الا شعری لعدم القول بالواسطة بین الجنة والنار}
 فالحق ما الهمت به من اعدامه بعد استیفاء محاسنهم یوم الحشر كما أمر وهین حکم است نزد
 فقیر در اطفال مشرکان دار الحزب چه دخول بهشت منوط بایمان است باصالت یا بتبعیت اگر چه
 بعیت دار اسلام باشد چنانچه مر اطفال اهل فرقه است و ایمان در حق اینها مطلق مفقود است پس
 دخول بهشت اینها مستور نباشد در دخول دوزخ و خلوه دوران مر لوط بشرک است بعد ثبوت تکلیف و آن

عه قولی بیکه در معرفت امر بدیهه و شعریه غیر هم است

در معرفت
 این از آن است که در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه
 در معرفت امر بدیهه و شعریه

انما

نیز در حق آنها منقود است فحكمهم حکم الیهما غیر من الاعلام بعد البعث والنشور لیساب الاستیفاء
 الحقیق و همین حکم است در مشرکان زمان فترت رسول که دعوت پیغمبر با ایشان سیده است آن عزیز
 این فقیر چه چند ملاحظه مینماید و نظر را سیر میدهد ^{انقطاع} جمیع جا نمیباید که دعوت پیغمبر علی کل الیه الصلوة والسلام
 با نجان سیده است بلکه محسوس میگردد که در رنگ آفتاب همه جا نور دعوت او علی کل الیه الصلوة والسلام
 سیده است حتی که در یاجوج و ماجوج نیز که سد حال دارند و در ارم سابقه که ملاحظه میکند که نقیصه میاید که در آنجا
 بعثت پیغمبر نشده باشد حتی که در زمین هندی که دور ازین معامله مینماید نیز میاید که از اهل هند پیغمبران
 نبوت شده اند و دعوت بصلح بگشایا فرموده اند و در بعضی از بلاد هند محسوس میگردد که از ارا انبیا
 علیهم الصلوة والسلام و ظلمات شرک در رنگ مشعلها فروخته اند و اگر خواهد تعین آن بلاد و هند
 نماید می بیند که پیغمبر است که هیچکس او را نگرودیده است و دعوت او را قبول نکرده و پیغمبر است و پیغمبر که
 یکس نبی ایمان آورده او دیگر نیست که دو کس بوسه گردیده اند و بعضی را سه کس ایمان آورده اند زیرا
 از سه کس در نظر نیامده که در هند پیغمبر ایمان آورده باشد تا چهار کس امت یک پیغمبر بوند و آنچه رؤسای
 کفره هند از وجود واجب تعالی و از صفات او سبحانه و از منزهات و تقدیسات او تعالی نوشته اند
 بمقتضی از انوار مشکوه نبوت چه در هر یک عصری در ارم سابقه نبی از انبیا گذشته است و از وجود
 واجب تعالی و از صفات نبوتیه او جل شانه و از منزهات و تقدیسات او سبحانه و تعالی خبر کرده و اگر
 نه وجود شریف این بزرگواران بودی عقل لنگ و کور این بید و لسان که ملوث بظلمات کفر و معاصی
 است که بان دولت ممتد شدی عقول ناقصه این بید و لسان فی حد ذاتها بالو میت خود حاکم اند
 و غیر از خود ما الیه اثبات نمیکند چنانکه فرعون مصر گفته ما علمت لکم من الیه خلیف و نیز گفته کین
 اتخذت الیها غیری لاجعلناک من المتجننین و چون از اخبار انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات معلوم
 کردند که عالم را صانع است واجب الوجود تعالی و تقدس بعضی ازین بے دولتان بر قبح او عا و خود
 اطلاع یافته بتقلید تشریحات صانع نموده اند و او را در خود حال و ساری دانسته اند و بان حیل مردم

در صورت محضت علی الصلوة والسلام در رنگ آفتاب همه جا نور دعوت
 بیان این آورده
 در خصوص این گفت
 چیست قال از مشرکان
 یاجوج و ماجوج
 و در این ملاحظه مینماید
 تا پیغمبر هم من افلاک
 بنوع
 علیه تفرقه در میان نبی
 و کفر و بیعت مع کافر
 بزرگان کفار بنویسند
 مصدق
 کلمات امام باقر
 در سوال
 علی نبی و قال فرعون
 یا ایها الکافر ما علمت لکم
 من الیه خلیف و فرعون
 گفت فرعون از انبیا
 تا هیچ کس نبیند مع
 است در سوره قصص باره
 این خلق
 علی نبی گفت فرعون
 بوی از انبیا که
 میگویند چون کور
 ترازند از انبیا و قال
 در سوره شعراء و قال
 الذین
 لعلکم

دعوت و انبیا
 در سوره شعراء
 در سوره شعراء
 در سوره شعراء

را پریش خود خوانده اند تعالی الله عما یقول الظالمون علیٰ کبیرا ایجا کونه اندیشے سوال نکند کہ اگر
 وز زمین ہند انبیا مبعوث می شدند ہر آئینہ خبر بعثت ایشان نیز بما میر سید بلکہ آن خبر از جہنت تو فر
 وداعی متواتر منقول میگشت و لکن ^{بیشتر} فلینسیر پر کہ گویم کہ دعوت این پیغمبران مبعوث عام نبود بلکہ
 دعوت بعضی مخصوص بیک قوم بودہ و بعضی را دعوت مخصوص بہ یک قریہ و یا بیک بلکہ بودہ و
 بود کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی و رفوسے پا در قریہ شخصی را باین دولت مشرف ساخته باشد و آن
 شخص آن قوم یا اہل آن قریہ را دعوت بمعرفت صانع جل شانہ کرده باشد و منع از عبادت غیر او
 نمودہ و آن قوم یا اہل آن قریہ انکار او کرده باشند و تضلیل و تہلیل او نمودہ و چون انکار و تکذیب ایشان
 بہنایت رسیدہ باشد نصرت حق سبحانه و تعالی را ہلاک کردہ باشد و همچنین بعد از مدتی پیغمبر
 دیگرہ قوسے یا بہ قریہ مبعوث شدہ باشد و عامل معہم کما عامل الاول بقومہ و فعل بہم ما فعل
 با و ائیلہم و ہکذا الی ما شاء اللہ تعالی و اما ربلاکت قرسے و بلاد و وز زمین ہند بسیار است و این قوم
 ہر چند ہلاک شدند اما آن کلمہ دعوت در میان آقران آنها باقی ماندہ و جعلها کلمتہ باقیہ فی عقبہم
 لعلکم یرجعون خبر نبوت انبیا مبعوثہ وقتے ہما شد کہ جمع کثیر ایشان گردیدہ باشند و قوتے میدارہ
 یک کس آمد و چند روز دعوت کرد و گذشت و هیچکس او را قبول نہ کرد و دیگری آمد و ہمین کار را کرد و یک
 کس اورا گردیدہ و دیگری را دوس پاسہ کس گردیدند خبر از کجا منتشر شود و کفار ہمہ در مقام انکار بودند و مخا
 وین آبا و خود را رد میکردند تا قیل کہ بود و نقل کہ کند و کفر الفاظ رسالت و نبوت و پیغمبری از لغات عرب
 و فارس آمدہ بواسطہ اتحاد و دعوت پیغمبر علیہ و علی اللہ و علی جمیع الانبیاء الصلوٰت و التسلیمات
 و این الفاظ در لغت ہند موجودہ تا انبیا مبعوثہ ہند را ہی یا رسول یا پیغمبر گویند و باین آسامی ایشان را
 یاد کنند و ایضا در جواب آن سؤل بطریق معارضہ گویم کہ اگر انبیا و بہت مبعوث نشدہ باشند و ہم زبان
 ایشان با ایشان دعوت کردہ باشند ہر آئینہ حکم انبیا حکم شامق جبل بود و با وجود ہم در دعوتے الوہیت
 بدوزخ نہ در آیند و عذاب نماند ایشان را نشود و ہذا ایما لا یرضیہ العقل السلیمہ ولا یساعده الکشف
 چنانکہ نصیب بشری است

لعلکم یرجعون خبر نبوت انبیا مبعوثہ وقتے ہما شد کہ جمع کثیر ایشان گردیدہ باشند و قوتے میدارہ
 یک کس آمد و چند روز دعوت کرد و گذشت و هیچکس او را قبول نہ کرد و دیگری آمد و ہمین کار را کرد و یک
 کس اورا گردیدہ و دیگری را دوس پاسہ کس گردیدند خبر از کجا منتشر شود و کفار ہمہ در مقام انکار بودند و مخا
 وین آبا و خود را رد میکردند تا قیل کہ بود و نقل کہ کند و کفر الفاظ رسالت و نبوت و پیغمبری از لغات عرب
 و فارس آمدہ بواسطہ اتحاد و دعوت پیغمبر علیہ و علی اللہ و علی جمیع الانبیاء الصلوٰت و التسلیمات
 و این الفاظ در لغت ہند موجودہ تا انبیا مبعوثہ ہند را ہی یا رسول یا پیغمبر گویند و باین آسامی ایشان را
 یاد کنند و ایضا در جواب آن سؤل بطریق معارضہ گویم کہ اگر انبیا و بہت مبعوث نشدہ باشند و ہم زبان
 ایشان با ایشان دعوت کردہ باشند ہر آئینہ حکم انبیا حکم شامق جبل بود و با وجود ہم در دعوتے الوہیت
 بدوزخ نہ در آیند و عذاب نماند ایشان را نشود و ہذا ایما لا یرضیہ العقل السلیمہ ولا یساعده الکشف
 چنانکہ نصیب بشری است

الصَّحِيحَ فَإِنَّا شَاهِدُ بَعْضَ مَرَدِّتِهِمْ فِي وَسْطِ الْجَحِيمِ. وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ.

کتاب دوم

مخالف آگاه معارف و متگاه منظر فیض الهی مشیخ رحمت نامناهی محمد مزادگی میان شیخ محمد صادق
 سلام الله تعالی صدر و ریافت و بیان طریقی که حضرت ایشان را بان طریق متناهی ساخته اند و تفسیر است
 آن بیان مریان ولایت سه گانه را که ولایت صغری است و آن ولایت اولیا است و ولایت کبری
 که ولایت انبیا است و ولایت علیا که ولایت ملائکه است و مثل است بر بیان فصلیت نبوت
 بر ولایت هر ولایت که باشد و بیان لطائف عشره انسانی که پنج ازان از عالم امر است و پنج دیگر از
 عالم خلق که نفس و عناصر رابعه باشد با کالاتیکه مخصوص بهر کدام ازین لطائف است و بیان فصلیت
 عالم خلق عبرت عالم اربابیان کالاتیکه مخصوص به حضرت خاک است و بیان علوم و معارف غیره که سبب
 بر مقام است و امثال ذلک بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
 عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ الطَّيِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ بِاَنَّ اے فرزند اشعبدك
 اللّٰهُ تَعَالٰی سُبْحَانَكَ الَّذِي كَرَّمَ نَبِيَّكَ اَنْ يَكُنَّ عَالَمِ قَلْبٍ وَرُوحٍ وَتَمْرٍ وَخَفِيِّ وَاخْفَى كَمْ اَجْرًا اے عالم صغیر انسانی است اصول
 اینها در عالم کبیر است در رنگ عناصر رابعه که اجزای انسان است و اصول خود در عالم کبیر در وجود و
 اصول آن پنج گانه فوق العرش است که بلامکانیت موصوف است از نجاست که عالم امر را
 لامکانی گویند و آثرتهم امکان خلق و چه امر و چه صغیر و چه کبیر به نهایت این اصول تمام شود و
 امتزاج عدم بوجوه که منشأ امکان است درین موطن منتهی گردود چون سالک شید مجدی
 المشرب پنج گانه و عالم امر را به ترتیب طے کرده تیر در اصول اینها که در عالم کبیر است فرما یذیر بلند فطرتی
 بلکه محض فضل ایزدی جلالت آن همه را به ترتیب تفصیل طے کرده به نقطه آخر آن برسد هر آینه دائرة
 امکان را بسیر الی الله تمام کرده باشد و اطلاق هم فتابر خود حاصل کرده شروع در ولایت صغری که ولایت

در این عالم از طریق
 در این عالم از طریق
 در این عالم از طریق
 در این عالم از طریق

در این عالم از طریق
 در این عالم از طریق
 در این عالم از طریق
 در این عالم از طریق

در این عالم از طریق
 در این عالم از طریق

تعیین اول انگاشته اند و مرکز او را اجمالاً گفته بودند و نامیده اند و تفصیل آن مرکز را که محیط
 این اتره است واحدیت گمان برده اند و مقام فوق دایره ظل اگر دایره اسما و صفات است ذات
 بی چون که تیر است از تعیین تصور نموده اند چه صفت را عین ذات گفته اند و زائدند استند اند نه این چنین
 است بلکه گویم که مرکز این دایره ظل ظل مرکز دایره فوق است که اصل است و مسمی است دایره اسما و صفات
 بشیون و اعتبارات فی الحقیقت حقیقت محمّدی مرکز این اتره اصل است که اجمالاً اسما و شیونات است
 و تفصیل اسما و صفات درین اتره مرتبه واحدیت است و اطلاق وحدت و واحدیت و مرتبه ظلال
 اسما نمودن بمنی شتابا ظل است با مثل و آفرین قبیل است اطلاق سیر فی الدور آن موطن چه فی الحقیقت
 آن سیر اصل سیرالی است که بعد از آن اگر عروج در دایره اسما و صفات که اصل این دایره ظل است
 بطریق سیر فی المدنی شود شروع در کمالات ولایت کبریه خواهد بود و این ولایت کبریه مخصوص با نبی است
 علیهم الصلوات و التسلیمات بالاصالة و تبعیت ایشان باصحاب کرام ایشان نیز این دولت سیده
 نصف سافل این دایره متضمن اسما و صفات آمده است و نصف عالی آن مثل بشیون و اعتبارات
 ذاتیه نهایت عروج هیچگاه عالم امر تا نهایت این دایره اسما و شیونات است بعد از آن اگر محض فضل
 ایزوی جلشانه از مقام صفات و شیونات ترقی واقع شود سیر در دایره اصول آنها خواهد بود و از گذشت
 این دایره اصول دایره اصول آن اصول است بعد از طایفه آن دایره قوسه از دایره فوق ظاهر خواهد
 آن را نیز قطع باید نمود و چون از آن دایره فوق غیر از قوسه ظاهر نشد بهمان قوس اقتصار نموده اند و در اینجا
 سیر خواهد بود که بر آن سیر اطلاع نه بخشیدند و این اصول سه گانه اسما و صفات که مذکور شد مجرب و اعتبارات
 اند و حضرت تعالی و تقدس که مبادی صفات و شیونات گشته حصول کمالات این اصول سه گانه
 مخصوص نفس مطمئنه است و حصول اطمینان مراد درین موطن بیشتر میگردد و در همین مقام شرح صدر
 حاصل میشود و سالک باسلام حقیقی مشرف میگردد و در همین موطن است که مطمئنه بخت صدر جلوس
 میفرماید و بمقام رضا ارتقا مییابد این موطن منتهای ولایت کبریه است که ولایت انبیا است

صفت کبری

صفت کبری

در اسما و صفات که اصل این دایره ظل درین سیر است

مقام طهارت و صلوات بر محمد و آله

مقام طهارت و ولایت کبریه که ولایت انبیا است

اصول دایره اول یعنی
 دایره اسما و صفات را
 سه یعنی در عین
 انبیا از دایره فوق
 کبریه کتب تفسیر مایه
 در عین کتب تفسیر مایه
 تفسیر بر این مطلق
 اند

کلمات امام ربانی
 در تفسیر اول

اصول یعنی در کتب اصول
 صفات و شیونات در
 حصول اصول انبیا و در
 فوق که از آن غیر از
 ظاهر شد

نمود

بگشاید بالاندر

عليهم الصلوات والتكليمات وچون سیرانا یا بنجارسانید متوهم شد که مگر کار را تمام کرده باشند بیدار
 در دادند که این همه تفصیل اسم الظاهر بوده که یک بازو سے طیران است اسم باطن منور و پیران است
 که بازو سے دویم است از بر سے طیران عالم قدس چون آنرا بتفصیل بانجام سانی و دو جناح از بر سے
 طیران طیار کرده باشی و چون بعنایت اسم باطن نیز بانجام رسید و جناح طیران میسر شد
 الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت مرسل ربنا بالحق
 اسے فرزند اسم الباطن چه نویسد که مناسبت حال آن سیر استوار و مطمئن است این قدر از ان مقام
 و ای نماید که سیر در اسم الظاهر سیر در صفات است بے آنکه در ضمن اینها ذات لمحوظ گردد و تعالی و تقدس
 و سیر در اسم الباطن نیز هر چند سیر در اسم است اما در ضمن آنها ذات تعالی لمحوظ است و آن آنها در رنگ
 سیر مانند که رویش حضرت ذات تعالی و تقدس گشته مثلاً در صفت العلم ذات تعالی اصلاً لمحوظ نیست
 و در اسم علم لمحوظ ذات است تعالی در پس پرده صفت زیرا که علم ذات است که مراد از علم است فالسیر
 فی العلم سیر فی الظاهر و السیر فی العلم سیر فی الباطن و قدس علی هذا سائر
 الصفات و الاسماء و این آنها که باسم الباطن تعلق دارند مبادی تعینات ملائکه ملائکه اعلی است
 علی نیتنا و علیهم الصلوات و التکلیمات و شروع سیر درین آنها نمودن قدم نهادن است در ولایت
 علیا که ولایت ملائکه اعلی است و فرقی که در میان علم و علم و بیان اسم الظاهر و اسم الباطن نموده آمد
 آن فرق را اندک خیال کنی و گویی که از علم تا علم اندک راه است لایکه فرقی که در میان مرکز خاک
 و محدب عرش است نسبت بان فرق حکم قطره دارد نسبت بدریا محیط و در لغت نزدیک است و در
 حصول دور و آری قبل است ذکر مقامیکه بسبیل اجال در بیان سے ابدی مثلاً گفته شده است که
 پنجگانه عالم امر را طے کرده سیر در اصول اینها نماید تا دایره امکان تمام شود درین عبارت سیر الی الله تمام
 ذکر یافته است و حصول این سیر تقدیر میرسد چاه نهر ارساله راه نموده اند که میگوید تعرج الملكة و السور
 الکیفی فی یوم کان مقدماً اسرۃ خمسين الف سنة رمزے ازین معنی مینماید غایة ما فی الباب جذب

والمعرفة

والمعرفة

والمعرفة

والمعرفة

والمعرفة

والمعرفة

والمعرفة

والمعرفة

یعنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزا از حضرت حق جل و علانیت ۱۱
رجوع از بیخه معارف خود

وجود را نیز گنجایش نه زیرا که وجود یک عدم به نقاضت او برپا باشد چه شایان آنحضرت است جل سلطان
 و اگر اطلاق وجود در مرتبه کتم از تنگی عبارت وجودی خواهد بود که عدم را با مجال نقاضت نباشد
 و آنچه این فقیر در بعضی مکاتیب خود نوشته است که حقیقت حضرت حق سبحانه و تعالی وجود محض است
 از نارسائی خود نوشته است بحقیقت این معالکه و ازین قبل است بعضی از معارف که در توحید
 وجودی و غیر آن نوشته تیرش عدم اطلاع بوده است بحقیقت کار و چون از حقیقت کار آگاه سا
 از آنچه در ابتدا و وسط نوشته است گفته تا دم و متغیر گشت استغفر الله و اتوب الی الله من جمیع
 ما کره الله سبحانه و تعالی ازین بیان لایح گشت که کمالات نبوت در مراتب صعود است و ایضا
 در عروجات نبوت رو بحق است سبحانه نه آنچه تا آنکه اکثری گمان برده اند که در ولایت رو بحق است
 سبحانه و تعالی و در نبوت رو بحق و ولایت در مراتب عروج است و نبوت در مدارج نزول
 ازینجا توهم کرده اند که ولایت افضل از نبوة بود آری هر کدام ولایت و نبوت را عروج است و هر دو
 در عروج هر دو را رو بحق است سبحانه و تعالی و در مهبوط و خلق غایه مافی الباء در مرتبه مهبوط نبوت
 بکلیت رو بحق است و در مهبوط ولایت بکلیت رو بحق نیست بلکه باطنش رو بحق است و ظاهرش
 بخلق تیرش است که صاحب ولایت مقامات عروج را تمام ناکرده نزول نموده است لاجرم
 نگرانی فوق همه وقت و انگیز است و مانع توجبه اوست بکلیت بخلق بخلاف صاحب نبوت که مقامات
 عروج را تمام کرده مهبوط فرموده است لهذا بکلیت خود متوجه دعوت خلق است بحق جل و علا
 قافهم فان هذه المعرفة الشریفة و امثالها اما لا یتکلم بها الحد باید دانست که در مراتب عروج
 چنانچه عنصر خاک از همه بالاتر می رود و در منازل مهبوط آن عنصر از همه پائین تر فرود می آید چرا پائین تر
 فرود نیاید که مکان طبعی آن از همه پائین تر است چون از همه پائین تر فرود آید ناچار دعوت صاحب
 آن اتم بود و فاده آن اکمل باشد بدان اے فرزند چون در طریق تقسیم بندی ابتدا بسیر از قلب بوده
 که از عالم امر است ابتدا سخن از عالم امر نموده آمد بخلاف سایر طرق مشایخ کرام که شروع در تزکیه نفس میکنند

یعنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزا از حضرت حق جل و علانیت ۱۱
 رجوع از بیخه معارف خود
 معنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزا از حضرت حق جل و علانیت ۱۱
 رجوع از بیخه معارف خود

یعنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزا از حضرت حق جل و علانیت ۱۱
 رجوع از بیخه معارف خود
 معنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزا از حضرت حق جل و علانیت ۱۱
 رجوع از بیخه معارف خود
 معنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزا از حضرت حق جل و علانیت ۱۱
 رجوع از بیخه معارف خود
 معنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزا از حضرت حق جل و علانیت ۱۱
 رجوع از بیخه معارف خود

۱۱ نزهت حضرت بیانی و جذب مقدم است و نزد سایر مشایخ سیرتانی و سلوک مقدم است ۱۲

و تطهیر قلوب میفرمایند بعد از آن بعالم امری در آیند و الی ماشاء الله تعالی آنجا عروج مینمایند
 از اینجا است که نهایت دیگران در بدایت این بزرگواران اندراج یافته است و این طریق اوقرب
 طرق گشته است چه حصول تزکیه و تطهیر و ضمن این سیر ایشان را بوجه حسن میسر شده است وقت
 کوتاه گشته تا اجرم این بزرگواران سیر عالم خلق بر قصد اصناف دانسته اند و میکارش کرده اند لایکله مضر
 و مانع وصول بطلب یقین نموده اند زیرا که سالکان طریق بقدم تزکیه و ریاضات شاقه و مجاهدات
 شدید قطع باویهای صوت عالم خلق نموده چون شروع در سیر عالم امر فرمایند و در انجذاب قلبی و
 التذاور روحی افتند بسیار است که باین انجذاب قناعت کنند و باین التذاور کفایت ورزند و مطمئنند
 لامکانیت این عالم و هنگامی شان شود و شاید به چونی آن عالم از چون حقیقی بازوار دیگر درین مقام
 ساکن گشته است که شش سال روح را بخدای پرستیدم و دیگر گفتم که ستر ستمواد ظهور نیز به فوق
 العرش از معارف عامضه است و از بیان سابق معلوم شده است که آن تنزیه نیز در حال اول در این مکان
 است تنزیه نه است فی الحقیقت تشبیه است بخلاف بزرگواران این طریق علیا که شروع از
 مقام جذب مینمایند و بعد والتذاور قیام میفرمایند این انجذاب و التذاور و حق ایشان در رنگ
 ریاضات و مجاهدات است و حق دیگران پس آنچه دیگران را مانع وصول است این بزرگواران را
 تمجد و معاون لامکانیت عالم امر را عین مکانیت تصور نموده بلا مکانی حقیقی توجه میفرمایند و به چونی
 آن عالم را عین چون است به چونی حقیقی ارتقا مینمایند لاجرم بغرور و وجود حال در رنگ
 دیگران مفتون نمیکردند و بخور و مویز این راه بر مثال طفلان گول نشوند و به تزیات صوفیه سیارات
 نمیکند و بشرطیات مشایخ افتخار نمی نمایند متوجه احدیت صرند و از اسم و صفت جزوات مقدس
 میجوایند باید دانست که این عروج که در ما تقدم ذکر یافته است مخصوص محمدی المشرک است که تمام
 الاستعداد است که از کمالات جواهر عالم انصیب کامل دارد چه از عالم صغیر چه از عالم کبیر و همچنین
 از اصول آن چو گمانه که ظلال اسما و خوبی است خط و افرو و همچنین از اصول آن ظلال که مقام

عالم امری است که در آنجا عروج مینمایند
 از اینجا است که نهایت دیگران در بدایت این بزرگواران اندراج یافته است
 طرق گشته است چه حصول تزکیه و تطهیر و ضمن این سیر ایشان را بوجه حسن میسر شده است
 کوتاه گشته تا اجرم این بزرگواران سیر عالم خلق بر قصد اصناف دانسته اند و میکارش کرده اند
 و مانع وصول بطلب یقین نموده اند زیرا که سالکان طریق بقدم تزکیه و ریاضات شاقه و مجاهدات
 شدید قطع باویهای صوت عالم خلق نموده چون شروع در سیر عالم امر فرمایند و در انجذاب قلبی و
 التذاور روحی افتند بسیار است که باین انجذاب قناعت کنند و باین التذاور کفایت ورزند و مطمئنند
 لامکانیت این عالم و هنگامی شان شود و شاید به چونی آن عالم از چون حقیقی بازوار دیگر درین مقام
 ساکن گشته است که شش سال روح را بخدای پرستیدم و دیگر گفتم که ستر ستمواد ظهور نیز به فوق
 العرش از معارف عامضه است و از بیان سابق معلوم شده است که آن تنزیه نیز در حال اول در این مکان
 است تنزیه نه است فی الحقیقت تشبیه است بخلاف بزرگواران این طریق علیا که شروع از
 مقام جذب مینمایند و بعد والتذاور قیام میفرمایند این انجذاب و التذاور و حق ایشان در رنگ
 ریاضات و مجاهدات است و حق دیگران پس آنچه دیگران را مانع وصول است این بزرگواران را
 تمجد و معاون لامکانیت عالم امر را عین مکانیت تصور نموده بلا مکانی حقیقی توجه میفرمایند و به چونی
 آن عالم را عین چون است به چونی حقیقی ارتقا مینمایند لاجرم بغرور و وجود حال در رنگ
 دیگران مفتون نمیکردند و بخور و مویز این راه بر مثال طفلان گول نشوند و به تزیات صوفیه سیارات
 نمیکند و بشرطیات مشایخ افتخار نمی نمایند متوجه احدیت صرند و از اسم و صفت جزوات مقدس
 میجوایند باید دانست که این عروج که در ما تقدم ذکر یافته است مخصوص محمدی المشرک است که تمام
 الاستعداد است که از کمالات جواهر عالم انصیب کامل دارد چه از عالم صغیر چه از عالم کبیر و همچنین
 از اصول آن چو گمانه که ظلال اسما و خوبی است خط و افرو و همچنین از اصول آن ظلال که مقام

منه انما هو الله تعالى
 منه انما هو الله تعالى
 منه انما هو الله تعالى

اسما و صفات است و آنکه گفتیم که تمام الاستعداد و بود و زیر که بسیار است که بظاهر محمدی المشرب بود که از
 کمال آنست که نهایت مراتب آنست نیز نصیب داشته باشد اما معانکه آنست را با انجام نرساند و بنقطه آخر
 او منتهی نشود بلکه در ابتدا و در وسط او ماند و چون در آنست که کتبی کند در اصول آن نیز باندازه آن کتبی
 خواهد کرد و کار را با انجام نخواهد رسانید و همین نسبت است در باقی چهار گانه عالم امر که تمامی استعداد
 هر مرتبه وابسته بوصول است بنقطه آخر آن مرتبه ابتدا و وسط از نقص خبر میدهند اگر چه برابر متوازن باشد
 کتبی کندش فراق دوست اگر اندک است اندک نیست درون دیده اگر نیم دوست بسیار است
 و این کتبی در اصول اصول نیز سیرت خواهد کرد و از وصول بطلب باز خواهد داشت و آنکه گفتیم که این
 بیان مخصوص محمدی المشرب است زیرا که غیر محمدی المشرب کسی باشد که کمال او مقصور بر درجه اولی
 باشد از درجات ولایت و مراد از درجه اولی مرتبه قلب است و دیگری بود که کمال او مقصور بر درجه
 ثانی باشد از درجات ولایت که مقام روح است و شخص ثالث باشد که نهایت عروج کمال او تا درجه
 ثالث بود که مقام سیرت است و شخص رابع بود که نهایت عروج کمال او تا درجه رابع باشد که مقام خمی است درجه
 اولی را مناسبت بتجلی صفات افعال است و درجه ثانی را بتجلی صفات ثبوتیه و درجه ثالث را بتجلی صفات
 و اعتبارات ثبوتیه مناسبت است و درجه رابع بصفت سلبیه که مقام تقدیس و تنزیه است مناسبت دارد
 و هر درجه از درجات ولایت زیر قدم نبی است از انبیا اولی العزم و درجه اولی از ولایت زیر قدم حضرت
 آدم است علیه السلام و علیه الصلوة والسلام و درجه دوم است که منشأ صدور افعال است
 و درجه ثانی زیر قدم حضرت ابراهیم است و حضرت نوح نیز درین مقام مشارکت دارند علیه السلام
 و علیه الصلوات و التسلیمات و در ایشان صفت العلم است که اجمع صفات ائمه است و درجه
 ثالث زیر قدم حضرت موسی است علیه السلام و علیه الصلوة والسلام و در اوست از مقادیر شئون ایشان
 الکلام است و درجه رابع زیر قدم حضرت عیسی است علیه السلام و علیه الصلوة والسلام و در او
 از صفات سلبیه است نه ثبوتیه که مطلق تقدیس و تنزیه است و اکثر ملایکه کرام علیه السلام و علیه الصلوة والسلام

باید که در این کتاب
 در بیان مراتب معرفت
 از کمال آنست که نهایت
 مراتب آنست نیز نصیب
 داشته باشد اما معانکه
 آنست را با انجام نرساند
 و بنقطه آخر او منتهی
 نشود بلکه در ابتدا و در
 وسط او ماند و چون در
 آنست که کتبی کند در
 اصول آن نیز باندازه آن
 کتبی خواهد کرد و کار
 را با انجام نخواهد
 رسانید و همین نسبت
 است در باقی چهار گانه
 عالم امر که تمامی
 استعداد هر مرتبه
 وابسته بوصول است
 بنقطه آخر آن مرتبه
 ابتدا و وسط از نقص
 خبر میدهند اگر چه
 برابر متوازن باشد
 کتبی کندش فراق
 دوست اگر اندک است
 اندک نیست درون
 دیده اگر نیم دوست
 بسیار است و این
 کتبی در اصول
 اصول نیز سیرت
 خواهد کرد و از
 وصول بطلب باز
 خواهد داشت و آنکه
 گفتیم که این
 بیان مخصوص
 محمدی المشرب
 است زیرا که غیر
 محمدی المشرب
 کسی باشد که
 کمال او مقصور
 بر درجه اولی
 باشد از درجات
 ولایت و مراد
 از درجه اولی
 مرتبه قلب است
 و دیگری بود
 که کمال او
 مقصور بر درجه
 ثانی باشد از
 درجات ولایت
 که مقام روح
 است و شخص
 ثالث باشد که
 نهایت عروج
 کمال او تا درجه
 ثالث بود که
 مقام سیرت
 است و شخص
 رابع بود که
 نهایت عروج
 کمال او تا درجه
 رابع باشد که
 مقام خمی
 است درجه
 اولی را مناسبت
 بتجلی صفات
 افعال است و
 درجه ثانی را
 بتجلی صفات
 ثبوتیه و درجه
 ثالث را بتجلی
 صفات سلبیه
 که مقام
 تقدیس و
 تنزیه است
 مناسبت دارد
 و هر درجه
 از درجات
 ولایت زیر
 قدم نبی است
 از انبیا اولی
 العزم و درجه
 اولی از ولایت
 زیر قدم
 حضرت آدم
 است علیه
 السلام و علیه
 الصلوة و
 والسلام و درجه
 دوم است که
 منشأ صدور
 افعال است و
 درجه ثانی
 زیر قدم
 حضرت
 ابراهیم است
 و حضرت
 نوح نیز در
 این مقام
 مشارکت
 دارند علیه
 السلام و علیه
 الصلوات و
 التسلیمات و
 در ایشان
 صفت العلم
 است که اجمع
 صفات ائمه
 است و درجه
 ثالث زیر
 قدم حضرت
 موسی است
 علیه السلام
 و علیه
 الصلوة و
 والسلام و
 در اوست از
 مقادیر
 شئون
 ایشان
 الکلام است
 و درجه
 رابع زیر
 قدم
 حضرت
 عیسی است
 علیه السلام
 و علیه
 الصلوة و
 والسلام و
 در او از
 صفات
 سلبیه است
 نه ثبوتیه
 که مطلق
 تقدیس و
 تنزیه است
 و اکثر
 ملایکه
 کرام
 علیه
 السلام
 و علیه
 الصلوة
 والسلام

است در باره اول درود العتبات یعنی در آنجا مقدر شد و در باره اولی که ابتدا گمان نشد اینست که در آنجا مقدر شد و در باره اولی که ابتدا گمان نشد اینست که در آنجا مقدر شد

از صاحب ولایت اخفی بعد از وصول هر دو مرتبه کمال آنا اولیا نسبت بانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام این تفاوت
منفقود است زیرا که ولایت نبی که از مقام قلب ناشی شده است افضل است از ولایت ولی که از مقام اخفی ناشی
گشته است اگر چه آن ولی کمالات اخفی را با انجام رسانیده باشد و پیر این صاحب ولایت همیشه بر قدم نبی آن ولایت
است قال الله سبحانه وتعالى ولقد سبقنا لعیبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون
وانا جندنا لهم الغالبون آری این تفاوت در میان انبیا با یک دیگر متصوت است و صاحب علو
افضل است از صاحب سفلی لکن این تفاوت در انبیاء علیهم الصلوٰة والسلام نیز تا آخر در کمالات
عالم است بعد از آن تفاوتی مربوط با این علو و سفلی نیست تا آنکه صاحب این سفلی مر آن موطن افضل
باشد از صاحب این علو کما شاهدنا التفاوت فی ذلک الموطن بین موسی و عیسی علیه السلام
الصلوٰة والسلام فان موسی شنه جسیم و ذوشان عظیم لیس لعیسی علی انبیا و علیها
الصلوٰة والسلام تلك الجسامه والشان فعلنان التفاوت فی ذلک الموطن باهر
ویرا ذلک العلو والسفل وها اننا ابیت که من بعد مفضل انشاء الله بحسن توفیقه و کمال
منه و کرمه تعالی و کذلک وجدنا التفاوت بین خلیل الرحمن و سایر الانبیاء غیر
خاتم الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فی کمالات التي تتعلو بحقیقة الکعبة الشریفة التي
هی نقی جیب الحقائق البشریة والملکیة فان للخلیل شمه شانا عظیمًا و مرتبة رفیعة
لم یبتر لاحد ذلک الشان و الشنبة و درین مقام شرف که مناسب مقام ظهور و اوقات عظمت
و کبریائی است کمالات مرکز آن مقام که مقام اجمال است نصیب خاتم الرسل است و باقی هم فصل
حضرت خلیل مسلم هر که دیگر است در اینجا طیفه ایشان است از انبیا و کس اولیا علیهم الصلوٰة والسلام
تا که حضرت پیغمبر اعلی الصلوٰة والسلام تفصیل آن اجمال طلب مروده اند آنجا که تشبیه
از صلوات برکات مستول خود را به صلوات و برکات حضرت ابراهیم علیه السلام و التسلیمات
درین فقیر ظاهر ساخته اند که بعد از مرضی بر ارسال آن تفصیل ایشان را نیز میسر شد و مستول مجاب گشت
بمنه و کرمه تعالی و کذلک وجدنا التفاوت بین خلیل الرحمن و سایر الانبیاء غیر خاتم الرسل علیهم الصلوٰة والسلام

کمال است از صاحب ولایت اخفی بعد از وصول هر دو مرتبه کمال آنا اولیا نسبت بانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام این تفاوت
منفقود است زیرا که ولایت نبی که از مقام قلب ناشی شده است افضل است از ولایت ولی که از مقام اخفی ناشی
گشته است اگر چه آن ولی کمالات اخفی را با انجام رسانیده باشد و پیر این صاحب ولایت همیشه بر قدم نبی آن ولایت
است قال الله سبحانه وتعالى ولقد سبقنا لعیبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون
وانا جندنا لهم الغالبون آری این تفاوت در میان انبیا با یک دیگر متصوت است و صاحب علو
افضل است از صاحب سفلی لکن این تفاوت در انبیاء علیهم الصلوٰة والسلام نیز تا آخر در کمالات
عالم است بعد از آن تفاوتی مربوط با این علو و سفلی نیست تا آنکه صاحب این سفلی مر آن موطن افضل
باشد از صاحب این علو کما شاهدنا التفاوت فی ذلک الموطن بین موسی و عیسی علیه السلام
الصلوٰة والسلام فان موسی شنه جسیم و ذوشان عظیم لیس لعیسی علی انبیا و علیها
الصلوٰة والسلام تلك الجسامه والشان فعلنان التفاوت فی ذلک الموطن باهر
ویرا ذلک العلو والسفل وها اننا ابیت که من بعد مفضل انشاء الله بحسن توفیقه و کمال
منه و کرمه تعالی و کذلک وجدنا التفاوت بین خلیل الرحمن و سایر الانبیاء غیر
خاتم الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فی کمالات التي تتعلو بحقیقة الکعبة الشریفة التي
هی نقی جیب الحقائق البشریة والملکیة فان للخلیل شمه شانا عظیمًا و مرتبة رفیعة
لم یبتر لاحد ذلک الشان و الشنبة و درین مقام شرف که مناسب مقام ظهور و اوقات عظمت
و کبریائی است کمالات مرکز آن مقام که مقام اجمال است نصیب خاتم الرسل است و باقی هم فصل
حضرت خلیل مسلم هر که دیگر است در اینجا طیفه ایشان است از انبیا و کس اولیا علیهم الصلوٰة والسلام
تا که حضرت پیغمبر اعلی الصلوٰة والسلام تفصیل آن اجمال طلب مروده اند آنجا که تشبیه
از صلوات برکات مستول خود را به صلوات و برکات حضرت ابراهیم علیه السلام و التسلیمات
درین فقیر ظاهر ساخته اند که بعد از مرضی بر ارسال آن تفصیل ایشان را نیز میسر شد و مستول مجاب گشت
بمنه و کرمه تعالی و کذلک وجدنا التفاوت بین خلیل الرحمن و سایر الانبیاء غیر خاتم الرسل علیهم الصلوٰة والسلام

از کمالات حضرت خلیل مسلم هر که دیگر است در اینجا طیفه ایشان است از انبیا و کس اولیا علیهم الصلوٰة والسلام تا که حضرت پیغمبر اعلی الصلوٰة والسلام تفصیل آن اجمال طلب مروده اند آنجا که تشبیه از صلوات برکات مستول خود را به صلوات و برکات حضرت ابراهیم علیه السلام و التسلیمات درین فقیر ظاهر ساخته اند که بعد از مرضی بر ارسال آن تفصیل ایشان را نیز میسر شد و مستول مجاب گشت

الحمد لله سبحانه على ذلك وعلى جميع نعمائه وكمالات آن مقام عالی فوق کمالات ولایات و کمالات
نبوت و رسالت است چرا فوق نباشد که آن حقیقت سجد و الیهاست مرانیا و کرام و ملائکه نظام
علیهم الصلوٰت و التحیات و آنچه این فقیر در رساله مبدا و معاد نوشته است که حقیقت محمدری از مقام
خود عروج نموده بمقام حقیقت کعبه که فوق اوست رسیده متحد گرد و حقیقت محمدری حقیقت احمدی
نام یابد آن حقیقت که ظل از ظلال این حقیقت بوده که در وقت عدم ظهور این حقیقت همه آن را
حقیقت انکاشه این استیفاء بسیار واقع میشود که ظل را در وقت عدم ظهور اصل اصل من انکار و در حقیقت
میانما در اینجا است که یک مقام چند مرتبه ظاهر میشود و در پیش آنست که ظهورات آن مقام باعتبار ظلال
آن مقام است فی الحقیقت حقیقت آن مقام همان است که در مرتبه اخیر ظاهر شده است اگر گویند از کجا
معلوم شود که این مرتبه مرتبه اخیر ظهورات اوست یا حقیقت دانسته شود گوئیم که حصول علم بظلمت ظهورات
سابق شاید عدل است بر آخرت آن ظهور چه این علم در وقت ظهورات سابق حاصل نمیت بلکه هر
ظهور حقیقت میداند و هیچ یک را ظل نمی انکار و اگر چه نداند که اختلاف این حقائق از کجا آمده است
قافیه آن فرزند از معارف سابق معلوم شد که کمالا نیکه بعالم آن تعلق دارند مقدمات اند و معارج کمالا
را که بعالم خلق متعلق اند و کمالات اولی از ظلمت خالی نیستند و مخصوصند بمقامات ولایت و کمالات ثانیه
از شائسته ظلمت که مناسبت ظهورات این نشا و نیویه اند بر آمده اند و از مقامات نبوت نصیب کمال یافته
پس حقیقت و حقیقت که بولایت مربوط اند خادمان باشند منزه عنیت که ناشی از مرتبه نبوت است و ولایت
زینیه باشد عروج نبوت ازین بیان معلوم شد که سیرے که اکامیر نقشبندیه قدس الله تعالی آنرا رهسفر
اختیار کرده اند و ابتدا از عالم امر نموده اولی و نسبت چه زنی از اولی که عالم امر است باغلی که عالم
خلق است باید نموده از اعلی با دنی چه توان کرد این معیار را بر همه نگشوده اند و دیگران بصورت نظر اند ختم
عالم خلق الپست ویده شروع از پستی به بلندی صورتی ارتقا نموده اند ندانسته اند که حقیقت کار
دیگرگون است پستی فی الحقیقت بلندی است و بلندی پستی است نقطه آخر که عالم خلق است و یک
نیزین چیزه را که پست ویده اند بلند است و چیزه را که بلند گمان کرده اند پست است

معدن ظل حقیقت
رسالت در ظهور
حقیقت حقیقت
نبوت و حقیقت
سما انکاشه
شبه کله قوسین
که مرتبه از آن حال
ظلال نشانی است
نظردان را ساسا
عالم خلق است
و عالم البرزخی در آن

مقامات اولی
حقیقت اولی

نظردان را ساسا
عالم خلق است
و عالم البرزخی در آن

نظردان را ساسا
عالم خلق است
و عالم البرزخی در آن

انبات است و تقریر بر علو عالم خلق را

افتاده است بمقطه اولی که اصل الاصل است این قرب نقطه دیگر ابتر نشده است شع که مستحق
 کرامت گنایم کارانند: این وید مقبوس از مشکوٰۃ نبوت است از باب ولایت ازین معرفت قلیل
 انصبیب اند انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شروع سیر از عالم نموده اند و از حقیقت بشریت آمده اند
 غائب ماننی الساب اولیا کمال که سیر ایشان مافوق سیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام است
 در ابتدا از صورت شریعت است و در وسط طریقت و حقیقت که بولایت تعلق دارند و مناسب عالم
 آمدند و در آخر حقیقت شریعت است که ثمره نبوت است پس مقرر شد که حصول طریقت حقیقت مقدمه
 است حصول حقیقت شریعت را پس بدایت اولیا کمال بدایت انبیاء مریض حقیقت شد و نهایت
 هر دو شان شریعت فلان معنی لقول من قال بدایة الاولیاء بنهایة الانبیاء و از بدایت اولیا و نهایت
 انبیاء شریعت خواسته آری آن بیچاره چون از حقیقت کار آگاهی نداشت لاجرم با این شطح تکلم
 نمود این معارف را چرپ رکنی گفته است بل اکثری عکس آن گفته اند و مستبعد از ادراک است اما
 منصفینک جانب بزرگی انبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام ملاحظه نماید و عظمت شریعت بر وجهی بولی
 بود و کمال که قبول این امر را غامضیه فرماید و این قبول او سیله زیادتی ایمان خود نماید از آن فرزند بشنود که انبیاء
 علیهم الصلوٰۃ والسلام دعوت امقدس بر عالم خلق ساخته اند بخیر الاسلام و علی الخیر و چون قلب
 انسانیت بعالم خلق بیشتر بوده بمصدیق او نیز دعوت فرمودند و از او را قلب سخن نه فرمودند و آن را
 کامل طرور و در فی الظرف ساختند و از مقاصد شمرند بلکه تمتعات بهشت و الام و دنج و دولت و دیدار
 و سید ولتی حیران همه وابسته بعالم خلق است عالم امر را بان تعلق نیست و بیکر عملیکه فرض و
 واجب و سنت است ایمان آن بقالب تعلق دارد که از عالم خلق است و آنچه نصیب عالم امر است
 از اعمال نافله است پس قریبیکه ثمره اداء این اعمال است باندازه اعمال خواهد بود پس ناچار قریبیکه ثمره
 اداء و النص است نصیب عالم خلق باشد و قریبیکه ثمره اداء نوافل است نصیب عالم امر و مشک نیست که
 نقل باندازه فرض هیچ اعتدای نیست کاشکه حکم قطره داشت نسبت بدریاس محیط بلکه نقل باندازه سنت
 اعتبار و شریعت

اینکه در معرفت اولیا کمال است
 در معرفت انبیاء کمال است
 در معرفت شریعت کمال است
 در معرفت طریقت کمال است
 در معرفت حقیقت کمال است
 در معرفت سیر کمال است
 در معرفت دنیا کمال است
 در معرفت آخرت کمال است
 در معرفت اولیا کمال است
 در معرفت انبیاء کمال است
 در معرفت شریعت کمال است
 در معرفت طریقت کمال است
 در معرفت حقیقت کمال است
 در معرفت سیر کمال است
 در معرفت دنیا کمال است
 در معرفت آخرت کمال است

اینکه در معرفت اولیا کمال است
 در معرفت انبیاء کمال است
 در معرفت شریعت کمال است
 در معرفت طریقت کمال است
 در معرفت حقیقت کمال است
 در معرفت سیر کمال است
 در معرفت دنیا کمال است
 در معرفت آخرت کمال است

قال اللہ عزوجل انما یصلیٰ علیکم فی الصلوٰۃ لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون

عنه بفتح سیم انزولی زیارت و فضیلت ۱۲

بیزنمین نسبت است اگر چه در میان سنت و فرض نیز نسبت فطره و دریا است پس تفاوت در میان
و در قرب از نجای قیاس باید کرد و در مرتبت عالم خلق را بر عالم امر ازین تفاوت باید دانست اکثر خلایق چون
ازین معنی نصیب ندارند فرض را خراب ساخته در ترویج نوافل میکوشند صدوقیه خام ذکر و فکر را
از آہم مہام دانستہ در ایمان فرض و سنن مساہلات مینمایند و اربعینات در ریاضات را اختیار
نمودہ ترک جمعہ و جماعت می کنند نمیدانند کہ او ای یک فرض جماعت از ہزاران اربعین ایشان
بہتر است آری ذکر و فکر با مراعات آداب شرعیہ بہتر و مہم تر است و علماء بے سر انجام نیز در ترویج
نوافل سعی دارند و فرض را خراب و تہمید می نمایند مثلاً نماز عاشورا کہ از حضرت پیغمبر علیہ السلام
و التسلیمات بصحت پیوستہ است جماعت و جمعیت تمام میکند و حال آنکہ میدانند کہ روایات
فقہیہ بکرات جماعت نافذ ناطق است و در او فرض کسلی می ورزند کم است کہ فرض را
در وقت مستحب ادا نمایند بلکہ از اصل وقت ہم تجاوز می کنند و جماعت نیز حیدانی تقدید ندارند یکس
یا بد کس و جماعت قناعت دارند بلکہ بسیار است کہ بہ تنہائی کفایت کنند ہر گاہ مقتدایان اسلام
این معاملہ نمایند از عوام چه گوید آرزوی این عمل ضعیف در اسلام پیدا است و از ظلمت این گردان
ہوا و بدعت ہبید است اندک پیش تو گفتم غم دل ترسیدم بہ کہ دل آزرده شوی و در سخن
بسیار است و ایضا او نوافل قرب ظلمت از ظلال می بخشند و او فرض قرب اصل کہ شائبہ ظلمت
ندارد و نوافل کہ بر تکمیل فرض ادا کردہ شود آن نیز متحد و معاون قرب اصل است و از مہمات
فرض پس ناچار او فرض مناسب عالم خلق بود کہ باصل متوجہ است و او نوافل مناسب عالم
امر کہ روشن نظر است فرض ہمہ ہر چند قرب اصل می بخشند اما افضل و اکمل اینها صلوات است الصلوٰۃ
میراج المؤمن شنیدہ باشی واقرب ما یكون العبد من الرب فی الصلوٰۃ و وقت خاص کہ حضرت
پیغمبر ابوہ علیہ السلام و السلام کہ تعبیر از ان بہ بی مع اللہ وقت فرمودہ نزو فقیر و نماز بود
نماز است کہ مکفرتیات است و نماز است کہ نہی از فحشاء و منکر میفرماید و نماز است کہ معبر علی الصلوٰۃ

فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون

فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون
فصلت من انزلنا الذکر وعلیٰ الذکر انما یصلیٰ علیکم لعلکم تتقون

سے قال اللہ علیہ وسلم بین العبدین اکثر ترک الصلوۃ و اول مسلمہ و قال صلوات اللہ علیہم کہ انقدر کفر رواہ الترمذی ۱۲

و السلام راحت خود اور ان میجوید آنجا کہ میفرماید آری حتی یا بلال و نماز است کہ ستون دین آمد است
و نماز است کہ فارق اسلام و کفر گشت نیز بر اصل سخن بویم و از مرتبت عالم خلق بر عالم امر گویم کہ عالم امر
اسخا ط خود را فر گرفته است و مشاہدہ و معاینہ حاصل کرده و او را بہشت معاملہ بعالم خلق افتد و رویت
بلا کیف اور امیر آید و ایضا متعلق مشاہدہ غلط است از ظلال رجوب و مزکی در آخرت واجب الوجود پس
ہر قدر کہ فرق در میان مشاہدہ و رویت است و در میان ظلیت و اصلیت ہمان قدر فرق در میان
عالم امر و عالم خلق بدان و تیر بدان کہ مشاہدہ ثمرہ ولایت است و رویت ثمرہ نبوت کہ تبعیت انبیا
علیہم السلام و الصلوۃ و التسلیمات عامہ مناسبتان را نیز بیشتر خواهد شد از تفاوت ولایت و نبوت نیز
در باب تندیہ ہر عارفی را کہ بعالم امر مناسبت بیشتر باشد قدم او در کمالات ولایت زیادہ تر خواهد
بود و ہر کہ بعالم خلق بیشتر مناسبت است قدم او در کمالات نبوت افزون تر ازینجا است کہ حضرت علی
علیہ السلام و علی الصلوۃ و السلام و ولایت قدم بیشتر دارند و حضرت موسیٰ را قدم و نبوت زیادہ تر علیہ السلام
و علی الصلوۃ و السلام چہ جانب امر و حضرت عیسیٰ غالب است لہذا الحق بر روحانیان گشت و جانب خلق
و حضرت موسیٰ غالب است و علیہما الصلوۃ و السلام لہذا مشاہدہ اکتفا نمودہ طلب رویت بصرف مشاہدہ
این است بیان سبب تفاوت اقدام انبیا و کمالات نبوت کہ در ما تقدم وعدہ بیان آن نمودہ بود
کہ علوی بعضی لطائف و سفلی آن کہ در تفاوت کمالات ولایت معتبر است و اللہ سبحانہ الملہم
للصواب اسے فرزند چون علوم نبوت کہ شرائع و احکام است تعلق بقالب بیشتر و ہشت انبیا را
علیہم الصلوۃ و التسلیمات نیز مناسبت بعالم خلق بیشتر بودہ ازینجا گمان برودہ اند کہ نبوت عبارت او
نزول دعوت خلق است بعد از عروج بمقامات قرب کہ بولایت تعلق دارد و ندانستہ اند کہ نہایت
عروج و قایت قرب درین موطن است چہ یکہ سابق حاصل شدہ بود ظلمت از ظلال این قرب
بودہ کہ بصورت بعد تصور میکرد و و عروج یکہ اول میسر شدہ بود عکس از عکس این عروج بودہ
کہ بظاہر نزول مینماید کہ مبنی کہ مرکز دائرہ ابعاد نقطہ است نسبت محیط دائرہ و حال آنکہ فی الحقیقت

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

هیچ نقطه اقرب بحیث نیست از نقطه مرکز زیرا که محیط تفصیل آن نقطه اجمال است و این نسبت نقطه
 دیگر امید نشده است عوام صورت بین این اقربیت را نموانند در بابت حکم با تعین آن نقطه
 حکم اقربیت آن نقطه را جهل مرکب تصور میکنند و حاکم این حکم را تجلیل و تحمیل مینمایند **عَلَى مَا تَصِفُونَ** باید دانست که مطمئنه بعد از حصول شرح صدر که از لوازم کمالات ولایت کبری است
 از مقام خود عروج فرموده تخت صدر ارتقایی نماید و آنجا تکلیف سلطنت پیدا میکند و استبداد بر مالک
 قرب مینماید این تخت صدر فی الحقیقت فوق جمیع مقامات عروج مرتبه ولایت کبری است بر آنجا
 این تخت را نظر بالظن لظنون نفوذ میکند و غیب الغیب برایت مینماید بلکه کسیکه باز غیب
 فرماید بصیر او تا بالبعد العباد و نفوذ خواهد نمود و بعد از آنکه این مطمئنه عقل نیز از مقام خود برآمده با حق
 خواهد شد و عقل معانی نام خواهد یافت و هر دو با اتفاق بلکه با اتحاد منوجه کار خود خواهند بود و آن فرزندان مطمئنه
 را کجایش مخالفت نامده است و مجال سرکشی نه بکلیت خود منوجه مطلوب و تمامی گرفتار مقصود
 همتش جز بر رضا و پروردگار نیست **جَلَّ سُلْطَانُهُ** و مطلبش جز طاعت و عبادت او تعالی نه **سُبْحَانَ اللَّهِ**
 اماره که اول بدترین خلایق بوده بعد از اطمینان و حصول رضا حضرت سبحان رئیس لطائف
 عالم گشته است و رأس اقران خود شده بلکه مخبر صادق فرموده **عَلَيْهِ وَعَلَى اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ**
خِيَارِكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارِكُمْ فِي الْإِسْلَامِ اذ افهق بعد ازین اگر صورت خلاف و سرکشی است
 منشأ آن طبایع مختلفه صرابعه است که اجزای قالب اند اگر قوت غضبیه است از انجاسی است
 و اگر شهویه است هم از انجا و اگر حرص و شتره است هم از انجا خواسته است و اگر خست و ذوات است
 هم از انجا - جمعی مبنی سایر حیوانات که نفس اماره ندارند این اوصاف زوایل در آنها بوجه اتم و اکمل
 حاصل است پس تواند بود که مراد از جهاد اکبر که حضرت پیغمبر فرموده **عَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالتَّوْبَةِ وَالتَّوْبَةُ رَجْعَةٌ**
 هین **الْجِهَادُ إِلَى اللَّهِ** اکبر جهاد با قالب بود نه جهاد بانفس **كَمَا قِيلَ** که نفس باطمینان انجاسیه
 است در انی و مرضی گشته پس صورت خلاف و سرکشی از وی نیز منصوص نباشد و صورت خلاف

در این مقام خود عروج فرموده تخت صدر ارتقایی نماید و آنجا تکلیف سلطنت پیدا میکند و استبداد بر مالک
 این تخت را نظر بالظن لظنون نفوذ میکند و غیب الغیب برایت مینماید بلکه کسیکه باز غیب
 فرماید بصیر او تا بالبعد العباد و نفوذ خواهد نمود و بعد از آنکه این مطمئنه عقل نیز از مقام خود برآمده با حق
 خواهد شد و عقل معانی نام خواهد یافت و هر دو با اتفاق بلکه با اتحاد منوجه کار خود خواهند بود و آن فرزندان مطمئنه
 را کجایش مخالفت نامده است و مجال سرکشی نه بکلیت خود منوجه مطلوب و تمامی گرفتار مقصود
 همتش جز بر رضا و پروردگار نیست جَلَّ سُلْطَانُهُ و مطلبش جز طاعت و عبادت او تعالی نه سُبْحَانَ اللَّهِ
 اماره که اول بدترین خلایق بوده بعد از اطمینان و حصول رضا حضرت سبحان رئیس لطائف
 عالم گشته است و رأس اقران خود شده بلکه مخبر صادق فرموده عَلَيْهِ وَعَلَى اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 خِيَارِكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارِكُمْ فِي الْإِسْلَامِ اذ افهق بعد ازین اگر صورت خلاف و سرکشی است
 منشأ آن طبایع مختلفه صرابعه است که اجزای قالب اند اگر قوت غضبیه است از انجاسی است
 و اگر شهویه است هم از انجا و اگر حرص و شتره است هم از انجا خواسته است و اگر خست و ذوات است
 هم از انجا - جمعی مبنی سایر حیوانات که نفس اماره ندارند این اوصاف زوایل در آنها بوجه اتم و اکمل
 حاصل است پس تواند بود که مراد از جهاد اکبر که حضرت پیغمبر فرموده عَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالتَّوْبَةِ وَالتَّوْبَةُ رَجْعَةٌ
 هین الْجِهَادُ إِلَى اللَّهِ اکبر جهاد با قالب بود نه جهاد بانفس كَمَا قِيلَ که نفس باطمینان انجاسیه
 است در انی و مرضی گشته پس صورت خلاف و سرکشی از وی نیز منصوص نباشد و صورت خلاف

همه منسل بیسی است نه منفی یعنی چنانکه بعضی ازین جهاد جهاد بانفس مراد است

قال الله تعالى تلك السبل فضلنا بعضهم على بعض ۱۲

تلكهم الصلوة والشكليات وچون در اقدم نبوت تفاوت است و شرائع انبياء نیز با اندازه آن تفاوت
 اختلاف پیدا آمده است و معارف فیکه مناسب مقام ولایت اولیا است شیطیات مشایخ است
 و علومیکه از توحید و اتحاد و خیر سید پر و از احاطه و سر بران اثبات نماید و از قرب و معیت نشان بخشد و از
 مراتب و طلبت اشعار فرماید و مشهور و مشاهد اثبات کند با جمله معارف انبیا کتاب و سنت است
 و معارف اولیا خصوص فتوحات فیکه شرح قیاس کن گن گنستان من بهار مراره و ولایت اولیا پس
 بقرب حق بر و ولایت انبیا نشان اقربیت او تعالی امین نماید و ولایت اولیا و ولایت مشهور نماید و ولایت
 انبیا نسبت مجهرول کیفیت اثبات فرماید و ولایت اولیا اقربیت را نشاند که چیت و جهالت را نداند
 که کدام است و ولایت انبیا با وجود اقربیت کبر را عین بعد و اند و مشهور در انفس غلبت شروع کرد
 بگویم شرح این بجد شود و اسے فرزند سخن او بر بیان کمالات نبوت و معرفت آن بر ولایت و فرق
 در میان ولایت سه گانه که ولایت صدغری و ولایت کبری و ولایت علمای است و معارف مناسبه
 هر کدام و مجال متعلقه هر یک طویل الذیل ساخت و فقر ما کمره و متکثره و بر بیان این معنی اندراج نمود
 تا بود که از کمال غرابت از استبعاد و افهام بر آید و از مظان انکار و اربدان علوم کشفی است و ضروری
 نه استدلالی و نظری ذکر بعضی مقدمات از برای تمهید است و تقریب با فهم عوام بلکه تبیین و
 تشریح است برائے ادراک خواص امام امین است بیان طریقیکه حضرت حق سبحانه و تعالی این
 حقیر را بان طریق ممتاز ساخته است از بدایت تا نهایت و بنیادش نسبت نقشبندی است که متضمن
 اندراج نهایت و رددایت است برین بنیاد و عمارت بنا ساخته اند و گوشکها بنا فرموده اگر این بنیاد نمی بود
 معامله تا اینجا نمی افزود و تخم از بخار او سمر قند آورده و در زمین میند که ماه اش از خاک شرب و بطحا است
 گشتند و آب فضل سالها آن را سیر شدند و بنزیت احسان مرے ساختند چون آن گشت و کار
 بکمال بیدارین علوم و معارف ثمرات بخشید که الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لے
 لولا ان هدانا الله لقد ساءت رسل ربنا بالحق باید دانست که سلوک این طریق عالی مرتبو
 ط

بیان کمالات نبوت و زینت آن بر ولایت

ناصح مع انصاف کیف بقیاس است رب الناس با جان ناس نا اقرار

تاریخ مدینه منوره و تاریخ مدینه منوره

ایضا بلانقص
الحکم ز فروع کلمه
هر دو کتب از انبیات
شیخ محمد بن
العربالست
علیه بابا محمود فرود
تسلیق باستادان
بجز در این است

کتابت امام ربانی
منازل
در بیان کمال
در بیان کمال
در بیان کمال
در بیان کمال
در بیان کمال
در بیان کمال
در بیان کمال

ناصح

است برابطه محبت شیخ مقتدا که بسیر مرادی باین راه رفته باشد تقویت اینجذاب باین کمالات منصف
گشته نظر او ثانی آنرا ض قلبیت و توجه او واقع علی معنویہ صاحب این کمالات امام وقت است
و خلیفہ روزگار اقطاب و بدلائل طلال مقامات او خورسندند و او نادر و شجاع از سجا کمالات او قطره
فایز نور هدایت و ارشاد او در رنگ نور آفتاب منسوب است او بر همه کس فالص است فکیف بخوبی
چند که خواش او در اختیار او نباشد چه بسا است که طلب خواش امری نماید و آن خواش و
پیدا شود لازم نیست جامعہ که بنور او مہند شوند و بتوسل او رشد پیدا کنند این معنی را بدانند بلکه بسیار
که اصل هدایت و رشد خود را نیز کما فی معنی ندانند معذکات کمالات شیخ مقتدا متحقق شوند و عالمی ابدی
نمایند چه علم همه را نمیدهند و معرفت تفصیل سیر مقامات همه را نمی بخشند از کسی شیخی که مدار بنا بر حصول
طریق از طریق وصول منوط بوجود شریف است البتہ صاحب علم است و از تفصیل سیر آگاہ
دیگران را بعلم او کفایت نموده بتوسط او میریزد کمال تکمیل میرساند و بقنا و بقا مشرف میسازد
شخص خاص کند بنده مصاحت عام را به افادہ و استفادہ انعکاسی و انصباعی است میریزد
محبت که بشیخ مقتدا در ساعۃ فساۃ رنگ او منصف میگردد و بطریق انعکاس بانوار او منور میشود
درین صورت علم چه در کار بودیم در افادہ و ہم در استفادہ خمر زہ کہ تالش خورشید ساعۃ فساۃ
میگردد و میر و بر ایام سے پرو چہ در کار است کہ اورا علم به سچنگی خود بود و یا آفتاب دانند کہ آنرا چہ بسا
از علم از برائے سلوک و تسلیک اختیاری در کار است کہ بسلاسل دیگر مربوط است و در طریقہ ما
کہ طریقہ اصحاب کرام است علیہم الرضوان علم سلوک و تسلیک است سچ در کافیت ہر چند شیخ مقتدا کہ
بمجبوبانی آن طریقہ است کمال علم و وفور معرفت متحقق است پس ناچار درین طریق عالی و در حق وصول
احیا و اموات و صبیان و سنوخ و جوان و کہول مساوی باشد کہ برابطہ محبت یا بتوجہ صاحب دولت
بمنہا مقاصد برسد ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اما بدانند کہ فہمی
ہر چند صاحب علم نبود اما از طور خوارق چارہ نباشد گاہ باشد کہ اورا دران طور اختیار نبود بلکه بسا

عبارت از آنست که مقتدا را در این راه رفته باشد تقویت اینجذاب باین کمالات منصف گشته نظر او ثانی آنرا ض قلبیت و توجه او واقع علی معنویہ صاحب این کمالات امام وقت است و خلیفہ روزگار اقطاب و بدلائل طلال مقامات او خورسندند و او نادر و شجاع از سجا کمالات او قطره فایز نور هدایت و ارشاد او در رنگ نور آفتاب منسوب است او بر همه کس فالص است فکیف بخوبی چند که خواش او در اختیار او نباشد چه بسا است که طلب خواش امری نماید و آن خواش و پیدا شود لازم نیست جامعہ که بنور او مہند شوند و بتوسل او رشد پیدا کنند این معنی را بدانند بلکه بسیار که اصل هدایت و رشد خود را نیز کما فی معنی ندانند معذکات کمالات شیخ مقتدا متحقق شوند و عالمی ابدی نمایند چه علم همه را نمیدهند و معرفت تفصیل سیر مقامات همه را نمی بخشند از کسی شیخی که مدار بنا بر حصول طریق از طریق وصول منوط بوجود شریف است البتہ صاحب علم است و از تفصیل سیر آگاہ دیگران را بعلم او کفایت نموده بتوسط او میریزد کمال تکمیل میرساند و بقنا و بقا مشرف میسازد شخص خاص کند بنده مصاحت عام را به افادہ و استفادہ انعکاسی و انصباعی است میریزد محبت که بشیخ مقتدا در ساعۃ فساۃ رنگ او منصف میگردد و بطریق انعکاس بانوار او منور میشود درین صورت علم چه در کار بودیم در افادہ و ہم در استفادہ خمر زہ کہ تالش خورشید ساعۃ فساۃ میگردد و میر و بر ایام سے پرو چہ در کار است کہ اورا علم به سچنگی خود بود و یا آفتاب دانند کہ آنرا چہ بسا از علم از برائے سلوک و تسلیک اختیاری در کار است کہ بسلاسل دیگر مربوط است و در طریقہ ما کہ طریقہ اصحاب کرام است علیہم الرضوان علم سلوک و تسلیک است سچ در کافیت ہر چند شیخ مقتدا کہ بمجبوبانی آن طریقہ است کمال علم و وفور معرفت متحقق است پس ناچار درین طریق عالی و در حق وصول احیا و اموات و صبیان و سنوخ و جوان و کہول مساوی باشد کہ برابطہ محبت یا بتوجہ صاحب دولت بمنہا مقاصد برسد ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اما بدانند کہ فہمی ہر چند صاحب علم نبود اما از طور خوارق چارہ نباشد گاہ باشد کہ اورا دران طور اختیار نبود بلکه بسا

در رنگ بنا کند و بنیاد بنده این طریقہ علیہ السلام یعنی سر و فلان عادت سے کمالات

۱۲ اشارت است
 ۱۱ اشارت است
 ۱۰ اشارت است
 ۹ اشارت است
 ۸ اشارت است
 ۷ اشارت است
 ۶ اشارت است
 ۵ اشارت است
 ۴ اشارت است
 ۳ اشارت است
 ۲ اشارت است
 ۱ اشارت است

خود را اختیار کرد
 اسلام را براس
 نشان ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

که علم ظهور آن نیز نباشد مردم از وسع خوارق بینند و او را از آن اطلاع نه و آنکه گفته شد که منتهی صاحب علم نبود و مراد از عدم علم علم تفصیل احوال است نه عدم علم مطلقا همیشه که از احوال خود هیچ نه فهمد حکام را کلام لایزال الیه و این نور هدایت او در میدان اوبه و سبطه و بوسائط تا زمانه ساریت که طرفه مخصوص اورا بلوت تغییرات و تبدیلات ملکوت نه ساخته اند و باحق مختبر تا و مبتدعات خراب نه گردانیده ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یتغیروا و اما بانفسهم عجیب آنکه جامع ازینها این تبدیلات را تبدیلات آن طریق که گمان میرند و آن اسخافات را تبدیلات آن نسبت تصور پیمانند نمیدانند که تمیم و تکمیل کار هر بی سرانجام نیست و اسخاف و اختراع فراخور هر وسیله برگشته نه از نکته بار یک نرسد مواجیجا است: نه هر که سر نبراشد قلندری و اند: نور سنت سنیه راعله صاجها الصلوٰة والسلام والتحبۃ طلمات بدعتهاستور ساخته اند و رونق ملت مصطفیٰ راعله مصدرها الصلوٰة والسلام والتحبۃ که دوران امور محدثه ضائع گردانیده عجب آنکه جمیع آن محدثات را امور مستحسنة میدانند و آن بدعتهها را اخساعات مے انکارند و تکمیل دین و تتمیم ملت از آن حسنات میجویند و در انیان آن امور مرغیبات مینمایند هدا هم الله سبحانه سواء الصراط لکن نمیدانند که دین پیش ازین محدثات کامل شده بود و نعمت تمام گشته و رضای حضرت حق سبحانه و تعالیٰ بجصول پیوسته کما قال الله تعالى الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا پس کمال دین ازین محدثات حستان فی تحقیقت انکار نمودن است بمقتضای این کریمه بیت اند که پیش تو کفتم عم و ان تریبیم به که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است به علماء مجتهدین اظهار احکام دین فرموده اند نه احدث ما کس منه پس احکام اجتهادیه از امور محدثه نباشد بلکه از اصول دین بودند لکن الاصل الرابع هو القیاس اسے فرزند معرفت در رساله مبدا معا و در باب افاده و استفادہ که نقطہ ارشاد تعلق وارو نوشته است چون مناسبت باین مقام داشت و سودمند بوده این معرفت را درین مکتوب

تاکید بر این است
 که اینها
 در حدیث
 صحیح است
 و اینها
 در حدیث
 صحیح است
 و اینها
 در حدیث
 صحیح است

الحمد لله رب العالمین
 محمد صالح
 انشاء الله

نیز نوشته از انجا اعتبار نماید قطب ارشاد کہ جامع کمالات فرویت نیز باشد بسیار عزیز الوجود است
 و بعد از قرون بسیار و ازینہ بشمار این قسم گوہر سے بظہوری آید و عالم ظلمانی از نور طہور او نورانی
 میگردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کس کہ رشد
 و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او می آید و از دستفاد میگردد و بے توسط او بچسب
 باین دولت نمیرسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریا و محیط تمام عالم را فرا گرفته است و آن دریا
 گوئیامیچند است اصلاً حرکت ندارد و شخصی کہ متوجہ آن بزرگ است و باو اخلاص وارد و با انکہ
 آن بزرگ متوجہ حال طالبے شدہ است در وقت توجہ گوئیاروزنے در وی طالب کشادہ شود
 و از آن راہ بقدر توجہ و اخلاص از آن دریا سیراب میگردد و همچنین شخصی کہ متوجہ ذکر الہی است
 جل شائہ و بان عزیزاً صلاً متوجہ نیست نہ از انکار بلکہ اورانمی شناسد ہمین قسم افادہ انجا ہم حاصل میشود
 لیکن در صورت اولی بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصی کہ متکبر آن بزرگ است یا آن بزرگ
 از دور بار است ہر چند ذکر الہی تعالی و تقدس مشغول است اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم
 است ہمان انکار و آزار سید راہ فیض او میگردد و بے آنکہ آن عزیز متوجہ عدم افادہ او شود
 و قصد ضرر او نماید حقیقت ہدایت ازو سے مفقود است صورت رشد است صورت بے معنی
 قلیل النفع است و جماعہ کہ اخلاص و محبت بان عزیز دارند ہر چند از توجہ مذکور و ذکر الہی شائہ
 خالی باشد نیز ایشان را بواسطہ مجر و محبت نور رشد و ہدایت میرسد ولیکن ہذہ المعرفۃ آخر
 الکتوب است بس کہم خود زیر کان را این بس است : بانک کہ روم اگر ورودہ کس است
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَوْلَا وَاٰخِرًا وَاَصْلُوْا وَالسَّلَامُ عَلٰی سُوْلِهِ وَاٰلِهِ وَاَسْرَافًا

کتاب توحید و شصت و یکم

بیاد آب میر محمد نعمان صدور یافت در بیان فضائل نماز و کمالات مخصوصہ آن و ضمن معارف

کتاب توحید و شصت و یکم

کتاب توحید و شصت و یکم

کتاب توحید و شصت و یکم

کتاب توحید و شصت و یکم

کتاب توحید و شصت و یکم

عہ بروزن نقشبند یعنی صاحب مرتبہ و کراہی قدر و عزیز و بعزم جہم خواندن خطاست ۱۲

بلند و حقائق از ختم بعد احوال و الصلوۃ و تبلیغ الدعوات معلوم اخوی اعز منی امرتک اللہ
 سبحانہ باو کہ نماز رکن دوم است از اذکان پنج گانہ اسلام و جامع عبادات است جزوے
 است کہ از جامعیت حکم کل پیدا کرده است و فوق جمیع مقربات اعمال آمدہ دولت روت
 کہ سرور عالمیان راعلی علیہ السلام و الصلوۃ و التسلیم و شب معراج و بہشت میرشدہ جو
 بعد از نزول در دنیا مناسب این نشان دولت اینان را در نماز میسر میشد لہذا فرمودہ
 اذ علیہ علی الہ الصلوۃ والسلام و الصلوۃ معکج المؤمن و نیز فرمودہ علیہ الہ الصلوۃ
 والسلام اقرب ما یبکون العبد من الہ فی الصلوۃ و کل ما یبغیان اورا علیہم الصلوۃ
 والتجلیات از آن دولت درین نشأ در نماز حظ وافر است و نصیب کامل اگر چه روت نیست کہ
 این نشأ آن را بر نماز اگر نماز کردن میبفرمود لغایت از چہرہ مقصود کہ مسکن و طالب را بمطلوب
 کہ ولالت میسر و نماز است کہ لذت بخش عکسار آن است نماز است کہ راحت وہ بہاران است
 از حجاب اسرار و سر نیست ازین ماجرا و قرۃ عینی فی الصلوۃ اشارہ ایست باین متمنا از وراق
 و موجبہ و علوم و معارف و احوال و مقامات و الثوار و الثوان و ملکات و تکلیفات و کلیات
 متکلیفہ و غیر متکلیفہ و ظہورات متلونه و غیر متلونه ہر چہ از بہا در بیرون نماز میسر شود و بے کاری
 از حقیقت نماز رود و ہر متشا آن ظللال و امثال است بلکہ ناشی از وہم و خیال مصلی کہ از حقیقت
 نماز آگاہ است در وقت ادا و صلوۃ گویا از نشأ و نبوی سے برآید و در نشأ آخری سے برآید
 لاجرم درین وقت دولتی کہ مخصوص باخترت است نصیب از آن فرامیگیرد و خطی از اصل
 بے شائبہ ظلیت بدست می آرد چہ نشأ و نبوی مقصود بر کمالات ظلی است معالکہ کہ بیرون
 ظللال است مخصوص باخترت است پس از معراج چاہے ہوو آن نماز است در حق مومنان
 و این دولت مخصوص باین امت است کہ بہ بیت پیغمبر خود علیہ السلام و التسلیم
 کہ در شب معراج از دنیا باخترت رفت و بہ بہشت درآمدہ بدولت روت مشرف شدہ باین

عالمی است
نشانہ
نشانہ
نشانہ
نشانہ
نشانہ

نشانہ
نشانہ
نشانہ
نشانہ
نشانہ

نشانہ
نشانہ
نشانہ
نشانہ
نشانہ

مع و مدخلات قیاس بی عاقلہا و ہر صاحب معرفت را در ساریاں ۱۲

سید چون مصلی آگاہ ازین نشأ و نبوی سے برآید در آخری سے در پیر اور از معراج الخ ۱۲

سید چون مصلی آگاہ ازین نشأ و نبوی سے برآید در آخری سے در پیر اور از معراج الخ ۱۲

در معرفت

کمال مشرف گشتند و باین سعادت مستعد شدند اللهم اجزه عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ وَ اجْزِه
 عَنَّا اَفْضَلَ مَا اجْزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهِ وَ اجْزِ الْاَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ دُعَاةُ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ
 سُبْحَانَكَ وَ هُدًى لَّهُمْ اِلَى لِقَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى جَمْعِ رَا ازین طائفه که بحقیقت نماز آگاه ساختند
 و کمالات مخصوصه آن اطلاع نه بخشیدند معالجات امراض خود را از امور دیگر جستند و حصول
 مرادات خود را با شیای دیگر بوطر ساختند بلکه گروهی ازینها نماز را دور کار دانسته بمناسبت
 آن را بر غیرت و غیرت و اشتند و صوم را از صلوة افضل انگاشتند صاحب فتوحات مکتبیه میگوید که
 و صوم که ترک اکل و شرب است بصفقت صمدیت تحقق شدن است و در نماز غیر و غیرت
 آمدن و عابد و معبود و نسبتن و هو کما تره مبنی علی مسئله الترحید الوجودی الذی هو
 من احوال السُّکاری از عدم آگاهی حقیقت نماز است که جم غفیر ازین طائفه تسکین اضطرار
 خود را از سماع و نعمه و و خود تو واجد بستند و مطلوب خود را در پرده های نعمه مطالعه نمودند لا جرم نقص
 و رقاصی را آوردن خود گرفتند با آنکه شنیده باشند مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِی الْکَرَامِ شِفَاءً لِّبَلَى الْغُرَثِ وَ تَعْلَقُ
 بِکُلِّ حَشِيشٍ وَ حُبُّ الشَّيْءِ يُعْجِي وَ يَصِيحُّ اِذَا كَرِهْتُمُوهُ اِنْ حَقِيقَتِ کَمَالَاتِ صَلَوتِيه برایشان منکشف شد
 هرگز درم از سماع و نعمه نزدی و یاد و وجد و تو واجد کرده اند کس چون ندیدند حقیقتش را سازوند
 اسے برادر هر قدر فرق که در میان نماز و نعمه است همان قدر فرق در میان کمالات که منشا آن
 نماز است و کمالاتیکه منشا آن نعمه است بدان العاقل وَ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ اِنْ کَمَالِيَتِ که بعد از
 هزار سال بوجود آمده است و آخریتي است که بزنگ اولییت برآمده مگر از اینجا فرموده عَلَيْهِ
 اِلٰهِ الصَّلَاةُ اَنْتَ التَّكْلِیْمَاتِ اَوْلَهُمْ خَيْرًا اَمْ اٰخِرُهُمْ نَهْ فرموده اَوْلَهُمْ خَيْرًا اَمْ اَوْسَطُهُمْ چه مناسبت
 آخر را با اول بیشتر دیده که محل تر و گذشته و در حدیث دیگر فرموده عَلَیْكَ اِلٰهِ الصَّلَاةِ وَ السَّلَامِ که بهترین
 این امت اول است یا آخر و در میان آن گذر است آرسه در متاخرین این امت اگر چه علوی نسبت
 است اما قلیل است بل اقل و در متوسطین این امت هر چند نسبت بان علویت لیکن کثیر است

عنه جمع و اول این دعوت کننده گان اند و خلق را به سوچی
 اللّه یعنی غرق شود و هر که آگاهاست و میترسد که از این کلمات غافل باشد
 و در هر حال که باشد نماز را با هر حال که باشد باید که از سماع و نعمه و خود تو واجد بستند و مطلوب خود را در پرده های نعمه مطالعه نمودند لا جرم نقص و رقاصی را آوردن خود گرفتند با آنکه شنیده باشند مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِی الْکَرَامِ شِفَاءً لِّبَلَى الْغُرَثِ وَ تَعْلَقُ بِکُلِّ حَشِيشٍ وَ حُبُّ الشَّيْءِ يُعْجِي وَ يَصِيحُّ اِذَا كَرِهْتُمُوهُ اِنْ حَقِيقَتِ کَمَالَاتِ صَلَوتِيه برایشان منکشف شد هرگز درم از سماع و نعمه نزدی و یاد و وجد و تو واجد کرده اند کس چون ندیدند حقیقتش را سازوند اسے برادر هر قدر فرق که در میان نماز و نعمه است همان قدر فرق در میان کمالات که منشا آن نماز است و کمالاتیکه منشا آن نعمه است بدان العاقل وَ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ اِنْ کَمَالِيَتِ که بعد از هزار سال بوجود آمده است و آخریتي است که بزنگ اولییت برآمده مگر از اینجا فرموده عَلَيْهِ اِلٰهِ الصَّلَاةُ اَنْتَ التَّكْلِیْمَاتِ اَوْلَهُمْ خَيْرًا اَمْ اٰخِرُهُمْ نَهْ فرموده اَوْلَهُمْ خَيْرًا اَمْ اَوْسَطُهُمْ چه مناسبت آخر را با اول بیشتر دیده که محل تر و گذشته و در حدیث دیگر فرموده عَلَیْكَ اِلٰهِ الصَّلَاةِ وَ السَّلَامِ که بهترین این امت اول است یا آخر و در میان آن گذر است آرسه در متاخرین این امت اگر چه علوی نسبت است اما قلیل است بل اقل و در متوسطین این امت هر چند نسبت بان علویت لیکن کثیر است

در معرفت
 و در هر حال که باشد نماز را با هر حال که باشد باید که از سماع و نعمه و خود تو واجد بستند و مطلوب خود را در پرده های نعمه مطالعه نمودند لا جرم نقص و رقاصی را آوردن خود گرفتند با آنکه شنیده باشند مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِی الْکَرَامِ شِفَاءً لِّبَلَى الْغُرَثِ وَ تَعْلَقُ بِکُلِّ حَشِيشٍ وَ حُبُّ الشَّيْءِ يُعْجِي وَ يَصِيحُّ اِذَا كَرِهْتُمُوهُ اِنْ حَقِيقَتِ کَمَالَاتِ صَلَوتِيه برایشان منکشف شد هرگز درم از سماع و نعمه نزدی و یاد و وجد و تو واجد کرده اند کس چون ندیدند حقیقتش را سازوند اسے برادر هر قدر فرق که در میان نماز و نعمه است همان قدر فرق در میان کمالات که منشا آن نماز است و کمالاتیکه منشا آن نعمه است بدان العاقل وَ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ اِنْ کَمَالِيَتِ که بعد از هزار سال بوجود آمده است و آخریتي است که بزنگ اولییت برآمده مگر از اینجا فرموده عَلَيْهِ اِلٰهِ الصَّلَاةُ اَنْتَ التَّكْلِیْمَاتِ اَوْلَهُمْ خَيْرًا اَمْ اٰخِرُهُمْ نَهْ فرموده اَوْلَهُمْ خَيْرًا اَمْ اَوْسَطُهُمْ چه مناسبت آخر را با اول بیشتر دیده که محل تر و گذشته و در حدیث دیگر فرموده عَلَیْكَ اِلٰهِ الصَّلَاةِ وَ السَّلَامِ که بهترین این امت اول است یا آخر و در میان آن گذر است آرسه در متاخرین این امت اگر چه علوی نسبت است اما قلیل است بل اقل و در متوسطین این امت هر چند نسبت بان علویت لیکن کثیر است

صه اولش - جنگ هفتاد و هفت همه را عذر بنده
 همه که در رفع اول و در آن معنی تیره و کتبه و بیعتین یعنی تیرگی و تیره شدن رخ

تو فلا اللّٰه محضه
 کلمه اللّٰه محضه
 کلمه اللّٰه محضه
 کلمه اللّٰه محضه

عن یسعی وری کیے رازیشان جتنے است اور سے کم و کیف ۱۱

لقد تاملت المسائل
بداخر لہذا سمع
ربین صاحب ابن
مہدی را الطبرانی
عن سلمان بن سہد
والتی تری زالی
والخلیب وانس
والبحاری فالتی
کلا سیعی ان یجب
بجوامع تفصیل
المبانی والمعرفت
بختصار

بل اکثر ویکل وجهه کمیہ وکیفیہ اما اقلیت ان نسبت متاخران را بدرجات علیا نہ
وسابقان نسبت داود وبعث ساختمہ قال علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰت و التسلیمات الاسلام
بد اغریبا وستیوود كما بدأ فطوبی الغریبا و شروع آخرت این امت از بدایت الف ثانی
است از انحال ان سرور علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰت و التسلیمات و زیبرا کہ مضمی الف را خاصیت است
عظیم و تغیر امور و تاثیریت قوی در تبدیل اشیا و چون درین امت نسخ و تبدیل نموده ناچای
نسبت سابقان بہمان طراوت و تضارت در متاخران جلوہ گر گشته است و تا بعد شریعت و تجرید
تت و الف ثانی فرمودہ گوانان عدل برین معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام و الصلوٰت و التسلیم
و حضرت مہدی است علیہ الرضوان فیض روح القدس از پرزادہ و فریادہ و دیگران ہم میکنند
اچہ میسما میکرو ہاے برادرین سخن امروز را اکثر خلایق گران است و از افہام اینها دور و دورا
اگر بر بر انصاف بیایند و علوم و معارف یکدیگر را موازنہ کنند و صحبت و مشقہ اخوال بمطابقت علوم
شرعیہ و عدم مطابقتہ ان ملاحظہ نمایند و تعظیم و توقیر شریعت و نبوت را بہ بینند کہ در کدام یکے بیشتر است
شاید از استبعاد بر آیند و یدہ باشند کہ فقیر و کتب و رسائل خود نوشته است کہ طرفیت و حقیقت فارا
شرعیہ اند و نبوت افضل از ولایت است اگر چہ ولایت آن نبی باشد و نوشته کہ کمالات ولایت
را نسبت ب کمالات نبوت هیچ مقدارے نسبت کا شکی حکم قطرہ دانستہ نسبت بدریا کے محیط و اشل
این بسیار نوشته است خصوصا در مکتوبے کہ بنام فرزندی در بیان طریقہ نوشته است انجما حطہ
نمایند مقصود ازین گفتگو اظهار نعمت حق است بیخاکندہ و ترغیب طالبان این طرفیت تفضیل خود
بر دیگران معرفت خدا کے جل و علا کے بر آنکس حرام است کہ خود را از کافر فرنگ بہتر و اند فکیف از
اکا بروین اہمیت و لے چون شد مرابرو داشت از خاک پسنزد کہ بگذرانم سزا فلک
سن آن خالم کہ ابر نو بہاری ہد کنند از لطف برین قطرہ باری ہد اگر بر روید از تن صد زبام
چو بسون شکر لطفش کے تو انم ہد بعد از مطالعہ این مکتوب اگر شوقے بتعلم نماز و حصول بعضی از کمالات

نیت
یکدیگر

مشقہ
مستحبات عام
اصول
مشقہ
الاصناف
اندر اختلافان
در حدیث
مشقہ
علا صلوٰت
بازار الف
فاسبان
مشقہ
مشقہ
مشقہ
مشقہ
مشقہ

تقریر من نام ملکیت آسمان گون در زمین و کثرت و برمان و مدار ہنرم و او و مجهول در منتخب بلغ و صاحب بجا بجزا و نر شہد کہ در تفسیر انصاف است در تفسیر بلغ ظاہر بالفتح

بانیغز
پانجم
بازاری

بلکہ از سے و فتح نازلہ و قدرند کہ اندرین مقام در دل میجد کہ توب در صدوسی و چارم از جلد اول و کتب در صد دست دوم از جلد اول
مطالعہ بایجو و دوزخ عاصیہ مکتوب یاد دوم از جلد اول اندرین مطلب کافی و ذالی است ۱۱ لمصہ سلمہ اللہ تعالیٰ

مخصوصہ آن در شمایید اشود و بے آرام ساز و بعد از استخار ما متوجہ این حد و گروند و شرطے از علم
 ما صرف نمایند و الله سبحانه الهادی الی سبیل الرشاد والسلام علی من اتبع الهدی
 والتم متابعه المصطفیٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت و السَّلَامَات و اَتَمَّهَا وَ اَتَمَّهَا

مکتوب دوصد و شصت و دویم (۲۶۲)

بمولانا محب علی صدور یافت در بیان آنکه ارتباط باجی است نسبت ما انعکاسی در قرب و بعد
 ندار و مایناسب آنکه ^{بمحل} ^{الله} ^{وسلام} ^{علی} ^{عباده} ^{الذین} ^{اصطفی} ^{اصحیفة} ^{شرفیة} ^{که} ^{از} ^{روئے}
 التفات مرقوم فرموده بودند بوصول آن مینج گروید چون مینجی از فرط محبت و کمال اختصاص بود
 از و با فرحت بخشید سخن از وفاء عهد سابق اندراج یافته بود مخد و ما بهر وضعی که باشد از اوضاع شرعی
 محل مضایقه نیست بشرط آنکه شسته این محبت گسته نشود بلکه روز بروز قوت پیدا کند و نازره این اشتیاق
 سر و نه گروید بلکه ساعه ساعه در الهیات پیغمبر چه ارتباط باجی است نسبت ما انعکاسی انصباغی در
 قرب و بعد تفاوت ندارد و مگر در سرعت و بطور علم بعضی از خصوصیات طریق و عدم علم بان تحقیق این
 معنی را از خاتمہ مکتوبے که بنام فرزندی ارشدی در بیان طرفیہ نوشته است طلب فرمایند
 نقل آن مکتوب را بایران سیادت پناه اخوی میر محمد نعمان آورده اند از آنجا طلبند زیاده طماننا و السلام
 چو درستی کلام

مکتوب دوصد و شصت و سوم (۲۶۳)

بجناب معارف آگاه میان شیخ تاج صدور یافت در بیان معارف که تعلق بعبه ربانی دارد و در بیان
 فضائل صلواتیه و مایناسب آنکه ^{بمحل} ^{الله} ^{وسلام} ^{علی} ^{عباده} ^{الذین} ^{اصطفی} ^{خبر} ^{قدوم} ^{مسرت} ^{لزم}
 محبان مشتاق را فرحت فراوان رسانید ^{الله} ^{سبحانه} ^{الحمد} ^{والمینة} ^{علی} ^{ذالک} ^ش ^{انصاف} ^{بده}
 لے فلک پینا قام به تازین دو کلام خوبتر کرد و خرام به خورشید جهان تاب تو از جانب شرق

مینا با کنگر بنبر الاجوری و نام بینه زبده و در ۱۳۱۸

بمحل
 از بعد از
 مکتوب دوصد و شصت و سوم
 علم
 خصوصیات این طریق
 هم عالم است
 نویسه

بمحل
 از بعد از
 مکتوب دوصد و شصت و سوم
 علم
 خصوصیات این طریق
 هم عالم است
 نویسه

بمحل
 از بعد از
 مکتوب دوصد و شصت و سوم
 علم
 خصوصیات این طریق
 هم عالم است
 نویسه

یا ماه جهان گزومین از جانب شام ؛ چون قدم رنج فرموده اند زودتر تشریف آرد که شامان زیر
 بار انتظار اند و آرزوی استماع اخبار بیت الله دارند زودتر و فقیر چنانچه صورت کعبه ربانی مسجود الیه است
 مخصوص خلایق را چه بشود چه ملک حقیقت آن نیز مسجود الیه است مر حقائق آن صورت را لاجرم
 آن حقیقت فوق جمیع حقائق آمده است و کمالات متعلقه آن فوق کمالات متعلقه سایر حقائق گشته
 گویند این حقیقت برین است در میان حقائق کونی و حقائق الیه جل سلطانہ مراد حقائق الیه
 در اوقات عظمت و کبریا و دشتی که هیچ رنگی و کیفی بدان تقدیر آن نرسیده و هیچ ظلمتی بآن راه
 نیافتہ نہایت عروجیات و نبوی و ظهورات آن مانند هائے حقائق کونی است نصیب از حقائق
 الیه جل شانہ مخصوص باخترت است الا در نماز که معراج مومن است و دوران معراج که گویند از دنیا
 باخترت رفتن است حفظ از آنچه در آخرت میسر خواهد شد میسر کرد و انجام کارم که عمده و حصول این دولت در
 نماز توجیه مصلی است بجهت کعبه که موطن ظهورات حقائق الیه است تعالی و تقدست پس کعبه
 است در دنیا بصورت از دنیا است و فی الحقیقت از آخرت است نماز متوسط آن نیز این نسبت
 پیدا کرده است و بصورت حقیقت جامع دنیا و آخرت گشته و تحقیق پیوستہ است که حالتی که در
 او نماز میسر میشود فوق جمیع حالات است که در بیرون نماز حاصل میشوند چه آن حالات از داخل
 نماز برآمده اند هر چند علو پیدا کنند و این حالت نصیب از اصل او هر قدر فرق که در میان اصل است
 همان قدر فرق در میان آن حالات و این حالت مابد نیست و مشابه میگردد که حالتی که بعین
 الله سبحانه و در وقت موت تر و خواهد بود و فوق حالت نماز خواهد بود چه موت از مقدمات احوال آخرت
 است و هر چه باخترت نزدیک است اتم و اکمل است چه اینجا طور صورت است و اینجا طور حقیقت
 شتاما بینہما و همچنین حالتی که بکرم الیه جل سلطانہ در برین صغرائے میسر خواهد بود و فوق آن حالت
 خواهد بود که در وقت مرگ میسر شده بود و همین نسبت است برین کبری را که روز قیامت است
 با برین صغرائے مشهور و اینجا اتم و اکمل است و مشهور و درجات انعم نسبت بشه و برین کبری نسبت

سلطانہ
 جل سلطانہ
 جل سلطانہ

کعبه ربانی
 در اول

در این تقریر
 کعبه ربانی
 در اول
 در این تقریر

اینست که نسبت در آن
در آن پروردگار را خندیدند
فقال الخیر ما وجدنا له
اصلاً قلت سبحان الله
فکتب الصوفیة ذلك
فی مکتوبه باند و اعلم
هذمانا تشبیه لیلانی
ولذ قال العریقی فی

وَأَكْمَلْتُمْ دَارَ وَفُوقِ جَمِيعِ اِيْنِهَآ اَنْ مَوْطِنِ اِهْتِ كَمْ خَيْرِ صَادِقٍ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اِلَهِي الصَّلَوَاتُ
وَالسَّلَامَاتُ اِزَانِ خَيْرِ دَاوِدَ وَفَرَسُوهُ اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَّيْسَ فِيْهَا حَوْرٌ وَلَا قَصُوفٌ كَمَا يَتَجَلَّىٰ فِيْهَا اَبْنَا صِدْقًا
پس بآین نر جمیع ظہورات و دنیا و مافیہا آمد و بالاتر جمیع آنہا آن جنت بلکہ دنیا اصلاً از موطن ظہور
نیست ظہوراتِ ظلال و نمودارِ مثال کہ مخصوص بدنیاست نزد فقیر معدود و از امور و نبویہ اندونی
و ایل اترہ امکان آن ظہورات را خواہ تجلیات صفات گویند و خواہ تجلیات ذات تعالی اللہ
عَآيِقُ لَوْ نَ عَلُوْا كَبِيْرًا فَتَمْرٌ وَنَارٌ اِتْمَامُ كَمْ مَلَا حَطَّةٌ مَيْنًا يَدِ خَالِي مَحْضٌ مَيْسَا يَدُ رَا حَمْ مَطْلُوْبٌ اَنْحَا
بشام او نمیرسد غایۃ مافی البکاب مزرعہ ایست مر آخرت را مطلوب را اینجا جستن خود را بر نشان
کردن است یا غیر مطلوب را مطلوب دانستن چنانچہ اکثرے آن گرفتار اند و خواب و خیال آرام گرفته
اند نماز است درین موطن کہ خبرے از اصل وارد و بوسے از مطلوب می آرد و دونه خرط الفت

مفتر الخیر و اعلم
من کتاب الخیر و اعلم
عنین صوفی ان قال
صلی اللہ علیہ وسلم
کجنتہ لیسوا بائین
کل جمیعہ منہا
اشمال الخیر و اعلم
تو باہم نبردند
سحابی و اعلم
سعد بن الجبل الخیر
و اعلم من قال
اسأل اللہ ان یتجر
وینک فی الخیر
فقال سعید بن جبیر

کتاب و وصی و حجام

سہارنپوری سارن پوری

بمیر سید باقر سارن پوری صد دریافت در بیان ائمہ معاملہ خود را بحیرت و جہالت باید برد و نما
بر احوال و کثوف نباید کرد و درین ضمن واقعہ کہ بعضے از شاہخ نواحی اظہار نموده بودند ذکر یافته و تعبیر
فرمودہ اکمل للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی صحیفہ شریفہ کہ از شرط محبت و کمال شتیاق صا و
فرمودہ بودند فرحت فراوان رسانید متوجہ کار خود باشند و بکر اسم ذات تعالی و تقدس بے ملاحظہ
اسما و صفات استعمال نمایند تا معاملہ جہالت بشد و کار بحیرت انجامد چہ ملاحظہ اسما و صفات بسیار
کہ باعث ظہور احوال گردد و واسطہ وجود مواجید آید شنیدہ باشند کہ احتمال خطا در احوال و مواجید
بسیار است و اشتباہ باطل بحق در آن موطن بیشتر بشنوند کہ درین ایام یکے از شاہخ نواحی باین
فقیر پیغام فرستادہ و اظہار احوال خود نموده کہ فنا و محویت بجائے رسیده است کہ بہر چہ نظر میکنم هیچ
نمے یابم آسمان و زمین را کہ نگاه میکنم نمیابم و عرش و کرسی را نیز نمے یابم و خود را کہ ملاحظہ میکنم

تو باہم نبردند
سحابی و اعلم
سعد بن الجبل الخیر
و اعلم من قال
اسأل اللہ ان یتجر
وینک فی الخیر
فقال سعید بن جبیر
قال الغیب الخیر
سئل العبد اللہ
علیہ و آلہ و سلم
ان اهل الجنة اذا
دخلوها من احوال
نفضل اهل الجنة
یوفون لہم من فضل
الذین یافون من احوال
وینبوی لہم من
الجنة الی الخیر ما قال
و کلاستری و غیر ذلک

حقیقت این لفظ صیغہ جمع است کہ معنی واحد استعمال یافته اذ مع تصحیح سلم اللہ تعالی
در آن ایام دوم کرد و در آن ایام
فقط تصور و کذا اولیوس
من ازنا فیلتقا الاز و الخیر
و قولہ و تعالی
خیر من یافو الخیر
هذا التالی فی الیوس
فیقول الخیر فیلتقا
فیلتقا تا از و الخیر
بعضہم بعضا و غیر ذلک
السور من غیر اهل الخیر

کتاب و وصی و نبوت (۲۶۵)

شیخ عبد البهاوی بدوئی صدور یافت در بیان آنکه در اختیار عزت باید که حقوق مسلمانان ضائع نشود و با بیان حقوق و مآیند آنکه بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات میسر سازد که مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید فریوان رسانید لله سبحانه و تعالی الحمد و المنة که تاوی ایام برفار تاثیر و محبت و اخلاص و موت و اختصاص کرده است که اگر میرسد نیز مناسب تر بوده الخیر فيما صنع الله سبحانه و تعالی عزت نموده بودند بدین عزت منته الصديقين بما باشد عزت اختیار کنند و از رزق بگذرند لیکن مراعات حقوق مسلمانان از دست ندهند قال علیه و علی له الصلوة والسلام حتی المسلم علی المسلم حسن رد السلام و عيادة المريض و ایتاکم الجنائز و اجابة الدعوات و تسمیت العاطس اما و اجابت دعوت شراط است فی الاحیاء ان یتبع من الاجابة ان كان الطعام طعام شبهة او الموضع او البساط المفروش من غیر حلال او كان یقام فی الموضع من فرش ديباج او اناء فضة او تصویر حیوان علی سقف او حائط او سماع شیء من المرامیر و الملاحی او الشاغل متوع من الهوی و العرف و الهزل و اللعيب و استماع الغيبة و التمیمة و الزور و البهتان و شبهه ذلك فكل ذلك مما یتبع الاجابة و استجابها و یوجب محرمات و کراهینها و لذلك انما الذم علی ظالم او مبتدعاً او فاسقاً او شریراً او متکلفاً طالبا للمباهات و الفخر و فی شرعة الاسلام لا یجیب الی طعام صناعی براء و سمعة و فی المحيط لا ینبغی ان یعتقد المائدة اذا کان علیه العیب

در این کتاب در بیان حقوق مسلمانان و در بیان آنکه در اختیار عزت باید که حقوق مسلمانان ضائع نشود و با بیان حقوق و مآیند آنکه بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات میسر سازد که مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید فریوان رسانید لله سبحانه و تعالی الحمد و المنة که تاوی ایام برفار تاثیر و محبت و اخلاص و موت و اختصاص کرده است که اگر میرسد نیز مناسب تر بوده الخیر فيما صنع الله سبحانه و تعالی عزت نموده بودند بدین عزت منته الصديقين بما باشد عزت اختیار کنند و از رزق بگذرند لیکن مراعات حقوق مسلمانان از دست ندهند قال علیه و علی له الصلوة والسلام حتی المسلم علی المسلم حسن رد السلام و عيادة المريض و ایتاکم الجنائز و اجابة الدعوات و تسمیت العاطس اما و اجابت دعوت شراط است فی الاحیاء ان یتبع من الاجابة ان كان الطعام طعام شبهة او الموضع او البساط المفروش من غیر حلال او كان یقام فی الموضع من فرش ديباج او اناء فضة او تصویر حیوان علی سقف او حائط او سماع شیء من المرامیر و الملاحی او الشاغل متوع من الهوی و العرف و الهزل و اللعيب و استماع الغيبة و التمیمة و الزور و البهتان و شبهه ذلك فكل ذلك مما یتبع الاجابة و استجابها و یوجب محرمات و کراهینها و لذلك انما الذم علی ظالم او مبتدعاً او فاسقاً او شریراً او متکلفاً طالبا للمباهات و الفخر و فی شرعة الاسلام لا یجیب الی طعام صناعی براء و سمعة و فی المحيط لا ینبغی ان یعتقد المائدة اذا کان علیه العیب

در این کتاب در بیان حقوق مسلمانان و در بیان آنکه در اختیار عزت باید که حقوق مسلمانان ضائع نشود و با بیان حقوق و مآیند آنکه بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات میسر سازد که مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید فریوان رسانید لله سبحانه و تعالی الحمد و المنة که تاوی ایام برفار تاثیر و محبت و اخلاص و موت و اختصاص کرده است که اگر میرسد نیز مناسب تر بوده الخیر فيما صنع الله سبحانه و تعالی عزت نموده بودند بدین عزت منته الصديقين بما باشد عزت اختیار کنند و از رزق بگذرند لیکن مراعات حقوق مسلمانان از دست ندهند قال علیه و علی له الصلوة والسلام حتی المسلم علی المسلم حسن رد السلام و عيادة المريض و ایتاکم الجنائز و اجابة الدعوات و تسمیت العاطس اما و اجابت دعوت شراط است فی الاحیاء ان یتبع من الاجابة ان كان الطعام طعام شبهة او الموضع او البساط المفروش من غیر حلال او كان یقام فی الموضع من فرش ديباج او اناء فضة او تصویر حیوان علی سقف او حائط او سماع شیء من المرامیر و الملاحی او الشاغل متوع من الهوی و العرف و الهزل و اللعيب و استماع الغيبة و التمیمة و الزور و البهتان و شبهه ذلك فكل ذلك مما یتبع الاجابة و استجابها و یوجب محرمات و کراهینها و لذلك انما الذم علی ظالم او مبتدعاً او فاسقاً او شریراً او متکلفاً طالبا للمباهات و الفخر و فی شرعة الاسلام لا یجیب الی طعام صناعی براء و سمعة و فی المحيط لا ینبغی ان یعتقد المائدة اذا کان علیه العیب

در این کتاب در بیان حقوق مسلمانان و در بیان آنکه در اختیار عزت باید که حقوق مسلمانان ضائع نشود و با بیان حقوق و مآیند آنکه بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات میسر سازد که مکتوب مرغوب اخوی ارشدی رسید فریوان رسانید لله سبحانه و تعالی الحمد و المنة که تاوی ایام برفار تاثیر و محبت و اخلاص و موت و اختصاص کرده است که اگر میرسد نیز مناسب تر بوده الخیر فيما صنع الله سبحانه و تعالی عزت نموده بودند بدین عزت منته الصديقين بما باشد عزت اختیار کنند و از رزق بگذرند لیکن مراعات حقوق مسلمانان از دست ندهند قال علیه و علی له الصلوة والسلام حتی المسلم علی المسلم حسن رد السلام و عيادة المريض و ایتاکم الجنائز و اجابة الدعوات و تسمیت العاطس اما و اجابت دعوت شراط است فی الاحیاء ان یتبع من الاجابة ان كان الطعام طعام شبهة او الموضع او البساط المفروش من غیر حلال او كان یقام فی الموضع من فرش ديباج او اناء فضة او تصویر حیوان علی سقف او حائط او سماع شیء من المرامیر و الملاحی او الشاغل متوع من الهوی و العرف و الهزل و اللعيب و استماع الغيبة و التمیمة و الزور و البهتان و شبهه ذلك فكل ذلك مما یتبع الاجابة و استجابها و یوجب محرمات و کراهینها و لذلك انما الذم علی ظالم او مبتدعاً او فاسقاً او شریراً او متکلفاً طالبا للمباهات و الفخر و فی شرعة الاسلام لا یجیب الی طعام صناعی براء و سمعة و فی المحيط لا ینبغی ان یعتقد المائدة اذا کان علیه العیب

عَلَى الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ وَبِخَيْرِ عَمَلٍ وَبِخَيْرِ عَمَلٍ وَبِخَيْرِ عَمَلٍ وَبِخَيْرِ عَمَلٍ
 بحضرت خواجہ خود گذرانیدہ بودند از ان روز حضرت ایشان را در ہر سئلہ از مسائل کلامیہ بر این طرز خاص
 علیحدہ است و حکم جدا البین در اکثر مسائل موافقت بشایع ماترید یہ دارند بہ پایمان رو فلک اسفہ و قوم
 و کویہ ایشان و رو فلک احدہ و زنا و قہ کہ مراد صوفیہ را نا فہمیدہ لصلالت رفتہ اند و در بیان بعضی
 از احکام فقہیہ کہ بصلوہ متعلق اند و در بیان کمالات طریقہ علیہ نقشبندیہ و التزام ایشان مترابعت
 ست را و در بیان منع استماع غناء و منع از حضور مجلس رفاضان و مایسان لک بسم اللہ الرحمن الرحیم
 رَبِّ يَتَّبِعُونَ لَكَ لِقَاءَ رِجَالٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَتْلُونَ كِتَابَكَ وَيَتَّبِعُونَ آيَاتَكَ وَيَتَّبِعُونَ
 کرام معنا مذ کہ ان فقیر از سر تا قدم غرق احسانہا سے والد زر گوار شہا است درین طریق سبق الف
 لے از ایشان گرفته است و اجمعی حروف این راہ از ایشان آموختہ و دولت اندراج النہا
 فی البدایت بہرکت صحبت ایشان حاصل کردہ و سعادت سفر و وطن را بصدقہ خدمت ایشان
 یافتہ توجہ شریف ایشان در دو نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این
 اکابر را عطا فرمودہ و درین مدت قلیلہ آنچه از تجلیات و ظہورات و انوار و الکوان و بے رنگیہا
 و بے کیفیہا کہ لطیفیل ایشان روادہ چہ شرح و ہر چہ بیان تفصیل آن نماید ہمین توجہ شریف شان کم
 و قیقہ مانذہ باشد و معارف توحید و اتحاد و قرب و معیت و احاطہ و سرمان کہ برین فقیر نکشاند و از حقیقت
 آن اطلاع ندادند شہود و وحدت در کثرت و مشاہدہ کثرت در وحدت از مقدمات و مبادی این معارف
 است باجملہ آنجا کہ نسبت نقشبندیہ است و حضور خاص این اکابر نام این معارف بر زبان آوردن
 و نشان این شہود و مشاہدہ را بیان نمودن از کونہ نظری است کارخانہ این اکابر بلند است
 بہر تر از آن و قیاسے نسبت نذر و ہر گاہ این طور و ولتے رفیع القدر از حضرت ایشان باین فقیر
 رسیدہ باشد اگر در مدت عمر سر خود را اپائمال اقدام خدمتہ عننتہ علیہ شہا کردہ باشد ہیچ نہ کردہ باشد
 از تفصیلات خود چہ عرض نماید و از شہر مندی ہا سے خود چہ اظہار نماید آتا معارف آگاہ خود

بعضی مسائل از فقہ و کلام و حدیث و تاریخ و جغرافیہ و طب و فہمیدہ لصلالت رفتہ اند و در بیان بعضی

بعضی مسائل از فقہ و کلام و حدیث و تاریخ و جغرافیہ و طب و فہمیدہ لصلالت رفتہ اند و در بیان بعضی

بعضی مسائل از فقہ و کلام و حدیث و تاریخ و جغرافیہ و طب و فہمیدہ لصلالت رفتہ اند و در بیان بعضی

بعضی مسائل از فقہ و کلام و حدیث و تاریخ و جغرافیہ و طب و فہمیدہ لصلالت رفتہ اند و در بیان بعضی

بعضی مسائل از فقہ و کلام و حدیث و تاریخ و جغرافیہ و طب و فہمیدہ لصلالت رفتہ اند و در بیان بعضی

در همان آن زید را هم موجود دانسته است و هم معدوم و چنین دانسته است و صبی و جوان دانسته است و پیر و زنده دانسته است و مرده و قائم دانسته است و قاعد و مستند دانسته است و مضطرب و خندان دانسته است و گریان و متلاذذ دانسته است و متمالم و عزیز دانسته است و ذلیل هم در بزرگ دانسته است و هم در حشرات هم و حجت دانسته است هم در ملذذات پس تعلق نیز در آن موطن مفقود باشد چه تعلق و تعلقات تعدد و اناش میطلبد و کثر از منته خواهد و لیس تده الا ان کا واحد بسیطین الازل الابدی لا تعدد فیہ اصلا اذ لا یجری علیہ تعالی زمان و لا تقد و لا تاخر پس و علم او تعالی اگر تعلق معلومات اثبات کنیم یک تعلق خواهد بود که جمیع معلومات متعلق گشته است و آن تعلق نیز مجهول کیفیت است و در رنگ صنفه اعلم به چون و چگونه است استبعا و این تصویر ایشا لے زائل کرده ایم و بگویم که روست که شخصی در یک وقت کارها اقسام متباینه و احوال متغایره و اعتبارات متضاده او بدانند پس در همان وقت کلمه اہم اسم واند و ہم فعل و هم حرف و هم شلائی و اند و هم زمانی و هم معرب و اند و هم بنی و هم متکون و اند و هم غیر متکون و هم منفرد و اند و هم غیر منفرد و هم معرفه و اند و هم نکره و هم ماضی و اند و هم مستقبل و هم امر و اند و هم نهی بلکه جائز است که آن شخص بگوید که این همه اقسام و اعتبارات کلمه او مراتب کلمه در یک وقت تفصیل می نماید هر گاه در علم ممکن بلکه در وید ممکن جمع اضداد و متضاد بود و در علم واجب تعالی و الله المثلک الاعلی چرا مستبعد باشد باید دانست که اینجا هر چند صورت جمع ضدین است اما فی الحقیقت در میان اینها ضدیت مفقود است زیرا که هر چند زید را در آن واحد موجود و معدوم دانسته است اما در همان آن دانسته است که وقت وجود او مثلا بعد از هزار سال سه سحر است و وقت عدم سابق او پیش از آن سال معین است و وقت عدم لاحق او بعد از هزار و یکصد سال است فلا تضاد بینهما فی الحقیقه لغایر الزمان و علی هذا القیاس سایر الاحوال فافهم ازین تحقیق واضح گشت که علم او تعالی هر چند بجزئیات متغیره تعلق گیرد و شائبه تغیر در او راه نمی یابد و نظریه حدوث دوران صفت پیدا

بین بر وزن کیم بچه ماد یک در شکم ماد خود باشد

والمعرفت

این سخن معنی است که
 بین مکانها کانی است
 و القیاس الی القیاس
 و من سئل عن الثابت
 و ما یکان علی سوا غیر
 الی القیاس الی القیاس
 و بعضی احاطت بعضی
 مشابیه کرد الی القیاس
 و الزمان فالجوان
 فی الزمان الی القیاس
 لکن وقتی در سبب
 کان و کان و غیر
 کان خاصی و غیر
 بل خاصا و غیر
 فی اوقات مختلفه
 اینها را در سبب
 و اینها را در سبب
 اینها را در سبب
 اینها را در سبب

و این سخن معنی است که
 بین مکانها کانی است
 و القیاس الی القیاس
 و من سئل عن الثابت
 و ما یکان علی سوا غیر
 الی القیاس الی القیاس
 و بعضی احاطت بعضی
 مشابیه کرد الی القیاس
 و الزمان فالجوان
 فی الزمان الی القیاس
 لکن وقتی در سبب
 کان و کان و غیر
 کان خاصی و غیر
 بل خاصا و غیر
 فی اوقات مختلفه

من اللغو ممن غیرها / درجہ اولی اللغات / العلم و تقدر العلم / العلم للذلیل / العلم للذلیل / العلم للذلیل / العلم للذلیل

من اللغو ممن غیرها / درجہ اولی اللغات / العلم و تقدر العلم / العلم للذلیل / العلم للذلیل

میشود و گمانت الفلاسفة زیرا که تغییر بر تقدیر منصوص باشد که یکی را بعد از دیگری دانسته باشند چون همه ادیان واحد بدانند گنجایش تغییر و حدوث نبود پس حاجت نباشد باثبات تعلقات متعدد ماورائا تغییر و حدوث را جمع بان تعلقات بود و بصفه علم مکافعه بعضی مثلکما بین لدفع شبهه الفلاسفة آری که تعدد و تعلقات در جانب معلومات اثبات کنیم گنجایش دارد و همچنین یک کلام بسیط است که از اول تا آخر همان یک کلام گوید است اگر امر است از هجده تا هجده است و اگر نهی است هم از اینجا اگر اعلام است هم از اینجا مأخوذ است و اگر استدلال است هم از اینجا اگر تجویز است هم از اینجا مستفاد است و اگر ترجیح است هم از اینجا جمیع کتب منزه و صحف مرسله و قرآن کرامت از ان کلام بسیط اگر تورات است از اینجا استیاخ یافته است اگر انجیل است هم از اینجا صورت لفظی گرفته و اگر زبور است هم از اینجا مستطور گشته و اگر فرقان است هم از اینجا منزل فرموده است و آنگاه کلام حق که علی اسحق یکمیت و پس بر پس و نزول مختلف آنا آمده به و همچنین یک فعل که مضوعات اولین و آخرین بهمان یک فعل بوجود می آیند که میوه و ماها عننا الا واحده کلنجه بالبحر مزیست ازین اگر اخبار است و اگر امانت مربوط بان فعل است و اگر ایلام او اگر انعام منوط هم بان فعل و همچنین اگر ایجاد است و اگر اعدام ناشی از ان فعل است پس در فعل حق سبحانه نیز تعدد و تعلقات ثابت نبوده بلکه یک تعلق مخلوقات اولین و آخرین باوقات مخصوصه وجود خود بوجود می آیند این تعلق نیز در رنگ فعل او تعالی به چون هیچ گونه است زیرا که چون را به بی چون راه نیست که اینجانب عطا یا الملك الامط انا و اشعری چون از حقیقت فعل حق جل سلطانة اطلاع نیافته تکون را حادث گفت و افعال او سبحانه را حادث دانست و اینها آثار فعل ازلی حق اند سبحانه نه افعال او تعالی و ازین قبل است آنچه بعضی از صفیه شیخی افعال اثبات نموده اند دوران موطن در مراتب افعال ممکنات جز فعل واحد سلطانة ندیده اند آن تجلی فی الحقیقت تجلی آنا فعل حق است سبحانه نه تجلی فعل او تعالی زیرا که فعل او تعالی که چون

من اللغو ممن غیرها / درجہ اولی اللغات / العلم و تقدر العلم / العلم للذلیل / العلم للذلیل

من اللغو ممن غیرها / درجہ اولی اللغات / العلم و تقدر العلم / العلم للذلیل / العلم للذلیل

من اللغو ممن غیرها / درجہ اولی اللغات / العلم و تقدر العلم / العلم للذلیل / العلم للذلیل

من اللغو ممن غیرها / درجہ اولی اللغات / العلم و تقدر العلم / العلم للذلیل / العلم للذلیل

علمی انکار نموده اند و گفته اند که مفهوم علم عنین مفهوم ذات است تعالی و تقدس یا علین مفهوم قدرت
 و ارادت است عینیت باعتبار وجود خارجی گفته اند پس تا تغییر وجود خارجی اعتبار نکنند از نفاة
 صفات خارج نشوند و التعمیر لا اعتباری لا یجید بهم کفعا کما عرفت و او تعالی قدیم و ازلی است
 و غیر او را قدیم و ازلیت ثابت بود جمیع ملتین برین حکم اجماع فرموده اند و هر کس که بقدیم و ازلیت غیر
 حق جل و علا قائل گشته است تکفیر او نموده اند امام غزالی ازین راه تکفیر این سنیان و کرامی
 و غیر ایشان نموده است که قائل بقدیم عقول و نفوس اند و بقدیم هیولی و صورت کمان برده اند
 و سموات را با آنچه در ایشان است قدیم دانسته اند و حضرت خواجہ مآذ مرسی میفرمودند که شیخ
 محی الدین بن العربی بقدیم ارواح کائنات قائل است این سخن از ظاہر مضمون باید داشت و محمول بر
 تاویل باید ساخت تا با جماع اهل طلل مخالف نشود و او تعالی قادر مختار است از ثنائیه ایجاب و منطیقه
 اضطرار منزه و مبر است فلا سفسه فی خرد کمال را در ایجاب دانسته نفی اختیار از واجب تعالی
 نموده اثبات ایجاب نموده اند این بخیر دان واجب را تعالی و تقدس معطل و بی کار دانسته اند
 و چیزی که مصنوع که آن هم با ایجاب است از خالق سموات و ارض صادرند است و وجود حوادث را
 بعقل فعال داده که وجود آن جز در توهم ایشان ثابت نشده است بر عزم فاسد ایشان ایشان را
 سخن سبحانہ و تعالی هیچ کار نیست تا چار باید که در وقت اضطراب و اضطرار التجا بعقل فعال
 آرند و حضرت حق سبحانہ هیچ رجوع نکنند که او را تعالی در وجود حوادث مدخله داده اند گویند که
 عقل فعال است که با ایجاد حوادث تعلق دارد و بلکه عقل فعال هم رجوع ندارد که او را در وقوع بیات ایشان
 نیز اختیار نیست این بید و لثمان در حق و بلاهت پیش قدم فریق ضلاله اند کافران التجا
 حضرت حق سبحانہ و تعالی سے آرند و وقع بلیه از او تعالی میطلبند بخلاف این سفیهان و و چندی
 بید و لثمان از جمیع فریق ضلالت و بلاهت بیشتر است یکے کفر و انکار است با حکام منسبت
 و عناد و عداوت است با اخبار مرسله و در تم ترتیب مقدمات فاسده است و بلیس و لائل و شواهد با
 از حق تعالی

علمی انکار نموده اند و گفته اند که مفهوم علم عنین مفهوم ذات است تعالی و تقدس یا علین مفهوم قدرت
 و ارادت است عینیت باعتبار وجود خارجی گفته اند پس تا تغییر وجود خارجی اعتبار نکنند از نفاة
 صفات خارج نشوند و التعمیر لا اعتباری لا یجید بهم کفعا کما عرفت و او تعالی قدیم و ازلی است
 و غیر او را قدیم و ازلیت ثابت بود جمیع ملتین برین حکم اجماع فرموده اند و هر کس که بقدیم و ازلیت غیر
 حق جل و علا قائل گشته است تکفیر او نموده اند امام غزالی ازین راه تکفیر این سنیان و کرامی
 و غیر ایشان نموده است که قائل بقدیم عقول و نفوس اند و بقدیم هیولی و صورت کمان برده اند
 و سموات را با آنچه در ایشان است قدیم دانسته اند و حضرت خواجہ مآذ مرسی میفرمودند که شیخ
 محی الدین بن العربی بقدیم ارواح کائنات قائل است این سخن از ظاہر مضمون باید داشت و محمول بر
 تاویل باید ساخت تا با جماع اهل طلل مخالف نشود و او تعالی قادر مختار است از ثنائیه ایجاب و منطیقه
 اضطرار منزه و مبر است فلا سفسه فی خرد کمال را در ایجاب دانسته نفی اختیار از واجب تعالی
 نموده اثبات ایجاب نموده اند این بخیر دان واجب را تعالی و تقدس معطل و بی کار دانسته اند
 و چیزی که مصنوع که آن هم با ایجاب است از خالق سموات و ارض صادرند است و وجود حوادث را
 بعقل فعال داده که وجود آن جز در توهم ایشان ثابت نشده است بر عزم فاسد ایشان ایشان را
 سخن سبحانہ و تعالی هیچ کار نیست تا چار باید که در وقت اضطراب و اضطرار التجا بعقل فعال
 آرند و حضرت حق سبحانہ هیچ رجوع نکنند که او را تعالی در وجود حوادث مدخله داده اند گویند که
 عقل فعال است که با ایجاد حوادث تعلق دارد و بلکه عقل فعال هم رجوع ندارد که او را در وقوع بیات ایشان
 نیز اختیار نیست این بید و لثمان در حق و بلاهت پیش قدم فریق ضلاله اند کافران التجا
 حضرت حق سبحانہ و تعالی سے آرند و وقع بلیه از او تعالی میطلبند بخلاف این سفیهان و و چندی
 بید و لثمان از جمیع فریق ضلالت و بلاهت بیشتر است یکے کفر و انکار است با حکام منسبت
 و عناد و عداوت است با اخبار مرسله و در تم ترتیب مقدمات فاسده است و بلیس و لائل و شواهد با
 از حق تعالی

تلمیح بر حق تعالی و بیان روشن کردن

مجلس شرح اوقات تالیف
مجلس القدر علیہ السلام
شیخ محمد بن علی بن محمد
آقا سید محمد باقر
مجلس الدین مبارک بنی
جماعت علمائے اہل حق

درین ایام فرزندی محمد معصوم جواہر شرح موقف را تمام کرد و در اثنا سبق او قباحتها این بخیران بفرح
اند و فائده ما بران مترتب شد بحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا
الله لقد جاءتنا رسل ربنا بالحق و عبارت شیخ محی الدین بن العربی نیز ناظر باجباب است
و در معنی قدرت موافقت بفسفیه دارد که صحت ترک از قیاد و سنجوز نمی نماید و جانب فعل الازیم مبداء
عجایب کار و بار است شیخ محی الدین از مقبولان و نظر می در آید و اکثر علوم او که مخالف آراء اهل
حق اند خطا و اصدواب ظاهر میشوند مانا که خطا کشفی معذور داشته اند و در رنگ خطا کس اجتهاد
از ملامت مرفوع ساخته این اعتقاد خاص است این فقیر را داده شیخ محی الدین که او را از مقبولان میدانند
و علوم مخالفه او را خطا و مضرت می میدانند جمعی هستند ازین طائفه که هم شیخ را طعن و ملامت میکنند و هم
علوم او را تحقیر مینمایند و جمعی دیگر ازین طائفه تقلید شیخ را اختیار کرده جمیع علوم او را صواب میدانند
و بدلائل و شواهد حقیقت آن علوم را اثبات مینمایند و شک نیست که این هر دو فریق را راه افسانه
و تقریب اختیار کرده اند و از توسط حال دور مانده شیخ را که از اولیا و مقبولان است بواسطه خطا
کشفی چگونه زکوه شود و علوم او را که از صواب دور اند و مخالف آراء اهل حق اند چگونه بقلند قبول
توان کرد و فالحنی هو التوسط الذی وفقنی الله سبحانه بمتبه و کرمه آرسه در مسئله وحدت
و وجود حق غیر ازین طائفه باشد شریک اند هر چند شیخ درین مسئله نیز نظر خاص دارد و اما در اصل سخن
شکست و اند این مسئله نیز هر چند بطایر مخالفت بمعتقدات اهل حق دارد و اما قابل توجه است و نشان
جمع این فقیر بنسبیه الله سبحانه و شرح شرح رباعیات حضرت ایشان تا این مسئله را بمعتقدات
اهل حق جمع ساخته است و نزاع و یقین بلفظ عائد داشته و شکوک و شبهات طرفین را غل ساخته
بر هیچیکه محل ترتیب و اشتباه نموده کمالاً یخفی علی الناظرینیه باید دانست که ممکنات بشر را
چه جواهر چه اغراض و چه اجسام و چه عقول و چه نفوس و چه افلاک و چه عناصر همه مستند باجباب و قیاد و مختار
اند که از کیم عدم اینها را بوجود آورده است و چنانچه اینها در وجود باو تعالی محتاج اند در بقا نیز باو سبحانه
تعالی

مجلس شرح اوقات تالیف
مجلس القدر علیہ السلام
شیخ محمد بن علی بن محمد
آقا سید محمد باقر
مجلس الدین مبارک بنی
جماعت علمائے اہل حق
مجلس شرح اوقات تالیف
مجلس القدر علیہ السلام
شیخ محمد بن علی بن محمد
آقا سید محمد باقر
مجلس الدین مبارک بنی
جماعت علمائے اہل حق
مجلس شرح اوقات تالیف
مجلس القدر علیہ السلام
شیخ محمد بن علی بن محمد
آقا سید محمد باقر
مجلس الدین مبارک بنی
جماعت علمائے اہل حق

بالمعنی

مجلس شرح اوقات تالیف

قال فان است و... من اتبعك الا و... ما بعد من... و... من اتبعك الا و... ما بعد من... و... من اتبعك الا و... ما بعد من...

كنت وما اعدت عنكم من الله من شيء امان الحكم الا لله عليه توكلت وعليه
فليك توكل المتوكلون، و حضرت حق سبحانه و تعالی این معرفت اورا تحسین فرموده است و وجود
نسبت داده که بعد از ان فرموده و انه لذنو علم لما علمناه ولكن اكثر الناس لا يعلمون
و حضرت حق سبحانه و تعالی در قرآن مجید حضرت پیغمبر را نیز به توسط اسباب اشارت می فرمایند
ايها النبي حسبك الله و من اتبعك من المؤمنين باقی ماند تا اثر اسباب رو است که حضرت حق
سبحانه و تعالی در بعض اوقات در اسباب تاثير نیز خلق فرماید تا مؤثر افتد و در بعض اوقات تاثير در آنها
خلق نکند پس ناچار هیچ اثر بر آنها مرتب نشود چنانچه مشاهده مینمایم این معنی را در اسباب که وجود
سبب است گاهی بر آن اسباب مرتب میشود و گاهی هیچ اثری از ان بظهور نمی آید انکار از مطلق
تاثير اسباب مکاره است تاثير باید گفت و آن تاثير را در رنگ وجود آن سبب باید و حضرت حق
سبحانه و تعالی باید و است راست فقیر درین مسئله انست و الله سبحانه انه الملمهم ازين بيان للامح
گشت که توسط اسباب منافی توکل نیست چنانچه ناقصان گمان و اندک در توسط اسباب کمال توکل
است حضرت یعقوب علیه نبينا و عليه الصلوة و السلام مراعات سبب را بالفوليض امر حق و جل
توکل فرموده عليه توكلت و عليه فلي توكل المتوكلون و او تعالی مرید خیر و شتر است و خالق
این نیرو و اما از خیر صبی است و از شر صبی نه این فرقیست وقت در میان اراده و رضا که حضرت حق
سبحانه و تعالی اهل سنت را بان فرق مخصد ساخته است سائر فرق بواسطه عدم اهتدای این فرق
در ضلالت مانده اند معتزله از اینجا عبث را خالق افعال خود گفته اند و اینجا کفر و معای را با و منسوب ساخته
از کلام شیخ محی الدین متابعان او مفهوم میشود که چنانچه ایمان و اعمال صالح مرضی اسم الهادی است کفر
و معاصی نیز مرضی اسم اضر است این سخن نیز مخالف اهل حق است و میله پایجاب وارو که منشأ رضا
گشته است چنانکه گویند که اشراق و انوار مرضی آفتاب است و حضرت حق سبحانه و تعالی عباد را
قدرت و اراده داده است که باختیار خود کسب افعال مینمایند خلق افعال حضرت حق سبحانه

فان الله و قد اراد
من ان السبب في خلق
بن عبد الله بن عباس
اسلامه و ان كانت
و ان تعلم ان سببها
من خلق الله عز وجل
معنى على التوجه القابل
اي كون الموصول موصوفا
سقط على لفظ الجار
على زواجر اسباب
قال ابن ابي عمير
سببها و بعين
فان الله عز وجل
من ان السبب في خلق
بن عبد الله بن عباس
اسلامه و ان كانت
و ان تعلم ان سببها
من خلق الله عز وجل
معنى على التوجه القابل
اي كون الموصول موصوفا
سقط على لفظ الجار
على زواجر اسباب
قال ابن ابي عمير
سببها و بعين

صه زیرا که در میان حرکت جبار و حرکت حیوان فرق است و همچنین فرق در میان حرکت عرش و زمین و انکار این فرق خلاف فعل و نقل است بر خلاف فرقه که معتزله
است از فرقه خودی که معتزله را در ضلالت
قدرت و اراده داده است که باختیار خود کسب افعال مینمایند خلق افعال حضرت حق سبحانه
فان الله عز وجل
من ان السبب في خلق
بن عبد الله بن عباس
اسلامه و ان كانت
و ان تعلم ان سببها
من خلق الله عز وجل
معنى على التوجه القابل
اي كون الموصول موصوفا
سقط على لفظ الجار
على زواجر اسباب
قال ابن ابي عمير
سببها و بعين

مناسب است تا تقدس ۱۲

قدس است بسبب آنکه زیر آن عقل لنگ و کور با که بدایع امکان و حدوث قسم است چه اند که مناسب است
و خوب که قدم از لوازم اوست از اسما و صفات و افعال کدام است و مناسب است که امر با اطلاق آن
نموده آید و اجتناب ازین کرده شود بلکه بسیار است که از نقص خود کمال انقصان داند و نقص احوال
انگار و این تمیز نزد فقیر فوق جمیع نعم ظاهره و باطنه است بیدولت تر آنکه آموزا مناسبه را بجناب سر
تعالی نسبت دهد و اشیا ناشائسته را بحضرت او سبحانه منتسب سازد و بعثت است که باطل را از حق
جداساخته است و نامستحق عبادت را از مستحق عبادت نمیزد و او را و بعثت است که براه حق جل و علا
بموسیطه آن دعوت می فرماید و بنده ما را بسعادت قرب و وصل مولا جل سلطانده میرساند و بوسیله
بعثت اطلاع بر مضریات مولا جل شانه میسر میشود و کما هو و جواز تصرف در ملک او تعالی از نعم
جواز آن متمیز می گردد و امثال این فوائد بعثت بسیار است پس مقرر شد که بعثت اینبار رحمت
و آنکه منقاد هواک نفس آماره گشته بکلم شیطان لعین انکا بعثت نماید و مقتضای بعثت عمل
کنند گناه بعثت چیت و بعثت چرا رحمت نبود بد سوال عقل فی حد ذاته هر چند در احکام
آهی جل شانه ناقص تمام است اما چرا تواند که بعد از حصول تصفیه و تزکیه عقل مناسب است و اتصال
غیر تکلیف بر تبه و خوب تعالت و تقدست پیدا شود که بسبب آن مناسبت و اتصال احکام از اینجا
آخذ نماید و حاجت به بعثت که بموسیطه ملک است نشود جواب عقل هر چند آن مناسبت و اتصال
پیدا کند اما تعلقیکه باین بکیر میولانی داشت باکل زائل نه گردد و محروم تمام پیدا کند پس و اینهمه همیشه
و انگیز او بود و متخذه هرگز خیال او را نگذارد و قوت غضبیه و شهوتیه همواره مصاحب او بودند و در
جریس و شره همه وقت قدم او باشند سهو و نسیان که از لوازم نوع انسان است از منفک نبودند
و خطا و غلط که از خواص این شاه اند از وجدان باشند عقل شایان اعتماد نبود و احکام ما خود و او
از سلطان و تم و تصرف خیال مصنون نبودند و از شائسته نسیان و غلطه خطا محفوظ نباشد بخلاف
ملک که ازین اوصاف پاک است و ازین رذائل مبرا پس ناچار شایان اعتماد بود و احکام ما خود و او

سبب آنکه مناسب است تا تقدس ۱۲

عقل

سلطان

موسوی الام رابانی

بیت در داغ که در کتب

بیت در داغ که در کتب

بیت در داغ که در کتب

بیت در داغ که در کتب

کسیها و فردا گنجه ۱۲ پاک دبری ۱۲

عنه یعنی وقت رسانیدن آن علوم باخرزده پرتعلق روحانی بقوی و حواس آن

اوارشانه و تم و خیال و منطقتان و خطامصون باشند و در بعضی اوقات محسوس مکرر و در بعضی اوقات محسوسه حافی اند نموده
 در آنکس تبلیغ آن بقوی و حواس بعضی از مقدمات مسلم غیر صادق که از راه وهم و خیال یا غیر آن حاصل شده اند بر اختیار
 بان علوم منظمه می شود و بحیثیتیکه در آن وقت اصلا تمیز متواند کرد و در زمانی الحال گاه بود که علم آن تمیز و
 و گاه نه و هندس لاجرم آن علوم بواسطه خلط آن مقدمات مثبت کذب پیدا می کنند و از اعتبار و
 می برآیند یا آنکه گوئیم که حصول تصفیه و تزکیه منوط است بامیان اعمال صالحه که مرضیات مکرر باشند
 بسجانه و این معنی موقوف بر تعبت است چنانکه گذشت پس بغیر تعبت حصول حقیقت تصفیه و تزکیه
 میسر نمی شود و صفائی که کفار و اهل فسق را حاصل میشود آن صفائی نفس است نه صفائی قلب
 و صفائی نفس غیر از صفالت نمی افزاید و بجز اخسارت و ولالت نمی نماید و کشف بعضی از امور
 غیبی که در وقت صفائی نفس کفار و اهل فسق را دست می دهد برآیند راجع است که مقصود از آن خرابی
 و خسارت آن جامعه است بجانا الله سبحانه عن هذه البلیة یحقره سید المرسلین علیکم
 وعلیهم الصلوات و التسلیمات و علی الاله و الکل آیرین تحقیق و واضح گشت که تکلیف شرعی که از راه
 ثابت شده است نیز حمت است نه آن چنانکه منکران تکلیف شرعی از طاحده و زنا و دقه گمان برده اند
 و تکلیف را از کلفت تصور نموده غیر معقول دانسته اند و گویند که کدام مهربانی است که عباد را با امور شاقه
 تکلیف کنند و گویند که اگر مقتضات آن تکلیف عمل کنند بهر بهشت خواهند رفت و اگر خلاف آنرا
 ترک کنند شوند بد و خواهند رفت جبر تکلیف نکنند و گذارند که بخورند و نخسپند و بطور خود باشند این بید و
 و بجزوان مگر نمیدانند که شکر نعم واجب است عقلا و این تکلیفات شرعیه بیان ایمان آن شکر
 پس تکلیف بعقل واجب باشد و ایضا نظام عالم منوط باین تکلیف است اگر هر یک را بطور خود میگذراند
 غیر از شرارت و فساد و بظهور نمی آید و هر بواهی و هر نفس و مال دیگر است و رازی میگوید و بحیث

الله تعالی
 لایعقل
 و غیره

من الخلق
 و غیره

و غیره

و غیره

و محنتها کے کہ دوران موطن مقرر ساختہ اندک قنات کتنہ پاک و پاکیزہ مجسمت گرو و و ہر گرا
چنین نکند و موخذہ اور باختر اندازند عین عدلست اما واسے برگنا ہر گاران و شرمساران
لیکن اگر ازل اسلام است مال او جنت است و از عذاب ابدی محفوظ این نیز نعمت است عظیم
ربنا انتہم لنا نورنا و اغفر لنا انک عبدک کل شئے قدیر مجرمتہ سید المرسلین علیہ علی اللہ
و علیہم الصلوٰت و التسلیات روز قیامت حق است دوران روز سموات و کوکب و ارض
و جمال و بجار و حیوان و نبات و معادن ہر قسم و ما چیز خواہند گشت آسمانہا منشق گردند
و ستارہا انتشار پیدا کنند و بریزند و زمین و کوہ ہا ہنبار منشور شوند این اعدام و افناء بنفخہ اولی
تعلق دارد و بنفخہ ثانیہ از قبر ہا برانگیزند و مجسمت روند و فلاسفہ اعدام سموات و کوکب را استجو بہ
کنند و فنا و فسا و راسنہا جائزند از ہنبار آذنی و ابدی گویند معدنک متاخران ایشان
از بیخروی خود را در زمرہ اہل اسلام میگیرند و اتیان بعضی از احکام اسلام مینمایند عجب آنکہ بعضی
از اہل اسلام این معنی را از ایشان باور میدارند و بے متحاشی ایشان را مسلمان میدانند عجب آنکہ
بعضی از مسلمانان اسلام بعضی را کہ ازین جامع اندکال میدانند و طعن و تشنیع اینہارا منکرے انکارند
و حال آنکہ انہا منکر خصوص قطعی اند و انکار اجماع انبیاء مینمایند علیہم الصلوٰت و التسلیات قال اللہ
تعالی اذا الشمس کورت و اذا النجوم انکد مرت و قال اللہ تعالی اذا السماء انشقت و اذا
لرہبا و حقت و قال اللہ تعالی و فنجت السماء فکانت ابوابای سقت و امثال ذلك فی القرآن
کثیرہ نمیدانند کہ مجر و تقوہ بکلمہ شہادہ در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما علم حجتہ من الدین
بالبصر ویرہ باید و تبری از کفر و کفری نیز در کار است تا اسلام صورت بند و وید و نہ نحو خط القتاد
و حساب و میزان و صراط حق است کہ من صادق علیہ و علی الہ الصلوٰت و السلام از ان خبر واوہ است
استماع بعضی از جاہلان طور موت از وجود این امور از حق اعتبار ساقط است چه طور نبوت و راسخ
طور عقل است اعتبار صادقہ ابقیاری بنظر عقل موافق ساختن فی الحقیقت الکار طور نبوت است آنجا

و من قال لا ارض الا شیاء اللہم فغفرنا لہما و غفرنا لہما و غفرنا لہما و غفرنا لہما

و من قال لا ارض الا شیاء اللہم فغفرنا لہما و غفرنا لہما و غفرنا لہما و غفرنا لہما

و من قال لا ارض الا شیاء اللہم فغفرنا لہما و غفرنا لہما و غفرنا لہما و غفرنا لہما

فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء...

معالمه يقبل استندانك طوز موت مخالف طور عقل است بلکہ طور عقل کے تائب تقلید انبیا
عليهم الصلوات والتسليمات بان طلب عالي متواذ بہت شد مخالف و بگير است وارسيدن و بگير
چہ مخالفت بعد از رسيدن متصور بود و بہشت و دوزخ موجودند بعد از محاسبہ روز قيامت گوئند
بہشت خويستد فرستاد و گروے و بگير ابد دوزخ و ثواب و عقاب اينها ابدی است کہ القطاع ندارد
که ما دکتا عليك النصوص القطعية المؤكدة صاحب نصوص بکہ مال ہمہ رحمت است
و رحمتي وسعت كل شيء و کفار را عذاب دوزخ تاسہ حقہ ثابت کند بعد از ان گوید کہ مار و در حق
ایشان نزو و سلام کرد و چنانچہ حضرت ابراهيم علیہ السلام و انبياء و عليہ الصلوة والسلام شدہ بود
و خلف در وعيد حق جائز و آرد و گوید کہ بچکس از اهل دن نخلو و عذاب کفار زرفته است و دين مسلمة نیز
از صواب و ورافتاده است ندانسته است کہ وسعت رحمت و حق مومنان و کافران مخصوص
بدنيا است و در آخرت بوء از رحمت بگازرنہ رسد کما قال الله تعالى انه لا يبيس من
شئ و قال الله الا القوم الكافرون و قال تعالى بعد قوله سبحانه و رحمتي وسعت كل
شئ و قال الله تعالى ان رحمت الله قريب من المحسنين
و کريمه لا تحسبن الله مخلف وعده و رسله و الالئ ندارد و خصوصيت خلف بوعده تواند بود
کہ اقتصار عدم خلف بوعده اینجا بواسطه آن بود کہ مراد از وعده اینجا نصرت رسل است و غلبه اينها
بر کفار و ان متضمن وعده و وعيد است و وعده است مرسل او و وعيد است مر کفار را پس گویند
کہ بيمه خلف وعده منتفی شد و ہم خلف وعيد فالاية مستشهدة عليك لاله و ايضا خلف وعيد
در رنگ خلف در وعده مستلزم کذب است و انشايد ان حضرت جل سلطانہ زیر کہ در ازل
و انبئہ بود کہ کفار را عذاب مخلص خواهد کرد و معذک برسے مصلحت مخالف علم خود گفته کہ عذاب
مخلص خواهد کرد و این معنی را تجویز نمودن شاعت تمام دارد و سبحان رب العز و عما يصفون

فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء...

فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء... فان قلت لا بد من العقل في كل شيء...

اجماع اهل دل بر عدم خلو و عذاب گفارشنی شیخ است و مجال خطا و کشف بسیار است فلا اعتداد
 به مع کونه ^{۱۱}مخالفا لاجماع المسلمین ملائکه بندای خدا اند جل سلطانته که از معاصی معصوم اند و از
 خطا و نسیان محفوظ لایعصون الله ما امرهم و یفعلون ما یؤمرون از خوردن و آشامیدن پاک اند
 و از زن شوی منزله اند و میراوند که ضمائر در قرآن مجید و حق ایشان با اعتبار شرف صنف و کورا
 از صنف نیا که آورد سبحانه تذکیر الضمائر فی حق نفسه تعالی و حضرت حق ^{۱۲}بشما و تعالی بعضی
 از ایشان ابرسالت برگزیده است چنانچه بعضی از انسان را نیز باین دولت مشرف ساخت ^{۱۳}الله یصطفی
 من الملائکه و من الناس جمیعا ^{۱۴}لما اهل حق بر آنند که خویش شرف افضل اند از خویش ملک امام
 عزالی و امام الحرمین و صاحب فتوحات کلمه با فضلیت خویش ملک از خویش بشر قائل اند و آنچه برین فقر
 ظاهر ساخته اند آنست که ولایت ملک افضل است از ولایت نبی علیهم الصلوات و التسلیمات
 اما در نبوت و رسالت درجه السیت مرتبی را که ملک بآن نرسیده است و آن درجه از راه غنصر خاک آمده
 است که مخصوص بشر است و نیز برین فقیر ظاهر ساخته اند که کمالات ولایت را نسبت بکمالات نبوت
 هیچ اعتدادی نیست کاش حکم قطره داشت نسبت بدریای مجیط پس مرتبته که از راه نبوت آید با
 زیاده خواهد بود از آن مرتبت که از راه ولایت حاصل شود پس افضلیت مطلق مراتب را بود علیهم
 الصلوات و التسلیمات و فضل جزئی شمر ملائکه کرام است ^{۱۵}علینا و علیهم الصلوات و التسلیمات فالصالحین
 ما قال الجهم و من العلاء شکر الله تعالی سعیمم ایزین تحقیق لایح گشت که هیچ ولی بدرجه نبی از
 انبیاء رسد علیهم الصلوات و التسلیمات بلکه آن ولی همیشه زیر قدم آن نبی بود باید دانست که در هر
 مسئله از مسائل که علما و صوفیه در آن اختلاف دارند چون نیک ملاخطه می نماید چون بجانب علامه باید
 برتر آنست که نظر علما بواسطه متابعت انبیاء علیهم الصلوات و التسلیمات بکمالات نبوت و علوم آ
 نفوذ کرده است و نظر صوفیه مقصور بر کمالات ولایت و معارف آنست پس ناچار علیکم از مشکوه
 نبوت اخذ نموده شود و اصوب و آحق خواهد بود از آنچه از مرتبه ولایت ما خود شود تحقیق بعضی ازین معانی

۱۱ یعنی صحابه آنست که مبرور ملائکه گشته اند که غیر من بشر افضل اند از خواص ملک ۱۰

اعلم ان الله یصطفی من الملائکه و من الناس جمیعا لما اهل حق بر آنند که خویش شرف افضل اند از خویش ملک امام عزالی و امام الحرمین و صاحب فتوحات کلمه با فضلیت خویش ملک از خویش بشر قائل اند و آنچه برین فقر ظاهر ساخته اند آنست که ولایت ملک افضل است از ولایت نبی علیهم الصلوات و التسلیمات اما در نبوت و رسالت درجه السیت مرتبی را که ملک بآن نرسیده است و آن درجه از راه غنصر خاک آمده است که مخصوص بشر است و نیز برین فقیر ظاهر ساخته اند که کمالات ولایت را نسبت بکمالات نبوت هیچ اعتدادی نیست کاش حکم قطره داشت نسبت بدریای مجیط پس مرتبته که از راه نبوت آید با زیاده خواهد بود از آن مرتبت که از راه ولایت حاصل شود پس افضلیت مطلق مراتب را بود علیهم الصلوات و التسلیمات و فضل جزئی شمر ملائکه کرام است علینا و علیهم الصلوات و التسلیمات فالصالحین ما قال الجهم و من العلاء شکر الله تعالی سعیمم ایزین تحقیق لایح گشت که هیچ ولی بدرجه نبی از انبیاء رسد علیهم الصلوات و التسلیمات بلکه آن ولی همیشه زیر قدم آن نبی بود باید دانست که در هر مسئله از مسائل که علما و صوفیه در آن اختلاف دارند دارند چون نیک ملاخطه می نماید چون بجانب علامه باید برتر آنست که نظر علما بواسطه متابعت انبیاء علیهم الصلوات و التسلیمات بکمالات نبوت و علوم آ نفوذ کرده است و نظر صوفیه مقصور بر کمالات ولایت و معارف آنست پس ناچار علیکم از مشکوه نبوت اخذ نموده شود و اصوب و آحق خواهد بود از آنچه از مرتبه ولایت ما خود شود تحقیق بعضی ازین معانی

الدين رواد لهي... الصلاة والسلام... العراف في خيرة الاجاء... فقد اقام الدين من... الدين فمن اقامها... بكون الصلاة عاد... اشارت به

بني الحسين من الشهداء الى المتوفى سنة ستين وثمانمائة ا كشف

وفي حاشية الخيال عليه فان معاوية واخراجه بغوا عن طاعة مع اعترافهم بانه افضل اهل زمانه وانه الاحق بالامامة منه بشبهة هي ترك القصاص عن قتلة عثمان رضي الله تعالى عنه ونقل في حاشية قس كما قال عن علي كرم الله تعالى وجهه انه قال اخواننا بغوا علينا وليوا كفره واكسفة لما لهم من التاويل وشك نيت كه خطا جهادى از ملا مث دوست واز طعن و تشنيع مروع مراعات حقوق صحبت خير لم بشر اعلى على اله الصلوات والتحيات نمووه جميع اصحاب كرام را بشكلى ياو بايد کرو و بدوستى پيمبر عليه وعلى اله الصلوات والتحيات ايشان را دوست بايد داشت قال عليه وعلى اله الصلوة والسلام من اجبه منى اجبه منى من ابغضهم فببغضى ابغضهم يعنى محبتى كه باصحاب من تعلق كروه همان محبتى كه بمن تعلق شده است و همچنين بغضى كه با ايشان تعلق كيرد همان بغضى است كه بمن تعلق گرفته است ما را بجز اربابان حضرت امير مبيح ايشانى است بلكه جائى است كه از ايشان در آزار باشيم اما چون اصحاب كرام پيمبر اند كه با محبت ايشان ما موريم و از بغض و ايداء ايشان ممنوع ما چاره را دوست ميداريم بدوستى پيمبر عليه الصلوات والتحيات و از بغض و ايداء ايشان گريزان كه آن بغض و ايداء منجر بان سرور ميشود ليكن محقق ر محقق گويم و محطى را محطى حضرت امير ر حق بودند و مخالفان ايشان بر خطا زياده برين فضولى است تحقيق اين محبت و بكتوبيكه بخواجه محمد شرف نوشته است تفصيل ذكر يافته است اگر خفاى مانده باشد بان مكتوب رجوع فرمايد بعد از تصحيح عقائد از نعم احكام فقه چاره نبود و از دستن فرض و واجب و حلال و حرام دست و بند ميشود و مكره گذرند و همچنين عمل مقتضاى اين علم نيز ضرورى است مطالعه كتب فقه اضروريا شمرند و معنى طبع در ايمان اعمال صالحه مرمى دارند ششم از فضائل و از كان صلوة كه عباد و دين است ابرار مى نمايد استماع فرمايد اول از اشباع و در وضو چاره نبود هر حضور است با تمام و كمال بشايد تا برويه شست او را بايد و در مسح سر شنياب بايد نمود و در مسح گوش و مسح رقيه احتياط بايد نمود و تحليل اصابع بر چلن مخصوص دست چپ از جانب پريان اصابع آمده است از امرعات فرمايد ايشان مستحب

بني الحسين من الشهداء الى المتوفى سنة ستين وثمانمائة ا كشف

الصلوات والتحيات

بني الحسين من الشهداء الى المتوفى سنة ستين وثمانمائة ا كشف

بني الحسين من الشهداء الى المتوفى سنة ستين وثمانمائة ا كشف... الله عليه وسلم

بني الحسين من الشهداء الى المتوفى سنة ستين وثمانمائة ا كشف

بني الحسين من الشهداء الى المتوفى سنة ستين وثمانمائة ا كشف... الله عليه وسلم

قال شيخنا... الله عليه وسلم... الصلاة والسلام... العراف في خيرة الاجاء... فقد اقام الدين من... الدين فمن اقامها... بكون الصلاة عاد... اشارت به

اخبار امر و در طریقت شریعت بود و کیف که حضرت شریعی بان جمع شود یقین است که جناب میرزا اجوی
 باین امر صریح نخواهند بود اما مراعات آداب شما نموده بصریح منع هم نمیکند و یاران را ازین اجتماع نهی نمایند
 این فقیر چون در آمدن خود توقف و بد چند فقره فراموش آورده نوشته فرستاد این سبق در ملائمت میرزا اجوی
 بگذرانند و از اول تا آخر پیش ایشان بجا ماند و السلام
درین مل نماید ۱۲

کتاب مشرب (۶ جلد) مفتم
 مکتوب در دو مقام

دو بیت

با کلمه راجح کردن چراغ و قندیل بنده ۱۱

میرزا حسام الدین احمد صدوری ایت در بیان آنکه اشعار و وقایع که حضرت ایشان بان متمیز گشتند
 شمه ازان بظهور نمیتوان آورد بلکه برقر و اشارت نیز ازان باب سخن نمیتوان کرد و فان اشعار مقتبس از
 شکوه نبوت است و ملائکه عالمین نیز درین دولت شریک اند و ما ینا ذلک بعد الحکم و
 فالصالح و تبلیغ الدعوات میرساند که صحیفه شریفه که از روئے کرم نامزد این حقیر ساخته بودند به مطالعته آن
 شرف گشت جز آنکه الله سبحانه خیر از انعامات حق جل و جلاله چه نویسد و چنان شکر آن باری
 علوم و معارفیکه افاضه میشود و بتوفیق خداوندی جل شانده اکثر آن در قد کتابت می آید و بسبع اهل
 و اهل میرسد اما اشعار و وقایع گفته که بان متمیز است شمه ازان بظهور نمیتواند آورد بلکه برقر و اشارت
 نیز ازان منقوله سخن نمیتواند کرد و فرزندی اعربی که مجموعه معارف فقیر است و نسخه مقامات سلوک و جذبه
 رزمی ازین اشعار و قبضه با و در بیان می آید و در بیچ تمام در استیارات آن بیکوشد با آنکه میداند که فرزند
 از محراب اشعار است و از خطا و غلط محفوظ اما چه کند که وقت معانی زبان را بیکدیگر دو کطافت اشعار
 بهار می بندد و کتب صحیح و کتب لسانی نقد وقت است آن اشعار از ان قبیل اند
 که در بیان نیاید بلکه در بیان می آید و در بیچ تمام در استیارات آن بیکوشد با آنکه میداند که فرزند
 وحدت عجیب است به این دولت که مادر استیارات آن بیکوشد با آنکه میداند که فرزند
 علیهم الصلوات و التسلیمات و ملائکه عالمین و کلمه علیهم الصلوات و التسلیمات شریک این دولت

این اشعار را در کتاب مشرب

در بیان اشعار
 و اما این اشعار
 فطرت ۱۱
 که در بیان اشعار
 فطرت ۱۱

که آن منافی وراثت است چه وارث را از جمیع انواع ترک مورث نصیب آن از بعضی قرون بعضی و اگر او را از بعضی معین نصیب و اصل غرماست که نصیب او چنان حق او تعلق گرفته است و همچنین فرموده علی علیه وعلی الصلوات والسلام وعلما غامضی کا تیبای بنی اسرائیل مراد از علما علماء و از ما نندزه غرما که نصیب از بعضی ترک فر گرفته اند چه وارث را بواسطه قرب و جسدیت همچو مورث میتوان گفت بخلاف غریم که ازین علاقہ خالی است پس هر که وارث نبود عالم باشد اگر آنکه علم او را مقید بیک نوع سازیم و گوئیم که عالم علم احکام است مثلا و عالم مطلق آن بود که وارث باشد و از هر دو نوع علم او را نصیب وافر بود اکثر مردم گمان دارند که علم از عبارات از علوم توحید و جود است و مشهور و وحدت در کثرت و مشابده کثرت در وحدت و کثرت است از معارف احاطه و سر بیان و قرب و معیت او تعالی بر هیچیک کثرت و مشهور و از باب احوال است حاشا و کلا شمه حاشا و کلا که این علوم و معارف از علم است را بر بوند و شایان مرتبه نبوت باشند زیرا که بنیاد این معارف سکر و قنوت و غلبه حال که منافی صحوست و علم انبیا علیهم الصلوات و التحیات چه علم احکام و چه علم از هر صوره صحو است که شمه از شکر آن متمیز نگشته است بلکه این معارف مناسب مقام ولایت اند که قدم راسخ و سکر و ادرس این علوم از اسرار و ولایت بوندند از اسرار نبوت انبیا علیهم الصلوات و التسلیات هر چند ولایت نیز ثابت است اما احکام آن مغلوبند و در جنب احکام نبوت مضمحل است بله هر جا شود هر آشکارا و شکار اجز زنهان بودن چه یارا بد فقیر در کتب و سائل خود نوشته است و تحقیق نموده که کمالات نبوت حکم در پاک محیط دارد و کمالات ولایت در جنب آن قطره است محقر اما چه توان کرد جمعی از ارسائی کمالات نبوت گفته اند الایة افضل من النبوة و جمعی دیگر در توجیه آن گفته اند که ولایت نبی افضل است از نبوت او این هر دو فریق حقیقت نبوت را با داشته حکم غایب کرده اند نزدیک باین حکم است حکم ترجیح سکر بر صحو اگر حقیقت صحو را میداند سکر را به نسبت نمیداند صحو چه نسبت خاک با عالم پاک به ناما که صحو خواص امثال صحو عوام و نه سکر را بر آن ترجیح داده اند کاش سکر خواص را نیز مائل سکر علوم داشته جزات باین حکم نمی نمودند چه مقرر عقلا است که صحو بهتر از سکر است اگر صحو و سکر مجازی است

فرا جزات باین حکم سنی ترجیح سکر بر صحو نموده سکر عوام از اعتد او خارج است چنانکه صحو ایشان غیر سکر است ۱۲

عنه قال بنی اسرائیل مراد از علما علماء و از ما نندزه غرما که نصیب از بعضی ترک فر گرفته اند چه وارث را بواسطه قرب و جسدیت همچو مورث میتوان گفت بخلاف غریم که ازین علاقہ خالی است پس هر که وارث نبود عالم باشد اگر آنکه علم او را مقید بیک نوع سازیم و گوئیم که عالم علم احکام است مثلا و عالم مطلق آن بود که وارث باشد و از هر دو نوع علم او را نصیب وافر بود اکثر مردم گمان دارند که علم از عبارات از علوم توحید و جود است و مشهور و وحدت در کثرت و مشابده کثرت در وحدت و کثرت است از معارف احاطه و سر بیان و قرب و معیت او تعالی بر هیچیک کثرت و مشهور و از باب احوال است حاشا و کلا شمه حاشا و کلا که این علوم و معارف از علم است را بر بوند و شایان مرتبه نبوت باشند زیرا که بنیاد این معارف سکر و قنوت و غلبه حال که منافی صحوست و علم انبیا علیهم الصلوات و التحیات چه علم احکام و چه علم از هر صوره صحو است که شمه از شکر آن متمیز نگشته است بلکه این معارف مناسب مقام ولایت اند که قدم راسخ و سکر و ادرس این علوم از اسرار و ولایت بوندند از اسرار نبوت انبیا علیهم الصلوات و التسلیات هر چند ولایت نیز ثابت است اما احکام آن مغلوبند و در جنب احکام نبوت مضمحل است بله هر جا شود هر آشکارا و شکار اجز زنهان بودن چه یارا بد فقیر در کتب و سائل خود نوشته است و تحقیق نموده که کمالات نبوت حکم در پاک محیط دارد و کمالات ولایت در جنب آن قطره است محقر اما چه توان کرد جمعی از ارسائی کمالات نبوت گفته اند الایة افضل من النبوة و جمعی دیگر در توجیه آن گفته اند که ولایت نبی افضل است از نبوت او این هر دو فریق حقیقت نبوت را با داشته حکم غایب کرده اند نزدیک باین حکم است حکم ترجیح سکر بر صحو اگر حقیقت صحو را میداند سکر را به نسبت نمیداند صحو چه نسبت خاک با عالم پاک به ناما که صحو خواص امثال صحو عوام و نه سکر را بر آن ترجیح داده اند کاش سکر خواص را نیز مائل سکر علوم داشته جزات باین حکم نمی نمودند چه مقرر عقلا است که صحو بهتر از سکر است اگر صحو و سکر مجازی است

فہرست مضامین

مکتوب شریف امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول

(حصہ چہارم)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	میں سوال و جواب	۱	مکتوب نمبر ۲۲۱
	یہ طریقہ تمام باقی طریقوں سے اقرب ہے۔ اس طریقہ میں ابتداء میں حلاوت اور وجدان ہے۔ اور انتہا میں بے مزگی، اور فقدان ہے بخلاف دوسرے طریقوں کے اور اس طریقہ میں ابتداء میں قرب و شہود ہے ۔ اور انتہا میں بعد و حرمان ہے، اور اس معنی کا راز اس طریقہ کے اکابر نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے۔ اور اذواق اور معارف کو علوم شرعیہ کا خادم گردانا ہے۔ یہ بزرگ سماع اور رقص کو جائز نہیں رکھتے اور ذکر جہر کی طرف رخ نہیں کرتے۔ وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کیلئے بجلی کی طرح تھوڑے سے وقت کے لئے نمودار ہوتی ہے ان بزرگوں کو ہمیشہ کیلئے حاصل ہے۔ اس طریقہ میں پیری اور مریدی طریقوں کے سکھانے اور سیکھنے سے ہے۔ کلاہ اور شجرہ سے نہیں۔ متعدد پیر پکڑنے کے جواز کا بیان اور اس بارے میں علمائے بخارا شریف کا فتویٰ معنی پیر کا بیان۔ اس طریقہ میں نفس امارہ کے مجاہدات و		خصائص و کمالات طریقہ نقشبندیہ کے بیان میں اس طرح کے بلند معارف کے اظہار کا سبب ان کے بعید ہونے کے باوجود اس طریقہ کے سر حلقہ حضرت صدیق اکبر ہیں۔ ابتداء کے انتہاء میں درج ہونے کے متعلق دو سوال اور ان کا جواب۔ اور وصل عریان کے مرادی معنی۔ ذاتی و صفاتی اور اسمائی تجلیات کے غیر متناہی ہونے کے متعلق دو اعتراض اور ان دونوں کا جواب تجلی کے معنی کا بیان اگر سوال کریں کہ ان تجلیات کو ذاتی کس اعتبار سے کہتے ہیں، اس کا جواب الخ جاننا چاہیے کہ اس مقام میں وصل مطلوب بھی بے کیف و بے مثال ہے، اس نہایت تک پہنچنے والے اس طریقہ اور دوسرے طریقوں سے بہت ہی کم ہیں سفر دردن اور خلوت در انجمن کے معنی تفرقہ اور عدم تفرقہ منتهی کے حق میں مطلقاً برابر نہیں، لیکن اس کے نفس جمعیت میں برابر ہے۔ بعض اوقات تفرقہ ظاہر کے بغیر چارہ نہیں۔ بندوں کے تین حصے خالصۃ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ مشائخ طریقت کی بعض عبارات کے بارے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷	اظہار احوال اور اپنے پیر کی خدمت میں واقعات پیش کرنے پر ابھارنے کے بیان میں۔ مکتوب نمبر ۲۲۴	۱۲	ریاضات، احکام شرعیہ بجالانے اور روشن سنت کی پیروی کا التزام کرنے میں ہیں۔ اس طریق نقشبندیہ میں طالب کو چلانا شیخ مقتدا کے تصرف سے وابستہ ہے۔ اس کے تصرف کے بغیر کام نہیں بنتا۔ یہ بزرگ جس طرح نسبت عطا کرنے میں قدرت رکھتے ہیں، اسے چھین لینے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔ اس طریقہ نقشبندیہ میں زیادہ تر افادہ اور استفادہ خاموشی میں ہے۔
۲۱	فقرا اور نامرادی اس گروہ کا جمال ہے اور عین سید کو نین علیہ السلام کی اقتدا ہے۔ حق تعالیٰ اپنے کمال کرم سے بندوں کے رزق کا کفیل بن چکا ہے اور ہمیں اور تمہیں اس فکر سے فارغ کر دیا ہے۔ تو اپنے متعلقین کا غم بھی اسی کے حوالے کرنا چاہیے۔ اشیخ فی قومہ کالنبی فی ائمتہ اکابر طریقت نے بعض مریدوں کو بعض مصلحتوں کے پیش نظر مقام پیری تک پہنچنے سے قبل ایک قسم کی اجازت دی ہے۔	۱۲	مکتوب نمبر ۲۲۲ خرابی احوال اور اپنے اعمال کو کم دیکھنے کے بیان میں ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال تک برائیاں لکھنے والا فرشتہ اس سے کوئی برائی صادر نہ دیکھے، جسے وہ لکھے، یہ فقیر اپنے ذوق سے محسوس کرتا ہے کہ کافر فرنگ بھی اس سے کئی مرتبے بہتر ہے اور اگر اس کی کوئی شخص دلیل طلب کرے تو یہ فقیر دلیل پیش کرنے سے عاجز نہیں ہوگا۔
۲۲	مکتوب نمبر ۲۲۵ اس بیان میں کہ اس طریقہ کہ ابتدا میں ہی وہ حالات میسر آ جاتے ہیں جو دوسروں کو نہایت میں جا کر میسر آتے ہیں۔ اور احوال کا ظہور اس شخص کے کمال کو مستلزم نہیں۔	۱۶	اس مضمون سے متعلق سوال و جواب پیر سے غائب ہونے کی صورت میں پیر سے رابطہ عظیم نعمت ہے۔ قرب قلوب کے باوجود قرب ابدان کو بھی نہیں کھونا چاہیے۔ مکتوب نمبر ۲۲۳
۲۲	مکتوب نمبر ۲۲۶ اس بیان میں کہ فرصت بہت تھوڑی ہے اور اور ہمیشہ کا عذاب اس پر مرتب ہونے والا ہے۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰	<p>طریقہ ہے۔ اور ہماری نسبت بھی وہی نسبت ہے۔ لیکن اتنی بات ہے کہ نسبت کی تکمیل بہت سے افکار جمع ہونے سے ہوتی ہے۔</p> <p>شیخ علاء الدولہ نے فرمایا ہے جس قدر واسطے زیادہ ہوں گے راستہ زیادہ نزدیک ہوتا جائے گا</p> <p>مکتوب نمبر ۲۳۰</p> <p>ہمت بلند رکھنے اور جو کچھ حاصل ہو چکا ہو، اس پر کفایت نہ کرنے کے بیان میں۔</p> <p>خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ دیکھا گیا یا سنا گیا۔ یا جانا گیا وہ سب غیر خدا ہے، وہ ذات تعالیٰ اس سب سے وراء الوراء ہے</p>	۲۳	<p>اہل اللہ سرہند شریف میں جمع ہونے کا بیان اور حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کی خدمت میں ان کی جمیعت</p> <p>اہل و عیال کی رضا جوئی کے لئے اپنے آپ کو بلا اور مصیبت میں ڈالنا۔</p> <p>عقل دور اندیش سے بہت بعید بات ہے۔ دنیا بے وفائی میں مشہور ہیں۔ اور اہل دنیا خست و کمینگی میں مشہور ہیں۔</p>
۳۲	<p>مکتوب نمبر ۲۳۱</p> <p>درج ذیل سوالات کے جوابات میں</p> <p>(۱) حصول اور وصول کے درمیان کیا فرق ہے؟ (۲) وہ اسماء جو انبیاء کے مبادی کے تعینات ہیں۔ کیا وہی اولیاء کے مبادی کے بھی تعینات ہیں یا نہیں؟ (۳) ذکر جہر سے کیوں منع کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ شوق و ذوق پیدا ہونے کا باعث ہے؟</p> <p>حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل مبارک دو قسم ہے، ایک بطور عبادت، دوسرا بطریقہ عرف و عادت اول کی مخالف بدعت ہے۔ دوسرے کی مخالفت بدعت نہیں ہے۔</p>	۲۶	<p>مکتوب نمبر ۲۲۸</p> <p>ان نصح کے بیان میں جو مقام تکمیل اور تعلیم طریقت سے تعلق رکھتے ہیں۔</p> <p>اس طریقہ کا مدار دو اصول پر ہے، ایک شریعت پر استقامت، دوم شیخ طریقت کی نسبت میں پختگی اور استحکام۔</p> <p>اپنے کام کی فکر کرنی چاہیے تاکہ بوقت موت سلامتی ایمان نصیب ہو، اس وقت اجازت نامے اور مریدین کچھ کام نہیں آئیں گے۔</p>
۳۵	<p>مکتوب نمبر ۲۳۲</p> <p>کمینی دنیا کی حقیقت اور اس کی ردی طمع</p>	۲۸	<p>مکتوب نمبر ۲۲۹</p> <p>اس بیان میں کہ ہمارا طریقہ حضرت خواجہ کا ہی</p>

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَسْلَمَ شیطانی	۳۶	سازیوں کی قباحت کے بیان میں، اور اس کینی دنیا کی محبت کا علاج
	یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ان معارف سے حصہ وافر حضرت امام مہدی کو حاصل ہوگا۔		مکتوب نمبر ۲۳۳
	ممکنات بالذات شر و فساد کا محل ہیں اور ان میں کمال حضرت ذات واجب تعالیٰ کی طرف سے عاریتہ آیا ہوا ہے۔		بعض نصح کے بیان میں
	عدم صرف کے وجود صرف کے ساتھ رنگین ہونے کے متعلق سوال و جواب، اور ایک اور سوال و جواب متعلق با تصاف عدم کہ معقول ثانی ہے، وجود خارجی کے ساتھ۔	۳۸	حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ یہ بات کفر ہے کہ کوئی اپنے آپ کو اتنا اونچا تصور کرنے لگے کہ اگر وہ برہم اور ناراض ہو تو سارا جہان درہم برہم ہو جائے لیکن کیا کیا جائے ہمیں تو ہمارے ارادے کے بغیر ہی اونچا بنا دیا گیا ہے۔
	ایک اور سوال و جواب جو صفات حقیقہ کے مرتبہ ظلال میں ہونے سے متعلق ہے، اور مرتبہ اصل میں ان کے وجود کا نہ ہونا۔		مکتوب نمبر ۲۳۴
	من عرف نفسه فقد عرف ربه اور آیہ کریمہ اللہ نور السموات والارض کا معنی من فسّر القرآن برایہ فقد کفر		اس بیان میں کہ واجب تعالیٰ کی حقیقت وجود محض ہے۔ اور تجلی ذاتی کا بیان اور من عرف نفسه فقد عرف ربه کا معنی اور آیہ کریمہ اللہ نور السموات والارض کا معنی۔
	ممکنات کے اصول و ذوات عدما ت محض ہیں۔ اور ممکنات کے نقائص ان عدما ت کے مقتضی حسن و قبح کے مصداق کا بیان اور نکاح میں لائی جانے والی خوبصورت عورتوں اور لونڈیوں کیلئے آرائش و زیبائش کے جواز کا سبب۔ ایبا کم والمرد فان فیہم لونا کلون اللہ ما الدنیا والاخرۃ الاضر تان کینی کی مذمت		صاحب خصوص کے نزدیک اعیان ثابتہ کا بیان اور حضرت امام ربانی قدس کے نزدیک حقائق ممکنات
			حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ اور اعیان ثابتہ تام المعرفت عارف جب حضرت وجود تک ترقی کرنے کے بعد عدم صرف کے مقام میں نزول فرماتا ہے الخ
			پس ناچار اس عارف کا شیطان بھی حسن اسلام پیدا کر لیتا ہے۔ اور اس کا نفس امارہ نفس مطمئنہ بن کر اپنے مولیٰ تعالیٰ سے راضی ہو جاتا ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۹	مکتوب نمبر ۲۳۶ بعض اسرار کے بیان میں تمہیں ولایت موسوی میں پایا اور وہاں سے کھینچ کر ولایت محمدیہ خاصہ کے دائرہ میں داخل کیا ۔ اب بیس روز سے زیادہ دن ہو رہے ہیں کہ تمہیں اپنی گود میں رکھ کر پرورش کر رہا ہے۔		شیخ محی الدین عربی کے نزدیک حقائق ممکنات یہ علوم و معارف کہ کسی بھی اہل اللہ نے ان کے متعلق لب کشائی نہیں فرمائی۔ اشرف معارف اور اکمل علوم میں سے ہیں۔ جو ہزار سال کے بعد منصفہ شہود پر ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ہر سو سال کے بعد اس امت کے علماء دین سے کسی کو مجدد مقرر کرتے ہیں خاص کر ہزار سال گزرنے کے بعد۔ عارف تام المعرفت جب عروج و نزول کے مراتب طے کرنے کے بعد عدم صرف میں نزول فرماتا ہے۔ تو تمام کمالات اس میں ظاہر ہو جاتے ہیں عدم کے وجود کا آئینہ ہونے سے متعلق ایک سوال و جواب ان الہامات کے وساوس شیطانی میں سے نہ ہونے بلکہ علوم ربانی میں سے ہونے کی دلیل، اور ان علوم کے اظہار کی وجہ
۶۰	مکتوب نمبر ۲۳۷ روشن سنت کی متابعت اور طریقہ نقشبندیہ کی مدح کے بیان میں اس طریقہ کے اکابر کو اگر سنت کی پابندی کے ساتھ احول و مواجید سے مشرف فرماتے ہیں تو یہ اُسے عظیم نعمت جانتے ہیں۔ اور اگر اس پابندی میں فتور پاتے ہیں تو احوال کو پسند نہیں کرتے۔ ہندوستان کے برہمن اور جوگی اور یونان کے فلاسفہ تجلیاتِ صوری اور علوم توحیدی کا کافی حصہ رکھتے ہیں ۔ لیکن خرابی کے سوا انہیں کچھ حاصل نہیں۔ اس طریقہ سے منسلک رہنے والے پر اولاً موافق آراء سے اہل سنت و جماعت عقائد کی درستی لازم ہے۔ دوسرے، فرض، واجب، سنت اور مستحب کا علم، تیسرے درجے میں علوم صوفیہ کی نوبت آتی ہے۔	۵۸	مکتوب نمبر ۲۳۵ اس بیان میں کہ اس گروہ کی محبت دنیوی اور اخروی سعادتوں کا سرمایہ ہے۔ اگر جہاں بھر کی تاریکیاں باطن میں ڈال دیں لیکن اس محبت کو قائم اور ثابت رکھیں تو کوئی غم نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر پہاڑوں کی مقدار میں انوار و احوال دل میں ڈالیں لیکن ایک بال برابر اس محبت میں فرق ڈال دیں تو یہ سراسر خرابی ہے۔
۶۲	مکتوب نمبر ۲۳۸ اس میں کہ دینی بھائیوں کی تعداد زیادہ بنانے میں بہت سی امیدیں ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ مریدوں کے احوال پیروں کی رکاوٹ کا باعث بن جائیں اور عجب		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	بعض سوالات و جواب میں		اور خود ستائی میں مبتلا کر دیں۔ مریدوں کے احوال پیروں کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ نہ کہ تنزل کا۔
	اس بات کا جواب کہ اسم ذات کے ساتھ شغل کب تک ہوتا ہے۔ اور اس سے کتنی مقدار میں حجاب دور ہوتے ہیں۔ اور نفی و اثبات کس حد تک ہیں اور اس کلمہ سے کتنی مقدار میں حجاب دور ہوتے ہیں۔	۶۳	یہ بھی چاہیے کہ مثلاً طریقہ قادر یہ اور نقشبندیہ میں خلط ملط نہ ہو۔
۷۱	مکتوب نمبر ۲۲۳		مکتوب نمبر ۲۳۹
	طریقہ نقشبندیہ اختیار کرنے کی ترغیب میں اور اس بیان میں فنا کے بغیر اخلاص میسر نہیں آتا۔ اس بلند طریقہ کے اکابر کی عادات کا بیان		ان استفسارات کے جواب میں جو مکتوب الیہ نے کیے تھے احوال سے مقصود محول احوال، خدا تعالیٰ کے ساتھ گرفتاری ہے۔
	ماسوا اللہ کے نقوش ان اکابر کے باطن سے اس طرح زائل ہو جاتے ہیں کہ اگر ہزار سال بھی تکلف کے ساتھ حاضر کرنا چاہیں تو حاضر نہیں ہوتے۔ ان اکابر کے لئے تجلی ذاتی دائمی ہے۔		مخلص لوگوں کی لغزشیں معاف ہیں۔ جو بھی مقبول ہوتا ہے بلا علت اور بلا علت ہی ہوتا ہے۔ ہر کام میں استخارہ کرنا مسنون ہے اور استخاروں کی تعداد اور ان کے نتیجہ کا بیان۔
۷۲	مکتوب نمبر ۲۲۴		اسی قبیلہ سے ہیں وہ امدادیں جو روحانیت اکابر سے افعال اجسام کی طرح ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا۔
	اس خط کے جواب میں جو مکتوب الیہ نے اپنی خرابی احوال کے بارے میں تحریر کیا تھا۔	۶۷	مکتوب نمبر ۲۴۰
۷۵	مکتوب نمبر ۲۲۵		اس راہ کی بے نہایتی اور کلمہ طیبہ کے بعض فوائد کے بیان میں
	ان استفسارات کے جواب میں، جو مکتوب الیہ نے کیے تھے		جو کچھ دیدہ دانش میں آئے نفی کرنے کے قابل ہے دوسری نصیحت یہ ہے کہ شریعت پر استقامت ہو اور اپنے احوال کو اصول شرعیہ کے ساتھ مطابق لکھا جائے
	ذکر اللسان لقلقہ و ذکر القلب و سوسہ و ذکر الروح شرک و ذکر السر کفر		مکتوب نمبر ۲۴۱
	حضرت امام غزالی بوعلی سینا کی تکفیر کے قائل ہیں۔	۶۹	بعض دوستوں کی ترقی کے بیان میں
۷۸	مکتوب نمبر ۲۲۶		مکتوب نمبر ۲۴۲
	اس مقام کے حصول کے بیان میں جس کا میر نعمان	۷۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	تعمیم کے بیان میں۔ اور ان کی باہمی لڑائیوں کی صحیح توجیہات کے بیان میں۔	۸۰	امیدوار اور منتظر تھا مکتوب نمبر ۲۴۷
	حضرت شیخین انبیاء سابقین کے درمیان حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور ذوالنورین حضرت نوح کے ساتھ اور حضرت علی حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔	۸۲	اس بیان میں کہ حق تعالیٰ کے وجود پر دلیل بھی خود اس کا اپنا وجود ہے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم لا بل عرفت فسخ العزائم بربی مکتوب نمبر ۲۴۸
	خلفاء اربعہ کے تعینات کے مبادی صفت العلم ہے۔ اور یہ صفت حضرت محمد حضرت ابراہیم، حضرت نوح علیہم السلام کا رب ہے۔	۸۶	اس بیان میں کہ انبیاء کی متابعت کرنے والے کا ملین کو انبیاء کے تمام کمالات سے حصہ ملتا ہے۔ اور کوئی ولی کسی نبی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اس بات کی تحقیق کہ تجلی ذاتی جو آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ کس معنی سے ہے۔ مکتوب نمبر ۲۴۹
	حضرات شیخین نبوت کے بوجھ کے حامل ہیں اور حضرت علی ولایت کے بوجھ کے اور حضرت ذوالنورین دونوں طرف کے بوجھ کے حامل ہیں۔	۸۷	سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کے بیان میں مکتوب نمبر ۲۵۰
	اس وجہ کے بیان میں کہ حضور علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی متابعت کا حکم کیوں دیا گیا اکثر سلاسل صوفیہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف منسوب ہونے کی وجہ۔	۸۷	استفسارات کے جواب میں نسبت اگرچہ جہالت اور حیرت تک لی جاتی ہے۔ لیکن اچھی ہے ازاد و راحلہ کی موجودگی میں اس زمانہ میں حج کے لئے جانا فرض ہے یا نہیں؟ اور اس کا جواب
	حضرات شیخین کے ان کمالات کا بیان جو کمالات نبوت کے مشابہ ہیں۔	۸۹	مکتوب نمبر ۲۵۱
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک دروازہ جنت پر ثبت ہے۔		خلفائے راشدین کے فضائل اور حضرات شیخ اور مسائل اور حضرت امیر کے بعض خصائص اور تمام صحابہ کرام کی تجویز سے ہوگا۔
	جنت میں داخلہ حضرات شیخین کی رائے اور		حضرت مہدی موعود بھی نسبت نقشبندیہ پر ہوں گے۔ اور اس نسبت کی تکمیل کریں گے۔ مقام اقطاب،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۹	مکتوب نمبر ۲۵۵ روشن سنت کے زندہ کرنے کے بیان میں حضرت امام مہدی مدینہ کے ایک عالم کے قتل کا حکم صادر فرمائیں گے۔ جو آپ کے بارے میں زبان طعن دراز کرے گا۔		ابدال اور اولاد کی تربیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد کے سپرد کی گئی ہے۔ قطب الاقطاب کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کے نیچے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی اور شان کا بیان۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے خطا پر تھے۔ کسی بھی صحابی کو گالی دینے والے کا حکم لفظ جور کی تاویل جو بعض فقہاء سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق واقع ہوا ہے۔ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔
۱۱۰	مکتوب نمبر ۲۵۶ قطب، قطب الاقطاب، غوث اور خلیفہ کے معنی کا بیان ، اور اس حدیث کی تحقیق۔ لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح صاحب فتوحات مکہ فرماتے ہیں۔ ما من قرية مومنة او كافرة الا وفيها قطب عارف کا معاملہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے کہ آنکھ جھپکنے میں تمام گذشتہ کمالات حاصل کر لیتا ہے اور فقیر کے نزدیک ایک لمحہ میں سابقہ کمالات سے زیادہ کمالات حاصل کر لیتا ہے۔ فرعون مردود کے ہاتھ سے قتل ہو نیوالے تمام بچوں کی استعداد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل کر دی گئی اور اس کے راز کا بیان۔ مرید بھی پیروں کے کمالات کا ذریعہ بنتے ہیں وفات کے بعد ولایت کے سلب ہو جانے کا بیان جیسا کہ نجات میں مذکور ہے مگر چار اشخاص سے مستورات کی بیعت کا حکم اور نحوست ایام کا بیان۔ اور الایام ایام اللہ اللہ کی تحقیق	۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۷	مکتوب نمبر ۲۵۲ استفسارات کے جواب میں مکتوب نمبر ۲۵۳ سوالات کے جواب اور اس راہ کی بے نہایتی کے بیان میں شیخ ادریس کے اس قول کے جواب کہ میں اگر جانب زمین کی طرف دیکھتا ہوں تو زمین مجھے نظر نہیں آتی۔ اور اسی طرح آسمان، عرش اور کرسی الٰہی ہو کو بھی نہیں پاتا۔ اور اسلام، رضا اور اطمینان کے مقام کا بیان، نیز ایک سالک کے قول کے بیان کہ میں تیس سال روح کی پرستش کرتا رہا مکتوب نمبر ۲۵۴ رسالہ مبداء و معاد کی عبارت کے متعلق بعض سوالات کا جواب
۱۱۷	مکتوب نمبر ۲۵۷		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	خام صوفی اور بے مقصد عالم فرائض تو ضائع کرتے ہیں اور نوافل کو رواج دینے میں کوشش کرتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا ادا کرنا ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔	۱۱۹	طریقے کا بطریقہ اجمال بیان۔ مکتوب نمبر ۲۵۸ حق تعالیٰ کی اقرابت کے بیان میں۔
	اگرچہ تمام فرائض قرب اصلی عطا کرتے ہیں۔ لیکن ان سب میں افضل نماز ہے۔ فضائل نماز اور عالم خلق کی عالم امر کی فضیلت کا بیان۔ جس عارف کو بھی عالم امر سے مناسبت زیادہ ہوگی اس کا قدم کمالات ولایت میں زیادہ آگے بڑھا ہوگا۔ اور جسے عالم خلق سے مناسبت زیادہ ہوگی۔ اس کا قدم کمالات نبوت میں آگے ہوگا۔ شرح صدر حاصل ہونے کے بعد نفس مطمئنہ کے کمالات کا بیان	۱۲۰	مکتوب نمبر ۲۵۹ ارسائل رسل کرام اور پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والے کے خصوصی حکم اور زمانہ فترت کے مشرکین اور دارالحرب میں اطفال مشرکین کا بیان اور سرزمین ہندوستان میں بعثت انبیاء اور دیگر تحقیقات کا بیان۔ پہاڑ کی چوٹی میں عمر گزارنے والے اس شخص کے بارے میں جس کو دعوت انبیاء نہ پہنچی ہو۔ ماترید یہ اور اشاعرہ اور صاحب فتوحات اور خاص حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مذہب کا بیان
	نبوت کے کمالات طبقہ صحابہ میں زیادہ پائے جاتے تھے۔ اور تابعین اور تبع تابعین میں قلیل مقدار میں۔ ان کے بعد کمالات نبوت روپوش ہو گئے، اور ایک ہزار سال گزرنے کے بعد یہ دولت از سر نو تازہ ہوئی۔ ان علوم کا بیان جو کمالات نبوت سے مناسبت رکھتے ہیں اور ان علوم کا بیان جو کمالات ولایت کے مناسب ہیں۔ اس بلند طریقہ نقشبندیہ کا بیج بخارا شریف اور سمرقند سے لایا گیا۔ اور سرزمین ہندوستان میں بیٹرب و بطحا کی خاک سے لاکر بویا گیا۔ اس راہ میں چلنا ان ان صفات والے شیخ	۱۲۸	مکتوب نمبر ۲۶۰ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے طریقہ کے بیان میں جس کے ساتھ آپ ممتاز ہیں اور ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کے بیان میں اور نبوت کی ولایت پر افضلیت اور لطائف عشرہ انسانی اور عالم خلق کے عالم امر پر افضلیت کے بیان میں۔ اور عنصر خاک کے کمالات اور ہر مقام کے مناسب علوم غریبہ کے بیان میں فہو سبحانہ وراء الوراہ ثم وراء الوراہ۔ اس مقام میں ایک سالک نے کہا ہے کہ میں تیس سال روح کو خدا تصور کر کے اس کی پرستش کرتا رہا۔ تو اس قول کا کچھ معنی نہیں کہ اولیاء کی ابتداء انبیاء کی نہایت ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۱	اس بیان میں کہ ہمارا ارتباط حسی ہے اور ہماری نسبت انعکاسی، اس میں قرب و بعد سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مکتوب نمبر ۲۶۳ نماز کے فضائل اور ان معارف کے بیان میں جو کعبہ ربانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقائق الہی سے مراد اس کی عظمت و کبریائی کے پردے ہیں، اور حقائق الہی کا کچھ حصہ آخرت کے حصے سے کچھ نصیب ہوتا ہے۔		مقتدا کی محبت و عقیدت کے ساتھ مربوط ہے۔ اس طریقہ نقشبندیہ میں زندے مردے بچے، بوڑھے، جوان اور ادھیڑ عمر والے سب برابر ہیں۔ اس سلسلے کا نور ہدایت اس کے مریدین میں بے واسطہ اور بالواسطہ اور کئی واسطوں سے اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک اس مخصوص طریقہ میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔ احکام اجتہاد یہ امور محدثہ نہیں ہیں۔ بلکہ دین کے اصول میں سے ہیں۔
۱۷۵	مکتوب نمبر ۲۶۴ اس بیان میں کہ اپنے معاملے کو حیرت اور جہالت تک لے جانا چاہیے۔ اور بعض مشائخ سے ایک واقع کا بیان اور اس کی تعبیر۔		وہ قطب ارشاد جو کمالات فردیت کا بھی جامع ہونہایت ہی نادر الوجود ہے۔ زمانہائے دراز گزرنے کے بعد ایسا موتی ظہور فرماتا ہے اور ایمان اور رشد و معرفت اس کے راستہ سے آتی ہے۔
۱۷۷	مکتوب نمبر ۲۶۵ اس بیان میں کہ عزلت اور خلوت نشینی کی صورت میں مسلمانوں کے حقوق پامال نہیں ہونے چاہئیں۔ اور حقوق کا بیان۔ دعا کی قبولیت کی شرائط۔ خلوت اغیار سے چاہیے نہ کہ دوستوں سے۔ خلوت نشینی کے لئے نیت درست ہونی چاہیے اور جمعیت باطن کو اپنا مقصود قرار دینا چاہیے۔	۱۶۳	اس بات کی تفصیل کہ کون اس سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اور کون اس کے فیض سے محروم رہتا ہے۔ مکتوب نمبر ۲۶۱ فضائل نماز اور اس کے ضمن میں اس کے کمالات مخصوصہ کے بیان میں۔ یہ وہ کمال ہے جو ہزار برس کے بعد ضمن وجود میں تشریف لایا ہے۔ اور وہ آخر ہے۔ جو اولیت کے رنگ میں برآمد ہوا ہے۔
۱۸۱	مکتوب نمبر ۲۶۶ آراء سے اہل سنت کے موافق بعض عقائد اور روفا سلفہ اور طریقہ نقشبندیہ کے کمالات کے بیان میں۔	۱۷۰	طریقت اور حقیقت شریعت کی خادم ہیں اور نبوت ولایت سے بہر حال افضل ہے اگرچہ اس نبی کی ولایت ہی ہو۔ مکتوب نمبر ۲۶۲

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	<p>عقیدہ (۷) اللہ تعالیٰ قدیم اور ازلی ہے اور اس کے غیر کو قدم اور ازلیت حاصل نہیں اور شیخ ابن العربی ارواح کا ملین کے قدم کا قائل ہے۔</p> <p>عقیدہ (۸) اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے۔ شائبہ ایجاب و بے بسی سے منزہ ہے۔ اور فلاسفہ کے مذہب کا رد۔</p> <p>حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت افلاطون کا قول۔</p> <p>شیخ محی الدین ابن العربی کی عبارات ایجاب کو ظاہر کرتی ہیں۔</p> <p>شیخ محی الدین ابن عربی کے متعلق حضرت امام ربانی قدس سرہ کا عقیدہ</p> <p>عقیدہ (۹) تمام ممکنات، جو اہر ہوں یا اعراض عقول ہوں یا نفوس، افلاک ہوں یا عناصر سب قادر مختار ذات کی ایجاد سے عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ اور اپنے وجود اور بقاء میں اس ذات سبحانہ کے محتاج ہیں۔</p> <p>انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات اسباب کی رعایت فرماتے ہیں اور ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں</p> <p>اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں جس طرح کہ ناقص لوگوں کا گمان ہے۔</p> <p>عقیدہ (۱۰) اللہ تعالیٰ خیر و شر دونوں کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور دونوں کا خالق ہے۔</p> <p>لیکن خیر سے راضی اور شر سے راضی نہیں۔ اور معتزلہ کے مذہب کا بیان اور کسب اور خلق کے درمیان فرق ایک معین وقت تک کے اعمال پر ہمیشہ کی جزا بالکل موافق و مطابق جزا ہے۔ اور اسکی وجہ کا بیان۔</p>		<p>اس فقیر نے اس طریقہ میں الف و با اور اس راہ کے حروف تہجی کا سبق اور نہایت کے ہدایت میں درج ہونے کی دولت اور سفر در وطن حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا اور حاصل کیا۔ آپ نے تھوڑے عرصہ میں اس ناقابل کو نسبت نقشبندیہ تک پہنچا دیا۔</p> <p>عقلمندوں پر فرض اولیں عقائد کی درستی ہے</p> <p>عقیدہ (۱) اللہ تعالیٰ اپنی ذات مقدس کے ساتھ موجود ہے۔ اور تمام اشیاء اس کی ایجاد سے وجود میں آئی</p> <p>صفۃ العلم کا بیان۔</p> <p>صفۃ الکلام اور صفۃ التکوین کا بیان</p> <p>عقیدہ (۲) وہ ذات تعالیٰ کسی شے میں حلول نہیں کر سکتی اور نہ کوئی شے اس میں حلول کر سکتی ہے۔</p> <p>عقیدہ (۳) احاطہ اور قرب اور معیت حق تعالیٰ کا بیان۔ احاطہ اور قرب علمی کا قائل ہونا تشابہات کی تاویل میں داخل ہے اور ہم ان کی تاویل کے قائل نہیں۔</p> <p>اذا تم الفقر فهو الله کا معنی</p> <p>قول انا الحق سے کیا مراد ہے</p> <p>عقیدہ (۴) اس کی ذات اور صفات میں تغیر و تبدل کی کچھ گنجائش نہیں۔</p> <p>عقیدہ (۵) وہ ذات غنی مطلق ہے ذات میں بھی اور صفات میں بھی اور افعال میں بھی۔</p> <p>عقیدہ (۶) وہ ذات تعالیٰ تمام صفات نقص اور حدوث کے نشانات سے منزہ ہے۔</p> <p>صفات کی عینیت اور غیریت کا بیان اور اس مسئلہ میں تفصیل مذاہب۔</p>

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	ایک کو دوزخ میں لے جائیں گے۔ صاحب فصوص کہتا ہے۔ انجام کار سب کو اللہ کی رحمت شامل ہو جائے گی اور اس کے قول کا رد۔ عقیدہ (۱۸) ملائکہ خدا تعالیٰ کے بندے ہیں اور گناہوں سے معصوم۔ عقیدہ (۱۹) دین اس چیز سے متعلق تصدیق قلبی سے عبادت ہے جو ہدایت اور تواتر کے ساتھ پہنچی ہے۔ اس تصدیق کی علامت کفر اور کافری اور کفر کے خصائص و لوازمات سے اظہار بیزاری ہے۔ اس اظہار بیزاری کا ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ فرقہ شیعہ کا اس تبری کے معنی میں غلطی کہا جانا کوئی عقلمند اس بات کو جائز تسلیم نہیں کر سکتا کہ حضور کے صحابہ کرام حضور کے اہلیت کے دشمن ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بزرگی اور شان پائی اس کا سبب یہی تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان فرمایا۔ اور ان سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس فقیر کی نظر میں رضائے کے حصول کے لئے اس بیزاری کے برابر کوئی کام نہیں۔ حق تعالیٰ کو کفر و کافری سے ذاتی عداوت ہے۔ لہذا آخرت میں کافروں کو رحمت سے کچھ حصہ نصیب نہیں ہوگا۔ حدیث سبقت رحمتی غضبی کا معنی اس مسئلہ سے متعلق سوال و جواب ایک شخص کے حال کا بیان جو قریب المرگ تھا اور		بہشت میں داخل ہونا ایمان پر موقوف ہے۔ اور ایمان اس کا فضل ہے اور دوزخ میں جانا کفر کی وجہ سے ہوگا۔ اور کفر خواہش نفسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ عقیدہ (۱۱) آخرت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی رویت بے جہت اور بے کیف حاصل ہوگی مسئلہ رویت، میں شیخ محی الدین ابن العربی کا مذہب۔ عقیدہ (۱۲) بعثت انبیاء اہل جہاں کے لئے رحمت ہے۔ اس مسئلہ سے متعلق سوال و جواب اور بعثت انبیاء کے فوائد کا بیان۔ عقول انسانی احکام شرعیہ کی شناخت اور اشیاء کے حسن و قبح کے دریافت کرنے میں تصفیہ اور تزکیہ کے باوجود کافی نہیں ہیں۔ مخد اور بے دین لوگوں کا رد جو تکلیفات شرعیہ کے منکر ہیں۔ ان پر معترض ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے لئے اجتہاد کو جائز قرار دینا اور اس میں خطا اجتہادی پر قائم رہے۔ اور بغیر خطا اجتہادی کو جائز رکھنا۔ عقیدہ (۱۳-۱۴) کافروں اور کچھ نافرمان مومنوں کے لئے عذاب قبر حق ہے اور قبر میں منکر و نکیر کا سوال کرنا بھی برحق ہے۔ عقیدہ (۱۵) قیامت کا اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ آنا برحق ہے۔ عقیدہ (۱۶) حساب، میزان اور پل صراط حق ہے۔ عقیدہ (۱۷) بہشت اور دوزخ اس وقت موجود ہیں۔ قیامت کے روز محاسبہ کے بعد ایک گروہ کو بہشت میں اور

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	<p>پہلے حضرت عثمان ہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہما۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول من علامات السنة تفضیل الشیخین محبۃ الختین کی مراد کا بیان اس مذکورہ ترتیب سے افضلیت کے منکر کا حکم۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جو تکلیف خلفائے راشدین کی بے ادبی کے ذریعہ پہنچتی ہے وہ اسی طرح کی ہے جو آپ کو حضرت امام حسن و امام حسین کی بے ادبی کے ذریعہ پہنچتی ہے۔ یہاں افضلیت سے مراد خدا تعالیٰ کے ہاں کثرت ثواب کے اعتبار سے ہے۔ نہ کہ فضائل و مناقب کے ظہور کی کثرت کے معنی سے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے فضائل کے متعلق روایات جس قدر حضرت علی کے متعلق آئی ہیں، کسی صحابی کے متعلق نہیں آئیں۔ وہ شخص احمق ہے جو تمام خلفائے راشدین کو مرتبے میں برابر جانے۔ صاحب فتوحات مکیہ کے اس قول کی مراد کا بیان کہ خلفائے راشدین کی ترتیب خلافت کا سبب ان کی عمریں تھیں۔ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام میں جو جھگڑے واقع ہوئے وہ خلافت میں نزاع کے باعث نہیں تھے بلکہ خطا اجتہادی کی بنا پر تھے۔ ہماری حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والوں سے کوئی آشنائی نہیں بلکہ یہ وہ مقام ہے جہاں ہم کو رنج محسوس ہوتا ہے لیکن چونکہ جنگ کرنے والے بھی</p>		<p>حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اس کے حال پر توجہ۔ ان مسلمانوں کی نماز جنازہ کا جواز جو ایمان کے باوجود اہل کفر کی رسوم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ فقیر کے نزدیک دوزخ کا عذاب چاہے، کچھ وقت کے لئے ہو چاہے ہمیشہ کے لیے کفر اور صفات کفر اور اہل کبار کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس مسئلہ سے متعلق سوال و جواب اور مسلمان کو عمدہ قتل کرنے والے کا حکم ایمان کے زیادہ اور کم ہونے کی تحقیق، اور مسلمان عمدہ قتل کرنے والے کا حکم۔ ایمان کے زیادہ اور کم ہونے کی تحقیق اور اس مسئلہ میں مذہب علماء کی تفصیل اور اس مسئلہ میں امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان کا رد۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انا مومن ہٹا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ انا مومن ان شاء اللہ تعالیٰ فی الحقیقت ان دونوں بزرگوں میں نزاع لفظی ہے۔ عقیدہ (۲۰) اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں معجزہ اور کرامت کے درمیان فرق عقیدہ (۲۱) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں افضلیت کی ترتیب ان کی خلافت کی ترتیب سے ہے۔ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت تو اکثر علمائے اہلسنت اس پر ہیں کہ شیخین کے بعد فضیلت میں</p>

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	کہ کوئی الخ صوفیہ کے طریقوں میں سے طریقہ نقشبندیہ کو اختیار کرنا بہت اچھا اور بہتر ہے اور اس بہتری کی وجہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ کمال کو ڈانٹنا جس نے کھانا شروع کرتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ کہی تھی۔		حضور کے صحابہ ہیں الخ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر اس سے زیادہ کچھ کہنا نامناسب ہے۔ درستی عقائد کے بعد احکام فقہیہ کے سیکھنے سے بھی چارہ نہیں نیز اس علم کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ فضائل نماز سب سے اول وضو نہایت درستی اور کامل طریقہ پر کرنا چاہیے۔
	حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ علماء بخارا کو جمع کر کے امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں لے گئے تاکہ انہیں ذکر جہر سے منع کریں۔		کسی بھی مستحب امر کو معمولی خیال نہ کریں۔ اگر تمام دنیا کے مقابلہ میں ایسا فعل معلوم ہو جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اسکے مطابق عمل نصیب ہو جائے تو یہ غنیمت ہے۔
	وہ احوال و مواجید جو خلاف شرع کاموں پر مرتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج میں داخل ہیں۔ اہل استدراج کو احوال و مواجید میسر آتے ہیں۔ یونان کے حکماء اور ہندوستان برہمن اور جوگی بھی اس معنی میں شریک ہیں۔		اس کا اہتمام ہونا چاہیے کہ کوئی بھی فرض نماز بے جماعت ادا نہ ہو بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اول بھی فوت نہیں ہونی چاہیے۔ رکوع اور سجدہ میں اطمینان کو ملحوظ رکھنا یا فرض ہے یا واجب، اور قومہ میں سیدھا کھڑا ہونے کی شکل میں طمہانیت کی ادائیگی جو فرض یا واجب یا سنت ہے۔ اور اسی طرح جلسہ میں۔
	صدق احوال کی علامت یہ ہے کہ ایک تو وہ علوم شرعیہ کے موافق ہوں۔ دوسرے صاحب احوال امور محمدیہ کے ارتکاب سے بچتا ہو۔		نماز میں بندہ نظر کہاں رکھے اور اس کے فوائد کا بیان ان دو اعتقادی اور عملی پڑوں کو حاصل کرنے کے بعد طریقہ صوفیہ میں سلوک اختیار کرے۔ کسی زائد چیز کو حاصل کرنے کے لئے نہیں، بلکہ اس یقین کو حاصل کرنے کے لئے جو تشکیک مشکک سے زائل نہ ہو۔
	اس بات کو جان لیں کہ سماع اور رقص فی الحقیقت لہو و لعب میں داخل ہیں۔		طریقہ صوفیہ میں سلوک سے مقصود یہ نہیں کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ کیا جائے۔ کیونکہ لہو و لعب میں داخل ہے حسی صورتوں اور انوار کے مشاہدہ میں کیا نقصان ہے
	اس امر کا بیان کہ خدا تعالیٰ کے ارشاد ومن الناس من یشتري لہو الحدیث سے مراد صحابہ کرام تابعین عظام اور فقہائے ذوالاحترام کی نقل کے مطابق گانا بجانا ہے۔		
	حل و حرمت کے بارہ میں صوفیہ کا عمل حجت نہیں۔ اس مقام پر امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	<p>کے باعث کہا ہے۔ الولاية افضل من النبوة اور ایک دوسری جماعت نے اس کی توجیہ یوں کی ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے ان دونوں گروہوں نے حقیقت نبوت سے ناواقفیت کی بنا پر غائب پر حکم لگایا ہے۔</p> <p>صحو کو سکر پر ترجیح بخلاف بعض مشائخ کے کفر اور جہل مقام ولایت کے مناسب ہے اور اسلام و معرفت مرتبہ نبوت سے مناسبت رکھتا ہے۔</p> <p>منصور ملانج کا قول کفرت بدین اللہ والکفر واجب الخ سوال و جواب</p> <p>انبیاء کرام نے یہ تمام بزرگی اور بلندی شان جو پائی ہے راہ نبوت سے پائی ہے نہ راہ ولایت سے۔ تمت بالخیر۔</p> <p>وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔</p>	۲۵۲	<p>ورکار ہے۔ نہ کہ ابو بکر شبلی اور ابو الحسن نورزی کا عمل۔ اس وقت کے خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو یہاں بنا کر قص و سرود کو دین و ملت کو قرار دے لیا ہے۔</p> <p>مکتوب نمبر ۲۶۷</p> <p>اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جن اسرار و وقایق کے ساتھ حضرت امام ربانی قدس سرہ کو نوازا ہے اس کا تھوڑا سا حصہ بھی ظاہر نہیں کیا جاسکتا، بلکہ رمز و اشارہ سے بھی اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اور یہ اسرار و معارف سینہ نبوت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اور بلند شان والے ملائکہ بھی اس دولت میں شریک ہیں۔</p> <p>ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا ﷺ سے دو قسم کے علم حاصل کیے الخ طریقت کی برکات اس وقت تک فائض ہوتی رہتی ہیں۔ جب تک اس میں کوئی بدعت پیدا نہ ہو۔</p> <p>مکتوب نمبر ۲۶۸</p> <p>اس بیان میں کہ وہ علم جو وراثت انبیاء ہے کون سا ہے۔ اور حدیث علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل میں علماء سے کون سے علماء مراد ہیں۔ اور اس بیان میں کہ علم اسرار جو وراثت کے طور پر ابھی باقی ہے وہ ان اسرار کے علاوہ جن کو اولیاء امت نے بیان کیا ہے۔</p> <p>عالم وارث وہ ہے جسے دونوں قسم کے علوم سے حصہ ملا ہو۔ نہ کہ وہ عالم جس کو ایک نوع سے تو حصہ ملا ہو مگر دوسری نوع سے نہ ملا ہو۔</p> <p>ایک جماعت نے کمالات نبوت تک نارسائی</p>
		۲۵۳	

دوسوا کیسواں مکتوب ﴿ ۲۲۱ ﴾

سید حسین مانک پوری کی طرف صادر فرمایا..... طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے خصائص و کمالات کے بیان میں یعنی اس طریقہ کی افضلیت اور دوسروں کی انتہا اس کی ابتدا میں درج ہونے اور اس طریق کی انتہا کے بیان میں، اور سفر در وطن، خلوت در انجمن اور سلوک پر جذبہ کے مقدم ہونے اور عالم امر سے سیر کی ابتدا ہونے کے بیان میں، اور یہ کہ یہ طریقہ موصل (وصول الی اللہ) کے طریقوں میں سب سے قریب ترین ہے اور اس طریقہ کی ابتدا میں حلاوت و وجدان ہے اور انتہا میں بے مزگی اور فقدان ہے جو نامیدی کے لوازمات سے ہے۔ اور ایسے ہی طریقہ کی ابتدا میں قرب و شہود ہے۔ اور انتہا میں بُعد و حرمان (نیز) اس طریقہ عالیہ کے اکابرین نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم قرار دیا ہے۔ اور اس طریقہ میں پیری و مریدی طریقت کی تعلیم و تعلم (یکھنے سکھانے) سے ہے نہ کہ کلاہ و شجرہ سے، اور اس طریق میں نفس امارہ کے ساتھ ریاضات اور مجاہدات احکام شرعیہ کو بجالانا اور سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی متابعت کو لازم کرنا ہے۔ اور اس طریق میں طالب کا سلوک شیخ مقتدا کے تصرف پر منحصر ہے۔ اور اس سلسلہ کے بزرگ جس طرح نسبت عطا کرنے میں کامل طاقت رکھتے ہیں اسی طرح اس نسبت کو سلب کرنے میں بھی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اور اس طریق میں زیادہ فائدہ اور استفادہ سکوت میں ہے اور سکوت اس طریق کے لوازم میں سے ہے، اور اس کے مناسب بیان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَالِیْهِ الطَّاهِرِیْنَ وَعَلٰیہِمْ اَجْمَعِیْنَ ☆ (سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور صلوٰۃ و سلام ہو حضرت سید المرسلین اور آپ کی تمام پاک اولاد پر)..... میرے عزیز بھائی سیادت پناہ میر سید حسین نے دور پڑے ہوؤں کو فراموش نہ کیا ہوگا، اور اس طریقہ عالیہ کے آداب کی رعایت کو جو مشائخ کرام کے تمام طریقوں سے بعض وجوہ کی بنا پر ممتاز ہے ہاتھ سے نہ چھوڑا ہوگا (اور اس پر کار بند ہوں گے) کیونکہ آپ کو ملاقات کی فرصت بہت کم حاصل ہوتی ہے، اس حقیقت کا لحاظ رکھتے ہوئے (یہ فقیر) اس طریقہ عالیہ کے بعض کمالات و خصوصیات کو علوم بلند اور معارف ارجمند کے ضمن میں تحریر کرتا ہے۔ اگرچہ (یہ درویش) جانتا ہے کہ اس قسم کے علوم و معارف کا سمجھنا بالفعل سننے والوں کے اذہان سے بعید ہے لیکن ایسے معارف کا اظہار دو وجہ سے (ضروری) ہے..... ایک یہ کہ سننے والا (یعنی سید حسین مانک پوری) ان علوم کی استعداد رکھتا ہے، اگرچہ بالفعل (فوری طور پر) وہ دور از کار معلوم ہوتے ہیں..... دوم یہ کہ اگرچہ ظاہری طور پر مخاطب معین (مخصوص) ہے، لیکن حقیقت میں ہر وہ شخص مخاطب ہے جو اس معاملہ کا راز دار ہے "السَّیْفُ لِلضَّارِبِ" (تلوار صاحب استعمال کے لئے زیبا ہے) مثل مشہور ہے۔

اے بھائی! اس روشن طریقہ کے حلقہ کے سردار حضرت صدیق اکبر ﷺ ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے بعد بالتحقیق تمام بنی آدم سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے یہ طریقہ اکابر کی عبارتوں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت دوسری تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضور و آگاہی ہے بعینہ

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تہا حصہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت اور حضور ہے جو تمام آگاہیوں پر برتری رکھتی ہے اور اس طریق میں (دوسروں کی) نہایت اس کی ابتدا میں مندرج ہے۔ (جیسا کہ) حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں: ”ما نہایت را در بدایت درج می کنیم“ (ہم انتہا کو ابتدا میں درج کرتے ہیں) مصرع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مری بہار کا اندازہ گلستان سے کر

اگر کوئی پوچھے کہ جب دوسروں کی انتہا ان کی ابتدا میں مندرج ہے تو ان کی انتہا کیا ہوگی، اور اسی طرح جب دوسروں کی انتہا یقیناً حق سبحانہ و تعالیٰ کا وصول ہے تو پھر ان کو حق سے آگے کہاں کی سیر میسر ہوگی۔ لَيْسَ وَرَاءَ الْعَبَّادَانِ قَرْيَةٌ (جزیرہ عبادان کے بعد کوئی آبادی نہیں ہے) مثل مشہور ہے..... ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس طریقہ عالیہ کی نہایت اگر میسر ہو جائے تو وہ وصلِ عریاں (واضح مشاہدہ) ہے کہ اس کے حاصل ہونے کی علامت مطلوب کے حصول کی یاس کا حاصل ہونا ہے۔ فَافْهَمْ فَإِنَّ كَلَامَنَا إِشَارَةٌ لَا يُدْرِكُهَا إِلَّا الْأَقْلُ مِنْ الْخَوَاصِّ بَلْ مِنْ أَخَصِّ الْخَوَاصِّ (لہذا اس سے سمجھ لیں کہ ہمارے کلام میں وہ اشارے ہیں جن کو خواص بلکہ اخص الخواص میں سے بھی بہت کم سمجھنے والے ہیں)..... اس دولت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی علامت کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اس گروہ میں سے ایک جماعت نے وصلِ عریاں کا دعویٰ کیا ہے اور دوسری جماعت مطلوب کے حصول کی ناامیدی کی قائل ہو گئی ہے۔ لیکن اگر ان دونوں دولتوں کو ان پر پیش کر دیا جائے۔ تو نزدیک ہے کہ اجتماعِ ضدین خیال کریں اور ان کو محالات (ناممکنات) کی قسم سے جانیں..... ایک گروہ جو وصل کا دعویٰ ہے اور یاس (ناامیدی) کو حرمان (محرومی) جانتا ہے، اور وہ جماعت جو یاس کی مدعی ہے وہ وصل کو عین فصل (جدائی) خیال کرتی ہے، یہ سب کچھ اس بلند منزل تک نارسائی کی علامت ہے۔..... خلاصہ یہ کہ اس عالی مقام کا ایک پر تو ان کے باطن پر چمکا ہے۔ جس کو ایک گروہ نے وصل خیال کر لیا ہے اور دوسرا گروہ اس کو یاس سمجھتا ہے اور یہ فرق ایک دوسرے کی استعداد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک گروہ کی استعداد کے مناسب وصل ہے اور دوسرے کی استعداد کے موافق یاس ہے..... اس حقیر کے نزدیک وصل کی استعداد سے یاس کی استعداد زیادہ بہتر ہے۔ اگرچہ اس مقام پر وصل اور یاس ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں..... اس جواب سے دوسرے اعتراض کا جواب بھی روشن ہو گیا کہ وصل مطلق اور چیز ہے اور وصلِ عریاں اور شہتان مَابَيْنَهُمَا (ان دونوں میں بڑا فرق ہے)..... وصلِ عریاں سے ہماری مراد یہ ہے کہ تمام حجابات اٹھ جائیں اور تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ اور چونکہ مختلف قسم کی تجلیات اور طرح طرح کے ظہورات بہت بڑے اور قوی حجابات ہیں اس لئے ان سب تجلیات اور ظہورات سے گذر جانا اور آگے بڑھنا ضروری ہے۔ خواہ یہ تجلی و ظہور امکانی آئینوں میں ہوں یا مظاہر و جوہیہ میں کیونکہ یہ دونوں نفس حجابات حاصل ہونے میں برابر ہیں اور اگر کچھ فرق ہے تو صرف شرافت و رتبہ کا ہے اور وہ طالب کی نظر سے خارج ہے۔

اگر پوچھیں کہ اس بیان سے یہ بات لازم آتی ہے کہ تجلیات کی نہایت ہے۔ حالانکہ مشائخ طریقت نے تصریح کی ہے کہ تجلیات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تجلیات کا بے نہایت ہونا اس لحاظ سے ہے کہ اسماء و صفات میں تفصیل سے سیر واقع ہو (لیکن) اس تقدیر پر حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کا وصول میسر نہیں ہے اور نہ ہی وصلِ عریاں حاصل ہے، بلکہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کا وصول، اجمال کے طریقے پر اسماء و صفات کے طے کرنے پر منحصر ہے، اس وجہ سے تجلیات کی نہایت ہوگی۔

اور اگر کہا جائے کہ تجلیات ذات کو بھی بے نہایت کہا گیا ہے جیسا کہ حضرت مولوی جامی قدس سرہ نے شرح لمعات میں اس کی تصریح کی ہے تو تجلیات کو محدود کرنا کس وجہ سے درست ہے؟ تو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ وہ تجلیات ذاتیہ بھی شیون و اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر ممکن نہیں ہیں۔ اور ہم جو کچھ بیان کر رہے ہیں۔ وہ ایک ایسا امر ہے جو تجلیات صفاتی سے ماوراء ہے خواہ وہ تجلیات ذاتی ہوں یا صفاتی۔ کیونکہ اس مقام میں تجلی کا اطلاق جائز نہیں ہوگا۔ خواہ کوئی تجلی ہو، اس لئے کہ تجلی سے شے کا ظہور مراد ہے جو دوسرے یا تیسرے یا چوتھے مرتبہ میں ہو جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے (مشاہدہ کرائے) اور یہاں پر تمام مراتب ساقط ہو گئے اور تمام مسافت طے ہو چکی۔

اگر یہ پوچھا جائے کہ ان تجلیات کو تجلیات ذاتی کس اعتبار سے کہا جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ تجلیات (اصول ذات میں) معانی زائدہ (تجلیات ذاتی کے علاوہ) کے ملاحظہ سے ہیں تو وہ تجلیات صفات ہیں اور اگر غیر زائدہ معانی کے ملاحظہ سے ہیں تو وہ تجلیات ذات ہیں، لہذا وحدت کا ظہور جو تعین اول ہے اور حق تعالیٰ کی ذات پر زائد نہیں ہے اس لئے بزرگوں نے اس کو تجلی ذات کہا ہے اور ہمارا مطلب حضرت ذات تعالیٰ و تقدس ہے جہاں معانی کے ملاحظہ کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ خواہ وہ معانی زائد ہوں یا غیر زائد۔ کیونکہ تمام معانی بطریق اجمال طے ہو کر حضرت ذات تعالیٰ و تقدس تک وصول میسر ہوا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ وصل اس مقام پر مطلب کے رنگ میں بے چون و بے چگون ہے، اور وہ اتصال جس کو عقل و فہم سمجھ سکے بحث سے خارج ہے اور اس جناب قدس کے شایاں نہیں ہے کیونکہ چون کو بے چون کی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔ لَا يَحْمِلُ عَطَايَا الْمَلِكِ إِلَّا مَطَايَاہُ (بادشاہ کے عطیات کو اس کی سواریاں ہی اٹھا سکتی ہیں)

اتصال بے تکلیف بے قیاس ہست رب الناس را با جانِ ناس

(اتصال بے کیف و بے قیاس ہے رب الناس کا با جانِ ناس)

اس طریقہ عالیہ کے مشائخ میں سے کسی نے بھی اپنے طریقے کی انتہا کی خبر نہیں دی بلکہ اپنے طریقے کے ابتدا کی نسبت کہا ہے کہ نہایت کا بھی اسی میں اندراج ہے۔ جب ان کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا ملی ہوئی ہے تو ان کی انتہا کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی ابتدا کے مناسب ہو۔ اور یہ وہی چیز ہے جس کا اظہار کر کے اس فقیر نے (حق تعالیٰ کی عنایت سے) امتیاز حاصل کیا ہے۔

اگر بادشاہ بر در پیر زن تو اے خواجہ سبقت مکن

(اگر بادشہ آئے بڑھیا کے گھر تو اے خواجہ ہر گز تعجب نہ کر)

لِلّٰهِ سُبْحٰنُهُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ عَلٰی ذٰلِكَ (اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے) اے بھائی! اس نہایت (انتہا) کے واصل حضرات اس طریقے میں اور دوسرے طریقوں میں بہت ہی کم ہیں۔ اگر ایسے حضرات کی تعداد کو شمار کیا جائے تو ممکن ہے کہ جو نزدیک ہیں وہ دوری اختیار کر لیں اور جو دور ہیں ان کے انکار سے تو کوئی تعجب ہی نہیں۔ یہ سب کچھ اس کے حبیب علیہ وآلہ الصلوٰت والتسلیمات اتمہا واکملہا کے صدقہ میں نہایت النہایت تک کمال کے وصول کی وجہ سے ہے..... اور اس طریقہ عالیہ کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت ”سفر در وطن“ ہے کہ جس سے مراد سیر انفسی ہے۔ اگرچہ سیر انفسی تمام مشائخ کے طریقوں سے ثابت ہے، لیکن وہ سیر، سیر آفاقی کے طے کرنے کے بعد (مقام) نہایت میں حاصل ہوتی ہے، اور اس طریق (نقشبندیہ) میں ابتدا ہی اس سیر سے ہوتی ہے اور سیر آفاقی اس سیر کے ضمن میں خود بخود طے ہو جاتی ہے۔ لہذا اس سیر کا مقصد جو ابتدا میں حاصل ہوتا ہے وہ ”اندراج النہایت فی البدایت“ ہے یعنی ابتدا میں انتہا کا مندرج ہونا ہے..... اور دوسری خصوصیت ”خلوت در انجمن“ ہے جو ”سفر در وطن“ پر متفرع و مترتب ہے۔ جب ”سفر در وطن“ میسر ہو جائے تو ”خلوت در انجمن“ بھی اس کے ضمن میں میسر ہو جائے گی۔ لہذا سالک انجمن کے تفرقہ میں رہتے ہوئے بھی وطن (دل) کے خلوت خانہ میں سفر کرتا ہے۔ اور آفاق کا تفرقہ نفس کے حجرے میں راہ نہیں پاتا۔ یہ خلوت اگرچہ دوسرے طریقوں کے منتہیوں کو بھی حاصل ہے لیکن اس طریقے میں چونکہ ابتدا ہی میں یہ بات میسر ہو جاتی ہے اس لئے یہ اس طریقے کی خصوصیت ہو گئی۔

جاننا چاہیے کہ ”خلوت در انجمن“ ایسے اندازے پر ہے کہ وطن کے خلوت خانے کے دروازوں کو بند کر دیا گیا ہو اور اس کے سوراخوں کو بھی مسدود کر دیا ہو۔ یعنی انجمن کے تفرقہ میں کسی ایک چیز کی طرف بھی التفات نہ کرے اور (باطن میں) متکلم و مخاطب نہ ہو۔ نہ آنکھوں کو ڈھانپنے اور نہ حواس کو جان بوجھ کر معطل کرے کیونکہ یہ (باتیں) اس طریقے کے خلاف ہیں۔

اے بھائی! یہ سب حیلہ و تکلف ابتدا اور وسط کے درجوں میں ہے اور انتہا میں اس قسم کے حیلوں کا کچھ کام نہیں (لہذا منتہی) عین تفرقہ میں بھی (دل کی) جمعیت سے ہے اور نفس غفلت (کی انجمن) میں بھی حاضر ہے..... اس جگہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ مطلقاً منتہی کے حق میں تفرقہ اور عدم تفرقہ بہمہ وجوہ مساوی ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ تفرقہ و عدم تفرقہ اس کے باطن کے نفس جمعیت میں برابر ہیں۔ اسی طرح اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کر لیں اور ظاہر سے بھی تفرقہ کو دفع کر دیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہے..... حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیب علیہ وآلہ الصلوٰة والسلام سے فرماتا ہے۔ وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (سورہ منزل ۷۳ آیت ۸) (اپنے رب کے نام کو یاد کر اور سب سے قطع تعلق کر کے اس کی طرف متوجہ ہو جا)

جاننا چاہیے کہ بعض اوقات ظاہری تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا تا کہ مخلوق کے حقوق ادا ہو سکیں لہذا یہ ظاہری

تفرقہ بھی بعض اوقات قابل ستائش اور مستحسن ہے، لیکن باطن کا تفرقہ اوقات میں سے کسی وقت بھی جائز نہیں کہ وہ خالص حق سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ہے..... لہذا بندوں کے (اوقات میں) تین حصے حق تعالیٰ کے لئے مقرر ہوئے یعنی باطن سب کا سب اور ظاہر کا ایک نصف بھی اور ظاہر کا بقیہ نصف مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لئے باقی رہا چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں ہر وقت حق سبحانہ کے اوامر کی بجا آوری ہے اس لئے وہ نصف بھی حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف راجع ہو گیا۔ وَالْيَهُ يَرْجِعُ الْأَمْرُ كُلَّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (ہود، آیت ۱۲۳) (اور تمام کاموں کا اسی کی طرف رجوع ہے پس آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھئے اور آپ کا رب ان سب باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم کر رہے ہو)۔

اور اس طریقہ میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے اور سیر کی ابتدا عالم امر سے ہے نہ کہ عالم خلق سے، برخلاف اکثر دوسرے طریقوں کے (کہ ان کے سیر کی ابتدا عالم خلق سے ہے)..... اور اس طریق میں سلوک کی منازل جذبہ کے مراتب طے ہونے کے ضمن میں قطع ہو جاتی ہیں اور عالم خلق کی سیر عالم امر کی سیر کے تحت میسر ہو جاتی ہے، لہذا اگر اس اعتبار سے بھی کہیں کہ اس طریق میں انتہا ابتدا میں درج ہے تو کہنے کی گنجائش رکھتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ اس طریقہ کی ابتدا ہی میں انتہا کی سیر درج ہے نہ یہ کہ انتہا سے ابتدا کی سیر کے لئے نیچے آ جائیں، اور نہایت کی سیر تمام کرنے کے بعد ہدایت کی سیر اختیار کریں..... اس (مضمون) سے اس شخص کا زعم باطل ہو گیا جو کہتا ہے کہ ”اس (نقشبندیہ) طریقہ کی انتہا دوسرے تمام مشائخ کے طریقوں کی ابتدا ہے“..... اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس طریقے کے بعض مشائخ کی عبارتوں میں واقع ہے کہ ان کو اسماء و صفات کی سیر ان کی نسبت کے تمام ہونے کے بعد واقع ہوئی ہے تو یہ درست ہے کہ ان کی نہایت دوسرے طریقوں کے مشائخ کی ہدایت ہو گئی کیونکہ اسماء و صفات کی سیر تجلیات ذاتیہ کی سیر کی نسبت ابتدا میں ہے۔ تو ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ان (مشائخ نقشبندیہ) کی سیر اسماء و صفات میں تجلیات ذاتیہ کی سیر کے بعد نہیں ہے بلکہ اسی سیر کے ضمن میں وہ سیر بھی واقع ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب اسماء و صفات کی سیر بعض عوارض کے سبب سے ظہور میں آتی ہے اور تجلیات ذاتیہ کی سیر پوشیدہ ہو جاتی ہے تو یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ سیر (تجلیات ذاتیہ) کو تمام کر کے تجلیات اسمائی و صفاتی میں داخل ہو گیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہاں ولایت کے تمام مدارج میں سیر کی تکمیل کے بعد مخلوق کو حق جل و علا کی طرف دعوت دینے کے لئے عالم کی طرف رجوع واقع ہوتا ہے، اگر اس رجوع کو ان کی انتہا سمجھ کر اس کو اپنی ابتدا تصور کی ہو تو کچھ بعید نہیں..... لیکن (فقیر) کیا کہے جبکہ اس کے مشائخ ہی اسی نہایت میں رجوع رکھتے ہیں اور اسی طرح نہایت و ہدایت سے مراد ولایت کی ہدایت و نہایت ہے اور رجوع کی یہ سیر ولایت سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ دعوت و تبلیغ کے مرتبہ کا ایک حصہ ہے۔..... اور یہ طریقہ (نقشبندیہ) سب طریقوں سے قریب ترین ہے اور بے شک موصل (مقصود تک پہنچانے والا) ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں ”طریق ما اقرب طرق است“ (ہمارا طریقہ (وصول الی اللہ

میں) تمام طریقوں سے قریب ترین ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ ”میں نے حق سبحانہ و تعالیٰ سے ایسے طریقے کے لئے دعا کی جو یقیناً موصل ہو“ اور آپ کی یہ دعا قبول ہوگئی..... چنانچہ رشحات میں حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے کہ یہ طریقہ مقبول اور موصل کیوں نہ ہو جبکہ انتہا اس کی ابتدا میں مندرج ہے۔ بہت ہی بد قسمت ہے وہ شخص جو اس طریقہ میں داخل ہوا اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے نصیب رہے۔ مصرع

خورشید نہ مجرم ارکے پینا نیست

(اندھانہ دیکھ پائے تو سورج کا کیا قصور)

ہاں اگر کوئی طالب کسی ناقص (شیخ) کے ہاتھ پڑ جائے تو اس میں طریقہ کا کیا قصور ہے۔ اور طالب کا بھی کہاں قصور کیونکہ فی الحقیقت اس طریق کار ہر موصل ہے نہ کہ نفس طریق..... اور اس طریق کے ابتدا میں حلاوت و وجدان ہے اور انتہا میں بے مزگی اور فقدان (گم ہونا) جو کہ مطلوب کے حصول کی ناامیدی کے لوازمات میں سے ہے، بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ جن کی ابتدا میں بے مزگی اور فقدان ہے اور انتہا میں حلاوت و وجدان ہے..... اور اسی طرح اس طریق کی ابتدا میں قرب و شہود ہے۔ اور انتہا میں بعد و حرمان بخلاف دوسرے تمام طریقوں والے مشائخ کرام کے اس (مضمون) سے طریقوں کے فرق کو قیاس کرنا چاہیے..... اور اس طریقہ عالیہ کی بزرگی اور برتری دریافت کرنی چاہیے، کیونکہ قرب و شہود، حلاوت و وجدان، دوری و مہجوری کی خبر دیتے ہیں۔ اور بعد و حرمان، بے حلاوتی اور فقدان، نہایت قرب کی خبر دیتے ہیں، لہذا سمجھ والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اس راز کی وضاحت یا شرح میں اتنا بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کے لئے اپنے نفس سے زیادہ قریب ترین کوئی چیز نہیں ہے اور نسبت قرب، شہود و حلاوت اور وجدان اس کے اپنے حق کے نفس میں مفقود ہے اور اپنے سے غیر کی نسبت جس سے بیگانگی رکھتا ہے اس میں یہ تمام نسبتیں موجود ہیں: فَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ (پس عقلمند کے لئے ایک ہی اشارہ کافی ہے)

اور اس طریقہ عالیہ کے اکابر نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کر کے اذواق و معارف کو علوم دیدیہ کا خادم بنایا ہے اور احکام شرعیہ کے قیمتی جواہرات کو بچوں کی طرح وجد و حال کے اخروٹ و مٹھی کے عوض نہیں پسند کرتے، اور صوفیہ کے کلمات مسکریہ پر مغرور و مفتون نہیں ہوتے۔ وہ احوال جو شرعی ممنوعات اور روشن سنتوں کے خلاف اختیار کرنے سے حاصل ہوتے ہیں قبول نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اس کو پسند کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سماع و رقص کو جائز نہیں رکھتے اور ذکر جہر کو بھی قبول نہیں کرتے۔ ان کا حال دوام پر ہے اور ان کا وقت استمراری ہے، وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کے لئے برق کی مانند ہے، ان کے لئے دائمی ہے، اور وہ حضوری جس کے پیچھے غیبت ہو، ان بزرگوں کے نزدیک اعتبار سے ساقط ہے بلکہ ان کا معاملہ حضور و تجلی سے بھی بلند تر ہے۔ جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلہ نقشبندیہ کے خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم ہر

رزاق ورقاص (مکر کرنے والے اور ناپچنے والے) کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے، ان کا کام اس سے بہت بلند ہے..... اور اس طریق میں پیری و مریدی، طریقے کی تعلیم و تعلم پر موقوف ہے۔ کلاہ و شجرہ پر موقوف نہیں جو کہ اکثر مشائخ کے سلسلوں میں رسم بن گئی ہے، یہاں تک کہ ان کے متاخرین نے پیری مریدی کو صرف کلاہ و شجرہ پر منحصر کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ پیر کہلوانا پسند نہیں کرتے اور طریقت کے معلم کو مرشد کہتے ہیں، پیر نہیں جانتے، اور پیری کے آداب کی رعایت اس کے حق میں بجا نہیں لاتے، یہ بات ان کی کمال جہالت و نادانی کی وجہ سے ہے..... وہ نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے پیر تعلیم و پیر صحبت کو بھی پیر ہی کہا ہے، اور پیر کہلوانا جائز قرار دیا ہے، بلکہ پیر اول کی حین حیات ہی میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی دوسری جگہ دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ پیر اول کے انکار کے بغیر دوسرا پیر اختیار کر لے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے اس بات کے جائز ہونے کے بارے میں علمائے بخارا کے فتوے کو درست قرار دیا ہے..... ہاں اگر کسی پیر سے خرقة ارادت حاصل ہو گیا ہے تو دوسرے پیر سے خرقة ارادت حاصل نہ لے اور اگر لے تو اس کو خرقة تبرک تصور کرے۔ اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ دوسرا پیر ہرگز اختیار نہ کرے بلکہ روا ہے کہ خرقة ارادت ایک سے حاصل کرے اور طریقت کی تعلیم دوسرے سے اور صحبت تیسرے سے رکھے اور اگر یہ تینوں نعمتیں کسی ایک ہی (پیر) سے حاصل ہو جائیں تو زہے قسمت اور جائز ہے کہ متعدد مشائخ کی تعلیم اور صحبت سے استفادہ کرے۔

جاننا چاہیے کہ پیروہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرے۔ اور یہ معنی تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہیں، کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا بھی استاد ہے اور طریقت کا بھی رہنما ہے۔ بخلاف پیر خرقة کے۔ لہذا پیر تعلیم کے آداب کی رعایت کو بہت زیادہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اور پیر بننے اور کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے..... اور اس طریق میں نفس امارہ کے ساتھ ریاضات و مجاہدات کرنا احکام شرعیہ کی بجا آوری اور سنتِ سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیہ کی پیروی کا التزام کرنے میں ہے۔ کیونکہ رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے مقصود نفس امارہ کی خواہشات کو ختم کرنا ہے جو اپنے مولا جل سلطانہ کی دشمنی پر قائم ہے۔ لہذا انسانی خواہشوں کا دور کرنا احکام شرعیہ کی بجا آوری پر وابستہ ہوا، جو شخص جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر خواہشاتِ نفسانی سے دور ہوگا لہذا نفس امارہ پر شریعت کے اوامر و نواہی کی بجا آوری سے زیادہ گراں کوئی چیز نہیں، اور صاحبِ شریعت کی تقلید کے علاوہ کسی چیز میں اس (نفس امارہ) کی خرابی متصور نہیں ہے۔

(جو لوگ) وہ ریاضات و مجاہدات جو سنت کی تقلید کے علاوہ اختیار کریں وہ قابل اعتبار نہیں ہیں جیسا کہ ہندوستان کے جوگی اور برہمن اور یونان کے فلسفی اس معاملے میں شریک ہیں، اور وہ تمام ریاضتیں ان کے حق میں گمراہی کے اضافہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔ اور سوائے خسارے کے کچھ رہنمائی نہیں کرتیں..... اور اس طریق میں طالب کا سلوک اپنے شیخ پیشوا کے تصرف پر منحصر ہے۔ اس کے تصرف کے بغیر کچھ کام نہیں چلتا، کیونکہ ابتدا میں نہایت کا درج ہونا اسی کی شریف توجہ کا اثر ہے۔ اور بے چونی و بے چگونی کا حصول اسی کے کمال تصرف کا

نتیجہ ہے۔ اور بخودی کی وہ کیفیت جس کو انہوں نے مخفی (پوشیدہ) راہ سے تعبیر کیا ہے اس کا حاصل ہونا مبتدی کے اختیار میں نہیں ہے۔ اور وہ توجہ جوشش جہت سے مُعرا (خالی) ہے اس کا وجود طالب کے حوصلہ کے لائق نہیں ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالاراند کہ برند از رہ پنہاں بحر م قافلہ را

(نقشبندی عجب قافلہ سالار ہیں لے کے پوشیدہ راہ قافلہ وہ حرم جائیں)

یہ بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے میں کامل قدرت رکھتے ہیں کہ طالب صادق کو بہت کم وقت میں حضور و آگاہی عطا فرمادیتے ہیں اسی طرح اس کی نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اور ذرا سی بے توجہی سے صاحب نسبت کو محروم کر دیتے ہیں۔ ہاں سچ ہے، جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں: اَعَاذَنَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ غَضَبِهِ وَغَضَبِ أَوْلِيَاءِهِ الْكِرَامِ (اللہ سبحانہ اپنے غضب سے اور اپنے اولیائے کرام کے غصہ سے بچائے)

اس طریقہ عالیہ میں افادہ اور استفادہ اکثر خاموشی میں ہے، اور یہ (بزرگوار) فرماتے ہیں کہ جس کو ہمارے سکوت (خاموشی) سے نفع حاصل نہیں ہو اوہ ہمارے کلام سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ اور اس سکوت کو انہوں نے تکلف کے طور پر اختیار نہیں کیا ہے بلکہ ان کے طریق (سلسلہ) کے لوازمات میں سے ہے، کیونکہ شروع ہی سے ان بزرگوں کی توجہ احدیت مجردہ کی طرف ہے۔ اسم اور صفت سے سوائے ذات کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور جانتے کہ اس توجہ کے مناسب اور اس مقام کے شایان سکوت اور گونگا پن ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللَّهَ كَلَّ لِسَانُهُ (جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہوگئی) اس بات کی مصداق ہے۔

وَأَخْتِمُ هَذِهِ الْمَقَالَةَ بِحَمْدِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَبِصَلْوَةِ حَبِيبِهِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالِإِلَهِ الطَّاهِرِينَ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ - وَالسَّلَامُ (اب ہم اس مقالہ کو اللہ سبحانہ کی حمد اور اس کے حبیب کی صلوة پر ختم کرتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہیں اور سید المرسلین اور آپ ﷺ کی پاک اولاد پر صلوة و سلام ہو) والسلام

﴿ حاشیہ متن ﴾

﴿ص ۳﴾ الف کے زبر سے اصل میں اس کا معنی صاحب قیمت ہے اور مجازی طور پر صاحب مرتبہ، گرامی قدر اور پیارا کے معنی میں آتا ہے ۱۲

ع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، قال: كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، رواه البخاری ۱۲

فی شرح العقائد: وفضل البشر بعد الانبياء ابو بكر الصديق ﷺ ۱۲
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں ابو بکر کے برابر کسی کو شمار نہیں کرتے تھے ۱۲
شرح عقائد میں ہے: تمام نبیوں کے بعد ابو بکر صدیق ﷺ سب انسانوں سے افضل ہیں ۱۲

۳ اس طریقہ نقشبندیہ عالیہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ نہایت اس کی ابتدا میں مندرج ہے ۱۲

۴ یعنی جزیرہ عبادان کے بعد کوئی آبادی نہیں ہے ۱۲

- ۵ قولہ العبادان: عین پر زبر ہے اور ایک نقطہ والی با پر شد ہے یہ ایک جزیرہ ہے جو دجلہ کی دو شاخوں سے گہرا ہوا ہے۔ اور وہ بحر فارس میں گرتی ہیں۔ دو شاخوں اور اس کے آگے جزیرہ آبادان نہیں ہے۔
- ۶ یعنی وصل عریان اور مطلوب کے حصول سے مایوسی ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ
- ۷ ملاقات کی مدت کا کم ہونا ۱۲
- ۸ ﴿ص ۴﴾ دوسرے کے حاصل ہونے سے پہلے کا حصول لازم نہیں آتا کیونکہ ان دونوں کے درمیان عموم مطلق اور اعم کی نسبت ہے اس لئے اخص کا حاصل ہونا لازم نہیں آتا، اچھی طرح سمجھ لو ۱۲
- ۹ یعنی وصل مطلق اور وصل عریان میں عظیم فرق ثابت ہے ۱۲
- ۱۰ وصل عریان سے ہماری مراد یہ ہے کہ تمام حجابات اٹھ جائیں مراد مقصود کے چہرے سے، اور چونکہ مختلف قسم کی تجلیات اور طرح طرح کے ظہورات بہت بڑے اور قوی حجابات ہیں اس لئے ان سب تجلیات اور ظہورات سے گذر جانا اور آگے بڑھنا ضروری ہے خواہ یہ تجلی اور ظہور امکانی آئینوں میں ہوں یا مظاہر و جو بیہ میں کیونکہ یہ دونوں نفس حجابات حاصل ہونے میں برابر ہیں اور اگر ان میں کچھ فرق ہے تو صرف شرافت و رتبہ کا فرق ثابت ہے اور وہ طالبوں کے ملاحظہ سے خارج اور ساقط ہے ۱۲
- ۱۱ اس سوال کا منشا (سبب) حضرت مجدد قدس سرہ کا سابقہ قول ہے یعنی منوط بطی اسما و صفات برسبیل اجمال (ذات باری تعالیٰ کا وصول اجمال کے طریقے پر اسما و صفات کے طے کرنے پر منحصر ہے) ۱۲
- ۱۲ پس تجلیات ذاتیہ کا بے نہایت ہونا اس تقدیر پر ہے کہ سیر تفصیلی واقع ہوشیون و اعتبارات کے ملاحظہ کے ساتھ، لیکن اجمالی سیر میں تجلیات ذاتیہ کی بھی نہایت ہوتی ہے۔ اسکو سمجھو ۱۲
- ۱۳ ای من قولہ قدس سرہ: لا بدان تنقضی و تتم تلك التجلیات ۱۲ (یعنی شیخ مجدد قدس سرہ کے قول: ان سب تجلیات اور ظہورات سے گذر جانا اور آگے بڑھنا ضروری ہے) ۱۲
- ۱۴ ﴿ص ۵﴾ یعنی بادشاہ کے عطیات کو اس کی سواریاں ہی اٹھا سکتی ہیں ۱۲
- ۱۵ یعنی بقول خود حضرت مجدد قدس سرہ گوئیم کہ نہایت اسن طریقہ علیہ اگر میسر شود وصل عریان است کہ علامت حصول آن (ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس طریقہ عالیہ کی نہایت اگر میسر ہو جائے تو وہ وصل عریان (واضح مشاہدہ) ہے کہ اس کے حاصل ہونے کی علامت) (یہ عبارت اسی مکتوب میں گذر چکی ہے)
- ۱۶ قولہ کل ذلک یعنی طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کی نہایت کا ظاہر کرنا اور واصلین کے متعلق خبر دینا بقول شیخ مجدد: اے برادر! واصلان این نہایت الکمال وصولی الی آخرہ ۱۲ (یہ عبارت ساتھ ہی پہلے موجود ہے)
- ۱۷ یعنی ساکان راہ طریقت ۱۲
- ۱۸ قولہ این خلوت ہر چند الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے اور دونوں کا بیان بالکل ظاہر ہے ۱۲ لمصحح رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۱۹ یعنی ومنشأ حصول هذا السیر فی الابتداء هو اندراج النہایة فی البدایة ۱۲ (یعنی ابتدا میں اس سیر کے حصول کا منشا وہ ابتدا میں نہایت کا درج ہونا ہے) ۱۲
- ۲۰ ﴿ص ۶﴾ یعنی اپنے رب کے نام کو یاد کر اور سب سے قطع تعلق کر کے اس کی طرف متوجہ ہو جائے یعنی تمام طرفوں سے کٹ کر اسی کی طرف توجہ کر لے ۱۲ (سورۃ مزل آیت ۸)
- ۲۱ قولہ والیہ یرجع الامر یعنی اور تمام کاموں کا اسی کی طرف رجوع ہے پس آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھیئے اور آپ کا رب ان سب باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم کر رہے ہو ۱۲ (سورہ ہود آیت ۱۲۳)
- ۲۲ قولہ سیر ابتداء درین طریق الخ ای السیر الذی یقع فی الابتداء فی سائر الطرق وهو سیر عالم

الخلق مندرج فی سائر الانتہاء فی تملك الطرق وهو سیر عالم الامر فلا یلزم المحذ
ور الہذ کور ۱۲ (یعنی وہ سیر جو ابتدا میں واقع ہوتی ہے تمام طریقوں میں وہ عالم خلق کی سیر ہے وہ انتہا کی سیر
میں مندرج ہوتی ہے ان تمام طریقوں میں، اور وہ عالم امر کی سیر ہے پس کوئی مذکورہ محذور لازم نہیں آتا)

اس باطل گمان کا سبب کم فہمی ہے قول: اندراج نہایت در بدایت کے معنی سمجھنے میں، جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے اپنے
ارشاد ”نہ آنکہ از انتہا برائے الخ“ میں بیان کیا ہے ۱۲

پس وہ عبارت (گذشتہ) بعض مشائخ کی اپنے ظاہر سے پھیری ہوئی ہے اور تاویل پر محمول ہے یعنی بعدیت سیر در
اسما و صفات سے مراد اس کے ظہور کی بعدیت ہے نہ کہ اس کے حدوث و وجود اور ذات سے بعدیت ان سے خطا
ہوئی ہے، اور انہوں نے خیال کیا ہے کہ اس سیر کو تمام کر کے وہ تجلیات اسمائی و صفاتی میں وہ داخل ہو گئے ہیں حالانکہ
ایسے نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک ظہور حدوث کے ساتھ مشتبہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ظہور اور حدوث میں فرق نہیں کیا،
خوب سمجھ لو ۱۲

اس طریقہ (نقشبندیہ) کے تمام خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ یہ طریقہ تمام طریقوں سے زیادہ قریب ہے ۱۲

پس چاہیے کہ اپنے مشائخ کی نہایت کو ان کی بدایت کہے۔ اور وہ ایسے معرب ہے جیسے دیکھا ہے ۱۲

یعنی اس طریقہ عالیہ کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اس طریقہ کی ابتدا میں..... الخ ۱۲

کہ وہاں انتہا میں قرب و شہود ہے اور ابتدا میں بعد و جرمان ۱۲

قولہ بجوز یعنی گردگان جس کو اردو میں اخروٹ کہتے ہیں۔ قولہ مویز، میم پرز اور یا معروف ہے بڑے انگور کی قسم ہے

جسکو خشک کر کے محفوظ رکھتے ہیں لوگ اسکو مٹھی کہتے ہیں اور ہندی میں اسکو داکھ کہتے ہیں۔ قولہ وترہات پہلے حرف پر

پیش ہے اور را بغیر نقطہ پر شد ہے لہو و لعب سے ملی ہوئی باطل باتیں ترہت بمعنی باطل کی جمع ہے ۱۲ لمصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

قولہ ذرا تے۔ پہلے حرف پرز اور دوسرے پر شد اور یائے مجہول صاحب نفاق اور رقا سے پہلے حرف پرز اور

دوسرے پر شد اور یائے مجہول رقص کرنے والا ۱۲

یعنی اس طریقہ عالیہ کے بہت سے خصائص میں سے یہ ہے کہ اس طریقہ میں..... ۱۲

اس طریقہ عالیہ کے بہت سے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ ریاضات الخ..... ۱۲

مجاہدہ کی جمع ہے یعنی رنج و مشقت اور کوشش اور کافروں سے جنگ کرنا ۱۲

ان اعمال کا بجالاتا جن کا انسان شریعت کی طرف سے مکلف ہے ۱۲

بہت سے خصائص میں سے یہ ہے کہ اس طریقہ میں الخ ۱۲

یعنی نیچے اوپر، آگے پیچھے اور دائیں بائیں ۱۲

بہت سے خصائص میں سے یہ ہے کہ اس طریقہ میں الخ ۱۲

قولہ خرس پہلے دونوں حرفوں پرز بر ہے اس کا معنی ہے گونگا ہونا اور گونگا، خرس خا کے پیش سے آخرس بمعنی گونگا کی جمع ہے ۱۲

قولہ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانَهُ یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو دل سے پہچان لیا اسکی زبان زیادہ بیان سے رک

گئی۔ یہ قول سید الطائفہ حضرت جنید قدس سرہ کے اقوال میں سے ہے، آپ فرماتے ہیں: عبارات سراسر دعاوی ہیں،

اثبات معانی میں دعوے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک

دفعہ آپ حضرت جنید کی مجلس میں موجود تھے اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے فرمایا: اے میرے مقصود! اللہ

تعالیٰ کی طرف اشارہ کیا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر مقصود اللہ تعالیٰ ہے تو یہ اشارہ کیا ہے، وہ اشارے سے

پاک ہے اور اگر مراد وہ نہیں ہے تو تم نے خلاف کیوں کیا؟ جبکہ حق تعالیٰ تمہاری بات سے باخبر ہے، حضرت شیخ شبلی

نے اپنی بات سے توبہ کی ۱۲ ملخص الکشف المحجوب ۱۲

اور میں ختم کرتا ہوں اس گفتگو کو اللہ سبحانہ کی حمد کے ساتھ اور اس کے حبیب ﷺ پر درود کے ساتھ ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿۲﴾ ☆ البتہ یقیناً ۱۲ ☆ یاس ناامیدی ۱۲

﴿۳﴾ ☆ ہرچند اگرچہ ۱۲ ☆ أَلْسَمَيْفُ لِلضَّارِبِ یعنی شمشیر مرزندہ راست ۱۲ تلوار صاحب استعمال کے لئے

زیبا ہے ۱۲ ☆ سَبِيَّةٌ روشن و بلند ۱۲ ☆ ایشان این اکابر ۱۲ یہ بڑے بزرگ ۱۲ ☆ یاس ناامیدی ۱۲

☆ وصل عریان برہنہ از صفات و شیون و اعتبارات ۱۲ صفات و شیون اور اعتبارات سے خالی ۱۲

﴿۴﴾ ☆ تجلیات بے ملاحظہ شیون اعتبارات نیست ۱۲ وہ تجلیات شیون و اعتبارات کے بغیر نہیں ہیں ۱۲ اگر بملاحظہ

..... باوجود ملاحظہ شیون و اعتبارات ۱۲ شیون و اعتبارات کے ملاحظہ کے باوجود ۱۲

☆ زائدہ زائدہ است ۱۲ ☆ ذات ذات است ۱۲ ذات ہے ۱۲

﴿۵﴾ ☆ دران اندراج ابتدا ۱۲ ☆ آن یعنی نہایت طریق ۱۲ یعنی طریقہ کی نہایت ۱۲ ☆ افراد جمع فرد ۱۲

..... فرد کی جمع ہے ۱۲ ☆ آن سیر یعنی سیر انفسی در طرق دیگران ۱۲ یعنی دوسرے طریقوں میں سیر انفسی ۱۲

☆ ازین سیر انفسی ۱۲ سیر انفسی ۱۲ ☆ این سیر انفسی ۱۲ یہ سیر انفسی ۱۲ ☆ درانجمن تفرقہ یعنی تفرقہ

جلوت و آفاق ۱۲ یعنی جلوت و آفاق کا تفرقہ ۱۲ ☆ نیز در خلوت چنانچہ درانجمن جمعیت ۱۲ جیسا کہ انجمن کی جمعیت

میں ۱۲ ☆ روزنہارا روشندانہا ۱۲ روشندانوں کو ۱۲ ☆ مسدود بند ۱۲ بند

﴿۶﴾ ☆ متکلم باحدے ۱۲ کسی ایک کے ساتھ ۱۲ ☆ مخاطب بکے ۱۲ کسی کے ساتھ ۱۲ ☆ متخصل حیلہ ۱۲

☆ مطلقا ازہمہ وجوہ ۱۲ تمام وجوہوں سے ۱۲ ☆ لا بلکہ یعنی نہ چنین است ۱۲ یعنی ایسے نہیں ہے ۱۲

☆ واذکر تبیلاً در سورہ مزمل و پارہ تبارک ۱۲ سورہ مزمل پارہ ۲۹ میں ۱۲ ☆ سیر ابتداء یعنی سیر آفاقی و قطع منازل

سلوک ۱۲ یعنی سیر آفاقی اور سلوک کی منازل طے کرنا ۱۲ ☆ سیر انتہا یعنی سیر انفسی و طے معارج جذبہ ۱۲ یعنی سیر

انفسی اور جذبہ کے معارج طے کرنا ۱۲ ☆ سیر ابتداء فرود چنانچہ اندراج النہایۃ فی البدایۃ گفتہ اند ۱۲ جیسا کہ کہتے ہیں

ابتدا میں نہایت کا مندرج ہونا ۱۲ ☆ ایشان مشائخ این طریقہ ۱۲ اس طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ ۱۲ ☆ ایشان را

مشائخ این طریقہ علیہ ۱۲ اس طریقہ عالیہ کے مشائخ کو ۱۲ ☆ بدایت دیگران مشائخ طرق دیگر ۱۲ دوسرے

طریقوں کے مشائخ کی بدایت ۱۲ ☆ در ابتداء است وایشان را بعد از تمامی نسبت ۱۲ ان کو نسبت کے کامل ہونے کے

بعد ۱۲ ☆ تجلیات ذاتیہ تا لازم آید کہ نہایت ایشان بدایت دیگران است ۱۲ تاکہ لازم آئے کہ ان کی نہایت دوسروں

کی بدایت ہے ۱۲ ☆ ہمیں سیر یعنی سیر در تجلیات ذاتیہ ۱۲ یعنی تجلیات ذاتیہ میں سیر ۱۲ ☆ آن سیر یعنی سیر در

اسما و صفات ۱۲ یعنی اسما و صفات میں سیر ۱۲

﴿۷﴾ ☆ آن سیر سیر در تجلیات ذاتیہ ۱۲ تجلیات ذاتیہ میں سیر ۱۲ ☆ ایشان مشائخ نقشبندیہ ۱۲ ☆ کردہ باشندہ

زعم کنندگان مذکورین ۱۲..... گمان کرنے والے مذکورین ۱۲☆ رجوع..... بعالم از برائے دعوت ۱۲..... جہان کے ساتھ تعلق
دعوت کے لئے ۱۲☆ کہ..... ہر کہ ۱۲..... ہر کوئی، جو کوئی ۱۲☆ بچھیں..... یعنی از جملہ خصائص ۱۲..... یعنی تمام خصوصیات میں
سے ۱۲☆ یاس..... ناامیدی از وصول بمطلوب ۱۲..... مطلوب و مقصود تک پہنچنے سے ناامیدی ۱۲☆ اکابر..... واز جملہ
خصائص این طریقہ علیہ آنت کہ اکابر الخ ۱۲..... اس طریقہ عالیہ کی تمام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ اکابر..... ۱۲☆ تڑپات
..... کلمات سکر یہ ۱۲..... سکر یہ کلام ۱۲

﴿ص ۸﴾ ☆ مخطورات..... ممنوعات ۱۲..... منع کی ہوئیں ۱۲☆ کالبرق..... درخش ۱۲..... بجلی، روشنی ۱۲☆ حیز..... محل ۱۲.....
مقام ۱۲☆ قضائے..... پس ۱۲..... پیچھے ۱۲☆ احرار..... عبید اللہ ۱۲..... عبید اللہ احرار ۱۲☆ این سلسلہ..... نقشبندیہ ۱۲.....
سلسلہ نقشبندیہ ۱۲☆ شجرہ..... اسمائے مترتبہ پیران طریقت ۱۲..... پیران سلسلہ کے نام اشعار میں مرتب شدہ ۱۲☆ رسم.....
رواج ۱۲☆ منحصر..... بند ۱۲☆ معلم..... استاد ۱۲☆ جہالت..... نادانی و بے علمی ۱۲☆ بے انکار پیر اول..... یعنی
انکار از پیر اول نماید و در حقوق او تقصیرے رواند ۱۲..... یعنی پہلے پیر کا انکار نہ کرے اور اس کے حقوق میں کوتاہی جائز نہ رکھے
☆ ریاضات..... جمع ریاضۃ پسر اول رنج کشیدن و نفس کشی ۱۲..... ریاضت کی جمع ہے..... پہلا حرف زیر سے ہے رنج اٹھانا
اور نفس کو مارنا ۱۲☆ اخق..... شایان تر ۱۲..... زیادہ لائق، سب سے زیادہ حقدار ۱۲☆ نفس امارہ..... بمبالغہ امر کنندہ بہ
بدی ۱۲..... بمبالغہ کے ساتھ برائی کا حکم کرنے والا ۱۲☆ ارسال..... فرستادن پیغمبران و فرود آوردن کتابہائے از جانب حق
تعالیٰ ۱۲..... پیغمبروں کو بھیجنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابوں کا نازل ہونا ۱۲☆ رفع..... دور کردن ۱۲..... دور کرنا ۱۲
☆ بمعادوت..... دشمنی ۱۲☆ مولائے..... حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ ۱۲
﴿ص ۹﴾ ☆ منصب..... قائم ۱۲☆ مربوط..... وابستہ ۱۲☆ راسخ..... استوار ۱۲..... مضبوط ۱۲☆ بعید..... دور ۱۲☆ شاق
..... دشوار ۱۲..... مشکل ۱۲☆ امثال..... فرماں برداری ۱۲☆ ضلالت..... گمراہی ۱۲☆ خسارت..... زیان ۱۲.....
نقصان ۱۲☆ مقتدا..... پیشوا ۱۲..... راہنما ۱۲☆ تسلیک..... براہ روان کردن ۱۲..... ایک راہ پر چلانا ☆ معرّا.....
خالی ۱۲☆ درخور..... سزاوار ۱۲..... لائق ۱۲☆ اعطاء..... بخشیدن ۱۲..... عطا کرنا ۱۲☆ سلب..... ربودن ۱۲..... چھین
لینا ۱۲..... واپس لے لینا ۱۲☆ متفجع..... نفع گیرندہ ۱۲..... فائدہ اٹھانے والا ۱۲☆ ریاضات..... کہ کردہ اند ۱۲..... جو
ریاضتیں انہوں نے کی ہیں ۱۲

دوسو بائیسواں مکتوب ﴿۲۲۲﴾

خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف صادر فرمایا..... احوال کی خرابی کے بیان میں اور دیدِ قصور (اپنے قصور کو
دیکھنا) اور اپنی حسنات کو ہم سمجھنا ولایت کے کمالات کے ساتھ اس دیدِ قصور کا جمع ہونا ہے بلکہ یہ مشاہدہ ان کمالات ہی کا
اثر ہے اور اس کے مناسب بیان میں۔

اللَّهُمَّ وَفَقْنَا لِمَرْضَاتِكَ وَثَبَّتْنَا عَلَى طَاعَتِكَ بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ

عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِلَهِ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ (بارالہا تو ہم کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرما اور حضرت سید المرسلین و الآخرین علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات کے طفیل اپنی طاعت پر ثابت قدم رکھ (آمین)..... ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال کی مدت میں بھی اس کا کاتب شمال (بائیں جانب کا نامہ اعمال لکھنے والا فرشتہ) کچھ بھی نہ لکھنے پائے..... (لیکن) یہ فقیر پر تقصیر اپنے ذوق و وجدان سے اپنے حق میں یہ بات پاتا ہے کہ کاتب یمن (دائیں جانب کا نیک اعمال لکھنے والا فرشتہ) معلوم نہیں ہوتا کہ بیس سال کی مدت میں کوئی نیکی میرے اعمال میں درج کر سکا ہو..... خداوند جل سلطانہ جانتا ہے کہ میں نے یہ بات تصنع و تکلف کے ساتھ نہیں کہی بلکہ ذوق کے طور پر پاتا ہے کہ ”کافر فرنگ“ اس سے کئی درجہ بہتر ہے۔ اور اگر اس کی وجہ دریافت کریں تو (بندہ) جواب سے عاجز نہیں ہے۔ اور نیز بطریق ذوق اپنے آپ کو خطاؤں سے گھرا ہوا جانتا ہے اور گناہوں سے بھرا ہوا سمجھتا ہے اور وہ نیکیاں جو وجود میں آجاتی ہیں تو کاتب شمال کو ان کے لکھنے کا زیادہ سزا وارد دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کا کاتب شمال ہمیشہ اپنے کام میں مصروف ہے اور کاتب یمن معطل و بیکار ہے..... اور دائیں طرف کے اعمال نامے کے اوراق کو خالی اور سفید دیکھتا ہے اور بائیں طرف کے نامہ اعمال کے اوراق کو سیاہی سے بھرا ہوا دیکھتا ہے۔

اس کی رحمت کے علاوہ کوئی امید نہیں اور سوائے مغفرت کے اور کوئی وسیلہ نہیں: اَللّٰهُمَّ مَغْفِرْتُكَ اَوْ سَعُ بَيْنِ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ اَرْجِي عِنْدِي مِنْ عَمَلِي (يا اللہ! تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت سے زیادہ امید ہے) یہ دعا اس (عاجز) کے حال کے موافق ہے۔

عجب معاملہ ہے کہ فیوض و واردات الہی جل سلطانہ جو متواتر کمال و تکمیل کے درجات میں وارد ہیں وہ بھی اس دید قصور (اپنے حسنات کو قصور وارد دیکھنے) کی تائید کرتے ہیں اور اس عیب بنی کو تقویت دیتے ہیں، اور بجائے عجب (خود بنی) کے منقصت (نقص و کمی) کو زیادہ کرتے ہیں، اور رفعت و تکبر کی بجائے تواضع و فروتنی کی راہ کھولتے ہیں اور آن واحد میں کمالات و ولایت سے بھی مشرف اور دید قصور سے بھی متصف ہے، (یہ فقیر) جس قدر بلند جاتا ہے اسی قدر زیادہ نیچے اپنے آپ کو دیکھتا ہے بلکہ بلندی پر جانا (عروج حاصل کرنا) اپنے آپ کو کمتر دیکھنے کا سبب ہوا ہے۔ عقلمند لوگ اس بات کو یقین کریں یا نہ کریں۔ اگر اس بات کا راز معلوم کر لیں تو شاید یقین آجائے۔

سوال: ان دونوں متنافی (متضاد) چیزوں کے جمع ہونے کا کیا راز ہے؟ اور ایک متنافی کا وجود دوسرے متنافی کے وجود کا کیسے سبب ہو سکتا ہے؟

جواب: دونوں متنافیوں کا جمع ہونا اس شرط پر محال ہے جبکہ دونوں کا محل ایک ہو اور جس بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اس کے محل متعدد ہیں۔ انسانِ کامل سے اوپر جانے والے اس کے عالمِ امر کے لطائف ہیں اور نیچے آنے والے عالمِ خلق کے لطائف۔ عالمِ امر کے لطائف جس قدر بلند و بالا جاتے ہیں اسی قدر عالمِ خلق

درالمعرفت سے مناسبت ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہی بے مناسبتی عالمِ خلق کے نیچے ہونے کا سبب ہے، اور عالمِ خلق جس قدر زیادہ نیچے آتا ہے اسی قدر سالک کو بے حلاوت (بے مزہ) کر دیتا ہے اور اس کے عیوب و نقائص کی دید زیادہ معلوم ہونے لگتی ہے..... یہی وجہ ہے کہ منتہی مرجوع اس لذت و حلاوت کی آرزو کرتے ہیں جو کہ ان کو ابتدا میں میسر ہوئی تھی۔ اور انتہا میں ہاتھ سے جاتی رہی اور اس کی جگہ بے مزگی پیدا ہو گئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ عارف اپنے آپ سے کافر فرنگ کو بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ کافر میں اس کے عالمِ امر اور عالمِ خلق کے اختلاط کی وجہ سے ایک نورانیت ہے، اور عارف میں یہ امتزاجی کیفیت ختم ہو گئی ہے عالمِ خلق تنہا جس کے باعث عارف سے ”انا“ سرزد ہوتی ہے وہ جدا ہو گئی ہے جو سراسر ظلمت و کدورت سے بھری ہوئی ہے۔ اور عالمِ امر کے لطائف خواہ کتنے ہی نیچے آ جائیں عالمِ خلق سے کوئی اختلاط نہیں رکھتے اور کچھ بھی امتزاج حاصل نہیں کرتے جیسا کہ ابتدا میں رکھتے تھے۔

وہ مکتوب جو برادر محمد خواجہ محمد طاہر کے بدست آپ نے ارسال کیا تھا موصول ہوا۔ رابطہ (تصور شیخ) کا حاصل ہونا جو پوری مناسبت پر مبنی ہے، غیبت (غیر حاضری) کے زمانے میں عظیم نعمتوں میں سے خیال کریں اور جب تک موانعات دور نہ ہو جائیں دلوں کے قرب پر اکتفا کریں اور اس قرب کے باوجود ”قرب ابدان“ (جسمانی قرب) کی خواہش کو ہاتھ سے نہ دیں، کیونکہ تمام نعمت اسی قرب سے وابستہ ہے..... حضرت اولیں قرنی رحمۃ اللہ علیہ باوجود قرب قلبی کے جسمانی قرب نہیں رکھتے تھے۔ لہذا اس گروہ کے کمترین قرب والوں کے درجے کو نہ پہنچے، چنانچہ سونے کا پہاڑ خرچ کرنا ان کے ایک سیر جو کے برابر نہیں ہو سکتا پس صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۰﴾ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ مرید وہ ہے جس کی آتشِ طلب کو اس کے باطن سے جلادے اور دردمجت میں بے قرار اور سحری کے وقت حسرت کی آنکھ سے آنسو بہائے، عاجزی اور خاکساری اس کا شعار ہو گذشتہ گناہوں پر شرمسار ہو اور آئندہ سے ترساں ولرزیاں رہے، اوقات کی تقسیم اعمال خیر پر اور قضا و قدر میں صبر و درگزر کو اختیار کرے، اللہ تعالیٰ کی مشیت پر نظر رکھنے کو لازم پکڑے اور اپنی تقصیر کا معترف ہو، لوگوں کو معذور جانے اور ہر سانس پر حق سبحانہ کے ذکر سے آگاہ رہے، خدانہ کرے کہ یہ سانس آخری ہو اور غفلت میں باہر آجائے (مر جائے) آپس میں گفتگو کرتے وقت لڑائی جھگڑے اور الزام تراشی سے پرہیز کرے خدانہ کرے کہ کسی کے دل کو دکھ پہنچے الخ ۱۲

﴿ص ۱۱﴾ جاء رجل الى النبي ﷺ فقال: وَاذُنُوبَاهُ وَآذُنُوبَاهُ، فَقَالَ ﷺ قُلْ: اللَّهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْ سَعُ مِنْ ذُنُوبِي، وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي، فَقَالَ ﷺ قُلْ: اللَّهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْ سَعُ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ - رواه الحاكم عن جابر بن عبد الله الانصاري

یعنی ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: افسوس ورنج ہے گناہوں سے، افسوس اور رنج ہے گناہوں سے، حضور ﷺ نے فرمایا: اے مرد اس دعا کو پڑھو! یعنی یا اللہ! تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت سے زیادہ امید ہے، پس اس آدمی نے یہ کلمات کہے، حضور ﷺ نے فرمایا پھر کہو! اس نے پھر یہ کلمات کہے، آپ نے فرمایا: اٹھو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔

اس کو امام حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا

قولہ نیابد: یعنی وہ شخص اتنی مدت دراز میں گناہ کا ارتکاب نہ کرے کہ وہ (فرشتہ) اس کو پائے اور اس میں لکھ دے ۱۲

اسکی دلیل اور علت مکتوب ۲۳۲ جلد اول میں بیان فرمائی ہے ۱۲

پھل سے بھری ہوئی شاخ زمین کی طرف جھکتی ہے ۱۲

باوجود اس کے کہ عقل والے اس کے جمع ہونے کے محال ہونے کے قائل ہیں ۱۲

یعنی محال ہے کہ دو متضاد چیزیں ایک جگہ میں جمع ہوں اور ایک چیز پر دونوں صادق آئیں۔

قولہ و ہر چند لطائف..... الخ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی عارف میں عالم امر کا اختلاط نہ ہونا عالم خلق سے، عارف

نزول سے قبل مسلم ہے، لیکن نزول کے بعد اس کے نیچے اتر آنے کی وجہ سے دونوں کے مابین امتزاج و اختلاط کا

خواہش مند ہوتا ہے، جواب کی تقریر ظاہر ہے ۱۲

اولیں قرنی خیر التالبعین ہے جیسا کہ کئی بار بیان ہوا ۱۲

قال ﷺ: لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا

ذَصِيفَةً - متفق علیہ (مشکوٰۃ باب مناقب صحابہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اگر تم میں سے ایک شخص اُحد پہار کے برابر سونا خرچ کرے

توان میں سے کسی کے ایک سیر اور آدھے سیر جو کو نہیں پہنچے گا۔ (بخاری و مسلم)

قولہ فلا تعدل..... پس صحبت کے برابر کسی چیز کو نہ جانو خواہ کوئی چیز ہو، یعنی پیغمبر خدا ﷺ کی صحبت کے کمال کے برابر

کوئی کمال نہیں ہے، جو کمال بھی ہو، پس صحبت کا شرف ہر کمال سے بالاتر ہے ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

☆ کاتب..... فرشتہ ۱۲ ☆ شمال..... جانب شمال ۱۲..... بائیں طرف ۱۲ ☆ چیزے..... از گناہاں ۱۲..... گناہوں سے ۱۲

☆ وجدان..... بالکسر دانستن ۱۲..... واؤ کے زیر سے جاننا ۱۲ ☆ کاتب یمیں..... فرشتہ جانب راست ۱۲..... دائیں طرف کا

فرشتہ ۱۲ ☆ حسنہ..... نیکی ۱۲ ☆ صحیفہ اعمال..... نامہ اعمال ۱۲ ☆ لم..... دلیل و علت ۱۲..... دلیل اور علت و سبب ۱۲

☆ بوجود..... نیا ۱۲..... نیت کی جمع ۱۲ ☆ بکتابت..... نوشتن ۱۲..... لکھنے سے ۱۲ ☆ اُحَق..... سزاوارتر ۱۲..... سب

سے زیادہ حقدار ۱۲ ☆ می بیند..... بجهت مهم داشتن نیا ۱۲..... نیتوں کو متم رکھنے کی طرف سے ۱۲ ☆ درکار راست.....

در نوشتن بدیہا ۱۲..... برائیوں کے لکھنے میں ۱۲ ☆ مُعْطَل..... بے کار ۱۲ ☆ صُحُف..... نامہائے ۱۲..... اعمال نامے ۱۲

☆ آویزی..... بیائے مجہول ۱۲..... یائے مجہول کے ساتھ ۱۲ ☆ دعاء..... مبتداء..... یہ مبتداء ہے ۱۲ ☆ موافق..... خبر ۱۲

..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ اوست..... فقیر ۱۲ ☆ فیوض..... مبتداء ۱۲..... یہ مبتداء ہے ۱۲ ☆ فائض..... ریزندہ ۱۲..... فیض دینے

والا ۱۲ ☆ تائید..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ عُجْب..... خود بینی ۱۲..... غرور و تکبر ۱۲ ☆ تَرْفَعُ..... بلند جستن ۱۲..... بلندی،

برتری، چاہنا ☆ ظَرَفَا..... زیر کان و دانایان ۱۲..... ذہین اور دانالوگ ۱۲ ☆ باور..... یقین ۱۲..... اعتماد ☆ سَرَّ..... راز ۱۲

..... بھید ۱۲ ☆ سبب وجود متناہی..... چنانکہ فرمود بلکہ همان بالارفتن پایان تردیدن شدہ ۱۲..... یعنی جیسا کہ فرمایا: بلکہ اس کا

اوپر جانا سب سے نیچے کو دیکھنے کا سبب ہوتا ہے ۱۲ ☆ لَطَافٌ..... یعنی قلب، روح، سر، خفی اور خفی ۱۲ ☆ آئیندہا.....

لطائف ۱۲ ☆ بے حلاوت بے شیرینی ۱۲ بے مٹاس ۱۲

﴿ص ۱۱﴾ ☆ مرجوع از برائے دعوت خلق حق جل و علا ۱۲ مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دینے کیلئے ۱۲ ☆ حلاوت شیرینی

۱۲ مٹاس ۱۲ ☆ امتزاج اختلاط ۱۲ ملاوٹ ۱۲ ☆ انا ضمیر متکلم یعنی من ۱۲ متکلم کی ضمیر ہے یعنی میں ۱۲

☆ رابطہ حفظ صورت پیر ۱۲ پیر کی صورت و شکل کی حفاظت ۱۲ ☆ تامہ باشیخ خود ۱۲ اپنے مرشد کے ساتھ ۱۲

☆ غیبت جسمی ۱۲ جسمانی دوری ۱۲ ☆ موانع از قرب جسدی ۱۲ جسمانی قرب سے ۱۲ ☆ مربوط وابستہ ۱۲

..... باندھا ہوا ۱۲ ☆ قرب قلوب بانغمبر ۱۲ بانغمبر کے ساتھ ۱۲ ☆ بادنائے باکترین ۱۲ باکترین

کے ساتھ ۱۲ ☆ ذہب زر ۱۲ سونا ۱۲ ☆ بمدشعیر سیر جو ۱۲ ایک سیر جو ۱۲ ☆ ایشان صحابہ ۱۲

☆ فلا تعدل یعنی اصحاب کرام علیہم الرضوان ۱۲

دوستیوں اور مکتوب (۲۲۳)

خواجہ جمال الدین حسین کولابی کی طرف صادر فرمایا احوال و واقعات کو اپنے شیخ بزرگوار کی خدمت میں اظہار کی ترغیب کے بیان میں -

برادر م خواجہ جمال الدین حسین نے ایک مدت سے اپنے احوال کی کیفیات سے مطلع نہیں کیا۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ مشائخ کبر و یہ اس مرید کو جو تین دن تک اپنے احوال و واقعات شیخ کی خدمت میں پیش نہ کرے کف پائے (پاؤں کا تلوا، یا پٹیل) کہتے ہیں۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا، آئندہ ایسا نہ کریں اور جو کچھ ظاہر ہوتا رہے اس کو لکھتے رہا کریں مکرمی و محترمی بھائی کے مبارک قدموں کو غنیمت سمجھ کر ان کی خدمت و دلجوئی کی

کوشش کریں اور ان کی قیمتی صحبت کو بہت عزیز سمجھیں۔ ع۔ والسلام

۔ دادیم تراز گنج مقصود نشان

(دے دیا پتہ تجھے گنج مقصود کا)

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۱۱﴾ ☆ تحریض براکتیں ۱۲ ابھارنا، رغبت دلانا ۱۲ ☆ ماضی ماضی گذشت آنچہ گذشت ۱۲ گذر گیا جو

گذر گیا ۱۲

دوستوں اور مکتوب (۲۲۴)

میر محمد نعمان بدخشی کی طرف صادر فرمایا..... آداب کی رعایت کے بیان میں اور آزار کے گمان کو دور کرنے میں کہ جس کا وہم ظاہر کیا تھا اور احتیاط کا امر کرنے میں اور تعلیم طریقت کی تاکید کے بارے میں اور فقر و تنگدستی کی سختی و نامرادی کو برداشت کرنے میں اور بعض نصائح و تنبیہات کے بیان میں جو ملا یا محمد قدیم کے مکتوب کی پشت پر لکھی تھیں۔

میرے سعادت مند بھائی! سیادت پناہ میر محمد نعمان کا مکتوب شریف موصول ہوا..... ان مقدمات کا مضمون جو آپ نے ترتیب دیا تھا اور ان شکوک کا مطلب جو آپ نے لکھا تھا واضح ہوا۔ بعض لوگ آپ کو ”اعقل زماں“ (زمانے کا عقلمند) کہتے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کو درمیان میں لانا، اس شخص کے ساتھ جس سے مفر نہ ہو، کیا مناسب ہے۔ جبکہ اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتے اور نہ جدائی اختیار کر سکتے ہیں۔ باوجود اس کے آپ یہ خیال نہ کریں کہ اس قسم کی باتوں سے فقیر کے دل میں کسی قسم کا غبار آیا ہو جس کا نتیجہ آزار ہو سکے چہ جائے کہ ناراضگی کی نوبت پہنچے.....

آپ کی خوبیاں (ہماری) نظر میں ہیں اور آپ کی لغزشیں اعتبار سے ساقط ہیں۔ کسی طرح بھی اپنے دل کو پریشان نہ کریں۔ اور کسی وجہ سے بھی ہماری طرف سے ناراضگی کا تصور نہ کریں کیونکہ کسی وجہ سے بھی آزار واقع نہیں ہے۔ (یعنی ہم قطعاً ناراض نہیں ہیں) اور ناراضگی کیوں تصور کی جائے جبکہ ناراضگی کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے۔ اور وہ امور جو بشریت کے تقاضے کی بنا پر سہو و نسیان کی وجہ سے واقع ہو جائیں وہ قابل مواخذہ نہیں ہیں.....

آزار (ناراضگی) کا وہم دل سے دور کر کے طریقہ کی تعلیم اور طلبا کے افادہ میں سرگرم رہیں..... اور استخارہ کا حکم اس امر کی تاکید کے لئے ہے نہ کہ اس امر کی نفی کے لئے، کیونکہ جب شیطان لعین اور نفس بدترین اس مسکین کی گھات میں لگے ہوئے ہیں تو احتیاط اور تاکید کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہیں مکر و حیلہ سے سیدھی راہ سے ہٹادیں اور اپنی فریب کاریوں اور ڈھکوسلوں سے بری باتوں کو حسنات کی صورت میں ظاہر کریں۔

اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دشمن لعین (شیطان) جب طاعت و نصیحت کے راستہ سے (انسان میں) داخل ہوتا ہے تو اس کا دفع کرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے، لہذا ہمیشہ التجا و زاری کرتے رہنا چاہیے، اور حق سبحانہ و تعالیٰ سے شکستگی و زاری کے ساتھ طلب کرنی چاہیے، تاکہ اس راہ (طاعت و نصیحت) سے اس کو خرابی نہ پہنچے اور اس کا استدراج مطلوب نہ ہو۔ استقامت کا راستہ یہی ہے۔ جو سعادت ابدی کی طرف رہنمائی کرے۔

دوسری (نصیحت) یہ ہے کہ اس گروہ کا جمال فقر و نامرادی میں ہے اور اس میں حضرت سید کونین علیہ وعلی آلہ الصلوٰات والتسلیمات کی پیروی ہے۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے کمال کرم سے اپنے بندوں کے رزق کا خود کفیل (ذمہ دار) ہے اور ہم کو اور آپ کو اس فکر و تردد سے فارغ کر دیا ہے۔ جس قدر اشخاص زیادہ ہوں گے اسی قدر رزق بھی زیادہ ہوگا۔ آپ اپنی ہمت کو جمع کر کے حق تعالیٰ و تقدس کی مرضیات حاصل کرنے میں متوجہ رہیں اور اپنے متعلقین کے غم کو حق سبحانہ کے کرم کے حوالہ کر دیں۔ وَالْبَاقِي عِنْدَ التَّالِقِي (باقی بوقت ملاقات)

بعض دوست جو اس طرف سے آئے ہیں انہوں نے اظہار کیا ہے کہ میر صاحب کے دل میں ابھی تک آزار کا وہم بیٹھا ہوا ہے اس وجہ سے تاکید اور مبالغہ کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ ”آزار کا وہم دور کر دیں“۔

دوسری بات یہ کہ جو مکتوب ملا یا محمد قدیم کو تحریر کیا گیا تھا اور اس میں نصائح و مواعظ درج تھے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مکتوب کے مضمون کو ان کی طبیعت نے قبول نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا، اور دعا سلام سے بھی اپنے آپ کو معاف رکھا، ان کی طبیعت نے اس کو قبول نہیں کیا، نہ کرے..... وہ لوگ جو اس حقیر کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اگر ان کے غلط گمان اور خطاؤں کے مواد کو ان پر ظاہر نہ کروں اور حق کو باطل سے جدا نہ کروں تو اپنے فرائض منہی سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہوں۔ اور آخرت میں کیا منہ دکھاؤں گا۔ آپ ان سے یہ بات کہہ دیں۔

من آنچه شرطِ بلاغ است با تومی گویم تو خواه از خنم پند گیر و خواه ملال
(جو حق کہنے کا ہے کہتا ہوں تم سے نصیحت اس سے پکڑو یا نہ پکڑو)

(ملا یا محمد) کو جاننا چاہیے کہ شیخ بننے اور حق جل و علا کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کا مقام بہت ہی عالی ہے۔
- الشَّيْخُ فِي قَوْلِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ شَيْخٌ (کی حیثیت) اپنی قوم میں ایسی ہے جیسی نبی کی اپنی امت میں) آپ نے سنا ہوگا۔ ہر بے سرو سامان کو اس عالی مقام سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

ہر گدائے مردِ میداں کے شود پشمِ آخرِ سلیمان گئے شود
(ہر گدا کب مردِ میداں بن سکے؟ کب کوئی مچھر سلیمان بن سکے؟)

احوال و مقامات کا مفصل علم حاصل ہونا اور مشاہدات و تجلیات کی حقیقت کی معرفت اور کشفوں والہامات کا حاصل ہونا اور واقعات کی تعبیرات کا ظاہر ہونا اس عالی مقام کے لوازمات میں سے ہے۔ وَبِذُنْهَا خَرَطُ الْقَتَادِ (اس کے علاوہ کانٹوں میں ہاتھ ڈالنا ہے)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اکابرِ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم اپنے بعض مریدوں کو مقامِ شیخی تک پہنچنے سے پہلے کسی مصلحت کے پیش نظر ایک طرح کی اجازت دیدیتے ہیں اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں کہ وہ طالبوں کو طریقت کی تعلیم دیں اور ان کے احوال و واقعات سے مطلع رہیں۔..... اس طرح کی تجویز میں شیخ مقتدا پر لازم ہے کہ ان ”مریدانِ مجاز“ (اجازت یافتہ مریدوں) کو اس کام میں بڑی احتیاط سے کام کرنے کا حکم کریں اور تاکید کے ساتھ غلط مقامات کی نشاندہی کریں اور بار بار ان کے نقص کی اطلاع دیتے رہیں اور مبالغہ کے ساتھ ان کے نقص ہونے کو ظاہر کریں..... اس صورت میں اگر شیخ اظہار حق میں سستی کرے گا تو یہ خیانت ہوگی اور اگر مرید کو یہ بات پسند نہ آئے تو وہ بدنصیب ہے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ حق جل و علا کی رضا مندی شیخ کی رضا مندی سے وابستہ ہے اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے۔ اس پر کیا مصیبت ہے کہ وہ نہیں سمجھتا کہ ہم سے قطع تعلق کرنا اس کو کہا تک پہنچا دے گا۔ اگر ہم سے قطع کرے گا تو اس کو کون ملا دے گا۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی پناہ! اگر اس قسم کے خیالات اس کے دل میں آئیں تو فوراً توبہ کرے اور استغفار کرے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ میں التجا و زاری کرے کہ وہ اس بڑی مصیبت (شیخ سے اعراض) میں اس کو مبتلا نہ کرے اور اس خطرناک بلا و آزمائش

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ دوستوں کی اس لاپرواہی اور اضطراب سے کسی قسم کا غبار اور آزار اس (فقیر) کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ اس وجہ سے امیدوار ہے کہ تمام کاموں کا انجام بخیر ہوگا۔..... اور باقی احوال و اوضاع سعادت مند بھائی مولانا محمد صالح تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ اور بعض شبہات کے مقامات کو ان سے دریافت کر لیں..... اور سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ الصلوٰات والتسلیمات اتہاواکملہا کی متابعت کو لازم جانا۔

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۲﴾ ۱۔ آپ کو قدیم اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کے بعد ایک اور یار محمد جو دفتر اول کے مکتوبات کے جامع ہیں، حضرت مجدد کے آستانے میں پہنچے، دوسرے کو جدید کہتے ہیں۔ آپ اپنے لقب کے مطابق حضرت مجدد قدس سرہ کے قدیم اصحاب میں سے ہیں شب بیدار اور روزے دار تھے الخ ۱۲

۲۔ فحوی و فحوا: فاپر زبر ہے اور آخر میں الف مقصورہ اور ممدودہ دونوں آئے ہیں، معنی مضمون اور معانی ۱۲

۳۔ قولہ کمین: بروزن نکلین کمین گاہ یعنی دشمن یا شکار کو پکڑنے کے لئے چھپ کر بیٹھنا ۱۲

۴۔ تسویل: کام کا آراستہ کرنا، نیز شیطان کا گناہوں کو آراستہ کرنا لوگوں کے نفوس میں اور سخن آرائی اور سوال کرنا اور چاہنا ۱۲

۵۔ تمویہ: بروزن ثقبویض بمعنی سونے کا طمع کرنا، ارایش کرنا، اور مکرو فریب اور چالپوسی کے معنی میں بھی آتا ہے ۱۲

۶۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اس کا رزق) إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی (سب کو) روزی دینے والا قوت والا (اور) زور والا ہے) وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ (اور آسمان میں ہے تمہارا رزق) ۱۲

لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿ص ۱۳﴾ ۱۔ قولہ عہدہ..... کیونکہ شیخ پر مرید کا حق لازم و واجب ہے ۱۲

۲۔ التعریب، شعر کا عربی شعر میں ترجمہ

وَمَا هُوَ شَرْطُ الْبَلَاغِ أَقُولُهُ فَخُذْ مِنْهُ نَصْحًا خَالِصًا أَوْ مَلَالَةً

اور وہ جو پہنچانے کی شرط ہے میں وہ کہتا ہوں پس آپ اس سے خالص نصیحت حاصل کرو یا ملال ۱۲

۱۔ قال السیوطی فی الدرر المنتثرة: اسندہ الدیلمی من حدیث ابی رافع و ذکوہ ایضاً

فی الجامع الصغیر بلفظ الشیخ فی اہلہ کالنبی فی اُمّتہ و عزاء الی الخلیلی وابن

النجار عن ابی رافع بلفظ الشیخ فی بیئہ کالنبی فی قومیہ و عزاء الی ابن حبان فی

الضعف والشیرازی فی القاب عن ابن عمر، رمزہ السیوطی الی ضعفہ لکن یؤیدہ

(الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ) (عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ) فقد اسرف من عدہ فی

الموضوعات ۱۲

ترجمہ: امام سیوطی نے الدرر المنتثرہ میں فرمایا: دیلمی نے اسکوند کے ساتھ ابورافع سے روایت کیا ہے، نیز اسکو جامع

صغیر میں ذکر کیا ہے ان لفظوں سے الشیخ فی اہلہ کالنبی فی اُمّتہ (شیخ اپنے اہل میں ایسے ہے جیسے نبی

اپنی امت میں۔ اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس کو ابن خلیل اور ابن نجار نے ابورافع سے ان لفظوں سے روایت کیا ہے اَلشَّيْخُ فِي بَيْتِهِ كَالنَّبِيِّ فِي قَوْمِهِ (شیخ اپنے گھر میں ایسے ہوتا جیسے نبی اپنی قوم میں) اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ اسکو ابن حبان نے ضعفاء میں اور شیرازی نے القاب میں ابن عمر سے روایت کیا ہے، امام سیوطی نے اس کے ضعف کا اشارہ کیا ہے، لیکن اسکی تائید کرتی ہیں یہ حدیثیں: اَلْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (علماء انبیاء کے وارث ہیں) اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِي كَالنَّبِيِّ اِسْرَائِيلَ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں) پس جس نے اس کو موضوعات میں شمار کیا زیادتی کی ہے ۱۲

یعنی مذکورہ امور حاصل کرنے کے بغیر مقام شیخی کا دعویٰ کرنا درخت کی کانٹوں والی شاخ پر ہاتھ مارنے کی طرح ہے ۱۲

قوله سَخَطَ پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہے اور خانقہ والی ہے، غصہ اور غضب، اس کے پیش سے بھی آیا ہے ۱۲

قوله مُنْجِرٌ، اسم فاعل از اِنْجِرَارٍ بمعنی کھینچنے والا ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

☆ مَطِيئَةٌ بفتح و کسر طائے معجمہ و تشدید نون، موضع گمان یعنی جائے گمان بردن ۱۲ غ میم پر زبر اور خانقہ والے کی زیر سے اور نون پر شد، ظن کی جگہ یعنی گمان لے جانے کی جگہ ۱۲ غ ☆ با کسیک پیر خود ۱۲ اپنے پیر ۱۲ ☆ قطع از پیر ۱۲ پیر سے ۱۲ ☆ زَلَّات لغزش ہائے ۱۲ لغزشیں ۱۲ ☆ مشوش پریشان ۱۲ ☆ آزار ناخوشی ۱۲ ناراضگی ۱۲

☆ موجب سبب ۱۲ ☆ منقش نیست شونده ۱۲ نیست ہونیوالا ۱۲ ☆ مواخذہ گرفت ۱۲ پکڑ ۱۲ ☆ لعین ملعون ۱۲ لعنتی ۱۲ ☆ دشمن لعین شیطان ۱۲ ☆ این مسکین اسان ۱۲ آدمی ۱۲ ☆ بربند شیطان و نفس ۱۲

..... شیطان اور نفس ۱۲ ☆ سینات بدیہا ۱۲ برائیاں ۱۲ ☆ حسنات نیکیاں ۱۲ نیکیاں ۱۲ ☆ وانما یند ظاہر کنند ۱۲ ظاہر کرتے ہیں ۱۲ ☆ فرمودہ اند اکابر طریقت ۱۲ بڑے بزرگ ۱۲ ☆ متعسر دشوار ۱۲

مشکل ۱۲ ☆ ملتی: پناہ آرنده پناہ لینے والا ۱۲ ☆ متعسر زاری کنندہ ۱۲ عاجزی کرنیوالا ۱۲ ☆ بشکستگی دل ۱۲ دل کی شکستگی ۱۲ ☆ دیگر نصیحت ۱۲ دوسری نصیحت ۱۲ ☆ این طائفہ فقراء ۱۲ بزرگان ۱۲

☆ مرضیات خوشنود یہا ۱۲ رضامندیاں ۱۲ ☆ متعلقان زن و فرزند ۱۲ بیوی بچے ۱۲

☆ کتابتے مکتوبے ۱۲ ایک مکتوب ۱۲ ☆ کتابت مکتوب ۱۲ ☆ طبیعتش یار محمد ۱۲ یار محمد کی طبیعت ۱۲

☆ کہ زیرا کہ ۱۲ کیونکہ ۱۲؟ ۱۲ ☆ مظان: مواضع ظن غلط ۱۲ غلط گمانی کے مقامات ۱۲ اعلام

..... بایشان ان کو ۱۲ ☆ چہ رونما ید حق راعز و جل ۱۲ اللہ تعالیٰ کو ۱۲ ☆ بدانکہ ملایا محمد ۱۲ مولانا یا محمد ۱۲

☆ مقام شیخی مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ دعوت خلق: خواندہ ۱۲ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ۱۲ بس مقام: خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ علم مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از لوازم خبر ہے ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ اکابر طریقت بزرگان طریقت ۱۲ ☆ پیش قبل ۱۲ پہلے ۱۲ ☆ مواد مواضع ۱۲ مقامات ۱۲ ☆ وانما ید ظاہر کنند ۱۲ ظاہر کرتا ہے ۱۲ ☆ خائن خیانت کنندہ ۱۲ خیانت کرنے والا ۱۲ ☆ بد آید ناپسند ۱۲ ☆ دولت مرید ۱۲ مرید کا دل ۱۲ ☆ مگر مرید ۱۲ مگر مرید ۱۲ ☆ نمیداند ملایا محمد ۱۲ ملایا محمد نہیں جانتے کہ ۱۲ ☆ منوط مُعَلَّقٌ ۱۲ لٹکا

پیر ۱۲..... مرشد ۱۲ ☆ مسابہ سستی ۱۲ ☆ مربوط وابستہ ۱۲..... تعلق رکھنے والا ۱۲ ☆ بکہ کد ام کس ۱۲..... کون
 شخص ۱۲ ☆ ملتی پناہ گیرندہ ۱۲..... پناہ لینے والا ۱۲ ☆ متضرع زاری کنندہ ۱۲..... عاجزی کرنی والا ۱۲ ☆ باین
 ابتلائے اعراض از شیخ خود ۱۲..... اپنے شیخ سے منہ موڑنا ۱۲ ☆ عواقب انجام کار ہا ۱۲..... کاموں کے انجام ۱۲

دوسو چکیسواں مکتوب ﴿ ۲۲۵ ﴾

ملاحظہ فرمایا..... اس بیان میں کہ اس طریقہ عالیہ کی ابتدا میں وہ احوال میسر ہو جاتے ہیں جو دوسرے (طریقے والوں) کو نہایت (آخر) میں حاصل ہوتے ہیں لیکن ”اندر ارج نہایت و بدایت“ کے طریق پر جو کہ اس طریقہ عالی کے لوازمات میں سے ہے۔ ابتدا میں ایسے احوال ظاہر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صاحب احوال کو کامل اور مکمل قرار دیا جائے اور طریقہ سکھانے کی تعلیم کی اجازت دیدی جائے اور اس کے مناسب بیان میں۔

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ وَنُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَعَلَى الْبَرَامِ (ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں اور آپ پر اور آپ کی بزرگ اولاد پر سلام بھیجتے ہیں)..... آپ کے پے در پے بھیجے ہوئے گرامی نامے موصول ہوئے اور طالبوں کی گرما گرمی اور ان کا ذوق و شوق اور جمعیت کا حال معلوم ہو کر خوشی پر خوشی حاصل ہوئی..... حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ اس طریقے کی ابتدا ہی میں اس کی انتہا درج ہے لہذا اس طریقہ عالیہ کے مبتدیوں کو شروع میں اس قسم کے احوال ظاہر ہوتے ہیں جن پر منتہی حضرات کے احوال کا شبہ ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے دونوں قسم کے احوال کے درمیان سوائے اس عارف کے جس کی نظر بصیرت تیز ہو کوئی فرق محسوس نہیں کر سکتا..... پس محض اعتماد کرتے ہوئے ان احوال پر جو احوال انہوں نے حاصل کر لئے ہیں ان کو طریقہ سکھانے کی اجازت نہیں دینی چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں اس صاحب احوال کا نقصان اس کے طالبوں کے نقصان سے زیادہ ہے (اور اس بات کا) احتمال ہے کہ اس کا اپنے خیال کے مطابق کامل ہونا اس کی ترقی کو روک دیگا اور بہت ممکن ہے کہ جاہ و مرتبہ جو ”مقام ارشاد“ کے لوازمات سے ہے اس کو کسی مصیبت میں گرفتار کر دے کیونکہ اس کا نفس امارہ ابھی تک اپنے کفر پر قائم ہے اور اس کا تزکیہ نہیں ہوا ہے۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا، جس جماعت کو آپ نے اجازت دی ہے اس کو نرمی اور محبت سے سمجھائیں کہ اس طرح کی اجازت کمال پر منحصر نہیں ہے ابھی بہت کام کرنا باقی ہے، اس قسم کے احوال جو شروع میں ظاہر ہوتے ہیں ”اندر ارج نہایت در بدایت“ (ابتدا میں انتہا درج ہونے) کی قسم سے ہیں۔ اور مناسب نصیحتیں جو ان کے مناسب حال ہوں اختیار کریں۔ اور ان کے نقائص سے ان کو مطلع کرتے رہیں..... اب چونکہ آپ نے ان کو اجازت دیدی ہے اس لئے طریقہ کی تعلیم سے ان کو منع

نہ کریں۔ ممکن ہے کہ آپ کی توجہ کی برکت سے ”مقام ارشاد“ کی حقیقت تک پہنچ جائیں..... دوسرے یہ کہ جب آپ نے اس عظیم القدر کام کو شروع کر دیا ہے تو مبارک ہو، اس کام میں بڑی سعی و کوشش کریں اور سرگرم رہیں تاکہ طالبوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی کا باعث ہو۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۲﴾ قولہ ہنگامہ: لوگوں کا مجمع اور یہاں یہی مراد ہے، وقت اور ہنگام کے معنی میں بھی آتا ہے ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

﴿ص ۱۳﴾ ☆ طریقہ علیہ..... یعنی طریقہ حضرات نقشبندیہ ۱۲..... یعنی سلسلہ نقشبندیہ ۱۲ ☆ دونوں احوال..... احوال مبتدیان و

احوال متعینان ۱۲..... ابتدائی سالکوں کے حالات اور منتہی سالکوں کے حالات ۱۲ ☆ حدت..... تیزی ۱۲ ☆ درین

صورت..... اجازت فرمودن مرآن صاحب احوال ۱۲..... خاص طور پر ایسے احوال والے کو اجازت بیعت دینا ۱۲

☆ مُستریہدان..... طالبان براہ حق و مریدان ۱۲..... اللہ تعالیٰ کی راہ کے طالب اور مرید لوگ ۱۲ ☆ تخیل کمال

..... نسبت بخود ۱۲..... اپنے بارے میں اپنی نسبت کمال کا خیال کرنا ۱۲ ☆ اور..... صاحب احوال ۱۲..... ایسے احوال والا ۱۲

☆ اَمَّارہ..... نفس ۱۲..... نفس امارہ ۱۲ ☆ مَضَى مَا مَضَى..... گذشت آنچه گذشت ۱۲..... گذر گیا جو گذر گیا ۱۲ ☆ بملائمت

..... بنری ۱۲..... بنری کے ساتھ ۱۲ ☆ دانند..... حال شان ۱۲..... ان کا حال ۱۲ ☆ کار دازند..... بعمل آزند ۱۲.....

عمل میں لائیں ۱۲

دوسو چھبیسواں مکتوب ﴿۲۲۶﴾

اپنے برادر حقیقی میاں شیخ محمد مودود کی طرف تحریر فرمایا..... اس بیان میں کہ زندگی کی فرصت (مہلت)

بہت کم ہے اور ہمیشہ کا عذاب اس پر مرتب ہے اور اس کے مناسب بیان میں۔

میرے محترم بھائی کا گرامی نامہ موصول ہو کر خوشی کا باعث ہوا۔ اے بھائی! وَفَّقَنَا اللَّهُ سُبْحَانَہ

وَإِيَّاكَ (اللہ سبحانہ ہم کو اور تم کو) (نیک اعمال کی) توفیق عطا فرمائے (زندگی کی فرصت بہت کم ہے) (اگر زندگی

خلاف شریعت کاموں میں گذاری تو) اس پر ہمیشہ کا عذاب مرتب ہو گا بڑے افسوس کی بات ہے کہ کوئی شخص

(زندگی کی) اس فرصت کو بے فائدہ کاموں کے حصول میں خرچ کر ڈالے اور دائمی تکالیف کو اپنے اوپر لازم کر

لے..... اے بھائی! لوگ اطراف و جوانب سے اسباب دنیوی کو چھوڑ چھاڑ کر مور و ملخ (چیونٹی اور ٹڈی) کی

طرح یہاں (سرہند) آرہے ہیں اور تم ہو کہ گھر کی دولت کی قدر نہ جان کر اس کمینہ دنیا کی طلب میں بڑے مزے

کے ساتھ بھاگے پھر رہے ہو اور بڑے شوق کے ساتھ اس کے حصول میں لگے ہوئے ہو: أَلْحَيَاءُ شُعْبَةَ بَن

الْإِيْمَانِ (حیا ایمان کی شاخ ہے) یہ حدیث نبوی علیہ من الصلوٰات افضلها ومن التسلیمات اکملها ہے..... اے بھائی! اہل اللہ کا اس طریقہ پر اجتماع اور اس طرح اللہ فی اللہ کی (خالص اللہ کے لئے) جمعیت جو کہ آج کل سر ہند میں میسر ہے اگر تمام جہان کے چاروں طرف چکر لگاؤ تو بھی معلوم نہیں کہ اس دولت کا عشر عشر (سواں حصہ) کہیں پاسکو، اور ذرا سا بھی اس ماجرے کا حال معلوم کر سکو، اور تم نے اس دولت کو مفت میں اپنے ہاتھ سے کھو دیا ہے، اور عمدہ قسم کے جواہرات کو چھوڑ کر بچوں کی طرح اخروٹ و مٹھی پر کفایت کی ہے۔ مصرعہ

شرمت بادا ہزار شرم ت بادا (شرم آئے تجھے ہزار بار آئے)

اے برادر! شاید (قضا و قدر اس کے بعد پھر کبھی فرصت نہ دیں، اگر دیں بھی تو اس قسم کا اجتماع قائم نہ رہے، اس وقت کیا علاج ہوگا اور کس طرح تدارک ہوگا اور کس چیز سے اس کی تلافی کر سکو گے تم نے خطا کی ہے اور غلط سمجھا ہے۔ مرغن اور شیریں لقموں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ نفیس اور مزین لباسوں پر دھوکہ نہ کھاؤ کہ ان کے نتائج دنیا و آخرت میں حسرت و ندامت کے علاوہ کچھ نہیں، اپنے اہل و عیال کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا اور آخرت کا دائمی عذاب مول لینا عقل دور اندیش سے بہت دور ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ تم کو عقل دے اور غفلت سے متنبہ کرے..... اے بھائی! دنیا بے وفائی میں ضرب المثل ہے اور دنیا دار کمینگی اور بخیلی میں مشہور ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنی قیمتی عمر کو اس بے وفا اور کمینہ دنیا کے پیچھے صرف کرے۔

مَا عَلِي الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ (قاصد کا کام پیغام پہنچا دینا ہے) وَالسَّلَامُ

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۵﴾ ۱۔ یعنی حیا ایمان کی بڑی شاخ ہے، اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس سے مراد حیا ایمانی ہے جو آدمی کو برے فعل سے روکتا ہے شرعی ممانعت کے طور پر، نہ کہ نفسانی ممانعت جو بندے کو ملامت اور بدنام ہونے کے خوف سے ڈراتی ہے اس حیا کا ذکر خاص طور سے اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ برائی سے بچنے کی طرف دعوت دیتی ہے، بے شک حیا دار آدمی آخرت کی ذلت و رسوائی سے ڈرتا ہے تو وہ منع کی ہوئی چیزوں سے رکتا ہے اور کھیل تماشے سے باز رہتا ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ حیا کی حقیقت یہ ہے کہ تیرا مولا تجھے ایسی جگہ نہ دیکھے جس سے تجھے اس نے منع کیا ہے ۱۲

۲۔ جوز، جیم کے زر سے فارسی گوز سے عربی میں جوز بنا ہے، گوز گاف پر زبر ہے بمعنی گردگان جس کو اردو میں اخروٹ کہتے ہیں، اور موز کا معنی مٹھی ہے ۱۲

۳۔ تذک، راپر پیش ہے، کسی چیز کا دریافت کرنا جو ضائع ہو چکی ہو ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

﴿ص ۱۵﴾ ☆ متفرع..... مترتب ۱۲..... ترتیب دیا ہوا ۱۲ ☆ وَفَقَّنَا اللّٰهَ..... یعنی خدائے پاک مایان را توفیق مرضیات خود دہا ۱۲

..... یعنی اللہ سبحانہ ہم کو اور آپ کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے ۱۲ ☆ حیوۃ..... زندگانی ۱۲..... زندگی ۱۲ ☆ حیف..... ستم و

جور ۱۲..... ظلم و ستم ۱۲ ☆ لا طائل..... بے فائدہ ۱۲ ☆ آلام مخلص ۱۲..... درد ہائے دائمی ۱۲..... ہمیشہ کے درد ۱۲ ☆ ذنبہ

..... کینہ ۱۲ ☆ عشر عشر صدم حصہ ۱۲ سوواں حصہ ۱۲ ☆ شمشہ اندک ۱۲ تھوڑا، کم ۱۲ ☆ ند ہند قضا و قدر ۱۲
 تقدیر ۱۲ ☆ تلافی دریافتن و بدست آوردن ۱۲ دریافت کرنا اور ہاتھ میں لانا ۱۲ ☆ مزیت مزین ۱۲
 آراستہ کیا ہوا ۱۲ ☆ مثل بفتین داستان ۱۲ پہلے دوزبر، داستان، کہانی ۱۲ ☆ وناعت کینگی ۱۲ گھٹیا پن ۱۲
 ☆ حیف ستم ۱۲ ظلم ۱۲

دوستا کیسواں مکتوب ﴿ ۲۲۷ ﴾

ملا طاہر لاہوری کی طرف صادر فرمایا بعض پند و نصائح کے بیان میں جو کہ شیخی اور تکمیل کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) مکتوب شریف موصول ہو کر خوشی کا باعث ہوا۔ دوستوں کی لذت و حلاوت کے بارے میں جو کچھ آپ نے تحریر کیا تھا بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا.....

اے بھائی! حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے لہذا اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر پوری طرح بجا لائیں اور اس بات کی احتیاط رکھیں کہ کوئی ایسا امر صادر نہ ہو جو مخلوقات کی نفرت کا باعث بنے اور وبالِ عظیم ہو (کیونکہ) مخلوق کی نفرت ملامتیہ جماعت کے حال کے مناسب ہے کہ وہ شیخی اور دعوت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ملامت کا مقام شیخی کے مقام کے خلاف ہے ایسا نہ ہو کہ ان دونوں مقاموں کو (آپس میں) خلط ملط کر دیں۔ اور عین شیخی میں ملامت کی آرزو کرنا بہت بڑے ظلم کی بات ہے..... اور مریدوں کی نظروں میں اپنے آپ کو ”متجمل“ (آراستہ و پیراستہ) رکھیں اور مریدوں کے ساتھ بہت زیادہ شیر و شکر اور بے تکلف نہ ہوں کیونکہ یہ سبکی اور حقارت کا باعث ہے جو کہ ”افادہ و استفادہ“ (فائدہ پہنچانا اور فائدہ حاصل کرنا) دونوں کے منافی ہے اور حدود شرعیہ کی محافظت میں بہت زیادہ احتیاط رکھیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے رخصت پر عمل نہ کریں کہ یہ بھی طریقہ عالیہ کے منافی ہے اور روشن سنت کی متابعت کے دعوے کے مخالف ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا: رِيَاءُ الْعَارِفِينَ خَيْرٌ مِّنْ إِخْلَاصِ الْمُرِيدِينَ (عارفوں کی ریا مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہے) کیونکہ عارفوں کی ریا (دکھاوا) طالبوں کے دلوں کو حق جل سلطانہ کی جناب میں کھینچنے کے لئے ہوتا ہے لہذا لازماً (عارفوں کی ریا) مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہوئی۔ اور اسی طرح عارفوں کے اعمال خاص طالبوں کے لئے اعمال کی بجا آوری میں تقلید کا باعث ہیں۔ اگر عارف خود عمل نہیں کریں گے۔ تو طالبین بھی محروم رہیں گے۔ لہذا عارف اس لئے (ریا) کرتے ہیں تاکہ طالبین ان کی اقتدا کریں۔ یہ ریا عین اخلاص ہے بلکہ اخلاص سے بھی بہتر ہے جو اپنے نفع کے لئے ہو..... اس بات سے کوئی شخص یہ گمان نہ کر

لے کہ عارفوں کا عمل صرف طالبوں کی تقلید کے لئے ہے اور عارفوں کو عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ عِيَاذًا بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ (اللہ سبحانہ کی پناہ) یہ بات خود عین الحاد و زندقہ ہے، بلکہ عارف اعمال کی بجا آوری میں تمام طالبوں کے ساتھ برابر ہیں، اور اعمال کی بجا آوری میں کوئی شخص بھی مستثنیٰ نہیں ہے..... خلاصہ کلام یہ ہے بسا اوقات عارف کے اعمال میں طالبوں کا نفع بھی مد نظر ہوتا ہے جو ان کی تقلید پر مربوط ہے، اس اعتبار سے وہ اس کو ریا کا نام دیتے ہیں۔

غرض کہ اپنے قول و فعل میں بہت زیادہ محتاط رہیں کیونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ فساد و ہنگامے کے درپے ہیں کوئی کام بھی ایسا سرزد نہ ہو جو اس مقام کے منافی ہو، اور جاہل لوگوں کو بزرگوں پر طعن کرنے کا موقع ہاتھ آئے، اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سے استقامت طلب کرتے رہیں..... دوسرے یہ کہ مشائخ کی نسبتوں کے حاصل کرنے کے بارے میں آپ نے لکھا تھا، اس کی وجہ کئی مرتبہ آپ سے بالمشافہ بیان ہو چکی ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھیں کہ اس میں خیریت نہیں ہے زیادہ کیا تحریر کیا جائے۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۶﴾ ۱۔ جاننا چاہیے کہ ملامتیہ ایک ایسی جماعت ہوتی ہے جو اخلاص کے معنی کی رعایت کرنے میں بڑی سعی کرتے ہیں اور عبادات کو پوشیدہ رکھنے اور نیکیوں کو چھپانے میں مبالغہ کرنا واجب سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ ایک منٹ بھی نیک اعمال سے خالی نہیں گزارتے، اور فضائل و نوافل کو جمع کرنے کو ضروری شمار کرتے ہیں، بعضے لوگ کہتے ہیں:

”لامتی وہ ہے جو نیکی کو ظاہر نہ کرے اور برائی کو نہ چھپائے“

پس لامتی مخلص ہیں لام کی زیر سے اور صوفیہ مخلص ہیں لام کی زبر سے۔ یہ خلاصہ ہے اس کا جو فحیات الانس میں ہے ۱۲ قولہ منصب، میم پر زبر ہے اور صاد بے نقطہ کے نیچے زیر ہے۔ اس کا معنی قائم ہونے کی جگہ ہے اور مجازی طور پر یہ رتبہ اور جلیل القدر عہدہ کے معنی میں آتا ہے۔ صاد کے زبر سے پڑھنا غلط ہے ۱۲

قولہ دو مقام: یعنی مقام ملامت اور مقام پیری اور ارشاد ۱۲

قولہ تجمل دارند: یعنی نبی ﷺ کی سیرت سے آراستہ، التجمل للاصحاب والوفود (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور باہر سے آنے والے وفدوں کے لئے اچھا لباس زیب تن کرنا) ۱۲

قولہ افادہ: یعنی فائدہ دینا اور فائدہ پہنچانا شیخ و مرشد کا مریدوں اور طالبان حق تعالیٰ کو، اور قولہ استفادہ یعنی فائدہ حاصل کرنا مریدوں کا اپنے شیخ و مرشد سے ۱۲

۳ شرح عقائد میں علامہ سعد الدین تفتازانی نے فرمایا: اور بندہ جب عاقل بالغ ہے ایسے مقام تک نہیں پہنچتا کہ اس سے امر اور نہی ساقط ہو جائیں ان خطابات کے عام ہونے کی وجہ سے جو تکالیف شرعیہ کے سلسلے میں وارد ہیں اور اسی پر مجتہدین کا اجماع ہے، اور بعض مباحین اس طرف گئے ہیں کہ بندہ جب غایت محبت کو پہنچ جاتا ہے اور اپنے دل کی صفائی تک پہنچ جاتا ہے اور بغیر نفاق کے ایمان کو کفر کے مقابلہ میں اختیار کر لیتا ہے تو اس سے امر و نہی ساقط ہو جاتا ہے اور کبار کے ارتکاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل نہیں کرے گا اور ان میں سے بعض اس طرف گئے ہیں کہ اس سے عبادات ظاہرہ ساقط ہو جاتی ہیں اور اسکی عبادت تفکر ہوتا ہے اور یہ کفر اور ضلال (گمراہی) ہے، اس لئے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ کامل محبت اور ایمان میں انبیاء ہیں خصوصاً حبیب اللہ ﷺ باوجودیکہ تکالیف شرعیہ

انبیاء کے حق میں اتم واکمل ہیں اور بہر حال فرمان نبی علیہ السلام اِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا لَمْ يَضُرَّهُ ذَنْبٌ (جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو کوئی گناہ مضرت نہیں ہوتا) اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسکی گناہوں سے حفاظت کرتا ہے تو اسکو گناہوں کا ضرر لاحق نہیں ہو پاتا شرح عقائد نسفی، مذکورہ حدیث ان لفظوں سے نہیں ملی ۱۲

قولہ اِدْوَان: الف پر زبر اور زید دونوں طرح ہے اس کے معنی وقت اور ہنگام ہیں ۱۲

قولہ کارے، باید کہ کارے از شاہ بوقوع، چاہیے کہ کوئی کام بھی ایسا سرزد نہ ہو ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

☆ ص ۱۶ ﴿☆ حلاوت شیرینی ۱۲ مٹاس ۱۲ ☆ نفرت خلاق از شام ۱۲ آپ سے ۱۲ ☆ وبال سختی و گرانی و

عذاب ۱۲ ☆ ملامتہ جماعت ۱۲ ایک جماعت ہے ۱۲ ☆ شخی از شام ۱۲ آپ سے ۱۲ ☆ دعوت خلق بحق

جل و علا ۱۲ اللہ تعالیٰ کی طرف مخلوق کو دعوت دینا ۱۲ ☆ نقیض خلاف ۱۲ اُلٹ ۱۲ ☆ خَلَط آمیختن ۱۲ ملنا

..... ملا ۱۲ ☆ ظلم عظیم است بر خود بر مستر شدان ۱۲ اپنے اوپر اور مریدین پر ۱۲ ☆ متجمل یعنی خود را آراستہ

نمائندہ ۱۲ اپنے آپ کو سنوارنے والا اور آراستہ کرنے والا ۱۲ ☆ مستر شدان طلب کنندگان را خدا ۱۲ اللہ تعالیٰ کا

راستہ طلب کرنے والے ۱۲ ☆ اِفراط بالکسر از حدود گذشتن ۱۲ الف کی زیر سے، حدوں سے تجاوز کرنا ۱۲

☆ استخفاف سبکی و حقارت ۱۲ گھٹیا پن اور حقارت اختیار کرنا ۱۲ ☆ استخفاف مر شمار ۱۲ خاص طور پر آپ کو ۱۲

☆ رخصت مقابل عزیمت ۱۲ عزیمت کے مقابلے میں ۱۲ ☆ عزیزے بزرگ ۱۲ ایک بزرگ ۱۲

☆ رِيَاءُ الْعَارِفِينَ ریاء عارفان بہتر است از اخلاص مریدان ۱۲ عارفوں کی ریاء مریدوں کے اخلاص سے بہتر

ہے ۱۲ ☆ انجذاب کشیدہ شدن ۱۲ کھینچ جانا ۱۲ ☆ طَلَاب طالبان ۱۲ خدا کے طالب ۱۲ ☆ اقتدا نمائندہ ۱۲

و بحق سبحانہ بر سند ۱۲ اللہ تعالیٰ تک پہنچیں ۱۲ ☆ الحاد بالکسر، از دین برگشتن ۱۲ الف کے نیچے زیر ہے، دین سے پھر

جانا ۱۲ ☆ زندقہ بے دین و ملحد شدن و از راہ شرع سرپیچیدن ۱۲ بے دین اور گمراہ ہونا اور شریعت کی راہ سے سر

پھیرنا ۱۲ ☆ ہنگامہ طلب اند طالان قند و فساد ۱۲ قند و فساد بر پا کرنے والے ۱۲ ☆ بالمشافہ روبرو ۱۲ سامنے

۱۲ ☆ ماورائے سوائے ۱۲

دوسواٹھائیسواں مکتوب ﴿ ۲۲۸ ﴾

میر محمد نعمان کی طرف صادر فرمایا بعض نصیحتوں کے بیان میں جو کہ مقام تکمیل اور تعلیم طریقت سے

متعلق ہیں اور اس کے مناسب بیان میں -

سیادت پناہ بھائی کا گرامی نامہ موصول ہو کر فرحت کا باعث ہوا اے بھائی! آپ سے کئی دفعہ

کہا گیا ہے کہ اس طریق کا دار و مدار دو اصولوں پر ہے ایک یہ کہ شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار

کرنا کہ اس چھوٹے سے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہوں..... دوسرے یہ کہ شیخ طریقت کی محبت و اخلاص اس طرح راسخ و ثابت ہو جائے کہ اس (کے حکم) پر کسی قسم کے اعتراض کی ہرگز گنجائش نہ رہے، بلکہ اس (شیخ) کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں پسندیدہ و محبوب دکھائی دیں..... ان دو اصولوں کے متعلق جو امور ہیں ان میں سے کسی امر میں بھی خلل واقع ہونے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور اگر اللہ سبحانہ کی عنایت سے یہ دونوں اصل درست ہو گئیں تو دنیا و آخرت کی سعادت ”نقد وقت“ ہے..... اور دوسری نصیحتیں اور وصیتیں بھی آپ کے گوش گزار کی جا چکی ہیں۔ ان کی بجا آوری میں احتیاط رکھیں اور بڑی عاجزی و زاری سے اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرتے رہیں اور اس ذی الحجہ کے عشرہ میں ”ماہ رمضان کے قضا اعتکاف“ کی نیت سے اعتکاف میں بیٹھیں جو رمضان میں آپ سے قضا ہو گیا تھا تا کہ اس نیت سے سنت پر عمل کرنے کی سعادت حاصل ہو۔ اور اس عشرہ اعتکاف میں گریہ و زاری ”التجا و نیاز سے اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی اس عشرہ میں (توجہ سے) تمہاری مدد کریگا۔

اجازت نامہ کی تحریر میں جو اس قدر مبالغہ اور اہتمام رکھتے ہیں۔ اس سے آپ کا کیا مقصد ہے آپ کو طریقہ کے تعلیم دینے کی جو اجازت دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں ہے تو اجازت نامہ کیا کام دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ دل میں خیال آجائے۔ اس کے لئے ضرور کوشش کی جائے۔ بہت سی ایسی باتیں دل میں گذرتی ہیں جن کا ترک کرنا نسب و اولیٰ ہوتا ہے۔ نفس بڑا ضدی ہے جس کام کو بھی چاہتا ہے اس کو پورا کرنے کے درپے ہو جاتا ہے اور اس کے حق و باطل کا لحاظ نہیں کرتا..... یہ چند کلمات آپ کی خاطر لکھ دیئے گئے ہیں حضرت حق سبحانہ آپ کو نفع دے اپنے کام کی فکر خود کرنی چاہیے تا کہ (دنیا سے) ایمان سلامت لے جائیں..... اجازت نامہ اور مرید کام نہیں آئیں گے۔ ہاں اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی شخص سچی طلب کے ساتھ آئے تو اس کو طریقت کی تعلیم دیدی جائے نہ یہ کہ تعلیم طریقت کو اپنا اصل کام (پیشہ) سمجھ لیں اور اپنا معاملہ اس کے تابع کر دیں کہ یہ سراسر ضرر اور خسارہ ہے۔

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۷﴾ ۱۔ پس نبی ﷺ نے ایک سال اعتکاف نہ کیا تو آئندہ سال آپ نے اسکی قضا کی، یہ بات اس بنا پر ہے کہ اسکو ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

﴿ص ۱۷﴾ ☆ ثبات..... بفتخین..... استواری و پابرجا بودن ۱۲..... مضبوطی اور ایک جگہ پر پاؤں ہونا ۱۲ ☆ رسوخ..... بفتح بمعنی قرار و قیام ۱۲..... سکون اور کھڑا ہونا ۱۲ ☆ اصل..... قاعدہ و قانون ۱۲..... قاعدہ اور قانون ۱۲ ☆ آداب..... مستحبات ۱۲..... ☆ اصل..... ہرگز ۱۲ ☆ مجال..... جائے ۱۲..... جگہ، مقام ۱۲ ☆ تلافی..... دریا رفتن و بدست آوردن ۱۲..... پانا اور ہاتھ میں لانا ۱۲ ☆ تفصیرات..... خود ۱۲..... اپنی تفصیرات ۱۲ ☆ ابرام..... بالکسر، استوار کردن و بستوہ آوردن و طول کردن

۱۲..... مضبوط کرنا، تھکا دینا اور طول کرنا ۱۲ ☆ لجاج بفتح و بدو جیم، ستیزہ کنندہ ۱۲..... لڑائی جھگڑا کرنے والا ۱۲

☆ حقیقت ہمارے پاس موجودہ نسخہ میں ایسے ہی ہے، ظاہر یہ ہے کہ ایسے ہے (بھتیت) ☆ بانصرام بالکسر،

بریدہ شدن و منقطع شدن و آخر شدن ۱۲..... یعنی کاٹا ہوا ہونا، اور کٹا ہونا، اور آخر ہونا ۱۲ ☆ چند کلمہ یعنی اجازت نامہ

بجہت اصرار شما ۱۲..... یعنی اجازت نامہ تمہارے اصرار کی وجہ سے ۱۲ ☆ خسران زیان ۱۲..... نقصان ۱۲

دوسوا نثیسواں مکتوب ﴿۲۲۹﴾

میرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں کہ ہمارا طریقہ بالکل وہی ہے جو حضرت ایٹاں (خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے اور ہماری نسبت بھی بالکل وہی ہے لیکن صناعت کا کامل ہونا اور نسبت کا تمام ہونا مختلف افکار کی آمیزش اور آراء کے پے در پے آنے پر موقوف ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) آپ کے گرامی نامے جو آپ نے اپنے مخلص مشتاق کے نام تحریر کئے تھے پے در پے موصول ہو کر فرحت کی زیادتی اور محبت کی کثرت کا باعث ہوئے، جَزَا كُمْ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ (اللہ سبحانہ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے) مختصر یہ کہ بعض شبہات

اور تردّدات جو آپ نے لکھے تھے ان کا جواب یہ ہے کہ ہمارا طریقہ بعینہ ان حضرت (خواجہ باقی باللہ) قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کا ہے اور نسبت بھی انہی کی نسبت شریفہ ہے۔ اس عالی طریق سے بڑھ کر اور کونسا طریقہ ہو سکتا ہے۔ اور اس نسبت عالی سے بڑھ کر اور کونسی نسبت اولیٰ و انسب ہے جس کو کوئی اختیار کرے

..... حاصل کلام یہ ہے کہ ہر صناعت (کارگیری) کی تکمیل اور ہر نسبت کی تکمیل (کامل ہونا) مختلف افکار کی آمیزش اور انوار و آراء کے پے در پے وارد ہونے پر منحصر ہے۔ مثلاً علم نحو جو سیبویہ (امام علم صرف و نحو) کے زمانے میں تھا اب متاخرین کے افکار کے ملنے کی وجہ سے دو سو گنا زیادہ ہو گیا اور بہت کامل و واضح ہو گیا، اس کے باوجود وہی سیبویہ کی نحو ہے جس میں متاخرین کے افکار نے اس کی آراستگی و پیراستگی کے علاوہ کوئی مزید اضافہ نہیں کیا۔

شیخ علاؤ الدولہ قدس سرہ کا مقولہ آپ کے مبارک کانوں تک پہنچا ہوگا کہ ”جس قدر ذرائع زیادہ ہوں گے اسی قدر راستہ نزدیک تر اور روشن تر ہوگا“ اس نسبت عالیہ پر اس قسم کی زیادتی نے جو اس کی آراستگی و پیراستگی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے بہت لوگوں کو (بدگمانیوں میں ڈال دیا ہے) (ورنہ) حقیقت معاملہ صرف اتنا ہی ہے جو بے تکلف و بے تصنع ظاہر کر دیا گیا ہے آپ اس فقیر کے رسائل و مکتوبات کو ملاحظہ فرمائیں کہ جن میں اس طریق کو اصحاب کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ثابت کیا ہے اور تمام نسبتوں پر اس نسبت کی فوقیت کو مدلل بیان کیا ہے۔ اور اس طریق عالی اور اس کے اکابرین کی تعریف اور مدح ایسے طریقے پر کی ہے کہ اس بزرگ خانوادہ

کے خلفاء میں سے کسی کو بھی اس کا عشرِ عشر (سواں حصہ) بیان کرنے کی توفیق نہیں ہوئی..... اور نیز یہ فقیر اپنے روزمرہ کی نشست و برخاست میں اس طریقہ کے آداب و لوازمات کی رعایت پوری طرح کرتا ہے اور سہرہ مو بھی اس کی مخالفت یا انحراف کو پسند نہیں کرتا..... تعجب ہے کہ یہ تمام خوبیاں آپ کی نظر سے پوشیدہ رہیں۔ اور اگر بالفرض پریشانی کے دنوں میں بعض دوستوں سے کلمہ و کلام میں غیر مناسب باتیں واقع ہو گئی ہوں اور آپ کی نظر میں آئی ہوں تو اس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ آپ ایسی باتوں کا یقین کر لیتے ہیں اور صرف سننے پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اگر حسنِ ظن ہے تو کیا اسی جماعت کے ساتھ مخصوص ہے شاید ہم حسنِ ظن کے قابل نہیں ہیں..... مختصر یہ کہ اگر صرف کہنے سننے پر ہی دار و مدار ہے تو پھر چغلخو رکتہ چینوں سے کبھی نجات متصور نہیں کی جاسکتی۔ اور ان سے اخلاص کی بھی توقع نہیں (بہتر یہ ہے کہ آپ) گفت و شنید کو ترک کر کے گذری ہوئی باتوں کو بھول جائیں تاکہ اخلاص پیدا ہو اور پرانی کلفت رفع ہو جائے۔

اور آپ نے لکھا تھا کہ حضرات پیرزادگان کی تربیت کا وقت آ گیا ہے اور گزر رہا ہے لہذا حضرت ایشاں (خواجہ باقی باللہ) قدس سرہ کی وصیت یاد دلائی جاتی ہے..... میرے مخدوم و مکرم اس میں خادموں کے لئے سعادت ہے کہ مخدوم زادوں کی خدمت کو اپنے اوپر فائز کر لیں۔ لیکن اس مدت میں موانع معلومہ (جور کا وٹیں معلوم ہیں) کی وجہ سے اس ظاہری خدمت سے معذور رہا اور وصیت عالیہ کے ظہور کے وقت کا انتظار کرتا رہا۔ اب اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی موانع (رکاوٹ) نہیں ہے اور گفت و شنید کی راہ بند ہو گئی ہے تو حکم فرمائیں کہ (فقیر) چند روز کے لیے حاضر ہو کر اس خدمت میں مشغول ہو جائے۔ اگر چہ غور سے ملاحظہ فرمائیں تو فقیر سمجھتا ہے کہ اس کام کی بجا آوری میں صرف وصیت کے بجالانے کا حکم ہے ورنہ آپ کی ظاہری و باطنی تربیت ان کے لئے کافی ہے کسی دوسرے کی حاجت نہیں۔

دوسرے یہ کہ برادر مولا نا عبداللطیف فرماتے تھے کہ میاں محمد قلیج نے بڑے مخدوم زادے کی ظاہری تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لے لی ہے اور آپ نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے..... یہ بات سن کر بہت تعجب ہوا۔ اگر وہ اپنی نارسائی کی وجہ سے کوئی خیال کریں تو اور بات ہے لیکن آپ اس تجویز کو (کس طرح) پسند کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں محمد قلیج خان کا یہ آزار دوسری جگہ (مخدوم زادے میں) سرایت نہ کر جائے۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۸﴾ آن جناب حضرت خواجہ باقی باللہ کے خاص اصحاب اور جلیل القدر احباب میں سے ہیں آپ کے والد ماجد بزرگوار قاضی نظام الدین بدخشان تھے مرزا حسام الدین کچھ عرصے تک امارت و جاہ کے تقید میں پھنسے رہے یہاں تک کہ جب آپ حضرت باقی باللہ قدس سرہ کی صحبت شریف سے مشرف ہوئے اور ان پر جذبہ الہی کا غلبہ ہوا تو انہوں نے جاہ و حشمت چھوڑ کر ابراہیم ادہم کی طرح ٹاٹ پلاس پہنا اور مال و منال اور جاہ و جلال سب کو خیر باد کہا اور فقر کا خزانہ اختیار کیا اور اذکار و مراقبات کی تعلیم حاصل کی، حضرت خواجہ باقی باللہ کی مرض موت میں خواجہ کے خاص فیض یافتگان میں سے سوائے مرزا حسام الدین کے کوئی دوسرا حاضر نہیں تھا، تیمارداری کی خدمات خوب انجام دیں تجویز و تکلیفیں اور

تدفین کی خدمات بھی آپ ہی نے انجام دیں اور پیر بزرگوار کے بعد وہاں خانقاہ کا انتظام اور اپنے پیر زادوں اور پیر
بھائیوں کی خدمت میں بھی بہت مصروف رہا کرتے تھے، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایک مکتوب میں اس
خدمت کا شکریہ ادا کیا ۱۲ از بدۃ المقامات

۲ قولہ تلاحق یعنی اہل فن و صنعت کے افکار کا ایک دوسرے سے ملنا و قولہ تعاقب یعنی لوگوں کے انوار و آراء کا ایک
دوسرے کے پیچھے آنا ۱۲

۳ شیخ علاء الدولہ قدس سرہ کے مختصر حالات مکتوب نمبر ایک دفتر اول کے حاشیہ میں تحریر کئے گئے ہیں وہاں سے مطالعہ کرنا
چاہیے ۱۲

۴ مشاطگی و تزئین: دونوں کے معنی زینت و زیبائش دینا اور آراستہ کرنا ہیں ۱۲ لمصححہ رحمۃ اللہ

﴿ص ۱۹﴾ ۱ قولہ کلفت: پہلے دونوں حروف پر پیش ہے اور فا پر جزم اسکے بعد تا دو نقطہ والی اس کے معنی گندہ، سخت، کھر در، نا، ہموار
اور کاف پر پیش اور فا پر زبر ہو تو اس کے معنی کدورت اور رنج و اندوہ ہیں، یہ معنی عربی میں ہیں اور یہاں یہی دوسرے
معنی مراد ہیں ۱۲

پیر زادگان: یعنی فرزندان گرامی قدر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۱۹﴾ ☆ افراط از زیادہ زیادہ ہونا بڑھنا ۱۲ ☆ حضرت ایشاں خواجہ باقی باللہ قدس سرہ ۱۲ ☆ آل را غیر

اس طریق عالی را یعنی اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے علاوہ ۱۲ ☆ نحوے علم نحو ۱۲ ☆ سیبویہ امام علم صرف و نحو ۱۲

☆ صناعت بکسر اول پیشہ و کار ۱۲ صاد کے زیر سے، پیشہ اور کام ۱۲ ☆ تزئین تفسیر ۱۲ یہ پہلے حرف کی تفسیر

ہے ۱۲ ☆ وسائل ذرائع ۱۲ ذریعے ۱۲ ☆ تخیلات فاسدہ ۱۲ برے خیالات ۱۲ ☆ عشر عشر صدم حصہ

۱۲ سوواں حصہ ۱۲ ☆ موفق توفیق دادہ شدہ ۱۲ جس کو توفیق دی گئی ہو ۱۲ ☆ مستور پوشیدہ ۱۲ ☆ واگر

..... شرط ۱۲ یہ شرط ہے ۱۲ ☆ عجب جزا ۱۲ یہ جزا ہے ۱۲ ☆ باور یقین ۱۲ ☆ بہ مجدد شنیدن یعنی پے

پے بردن حقیقت کار ۱۲ کام کی اصل کو بار بار لانا ☆ حضرت ایشاں خواجہ باقی باللہ قدس سرہ ۱۲ کہ این فقیر نمودہ

بودند ۱۲ کہ اس فقیر (مجدد) کو کی تھی ۱۲ ☆ چون چگونہ ۱۲ کیونکہ، کس طرح ۱۲ ☆ مسدود بند ۱۲ بند

☆ کانہست این فقیر ۱۲ اس فقیر کو ۱۲ ☆ والا ورنہ ☆ ایشاں ثما ۱۲ آپ ۱۲ ☆ این امر را اس

امر کو ۱۲

دوستیوں کے مکتوب (۲۳۰)

شیخ یوسف برکی کی طرف صادر فرمایا بلند ہمتی کے بارے میں اور جو کچھ حاصل ہو جائے اس پر اکتفا
نہ کرنا بلکہ جو کچھ مشہور و معلوم ہو جائے اس کی نفی کرنا اور اس معبود بے چون و بے چگون کا اثبات کرنا ہے جو دید و دانش

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو..... آپ کے احوال گرامی کا تھوڑا سا تذکرہ آپ کی اجازت کے مطابق میاں بابو نے بیان کیا اور اس کی حقیقت دریافت کی۔ اس لئے یہ چند فقرے تحریر کئے جاتے ہیں۔

میرے مخدوم! اس قسم کے احوال ابتدائی مراتب میں اس راہ سلوک کے مبتدیوں کو بہت پیش آتے ہیں ان میں سے کسی کا اعتبار نہ کریں۔ بلکہ نفی کرتے رہیں، وصل کہاں اور نہایت کدھر، شعر

كَيْفَ الْوُصُولُ إِلَى سَعَادٍ وَذُوْنَهَا قَلِيلُ الْجِبَالِ وَذُوْنَهُنَّ خِيُوفٌ

(کس طرح جاؤں درِ محبوب تک درمیاں ہیں پُرخطر کوہ اور غار)

اللہ تعالیٰ کی ذات بے چون و بے چگون (بے مثل و بے کیف) ہے، اور جو کچھ دید و دانش اور شہود و مکاشفہ

میں آتا ہے وہ اس کا غیر ہے، وہ سبحانہ و تعالیٰ وراء الوراء ہے..... اس راہ میں نادان بچوں کے مانند

جوز و مویز (اخروٹ و منٹی) پر ہرگز فریفتہ نہ ہو جائیں اور نہایت کے وصول پر مغرور نہ ہوں۔ اور اپنے واقعات و

احوال کو ناقص مشائخ کے سامنے ظاہر نہ کریں کیونکہ وہ اپنے (علم و وجدان) کے حصول کے مطابق کم کو زیادہ سمجھتے

ہیں اور ابتدا کو انتہا شمار کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے باہمت طالب اپنے کمال کے زعم میں گرفتار (پھنس) ہو جاتا

ہے اور اس کی طلب کی راہ میں فتور آ جاتا ہے۔..... شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیے اور اپنے باطنی امراض

کا علاج اس سے کرانا چاہیے۔ اور جب تک شیخ کامل تک رسائی نہ ہو اپنے احوال کو کلمہ ”لا“ کے تحت لا کر نفی کرنی

چاہیے اور معبود برحق کا جو کہ بے چون و بے چگون ہے اثبات کرنا چاہیے..... حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ

نے فرمایا ہے کہ ”جو کچھ دیکھا سنا اور جانا گیا وہ سب اس کا غیر ہے اور لا (لا الہ) کے کلمہ کی حقیقت سے اس کی نفی

کرنی چاہیے“..... اس کے علاوہ آئندہ جو کچھ بھی ظاہر ہو اس کی بھی نفی کریں کہ وہ حق تعالیٰ وراء الوراء

ہے۔ اور اثبات کی جانب میں ایک کلمہ مستثنیٰ (یعنی اللہ) کے تکلم کے سوا کچھ ہاتھ میں نہ ہو۔ اس طریقت کے

اکابرین کا یہی طریقہ ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَالتَّمَزُّمُ مُتَابَعَةُ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ

وَعَلَىٰ إِلَيْهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ أَتَمُّهَا وَأَكْمَلُهَا (سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی

کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیمات اتمہا واکملہا کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کیا)

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۹﴾

پہلے آپ ایک بزرگ سے متعلق ہوئے اور ان کی صحبت میں رہے تھے اور ان سے توحید صوری حاصل کی پھر آپ کو وقائع میں اس آستانے (سرہند شریف) کی طرف رہبری حاصل ہوئی، آپ نے پہلے ایک عریضے میں ایک صاحب کے ذریعے اپنے احوال پیش کئے، حضرت مجدد قدس سرہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ایسے احوال شروع شروع میں مبتدیوں کو بہت پیش آتے ہیں ان کا اعتبار نہ کریں۔

آپ نے بلند ہمت اور اعلیٰ احوال کے لئے ترغیب دلائی (چنانچہ) آپ پوری نیاز مندی اور شوق کی پیاس اور ولولہ

محبت کے ساتھ اور جو کچھ کہ پہلے حاصل ہوا تھا اس سے خالی ہو کر حضرت مجدد قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کچھ وقت گزارا اور پھر صبح نصیحتیں حاصل کر کے اجازت (تعلیم طریقت) کی پائی اور جالندر میں اقامت پذیر ہوئے، تھوڑے تھوڑے وقفے میں آپ آستانہ عالیہ میں حاضر ہوتے رہتے تھے ۱۲ ازبدۃ المقامات لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۱ اوائل اقدام اس راہ کی ابتداء میں چلنا ۱۲

۲ قولہ کیف الوصول جاننا چاہیے کہ اس شعر کی شرح بقدر ضرورت مکتوب نمبر ۱۰ جلد اول میں تحریر ہوئی ہے وہاں سے

ملاحظہ کرنا چاہیے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

☆ شمعہ اندک تھوڑا کجا کہاں زنبہار ہرگز بجوز اخروٹ مویز

☆ مٹی رنگ مانند مثل طفلان گول نادان و احمق یافت علم و وجدان زعم

☆ خیال فتور سستی کمال می افتد یعنی خود را کامل می شمارد یعنی اپنے آپ کو کامل شمار کیا ۱۲

☆ نرسید بصیغہ خطاب مخاطب کے صیغہ سے کلمہ کلمہ لا یعنی لا الہ تکلم تلفظ ۱۲

..... زبان سے بولنا ۱۲ ☆ مستغنی اللہ ۱۲

دوسواکتیسواں مکتوب ﴿۲۳۱﴾

میر محمد نعمان کی طرف صادر فرمایا ان سوالات کے جواب میں جو آپ سے کئے گئے تھے، اور دریافت کیا تھا کہ حصول اور وصول کے درمیان کیا فرق ہے اور وہ اسماء جو انبیا علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے تعینات کے مبادی ہیں وہ اولیاء کے تعینات کے مبادی ہیں یا نہیں، اور اگر ہیں تو ان میں کیا فرق ہے۔ اور یہ بھی دریافت کیا تھا کہ (مشائخ نقشبندیہ) ذکر جہر سے منع کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے، حالانکہ اس سے ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے اور دوسری چیزیں جو آنحضرت علیہ الصلوٰة والسلام کے زمانے میں نہ تھیں مثلاً لباس فرجی، شال اور شلوار وغیرہ سے کیوں نہیں منع کرتے۔

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ وَنُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ الْاِكْرَامِ (ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں اور آپ ﷺ پر اور آپ کی بزرگ اولاد پر سلام بھیجتے ہیں آپ کے دو مکتوب شریف پے در پے موصول ہوئے۔ پہلا مکتوب شورش و اضطراب کی خبر دیتا تھا۔ لیکن دوسرا مکتوب نرم و ہموار اور شوق و سرگرمی کی خبر دیتا تھا اے محبت کے نشان والے! میر سعد الدین نے روانگی کے وقت (آپ کے خط کا) جواب طلب کیا، (فقیر کا) دماغ اس وقت غیر حاضر اور مقبوض (بند) تھا کہ اپنے ہاتھ سے خط بھی نہ لکھ سکتا تھا (چنانچہ) مولانا یار محمد جدید سے لکھنے کے لئے کہا ہے۔ دماغی غیر حاضری کے وقت میں اگر کوئی نامناسب کلمہ لکھا گیا ہو تو معذور سمجھیں آپ کو چاہیے کہ معمولی بات پر نہ بگڑ جائیں اور معاملہ کر در ہم

برہم نہ کر دیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ایسا نہ کرے کہ کوئی دل شکنی کا سبب پیدا ہو، یا رنجش اور روگردانی کے باعث کچھ لکھی جائے۔ ہاں اگر نصیحت کے طور پر کوئی بات لکھی جائے تو اس سے خوش ہونا چاہیے۔

آپ کے دوسرے مکتوب سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ پختی و تیزی ہر کام میں درکار ہے۔ سستی اور افسردگی دشمنوں کو نصیب ہو۔ آپ نے لکھا تھا کہ ”حصول اور وصول کے درمیان جو فرق ہے اس کو سمجھ نہیں سکا“..... اے بھائی! ”حصول“، باوجود دوری کے متصور ہے اور ”وصول“، مشکل و دشوار ہے جیسا کہ عنقا کو ایک مخصوص صورت کے ساتھ تصور کیا جاسکتا ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ عنقا ہماری قوتِ مدرکہ میں حاصل ہے لیکن عنقا تک پہنچنا ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ ظلیت جو کہ کسی چیز کے مرتبہ ثانی میں ظہور سے مراد ہے اس چیز کے حصول کے منافی نہیں ہے۔ لیکن اس چیز کا وصول ظلیت کی تاب نہیں لاسکتا، لہذا ان دونوں کے درمیان فرق معلوم ہو گیا۔

اور آپ نے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ وہ اسماء جو انبیاء علیہم الصلوٰات و التسلیمات کے تعینات کے مبادی ہیں وہی اسماء اولیاء کے تعینات کے بھی مبادی ہیں، یا ایسا نہیں ہے، اور اگر ہیں تو کیا فرق ہے؟..... اے عزیز!

انبیاء علیہم الصلوٰات و التسلیمات کے مبادی ان اسماء کے کلیات ہیں، اور اولیاء کے تعینات کے مبادی ان اسماء کی جزئیات ہیں جو ان کی کلیات کے تحت درج ہیں۔ اور ان اسماء کی جزئیات سے مراد وہی اسماء ہیں جو ان کی قیود میں سے کسی قید کے ساتھ ماخوذ ہیں۔ جیسے کہ کسی شے کے ساتھ ارادہ بے قید اور ارادہ مقید ہوتا ہے، اور چونکہ اولیاء کو انبیاء علیہم الصلوٰات و التسلیمات کی پیروی کی وجہ سے ترقی ہوتی ہے اس لئے وہ اس قید کو دور کر کے مطلق کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہیں۔ اس فقیر نے اس فرق کو بعض مکاتیب میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیں۔

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ (اکابر نقشبندیہ) ذکر جہر سے منع کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے حالانکہ اس سے ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے، اور دوسری چیزوں سے جو کہ آنحضرت علیہ و علی آلہ الصلوٰات و التسلیمات کے زمانے میں نہیں تھیں۔ مثلاً لباسِ فرجی، شال اور شلوار سے منع نہیں کرتے..... میرے مخدوم! آنحضرت علیہ و علی آلہ الصلوٰة والسلام کا عمل دو قسم کا ہے: ایک عبادت کے طریقہ پر ہے اور دوسرا عرف و عادت کے طور پر، وہ عمل جو عبادت کے طریقے پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعتِ منکرہ جانتا ہوں اور اس کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کہ یہ دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرنا ہے اور وہ مردود ہے..... وہ عمل جو عرف و عادت کے طور پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعتِ منکرہ نہیں جانتا اور اس کے منع کرنے سے مبالغہ نہیں کرتا کیونکہ اس کا تعلق دین سے نہیں اور اس کا ہونا نہ ہونا عرف و عادت پر موقوف ہے نہ کہ دین و ملت پر۔ جس طرح کہ بعض شہروں کا عرف دوسرے شہروں کے عرف کے خلاف ہے اسی طرح ایک شہر میں زمانے کے تفاوت کے اعتبار کی وجہ سے عرف میں تفاوت ظاہر ہے۔ البتہ عادی سنت کی رعایت بھی بہت سے فائدوں اور سعادتوں کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضرت سید المرسلین علیہ و علیہم و علی تابعی کل من الصلوٰات افضلها و من التسلیمات اکملها کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔

﴿حاشیہ متن﴾

- ﴿ص ۲۱﴾ ۱۔ قولہ فرق چیست: انبیاء و اولیاء کے مبادی تعینات میں کیا فرق ہے؟
- ۲۔ فرجی: فا پر زبر ہے اور جم عربی ہے، بے بند قبا کی ایک قسم ہے جو سامنے سے کھلی ہوتی ہے، بعضے لوگ گریبان بند کرنے والی کھنڈی (یا بنن) لگاتے ہیں اور بہت سے لوگ لباس کے اوپر پہنتے ہیں ۱۲
- ۳۔ قولہ شال: یہ چادر کی ایک قسم ہے جو کشمیر میں دنبے کی اون سے بناتے ہیں جب دو شالوں کو جمع کرتے ہیں تو اس کو دو شالہ کہتے ہیں ۱۲
- ۴۔ سراویل: سین کی زبر سے، شلوار و پاجامہ، یہ لفظ بعضوں کے نزدیک عربی ہے ایک جماعت کے پیش نظر عجی ہے، ایک گروہ اس کو واحد کہتا ہے اور ایک جماعت جمع کہتی ہے ۱۲
- ۵۔ قولہ عنقا: عین کی زبر سے، ایک پرندہ ہے لمبی گردن والا، بعض کے نزدیک اس کا وجود فرضی ہے کسی نے اس کو دیکھا نہیں ہے، فارسی لوگ اس کو سمرغ کہتے ہیں ۱۲
- ۶۔ قولہ کالارادۃ..... یعنی جیسا کہ مطلق ارادہ یعنی کسی قید کے بغیر ارادہ، اور کسی چیز کے ساتھ مقید ارادہ، مثلاً آسمان یا زمین کا پیدا کرنا ۱۲ مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۷۔ قولہ منی: انباء سے اسم فاعل ہے، الف کی زیر سے، خبر دینے کے معنی میں ۱۲
- ۸۔ قولہ برنتابد: یعنی وصول اور پہنچنا کسی چیز کی ظلیت کے تحمل کی تاب نہیں لاسکتا ۱۲
- ﴿ص ۲۲﴾ ۹۔ قولہ فرجی: ایک قسم کی قبا ہے بے بند، سامنے سے کھلی ۱۲
- ۱۰۔ قولہ مردود، قبول کے لائق نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَحَدَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا أَمَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ (جس شخص نے ہمارے اس دین میں نئی چیز پیدا کی وہ مردود ہے) ۱۲ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۲۰﴾ ☆ اُسولہ جمع سوال ۱۲ سوال کی جمع ہے ۱۲

﴿ص ۲۱﴾ ☆ میکنند یعنی اکابر نقشبندیہ ۱۲ نقشبندی سلسلہ کے بزرگ ۱۲ ☆ بیعاقب پے در پے ۱۲ مسلسل ۱۲ ☆

وقت این فقیر ۱۲ یعنی مجدد الف ثانی ۱۲ ☆ یا محمد جامع جلد اول از مکاتیب ۱۲ مکتوبات کی جلد اول کو جمع

کرنے والے ۱۲ ☆ حرارت چستی و چا پکی ۱۲ ☆ امر دینی ۱۲ دینی امر ۱۲ ☆ اعداء دشمنان ۱۲ دشمن

لوگ ۱۲ ☆ مُعْذِر دشوار بلکہ ممتنع ۱۲ مشکل بلکہ ناممکن ۱۲ ☆ بُعْد دوری ۱۲ ☆ وصول باوجود دوری ۱۲

..... باوجود دوری کے وصال ۱۲ ☆ مُدْرِك قوت دراکہ انسانی ۱۲ ادراک کرنے والی انسانی قوت ۱۲ ☆ حاصل

است یعنی بوجود ذہنی خود ۱۲ یعنی اپنے ذہن میں موجود ہونے سے ۱۲ ☆ فَافْتَرَقَا یعنی جدا گشتند آن ہر دو یعنی

حصول و وصول ۱۲ یعنی وہ دونوں جدا ہو جاتے ہیں یعنی حصول و وصول ۱۲

﴿ص ۲۲﴾ ☆ در بعضے مکاتیب این فقیر ۱۲ یعنی حضرت مجدد کے بعض مکتوب میں ۱۲ ☆ با آنکہ باوجود آنکہ

۱۲ باوجود اس کے ۱۲ ☆ سراویل شلوار ۱۲ ☆ احداث بالکسر نو پیدا کردن ۱۲ الف کی زیر سے نیا پیدا کرنا

نیا کام کرنا ۱۲ ☆ منکر مذموم ۱۲ قابل مذمت ۱۲

دوسو بتیسواں مکتوب ﴿۲۳۲﴾

(عبدالرحیم) خان خاناں کی طرف صادر فرمایا..... کینی دنیا کی حقیقت اور اس کی ردی زیبائش کی برائی میں اور اس کینی دنیا کی محبت کے دور کرنے کے علاج میں اور اس کے مناسب بیان میں۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ من الصلوٰات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کے طفیل ناپسندیدہ کینی دنیا کی حقیقت اور اس کی گھٹیا زیب و زینت اور آرائش کی برائی کو آپ کی نظر بصیرت میں آشکارا اور منکشف کر کے آخرت کے حسن و کمال کو جنت کے باغات اور نہروں کی تروتازگی اور ان میں پروردگار جل سلطانہ کے دیدار کی زیادتی جلوہ گر فرمائے تاکہ اس جلد زوال پذیر کینی دنیا سے بے رغبتی حاصل ہو کر عالم بقا کی طرف جو مولائے جل سلطانہ کی رضا کا مقام ہے توجہ میسر آئے..... جب تک اس کینی دنیا کی برائی واضح

نہ ہوگی۔ اس کی گرفتاری سے خلاصی پانا محال ہے اور جب تک اس (دنیا کی) گرفتاری سے خلاصی میسر نہ ہو جائے فلاح و نجات اخروی کا حاصل ہونا دشوار ہے: حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ (دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے) طے شدہ فیصلہ ہے..... اور چونکہ علاج بالضد ہوتا ہے، اس لئے کینی دنیا کی محبت دور کرنے کا

علاج آخرت کی نعمتوں کی رغبت دلانے پر اور روشن شریعت کے احکام کے موافق اعمال صالحہ بجالانے پر وابستہ ہے..... حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کو پانچ بلکہ چار چیزوں پر منحصر فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

(سورہ حدید ۵، آیت ۲۰) (دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا اور زینت اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال و اولاد میں زیادتی کرنا ہے) لہذا لازمی طور پر جب اعمال صالحہ میں مشغول ہوں گے تو اس کا جزو اعظم جو لہو و لعب (کھیل اور تماشا) ہے کم ہوتا جائے گا اور ریشمی لباس اور سونے چاندی کے استعمال سے جن پر عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی زینت کا مدار ہے پرہیز کرنے لگتا ہے اور اس کا دوسرا جزو جو زینت ہے زوال پذیر ہو جاتا ہے..... اور جب

یقین ہو جائے کہ خدائے عزوجل کے نزدیک فضیلت و کرامت پرہیزگاری اور تقویٰ پر موقوف ہے نہ کہ حسب و نسب پر تو وہ فخر سے باز رہتا ہے۔ اور جب وہ جانتا ہے کہ اموال و اولاد (کی بیجا محبت) حق سبحانہ و تعالیٰ کے ذکر سے مانع ہیں اور اس کی پاک و بلند بارگاہ سے روکنے والے ہیں تو مجبوراً ان کے حصول کی زیادتی میں کمی کر دیتا ہے بلکہ ان کی

زیادتی کو معیوب شمار کرتا ہے: غَرَضَ مَا اتَّكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر، ۵۹، آیت ۷) جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں اس کو پکڑ لو اور جس سے منع کرے رک جاؤ) كَيْلًا يَضُرُّكُمْ شَيْءٌ (تاکہ کوئی چیز تم کو ضرر نہ پہنچائے) بیت

دادیم تراز گنج مقصود نشان گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی

باقی مقصود یہ ہے کہ میاں شیخ عبدالمومن بزرگ زادہ ہیں، تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد صوفیہ کے

سلوک میں مشغول ہیں اور راہ سلوک میں عجیب احوال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ بشری ضرورت جو اہل وعیال کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے ان کو بے اختیار و مضطرب کر رہی ہے۔ یہ فقیر اس بے چینی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے آپ کی جناب میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ مَن دَقَّ بَابَ الْكَرِيمِ يَفْتَحْ (جس نے کریم کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ دروازہ کھول دیتا ہے۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

- ﴿ص ۲۲﴾ ۱۔ قولہ مُرْخَرَفَات: پہلے حرف پر پیش اور دوسرے پر زبر اور خاء نقطہ والی پر جزم اور را بے نقطہ پر زبر ہے، اس کے معنی جھوٹی باتیں جو سچی باتوں کی طرح آراستہ کی گئیں ہوں ۱۲
- ۲۔ قولہ مُؤَهَّات: تمویہ سے اسم مفعول جو تفویض کے وزن پر ہے بمعنی ملمع کیا ہوا، آرائش کیا ہوا اور مکر و فریب کے معنی میں ہے ۱۲ (وہ جھوٹ جسکو سچ کی طرح بنا لیا ہو)
- ﴿ص ۲۳﴾ ۱۔ جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا اور سامان آرائش ہے اور آپس میں (حسب و نسب پر) اترانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد حاصل کرنا ہے یہ آیت کریمہ سورہ حدید پارہ ستائیس میں واقع ہے ۱۲
- ۲۔ اور رسول جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو اس سے رک جاؤ۔ یہ بہترین اقتباس ہے، آیت کریمہ کافانقہو تک سورہ حشر میں پارہ ۲۸ سے ہے ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ
- یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ اس کو رزین اور بیہتی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے ۱۲ مشکوٰۃ

☆ متن بین السطور معانی

- ﴿ص ۲۲﴾ ☆ طراوت تازگی ۱۲ ☆ دنیہ کمینہ ۱۲ گھٹیا ۱۲ ☆ متعسر دشوار ۱۲
- ﴿ص ۲۳﴾ ☆ گردانید چہ لعب ولہونی الحقیقت یکے است ۱۲ کیونکہ لہو و لعب حقیقت میں ایک ہیں ۱۲ ☆ حریر ابریشم ۱۲
- ریشم ۱۲ ☆ لبس پوشیدن ۱۲ پہننا ۱۲ ☆ ذہب زر ۱۲ سونا ۱۲ ☆ فضہ نقرہ ۱۲ چاندی ۱۲
- ☆ ورع پرہیزگاری ۱۲ ☆ ضرورت مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ بے اختیار خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲

دوستیتیسواں مکتوب ﴿۲۳۳﴾

عالی جناب شیخ فرید کی طرف بعض عمدہ نصیحتوں کے بارے میں تحریر فرمایا۔

تَبَتْنَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكُمْ عَلَى جَادَّةٍ جَدِّكُمْ الْأَمْجَدِ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ وَأَصْحَابِهِ
مِنَ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ أَكْمَلُهَا (اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو آپ کے جد بزرگوار
علیہ و علی آلہ و اصحابہ من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها کے لائے ہوئے طریقہ پر ثابت قدم رکھے)
..... حضرت خواجہ جیو (باقی باللہ) قدس سرہ کے عرس کے زمانے میں دہلی پہنچ کر یہ خیال تھا کہ آپ کی عالی
خدمت میں بھی حاضر ہوں کہ اسی اثنا میں روانگی کی خبر پھیل گئی۔ مجبوراً توقف کر کے چند نامربوط کلموں سے آپ کو

تکلیف دے رہا ہوں..... (فقیر) خواہ حضور (روبرو) میں ہو یا غیبت (غائبانہ حالت) میں ہو آپ کی سلامتی کے لئے پوری توجہ کے ساتھ دعا گو ہے کہ (اللہ تعالیٰ) آپ کو ہرنا مناسب اور ناشائستہ امور سے سلامت رکھے۔ اور بعض مرتبہ آپ کی خیراندیشی کا غلبہ اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ (فقیر بھی) آپ جیسی جسارت اختیار کر کے آپ کو تاکید اور مبالغہ کے ساتھ ان باتوں سے منع کرے جو آپ کے شایانِ شان نہ ہوں، اور نا اہلوں کو بھی (آپ کی) مجلس شریف میں نہ رہنے دے۔ لیکن (فقیر) یہ بھی جانتا ہے کہ ان تمام آرزوؤں کا میسر ہونا ممکن نہیں ہے، مجبوراً آپ کے لئے غائبانہ دعا سے اپنی زبان کو تر کرتا ہوں شاید کہ یہ دعا قبول ہو جائے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اپنی بزرگی اور بڑائی کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ یہ بات کفر ہے کہ کوئی شخص اتنا بڑا ہو جائے کہ اگر وہ برہم ہو جائے تو تمام عالم برہم ہو جائے لیکن کیا کیا جائے کہ (اللہ تعالیٰ نے) ہم کو ہمارے چاہنے کے بغیر بڑا بنا دیا ہے..... آج اس قسم کی بزرگی اور بڑائی ممکن ہے کہ آپ کی جناب کے بارے میں صادق آئے کیونکہ آپ کی خوشحالی مخلوق کی خوشحالی ہے اور اس کے برعکس بھی یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی طرف سے آپ کے لئے دعائے خیر بارش کی طرح برس رہی ہے اور عام خلاق کے لئے مفید ہے، لہذا (اس شخص پر) افسوس ہے جو اس بزرگی اور بڑائی کے باوجود (آپ پر) دانہ خشخاش کے برابر انگشت نمائی کرے، اور یہ خشخاش کا دانہ دوستوں اور خیر خواہوں کے دلوں پر بارِ عظیم (بہت بڑا بوجھ) ہے، مہربانی فرما کر ان کے دلوں کو اس بوجھ سے ہلکا کر دیں..... کافی عرصہ سے اس خیراندیش نے اس بارے میں کوئی ایک لفظ بھی تحریر نہیں کیا کہ کہیں تکرار و مبالغہ آپ کی طبیعت پر گرانی کا سبب نہ بن جائے۔

یار نازک بدن از بادِ ہوامی رنجد ہچو گل برگ ز آسیب صبا می رنجد
(نازک بدن کو بوجھ ہوا کا بھی ہے گراں ہر پتھڑی کو بوجھ صبا کا بھی ہے گراں)
لیکن دوستی (کے حق) سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی گرانی خاطر کا لحاظ کر کے خاموشی اختیار کر لی جائے۔

حافظ وظیفہء تو دعا گفتن است و بس در بند آں مباحث کہ نہ شنید یا شنید
(حافظ ہمیشہ لوگوں کو دعا دیا کرو پروا نہیں کہ کوئی وہ سنتا ہے یا نہیں)
کچھ مدت سے حرمین شریفین حَرْ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَہٗ عَنِ الْاَافَاتِ (اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آفات سے محفوظ رکھے) کی زیارت کا ارادہ پیدا ہو گیا ہے اور اس سفر (یعنی دہلی آنے) کا باعث بھی یہی شوق ہے۔ اور چونکہ یہ ارادہ آپ کے صلاح و مشورے اور رضامندی پر وابستہ تھا۔ لیکن (قافلہ کی) روانگی کی خبر نے اس ارادہ کو التوا میں ڈال دیا۔
الْخَيْرُ فِيمَا صَنَعَ اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ (بہتری اسی میں ہے جو اللہ سبحانہ کرے) والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

۱۔ وہ تضرع اور تکلف سے دور ہے اور قبولیت کے قریب ہے، جیسے نبی ﷺ و بارک سے وارد ہے ۱۲

- ۲ قولہ رفاہیت را پر زبر اور یا پر شد نہیں، اس کے معنی تن آسانی اور فراخ زندگی ہونا ۱۲
- ۳ قولہ بالعکس یعنی مخلوق کی خوشحالی آپ کی خوشحالی ہے، ہو سکتا ہے کہ بالعکس کے معنی اس طرح ہوں کہ تمہارا دکھ مخلوق کا دکھ ہے ۱۲
- ۴ یعنی دوستوں اور خیر خواہوں سے اس بوجھ کو اتار دیں یعنی اپنی شریف مجلس سے نااہلوں کو نکال دیجئے مطلب یہ کہ اپنی مجلس کو ان سے پاک کر دیں ۱۲
- ۵ اللہ تعالیٰ ان دونوں (مکہ اور مدینہ) کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے ۱۲
- ۶ یعنی بہتری اسی میں ہے اللہ تعالیٰ کرے ۱۲
- ۷ جاننا چاہیے کہ لفظ باد صدمہ کے معنی میں بھی آیا ہے جیسا کہ باد شام، اور باد تیز و باد سیلی وغیرہ یہاں یہی معنی مراد ہے
- ۸ مثنوی خد متے میکن برائے کردگار
باقبول درو خلقانت چہ کار
- ترجمہ: (اے بندے) اللہ تعالیٰ کے لئے خدمت کرتا رہ، اسکی قبولیت میں تیرے پھٹے پرانے کپڑوں کا کیا کام ۱۲
(یعنی اللہ تعالیٰ کی قبولیت میں اے انسان! تیرے بے کار دنیاوی مشاغل بے مقصد ہیں)

☆ متن بین السطور معانی

☆ تَوَقَّف از رسیدن در ملازمت علیہ ۱۲ آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچنے سے ۱۲

☆ لَلکئی لفظ ترکی است بمعنی جسارت و دلیری ۱۲ یہ ترکی زبان کا لفظ ہے، جرأت اور دلیری کے معنی میں ۱۲ ☆ ظہر

الغیب پس پشت ۱۲ پشت کے پیچھے ۱۲ ☆ رَطْبُ اللسان تر و تازہ زبان ۱۲ زبان کی تازگی ۱۲ ☆ قبول

افتد حق تعالیٰ ۱۲ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۱۲ ☆ خواجہ احرار عبید اللہ احرار ۱۲ ☆ بے ماکان یعنی بے خواست

و بے صنع ۱۲ ہمارے چاہنے اور کرنے کے بغیر ۱۲ ☆ مَطَر باران ۱۲ بارش ۱۲ ☆ حَیْف ستم ۱۲ ظلم ۱۲

☆ صبا بفتح و قصر و بادیکہ از طرف مشرق و زد ۱۲ صاد کی زبر اور بغیر مد کے، وہ ہوا جو مشرق سے چلے ۱۲ ☆ حرین

..... مکہ معظمہ و مدینہ مطہرہ ۱۲ ☆ استمزاج مزاج دانی کردن ۱۲ مزاج پرسی کرنا ۱۲ ☆ استرضاء خوشنودی دانستن

و طلب کردن ۱۲ رضا مندی جاننا اور طلب کرنا ۱۲ ☆ تسویف تاخیر ۱۲ دیر کرنا، کام کو آئندہ پر ڈالنا ۱۲

دو سو چونتیسواں مکتوب ﴿ ۲۳۴ ﴾

حقائق آگاہ معارف دستگاہ عالم ربانی عارف سبحانی مخدوم زادہ کلاں اعنی شیخ محمد صادق سَلَّمَہُ اللہُ
سُبْحَانَهُ وَآبِقَاہُ وَأَوْصَلَهُ اِلٰی غَايَةِ مَا يَتَمَنَّاہُ (اللہ تعالیٰ سبحانہ ان کو سلامت رکھے اور ان کی عمر دراز
فرمائے اور اس انتہائی درجے تک پہنچائے جس کے وہ خواہشمند ہیں) کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں
کہ واجب الوجود تعالیٰ کی حقیقت ”وجود محض“ ہے، جو ہر خیر و کمال کا منشا ہے اور ممکنات کے حقائق عدما ت ہیں جو ہر

شروفساد کے مبادی ہیں، اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کے معنی اور تجلی ذاتی کے بیان میں جو تمام نسبتوں اور اعتبارات سے بڑھ چڑھ کر ہے اور آیه کریمہ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کے تاویلی معنوں اور اس کے مناسب بیان میں مع سوالات و جوابات کے جو اس مقام کی توضیح سے متعلق ہیں اور مع تشبیہات کے جو اس کی تلخیص کے لائق ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ خدائے پیچون (بے مثال) کی حمد اور رہنما پیغمبر پر درود و سلام کے بعد میرے عزیز فرزند کو معلوم ہو کہ حق سبحانہ کی حقیقت وجود صرف (وجود محض) ہے کہ کوئی دوسرا امر اس کے ساتھ انضمام (ملا ہوا) نہیں ہے اور وہ وجود تعالیٰ ہر خیر و کمال کا منشا (پیدا ہونے کی جگہ) اور ہر حسن و جمال کا مبداء (ابتداء ہونے کی جگہ) ہے اور وہ (وجود) جزو حقیقی اور ایسا بسیط ہے کہ اس کی ترکیب (ساخت کو ذہنی اور خارجی طور پر ہرگز راہ نہیں ہے اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا تصور دائرہ امکان سے باہر ہے۔ (یعنی تصور میں آنا محال ہے) اور وجود تعالیٰ ذات تعالیٰ پر از روئے مواطات (یعنی محمول کا حمل موضوع پر بلا واسطہ ہے، دونوں میں اتحاد محض کی بنا پر) محمول ہے، نہ کہ اشتقاق کے اعتبار سے (کیونکہ تغایر نہیں ہے اور حمل اشتقاق میں تغایر کا ہونا ضروری ہے) اگرچہ حمل کی نسبت کو بھی حقیقتاً اس مقام میں کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اس جگہ تمام نسبتیں اعتبار سے ساقط ہیں..... اور وہ وجود جو عام اور مشترک ہے وہ اس وجود خاص تعالیٰ و تقدس کے ظلال میں سے ایک ظل ہے اور یہ ظل ذات تعالیٰ و تقدس پر محمول ہے۔ اور وہ اشیاء پر تشکیک (واسطے کے طور پر) از روئے اشتقاق نہ کہ از روئے مواطات..... اور اس ظل سے مراد حضرت وجود تعالیٰ کا تزلزلات کے مرتبوں میں ظہور ہے۔ اور اس ظل کے افراد میں سے اولی اقدم اور اشرف وہ فرد ہے جو ذات تعالیٰ و تقدس پر اشتقاقاً محمول ہو۔ لہذا اصالت کے مرتبہ میں ”اللہ تعالیٰ وجود“ (حمل مواطات کے طور پر) تو کہہ سکتے ہیں ”اللہ تَعَالٰی مَوْجُودٌ“ (حمل اشتقاق کے طور پر) نہیں کہہ سکتے۔ اور اس ظل کے مرتبہ میں ”اللہ تعالیٰ موجود“ کہنا صحیح ہے نہ کہ ”اللہ تعالیٰ وجود“..... اور چونکہ حکما اور صوفیہ کا ایک گروہ وجود کی عینیت کے قائل ہو گئے ہیں، اور اس فرق کی حقیقت پر مطلع نہیں ہوئے اور ظل کو اصل سے جدا نہ کرتے ہوئے انہوں نے حمل اشتقاق اور حمل مواطات دونوں کا ایک ہی مرتبہ میں اثبات کیا ہے، اور حمل اشتقاق کے درست کرنے میں بیجا تکلف اور حیلے کے محتاج ہوئے ہیں۔ اور حق وہی ہے جو میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے الہام سے تحقیق کیا ہے۔

اور یہ اصالت و ظلیت تمام صفاتِ حقیقیہ کی اصالت و ظلیت کے مانند ہے کیونکہ مرتبہ اصالت میں جو اجمال اور غیب الغیب کا مقام ہے ان صفات کا حمل کرنا جو مواطات کے طریقے پر ہے نہ کہ اشتقاق کے طریقے پر کہہ سکتے ہیں ”اللہ تعالیٰ علم“ ہے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ ”اللہ تعالیٰ عالم“ ہے، کیونکہ حمل اشتقاق میں مغائرت کے بغیر چارہ نہیں ہے اگرچہ وہ مغائرت اعتباری ہو (نہ کہ حقیقی)۔ اور وہ مغائرت اس مرتبہ میں بالکل مفقود ہے کیونکہ مغائرت ظلیت کے مرتبوں میں ہوتی ہے اور اس جگہ کوئی ظلیت نہیں ہے، چونکہ وہ تعین اول سے کئی درجے بالاتر ہے اس وجہ سے کہ نسبتیں اور تعین میں اجمال کے طریقے پر ملحوظ ہیں، اور اس مقام میں اشیاء میں سے کسی شے کا کسی طرح

کا بھی ملاحظہ نہیں ہے۔ اور ظل کے مرتبہ میں کہ جو اس اجمال کی تفصیل ہے حمل اشتقاق صادق ہے نہ کہ حمل مواطات، لیکن ان صفات کی عینیت اس مرتبہ میں وجود (تعالیٰ) کی عینیت کی فرع (شاخ) ہے جو ہر خیر و کمال کا مبداء ہے اور ہر حسن و جمال کا منشا (نشوونما کی جگہ) ہے۔

اس فقیر نے اپنی کتب و رسائل میں جس وجود کی عینیت کی نفی کی ہے اس سے مراد وجودِ ظلی سمجھنا چاہیے۔ جو حمل اشتقاق کا درست کرنے والا ہے اور یہ وجودِ ظلی بھی آثارِ خارجیہ کا مبداء ہے، پس وہ ماہیتیں جو اس ظل سے متصف ہو گئیں وہ ہر مرتبہ میں موجوداتِ خارجیہ کے مراتب میں ہوں گی۔ پس تو سمجھ لے کیونکہ یہ تجھے بہت سے مواقع پر نفع دیگا..... پس صفاتِ حقیقیہ بھی موجوداتِ خارجیہ ہوں گی اور ممکنات بھی خارج میں موجود ہوں گی..... اس کو یاد رکھ۔

اے فرزند! ایک مخفی راز سنو! کمالاتِ ذاتیہ حضرت ذاتِ تعالیٰ و تقدس کے مرتبہ میں حضرت ذاتِ کا عین ہیں۔ مثلاً صفتِ علم اس مقام میں حضرت ذاتِ تعالیٰ کا عین ہے، اور قدرت و ارادت اور باقی صفات کا بھی یہی حال ہے، اور نیز اس مقام میں حضرت ذاتِ تمامہ علم ہے اور اسی طرح تمامہ قدرت ہے، نہ یہ کہ حضرت ذاتِ کا بعض علم ہے اور بعض قدرت کیونکہ وہاں بعض ہونا اور جزو بننا محال ہے۔ اور ان کمالات نے جو گویا حضرت ذاتِ تعالیٰ سے منترع (علیحدہ) ہیں۔ حضرت علم کے مرتبہ میں تفصیل پائی ہے اور تمیز پیدا کر لی ہے۔ اور حضرت ذاتِ تعالیٰ و تقدس اپنی وحدانیت کی اسی اجمالی صرافت پر باقی ہے۔ اس کے بعد کوئی چیز اس میں باقی نہیں رہی جو اس تفصیل میں داخل نہ ہوئی ہو اور متمیز نہ کی گئی ہو، بلکہ وہ تمام کمالات جو حضرت ذاتِ تعالیٰ کے عین ہیں مرتبہ علم میں آ گئے ہیں۔ اور ان تفصیلی کمالات نے دوسرے مرتبہ میں وجودِ ظلی پیدا کر کے صفات کا نام حاصل کر لیا ہے اور حضرت ذات کے ساتھ جو ان تمام کی اصل ہے قیام پیدا کر لیا ہے..... اور اعیانِ ثابتہ سے صاحبِ فصوص علیہ الرحمۃ کی مراد یہی کمالاتِ مفصلہ ہیں جنہوں نے علم کے خانے میں وجودِ علمی حاصل کیا ہے۔ اور فقیر کے نزدیک ممکنات کے حقائقِ عدما ت ہیں جو کہ ہر شر و نقص کا مبداء و محل ہیں ان کمالات کے ساتھ ان میں منعکس ہو گئے ہیں..... یہ بات تفصیل طلب ہے گوشِ ہوش سے سننا چاہیے۔

جان لے! اللہ تعالیٰ تجھ کو ہدایت دے کہ عدم وجود کے مقابل ہے اور اس کی نقیض (ضد) ہے۔ پس عدم بالذات ہر شر و نقص کے پیدا ہونے کی جگہ ہے بلکہ وہ ہر شر و فساد کا عین ہے۔ جس طرح کہ وجود اجمال کے مرتبہ میں ہر خیر و کمال کا عین ہے۔ اور جس طرح حضرت وجود اصل الاصل کے مقام میں ذاتِ تعالیٰ پر اشتقاق کے طریق پر محمول نہیں ہے اسی طرح عدم بھی جو اس وجود کے مقابل ہے ماہیتِ عدمیہ پر اشتقاق کے طریق پر محمول نہیں ہے۔ اس مرتبہ میں اس ماہیت کو معدوم نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ عدم محض ہے، اور تفصیل علمی کے مرتبوں میں کہ جو اس ماہیتِ عدمیہ سے تعلق قائم کئے ہوئے ہیں اس ماہیت کی جزئیات عدم کے ساتھ متصف ہو گئی ہیں اور حمل اشتقاق وہاں درست ہوتا ہے۔ اور عدم کا مفہوم جو کہ گویا اس اجمالِ عدمیہ کی ماہیت سے منترع (علیحدہ) ہے اور اس کے ظل کی

مانند ہے۔ اس ماہیتِ عدمیہ کے تمام مفصلہ افراد پر اشتقاق کے طریقے پر جزئیات میں محمول ہوتا ہے، جیسا کہ آگے بیان ہوگا..... اور چونکہ وہ عدم جو اجمال کے مرتبہ میں ہر شر و فساد کا عین تھا اور اللہ تعالیٰ سبحانہ کے علم میں ہر شر دوسرے شر سے جدا ہو گیا تھا۔ اور ہر فساد دوسرے فساد سے ممتاز ہو گیا، اور جس طرح وجود کی جانب اجمال کے مرتبہ میں حضرت وجود ہر خیر و کمال کا عین تھا اور تفصیلِ علمی کے مرتبہ میں ہر کمال دوسرے کمال سے ممتاز ہو کر ہر خیر دوسرے خیر سے جدا ہو گیا۔ اسی طرح کمالات وجودیہ میں سے ہر کمال اور نقائصِ عدمیہ میں سے ہر نقص جو اس کے مقابل ہے علم کے خانے میں منعکس ہو گیا ہے اور ایک دوسرے کی علمی صورتیں بن کر مل جل گئی ہیں..... اور وہ عدمات جن سے مراد شرور و نقائص ہیں وہ ان کمالات منعکسہ کے ساتھ جنہوں نے حضرت علم کے مرتبہ میں تفصیلِ علمی پائی ہے ممکنات کی ماہیتیں ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ عدمات ان ماہیتوں کے اصول اور مواد کی طرح ہیں اور وہ کمالات ان میں حلول کی ہوئی صورتوں کے مانند ہیں..... پس اعیانِ ثابتہ سے اس حقیر کے نزدیک یہی عدمات اور کمالات مراد ہیں۔ جو ایک دوسرے سے باہم مل جل گئے ہیں، اور یہ..... ان ماہیاتِ عدمیہ مع ان تمام لوازمات اور ظلال وجودیہ کے کمالات کے جو حضرت علم میں منعکس ہو گئے ہیں اور ممکنات ماہیہ کا نام پالیا ہے، قادرِ مختار جل سلطانہ نے جب چاہا ان کو وجودِ ظلی کے رنگ میں رنگین کر کے موجوداتِ خارجیہ بنا دیا اور آثارِ خارجیہ کا مبداء کر دیا۔

جاننا چاہیے کہ صورِ علمیہ جس سے مراد ممکنات کے اعیانِ ثابتہ اور ان کی ماہیت ہیں، ان کو رنگین کرنا اس معنی میں نہیں ہے کہ صورِ علمیہ نے خانہ علم سے نکل کر وجودِ خارجی پیدا کر لیا ہے۔ کیونکہ یہ محال ہے اور جہل کو مستلزم ہے۔ تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ غُلُوبًا كَبِيرًا (اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ بلند ہے)..... بلکہ اس معنی میں ہے کہ ممکنات نے خارج میں صورِ علمیہ کے مطابق ایک وجود پیدا کر لیا ہے اور وجودِ علمی کے علاوہ اس وجودِ علمی کے موافق وجودِ خارجی حاصل کر لیا ہے، جیسے نجار (بڑھی) تخت کی صورت کو ذہن میں تصور کر کے خارج میں اس کا اختراع کرتا ہے، اس صورت میں تخت کی وہ ذہنی تصویر جو حقیقت میں اس تخت کی ماہیت ہے اس نجار کے خانہ علم سے باہر نہیں نکلی ہے بلکہ خارج میں اس تخت نے اس صورتِ ذہنیہ کے مطابق وجود پیدا کر لیا ہے۔ پس سمجھ لو۔ جاننا چاہیے کہ ہر عدم جو کمالات وجودیہ کے ظلال میں سے ایک ظل ہے جو اس کے مقابل ہے اور جس نے منعکس کے ساتھ رنگین ہو کر خارج میں ایک زینت پیدا کر لی ہے۔ بخلاف عدم صرف کے کہ وہ ان ظلال سے متاثر نہیں ہوا اور نہ ان کے رنگ میں رنگا گیا، وہ کس طرح یہ رنگ پکڑ سکتا ہے جبکہ وہ ان ظلال کے مقابل میں ہے ہی نہیں، اگر وہ مقابلہ (حضور) رکھتا ہے تو حضرت وجودِ صرفِ تعالیٰ و تقدس کے ساتھ رکھتا ہے..... پس عارف تامہ المعروف (کامل معرفت والا) جب حضرت وجود کی حضوری میں ترقی کر کے عدمِ صرف کے مقام میں نزول کرتا ہے تو اس کے توسل سے یہ عدم بھی اس حضرت (وجودِ صرف) کے ساتھ ایک طرح کا رنگ پیدا کر کے مزین اور مستحسن ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ عارفِ جو فی الحقیقت مراتب ذاتیہ کا جامع ہے اور اس وقت میں تمام اعدام کے

مراتب کا جمع کر نیوالا بھی اس نے تفصیلی اور اجمالی حسن و خیریت پیدا کر لی ہے۔ اور اس کو کمال و جمال حاصل ہو گیا ہے..... اور یہ خیریت جو تمام ذات کے مراتب میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اسی قسم کے عارف کے ساتھ مخصوص ہے۔ اگر غیر عارف میں بھی یہ خیریت سرایت کئے ہوئے ہے یا اس میں قصور ہے تو اس کے اعدام ذاتیہ کے بعض تفصیلی مراتب میں یا اس کے تمام تفصیلی مراتب میں درجات کے تفاوت سے جاری ہے۔ اور یہ آخری قسم بھی نادر الوجود ہے۔ لیکن عدم کے اجمال کے مرتبہ میں جو ہر شر و نقص کا عین ہے اس عارف کے علاوہ کسی نے بھی اس کی خیریت کی خوشبو نہیں پائی، اور نہ ہی حسن کا رنگ پیدا کیا..... لہذا ایسا عارف جو خیر تام سے متصف ہو چکا ہے اس کا شیطان بھی حسن اسلام پیدا کر لیتا ہے اور اس کا نفس امارہ بھی مطمئن ہو کر اپنے مولیٰ سے راضی ہو جاتا ہے..... یہی وہ مقام ہے جبکہ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات نے فرمایا اَسْلَمَ شَيْطَانِي (میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے) لہذا کوئی غازی جنگ میں اس پر سبقت نہیں کرتا اور شیطان جیسے کو بھی خیر کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

سبحان اللہ! وہ معارف جو اس فقیر سے بے ارادہ ظہور میں آئے ہیں اگر اکثر لوگ جمع ہو کر ان جیسے پیش کرنے کی کوشش کریں تو معلوم نہیں کہ میسر ہو سکے، تحقیق کہ ان معارف کا بہت سا حصہ حضرت مہدی موعود علیہ الرضوان کو حاصل ہوگا۔

اگر بادشہ بر در پیر زن بیاید تو اے خواجہ سہلت مکن
(اگر بادشہ آئے بڑھیا کے گھر تو اے خواجہ ہر گز تعجب نہ کر)

فَتَبَرَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَلْقِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (پس کیا ہی بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جو بہتر پیدا کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)..... لہذا ممکنات کے ذوات عدما ت ہیں جن میں وجودی کمالات کے ظلال نے منعکس ہو کر ان کو مزین کر دیا ہے۔ پس لازمی طور پر ممکنات بالذات ہر شر و فساد کے محل ہیں اور ہر برائی و نقص کی جائے پناہ، اور ہر خیر و کمال جو ان میں تعبیر اور پوشیدہ ہے وہ حضرت وجود سے عاریت (مستعار) ہے کہ وہ خیر محض ہے جو حضرت وجود کی وجہ سے فائض ہوا ہے۔ آیہ کریمہ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ (نساء، آیت ۷۹) (جو بھی بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو بھی برائی تجھے پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے) اس مضمون کی خبر دیتی ہے۔

اور جب اللہ جل سلطانہ کے فضل سے یہ ”دید عاریت“ (مشاہدہ مستعار) غلبہ پالیتی ہے اور اپنے کمالات کو یہ تمام و کمال اس (حق تعالیٰ) کی طرف سے دیکھتا ہے تو خود کو ”شر محض“ پاتا ہے اور ”نقص خالص“ جانتا ہے، اور کوئی کمال اپنے اندر مشاہدہ نہیں کرتا اگرچہ وہ انعکاس کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ اس شخص کے مانند ہے جو ننگا ہو لیکن اس نے عاریت کا (مانگا ہوا) لباس پہنا ہوا ہو۔ اور یہ ”دید عاریت“ اس پر اس طرح غلبہ حاصل کر لے کہ وہ

اپنے خیال میں اپنا سارا لباس اس مالک کا سمجھے تو یقیناً وہ شخص اپنے آپ کو پورے ذوق کے ساتھ ننگا سمجھے گا۔ اگرچہ اس نے ”جامہ عاریت“ پہنا ہوا ہے۔ اس مشاہدہ والا شخص ”مقام عبدیت“ سے مشرف ہو جاتا ہے جو کہ ولایت کے تمام کمالات سے بڑھ کر ہے۔

تنبیہ:- یہ تمام شر و خیر اور نقص و کمال جو حقیقت میں وجود و عدم کا اجتماع ہے ”جمع نقیضین“ کی قسم سے نہیں ہے کہ تم اس کو محال سمجھو کیونکہ ”وجود صرف“ کا نقیض ”عدم صرف“ ہے اور یہ ”مراتب ظلیہ“ جس طرح کہ وجود کی جانب اصل کی بلندی سے تنزلات کی گہرائیوں میں نزول فرمایا ہے، اسی طرح عدم کی جانب بھی ”صرافت عدم“ کی گہرائیوں سے مراتب ظلیہ میں ظاہر ہو کر عروج کیا ہے، اور ان کا اجتماع ”عناصر متضادہ“ کے اجتماع کے رنگ میں سے ہر ایک کے ضد یہ غلبہ اور تیزی کو توڑ کر ان کو جمع کر دیا ہے۔ فَسُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الظُّلْمَةِ وَالنُّورِ (پس پاک ہے وہ ذات جس نے اندھیرے اور روشنی کو جمع کر دیا)

اگر یہ کہا جائے کہ تو نے (یعنی حضرت مجدد نے) مندرجہ بالا عبارت میں ”عدم صرف“ کو بھی ”وجود صرف“ کے ساتھ رنگ دے کر جو اس کی ضد ہے ”اجتماع نقیضین“ کا حکم پیدا کر دیا ہے..... تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ اجتماع نقیضین ایک مقام پر محال ہے لیکن ایک نقیض کا دوسرے نقیض کے ساتھ قیام کرنا اور ایک ”اتصاف“ (وصف) کا دوسرے وصف کے ساتھ (جمع) ہونا محال نہیں ہے، جیسا کہ ارباب معقول (فلاسفہ) نے کہا ہے کہ وجود معدوم ہے اور وجود کا عدم کے ساتھ متصف ہونا محال نہیں ہے، لہذا اگر عدم موجود ہو کر وجود میں رنگین ہو جائے تو اس میں کیا قباحت ہے۔

اور اگر کہا جائے کہ عدم معقولاتِ ثانویہ سے ہے جو وجود خارجی کا منافی ہے تو وہ وجود خارجی سے کس طرح متصف ہوگا..... تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ عدم کے مفہوم کو معقولاتِ ثانویہ میں سے بیان کیا گیا ہے لیکن اگر عدم کے افراد میں سے کوئی فرد وجود سے متصف ہو جائے تو اس میں کیا پریشانی ہے۔ جس طرح ارباب معقول نے وجود کے بارے میں اشکال کے طریقے پر کہا ہے کہ وجود کو چاہیے کہ واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی ذات کا عین نہ ہو، کیونکہ وجود معقولاتِ ثانویہ سے ہے جو خارجی وجود نہیں رکھتا، اور ذات واجب الوجود تعالیٰ و تقدس خارج میں موجود ہے لہذا وہ عین نہیں ہے..... اور انہوں نے اس اشکال کے جواب میں کہا ہے کہ وجود کا مفہوم معقولاتِ ثانویہ سے ہے نہ کہ اس کی جزئیات سے۔ لہذا اس کی جزئیات سے میں سے کوئی جزئی وجود خارجی کے منافی نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ خارج میں موجود ہو۔

سوال: سابقہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ حقیقی صفات کا وجود ظلال کے مرتبہ میں ہے اور اصل کے مرتبہ میں ان کا کوئی وجود حاصل نہیں ہے، یہ بات اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سمیعم کی رائے کے خلاف ہے، کیونکہ وہ صفات کو کسی وقت بھی ذات تعالیٰ و تقدس سے جدا نہیں سمجھتے اور ممتنع الانفکاک (یعنی ان کا ذات تعالیٰ سے جدا ہونا محال) تصور کرتے ہیں۔

جواب: یہ ہے کہ اس بیان سے انفکاک کا جواز لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ظل اس اصل کے لئے لازم ہے۔ پس انفکاک نہ رہا..... خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ عارف جس کی توجہ کا قبلہ احدیت ذات تعالیٰ و تقدس ہے اور اس کے سامنے اسماء و صفات میں سے کچھ بھی نہیں ہے وہ اس مقام میں ذات تعالیٰ ہی کو پاتا ہے اور صفات میں سے اس کو کچھ بھی ملحوظ نہیں رہتا (یہ بات نہیں ہے) کہ اس وقت صفات موجود نہیں (بلکہ اس کے ملاحظہ میں نہیں ہوتیں) لہذا صفات کا حضرت ذات تعالیٰ و تقدس سے منقطع ہونا اس عارف کے مشاہدہ کے اعتبار سے ثابت ہوا نہ کہ حقیقت الامر کے اعتبار سے تاکہ اہل سنت کے مخالف ہو۔ پس سمجھ لو۔

اس بیان سے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) کے معنی واضح ہو گئے۔ کیونکہ جس شخص نے اپنی حقیقت کو شرارت و نقص کے ساتھ پہچان لیا اور سمجھ لیا کہ ہر خیر و کمال جو اس میں پوشیدہ کیا گیا ہے وہ حضرت واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی طرف سے مستعار ہے، لہذا لازماً حق سبحانہ و تعالیٰ کو خیر و کمال اور حسن و جمال کے ذریعے پہچان لے گا..... اس تحقیق سے آیہ کریمہ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور، ۲۴، آیت ۳۵) (اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) کے تاویلی معنی بھی واضح ہو گئے، کیونکہ جب ظاہر ہو گیا کہ ممکنات سب کے سب عدمات ہیں جو سراسر ظلمت و شرارت ہیں، اور ان میں خیر و کمال اور حسن و جمال حضرت وجود کی طرف سے ہے جو نفس ذات تعالیٰ و تقدس ہے اور ہر خیر و کمال اور حسن و جمال کا عین ہے لہذا لازمی طور پر آسمانوں اور زمین کا نور حضرت وجود ہی ہے جو واجب تعالیٰ تقدس کی حقیقت ہے..... اور چونکہ یہ نور آسمانوں اور زمین میں ظلال کے توسط سے ہے اس لئے ان وہم کرنے والوں کے وہم کو دور کرنے کے لئے جو بے توسط سمجھتے ہیں اس نور کے لئے ایک مثال بیان کی گئی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: مَثَلُ نُورِهِ كَمِثْلِكُوۡةٍ فِیۡهَا مِصۡبَاحٌ مِّمۡصَبَاحٌ فِیۡ الزُّجَاجِۃِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ الْکَرِیۡمَةِ (نور، ۲۴، آیت ۳۵) (اور اس کے نور کی مثال جیسے ایک طاق ہو جس میں ایک چراغ ہو وہ چراغ شیشہ میں رکھا ہو) تاکہ واسطوں کا ثبوت فراہم ہو جائے..... اور اس آیہ کریمہ کے تاویلی معنی تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسری جگہ تحریر کئے جائیں گے۔ کیونکہ اس میں بات کی بہت گنجائش ہے۔ اور اس مکتوب میں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ آیہ کریمہ کے تاویلی معنی ہیں، کیونکہ تفسیری معنی نقل و سماع کے ساتھ مشروط ہیں مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَآیِهِ فَقَدْ کَفَرَ (جس نے اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کی تحقیق وہ کافر ہو گیا) آپ نے سنا ہوگا۔ اور تاویل میں صرف احتمال کافی ہے۔ بشرطیکہ وہ کتاب و سنت کے مخالف نہ ہو۔ لہذا اثابت ہو گیا کہ ممکنات کے ذوات و اصول، عدمات ہیں اور ان کے نقائص و رذائل کے صفات ان عدمات کے مقتضیات ہیں جو قادر مختار جل سلطانہ کی صنعت و ایجاد سے وجود میں آئے ہیں اور ان میں صفات کاملہ حضرت وجود تعالیٰ و تقدس کے کمالات کے ظلال سے مستعار ہیں جو انعکاس کے طریق پر ظہور پا کر قادر مختار جل سلطانہ کی ایجاد سے موجود ہوئے

ہیں..... اور اشیا کے حسن و قبح کا مصداق یہ ہے کہ وہ چیز جو آخرت سے تعلق رکھتی ہے اور آخرت کے لئے ذریعہ و وسیلہ ہے وہ حسن (اچھی) ہے اگرچہ بظاہر اچھی معلوم نہ ہو، اور جو چیز دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کے حصول کا ذریعہ و وسیلہ ہے وہ قبیح (بری) ہے اگرچہ بظاہر اچھی معلوم ہو اور حلاوت و طراوت کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ دنیوی مخرقات (جھوٹی زیب و زینت) کا یہی حال ہے..... یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ میں بے ریش لڑکوں اور اجنبی عورتوں کے حُسن اور کمینہ دنیا کی زیب و زینت کی طرف رغبت و خواہش سے نظر کرنا منع فرما دیا گیا ہے کیونکہ یہ حسن و طراوت عدم کے مقتضیات سے ہے جو ہر شر و فساد کی جگہ ہے۔ اگر اس حسن و جمال کا منشا کمالات و جود یہ ہوتے تو اس سے منع نہ فرماتے۔ اس لئے کہ اصل کے موجود ہوتے ظل کی طرف توجہ کرنا برا اور مکروہ ہے۔ اور یہ منع کرنا استحسان کے طور پر ہے نہ کہ واجب، برخلاف پہلے منع کرنے کے (جو کہ وجوبی ہے) لہذا وہ حُسن جو دنیاوی مظاہر جمیلہ میں ظاہر ہوتا ہے وہ اس ذاتِ تعالیٰ و تقدس کے حُسن کے ظلال سے نہیں ہے بلکہ عدم کے لوازمات سے ہے جس نے حُسن کی مجاورت (معیت) کی وجہ سے ظاہر میں حُسن پیدا کر لیا ہے، اور حقیقت میں قبیح و ناقص ہے جیسے کہ زہر کو شکر کے غلاف میں ڈھانپ دیا جائے یا نجاست پر سونے کا غلاف چڑھا دیں..... اور یہ جو خوبصورت عورتوں اور لونڈیوں سے نکاح کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے وہ اولاد حاصل کرنے اور بقائے نسل کے لئے ہے جو نظامِ عالم کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

لہذا بعض صوفیہ جو مظاہر جمیلہ اور دلکش نعمات میں اس خیال سے گرفتار ہیں کہ یہ حسن و جمال حضرت واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کے کمالات سے مستعار ہے جو ان مظاہر میں ظاہر ہوا ہے اور اس گرفتاری کو نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں بلکہ وصول الی اللہ کا ذریعہ تصور کرتے ہیں..... اس فقیر کے نزدیک اس کے خلاف ثابت ہوا ہے چنانچہ اس قسم کا تھوڑا سا مضمون اوپر بیان ہو چکا ہے۔

عجب معاملہ ہے کہ بعض صوفیہ اپنی مطلب براری کے لئے اس قول کو سند کے طور پر پیش کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے: اَيُّكُمْ وَالْمُرْدَ فَإِنَّ فِيهِمْ لَوُنَا كَلَوْنَ اللّٰهِ (تم ان بے ریشوں سے بچو کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کے رنگ کی طرح کارنگ ہے) کلمہ كَلَوْنَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے رنگ کی مانند) ان کو شبہ میں ڈال دیتا ہے، اور نہیں جانتے کہ یہ قول ان کے مطلب کے منافی ہے اور اس درویش کی معرفت کی تائید میں ہے کیونکہ کلمہ تخذیر (بچنے کی تاکید) لا کر ان کی طرف توجہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ان کی غلط منشا کو بیان کیا گیا ہے کہ ان کا حسن حق تعالیٰ سبحانہ کے حسن و جمال کی مانند ہے نہ کہ بعینہ اس کا حُسن۔ تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائیں۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مَا الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ إِلَّا ضَرَّتَانِ إِنْ رَضِيَتْ إِحْدَاهُمَا سَخِطَتِ الْآخْرَى (یعنی دنیا اور آخرت دو سوکونوں کی طرح ہیں اگر ایک راضی ہوگی تو دوسری ناراض ہو جائے گی اس حدیث میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ دنیاوی حسن و جمال اور اخروی حسن و جمال دونوں ایک دوسرے کے نقیض اور ضد ہیں اور مقرر ہے (یعنی نصوص آیات و احادیث سے ثابت ہے) کہ حسن دنیاوی ناپسندیدہ

ہے اور حسن اُخروی (اللہ تعالیٰ کی) مرضیات سے ہے۔ لہذا شر حسن دنیوی کے لئے لازم ہوگا اور خیر حسن اُخروی کے لئے لازم۔ پس لازماً اول کا منشا عدم ہوگا اور دوسرے کا منشا وجود..... ہاں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ ایک وجہ کی بنا پر دنیا سے تعلق رکھتی ہیں اور دوسری وجہ سے آخرت سے متعلق ہیں۔ یہ اشیا (چیزیں) پہلی وجہ کے لحاظ سے قبیح (بری) ہیں اور دوسری وجہ کے اعتبار سے حسن (اچھی) ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان، اور ان میں سے حسن و قبح کے درمیان تمیز کرنا علم شریعت پر موقوف ہے..... اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (سورہ حشر ۵۹، آیت ۷) رسول ﷺ جو کچھ تم عطا فرمائے وہ لے لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو).....

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نظر نہیں کی اور وہ حق تعالیٰ کی مبعوضہ ہے۔..... اور یہ سب کچھ اس کی بُرائی، شرارت اور فساد کی وجہ سے ہے جو عدم کے تقاضوں میں سے ہے جو کہ ہر شر و فساد کا محل ہے، اور دنیاوی، حسن و جمال اور اس کی شیرینی اور تازگی راستہ کے کوڑے کرکٹ کی مانند ہیں جو منظور نظر نہیں ہیں، وہ تو آخرت کا جمال ہی ہے جو شایانِ نظر اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی کا مقام ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ دنیا داروں کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ (انفال ۸، آیت ۶) (تم دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لئے) آخرت چاہتا ہے۔.....)

اللَّهُمَّ صَغِرِ الدُّنْيَا بِأَعْيُنِنَا وَكَبِّرِ الْآخِرَةَ فِي قُلُوبِنَا بِحُرْمَةِ مَنْ افْتَحَرَ بِالْفَقْرِ وَتَجَنَّبَ عَنِ الْغِنَا عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ أَتَمُّهَا وَأَكْمَلُهَا (یا اللہ! تو دنیا کو ہماری آنکھوں میں حقیر کر دے اور آخرت کی بزرگی اور بڑائی ہمارے دلوں میں ڈال دے بحرمتہ رسول اکرم علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات اتہا و اکملہا (جنہوں نے فقر پر فخر کیا اور دولت مندی سے اجتناب کیا)۔

اور چونکہ شیخ اجل شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ان کے فساد اور نقص و شرارت کی حقیقت پر نہیں پڑی اس لئے انہوں نے حقائق ممکنات کو حق جل و علا کی صورتِ علمیہ سمجھ لیا ہے کیونکہ ان صورتوں نے حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے آئینے میں جو خارج میں اس کے جو کے سوا کچھ بھی موجود نہیں ہیں (انہوں نے) انعکاس پیدا کر کے خارج میں ظہور پیدا کر لیا ہے اور وہ ان صورتِ علمیہ کو صورتِ شیون اور صفاتِ واجبی جل سلطانہ کے علاوہ نہیں جانتے ہیں۔ لہذا لازمی طور پر انہوں نے وحدت الوجود کا حکم کیا ہے اور ممکنات کے وجود کو واجب تعالیٰ و تقدس کا عین کہا ہے اور شر و نقص کو اضافی و نسبی قرار دے کر شرارتِ مطلق اور نقصِ محض کی نشی کی ہے یہی وجہ ہے کہ کسی چیز کو بالذات بری نہیں جانتے، یہاں تک کہ کفر و ضلالت کو ایمان و ہدایت کی نسبت برا جانتے ہیں، ان کی اپنی ذاتی نسبت کو برا نہیں جانتے کیونکہ وہ ان کو عین خیر و اصلاح سمجھتے ہیں۔ اور ان تمام چیزوں کے لئے اپنے ارباب کو ان کی نسبت استقامت کا حکم کرتے ہیں۔ اور آیہ کریمہ مَا مِنْ ذَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلِيمٌ

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (سورہ ہود، آیت ۵۶) (جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس (اللہ تعالیٰ) نے پکڑ رکھی ہے۔ یقیناً میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے) کو اس معنی پر شاہد لاتے ہیں..... ہاں جو کوئی وحدت الوجود کا حکم کرتا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے کس طرح کنارہ کر سکتا ہے..... اور جو کچھ اس حقیر کے اوپر منکشف کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ”ماہیات“ ممکنات کے عدما ت ہیں جو کمالات وجودیہ کے ساتھ ان میں منعکس ہو گئے ہیں اور مل جل گئے ہیں۔ جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ يُدِیۡحُ الْحَقُّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیۡلَ (اللہ سبحانہ ہی حق بات کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے)

اے فرزند! یہ علوم و معارف (کہ جن کی نسبت) اہل اللہ میں سے کسی نے بھی صراحت کے ساتھ گفتگو نہیں کی اور نہ ہی اشارہ کیا، یہ ”اشرف معارف“ (نہایت اعلیٰ درجے کے) معارف میں اور ”اکمل علوم“ میں سے ہیں جو ہزار سال کے بعد ”منصہ شہود“ پر آئے ہیں اور واجب تعالیٰ و تقدس کی حقیقت اور ممکنات کے حقائق کو جس قدر کہ ممکن اور اس کے لائق ہے بیان کیا گیا ہے۔ یہ معارف کتاب و سنت کی مخالفت نہیں کرتے اور نہ ہی اہل حق کے اقوال کے مخالف ہیں..... معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا سے یہی مراد ہے جو آپ نے امت کو تعلیم فرمائی ہے: اللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا هِیَ (یا اللہ تو ہم کو اشیاء کی حقیقت دکھا جیسی کہ وہ ہیں)..... یہ وہ حقائق ہیں جو ان علوم کے ضمن میں بیان ہو گئے ہیں اور جو عبودیت کے مقام کے مناسب ہیں اور جو نقص و ذلت اور انکسار پر و بندگی کے حال کے مناسب ہے دلالت کرتے ہیں۔ وہ بندہ عاجز جو اپنے آپ کو مولائے قادر کا عین جانے کمال درجہ بے ادبی ہے اور اس میں کوئی خیر نہیں۔

اے فرزند! یہ وہ وقت ہے جبکہ سابقہ امتوں میں ایسے ظلمت و تاریک بھرے وقت میں اولو العزم پیغمبر مبعوث ہوتے تھے اور احیاء شریعت کرتے تھے۔ اور اس امت میں جو کہ خیر الامم ہے اور اس کے پیغمبر خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں (آپ نے اس امت کے) علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا ہے اور علماء کے وجود کو انبیاء کے وجود سے کفایت فرمایا ہے، اسی لئے ہر صدی کے سرے پر (ختم یا شروع میں) اس امت کے علماء میں سے ایک مجدّد کا تعین کرتے ہیں تاکہ احیائے شریعت فرمائے۔ بالخصوص ایک ہزار سال گذر جانے کے بعد جو کہ امم سابقہ میں اولو العزم پیغمبر کی بعثت کا وقت قرار دیا گیا ہے ایسے وقت میں ہر پیغمبر کو کافی نہیں سمجھا گیا (بلکہ اولو العزم پیغمبر مبعوث کیا گیا) اب بھی اسی طرح کے وقت میں ایک تام المعرفة عالم و عارف کی ضرورت ہے جو امم سابقہ کی طرح اولو العزم (پیغمبر کے قائم مقام) ہو۔ شعر

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه میجای کرد
(وحی کا فیض اگر پھر سے میسر ہو جائے دوسرے بھی وہ کریں جو کہ میجانے کیا)

اے فرزند! وجود صرف عدم صرف کے مقابل ہے اور جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ وجود صرف واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی حقیقت ہے جو ہر خیر و کمال کا عین ہے، اگرچہ اس عینیت کا ملاحظہ بھی نہایت اختصار سے ہوتا

ہے کیونکہ اس مقام پر گنجائش نہیں ہے کہ وہاں ظلیت کی آمیزش رکھتی ہے۔ اور عدم صرف جو اس وجود کے مقابل ہے وہ عدم ہے جس کی طرف کسی نسبت و اضافت نے راہ نہیں پائی اور وہ ہر شر و نقص کا عین ہے، اگرچہ یہ عینیت بھی وہاں (عدم) گنجائش نہیں رکھتی۔ کیونکہ وہ اضافت کی بور رکھتی ہے..... اور یہ بات معلوم ہے کہ کسی چیز کا ظہور پورے طور پر اس چیز کے حقیقی مقابلے میں صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور بِضِدِّهَا تَتَّبَعُونَ الْأَشْيَاءَ (اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں) لہذا لازمی طور پر ”وجود صرف“ کا ظہور پورے طور پر عدم صرف کے آئینے میں حاصل ہوتا ہے..... اور یہ بات طے شدہ ہے کہ نزول عروج کے اندازے کے مطابق ہوتا ہے لہذا اگر کسی کا عروج اللہ سبحانہ کی عنایت سے وجود صرف کے سامنے تحقیق ہو جائے تو لازمی طور پر اس کا نزول بھی عدم صرف میں ہوگا جو اس کے مقابل ہے۔ لیکن عروج کے وقت وہاں عارف کا استہلاک ہے جس میں جہل لازم ہے، اور نزول کے وقت صحو متحقق ہے جو مقام علم و معرفت ہے اس مقام صحو میں اس کو اس تجلی ذاتی سے جو ظلیت کی آمیزش سے مبرا اور شیون و اعتبارات ذاتیہ کے ملاحظہ سے منزہ ہے مشرف کر دیتے ہیں اور اس کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ اس سے پہلے جو تجلی حاصل ہوئی تھی وہ اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے ظلال میں سے کسی ظل کے پردے میں تھی، اگرچہ عارف اس تجلی کو اسماء و صفات اور شیون کے ملاحظہ کے بغیر جانتا ہے۔ اور اس کو حضرت ”وجود صرف“ کی تجلی خیال کرتا ہے۔

سبحان اللہ! یہ عدم جو ہر شر و نقص کی جگہ ہے جس نے حضرت وجود تعالیٰ کے ظہور تام کے واسطے سے حسن کے معنی پیدا کر لئے ہیں اور وہ کچھ پایا ہے جو کسی نے نہیں پایا (نیز) جوئی نفسہ اپنی ذات میں قبیح تھا وہ حُسنِ عارضی کے واسطے سے مستحسن ہو گیا۔ اور انسان کا نفس امارہ جو بالذات شرارت کی طرف مائل ہے اس عدم کے ساتھ سب سے زیادہ کامل مناسبت رکھتا ہے۔ تجلی خاص میں سب سے فائق ہو گیا اور سب پر ترقی کر گیا۔ ع

کہ مستحق کرامت گنہگار اند
(کرم کے مستحق بس عاصیاں ہیں)

جاننا چاہیے کہ ”عارف تام المعرفة“ عروج کے مقامات اور نزول کے مراتب کو تفصیل کے ساتھ طے کرنے کے بعد جب عدم صرف میں نزول کرتا ہے اور حضرت وجود کی آئینہ داری کرتا ہے تو اس وقت اس میں تمام اسمائی و صفاتی کمالات ظہور کرتے ہیں اور تفصیل کے ساتھ وہ تمام لطائف کو ظاہر پاتا ہے کہ جن کا متضمن مقام اجمال ہے..... اور یہ دولت اس کے علاوہ دوسرے کو میسر نہیں ہے۔ اور یہ آئینہ داری ایک قابلِ فخر عمدہ لباس ہے جو اس کے قد پر سلا ہوا ہے۔ اگرچہ اس تفصیل نے حضرت علم کے خزانہ میں صورت حاصل کر لی ہے لیکن وہ آئینہ داری مرتبہ علم میں ہے اور اس عارف کی آئینہ داری مرتبہ خارج میں ہے جس نے خارج میں تمام کمالات کو ظاہر کیا ہے۔

سوال: ”مرآتیت عدم“ کے کیا معنی ہیں؟ اور عدم جو کہ محض لاشے ہے اس کو کس اعتبار سے وجود کا آئینہ کہا

ہے؟

جواب: عدم خارج کے اعتبار سے محض لاشے ہے لیکن اس نے علم میں ایک امتیاز پیدا کر لیا ہے بلکہ وجود ذہنی ثابت کرنے والوں کے نزدیک اس کو وجود علمی بھی حاصل ہو گیا ہے۔ اور اس کو وجود کا آئینہ اس اعتبار سے کہا ہے کہ عدم کے مرتبہ میں جو کچھ نقص و شرارت ثابت ہوگا وہ وجود سے جو اس کا نقیض ہے لازمی طور پر مسلوب ہوگا۔ اور ہر کمال جو عدم کے مرتبہ میں مسلوب ہوگا وہ حضرت وجود میں مثبت ہوگا۔ لہذا لازمی طور پر عدم کمالات وجودی کے ظاہر کرنے کا سبب بن گیا۔ اور آئینہ ہونے کے یہی معنی ہیں اس کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں۔ فَافْهَمْ فَإِنَّهُ يَنْفَعُكَ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ الْمُلْهَمُ (پس سمجھ لو کیونکہ یہ تمہارے لئے نفع بخش ہے اور اللہ سبحانہ الہام کرنے والا ہے)

اے فرزند! یہ معارف جو تحریر میں آئے ہیں امید ہے کہ الہاماتِ رحمانی سے ہوں گے جن میں ہرگز وساوسِ شیطانی کا شائبہ تک نہیں ہوا۔ اور اس معنی کی دلیل یہ ہے کہ جب یہ علوم تحریر کئے جا رہے تھے تو یہ فقیر خداوند جل سلطانہ کے حضور میں ملتجی ہوا اور دیکھا کہ گویا ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اس مقام کے اطراف سے شیطان کو دفع کرتے ہیں اور اس مکان کے گرد نہیں آنے دیتے۔ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ (اور اللہ سبحانہ ہی حقیقۃ الحال کو خوب جانتا ہے)..... اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی بزرگ ترین نعمتوں کے ظاہر کرنے میں بڑی اعلیٰ درجے کی شکرگذاری ہے اس لئے اس نعمتِ عظمیٰ کے اظہار کی جرات کی ہے۔ امید ہے کہ یہ بات عجب کے گمان سے پاک ہوگی۔ اس میں عجب کی گنجائش کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ کی عنایت سے اپنا ذاتی نقص اور شرارت ہمہ وقت اپنی آنکھوں کے سامنے ہے، اور سب کمالات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب ہیں..... الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَوْلَا وَآخِرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِهِ دَائِمًا وَسَرْمَدًا وَعَلٰی الْاِیْمَةِ الْکَرَامِ وَأَصْحَابِہِ الْعِظَامِ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالتَّزَمَ مَتَابِعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی الْاِیْمَةِ الْکَرَامِ وَالتَّسْلِيْمَاتُ اَتْمٰہَا وَاکْمَلٰہَا (اول و آخر تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور اس کے رسول اور ان کی بزرگ اولاد اور اصحابِ عظام پر ہمیشہ صلوٰۃ و سلام ہو، اور ان سب پر بھی جو ہدایت کے راستے پر چلے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت کو لازم پکڑے)۔

﴿حاشیہ متین﴾

﴿ص ۲۵﴾ ۱۔ اعلم ان الحمل هو اتحاد المتغایرین فی نحو من التعقل بحسب نحو اخر من الوجود اتحادًا بالذات كما فی حمل ذاتیات او بالعرض کم فی حمل العرضیات وقد ینقسم بان نسبتہ المحمول الی الموضوع ، اما بواسطۃ فی ذواولہ وغیرہ ، فهو الحمل بالاشتقا او بلا واسطۃ فهو الحمل بالمواطاة ۱۲

ترجمہ: اس بات سے آگاہ رہو کہ حمل دو متغائر جزوں کا متحد ہونا ہے، خواہ یہ اتحاد تعقل یعنی سمجھنے کے اعتبار سے ہو یا کسی

چیز کے پائے جانے کے اعتبار سے ہو، یہ اتحاد بالذات ہو جیسے ذاتیات کا محمول کرنا، محمول کی جو کیفیت موضوع کی طرف ہوتی ہے اس اعتبار سے اس (حمل) کی دو قسمیں ہیں یا توفی، ذویالام وغیرہ کے واسطہ سے حمل ہوگا تو یہ حمل استتاق ہے یا بلا واسطہ حمل ہوگا تو یہ حمل بالمواطاة ہے ۲۱

۲ یعنی صدق بلا سویۃ بل بالاختلاف بالاولویۃ والاولیۃ مثلاً ۱۲ یعنی سچائی بغیر برابری اور اعتدال کے بلکہ اختلاف کے ساتھ اولویت کے سبب سے اور اولویت مثال کے طور پر ۱۲

۳ اگرچہ وہ مغائرت اعتباری ہونہ کہ حقیقی اور وہ مغائرت اس مرتبہ میں بالکل مفقود ہے کیونکہ مغائرت ظلیت کے مرتبوں میں ہوتی ہے اور اس جگہ کوئی ظلیت نہیں ہے۔ چونکہ وہ تعین اول سے کئی درجے بالاتر ہے اس وجہ سے کہ نسبتیں اس تعین میں اجمال کے طریقے پر ملحوظ ہیں، اور اس مقام میں اشیاء میں سے کسی شے کا کسی طرح کا بھی ملاحظہ نہیں ہے ۱۲

لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۱

یعنی اس کے وجود کا تصور حقیقت کے ساتھ اور اس کی حقیقت دائرہ امکان سے باہر ہے۔

۱ (ص ۲۶) یعنی ہر جگہ جہاں بھی اپنی کتابوں اور رسائل میں عینیت و اتحاد وجود کی نفی خاص طور پر ذات کی اس فقیر نے کی ہے اس وجود سے مراد ظلی وجود رکھنا چاہیے نہ کہ اصالت و اجمال کے مرتبہ میں جو عین ذات ہے پس وہاں عینیت کی نفی کیسے درست بیٹھے گی ۱۲

یعنی حضرت ذات عالی و قدس کا مرتبہ اجمال ۱۲

قولہ ازان یعنی اس نے وجود سے عینیت کی نفی کی ہے ۱۲

یعنی جیسا کہ وجود مرتبہ اصالت میں آثار خارجیہ کا مبداء ہے ۱۲

حیات، علم، قدرت، ارادت، سمح، بصر اور تکوین سے ۱۲

حضرت ذات عالی و قدس کی مانند ہے ۱۲

۵ پس اس مقام میں صفات کا حمل ایک دوسرے پر بھی درست ہوتا ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ علم حیات ہے اور اس کے

برعکس (حیات علم ہے) اور ارادہ قدرت ہے، اور اس کے برعکس (قدرت ارادہ ہے) اسی پر قیاس کر لو ۱۲

۱ (ص ۲۷) یعنی مرتبہ اصالت و اجمال میں ماہیت معدوم نہیں کہہ سکتے، اور ماہیت عدم کہہ سکتے ہیں، اور مرتبہ تفصیل میں ماہیت

عدم نہیں کہہ سکتے، اور ماہیت معدومہ کہہ سکتے ہیں، خوب سمجھ لو ۱۲

۲ مادۃ الشئی جس کے ساتھ بالقوہ شے حاصل ہو جیسے لکڑی چار پائی کیلئے اور صورۃ الشئی شے کی صورت وہ ہے جو شے

بالفعل حاصل ہو جائے ۱۲

۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے جب چاہا اور ارادہ فرمایا ان ماہیات عدمیہ کو اس وجود ظلی کے رنگ میں رنگین کر کے موجودات

خارجیہ الخ ۱۲

۱ (ص ۲۸) ظلمے جار مجرور حضرت مجد قدس سرہ کے قول متصغیر گشتہ کے متعلق ہے جو حال ہے، اور ہر عدے مبتدا ہے اور ”در خارج

زینتے پیدا کردہ است“ یہ خبر ہے ۱۲

۲ یعنی تام المعرفۃ جو حضرت وجود کے ساتھ ترقی کر کے عدم محض کے مقام میں نزول کیا ہے ۱۲

۳ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ

وَكَلَّ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَإِيَّايَ

وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْتُرْنِي إِلَّا بِخَيْرٍ - رواه مسلم ۱۲ مشمکوة

ترجمہ: تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں مگر اس پر اس کا ایک ساتھی جنات میں سے اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے مسلط کیا

گیا ہے، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اور آپ کا بھی ایسا ہی معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میرا حال بھی ایسا ہی ہے، لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے، تو وہ مجھے نیکی کا حکم ہی دیتا ہے۔ (اسکو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان، باب الوسوسہ)

قولہ مانا بمعنی شاید اور تحقیق کے معنی میں دونوں آتے ہیں، اس جگہ دونوں کا احتمال ہے ۱۲ المصحح رحمہ اللہ تعالیٰ
قولہ بَسَلَتْ پہلے دوسرے اور تیسرے حرف پر زبر کے ساتھ بروت یعنی مونچھ کے بال، اور دوسرے حرف با پر جزم کے ساتھ درندہ پن کے ایک قسم ہے، اور پہلے حرف سین کی زیر اور دوسرے کو ساکن بھی لکھا جاتا ہے اور پیش سے جیسے مشہور ہے غلط ہے ۱۲ غ

۲

﴿ص ۲۹﴾

قولہ تَغَيَّبَ آراستہ کرنے کے معنی میں اور کسی چیز کو چھپانے اور پوشیدہ کرنے کے معنی میں اور کسی چیز کو اس طرح بنانا کہ وہ عجیب و غریب لگے ۱۲

۲

یعنی جو بھی بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو بھی برائی تجھے پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے، یہ آیت کریمہ سورۃ نساء (آیت ۷۹) پارہ ۵ دوسرے پاؤں میں ہے ۱۲

۳

یعنی قولہ ذُرُوہ: پہلے حرف پر پیش اور زیر سے پہاڑ کی بلند اور چوٹی کے معنی میں ہے ۱۲ غ

۴

قولہ حَضِيضٌ: امیر کے وزن پر ہے، پستی اور نشیب کے معنی میں ۱۲

۵

یعنی دونوں نقیضوں کا ایک چیز پر سچا ہونا محال ہے مثلاً سچا ہونا انسان کا اور لا انسان زید پر ۱۲

۶

نیز کہتے ہیں کہ لا حجر فی المتصور فنتعلق بكل شئی حتی بنفسه و نقیضه (متصور میں کوئی حجر نہیں پس وہ متعلق ہوتا ہے ہر چیز سے حتی کہ اپنے نفس سے اور اپنی نقیض سے اور جیسا کہ مفہوم اور لا مفہوم کیونکہ لا مفہوم بھی مفہوم کا درک ہے مفہوم سے پس سمجھ لو ۱۲

۷

انہوں نے کہا ہے: معقول ثانی عبارت ہے اس کے متعلق جو کسی چیز کے لئے ذہن میں پیش آئے اور خارج میں پیش نہ آئے اور معقول اول وہ ہے جو ذہن میں حاصل ہو اس کے پیش آنے کے اعتبار کے بغیر کس چیز کے لئے، اور معقول ثالث وہ ہے جو تیسرے درجے میں واقع ہو، اور اسی پر قیاس کر لو جو تھے اور پانچویں کو اسی طرح ۱۲

۸

یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس بے شک اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، معرب (ملا محمد مراد کی) نے کہا: امام السیوطی نے کہا امام نووی نے کہا ہے، یہ حدیث کی حیثیت سے ثابت نہیں اور ابن سمعانی نے کہا: یہ یحییٰ بن معاذ رازی کے کلام سے ہے، اور ابن حجر بیہمی نے کہا: یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ہے اور منادی نے کوز الحقائق میں دیلمی کی طرف منسوب کیا ہے اور ماوردی نے اس کو ادب الدین والدین میں مرفوعاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان کب اپنے رب کی معرفت حاصل کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے، اٹھی ۱۲

﴿ص ۳۰﴾

یہ آیت ۳۵ سورہ نور پارہ اٹھارہ میں واقع ہے یعنی اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو اس میں چراغ ہو وہ چراغ شیشہ کے (ایک فانوس) میں ہو، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے ۱۲

۹

قولہ من فرائخ یعنی جس شخص نے اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کی تحقیق وہ کافر ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا پس چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے) اور دو روایتوں میں اس طرح ہے کہ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ رواہ الترمذی (جس نے

﴿ص ۳۱﴾

قرآن میں بغیر علم کے کچھ کہا پس چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا (حضرت جناب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ رواه الترمذی و ابو داود (جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو اس نے صحیح کہا، بے شک اس نے خطا کی۔ اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْجِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ رواه احمد و ابو داؤد (قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہنا کفر ہے، اس کو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا) یہ سب مشکوٰۃ سے لیا گیا ہے۔

عربی ترجمہ کرنے والے (ملا مرادکی) نے کہا: مسند الفردوس میں ضعیف سندوں سے روایت ہے وَمَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَقَدْ اتَّهَمَنِي (جس شخص نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی یقیناً اس نے مجھ پر بہتان لگایا) اور ایک روایت میں ہے وَهُوَ عَلِيٌّ وَضُوءٌ فَلْيَعُدْ وَضُوءٌ (اور وہ با وضو ہو تو اسے چاہیے کہ وضو دوبارہ کرے) اور ایک روایت میں ہے: فَأَصَابَ كُتِبَتْ عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ الْعِبَادِ لَوَسَعَتْهُمْ (پس اس نے درست کہا) (اپنی رائے سے قرآن میں) اس پر گناہ لکھا جاتا ہے، اگر وہ بندوں پر تقسیم کی جائے تو ان پر چھا جائے) ملا مرادکی نے کہا: امام ربانی قدس سرہ کے الفاظ مجھے نہیں ملے ۱۲

مترجم کہتا ہے: حدیث کی روایت بالمعنی جائز ہے، مذکورہ احادیث سے امام ربانی قدس سرہ کا بیان کردہ معنی واضح ہے تو پھر کوئی اعتراض کی بات نہیں ۱۲

قولہ مقتضیات: ضاد پر زبر ہے، اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی تقاضا کیا ہو، یعنی عدمات مقتضی ہیں (ضاد کی زیر سے) اور صفات مقتضی ہیں (ضاد کی زیر سے) ۱۲

قولہ كَالْمُزْخَرَفَاتِ - صیغہ اسم مفعول یعنی میم پر پیش اور دوسرے حرف پر زبر اور خا پر جزم اور ر پر زبر، مُزْخَرَف کی جمع ہے بمعنی جھوٹی بات جو سچی بات کی طرح بنائی اور آراستہ ہوئی ہو ۱۲

قال الله تعالى: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ الخ وقال عز من قائل: وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى الخ پہلی آیت ۳۰، سورہ نور اور دوسری آیت ۱۳۱ سورہ طہ میں واقع ہے (آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لئے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیں ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو، یہ محض زیب و زینت ہیں دنیوی زندگی کی (اور انہیں اس لئے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے، اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے)

فتاویٰ عالمگیری میں کہا ہے: والغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم يكن صبيحاً فحكمه حكم الرجال وان كان صبيحاً فحكمه حكم النساء وهو عورة من قرنه الى قلمه لا يحل النظر اليه عن شهوة، فاما الخلوة والنظر اليه لا عن شهوة فلا بأس به ولذا لم يؤمر بالنقاب ۱۲ رد المختار، ترجمہ لڑکا اگر مردوں کی حد کو پہنچ گیا تو اس کا حکم مردوں کی مثل ہے اور اگر بے ریش خوبصورت ہو اس کا حکم مثل عورتوں کے ہے، وہ سر سے قدم تک عورت ہے، شہوت سے اسکی طرف دیکھنا حلال نہیں ہے اور بغیر شہوت کے دیکھنا اور اسکے ساتھ علیحدگی میں بیٹھنا جائز ہے، اسی وجہ سے اسکو نقاب ڈالنے کا حکم نہیں دیا جاتا ۱۲ کیونکہ (عدم) صفات ناقص و رذائل میں سے ہے صفات کمال میں سے نہیں ۱۲

۱۔ قولہ مستہجن: استہجان سے اسم مفعول ہے مکروہ زشت اور برا و عیبار ۱۲

۲۔ قولہ اسماء: لونڈیاں نیکوکار اور خوبصورت ۱۲

﴿ص ۳۲﴾ ۱۔ یعنی پرہیز کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو بے ریشوں سے بچانا چاہیے کیونکہ بے شک ان میں اللہ تعالیٰ کے رنگ کی طرح کا

رنگ ہے یعنی ان کا حسن و جمال اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کے مشابہ ہے، سبحانہ و تعالیٰ و تقدس ۱۲

۲۔ یعنی دنیا اور آخرت دو سوکنوں کی طرح ہیں اگر ایک راضی ہوگی تو دوسری ناراض ہو جائے گی۔ مگر پہلے حرف پر زبر

ہے اور رپرشد ہے، وہ عورت جو پہلی عورت پر نکاح میں آئے اور اس کو فارسی میں انباغ الف پر زبر اور آخر میں غین

دو سنی زبر سے ہے اور اردو میں سوت اور سوتن کہتے ہیں ۱۲ غیاث

۳۔ یعنی رسول جو کچھ تم کو دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو، یہ آیت ۷، سورہ حشر، پارہ ۲۸ میں ہے ۱۲

۴۔ یہ آیت ۶۷ سورہ انفال پارہ دس میں ہے یعنی تم دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو۔ اور اللہ تمہارے لئے آخرت چاہتا ہے

۱۲ مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

۵۔ یا اللہ! تو دنیا کو ہماری آنکھوں میں حقیر کر دے اور آخرت کی بزرگی اور بڑائی ہمارے دلوں میں ڈال دے ان کی

حرمت کے وسیلہ سے جنہوں نے فقر پر فخر کیا اور دولت مندی سے اجتناب کیا۔ وَعَلَيْهِ وَعَلَىٰ الصَّلَاةِ

وَالتَّسْلِيْمَاتِ اَتَمَّهَا وَاكْمَلَهَا ۱۲

۱۔ قولہ اشتمہا مقرر کیا ہوا اور تصور کیا ہوا ۱۲

﴿ص ۳۳﴾ ۱۔ یعنی امراضی حقیقی نہیں مثلاً ٹھنڈک پھلوں کو خراب کرنے والی ہے، پھلوں کے ساتھ اسکی نسبت شر ہے، لیکن اس جہت

سے نہیں کہ یہ کیفیات میں سے ایک کیفیت ہے، کیونکہ وہ اس جہت سے ایک کمال ہے کمالات میں سے، ایسے ہی قتل جو

شر ہے، لیکن اس جہت سے نہیں کہ قاتل کی طاقت ہے قتل پر یا مقتول کے عضو کو کاٹنے کی قابلیت، بلکہ زندگی کے زوال

کی جہت سے، اسی پر قیاس کر لو ۱۲

۲۔ یہ آیت ۵۶ سورہ ہود پارہ بارہ میں ہے یعنی جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس (اللہ تعالیٰ) نے پکڑ

رکھی ہے۔ یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر ہے ۱۲

۳۔ قولہ مَنَصَّة: میم اور نون پر زبر ہے اور صاد پر شد اور زبر ہے، کسی چیز کے ظاہر ہونے کی جگہ لہذا اسی معنی کے لحاظ سے اس

تخت یا سریر کے معنی میں جس پر دلہن کو بٹھا کر نمائش کرتے ہیں اور اس کو داماد پر اور دوسرے ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں

، یہ مستعمل ہے اور یہ لفظ میم کی زیر سے بھی آیا ہے، میم کی پیش اور نون پر شد غلط ہے ۱۲

۴۔ قولہ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْخ کہ اسکی کوئی اصل نہیں پائی گئی بلکہ یہ کسی عارف کا کلام ہے اور کہا گیا ہے کہ بلکہ

اسکو غزالی نے العلق المضمون میں ذکر کیا ہے اور دہلوی نے مدارج النبوت میں۔ پس کسی عارف کی طرف اسکی نسبت

غلط ہے۔ میں کہتا ہوں کاش اسکا مخرج اور راوی ذکر کیا جاتا یہاں تک غلط کی تحقیق کی جاتی ۱۲ معرب

اس قول کا مطلب ہے: ہماری بصیرت کی آنکھ سے غفلت کا پردہ کھول دے اور ہر چیز جیسی ہے ویسی ہی دکھا دے ۱۲

مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

۵۔ اسکی طرف اشارہ ہے جو مشہور ہے۔ ان علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل ابن حجر، ذہبی اور زکشی نے کہا

کہ اسکی کوئی اصل نہیں ہے، دمیری نے کہا ہے: اس حدیث کا تخریج کرنے والا معلوم نہیں، لیکن بخاری میں ہے:

اَلْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (علماء انبیاء کے وارث ہیں) اس کو ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے اپنی صحیح میں

روایت کیا ہے، لیکن اس کا معنی صحیح ہے جیسا کہ غور کرنیوالے پر مخفی نہیں اور (شیخ ابن عربی) نے فتوحات کے باب

(۴۱) میں ان لفظوں میں ذکر کیا ہے، وقد ورد فی الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان

علماء هذه الامة كانبياء بنى اسرائيل ۱۲ معرب (مولانا محمد مراد مکی رحمہ اللہ تعالیٰ)
 قوله برسرہرمانہ: عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ عزوجل
 یبعث لہذہ الامة علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجد د لہا دینہا، رواہ ابو داؤد ۱۲
 مشکوٰۃ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک
 اللہ عزوجل بھیجے گا اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر اس کو جو اس امت کے دین کی تجدید کرے گا، اسکو ابو داؤد
 نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ

یعنی چیزیں اپنی ضد اور مقابل کیساتھ ظہور پاتی ہیں، ضد کے ساتھ ضد واضح ہوتی ہے ۱۲

العرب: أَحَقُّ الْخَلْقِ بِالْكَرَامِ الْعُصَاةُ (کرم کے مستحق عاصی ہوتے ہیں)

قوله لطائفک: یعنی طائف موجودہ مقام اجمال کو بھی کشادہ کرنا چاہتے ہیں ۱۲

قوله قد او: یعنی اس طرح کی آئینہ داری اس کے ساتھ خاص ہے، دوسرے میں نہیں پائی جاتی ۱۲

یعنی آئینہ ہونے سے اور کوئی مراد نہیں مگر یہ جو ہم نے ذکر کی ہے اور بیان کی ہے پس سمجھ لو اس مضمون کو کیونکہ یہ تمہارے

لئے نفع بخش ہے اور خدائے پاک اپنے بندوں کو الہام کرنے والا ہے ۱۲

اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۃ جن میں ہے یعنی فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ

رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْئَلُكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (سورہ جن ۲۶، ۲۷) ترجمہ: پس وہ آگاہ

نہیں کرتا اپنے غیب خاص پر کسی کو سوائے اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرمایا ہو (غیب کی تعلیم کے لئے) تو مقرر

کر دیتا ہے اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ فرشتوں میں سے یہ اشارہ مبنی ہے اس پر کہ کامل

تابعان رسول کو وافر حصہ حاصل ہوتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات سے ۱۲

قوله حوالی: پہلے حرف پر زبر ہے اور لام کے نیچے زیر ہے اور یا معروف ہے بمعنی ارد گرد لام کی زیر اور یائے معروف

فارسی لوگوں کے تصرف سے ہے، ورنہ حقیقت میں لام پر زبر اور آخر میں الف مکسورہ یا کی صورت میں ہے، اور عربی

میں اس کا استعمال ہمیشہ ضمیروں میں سے ایک ضمیر کے ساتھ ہوتا ہے اور اس حالت میں اس کے آخر الف یا سے تبدیل

ہو جاتا ہے، حدیث میں ہے اللهم حوالینا و مصرعہ بوستان ہے حوالیہ من کل فج عمیق ۱۲

مَنْظَرٌ ظَاہِرٌ بِرُؤْيُورِ نَوْنٍ بِرُؤْيُورِ نَوْنٍ لَے جانے کی جگہ ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

☆ انضمام پیوستگی و آمیختگی ۱۲ ملنا ملنا ۱۲ ☆ ترکیب تفسیر ماقبل ۱۲ جو پہلے ذکر ہوا اسکی تفسیر ہے ۱۲ ☆ لَا

ذَهْنًا وَّ لَا خَارِجًا نہ در ذہن و نہ در خارج ۱۲ نہ ذہن میں اور نہ خارج میں ۱۲ ☆ محمول من حیث الظاہر

۱۲ ظاہری طور پر ۱۲ ☆ مَوَاطَاةٌ اتحاد و الصراف ۱۲ اتحاد اور صرف (خالص) کے لئے ۱۲

☆ الاشتقاق لعدم التغایر و لا بد من فی حمل الاشتقاق ۱۲ مغایرت کے نہ ہونے کی وجہ سے اور اس کا ضروری ہونا

اشتقاق کے محمول ہونے میں ۱۲ ☆ در انجاسا ق از اعتبار ۱۲ اس جگہ اعتبار سے ساقط ہے ۱۲ ☆ مشترک مابین

واجب و ممکن ۱۲ واجب اور ممکن کے درمیان ۱۲ ☆ تشکیک اشتقاق یعنی بواسطہ ۱۲ یعنی کسی واسطہ سے ۱۲

☆ مواطاة یعنی بلا واسطہ ۱۲ یعنی بغیر واسطہ کے ۱۲ ☆ برذات یعنی برذات حق سبحانہ و تعالیٰ ۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ

کی ذات پر ۱۲☆ وجود..... یعنی بالمواطاة ۱۲..... یعنی موواطاة کے ساتھ ۱۲☆ موجود..... یعنی بالاشتقاق ۱۲..... یعنی اشتقاق کے ساتھ ۱۲☆ صادق..... یعنی بالاشتقاق ۱۲..... یعنی اشتقاق کے ساتھ ۱۲☆ این فرق..... کہ بیان نمودہ ایم ۱۲..... جو ہم نے بیان کیا ہے ۱۲☆ وجود..... یعنی بالاشتقاق ۱۲..... یعنی اشتقاق کے ساتھ ۱۲☆ چون..... شرط ۱۲..... یہ شرط ہے ۱۲☆ وظل..... تفسیر ۱۲..... یہ تفسیر ہے ۱۲☆ حمل..... جزا ۱۲..... یہ جزا ہے ۱۲☆ تصحیح..... درست نمودن ۱۲..... درست کرنا ۱۲☆ تمثیل و تکلف..... یعنی بحیلہ و تاویل و صرف از ظاہر ۱۲..... یعنی حیلہ و تاویلی کے ساتھ ظاہر سے پھرنا ۱۲☆ صفات حقیقہ..... از حیوۃ و علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و تکوین ۱۲..... صفات حقیقہ..... یعنی حیات، علم، قدرت، ارادہ، سنا، دیکھنا اور تکوین ۱۲..... یعنی پیدا کرنا، وجود بخشنا ۱۲☆ بالہام..... صوفیہ..... کہ ہکذانی کثیر من اسخ الموجودہ عندنا و ہو خلاف الظاہر فافہم ۱۲..... اسی طرح ہے بہت سے موجودہ نسخوں میں جو ہمارے پاس ہیں اور یہ ظاہر کے خلاف ہے ۱۲

﴿ص ۲۶﴾ ☆ بآن..... یعنی ظل ۱۲..... یعنی سایہ ۱۲☆ متصف..... درست کنندہ ۱۲..... درست کر نیو الا ۱۲☆ فافہم..... پس در باب نگہدار کہ تحقیق این نافع آید تر اور بسیارے از جاہا ۱۲..... پس اس بارے میں تو سمجھ لے کیونکہ یہ تجھے بہت سے مواقع پر نفع دے گا ۱۲☆ ہذا..... اخط ۱۲..... اس کو یاد رکھو ۱۲☆ سرغامض..... راز مخفی ۱۲..... پوشیدہ راز ۱۲☆ سائر صفات..... باقی ۱۲..... باقی صفات ۱۲☆ این کمالات..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲☆ در مرتبہ..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ ف..... ممکنات کے حقائق کی تحقیق اور اعیان ثابتہ کے بیان فصوص الحکم کے مصنف کے نزدیک اور ان مکتوبات کے تحریر کرنے والے امام ربانی کے نزدیک اور دونوں کے قول کے درمیان فرق ۱۲

﴿ص ۲۷﴾ ☆ اشتقاق نیست..... کہ آن جا اللہ تعالیٰ موجود نہ ہو ان گفت ۱۲..... کہ وہاں اللہ تعالیٰ موجود نہیں کہے سکتے ۱۲☆ مفہوم..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲☆ حمل میابد..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ چون..... شرط ۱۲..... یہ شرط ہے ۱۲☆ پس ہر..... جزا ۱۲..... یہ جزا ہے ۱۲☆ آن عدمات..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲☆ ماہیات..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ حالتہ..... حلول کنندہ در مادہ ۱۲..... مادہ میں حلول کرنے والا ۱۲☆ قادر مختار..... اللہ تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے ۱۲☆ ہر گاہ خواست..... کہ پیدا کند و در خارج بوجود آورد ۱۲..... پیدا کرنے اور خارج میں وجود کے ساتھ لے آئے ۱۲☆ منصغ..... رنگین ۱۲..... رنگین ۱۲☆ منصغ..... رنگین ۱۲..... رنگین ۱۲☆ پیدا..... حاصل ۱۲☆ میکند..... چنانکہ وہم و اہمان بآن میرود ۱۲..... جیسا کہ وہم کرنے والوں کا وہم ادھر جاتا ہے ۱۲

﴿ص ۲۸﴾ ☆ جہل..... نسبت بحق جل جلا و علا ۱۲..... اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت جہل ۱۲☆ طبق..... پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہے، موافق اور برابر ۱۲☆ مستلزم..... تفسیر ۱۲..... یہ پہلے کی تفسیر ہے ۱۲☆ پیدا کردہ اند..... حاصل نمودہ ۱۲..... حاصل کیا ہے ۱۲☆ ورائے..... تفسیر ۱۲..... یہ تفسیر ہے ۱۲☆ وائے..... علاوہ ۱۲☆ نجار..... بفتح نون و تشدید جیم درودگر ۱۲..... نون پر زبر اور جیم پر شد، بڑھی ۱۲☆ سریر..... تخت ۱۲..... تخت، چارپائی ۱۲☆ اختراع..... بوجود آورد ۱۲..... وجود میں لائے ۱۲☆ فافہم..... پس در باب ۱۲..... پس سمجھ لو ۱۲☆ منصغ..... رنگین ۱۲☆ او..... عارف ۱۲☆ حضرت..... وجود صرف ۱۲☆ محض وجود ۱۲☆ انصباغ..... رنگے ۱۲..... ایک رنگ ۱۲☆ کہ..... صفت ۱۲☆ اجمالے..... تفصیل مراتب ذاتیہ عارف است ۱۲..... عارف کے ذاتی مراتب کی تفصیل ہے ۱۲☆ جمیع مراتب اعدام..... مبتدا موصوف ۱۲..... مبتدا موصوف

۱۲ ☆ حسن و خیریت خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ نادر الوجود قلیل ۱۲ تھوڑا کم ۱۲ ☆ بخیریت صفت عارف
۱۲ عارف کی صفت ۱۲ ☆ غازی مجاہد ۱۲ ☆ غزا بفتح، بادشمن دین جنگ کردن ۱۲ دشمن دین سے جنگ کرنا ۱۲
☆ مثل شیطان یعنی این چنین عارف مثل شیطان را الخ ۱۲ یعنی ایسا عارف شیطان جیسے کو بھی خیر کی راہنمائی کرتا ہے
☆ حظ وافر بہرہ تام کامل حصہ ۱۲

﴿ص ۲۹﴾ ☆ ملاذ جائے ۱۲ جگہ ۱۲ ☆ ماواے محل ۱۲ مقام، ٹھکانہ ۱۲ ☆ عاریتے بتشدید یا تہمتانی و تخفیف آن
نیز آنچہ بد ہند و بگیرند ۱۲ وہ بھی جو کچھ ہے دیتے ہیں اور پکڑتے ہیں ۱۲ ☆ کریمہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ شاہد
این خبر ہے ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ استلا غلبہ ۱۲ ☆ درست بالتمام والکمال ۱۲ پورا اور کامل ۱۲

☆ رنگ مانند ۱۲ ☆ درست تمام ۱۲ ☆ عناصر متضادہ یعنی آب و خاک و باد و آتش کہ در صفات خود بر
خلاف یک دیگر اند و در جوہر سفلی مجتمع ۱۲ یعنی پانی و خاک، ہوا اور آگ اپنی صفات میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور سفلی
جوہر میں جمع ہیں ۱۲ ☆ سورت بسین مہملہ تیزی وحدت و تندی ۱۲ بغیر نقطہ سین کے ساتھ تیزی، حدت اور تندی ۱۲
☆ منکسر شکستہ ۱۲ عاجزی اور انکساری والا ۱۲ ☆ اجتماع نقیضین یعنی صدق ہر دو نقیض بر یک چیز محال است مثلاً
صدق انسان ولا انسان برزید ۱۲ یعنی دو متضاد کا ایک چیز پر سچا ہونا محال ہے مثلاً زید کو انسان کہنا اور انسان نہیں ہے کہنا ۱۲
☆ ارباب معقول فلاسفہ ۱۲ فلسفی لوگ ۱۲ ☆ منصیح رنگین ۱۲ ☆ معقولات ثانویہ کہ شرط عروض اور حصول
اوست در ذہن ۱۲ جس کے عروض کا ذہن میں حاصل ہونا شرط ہو ۱۲

﴿ص ۳۰﴾ ☆ اشکال برعینیت وجود در ذات حق را تعالیٰ و تقدس کہ ارباب معقول بان قائل اند ۱۲ اللہ تعالیٰ و تقدس کی ذات
میں وجود کی عینیت پر جس کے معقولی لوگ قائل ہیں ۱۲ ☆ معقولات ثانویہ است کما ہو المقرر عند ہم ۱۲ جیسا کہ ان
کے نزدیک ثابت ہے ۱۲ ☆ موجود است بالبداہت ۱۲ بدیہی طور پر ۱۲ ☆ پس عین نباشد و این خلاف مقرر
است ۱۲ اور یہ مقررہ اصول کے خلاف ہے ۱۲ ☆ ممتنع الانفکاک یعنی خلو ذات ان صفات غیر ممکن مے انکارند ۱۲
..... یعنی ذات کا صفات سے خالی ہونا ناممکن معلوم کرتے ہیں ۱۲ ☆ فلا انفکاک ما بین الذات والصفات
فلا مخالفة ۱۲ جو کچھ ذات اور صفات کے درمیان ہے، کوئی مخالفت نہیں ۱۲ ☆ عارفیکہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے
۱۲ ☆ ہر آئینہ خبر ہے ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ حاصل موجود ۱۲ ☆ ثابت شد و اندرین ہیچ مخطور نیست ۱۲ اور اس
میں کوئی مخطور نہیں ہے ۱۲ ☆ تعبیر پہان ۱۲ پوشیدہ ۱۲ ☆ مستعار بعاریت گرفتہ شدہ ۱۲ عاریتاً لیا ہوا ۱۲
☆ باسرها تمامہا ۱۲ پورے کا پورا ۱۲

﴿ص ۳۱﴾ ☆ کریمہ است و نہ گفتیم کہ معنی تفسیری کریمہ است ۱۲ اور ہم نہیں کہتے کہ آیت کریمہ کے تفسیری معنی ہیں ۱۲
☆ عدمات موصوف ۱۲ ☆ کہ با ایجاد صفت ۱۲ ☆ صفات موصوف ۱۲ ☆ بطریق انعکاس صفت ۱۲
☆ نیز موجود شدہ اند چنانکہ آن عدمات بوجود آمدہ اند ۱۲ جیسا کہ وہ عدمات وجود میں آئے ہیں ۱۲ ☆ مصداق
..... سبب و مدار ۱۲ سبب اور مدار ۱۲ ☆ حسن خوبی ۱۲ خوبصورتی ۱۲ ☆ زشتی زشتی ۱۲ بد صورتی ۱۲
☆ تکلاوت شیرینی ۱۲ مٹھاس ۱۲ ☆ طراوت تازگی ۱۲ تروتازہ ہونا ۱۲ ☆ امارد بفتح اول و کسر رائے

مہلہ جمع امر بمعنی بے ریش ۱۲..... پہلے حرف پزبر اور رابے نقطہ کے نیچے زیر ہے، یہ امر کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں وہ لڑکا جس

کو داڑھی نہ ہو ۱۲ ☆ نساء اجنبیہ..... زنان نامحرم وغیر منکوحہ وغیر مملوکہ ۱۲..... نامحرم عورتیں، کنواریاں اور آزاد عورتیں جو

لوٹیاں نہ ہوں ۱۲ ☆ دنیہ کمینہ..... گھٹیا ۱۲ ☆ مقتضیات..... بفتح ضاد ۱۲..... ضاد پر زبر ہے ۱۲ ☆ مقتضیات..... تقاضا

کردہ شدہ ۱۲..... تقاضا کیا ہوا، جس کا تقاضا کیا جائے ۱۲ ☆ عدم..... موصوف ۱۲ ☆ کہ..... صفت ۱۲ ☆ ماواے..... محل ۱۲

☆ جمع جمع بمعنی برخورداری یافتن و منفعت گرفتن ۱۲..... خوش بختی پانا اور نفع حاصل کرنا ۱۲ ☆ نساء جمیلہ نکاحیہ

..... زنان خوب رو بکاح آوردہ شدہ ۱۲..... خوب صورت عورتیں جنہیں نکاح میں لایا گیا ہو ۱۲ ☆ فرمودہ..... شریعت غرا ۱۲

..... روشن شریعت ۱۲ ☆ بواسطہ..... از برائے ۱۲..... واسطے ۱۲ ☆ تحصیل اولاد..... قال اللہ تعالیٰ..... وَابْتَغُوا مَا

کَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تلاش کرو اور چاہو وہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے تمہارے لئے (یعنی اولاد) ۱۲

☆ نظام عالم..... بالکسر رشتہ جو اہرور رشتہ کہ درو چیز ہاپوند کنند یعنی باقی بودن سلسلہ عالم دنیا الی اجل مسمی ۱۲..... نون کی زیر

سے، دھاگے میں پروئے ہوئے موتی ۱۲ اور جس میں چیزیں پروتے ہیں یعنی دنیا کے جہان کا سلسلہ باقی رہنا ایک مقررہ مدت

تک ۱۲ ☆ نعمات مستحسنہ..... آواز ہائے خوش و دلکش ۱۲..... خوش آوازیں اور دلکش آوازیں ۱۲ ☆ ثابت شدہ..... یعنی

خلاف تخیل و گرفتاری بعضے از صوفیہ ۱۲..... یعنی بعض صوفیہ کے تخیل اور گرفتاری کے خلاف ۱۲

﴿ص ۳۲﴾ ☆ ازینہا..... صوفیہ ۱۲..... بعض صوفیہ ۱۲ ☆ گفتہ..... بعضے از اکابر ۱۲..... بزرگان، اکابرین میں سے بعض ۱۲ ☆ کلمہ

تخدیر..... یعنی ایام والمرد ۱۲..... یعنی بے ریش لڑکوں سے بچو ۱۲ ☆ مخالفت..... نامرضی ۱۲..... ناپسند ۱۲ ☆ مقرر است

..... در نصوص از آیات واحادیث ۱۲..... قرآن وحدیث کی نصوص میں ثابت ہے ۱۲ ☆ مفوض..... سپرد کردہ شدہ ۱۲..... سپرد

کیا ہوا ۱۲..... حلاوت شیرینی ۱۲..... مٹھاس ۱۲ ☆ طراوت..... تازگی ۱۲..... تروتازہ ہونا ۱۲ ☆ کالمطر ورح..... مانند چیز

یکہ در راہ انداختہ شدہ باشد ۱۲..... اس چیز کی طرح جو راستے میں پھینکی ہوئی ہو ۱۲ ☆ مرآت..... آئینہ ۱۲..... شیشہ ۱۲

☆ نمود خارجی..... یعنی ظہور در خارج ۱۲..... یعنی خارج میں ظاہر ہونا ۱۲ ☆ داشته است..... مقرر نمودہ و تصور کردہ ۱۲

..... مقرر کیا ہوا اور تصور کیا ہوا ۱۲

﴿ص ۳۳﴾ ☆ آرے..... بیان منشا قول حضرت شیخ اجل است ۱۲..... حضرت شیخ اکبر کے قول کی مراد کا بیان ہے ۱۲ ☆ تحاشی.....

پرواے ۱۲..... بچاؤ، کنارہ کرنا ۱۲ ☆ واللہ سبحانہ..... خدائے پاک احقاق حق و اظہار آن کند و اہدایت براہ راست نماید ۱۲

..... خدائے پاک ہی حق بات کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے ۱۲ ☆ مانا..... شاید ۱۲ ☆ لطافت

..... دارد..... یعنی اندرین دانستن ہیچ لطافتی و کمالے و خیرے نیست بلکہ سوء ادب است ۱۲ یعنی اس کے جاننے میں کوئی لطافت

کمال اور خیر نہیں بلکہ بے ادبی ہے ۱۲ ☆ ظلمت..... تاریکی ۱۲..... اندھیرا ۱۲ ☆ ختم الرسل..... است ۱۲..... آخری رسول

ہیں ۱۲ ☆ مائتہ..... صد ۱۲..... سو ۱۲ ☆ مئضی الف..... گذشتن ہزار سال ۱۲..... ہزار سال گذرنا ۱۲ ☆ اکتفا نمودہ اند

..... یعنی بلکہ پیغمبر اولوا العزم مبعوث کردہ اند ۱۲..... یعنی بلکہ اولوا العزم پیغمبر مبعوث کئے ہیں ۱۲

﴿ص ۳۴﴾ ☆ شائبہ..... آمیزش ۱۲..... ملاوٹ ۱۲ ☆ پیش..... قبل ۱۲..... پہلے ۱۲ ☆ ماواے..... محل ۱۲..... مقام ۱۲ ☆ غیر اورا

..... عارف مذکور ۱۲..... وہ عارف جس کا ذکر ہوا ۱۲ ☆ او..... آن عارف ۱۲..... وہ عارف ۱۲

☆ مرآتیت آئینہ داری و آئینہ بودن ۱۲ شیشہ بننا اور شیشہ ہونا ۱۲ ☆ خارج از ذہن ۱۲ ذہن سے باہر ۱۲
 ☆ نزد مشجان یعنی حکما و فلاسفہ بخلاف اکثر متکلمین کہ نفی کنندگان وجود فرضی اند ۱۲ یعنی حکما اور فلسفی اکثر متکلمین کے
 خلاف جو فرضی وجود کی نفی کرتے ہیں ۱۲ ☆ مرآت آئینہ ۱۲ شیشہ ۱۲ ☆ مسودہ تحریر ۱۲ ☆ چون فقیر ۱۲
 جب فقیر ۱۲ ☆ صدو درپے ۱۲ پیچھے پڑنا ۱۲ ☆ نعم جلیلہ نعمتہائے
 بزرگ ۱۲ بڑی عظیم نعمتیں ۱۲ ☆ چون شرط ۱۲ یہ شرط ہے ۱۲ ☆ جرأت جزا ۱۲ یہ جزا ہے ۱۲
 ☆ عجب بضم اول و سکون ثانی خود بینی ۱۲ اپنے آپ کو بہتر و افضل جاننا ۱۲ ☆ اعظم محامد بزرگ ترین
 ستائشہائے خداوند است جل ذکر و عز اسمہ ۱۲ سب سے بڑی تعریفیں اور خوبیاں خدا تعالیٰ کی ہیں اس کا ذکر جلیل ہے اور اس کا
 نام معزز ہے ۱۲ ☆ مبر بضم میم و فتح موحده و تشدید راء مہملہ، پاک کردہ شدہ و بیزار شدہ ۱۲ پاک کیا ہوا اور بیزار ہوا ۱۲

دوسو پینتیسواں مکتوب (۲۳۵)

ملا عبد الغفور سمرقندی و حاجی بیگ فرکتی و خواجہ محمد اشرف کابل کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں کہ
 اس گروہ (اہل اللہ) کی محبت دنیا و آخرت کی سعادتوں کا سرمایہ ہے اور احکام شرعیہ کے بجلائے اور باطنی جمعیت
 (اطمینان) حاصل کرنے کی توفیق اس محبت کے ثمرات ہیں، اور اس کے مناسب بیان میں -
 حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد حقیقی دوستوں اور تحقیق شدہ مشتاقوں کو معلوم ہو کہ آپ کے مکتوبات شریفہ
 جو فرط محبت اور اشتیاق سے لبریز تھے موصول ہو کر خوشی اور مسرت کا باعث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس محبت پر
 ثابت قدم رکھے۔ اس محبت کو دنیوی و آخروی سعادتوں کو سرمایہ جان کر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ (کے حضور میں)
 استقامت اور مداومت کی دعا کرنی چاہیے احکام شرعیہ کی بجا آوری کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے۔
 اور باطنی جمعیت (اطمینان) حاصل کرنے کا ثمرہ بھی یہی محبت ہے اگر تمام دنیا اور اس کی ظلمتیں اور کدورتیں
 باطن میں ڈال دیں اور اس محبت کو قائم رکھیں تو کوئی غم نہیں بلکہ امیدوار رہنا چاہیے اور اگر تمام پہاڑوں کے برابر
 انوار و احوال کو باطن میں ڈال دیں اور اس محبت میں سے بال برابر لے لیں تو سوائے خرابی کے کچھ نہیں جاننا
 چاہیے۔ اور اس کو استدارج شمار کرنا چاہیے اس تعلق کو مضبوط کر کے اپنے کام میں مشغول رہیں اور بے
 فائدہ کاموں میں عمر عزیز کو ضائع نہ کریں۔

ہمہ انداز من بتو این است کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

(اک نصیحت ہے گو کہ سنگین ہے تو ہے بچہ، مکان رنگین ہے)

وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَعَلَى سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَالْتَزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ

وَعَلَىٰ إِلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَبَيْنَ التَّسْلِيمَاتِ أَكْمَلُهَا (اور سلام ہو آپ پر اور ان سب پر

جو ہدایت کی پیروی کریں اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ من الصلوٰات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی متابعت کو اپنے اوپر لازم جانیں)

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۳۶﴾ قولہ اندر: پہلے اور تیسرے حرف پر زبر ہے، اس کے معنی نصیحت، پند اور وصیت ہیں ۱۲۔

☆ متن بین السطور معانی

☆ این طائفہ اہل اللہ ۱۲ اللہ والے ۱۲ ☆ منہی اسم فاعل از ابناء بمعنی خبر دادن ۱۲ انبا سے اسم فاعل ہے، اس کے معنی خبر دینا ہے ۱۲ ☆ فرط بالفتح بمعنی زیادتی ۱۲ فا پر زبر ہے اس کے معنی زیادتی کے ہیں ۱۲ ☆ مسألت سوال ۱۲ ☆ ظلمات تاریکیاں ۱۲ اندھیرے ۱۲ ☆ عالم یعنی بسیار ۱۲ یعنی زیادہ ۱۲ ☆ کدورات تیر گیاہ ۱۲ دھندلا پن ۱۲ ☆ لا طائل بے اصل ۱۲ ☆ تکلف بفتح بمعنی ہلاک شدن وضائع و تباہ گردیدن ۱۲ پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہے، بمعنی ہلاک ہونا، ضائع اور تباہ ہونا ۱۲

دو سو چھتیسواں مکتوب (۲۳۶)

مخدوم زادہ میاں شیخ محمد صادق سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف بعض اسرار کے بیان میں صادر فرمایا۔

حمد و صلوة کے بعد میرے فرزند ارشد کو معلوم ہو کہ تمہارے خط سے جو تم نے اپنے احوال کی تفصیل میں لکھا تھا (اس سے) ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ تم کو ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰة والسلام والحقہ کے ساتھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے، اس بات سے خداوند جل سلطانہ کا شکر بجالایا، کیونکہ مدت سے آرزو تھی کہ یہ حاصل شدہ دولت تم کو مل جائے۔ اور (خاص طور پر) اس زمانے میں امیدوار ہو کر اس کے لئے متوجہ ہوا کہ تمہارے اندر یہ دولت جذب ہو جائے۔ اتفاقاً اسی جستجو میں تم کو ولایت موسوی علی نبینا وعلیہ الصلوٰات والتسلیمات میں داخل پایا پھر اس جگہ سے کھینچ کر ولایت خاصہ کے دائرہ میں داخل کر دیا۔ لِلّٰہِ سُبْحٰنَہُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ عَلٰی ذٰلِکَ (اس پر اللہ سبحانہ کی حمد اور احسان ہے) اور چونکہ تم کو اس ولایت میں زبردستی لایا گیا ہے اس لئے بیس روز سے زیادہ عرصہ ہو گیا کہ میں تم کو اپنے پہلو میں نگاہ رکھ کر پرورش کرتا ہوں۔ شاید اس نسبت کے متعلق تھوڑا بہت تم کو معلوم ہو گیا ہو۔ اب چونکہ یہ نسبت قوی ہو گئی ہے اس لئے امید ہے کہ تم کو بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔ اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے جو انعامات اس عاصی پر تواتر کے ساتھ مسلسل پہنچ رہے ہیں ان کی نسبت کیا لکھے۔

من آں خاکم کہ ایر نو بہاری کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

دوسرے یہ کہ فرزند عزیز محمد سعید نے اپنے مکتوب میں جو احوال ظاہر کئے تھے بہت زیادہ صحیح ہیں۔ اس خصوصیت کے ساتھ دوستوں میں سے بہت کم لوگوں کو حاصل ہوئے ہیں۔ (فقیر) امیدوار ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس کو بھی ولایتِ خاصہ سے مشرف فرمائے گا..... اور میرے فرزند محمد معصوم خود خداوند جل سلطانہ کے فضل سے ذاتی طور پر اس دولت کے قابل ہے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کے طفیل قوت سے فعل میں لائے۔

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۳۷﴾ ۱۔ قولہ سون: ایک قسم کا پھول ہے آسمانی رنگ کا، اور یہ لفظ سین کے پیش سے واؤ مجہول ہے، قاموس میں زبر کے ساتھ لکھا ہے، ظاہر یہ ہے کہ عربی میں زبر کے ساتھ ہے اور فارسی میں پیش کے ساتھ ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۳۶﴾ ☆ اسرار راز ہا ۱۲ بہت سے راز ۱۲ ☆ قسر بالفح بزور بدکارے داشتن ۱۲ قاف پر زبر ہے، کسی کام پر زبر دتی لگانا ۱۲ ☆ آوردہ اند و امر قسر در محل تذبذب و تردد و زوال بود ۱۲ زبردستی کا امر شک و تردد اور زوال کے مقام میں تھا ۱۲ ☆ کہ در کنار شمار ۱۲ آپ کو ۱۲ ☆ مینماید کہ ثبات و قرار و دوام پیدا آید ۱۲ تاکہ ثابت قدمی اور قرار و دوام پیدا ہو جائے ۱۲ ☆ چون این نسبت ۱۲ یہ نسبت ۱۲ ☆ علی التواتر پے در پے ۱۲ مسلسل ۱۲ ☆ فائض ریزندہ ۱۲ فیض دینے والا ۱۲ ☆ امیدوار فقیر ۱۲ یعنی حضرت مجدد ۱۲ ☆ نیز مانند شمار ۱۲ آپ کی طرح ۱۲ ☆ خود البتہ ۱۲ ☆ بالذات یعنی بدون احتیاج بقسر قاسر ۱۲ یعنی کسی جبر کرنے والے کی ضرورت کے بغیر ۱۲ ☆ قابل یعنی مستعد باستعداد تام ۱۲ یعنی پوری قوت کے ساتھ تیار ۱۲ ☆ از قوۃ بفعل آرد یعنی استعداد امکان بوجود آرد یعنی ولایت خاصہ محمدیہ رابران فائض گرداند و بان متصف سازد ۱۲ یعنی استعداد امکان وجود میں آئے مطلب یہ کہ ولایت خاصہ محمدیہ ان کو عنایت فرمائیں اور اس سے متصف کریں ۱۲

دوسو پینتیسواں مکتوب ﴿۲۳۷﴾

ملا محمد طالبِ بیانگی کی طرف سے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی متابعت کی ترغیب میں اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی تعریف میں صادر فرمایا۔

ذُبَّتْنَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكُمْ عَلَى جَادَةِ الشَّرِيعَةِ الْحَقَّةِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ وَعَلَى إِلِهِ الْكِرَامِ وَأَصْحَابِهِ الْعِظَامِ (اللہ سبحانہ ہم کو اور آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ اور آپ کی اولاد کرام و اصحاب عظام کے سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے۔

میرے سعادتمند بھائی! طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے بزرگوں نے روشن سنت کی پیروی کو لازم و ضروری قرار دیا ہے۔ اور عمل کو عزیمت پر اختیار فرمایا ہے۔ اگر اس التزام و اختیار کے ساتھ ان کو احوال و مواجید سے بھی مشرف کر دیں تو نعمتِ عظیم جانتے ہیں۔ اور اگر احوال و مواجید ان کو بخش دیں اور اس التزام و اختیار (سنتِ سنیہ) میں کوئی فتور واقع ہو تو وہ ان احوال کو پسند نہیں کرتے اور ان مواجید کو نہیں چاہتے اور اس فتور میں اپنی خرابی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے..... کیونکہ ہندوستان کے برہمنوں، جوگیوں اور یونان کے فلاسفہ اور حکماء تجلیاتِ صوری اور مکاشفاتِ مثالی اور علوم تو حیدی بہت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کو ان علوم سے سوائے خرابی اور رسوائی کے کچھ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا، اور ان کے وقت کی دولت سوائے بُعد و حرمان کے کچھ نہیں۔

اے بھائی! جب آپ نے فضلِ الہی جلِ سلطانہ سے اپنے آپ کو ان اکابر کی ارادت سے رشتہ میں داخل کر لیا ہے تو ضروری ہے کہ ان کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کریں اور سرِ مو بھی ان کی مخالفت نہ کریں تاکہ ان کے کمالات سے بہرہ مند ہو کر فیضیاب ہوں..... سب سے پہلے اپنے عقائد کی تصحیح اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ سبحانہ کے اعتقادات کے مطابق کریں..... دوسرے فرض، واجب، سنت، مندوب، حلال و حرام اور مشتبہ کا علم و علمِ فقہ میں مذکور ہے حاصل کریں اور اس علم کے تقاضوں کے مطابق عمل کریں..... تیسرے درجے میں علومِ صوفیہ کی طرف نوبت پہنچتی ہے۔ کیونکہ جب تک وہ دونوں بازوحیح نہ ہوں گے عالمِ قدس کی طرف پرواز محال ہے۔ اگر ان دو بازوؤں کے بغیر احوال و مواجید میسر ہوں تو ان میں اپنی خرابی جانی چاہیے اور ان احوال و مواجید سے پناہ مانگنی چاہیے۔ ع

کار اینست غیر این ہمہ ہیچ

(کام بس یہ ہے باقی سب کچھ ہیچ ہے)

مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ (قاصد کا کام صرف پہنچادینا ہے)

میرے بھائی محترم میاں شیخ داؤد وہاں آئے ہوئے ہیں ان کی صحبت کو غنیمت جانیں، اور وہ جو کچھ نصیحت و دلالت (رہنمائی) کریں اس کو اختیار کریں کیونکہ انہوں نے ان اکابر کے مریدوں کی صحبت میں بہت عرصہ گزارا ہے اور ان کی راہ و روش کو معلوم کیا ہے۔ جو دوست وہاں پر (رہتے) ہیں اور وہ جو اس طریقہ عالیہ میں میرنعمان کی خدمت کے توسل سے داخل ہو گئے ہیں وہ بھی شیخ داؤد کی صحبت کو غنیمت جانیں اور ایک ہی جگہ حلقہ میں بیٹھیں اور ایک دوسرے میں مل جائیں تاکہ جمعیت حاصل ہو کر معاملہ ترقی پذیر ہو..... اور مکتوبات کا مطالعہ اپنے اوپر لازم جانیں کیونکہ یہ فائدہ مند ہے۔ ع

دادیم تراز گنج مقصود نشاں

(دے دیا تجھے پتہ گنج مقصود کا)

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَمَزَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى الْاٰلِہٖ

بہار دفتر مکتوبات امام ربانی جو تہا حصہ

الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ أَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا (اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کو اپنے اوپر لازم جانا)

﴿حاشیہ متن﴾

قولہ برہمنان و جوگیان: دو گروہ ہیں ہندوستان کے مشرکوں کے پیشواؤں سے جو ریاضت و مجاہدہ میں مشہور و معروف

ہیں ۱۲

﴿ص ۳۸﴾ ۱ قولہ جناح: جیم پر زبر ہے، بال و بازو، دو بازو سے مراد عقائد اور فقہ کا علم اور اس پر عمل کرنا ہے ۱۲

۲ رسولوں کے ذمے صرف پہنچانا ہے اور بس ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۳۷﴾ ☆ فتورے سستی ۱۲ ☆ فلاسفہ حکماء ۱۲ یونان کے حکیم ۱۲ ☆ سلک رشتہ ۱۲ دھاگہ، ۱۲ تا ۱۲

﴿ص ۳۸﴾ ☆ اولاً بیان طریق متابعت این اکابر ۱۲ ان نقشبندی بزرگوں کے طریقہ کی متابعت کا بیان ۱۲ ☆ ثالثاً نہ در

اول و ہلہ ۱۲ پہلے درجے میں نہیں ۱۲ ☆ طیران پریدن ۱۲ اڑنا، پرواز کرنا ۱۲ شیخ مشاء الیہ ۱۲ یعنی شیخ داود

دوسواٹھتیسواں مکتوب ﴿۲۳۸﴾

میر محمد نعمان کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں کہ (دینی) بھائیوں کے اضافہ ہونے میں بہت سی امیدیں وابستہ ہیں اور اس امر کی تنبیہ میں کہ ایسا نہ ہو مریدوں کے احوال و معارف پیروں کے توقف اور عجب کا باعث بن جائیں۔ اور اس بیان میں کہ مریدوں کے احوال کو (پیروں کے لئے) شرم کا باعث ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ (مریدوں کو) ترقیات پر ترغیب دیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ (تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور
حضرت سید المرسلین اور آپ کی پاک و مطہر اولاد و اصحاب سب پر صلوٰۃ و سلام ہو) جو مکتوب شریف آپ
نے خواجہ رحمی کے ذریعہ ارسال کیا تھا موصول ہو کر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا۔ اور چونکہ اس میں آپ سے
ہدایت حاصل کرنے والوں اور آپ کے مریدوں کے احوال تفصیل کے ساتھ درج تھے اس لئے مزید خوشی حاصل
ہوئی۔ کیونکہ (دینی) بھائیوں کی کثرت بموجب اَكْثَرُوا اِخْوَانَكُمْ فِي الدِّينِ (دینی بھائیوں کی تعداد میں
(تبلیغ کے ذریعے) کثرت کرو کے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ اور آیت کریمہ: سَنَنْشُدُ عَضُدَكَ بِاِخِيكَ
(۲۸، قصص، آیت، ۳۵) (ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کر دیں گے) اس بات کی تائید میں ہے
..... لیکن چاہیے کہ اپنے احوال و اعمال پر نظر رہے اور اپنی حرکت و سکون ملاحظہ میں رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ

یا نہ ہوں کچھ پرواہ نہیں۔

(۲) آپ نے لکھا تھا کہ ”آپ نے بالمشافہ ایسا فرمایا تھا کہ ہم نے تمہارے حق میں بہت زیادہ تخم ریزی کی ہے الخ..... میرے مخدوم! فی الواقعہ، اسی طرح ہے، لیکن اس کے ثمرات کا حاصل ہونا زندگی میں یا موت کے بعد (جیسا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو) بے شمار زمانوں کے گزرنے پر موقوف ہے۔ اَبَشْرٌ وَلَا تَعَجَلْ بِهِ (خوش ہو جاؤ اور جلدی نہ کرو)

(۳) آپ نے مولانا محمد صالح کے مقولے کے بارے میں تحریر کیا تھا، چونکہ مولانا مذکور موجود نہیں ہیں کہ ان کے مقولے کا مفہوم دریافت کیا جائے۔ (لیکن) ان کے مقولے پر اعتراض نہ کرنا چاہیے اسی میں خیر ہے اور دل میں اس کا کچھ خیال نہ کریں۔

(۴) اور سوء ادب کی بابت جو آپ نے تحریر کیا تھا۔ لہذا مخلص دوستوں کی لغزشیں سب معاف ہیں اس کا بھی کچھ خیال نہ کریں۔

(۵) آپ نے اپنے حال کے متعلق استفسار کیا تھا، (جو اب یہ ہے) کہ اللہ سبحانہ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ آپ مقبولین میں سے ہیں۔ قُبِلَ مَنْ قُبِلَ بِلَا عِلْمَةٍ (جو قبول کیا گیا وہ بلا کسی وجہ کے قبول کیا گیا)

(۶) آپ نے لکھا تھا کہ دو شیخ زادے آئے تھے کہ ذکر کی تلقین حاصل کریں الخ..... میرے مخدوم! استخارہ ہر امر میں مسنون و مبارک ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ استخارہ کے بعد خواب یا واقعہ یا بیداری میں ایسی بات ظاہر ہو جو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے پر دلالت کرتی ہو، بلکہ استخارہ کے بعد قلب کی طرف رجوع ہونا چاہیے۔ اگر دل میں اس کام کے کرنے کی رغبت یا میلان پہلے سے زیادہ ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کام کرنا چاہیے اور اگر قلبی رغبت اسی قدر ہے جیسی کہ (استخارہ سے) پہلے تھی اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تب بھی منع نہیں ہے ایسی صورت میں استخاروں کی تکرار کرنی چاہیے تاکہ رغبت و میلان کی زیادتی معلوم ہو جائے..... استخاروں کے تکرار کی انتہا سات مرتبہ ہے، اگر پہلی مرتبہ میں استخارہ ادا کرنے کے بعد توجہ میں کمی معلوم ہو تو یہ بات منع پر دلالت کرتی ہے۔ ایسی صورت میں بھی استخاروں کو چند بار کریں تو گنجائش ہے، بلکہ ہر صورت میں استخارہ مکرر کرنا اولیٰ و انسب ہے۔ اور اس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں احتیاط ضروری ہے۔

(۷) رسالہ ”مبدأ و معاد“ کی اس عبارت کے معنی جو اس جسد کے بیان میں لکھی گئی ہے جو روح کا مکتب ہے (یعنی روح جس جسد سے افعال جسمانی کا اکتساب کرتی ہے) آپ نے دریافت کئے ہیں..... میرے مخدوم! روح کا ایسے افعال اختیار کرنا جو اجسام کے افعال کے مناسب ہیں وہ اسی جسد مکتب کی قسم سے ہیں اور اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی روحانی امداد بھی اسی قسم کے جسمانی افعال کی مناسبت سے ہے کہ مختلف وجوہات کی بنا پر مختلف طریقوں سے انہوں نے دشمنوں کو ہلاک کیا اور دوستوں کی امداد فرمائی وغیرہ

(۸) آپ نے ظالموں کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لئے (دعا کی) درخواست کی تھی۔ (دعا کی گئی امید)

ہے کہ) حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہل خاندان کو بلکہ آپ کے علاقہ کو ظالموں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے لہذا آپ خاطر جمع ہو کر حق تعالیٰ و تقدس کی بارگاہ میں پوری طرح متوجہ اور مشغول رہیں۔ اور امید ہے کہ اس حفاظت کو کسی خاص وقت تک کے لئے معین نہیں کریں گے (بلکہ دائمی ہوگی) إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (والنجم، ۵۳، آیت، ۳۲) (بے شک تمہارے رب کی مغفرت بہت وسیع ہے)..... لیکن اس جگہ کے رہنے والوں کو نصیحت فرمادیں کہ مسلمانوں کی بھلائی اور ان کی خیر خواہی کی وضع میں تبدیلی نہ کریں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (رعد، ۱۳، آیت، ۱۱) (بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں)۔ والسلام

﴿حاشیہ مستن﴾

اور ابھی تک اس بیج ڈالنے کا نتیجہ ظاہر نہیں ہوا اسکی کیا وجہ ہے ۱۲

یعنی حقیقت میں اسی طرح ہے یعنی ہم نے بیج بہت ڈالا ہے لیکن اس بیج کے ثمرات و فوائد معلق اور وابستہ ہیں طویل اوقات اور دور دراز زمانوں کے گزرنے پر، یعنی ضروری ہے کہ وہ تخم ریزی (بیج ڈالنے) کے نتائج ظاہر ہوں گے۔ ہماری زندگی میں یا اوقات کے بعد، اس کے خلاف ہونا امکان سے خارج ہے، دیر آید درست آید پس خوش ہو جاؤ جلدی نہ کرو ۱۲

یعنی مولانا کی مراد اس قول سے کیا ہے، مراد کو سمجھے بغیر قائل کو گرفت نہیں کرنی چاہیے اور کسی حکم کے ساتھ محکوم ٹھہرانا

شایان شان نہیں لہذا اس سے تعرض نہیں کرنا چاہیے اور اس پر لب نہیں کھولنا چاہیے اسی میں خیر ہے ۱۲

قولہ قَبْلِ مَنْ أَلْحَ یعنی حق تعالیٰ و تقدس کی جناب میں جو قبول کیا گیا وہ بغیر علت و سبب کے قبول کیا گیا بلکہ محض فضل

خداوندی سے قبول ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ أَحَدٌ إِلَّا بِفَضْلِ اللَّهِ تَعَالَى، وَقَالَ

تَعَالَى: ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۱۲ ترجمہ: ہرگز جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ کے

فضل سے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَهْدِي اللَّهُ لِنُورٍ كَبِيرٍ ۱۲ ترجمہ: اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے ۱۲

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ سَعَادَةٍ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ اللَّهُ وَمِنْ شِقْوَتِهِ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللَّهِ ۱۲

ترجمہ: انسان کی سعادت اللہ سے استخارہ کرنے میں ہے اور اسکی بدبختی اللہ سے استخارے کو ترک کرنے میں ہے ۱۲

قال رحمه الله تعالى في المبدأ والمعاد: ومما ينبغي ان يعلم ان الجسد كما استفاد

من الروح كما لا تحصى فالروح ايضا اكتسب من الجسد فوائد عظمتي حيث

صاد سميعًا بصيرًا متكلما متجسد بجسد مكتبا مباشرا لافعال نا سبت بعالم

الاجساد (منها ۱۳) یعنی مناسب یہ ہے کہ جانا جائے کہ جسم جس طرح استفادہ کرتا ہے روح کے کمالات سے

بے شمار، پس روح ہی اکتساب کرتی ہے جسم سے عظیم فوائد کا اس حیثیت سے کہ ہوگئی سننے والی، دیکھنے والی، کلام کرنے

والی اور مجسم ہوگئی جسد کے ساتھ اکتساب کرنے والی بذات خود سنبھالنے والی ہے افعال کو جو مناسبت رکھتے ہیں عالم

اجسام کے ساتھ ۱۲

یعنی اس بیان میں کہ روح جس جسد سے افعال جسمانی کا اکتساب کرتی ہے ۱۲

یعنی جس طرح دشمنوں کو ہلاک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا کئی طریقوں سے اور مختلف قسموں سے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

- ﴿ص ۳۹﴾ ☆ کتابت خط ۱۲ ☆ نوشتہ استفسار اول ۱۲ پہلا سوال ۱۲ ☆ عرض پیش کردن ۱۲ پیش کرنا ۱۲
- ﴿ص ۴۰﴾ ☆ مخدوما جواب ۱۲ جواب کی ابتداء ہے ۱۲ ☆ مَحْوَل حق جل و علا ۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ ۱۲ ☆ نوشتہ
- استفسار دوم ۱۲ دوسرا سوال ۱۲ ☆ در حضور زور بروئے حضرت مجدد قدس سرہ ۱۲ ☆ در حق شما حکایت کلام
- حضرت مجدد است ۱۲ حضرت مجدد کے کلام کا بیان ہے ۱۲ ☆ مقولہ مولانا محمد صالح استفسار سوم ۱۲ تیسرا سوال ۱۲
- ☆ چون جواب ۱۲ جواب کی ابتداء ہے ۱۲ ☆ از سوائے ادب استفسار چہارم ۱۲ چوتھا سوال ۱۲ ☆ از
- مخلصان جواب ۱۲ جواب کی ابتداء ۱۲ ☆ زَلَّات لغزشہا ۱۲ لغزشیں، کوتاہیاں ۱۲
- ☆ معفو غنوم معاف ۱۲ ☆ از احوال استفسار پنجم ۱۲ پانچواں سوال ۱۲ ☆ لِّلہ سبحانہ جواب ۱۲
- جواب کی ابتداء ہے ۱۲ ☆ مقبولان ساختہ اند بلا علت ۱۲ بغیر سبب کے ۱۲ ☆ نوشتہ بودند استفسار ششم ۱۲
- چھٹا سوال ۱۲ ☆ مخدوما جواب ۱۲ جواب کی ابتداء ہے ۱۲ ☆ اگر اقبال میلان و رغبت ۱۲
- ☆ امر مطلوب ۱۲ مطلوب امر ۱۲ ☆ ہم منع نیست کردن آن کار ۱۲ وہ کام کرنا منع نہیں ہے ۱۲ ☆ درین
- صورت یعنی در صورت نقصان در اقبال بعد از استخارہ ۱۲ یعنی استخارے کے بعد توجہ میں کمی کی صورت میں ۱۲
- ﴿ص ۴۰﴾ ☆ امر مطلوب ۱۲ مطلوب امر ۱۲ ☆ عبارت رسالہ استفسار ہفتم ۱۲ ساتواں سوال ۱۲ ☆ مخدوما
- جواب جواب کی ابتداء ہے ۱۲ ☆ طلب امان امر ہفتم ۱۲ آٹھواں امر ۱۲ ☆ ظلمہ بفتخین جمع ظالم ۱۲
- ظا اور لام پر زبر ہے، یہ ظالم کی جمع ہے ۱۲ ☆ حضرت حق جواب ۱۲ جواب کی ابتداء ہے ۱۲ ☆ بقعہ بالضم
- زمین ممدود و ممتاز از زمین دیگر یعنی وہ ۱۲ با پر پیش ہے، وسیع و ممتاز زمین دوسری زمین سے یعنی بستی سے ۱۲ ☆ اِنَّ رَبَّكَ
- یہ آیت سورہ نجم پارہ ستائیس میں واقعہ ہے، یعنی بے شک تمہارے رب کی مغفرت بہت وسیع ہے ۱۲
- ﴿ص ۴۱﴾ ☆ اِنَّ اللہَ لَیَغْفِرُ یہ آیت کریمہ سورہ رد پارہ تیرہ میں واقعہ ہے یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک
- نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں ۱۲

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی چوتھا حصہ

دو سو چالیسواں مکتوب ﴿۲۴۰﴾

شیخ یوسف برکی کی طرف صادر فرمایا اس راہ (سلوک) کی بے نہایتی اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کے بعض فوائد کے بیان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰہِ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) وہ مکتوب جو آپ کی خیریت کے انجام والے احوال پر مشتمل تھا موصول ہوا، اور اس کا مطالعہ خوشی کا باعث ہوا۔ ع

۔ در عشق چنیں بوالعجبیا باشد

(عشق میں باتیں ہیں ایسی ہی عجیب)

لیکن چاہیے کہ ان احوال سے گذر کر احوال کے بدلنے والے (یعنی حق تعالیٰ) تک پہنچنا چاہیے کہ وہاں سب جہالت و نادانی ہے اس کے بعد اگر معرفت سے مشرف فرمائیں تو کیا ہی نعمت و سعادت ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ دید و دانش (دیکھنے اور سمجھنے) میں آئے قابل نفی ہے۔ اگرچہ وہ کثرت میں وحدت کا شہود ہی ہو۔ کیونکہ اس وحدت کی کثرت میں ہرگز گنجائش نہیں ہے جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے اس وحدت کی مثال اور صورت ہے نہ کہ وہ خود..... لہذا آپ کے حال کے مناسب اس وقت کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر ہے۔ اور اس کلمہ کی اس قدر تکرار کریں کہ آپ کی دید و دانش میں کوئی اور چیز باقی نہ رہے اور سامان کو حیرت و نادانی میں ڈال دے اور معاملہ کو فنا کی طرف لے جائے۔ جب تک (سالک) حیرت و جہل کی طرف نہ چلا جائے فنا نصیب نہیں ہوتی اور جس کو آپ نے فنا سمجھا ہے۔ اس کا فنا سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی تعبیر عدم سے ہے نہ کہ فنا سے۔ اور جب جہل تک پہنچنے کے بعد فنا حاصل ہو جائے تو وہ اس راہ (سلوک) کا پہلا قدم ہوگا۔ وصل کہاں اور اتصال کس کو۔

كَيْفَ الْوُصُولُ إِلَى سَعَادَةٍ وَذَوْنَهَا قُلُوبُ الْجِبَالِ وَذَوْنَهُنَّ خِيُوفٌ
(کس طرح جاؤں در محبوب تک درمیاں ہیں پُر خطر کوہ اور غار)

آپ کے احوال درست ہیں لیکن ان سے گذرنا ضروری ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى
وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ أَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا
(اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ علی آلہ الصلوات والتسليمات اتہاوا اکملہا کی متابعت کو اپنے اوپر لازم جانا)

دوسری نصیحت شریعت پر استقامت ہے اور اپنے احوال کو شرعی اصول کے مطابق درست کرنا ہے۔
عِيَاذًا بِاللَّهِ سُبْحَانَهُ (اللہ سبحانہ کی پناہ) اگر قول و فعل میں شریعت کے خلاف کوئی بات ظاہر ہو تو اس میں اپنی خرابی جانا چاہیے۔ استقامت والے حضرات کا یہی طریقہ ہے۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

- ۱۔ یعنی احوال سے گذر جانا چاہیے اور ترقی کر کے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہیے ۱۲
- ۲۔ قولہ شَحَّ، شین اور با پر زبر ہے، بدن، سواد شخص جو اس سے نظر آئے، با کے جزم سے بھی بولا جاتا ہے اور قاموس میں ہے کہ الشَّحُّ کے معنی شخص ہیں با کے جزم سے بھی آتا ہے ۱۲
- ۳۔ اگرچہ وہ تنزیہ محض اور بے کیف محض ہی ہو۔ ان سب کو "لا" (یعنی نفی) کے تحت میں داخل کیا جائے۔ اور اثبات کی جانب میں کلمہ مستغنی (اللہ) کو قلب کی موافقت کے ساتھ زبان سے بولنے کے سوا اور کسی چیز کا اس میں حصہ نہ ہو۔
- ۴۔ قولہ کیف الوصول الی سعادات الخ سین کے پیش سے، عشقیہ لفظ اور محبوبہ کا نام (عام طور پر عرب شعراء اپنی محبوبہ کا ذکر اس نام سے کرتے ہیں جیسا کہ قصیدہ بانت سعاد میں ہے) سعاد غیر منصرف ہے، علمیت اور تانیث معنوی کے سبب سے،

قُلُّ قاف پر پیش اور پہلے لام پر زبر ہے، جمع ہے قُلَّة کی (قاف پر پیش اور پہلے لام پر زبر و شد ہے) بمعنی پہاڑ کی چوٹی
الجمال جمع ہے جبل کی جیم اور با پر زبر سے، اس کے معنی پہاڑ کے ہیں، تَخْوَف (پہلے دونوں حرفوں پر پیش ہے) خیف
(خا پر زبر) کی جمع ہے، پہاڑ کا دامن جو پانی کی گذرگاہ سے بلند اور پہاڑ سے نیچا ہوتا ہے، پہاڑ کے ایک طرف ہر
بلندی اور پستی کو بھی کہتے ہیں، مطلب یہ کہ سعادت تک پہنچنا کیسے متصور ہو سکتا ہے، حال یہ ہے کہ اس سے پہلے پہاڑوں کی
چوٹیاں ہیں اور اس سے پہلے بہت سی بلندیاں اور پستیاں (گہرائیاں) ہیں، غرضیکہ جب تک ان سب دشوار گزار
راستوں کو طے نہ کیا جائے سعادت تک پہنچنا محال ہے، ایسے ہی سلوک کی منزلیں طے کئے بغیر اور شریعت کی بلندیوں پر
چڑھے بغیر محبوب حقیقی کا وصال بہت مشکل اور دشوار ہے ۱۲ مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۳۱﴾ ☆ قابل نفی شایان دور کردن ۱۲ دور کرنے کے لائق ہے ۱۲ ☆ وحدت حقیقہ ۱۲ ☆ می نماید ظاہری شود
۱۲ ظاہر ہوتا ہے ۱۲ ☆ بحیرت حیرانی ۱۲ حیرانی ☆ جہالت نادانی ۱۲ نادانی ☆ تا ساک ۱۲
..... تاکہ ساک ۱۲ ☆ از فنا اور ۱۲ اس کو فنا سے ۱۲ ☆ تطبیق موافق و مطابق گردانیدن ۱۲
..... موافق و مطابق کرنا ۱۲ ☆ بأصول قواعد ۱۲ قاعدے ضابطے ۱۲

دوسواکتا لیسواں مکتوب ﴿۲۲۱﴾

مولانا محمد صالح کی طرف بعض دوستوں کی ترقی کے بیان میں صادر فرمایا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد میرے سعادت مند بھائی کو معلوم ہو کہ اس جگہ کے حالات حمد کے لائق ہیں، اور یہاں
کے سب دوست خوش و خرم ہیں، بالخصوص مولانا محمد صدیق ان دنوں اللہ سبحانہ کی عنایت سے ولایت خاصہ سے
مشرف ہو گئے ہیں اور اسمِ جوئی سے اسمِ کئی کے ساتھ ملحق ہو گئے ہیں۔ اس کے باوجود نظر فوق کی جانب رکھتے ہیں۔
وہاں (فوق) سے نصیب وافر (بہت بڑا حصہ) حاصل کر کے شاید رجوع کی طرف رجحان کریں۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ (بقرہ ۲، آیت ۱۰۵) (اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کر لیتا ہے)
..... کبھی کبھی اپنے اور ان دوستوں کے احوال جو طریقہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں لکھ دیا کریں
اور چند روز وہیں قیام پذیر رہیں۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۳۲﴾ یعنی اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کر لیتا ہے، یہ آیت کریمہ پارہ اول کے تیسرے رقع میں
(آیت ۱۰۵) واقع ہے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

دوسو پیا لیسواں مکتوب ﴿۲۲۲﴾

ملا بدیع الدین کی جانب ان کے بعض سوالات کے جواب میں صادر فرمایا۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد میرے عزیز بھائی کو معلوم ہو کہ درویش کمال نے آپ کا مکتوب شریف پہنچایا بہت خوشی کا باعث ہوا..... آپ نے اپنے اعمال اور نیتوں کو ”دیدِ قصور، کی وجہ سے متہم سمجھنے کے بارے میں تحریر کیا تھا، اس کی وضاحت ہوئی، حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس ”دیدِ قصور“ کے مشاہدے میں زیادتی فرمائے اور اس اتہام کی تکمیل فرمائے کیونکہ اس راہِ سلوک میں یہ دونوں (یعنی دیدِ قصور اور اتہام نیت و اعمال) بڑی دولتیں ہیں۔

آپ نے لکھا تھا اور دریافت کیا تھا کہ اسم ذات تعالیٰ و تقدس کا شغل کس حد تک کرنا چاہیے اور اس اسم مبارک کی کس مقدار کی مداومت سے حجابات دور ہو جاتے ہیں، اور نفی و اثبات کی نہایت حد کہا تک ہے، اور اس کلمہ متبرک سے کیا کیا کشائشیں (وسعتیں) پیش آتی ہیں اور کس مقدار میں حجابات اٹھ جاتے ہیں؟..... جاننا چاہیے کہ ذکر سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے اور چونکہ ظاہر کو غفلت سے چارہ نہیں ہے خواہ ابتدا میں ہو یا انتہا میں، لہذا ظاہر ہے کہ ہمہ وقت ذکر کا محتاج ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بعض اوقات اسم ذات عزوجل کا ذکر زیادہ نفع بخش ہے اور بعض دوسرے اوقات میں ذکر نفی و اثبات انبہا ہے..... باقی رہا باطن کا معاملہ تو وہاں بھی جب تک غفلت بالکل دور نہ ہو جائے ذکر کے بغیر چارہ نہیں ہے البتہ اس قدر ہے کہ ابتدا میں یہ دو ذکر متعین (ضروری) ہیں اور وسط و انتہا میں یہ دونوں ذکر متعین نہیں ہیں۔ اگر تلاوت قرآن مجید اور نماز کی ادائیگی سے غفلت دور ہو جائے تو گنجائش ہے، لیکن قرآن مجید کی تلاوت متوسط حال والوں کے مناسب ہے اور نماز نوافل کی ادائیگی انتہی حال والوں کے مناسب ہے۔

جاننا چاہیے کہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کا وہ حضور جو اسماء و صفات کے ملاحظہ سے ہو اگر چہ دائمی ہو لیکن احدیت مجردہ کی طرف متوجہ ہونے والوں کے نزدیک غفلت میں داخل ہے۔ اس غفلت کو بھی دور کرنا چاہیے اور وراء الوراء کی طرف جانا چاہیے۔

فراقِ دوست اگر اندک است اندک نیست درونِ دیدہ اگر نیمِ دوست بسیار است
(فراق یار اگر کم ہے کم نہیں سمجھو اگر ہے آنکھ میں کچھ بال کم نہیں جانو)
آپ نے وہ واقعات جو پیش آتے رہتے ہیں تحریر کیے تھے ان کا جواب پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ یہ سب مبشرات (خوشخبری دینے والے) ہیں، ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں آیا، منتظر رہیں اور کام میں مشغول رہیں۔

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تھا حصہ

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تھا حصہ

كَيْفَ الْوُصُولُ إِلَى سَعَادَةٍ وَذُوقِهَا قُلْتُ الْجِبَالِ وَذُوقِ خِيُوفَ

(کس طرح جاؤں در محبوب تک درمیاں ہیں پر خطر کوہ اور غار) والسلام
☆ متن..... بین السطور..... معانی

☆ درویش کمال..... نام ۱۲..... کمال نام ہے ۱۲ ☆ صحیفہ..... مکتوب ۱۲..... خط ۱۲ ☆ مزید..... زیادت ۱۲..... زیادہ ہونا

☆ اسم ذات..... یعنی لفظ مبارک اللہ ۱۲ ☆ درین راہ..... یعنی راہ سلوک بحق جل و علا ۱۲..... اللہ کی طرف جانے کا

راستہ سلوک ۱۲ ☆ این ہر دو دولت..... یعنی دید قصور و اتہام نیت و اعمال ۱۲..... یعنی اپنے قصور کو دیکھنا اور اپنی نیتوں اور

اعمال کو صحیح نہ ہونے کی تہمت لگانا ۱۲ ☆ نفی و اثبات..... یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ۱۲ ☆ ملاک..... بالکسر اصل چیزے و مدار

آن ۱۲..... میم کی زیر سے، کسی چیز کی اصل اور جس پر اسکا مدار و مدار ہو ۱۲ ☆ حجب..... پردہ ۱۲..... پردے ۱۲ ☆ این اسم

مبارک..... یعنی لفظ مبارک اللہ ۱۲..... یعنی لفظ اللہ برکت والا ۱۲ ☆ بد مانند..... جواب استفسار ۱۲..... سوال کا جواب ۱۲

☆ طرد..... دفع ۱۲..... دفع کرنا، دور کرنا ۱۲ ☆ پس ظاہر..... زبان و دیگر جوارح ۱۲..... زبان اور دیگر اعضائے جسم ۱۲

☆ معاملہ باطن..... قلب و اخوانش ۱۲..... دل اور اس کے ساتھی اعضاء ۱۲ ☆ طرد..... دفع ۱۲..... دفع کرنا، دور کرنا ۱۲

☆ غفلت..... و اطلاق غفلت بر این حضور مذکور باعتبار اضافت است بمرتبہ فوقانی، ورنہ اونی حد ذاتہ ذکر است و حضور

۱۲..... ترجمہ: اس مذکورہ حضور پر غفلت کا لفظ بولنا اضافت کے اعتبار سے ہے بلند مرتبے کی وجہ سے ورنہ وہ اپنی ذات کی حد تک

ذکر اور حضور ہے ۱۲ ☆ طرد..... دفع ۱۲..... دفع کرنا اور دور کرنا ۱۲ ☆ اندک است..... بظاہر ۱۲..... ظاہری طور پر کم ۱۲

☆ نیست..... در حقیقت ۱۲..... حقیقت میں ۱۲ ☆ درون..... زیرا کہ ۱۲..... کیونکہ ۱۲ ☆ مبشر..... بشارت دہندہ ۱۲

..... خوشخبری دینے والا ۱۲ ☆ کیف الوصول..... اس شعر کے معنی قریب ہی حاشیہ مکتوب نمبر ۲۴۰

دوستیتا لیسواں مکتوب ﴿ ۲۴۳ ﴾

ملا ایوب محتسب کی طرف طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی ترغیب میں صادر فرمایا۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد میرے عزیز بھائی کو معلوم ہو کہ چند بار آپ نے اپنے خطوط نصیحتوں کی

طلب میں تحریر کئے، لیکن یہ حقیر اپنی خرابیوں پر نظر کر کے آپ کے سوالات کے جوابات میں پیشقدمی نہیں کرتا تھا۔

اب جبکہ آپ کی طرف سے بار بار طلب ہوئی تو چند بے ربطہ و نامربوط فقرے تحریر میں آگئے..... غور سے

سنیں اور جان لیں کہ ہر شخص کے لئے جو چیز ضروری ہے اور وہ اس کا مکلف ہے وہ اوامر کی بجا آوری اور نواہی

سے پرہیز کرنا ہے۔ آیہ کریمہ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (حشر ۵۹،

آیت ۷) (رسول جو کچھ تم کو عطا فرمائے وہ لے لو اور جس سے وہ منع فرمائے اس سے باز رہو) اس معنی کی شاہد ہے

۔ اور چونکہ (طالب کو) اخلاص کا حکم ہے: اَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (زمر، ۳۹، آیت ۳) (آگاہ رہو کہ

خالص دین اللہ ہی کے لئے ہے) اور وہ بغیر فنا کے حاصل نہیں ہوتا اور محبت ذاتیہ کے بغیر متصور نہیں ہوتا..... لہذا طریق صوفیہ کا سلوک جس میں فنا اور محبت ذاتیہ کا حصول ہے ضروری ہوا۔ تاکہ اخلاص کی حقیقت شکل پذیر ہو۔ اور چونکہ صوفیہ کے طریقے کمال اور تکمیل کے مرتبوں میں متفاوت ہیں اس لئے ایسے طریقے کو جو روشن سنت کی پیروی کو لازم جانے اور احکام شرعیہ کی بجا آوری کے (بالکل) مطابق ہو اختیار کرنا اولیٰ اور بہتر ہے، اور وہ طریقہ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم العلیا کا طریق ہے۔ کیونکہ اس طریق کے بزرگوں نے سنت کو لازم قرار دیا ہے اور بدعت سے پرہیز فرمایا ہے۔ جہاں تک ہو سکے رخصت پر عمل کرنا پسند نہیں کرتے اگرچہ بظاہر اس کو باطن میں نافع پائیں اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے اگرچہ بظاہر اس کو باطن میں مضر جانیں۔ انہوں نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور اذواق و معارف (کیفیات و کشفیات) کو علوم دینیہ کا خادم جانتے ہیں، اور احکام شرعیہ کے نفیس جواہرات کو بچوں کی طرح جوڑ و موڑ (اخروٹ و منٹی) اور وجد و حال کے بدلے نہیں دیتے، اور صوفیہ کی (حالت سکروالی) بیکار باتوں پر مغرور و مفتوں نہیں ہوتے، اور نص (قرآن) کو چھوڑ کر نص (فصوص الحکم) کی طرف مائل نہیں ہوتے، اور فتوحات مدنیہ (احادیث و نصوص شرعیہ) کو چھوڑ کر فتوحات مکیہ (شیخ اکبر کی تصنیف) کی طرف التفات نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت استمراری (مستقل) ہے..... اور ان کے باطن سے ماسوی کے نقوش اس طرح محو و زائل ہو جاتے ہیں کہ اگر وہ (ماسوی اللہ کو دل میں) حاضر کرنے کے لئے ہزار سال تک کوشش کریں تب بھی میسر نہ ہو۔ اور وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کے لئے برق کی مانند ہے ان بزرگوں کے لئے دائمی ہے۔ اور وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان عزیزوں کے نزدیک دائرہ اعتبار سے ساقط ہے (آیت کریمہ) رَجَا لٌ لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللَّهِ (سورہ نور، ۲۴، آیت ۳۷) (وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی) ان کے حال کی نشاندہی کرتی ہے..... اور اسی طرح ان کا طریق سب طریقوں سے زیادہ قریب اور یقیناً موصل ہے اور دوسروں کی نہایت ان بزرگوں کی ہدایت میں مندرج ہے، اور ان کی نسبت جو کہ حضرت صدیق ؓ کی طرف منسوب ہے مشائخ کی تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے لیکن ہر شخص کی سمجھ ان اکابر کے مذاق کو نہیں پہنچ سکتی۔ ممکن ہے کہ اس طریقہ عالیہ کے قاصر (کم ہمت و کوتاہ نظر) ان کے بعض کمالات سے انکار کر دیں۔

قاصرے گر کند این طائفہ را طعن تصور

حاش اللہ کہ بر آرم بزباں این گلہ را

(گر کوئی طعن ان پہ کرتا ہے

توبہ توبہ، نہ کروں اس کا گلہ)

شاعر عرب (فرزدق) فرماتا ہے۔

أُولَئِكَ أَبَائِي فَجِئْتُ بِمِثْلِهِمْ

إِذَا جَمَعْتَنَا يَا جَرِيرُ الْمَجَابِعِ

(ایسے ایسے باپ دادا تھے جریر

ذکر ان کا کیوں نہ ہو جب تھے کبیر)

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ عالیہ کے خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ہر زواق

اوررقاص (مکار اور رقص کرنے والے) کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے، ان کا کارخانہ بلند ہے۔

حیف باشد شرح او اندر جہاں ہجو رازِ عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصفِ اوتا رہ برند پیش ازاں کز فوتِ آں حسرت خورد
(شرح ان کی خوبیوں کی کیا کروں مثل رازِ عشق انہیں پنہاں رکھوں
لیکن ان کا وصف کم کم ہے بیاں ہونہ محرومی پہ حسرت بے گماں)

اگر ان برگزیدہ حضرات کے خصائص و کمالات کے بیان میں دفتروں کے دفتر لکھے جائیں تب بھی وہ دریائے بیکراں کے مقابلے میں قطرہ کے مانند ہیں۔ ع

دادیم تراز گنج مقصود نشاں
(دے دیا تجھے پتہ گنج مقصود کا)

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالتَّزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی الْاٰلِہِ مِنْ
الصَّلٰوٰتِ اَفْضَلُهَا وَمِنْ التَّسْلِیْمٰتِ اَكْمَلُهَا (اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور
حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کیا)

﴿حاشیہ متن﴾

- ۱ ﴿ص ۲۳﴾ یہ آیت کریمہ سورہ حشر (آیت ۷) پارہ اٹھائیس ۲۸ میں واقع ہے، یعنی رسولؐ جو کچھ تم کو دے وہ لے لو اور جس سے وہ منع کرے اس سے باز رہو ۱۲
- ۲ یہ آیت کریمہ سورہ زمر (آیت ۳) پارہ تیس ۲۳ میں واقع ہے، آگاہ رہو کہ خالص دین (عبادت) اللہ ہی کے لئے ہے ۱۲
- ۳ قولہ بظاہر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رخصت پر عمل کرنا درحقیقت عزیمت پر عمل کرنے کی نسبت نافع نہیں ہے ۱۲
- ۴ قولہ بترہات: تا پر پیش اور رپر شد اور زبر ہے، اس کے معنی باطل چیزیں اور بیہودہ باتیں ہیں جو ترہت کی جمع ہے اسکے معنی ہیں باطل۔ فقیر کہتا ہے شاید اس جگہ وہ کلمات مراد ہیں جو سا لکوں سے اثناءِ راہ سکر و مستی کی حالت میں صادر ہوتے ہیں اور وہ بظاہر شریعت کے مخالف ہوتے ہیں واللہ اعلم بمراد عبادہ وھو یھدی السبیل ۱۲
(اللہ ہی جانتا ہے اپنے بندوں کی مراد کو اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے)
- ۵ قولہ از نص الخ یعنی وہ چیز جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلیل سے ثابت ہو، اور قولہ بنفس یہ اشارہ ہے شیخ اکبر محمد بن عربی قدس سرہ کی ایک عظیم تصنیف فصوص الحکم کی طرف۔ اور اس سے مراد وہ کلمات ہیں جو بعض صوفیہ کرام سے حال و مقام کے تقاضے سے حالتِ سکر میں صادر ہوئے اور بظاہر شریعت کے ساتھ جنگ کی صورت ہے، اسی پر حضرت مجدد قدس سرہ کے قول از فتوحات مدنیہ الخ کو قیاس کرنا چاہیے ۱۲
- ۶ ﴿ص ۲۳﴾ یعنی یہ تھے میرے آباء و اجداد صفات کمال سے متصف اور ممتاز، پس اے بھائی اپنے باپ دادا میں ان جیسے میرے سامنے لاؤ جبکہ انہوں نے عرب کی مجلسیں قائم کیں مفاخرت و مباہات کے لئے، یعنی ان جیسے باکمال لوگ تو اپنے آباء و اجداد میں ہرگز نہ پائے گا پس تیرا برابری کا دعویٰ بالکل غلط اور خالص جھوٹ ہے ۱۲
- ۷ قولہ زَرَّاق پہلے حرف پر زبر ہے اور دوسرے پر شد اور زبر، منافق اور ریاکار یعنی مکار اور دنیا کا طالب۔ اور قولہ

بہار دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تہا حصہ

رَقَّاص کے پہلے حرف پر بھی زبر اور دوسرے پر شد ہے یعنی رقص کرنے والا ریاکار ۱۲
یعنی وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ یہ آیت ۳۷ سورہ نور پارہ ۱۸ میں واقع ہے ۱۲
یعنی لاشے، معدوم اور فنا و زائل ۱۲
خدا تعالیٰ پاک اور دور ہے اس کام سے یعنی اس کام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

☆ (ص ۲۳) ☆ اقدامے پیش رفتن درکارے ۱۲ کسی کام میں آگے بڑھنا ۱۲ ☆ نامربوط بے ربط ۱۲ بے رابطہ ۱۲
☆ کس انسان ۱۲ ☆ اقتبال فرمانبرداری ۱۲ ☆ اوامر جمع امر ۱۲ امر کی جمع ہے ۱۲ ☆ انتہا بازماندن
۱۲ بازرہنا ۱۲ ☆ مَا أَتَّكُم مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ شاہد این خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ و چون
..... شرط ۱۲ یہ شرط ہے ۱۲ ☆ لا جرم جزا ۱۲ یہ جزا ہے ۱۲ ☆ آن طریق یعنی ملتزم و اوفق ۱۲ یعنی لازم
اور زیادہ موافق ۱۲ ☆ بصورت بظاہر ۱۲ ظاہری طور پر ☆ در سیرت باطن ۱۲ باطن میں ۱۲ ☆ متضمر
..... ضرر رسانندہ ۱۲ تکلیف و نقصان پہنچانے والا ۱۲ ☆ معارف علوم کشفیہ ۱۲ کشف سے معلوم ہونے والے علوم
۱۲ ☆ در رنگ مانند ۱۲ مثل ۱۲ ☆ عوض بدل ۱۲ بدل ☆ مغرور فریفتہ ۱۲ فریب خوردہ ۱۲
☆ مفتون شیفتہ ۱۲ عاشق، مدہوش ۱۲ ☆ فتوحات مدینہ اشارت است بنصوص شرعیہ ۱۲ شریعت کے دلائل
کی طرف اشارہ ہے ۱۲ ☆ فتوحات مکیہ کتابے است عظیم از تصانیف حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ ۱۲ یہ
ایک عظیم کتاب ہے شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصانیف میں سے ۱۲
☆ (ص ۲۴) ☆ ما سوائے غیر حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا غیر ۱۲ ☆ احضار حاضر کردن ۱۲ حاضر کرنا ۱۲
☆ قضائے پس ۱۲ پیچھے ۱۲ ☆ رجال این مجموعہ خود مبتدا است ۱۲ یہ مجموعہ خود مبتدا ہے ۱۲ ☆ بیان حال
..... خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ البتہ یقیناً ۱۲ یقینی طور پر ☆ قاصران یعنی ناقصان و ناکسان و کوتاہ نظران ۱۲
..... یعنی ناقص و نالائق اور کم عقل لوگ ۱۲ ☆ نمایند لیکن ۱۲ ☆ شاعر عرب یعنی فرزدق ۱۲ ☆ حیف ستم و جور
۱۲ ظلم و ستم ۱۲ ☆ مثبت تحریر ۱۲ لکھا ہوا

دوسو چوتالیسواں مکتوب (۲۲۲)

ملا محمد صالح کولابی کی طرف صادر فرمایا ان کے خط کے جواب میں جس میں انہوں نے اپنے احوال
کی خرابی بیان کی تھی۔

میرے سعادتمند بھائی خواجہ محمد صالح کا گرامی نامہ موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنی خرابی احوال کے
بارے میں لکھا تھا، امید ہے کہ اس سے بھی زیادہ خراب ہوں گے۔ اور اس خرابی کی نہایت اس مکتوب میں جو انہی

ایام میں (فقیر نے اپنے) فرزند ارشد کے نام لکھا ہے درج ہو چکی ہے وہاں سے معلوم کر لیں..... اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کا وہاں چند روز قیام کرنا دوستوں کی جمعیت (اطمینان) کا باعث ہے تو بہتر ہے کہ وہاں چند روز اور قیام کریں، یہ فقیر بھی دہلی کے سفر کا ارادہ رکھتا ہے، اکثر استخارے اور توجہات اس سفر کا باعث ہیں..... اور اس مقام کو میرے (کارکنانِ قضا و قدر نے) فرزند ارشد (خواجہ محمد صادق) کو عنایت فرمایا دیا ہے اور ان کی ولایت میں داخل کر دیا گیا ہے۔ فقیر اس جگہ مسافروں کی طرح ان کی ولایت میں بیٹھا ہوا ہے..... اور جو دوست طریقہ عالیہ میں داخل ہو گئے ہیں بالخصوص میر سید مرتضیٰ، مولانا شکر اللہ اور میر سید نظام بہت دعاؤں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ فرزندِ خواجہ محمد صادق اور سب بھائی آپ کو اور سب دوستوں کو سلام و دعا کہتے ہیں۔

﴿حاشیہ متن﴾

- ﴿ص ۳۳﴾ یعنی اعمال کی کمزوری کو دیکھنا اور نیت کو خالص نہ گمان کرنا ۱۲
- ﴿ص ۳۵﴾ قولہ ملک: پہلے حرف پر زرا اور کاف پر جزم اور ثاتین نقطہ والی، دیر کرنا اور انتظار کرنا، پہلے حرف کے پیش اور زیر سے دیر کرنے کے معنی میں ۱۲
- فرمودہ اند: کارکنانِ قضا و قدر ۱۲..... تقدیر کو نافذ کرنا لے ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

☆ برادران..... یعنی برادرانش ۱۲..... یعنی اس کے بھائی ۱۲

دوسو پینتالیسواں مکتوب ﴿۲۲۵﴾

سید انبیا کی طرف ان کے سوالات کے جواب میں تحریر فرمایا۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ مکتوب شریف جو قاصد کے ہمراہ ارسال کیا تھا موصول ہو کر خوشی کا باعث ہوا..... آپ نے لکھا تھا کہ ذکر نفی و اثبات اکیس عدد تک پہنچایا ہے لیکن اس پر مداومت نہیں رہتی، اور کبھی کبھی غیبت (ناغہ) بھی ہو جاتی ہے..... اے محبت کے نشان والے! ذکر کرنے میں ظاہر شرائط میں سے کوئی نہ کوئی شرط مفقود ہے جس کی وجہ سے اس عدد پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بالمشافہ معلوم کر لیں گے۔

دوسرے آپ نے اس قول کے معنی دریافت کئے تھے اور لکھا تھا کہ حضرت صدیق ؓ نے اپنے کام کو تکمیل کر کے فرمایا، ذِکْرُ اللِّسَانِ لِقَلْقَلَةٍ وَذِکْرُ الْقَلْبِ وَسَوْسَةٌ وَذِکْرُ الرُّوحِ شِرْكَ وَذِکْرُ السِّمْرِ كُفْرٌ (زبان کا ذکر بکواس ہے اور قلب کا ذکر سوسہ، روح کا ذکر شرک اور سر کا ذکر کفر ہے)؟

.....(جواب) آپ سمجھ لیں، کہ جب ذکر ذکر کروند کور کی خبر دینے والا ہے، خواہ کوئی ذکر ہو اور اس کا اصل مقصود ذکر اور ذکر کا مذکور میں فنا ہونا ہے اس لئے نتیجہ کے طور پر ذکر کو لقلقہ و سوسہ، شرک اور کفر فرمایا ہے۔

بہرچہ از دوست دامانی چہ کفر آں حرف دچہ ایماں بہرچہ از راہ دورافتی چہ زشت آں حرف وچہ زیبا
(جدا جو حق سے کر دے ایسا ایمان کفر بن جائے نخبے گمراہ جو کر دے وہ خوبی عیب کہلائے)

لیکن فنا و بقا کے حاصل ہونے سے پہلے ذکر کے لئے ان ناموں کے عارض ہونے کو جاننا ضروری ہے کیونکہ بقا کے حاصل ہونے کے بعد ذکر کا وجود اور ذکر کا ثبوت اس سے مذموم نہیں ہے۔ اور اگر اس کے معنی سمجھنے میں کچھ اخفا رہ گیا ہو تو بالمشافہ دریافت کرنے پر معلوم ہو جائے گا کیونکہ تحریر کا حوصلہ (گنجائش) کم ہے۔ لہذا اس قول کو حضرت صدیق ؓ کی طرف نسبت دینا خصوصاً کام پورا ہونے کے بعد مستحسن نہیں ہے۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ کہ آپ نے لکھا تھا کہ ”شیخ ابوسعید ابوالخیر“ نے ابوعلی سینا سے مقصود (ابوعلی) حق جل و علا پر دلیل طلب کی تھی اور اس نے جواب میں لکھا تھا کہ ”کفر حقیقی میں آجا اور اسلام مجازی سے نکل جا“ اور شیخ ابوسعید نے عین القضاة کو لکھا کہ ”اگر ایک لاکھ سال تک عبادت کرتا تو مجھے وہ فائدہ حاصل نہ ہوتا جو ابوعلی سینا کے اس کلمہ سے حاصل ہوا“ عین القضاة نے جواب میں لکھا کہ ”اگر آپ سمجھ لیتے تو اس بیچارے کی طرح مطعون اور ملامت زدہ ہو جاتے“

(جواب) جاننا چاہیے کہ کفر حقیقی سے مراد دوئی کا دور کرنا ہے اور کثرت کا کلی طور پر چھپ جانا ہے جو کہ فنا کا مقام ہے اور اس کفر حقیقی کے اوپر اسلام حقیقی کا مقام ہے جو بقا کا محل ہے کفر حقیقی کو اسلام حقیقی سے نسبت دینا سراسر نقص و عیب ہے، یہ ابن سینا کی کوتاہ نظری ہے کہ اس نے اسلام حقیقی کی طرف رہنمائی نہیں کی اور حقیقت میں اس کو کفر حقیقی سے بھی کچھ نصیب نہیں ہوا۔ لہذا اس نے صرف علم و تقلید کی وجہ سے کہہ دیا اور لکھ دیا بلکہ اس کو تو اسلام مجازی سے بھی پورا حصہ حاصل نہیں ہوا اور وہ فلسفہ کی موشگافیوں میں الجھ کر رہ گیا..... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تکفیر کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ اس کے فلسفی اصول اسلام کے اصول کے مخالف ہیں..... دوسرے یہ کہ شیخ ابوسعید، عین القضاة کے زمانے سے بہت پہلے ہوئے ہیں وہ ان کو کیسے لکھتے..... اگر کوئی شبہ باقی رہ گیا ہو تو بوقت ملاقات دریافت فرمائیں۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

- ﴿ص ۳۵﴾ ۱۔ یعنی حق جل و علا کو زبان سے یاد کرنا بے معنی آواز ہے اور آواز کے رنگ میں لکک ہے جو ایک پرندے کا نام ہے، اور حق سبحانہ و تعالیٰ کو دل سے یاد کرنا و سوسہ کے مشابہ ہے و سوس میں سے، اور اللہ تعالیٰ کو روح سے یاد کرنا شرک کے مشابہ ہے، اور اللہ جل شانہ کو لطیفہ سے یاد کرنا بمنزلہ کفر کے ہے۔ جاننا چاہیے کہ لقلقہ دونوں لاموں کے زبر سے، مرغ کا لقلقہ کی آواز کرنا جس کو فارسی میں لکک کہتے ہیں ۱۲
- ۲۔ جاننا چاہیے کہ ایمان اور اچھی بات اس انداز سے ہو جو محبوب حقیقی سے بازرگے مثلاً عجب، خود پسندی اور تکبر کا سبب ہو پس ایسے ایمان سے بچنا ہی چاہیے، ایمان خالص اور صحیح حاصل کرنا چاہیے ۱۲

۳ جب تو جان لے کہ ان ناموں کا پیش کرنا فنا و بقا سے پہلے ہے پس تو جان لے کہ الخ ۱۲

۴ معلوم کرنا چاہیے کہ کونسی شرط مفقود ہے اور اس امر کی رعایت رکھنا چاہیے ۱۲

﴿ص ۲۶﴾ ۱ ان کا نام فضل اللہ بن ابوالخیر ہے آپ اپنے وقت کے سلطان اہل طریقت کے جمال اور مشرف القلوب تھے، آپ کے زمانہ میں تمام مشائخ وقت آپ کے مُخَّر تھے۔ آپ کے مرشد شیخ ابوالفضل بن حسن السرخسی ہیں۔ شیخ ابوالخیر نے فرمایا

بیت اے جان جہان تو راہ اسلام گزین با مار سیہ نشین و باخود منشین

ترجمہ: اسلام کی روش پر جان جہاں قدم رکھ ڈس لے جو سانپ تجھ کو بہتر ہے اس خودی سے

حضرت شیخ نے جمعہ کی رات میں عشاء کے وقت بتاریخ ۲ شعبان ۴۴۰ھ انتقال فرمایا، آپ کی عمر ہزار ماہ (تراوی

۸۳ سال چار ماہ) تھی ۱۱۲ ازفتحات

۲ یعنی شیخ الرئیس ابوعلی حسین بن عبداللہ المعروف ابن سیناء، ان کی وفات ۴۲۸ھ میں ہوئی ۱۲۔ کشف الظنون، ابوعلی

سیناء کے باپ بلخ کے معززین اور حکام میں سے تھے، آپ نوح بن منصور کے دور میں بخارا شہر میں آئے، ابوعلی سینا

وہیں پیدا ہوئے ۳۶۰ھ ہجری میں، ۱۲ سال کی عمر میں اکثر علوم سے بہرہ ور ہو گئے، اس کے بعد ان پر بعض مکشوف

ہوئے اور شمس الدولہ کے وزیر ہوئے، مختلف علوم میں اٹھارہ کتابیں تصنیف کیں۔ اشارات، نجات، شفا، حاصل

محصل اور قانون ان کی تصانیف سے ہیں ۱۲

۳ عین القضاة ہمدانی قدس سرہ کی کنیت ابو الفضاہل اور نام عبداللہ محمد بن میاں جی ہے، عین القضاة ان کا لقب ہے، شیخ

محمد بن حمویہ اور شیخ احمد غزالی کی صحبت اختیار کی، ان کے فضائل و کمالات ان کی تصانیف سے ظاہر ہیں، عربی اور فارسی

زبانوں میں جس قدر حقائق کا کشف اور دقائق کی شرح آپ نے کی ہے کسی اور نے کم کی ہوگی، آپ سے بہت سی

کرامتیں ظاہر ہوئیں مثلاً زندہ کرنا اور مارنا وغیرہ، الی آخر ما فی النجات ۱۲

۴ وہ محمد بن محمد بن محمد بن احمد امام جلیل ابو حامد طوسی غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ جتہ الاسلام اور محبہ الدین بہت سے علوم معقول و

منقول کے جامع تھے، آپ پیر کے روز ۱۲ جمادی الآخرہ ۵۰۵ھ طوس میں فوت ہوئے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۲۵﴾ ☆ می نماید یعنی اظہاری نماید ۱۲ یعنی ظاہر ہے ☆ مصحوب بدست ۱۲ ہاتھ میں ۱۲ ☆ نوشتہ بودند

..... مکتوب الیہ ۱۲ جس کو خط لکھا گیا ہے ۱۲ ☆ یک عدد در یکدم ۱۲ جلدی، فوراً ۱۲ ☆ مدامت ہمیشگی

..... ہمیشگی ۱۲ ☆ از شرائط ذکر ۱۲ ایک شرط ذکر ہے ۱۲ ☆ مفقود بسبب فقدان آن ۱۲ اس کے مفقود ہونے کی وجہ سے

..... ۱۲ ☆ بالمشافہ روبرو ۱۲ آمنے سامنے ۱۲ ☆ انشاء اللہ تعالیٰ از شاہین فقیر ۱۲ یہ فقیر تم سے ۱۲ ☆ استفسار

نمودہ مکتوب الیہ ۱۲ جس کو مکتوب لکھا گیا ہے ۱۲ ☆ کار خود را کہ سلوک تعلق داشت ۱۲ جو سلوک سے تعلق رکھتا

ہے ۱۲ ☆ بدانند کہ جواب استفسار ۱۲ سوال کا جواب ۱۲ ☆ چون ذکر شرط ۱۲ یہ شرط ہے ۱۲

☆ لا جزم جزا ۱۲ یہ جزا ہے ۱۲ ☆ ملہی اسم فاعل از انباء یعنی خبر دہندہ ۱۲ خبر دینے والا ۱۲ ☆ مقصود

..... معطوف است بر شرط یا حال است ۱۲ شرط پر معطوف ہے یا حال ہے ۱۲ ☆ چیز شست یعنی ہر دو برابر اند تقاوتے

ندارد ۱۲ یعنی دونوں برابر ہیں کوئی فرق نہیں رکھتے ۱۲ ☆ اما ذکر دفع توہم است ۱۲ وہم کا دور کرنا ۱۲

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی چوتھا حصہ

- ☆ عرض لائق ہونا، ملنا، اسامی نامہا ۱۲ ان کے نام ۱۲ ☆ پیش قبل ۱۲ پہلے ۱۲
- ☆ خفائے پوشیدگی ۱۲ پوشیدہ ہونا ۱۲ ☆ حضور روبرو ۱۲ آمنے سامنے ۱۲ ☆ تمامی کار سلوک و بعد از
- حصول بقا ۱۲ سلوک اور بقا کے حصول کے بعد ۱۲ ☆ کتابت تحریر ۱۲ لکھا ہوا ☆ نوشہ بودند مکتوب الیہ ۱۲
- جسکو خط تحریر ہوا ہے ۱۲ ☆ بمقصد مطلوب حقیقی حق جل و علا ۱۲ ☆ درائی یعنی داخل شوی ۱۲ یعنی تو داخل ہو ۱۲
- ☆ برائی یعنی بیرون شوی ۱۲ یعنی تو باہر آ ۱۲ ☆ حاصل شد عبادت لکھ سال ۱۲ ☆ می فہمید شتا ۱۲ آپ ۱۲
- ☆ باید دانست جواب استفسار دوئم ۱۲ دوسرے سوال کا جواب ہے ۱۲ ☆ رفع اثنیۃ دور کردن دوئی ۱۲
- دوئی کو دور کرنا ۱۲ ☆ استتار پوشیدہ ہونا ۱۲ ☆ منقصت نقصان ۱۲ ☆ از بلکہ ۱۲ بلکہ
- ۱۲ ☆ اصول قواعد ۱۲ قاعدے، ضابطے ۱۲ ☆ خرنشہائے مجاذلہائے بے موقع و بیکار ۱۲ بے موقع اور بیکار
- جھگڑا ۱۲ ☆ مقدم بزمان ۱۲ زمانے کے لحاظ سے مقدم ۱۲ ☆ شائبہ آمیزش و آلودگی ۱۲ ملاوٹ اور آلودگی ۱۲
- ☆ اشتباہ اندرین باب ۱۲ اس بارے میں شبہ ۱۲ ☆ حضور روبرو ۱۲ سامنے ۱۲ ☆ استفسار از ما ۱۲
- ہم سے سوال ۱۲

دو سو چھپا لیسواں مکتوب (۲۳۶)

میر محمد نعمان کی طرف صادر فرمایا اس مقام کے حاصل ہونے کے بارے میں جو کمال و تکمیل کے مراتب میں متوقع اور مترصد (امیدوار) ہے، اور اس بے توفیقی کی وجہ کے بیان میں جو بعض اوقات طاری ہو جاتی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَعَلٰیہِمْ اَجْمَعِیْنَ (شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اور حضرت سید المرسلین اور آپ کی پاک اولاد اور اصحاب پر صلوة و سلام ہو) آپ کے مکتوبات گرامی پے در پے صادر ہوئے، اور بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ کوئی قاصدان اطراف کی طرف جانے والا نہ ملا اس لئے ہر ایک کا جواب نہ لکھ سکا امید ہے کہ معذور سمجھیں گے آپ نے میرداد کے ہمراہ جو مکتوب ارسال کیا تھا اس کے پہنچنے کے بعد ایک روز صبح کی نماز کے بعد دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ارادۃ یا بے ارادہ آپ کی جانب توجہ پیدا ہو گئی اور بقایا آثار جو آپ میں نظر آتے تھے ان کو دور کرنے کے درپے ہوا، اور وہ ظلمتیں اور کدورتیں جو محسوس ہو رہی تھیں ان کے دفع کرنے میں کوشش کرنے لگا یہاں تک کہ آپ کے کمال کا ہلال بدرِ کامل بن گیا اور جو کچھ آفتابِ ہدایت میں امانت رکھا تھا وہ سب کا سب اس بدر میں منعکس ہوا، یہاں تک کہ کمال کی جانب میں کچھ باقی نہ رہا کہ جس کی توقع یا انتظار کیا جائے۔ اِلَّا اَنْ یَّتَسَمِعَ الظُّرْفُ بَعْدَ ذٰلِكَ وِیَا خُذْ بِقَدْرِ وِسْعَتِہٖ شَیْئًا فَشَیْئًا (سوائے اس کے کہ

ظرف وسیع ہو جائے اور اس کے بعد اپنی وسعت کے موافق تھوڑا تھوڑا کر کے حاصل کر لے)..... اور بہت دیر تک اس معنی کی مثالی صورت نظر میں رہی یہاں تک کہ وہ یقین جو صدق کا مصداق ہے حاصل ہوا۔
 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلٰی ذٰلِكَ (اس پر اللہ سبحانہ کا شکر ہے)

اس دولت کا حصول اس واقعہ کی تاویل ہے جو آپ نے دیکھا تھا اور جس کے حاصل ہونے کے لئے آپ بڑے مبالغہ اور تاکید کے ساتھ سوال کرتے تھے۔ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ سُبْحَانَهُ وَالْجَنَّةُ (اللہ سبحانہ کی حمد اور احسان ہے) کہ آپ کا قرض پورا پورا ادا ہو گیا۔ وعدہ وفا اور ایفائے عہد ہوا۔ امید ہے کہ اس کمال کے اندازے کے مطابق تکمیل حاصل ہوگی، اور اس علاقہ کے دشت و صحرا آپ کے وجود شریف سے منور ہوں گے۔

آپ نے اپنی بے توفیقی کے متعلق تحریر کیا تھا اس کا ظاہری سبب قبض کی زیادتی ہے۔ اور چونکہ آپ کا قبض عرصہ تک رہتا ہے لہذا اس کا اثر اور نتیجہ بھی اس کی طوالت کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے (لہذا اس کا خیال نہ کریں) اور اپنے آپ کو تکلف کے ساتھ اعمال و عبادت کے ادا کرنے میں مشغول رکھیں اور اسی طرح عمل پیرا رہیں..... دوسرے اس سال بہت علوم بلند اور معارف ارجمند ظہور میں آئے ہیں، ان میں سے دو مسودے اخوند مولانا محمد امین اپنے ہمراہ لے گئے ہیں ان میں ایک کا مسودہ ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ کی بعض رباعیات کی شرح کے حل میں ہے جو فیروز آباد کے دوستوں کی قراءت کے وقت تحریر ہوئی تھیں، اس رسالہ میں توحید آمیز علوم ان رباعیات کی تقریب کے سلسلہ میں درج ہوئے ہیں، اور علماء اور ان صوفیہ کے درمیان جو کہ وحدت الوجود کے قائل ہیں مطابقت پیدا کی ہے، اور وہ اس طرز پر تحریر ہوئے ہیں کہ فریقین کا نزاع لفظی رہ جاتا ہے۔

..... اور دوسرا مسودہ وہ مکتوب ہے جو فرزندنی و ارشدی کے نام بہت بسط و تفصیل کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اس کے مطالعہ کے وقت آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ علوم کس درجہ بلند ہیں۔ اگر ان میں کوئی بات شبہ والی ہو تو دریافت کر لیں۔

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۴۷﴾ ۱۔ یعنی مگر جس وقت ظرف وسیع ہو جائے اور اس کے بعد اپنی وسعت کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے حاصل کر لے ۱۲
 ۲۔ اور اس تطبیق کو مکتوب نمبر ۴۴ جلد ثانی میں بھی بیان فرمایا ہے وہاں رجوع کیا جائے ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

﴿ص ۴۶﴾ ☆ صحائف..... مکاتیب ۱۲..... مکتوبات ۱۲ ☆ جواتر..... پے در پے ۱۲..... مسلسل ۱۲ ☆ بامداد..... فجر ۱۲..... نماز فجر ۱۲
 ☆ بے خواست..... بے قصد ۱۲..... بے ارادہ ۱۲ ☆ صدد..... در پے ۱۲..... متوجہ ۱۲ ☆ رفع..... دور کردن ۱۲..... دور کرنا
 ☆ بنخواست..... بقصد ۱۲..... اردے سے ۱۲ ☆ بنظر..... در شمار ۱۲..... کہ محسوس..... در شمار ۱۲

..... تمہارے اندر محسوس ہو ۱۲☆ ہلال پہلے حرف کے نیچے زیر ہے، نیا چاند تیسری رات تک ہلال کہلاتا ہے، یہ ہلال سے ماخوذ ہے جس کے معنی کمی اور کمزوری کے ہوتے ہیں ۱۲☆ غ☆ بدر باپ پر زبر اور دال پر جزم ہے، پورا چاند کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد خود جلدی طلوع ہو جاتا ہے خلاف اور شکلوں کے (یعنی چاند پورا نہیں ہوتا تو وہ دیر سے طلوع ہوتا ہے) ۱۲☆ (ص ۳۷) ☆ متوقعے امید کردہ شدہ ۱۲ امید کیا ہو ۱۲☆ (جس کی امید رکھی جائے) ☆ منتظرے انتظار کردہ شدہ ۱۲☆ جس کا انتظار کیا جائے ۱۲☆ مصداق دلیل ۱۲☆ صدق راستی ۱۲☆ سچائی، درستی ۱۲☆ مسألہ سوال ۱۲☆ وام قرض ۱۲☆ مَجْر وفا کردہ شدہ ۱۲ وفا کیا ہو ۱۲☆ مُفْرَط از حد گزرندہ ۲ حد سے گزرا ہو ۱۲☆ طویل دراز ۱۲ لمبا ۱۲☆ مُسَبَّب اثر و نتیجہ ۱۲☆ اَرْتَجْمَد بروزن نقشبند بمعنی گرامی قدر و عزیز ۱۲☆ نقشبند کے وزن پر ہے گرامی قدر اور پیارے کے معنی میں ۱۲☆ علماء کہ وحدت وجود قائل نیندہ ۱۲ جو وحدت وجود کے قائل نہیں ہیں ۱۲☆ صوفیہ صفت صوفیہ ۱۲ صوفیہ کا نظریہ ۱۲☆ نزاع باہم کشاکش کردن ۱۲ ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا ۱۲☆ راجع گشتہ و در معنی ہیچ نزاع نماندہ ۱۲ جس معنی میں کوئی جھگڑانہ ہو ۱۲

دوسو سینتالیسواں مکتوب ﴿ ۲۲۷ ﴾

عرفان پناہ میرزا احسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں کہ حق تعالیٰ و تقدس کے وجود مقدس پر اس کا اپنا وجود حق جل سلطنت ہی دلیل ہے نہ کہ اس کے علاوہ اور اس کے مناسب بیان میں -

عَرَفْتُ رَبِّي بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ لَا بَلْ عَرَفْتُ فَمَسَخَ الْعَزَائِمِ بِرَبِّي (میں نے اپنے پروردگار کو اپنے مستحکم ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا، نہیں بلکہ ارادوں کے ٹوٹنے کو اپنے پروردگار جل و علا کے ساتھ پہچان لیا ہے) کیونکہ وہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے ماسوئی پر دلیل ہے نہ کہ غیر اللہ اس سبحانہ پر دلیل ہے اس لئے کہ دلیل اپنے مدلول سے اظہر ہوتی ہے اور اس سبحانہ و تعالیٰ سے زیادہ اور کونسی چیز اظہر ہے۔ کیونکہ تمام اشیاء اس کے ساتھ اور اسی سے ظاہر ہوئی ہیں لہذا وہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات پر اور اپنے ماسوئی پر دلیل ہے۔ پس لازماً عَرَفْتُ رَبِّي بِرَبِّي وَعَرَفْتُ الْأَشْيَاءَ بِهِ تَعَالَى (میں نے اپنے رب کو اپنے رب ہی کے ذریعہ پہچانا اور اشیاء کو اس سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ پہچانا) لہذا برہان اس جگہ ”لمی“ ہے (معلوم پر علت کے اثر کے ساتھ) اور اکثر کے گمان میں ”اِنْسِي“ ہے اور تفاوت نظر کے تفاوت سے ہے اور اختلاف بلحاظ منظر کے اختلاف کے ہے، بلکہ وہاں استدلال و برہان کی مجال نہیں ہے۔ کیونکہ اس سبحانہ و تعالیٰ کے وجود میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے اور اس کے ظہور میں کوئی شک و تردد نہیں ہے اور تمام بدیہیات (جانی بوجھی پیش نظر چیزوں) سے زیادہ ظاہر اور روشن ہے۔ اور یہ بات سوائے اس شخص کے کسی پر پوشیدہ نہیں جس کے دل میں مرض اور آنکھوں پر پردہ ہو۔ حالانکہ تمام اشیاء ظاہری حواس سے محسوس ہیں اور وضاحت کے ساتھ معلوم ہیں کہ ان سب کا وجود حق تعالیٰ و تقدس کی طرف

سے ہے لیکن بعض لوگوں کو اس کا علم حاصل نہ ہونا کسی بیماری کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے جو اصل مطلوب میں مضرب نہیں ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالْتَزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ أَتْمَهًا وَآكْمَلَهَا (اور سلام ہو آپ پر اور تمام لوگوں پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات اتہا واکملہا کی متابعت کو اپنے اوپر لازم جانا)

﴿حاشیہ متن﴾

- ﴿ص ۲۸﴾ ۱۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی مطلق علت و سبب ہے ۱۲
 ۲۔ ترجمہ از ص ۱۲ ترجمہ صحیح کی طرف سے ہے ۱۲
 ۳۔ کیونکہ وہی ہر چیز کی ابتدا کرنے والا ہے ۱۲
 ۴۔ یعنی بعض اعتبار سے جیسے صفات اور شیونات ۱۲
 ۵۔ یعنی اسکی ذات مجر، بحت اور خاص اطلاق اور اجمال کے درجہ میں ۱۲
 ۶۔ مثنوی

آفتاب آمد دلیل آفتاب! گر دلالت باید از وے رو متاب
 از وے ار سایہ نشانی میدہد شمس ہر دم نور جانے میدہد
 ترجمہ : آفتاب کی دلیل (خود) آفتاب ہی ہے اگر تجھ کو دلیل چاہیے تو اس کی طرف سے رخ نہ پھیر
 اس (فلکی سورج) سے اگر سایہ نشان دیتا ہے تو آفتاب حق ہر وقت جان کا نور بخشا ہے ۱۲
 ۷۔ برہان، یہ ترتیب شدہ قیاس ہوتا ہے ان چھ معروف یقینیات میں سے کسی ایک سے، یہ ارباب عقول کے نزدیک ہے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

☆ عرفان معرفت ۱۲ ☆ بوے یعنی بایجاد اودا اظہار او عزوجل ۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی ایجاد اور ظاہر کرنے سے ۱۲
 ☆ لاجرم صدق ہذا المقول ۱۲ یہ مقولہ حق ہے ۱۲ ☆ لِحْمِي ہو ما کان الاوسط فیہ مع علیتہ
 للنتیجۃ فی الذہن علتہا فی نفس الامر ۱۲ برہان لہی یہ ہے کہ علت سے معلول کی طرف دلیل پکڑیں ۱۲
 ☆ اِنِّی ہو عالم یکن الاوسط فیہ علتہ للنسبۃ فی نفس الامر ۱۲ برہانی یہ ہے کہ معلول سے
 علت کی طرف دلیل پکڑیں ۱۲

﴿ص ۲۸﴾ ☆ باختلاف اہل معرفت ۱۲ اہل معرفت کے اختلاف سے ۱۲ ☆ محل نظر و فکر در معرفت ۱۲ معرفت میں ۱۲
 ☆ خفائے پوشیدگی ۱۲ پوشیدہ ہونا ۱۲ ☆ علت قلبی بیماری دل ۱۲ دل کی بیماری ۱۲ ☆ غشاوہ پردہ چشم
 ۱۲ آنکھ کا پردہ ۱۲ ☆ عدم مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ مرض بدیہی است ۱۲ ظاہر ہے ۱۲ ☆ مغل خبر ۲
 یہ خبر ہے ۱۲

دوسواٹھتا لیسواں مکتوب ﴿ ۲۴۸ ﴾

یہ مکتوب بھی عالی جناب میرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا..... اس بیان میں کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی مکمل تابعداری کرنے والوں کو ان کے تمام کمالات سے بطریق تابعداری کچھ نہ کچھ حصہ ملتا ہے۔ اور اس بیان میں کہ کوئی ولی کسی نبی کے مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس بات کی تحقیق میں کہ آں سرور علیہ الصلوٰة والسلام کے لئے جو تجلی (ذاتی مخصوص ہے اس کے کیا معنی ہیں اور اس کے مناسب بیان میں)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ
رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (اعراف ۷، آیت ۴۳) (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو اس طرف ہدایت کی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے ہیں) صَلَوَاتُ
اللَّهِ تَعَالَى وَتَسْلِيمَاتُهُ سُبْحَانَهُ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَىٰ أَتْبَاعِهِمْ وَأَنْصَارِهِمْ وَأَعْوَانِهِمْ وَخَزَنَةِ
أَسْرَارِهِمْ (ان پر اور ان کے تابعداروں پر اور ان کے انصار اور ان کے مددگاروں اور ان کے اسرار کے
محافظوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰة و سلام ہو)..... انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے کامل متبعین
کمال متابعت و فرط محبت کے باعث بلکہ محض (اللہ تعالیٰ کی) عنایت و بخشش کی وجہ سے اپنے متبوعہ (اتباع کردہ)
انبیاء کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں بلکہ ان کے رنگ میں پورے طور پر رنگے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ متبوعا
ن (جن انبیاء کی پیروی کی گئی) اور متابعان (اتباع کرنے والے اولیا) کے درمیان اصالت و تبعیت اور اولیت
و آخریت کے علاوہ کچھ فرق نہیں رہتا۔ باوجود اس امر کے کوئی تابع (اتباع کرنے والا خواہ وہ افضل الرسل ﷺ)
کے تابعداروں ہی میں سے ہو کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا اگرچہ وہ نبیوں میں سب سے کم درجہ نبی ہو.....

یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق ﷺ جو کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں ان کا سر ہمیشہ اس پیغمبر کے
زیر قدم ہوگا جو تمام پیغمبروں سے کم درجہ ہے..... اس کا سبب یہ ہے کہ تمام انبیاء اور ان کے ارباب کے
تعینات کے مبادی مقام اصل سے ہیں اور تمام اعلیٰ و اسفل امتوں اور ان کے ارباب کے مبادی تعینات اس اصل
کے ظلال کے مقامات سے اپنے درجے کے موافق ہیں۔ پس اصل اور ظل کے درمیان مساوات کس طرح
ہو سکتی ہے..... اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ☆
إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ☆ وَإِنَّ جُنَدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ☆ (صافات ۳۷، آیت ۱۷۱ تا ۱۷۳) (اور
بے شک ہمارے مرسلین بندوں کے لئے ہمارا قول پہلے ہی سے طے شدہ ہے کہ یقیناً وہی غالب رہیں گے اور یقیناً
ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا)

اور یہ جو کہتے ہیں کہ تجلی ذات تعالیٰ و تقدس انبیاء کے درمیان حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوٰت
والتحیات کے لئے مخصوص ہے اور آں سرور ﷺ کے کامل تابعداروں کو بھی اس تجلی سے حصہ حاصل ہے۔ اس کے

معنی یہ نہیں ہیں کہ دوسرے انبیا کو تجلی ذات کا حصہ حاصل نہیں ہے اور تابعداری کی وجہ سے ان کے کاملوں کو نصیب ہے، حاشا وکلا (ہرگز ایسا نہیں ہے) کہ کوئی اس سے یہ مطلب تصور کرے کیونکہ اس میں اولیاء کی انبیاء پر فوقیت ہوتی ہے..... بلکہ آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات پر اس تجلی کے مخصوص ہونے کے یہ معنی ہیں کہ دوسروں کو اس تجلی کا حاصل ہونا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اور تبعیت (اتباع) کی وجہ سے ہے، اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس تجلی کا حصول آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سے ہے۔ اور اس امت کے کامل اولیا کو بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی وجہ سے حاصل ہے۔ انبیا اس نعمت عظمیٰ کے دسترخوان پر آپ علیہ الصلوٰت والتحیات کے طفیلی و ہمنشین ہیں اور اولیا (آنحضرت ﷺ کے) خادم، پس خوردہ کھانے والے اور ہمنشین طفیلی اور خادم پس خوردہ کھانے والے کے درمیان بہت فرق ہے۔ اس مقام میں قدم کو لغزش ہو جاتی ہے۔

اس تحقیق میں اور اس شبہ کے دور کرنے کے سلسلہ میں اس فقیر نے اپنے مکتوبات و رسائل میں متعدد توجیہات کا ذکر کیا ہے اور حق وہی ہے جو میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان مسودوں (مکتوبات) میں تحقیق کی ہے۔

آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اگرچہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کو آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کے طفیل اس تجلی سے حصہ وافر نصیب ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ولایت خاصہ نے ان کی امتوں کے اولیا میں سرایت نہیں کی اور نہ اس تجلی سے ان کو کوئی حصہ ملا۔ کیونکہ جب ان کے اصول میں یہ دولت طفیلی اور عکسی طور پر ہو تو فروع میں عکس کے عکس کو کیا حاصل ہو سکتی ہے چنانچہ اس معنی کا مصداق کشفِ صریح ہے، استدلال عقلی پر مبنی نہیں..... اور جو کچھ اس سے پیشتر ذکر کیا گیا کہ کامل پیروی کرنے والے کمال متابعت کے سبب اپنے متبوعوں کے پورے پورے کمالات جذب کر لیتے ہیں۔ ان کمالات سے مراد متبوعوں کے اصلی کمالات ہیں نہ کہ مطلقاً، تاکہ تعارض پیدا نہ ہو۔ بلکہ یہ لوگ اپنے انبیاء میں سے ہر ایک نبی کی ولایت مخصوصہ سے بہرہ ور ہوئے ہیں، اور چونکہ سب امتوں کے درمیان یہی امت پیروی کے باعث اس تجلی (ذاتی) سے مخصوص ہے۔ اور اس دولت عظمیٰ سے مشرف ہے لہذا (یہ امت) خیر الامم ہو گئی، اور اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیا کے رنگ میں ہو گئے..... ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُوْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ط (جمعہ ۱۲، آیت ۴) (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

(یہ فقیر) چاہتا تھا کہ اس ولایت خاصہ کی خصوصیات اور فضائل میں سے کچھ تحریر کرے لیکن وقت کی تنگی نے موافقت نہ کی اور کاغذ بھی کوتاہ ہو گیا..... اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت سے علوم و معارف ”بارانِ نیساں“ کی طرح برس رہے ہیں اور عجیب و غریب اسرار پر اطلاع بخش رہے ہیں۔ اس راز کے محرم اپنی اپنی استعداد کے موافق میرے فرزند ان گرامی ہیں، کیونکہ دوسرے دوست چند روز حضور میں ہیں اور چند روز غیبت میں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ہر چند ولی، ولی کامل ہو لیکن صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا..... آپ کی خدمت میں حاضر ہونے

کا شوق حد سے بڑھ گیا ہے، جو صحیفہ گرامی اس فقیر کے نام تحریر فرمایا تھا اس کے پہنچنے سے مشرف ہوا..... دید قصور (اعمال کی کوتاہی کو نظر میں رکھنا) بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن تمام احوال میں میانہ روی بہت بہتر ہے۔ افراط، تفریط کی طرح حد اعتدال سے باہر ہے..... وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفَىٰ وَعَلَىٰ إِلَيْهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ (اور سلام ہو آپ پر اور ان سب پر جو ہدایت کی پیروی کریں اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت اپنے اوپر لازم کر لے)

﴿حاشیہ متن﴾

- ۱ ﴿ص ۴۹﴾ یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس طرف ہدایت دی، اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے، بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے ہیں۔ ان پر اور ان کے تابعداروں پر اور ان کے انصار اور ان کے مددگاروں اور ان کے اسرار کے محافظوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاتیں اور بہت سلام ہو۔ جانا چاہیے کہ شیخ مجدد کا قول اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَهَّلَ لَنَا هَذَا حَقًّا مِنْهُ يَوْمَ نَلْقَىٰ رَبَّنَا (آیت ۴۳) پارہ آٹھ میں واقع ہے ۱۲
- ۲ یعنی مقبوعان (جن انبیاء کی پیروی کی گئی) ان کمالات کے ساتھ اصلی طور پر اور اولیت کے طور پر متصف ہوئے اور تابعان (اتباع کرنے والے اولیاء) تبعی اور ثانوی طور پر بہرہ ور ہوئے ۱۲
- ۳ یعنی اور بے شک ہمارے مرسلین بندوں کے لئے ہمارا قول پہلے ہی سے طے شدہ ہے کہ یقیناً وہی غالب رہیں گے اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ یہ آیات سورہ والصافات (آیت نمبر ۱۷۱ تا ۱۷۳) پارہ ۲۳ میں واقع ہیں ۱۲
- ۴ یعنی پس اصل اور فرع کے درمیان فرق حد امکان سے خارج ہے ۱۲
- ۵ میم پرزبر اور ہا کے نیچے زیر ہے اور با پرزبر ہے، یعنی بخشش ۱۲
- ۶ ﴿ص ۵۰﴾ قولہ وَاَنْتَ كُنْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّىٰ يَكُونَ مِنْكَ حَمْرٌ وَتَرَىٰ فِي رِجْلِكَ وَاسْمُكَ كَالِاسْمِ الْإِنثَىٰ (آیت ۱۷۱) حضور سرور ﷺ کے لئے مخصوص ہے اور ان کے کامل قبعین کے لئے بھی اس سے کچھ حصہ ہے، پس آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبعین کو ایک امتیاز لازم آیا دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر، اور آپ نے پہلے کہا ہے کہ کوئی تابع کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچا۔ اس کا جواب حضور ﷺ کے تجلی ذاتی سے مخصوص ہونے کی مراد واضح ہونے پر مبنی ہے ۱۲
- ۷ یعنی خدا کی پناہ اس سے کہ یہ معنی خیال میں آئے ہوں اور ممکن جانا ہو، کیونکہ اس معنی میں اولیاء کی فضیلت ہے انبیاء پر جو منفقہ عقیدے کے خلاف ہے ۱۲
- ۸ تابعی اور طفیلی کے درمیان فرق ہے ۱۲
- ۹ قولہ اَلشَّيْءُ، پہلے دونوں حرفوں پر پیش ہے، وہ کھانا جو اُمر کے سامنے سے بچا ہوا نوکروں کو دیتے ہیں، یہ ترکی زبان کا لفظ ہے کبھی ترکی رسم الخط کے مطابق اَلشَّيْءُ اور زیادہ کر کے لکھتے ہیں، لیکن اس واو کو پڑھنا غلط ہے ۱۲
- ۱۰ یعنی سالکوں کے پاؤں پھسلنے کی جگہیں ہیں، اس جگہ ثابت قدم رہنا چاہیے اور غور و فکر سے کام لینا چاہیے ۱۲
- ۱۱ کیا عقل کے نزدیک جائز ہے، ممکن ہے وہ تجلی عکس العکس کے طریقہ پر ہو بلکہ عکس العکس کے طریقہ پر آگے چلتے جاؤ ۱۲
- ۱۲ پس انبیاء کے قبعین اس تجلی ذاتی کو بھی جذب کرتے ہوں اور آپ نے اس جذب کی نفی کی ہے پس تناقض پیدا ہو گیا۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ مراد ازان الخ ۱۲

قولہ نیسان، نون پر زبر ہے اور سین بغیر نقطہ، رومیوں کے مہینوں میں سے ساتویں مہینے کا نام ہے اور اس پورے مہینے میں آفتاب برج حمل میں رہتا ہے اور اس بارش کے قطروں سے سیپ میں مروارید پیدا ہوتا ہے اور اس مہینے کی بارش کو بھی مجازی طور پر نیساں کہتے ہیں ۱۲
یعنی ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۲۹﴾ ☆ جمعیت فرعیات ۱۲ شعبہ و شاخ ہونا ۱۲ ☆ کُتْمَل تابعان مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ فُرط زیادت ۱۲ زیادہ ہونا ۱۲ ☆ جذب خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ منصِب رنگین ۱۲ رنگدار ☆ متبوعان انبیاء ۱۲ انبیاء ☆ تابعان اولیاء ۱۲ اولیاء ☆ اَفْضَلُ الرُّسُل محمد ﷺ ☆ ادون پایان تر ۱۲ سب سے نیچے ۱۲ ☆ صدیق ابو بکر ۱۲ ☆ مبادی از اسما و صفات ۱۲ ناموں اور صفات سے ۱۲ ☆ اعالی و اسافل بیان امتان ۱۲ امتوں کا بیان ۱۲

﴿ص ۵۰﴾ ☆ و آنکہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ بخاتم الرسل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ☆ نہ بآن معنی خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ بطفیل اجمال ۱۲ یہ اجمال ہے ۱۲ ☆ انبیا تفصیل است ماقبل خود ۱۲ اپنے سے پہلے کی تفصیل ہے ۱۲ ☆ جلیس ہمنشین ۱۲ پاس بیٹھنے والا ۱۲ ☆ وُجُوہ شِشِی تو جہات متعددہ ۱۲ چند تو جہات ۱۲ ☆ والحق وحق آنست کہ تحقیق نمودہ ام اندریں مکتوب ۱۲ حق وہ ہے جو ہم نے اس مکتوب میں تحقیق سے بیان کیا ہے ۱۲ ☆ معلوم شریف بیان فائدہ جدیدہ است و رفع اشتباہ ۱۲ نئے فائدے کا بیان ہے اور شبہ کا رفع کرنا ہے ۱۲ ☆ تجلی ذاتی ۲ تجلی ذاتی ۱۲ ☆ ایشان انبیاء دیگر ۱۲ دوسرے انبیاء ۱۲ ☆ اصول انبیاء ۱۲ ☆ انہما امتان ۱۲ ان امتوں کے ۱۲ ☆ مصداق مدار و مبنی ۱۲ بنیاد و اصل ۱۲ ☆ نہ استدلال عقلی جواب از سوال مقدر ۱۲ پوشیدہ سوال کا جواب ۱۲ ☆ مطلقاً اعم از اصلیہ و فرعیہ ۱۲ اصلیت اور فرعیات سے عام ۱۲ ☆ خیر الامم قال اللہ تعالیٰ : کنتم خیر امۃ ۱۲ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم سب سے بہتر امت ہو ۱۲ ☆ ڈ لک قَدْ مَرَّ غَیْرَ مَرَّةٍ ۱۲ کئی بار گذر چکا ہے ۱۲ ☆ خواست این فقیر ۱۲ اس فقیر نے چاہا ۱۲ ☆ شمہ اند کے ۱۲ تھوڑا سا ۱۲ ☆ مساعدت یاری کردن و موافقت نمودن ۱۲ مدد کرنا اور موافق ہونا ۱۲ ☆ انبیاء بنی اسرائیل اشارۃ الی ما ورد علماء اُمّتی کا نبیاء بنی اسرائیل ۱۲ یہ اشارہ ہے اسکی طرف جو وارد ہوا ہے: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں (تلیخ احکام میں) ۱۲ ☆ محرمان دانایان ۱۲ جاننے والے ۱۲

﴿ص ۵۱﴾ ☆ فرزند ان مراد مخدوم زادگان کبار اند یعنی خواجہ محمد صادق و خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ۱۲ اس سے مراد حضرت مجدد کے بڑے صاحبزادے ہیں یعنی خواجہ محمد صادق اور خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم خدا تعالیٰ ان کے اسرار کو مقدس فرمائے ۱۲ ☆ گرامی اند نہ یاران دیگر ۱۲ دوسرے احباب نہیں ۱۲ ☆ یاران زیداکہ

۱۲..... کیونکہ ۱۲ ☆ ولی..... کامل ۱۲..... ولی کامل ۱۲ ☆ أجل نعم است..... بزرگترین نعمائے خداوند است عزوجل ۱۲

..... اللہ عزوجل کی جلیل القدر نعمتیں ہیں ۱۲ ☆ توسط..... میانہ روی ۱۲

دوسوا نچا سواں مکتوب ﴿ ۲۴۹ ﴾

حضرت سید الاولین والا آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے فضائل اور اس پر مرتبہ کمالات اور اس کے ساتھ مخصوص مراتب کے بیان میں میرزا داراب کی طرف صادر فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)..... آخرت کی نجات اور دائمی فلاح حضرت سید الاولین والا آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے

آلہ الصلوات والتسليمات تمہاوا کمہا کی متابعت پر وابستہ ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی وجہ سے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے برگزیدہ) حق جل سلطانہ کی محبوبیت کے مقام پر پہنچتے ہیں، اور آپ ﷺ ہی کی

متابعت سے تجلی ذات تعالیٰ و تقدس سے مشرف ہوتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی متابعت کی وجہ سے عبدیت کے مرتبہ پر جو تمام کمالات کے مراتب میں فوق ہے اور محبوبیت کے مقام کے حاصل ہونے کے بعد ہے سرفراز ہوتے ہیں، اور آپ ﷺ ہی کی کامل پیروی کرنے والوں کو بنی اسرائیل کے انبیا کے مانند فرمایا ہے

..... اور پیغمبران اولوالعزم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی آرزو رکھتے تھے۔ اور اگر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں زندہ ہوتے تو ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا..... اور حضرت عیسیٰ روح اللہ کے نزول اور حضرت حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

متابعت کا قصہ معلوم اور مشہور ہے..... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی متابعت کی برکت سے خیر الامم قرار دی گئی اور ان میں سے اکثر اہل جنت میں سے ہیں اور کل بروز قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی متابعت کی بدولت تمام امتوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور وہاں کی نعمتیں حاصل کریں گے۔

اسی طرح اور اسی طرح ہوگا۔ (یہ فضائل و خصائص صرف اسی امت کے لئے مخصوص ہیں)..... پس آپ کے اوپر لازم ہے کہ آنحضرت علیہ وسلم کی متابعت اور ان کے احکام بجالائیں۔ دوسرے یہ کہ (یہ فقیر) شیخ اسمعیل کی سفارش کرتا ہے جو کہ معارف

آگاہ حاجی عبدالحق کے دوستوں میں سے ہیں۔ والسلام

﴿ حاشیہ متن ﴾

﴿ ص ۵۱ ﴾ ۱ قال تعالیٰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الخ ۱۲ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم فرمادو

کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ ۱۲

۲ اور اگر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں زندہ ہوتے تو ان کو بھی آپ کی متابعت

کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وَلَوْ كَانَ مُؤَسَّسِي حَيًّا مَا وَسِعَتْهُ إِلَّا اِتِّبَاعِي (اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا) اس حدیث کو امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۱۲ مشکوٰۃ

- ۳ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ الْخَيْرِ (تم سب سے بہتر امت ہو) حضور ﷺ نے فرمایا: انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ تعالیٰ (تم سترامتوں کو پورا کرنے والے ہو، تم سب سے بہتر اور مکرم ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک) اس حدیث کو امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۱۲ مشکوٰۃ
- ۴ حضور ﷺ نے فرمایا: اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامۃ والاربعون من سائر الامم (اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، اسی ۸۰ صفیں اس امت کی اور چالیس ۴۰ صفیں اور تمام امتوں کی) اس حدیث کو امام ترمذی اور امام دارمی نے روایت کیا ہے ۱۲ مشکوٰۃ
- ۵ حضور ﷺ نے فرمایا: نحن الاخرون ونحن السابقون يوم القيامة (ہم آخری ہیں اور ہم ہی اولین ہوں گے قیامت کے دن) اس حدیث کو امام دارمی نے روایت کیا ہے ۱۲ مشکوٰۃ
- ۶ یہ کنایہ ہے اس امت کے فضائل وخصائص کی طرف جو پہلے گزر چکے ہیں ان کے علاوہ سے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۵۱﴾ ☆ تجلی ذات کہ مخصوص است باں سرور ۱۲ وہ تجلی ذات جو آں سرور ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے ۱۲ ☆ مشہورۃ
..... فلا حاجۃ الی التصریح بھا ۱۲ مشہور و معلوم ہونے کی وجہ سے تصریح کرنیکی ضرورت نہیں ۱۲

دو سو پچاسواں مکتوب ﴿۲۵۰﴾

ملا احمد برکی کی طرف بعض سوالات کے حل میں صادر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ اس طرف کے فقراء کے احوال و اوضاع شکر کے لائق ہیں اور آپ کی عافیت اللہ سبحانہ سے مطلوب ہے مکتوب گرامی موصول ہوا۔ آپ نے تحریر کیا ہے کہ وہ ذوق و فرحت جو پہلے حاصل تھی اب اپنے اندر نہیں پاتا اور اس کو اپنا تنزل جانتا ہے میرے بھائی کو معلوم ہو کہ پہلی حالت کا تعلق اہل وجد و سماع سے تھا جس میں جسد کو کامل دخل تھا، اور جو حالت اب میسر ہوئی ہے اس میں جسم کو بہت تھوڑا حصہ نصیب ہے، اس کا زیادہ تعلق روح و قلب کے ساتھ ہے، اس معاملہ کا بیان تفصیل چاہتا ہے مختصر یہ کہ دوسری حالت پہلی حالت سے کئی درجہ بہتر ہے اور ذوق و وجدان کا نہ پانا اور خوشی کا دور ہونا ذوق و خوشی کے وجدان سے بالاتر ہے، کیونکہ نسبت جس قدر جہالت اور حیرت کی طرف ترقی کرے اور جسد سے دور ہو اسی قدر اذیت حاصل ہے اور مطلوب کے حصول میں نزدیک تر ہے۔ کیونکہ اس مقام میں عجز اور نادانی کے علاوہ کسی اور چیز کی گنجائش نہیں ہے (اسی لئے) جہل کو معرفت سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور عجز کو ادراک کا نام دیتے ہیں۔

آپ نے تحریر کیا تھا کہ اس نسبت کی وہ تاثیر جو پہلے تھی اب نہیں رہی..... ہاں ہاں جسدی تاثیر نہیں رہی لیکن تاثیر روحی میں اضافہ ہو گیا ہے، اگرچہ ہر شخص اس کا ادراک نہیں کر سکتا لیکن کیا کیا جائے کہ آپ کو اس فقیر کے ساتھ صحبت بہت کم حاصل ہوئی ہے اور علوم و معارف خاصہ بہت کم ذکر ہوئے ہیں۔ شاید حق تعالیٰ کو منظور ہو اور دوسری صحبت میسر ہو جائے اور چند روز مل بیٹھیں۔

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ آیا زادِ راہ اور سواری ہونے کے باوجود اس پرفتن زمانے میں مکہ مکرمہ کا سفر فرض ہے یا نہیں..... میرے مخدوم! اس بارے میں فقہ کی روایات میں بہت اختلاف ہے اور فقیہ ابو الیث کا فتویٰ اس مسئلہ میں مختار ہے، انہوں نے کہا ہے کہ ”اگر راستہ میں امن اور عدم ہلاکت کا گمان غالب ہے تو اس سفر کی فرضیت ثابت ہے ورنہ نہیں..... لیکن یہ وجوب ادا کی شرط ہے نفس وجوب کی شرط نہیں، یہی صحیح ہے لہذا ایسی صورت میں حج کی وصیت واجب ہوگی۔ چونکہ وقت نے موافقت نہیں کی اس لئے آپ کے دوسرے سوالات کو کسی دوسرے مکتوب پر موقوف کر دیا۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

- | | |
|---|---|
| ۱ | ﴿ص ۵۲﴾ یعنی یہ فقدان دومرتبوں کے ساتھ بلند ہے اس وجدان سے ۱۲ |
| ۲ | یہ تسلیم ہے اور تاثیر کے نہ ہونے کے محل کا بیان ہے اور شبہ کو رفع کرنا ہے ۱۲ |
| ۳ | اس تاثیر کی نسبت کا ادراک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے ۱۲ |
| ۴ | حنفی زاہد نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۳۵ھ ۱۲، کشف الظنون |
| ۵ | پس اگر حج نہ کرے اور مر جائے تو وصیت کرے کہ اس کی طرف سے وارث حج کریں بشرطیکہ چھوڑے ہوئے مال میں گنجائش ہو ۱۲ |

☆ متن..... بین السطور..... معانی

- ﴿ص ۵۲﴾ ☆ معلوم..... جواب ۱۲..... یہ جواب ہے ۱۲ ☆ جسد..... بدن ۱۲ ☆ بقلب وروح..... این حالت ۱۲..... یہ حالت ۱۲
- ☆ بیجا لیت..... بنادانی ۱۲..... نادانی سے ۱۲ ☆ ہر چند..... اگرچہ ۱۲ ☆ معارف خاصہ..... روبروئے شما ۱۲..... آپ کے سامنے ۱۲ ☆ مذکور شدہ..... ورنہ احتیاج با مثال این استفسار ہانمی افتاد ۱۲..... ورنہ اس قسم کے سوالات کی کوئی حاجت نہیں ۱۲ ☆ زاد و راجلہ..... یعنی توشہ کہ در سفر ہمراہ بردارند و شتر سواری ۱۲..... یعنی سفر کا خرچہ جو ساتھ ہو اور اونٹ وغیرہ کی سواری ۱۲ ☆ این شرط..... امن ۱۲..... راستہ پر امن ہو ۱۲ ☆ وصیت..... در حالت احتضار موت ۱۲..... موت آنے کے وقت ۱۲ ☆ واجب باشد..... والا فرضیتش ثابت نیست ۱۲..... ورنہ اسکی فرضیت ثابت نہیں ہوتی ۱۲ ☆ مساعدت..... یاری ۱۲..... مدد ۱۲ ☆ کتابت..... مکتوب ۱۲

دوسوا کا ونواں مکتوب ﴿ ۲۵۱ ﴾

مولانا محمد اشرف کی طرف صادر فرمایا..... خلفائے راشدین کے فضائل اور حضرات شیخین کی افضلیت، اور حضرت امیر (علیؑ) کے بعض خصائص اور اصحاب کرام علیہم الرضوان کی تعظیم و توقیر اور ان کے درمیانی جھگڑوں اور لڑائیوں کے بارے میں صحیح موقف اور اس کے متعلق بیان میں حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد میرے سعادت مند بھائی خواجہ محمد اشرف کو معلوم ہو کہ بعض علوم غریبہ، اسرار عجیبہ، مواہب لطیفہ اور معارف شریفہ کہ جن میں اکثر حضرات شیخین و ذی النورین اور حیدر کرار (یعنی خلفائے اربعہ) جمعین کے فضائل و کمالات سے تعلق رکھتے ہیں اپنی ناقص فہم کے مطابق حوالہ قلم کرتا ہوں ہوش کے کانوں سے سماعت فرمائیں۔

حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کمالات محمدی کے حاصل ہونے اور ولایت مصطفوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات پر فائز ہونے کے باوجود گذشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ولایت کی جانب حضرت ابراہیم صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور دعوت کی جانب جو کہ مقام نبوت کے مناسب ہے۔ حضرت موسیٰ صلوات اللہ سبحانہ و تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں..... اور حضرت ذی النورینؑ، دونوں طرف (ولایت و دعوت) کے لحاظ سے حضرت نوح صلوات اللہ سبحانہ و تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں..... اور حضرت امیر (علیؑ) دونوں طرف (ولایت و دعوت) میں حضرت عیسیٰ صلوات اللہ سبحانہ و تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور اس کے کلمۃ اللہ ہیں اس لئے لازمی طور پر نبوت کی بہ نسبت ولایت کی جانب ان میں غالب ہے اور حضرت امیرؑ میں بھی اسی مناسبت کی وجہ سے ولایت کی جہت غالب ہے۔

اور چاروں خلفاء کے مبادی تعینات جہات کے اختلاف کی وجہ سے اجمالی اور تفصیلی طور پر صفت العلم ہیں، اور وہ صفت اجمال کے اعتبار سے حضرت محمد ﷺ کا رب ہے، اور تفصیل کے اعتبار سے حضرت خلیل علیہ السلام کا رب ہے اور اجمال و تفصیل کی برزحیت کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام کا رب ہے، جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رب صفت کلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رب صفت قدرت اور حضرت آدم علیہ السلام کا رب صفت تکوین ہے اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیقؑ اور حضرت فاروقؑ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق باری نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل ہیں..... اور حضرت امیر (علیؑ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے ولایت کی جانب غلبہ کے باعث ”حامل باری ولایت محمدی ﷺ“ ہیں..... اور حضرت ذی النورین برزحیت (درمیانی حیثیت) کے اعتبار سے دونوں نسبتوں (یعنی نبوت محمدی و ولایت محمدی) کے حامل ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اسی اعتبار سے ان کو ذی النورین کہتے ہیں..... اور چونکہ حضرات شیخین کو

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی چوتھا حصہ

”حامل باریتوت“ فرمایا گیا ہے اسی لئے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ مناسبت حاصل ہے کیونکہ مقام دعوت جو کہ مرتبہ نبوت سے پیدا ہوا ہے ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء کے درمیان ان (حضرت موسیٰ علیہ السلام) میں بدرجہ اتم واکمل ہے۔ اور ان کی کتاب (توراة) قرآن مجید کے بعد نازل شدہ کتابوں میں بہترین ہے۔ لہذا ان کی امت پہلی امتوں کی نسبت زیادہ بہشت میں جائے گی اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت اور ان کی ملت تمام شریعتوں اور ملتوں سے افضل واکمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام پیغمبروں میں سے افضل الرسل ﷺ کو ان کی ملت کی پیروی کا حکم دیا گیا، چنانچہ آیت کریمہ **ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا** (سورہ نحل ۱۶، آیت ۱۲۳) (پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے) اسی مضمون کی شاہد ہے..... اور حضرت مہدی موعود کہ ان کا رب بھی صفت العلم ہے جو حضرت امیر (علیؑ) کی مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں، گویا حضرت عیسیٰ کا ایک قدم حضرت امیر کے سر پر ہے اور دوسرا قدم حضرت مہدیؑ کے سر پر۔

جاننا چاہیے کہ ولایت موسوی، ولایت محمدی کے دہنی جانب واقع ہوئی ہے اور ولایت عیسوی اس ولایت کے بائیں جانب ہے۔ اور چونکہ حضرت امیرؑ ولایت محمدی کے حامل ہیں اس لئے اکثر سلاسل اولیاء انہی سے منتسب ہو گئے ہیں۔ اور حضرت امیرؑ کے کمالات حضرات شیخین کے کمالات کی نسبت اکثر گوشہ نشین اولیاء پر جو ولایت کے کمالات سے مخصوص ہیں زیادہ ظاہر ہوئے ہیں..... اگر حضرات شیخین کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع نہ ہوتا تو اکثر اولیائے گوشہ نشین کا کشف حضرت امیرؑ کی فضیلت کا حکم کر دیتا..... چونکہ حضرات شیخین کے کمالات انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ارباب ولایت کی ان کمالات تک دسترس نہیں ہے۔ اور اہل کشف کا کشف ان کے کمالات نبوت کے درجات کی بلندی کے باعث راستے ہی میں ہے، ولایت کے کمالات ان کے کمالات نبوت کے مقابلے میں **كَالْمَطَرُوحِ فِي الطَّرِيقِ** (راستے میں پھینکے ہوئے کی مانند) ہیں۔ کمالات ولایت، کمالات نبوت کے عروج تک پہنچنے کے لئے زینہ (سیڑھی) ہیں۔ پس مقدمات کو مقاصد کی کیا خبر ہے اور مبادی کو مطالب کا کیا شعور ہے..... آج یہ بات عہد نبوت کے بعد کی وجہ سے اکثر لوگوں پر گراں اور قبولیت سے دُور معلوم ہوتی ہے، لیکن کیا کیا جائے۔

۔ در پس آئینہ طوطی صفتم ساختہ اند ہر چہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

(مثل طوطی مجھے آئینے کے پیچھے ہے رکھا وہی کہتا ہوں جو استاد ازل سے ہے پڑھا)

لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ میں اس گفتگو میں علمائے اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیم کے موافق ہوں اور ان کے اجماع سے متفق ہوں۔ اور (حق تعالیٰ نے) مجھ پر ان کے استدلالی علم کو کشفی اور اجمالی کو تفصیلی کر دیا۔

اس فقیر کو جب تک کہ اپنے پیغمبر ﷺ کی متابعت کے باعث مقام نبوت کے کمالات تک نہیں پہنچا دیا گیا اور

پہلا دفتر کتابت امام ربانی جو تھا حصہ

پہلا دفتر کتابت امام ربانی جو تھا حصہ

ان کمالات سے پورا پورا حصہ نہیں دیدیا گیا اس وقت تک فضائل شیخین کو کشف کے طریقے پر اطلاع نہیں بخشی گئی اور تقلید کے علاوہ اور کوئی راہ نہیں دکھائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (اعراف، ۷، آیت، ۴۳) (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے، بیشک ہمارے رب کے رسول حق (سچائی) کے ساتھ آئے ہیں)

ایک دن کسی شخص نے بیان کیا کہ (راویوں نے) لکھا ہے کہ حضرت امیرؓ کا نام بہشت کے دروازے پر ثبت کر دیا گیا، اس فقیر کے دل میں گزرا کہ حضرات شیخین کے لئے اس مقام پر کیا خصوصیتیں ہوں گی؟ پوری طرح توجہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس امت کا بہشت میں داخلہ ان دونوں اکابر حضرات کی تجویز اور استصواب پر ہوگا۔ گویا حضرت صدیقؓ بہشت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور لوگوں کے داخلے کی تجویز فرماتے ہیں اور حضرت فاروقؓ ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لیجاتے ہیں۔ اور ایسا مشاہدہ میں آتا ہے۔ کہ گویا تمام بہشت حضرت صدیقؓ کے نور سے بھری ہوئی ہے۔

اس حقیر کی نظر میں حضرات شیخین تمام صحابہ کے درمیان ایک علیحدہ شان اور یگانہ درجہ رکھتے ہیں گویا کہ کوئی بھی اس میں ان کا شریک نہیں ہے۔ حضرت صدیقؓ، حضرت پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گویا ”ہم خانہ“ ہیں، اگر فرق ہے تو صرف بلندی اور پستی کا ہے (یعنی سرورِ عالم ﷺ بالائی منزل میں ہیں اور حضرت صدیقؓ اسی محل کے نیچے کی منزل میں ہیں) اور حضرت فاروقؓ بھی حضرت صدیقؓ کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں اور باقی تمام صحابہ کرام آنسور علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہم سرانے یا ہم شہری ہونے کی نسبت رکھتے ہیں۔ پھر امت کے اولیاء کی وہاں کیا رسائی ہو سکتی ہے۔

ایں بس کہ رسد ز دور بانگِ جسم

(یہ کافی ہے کہ دور سے میری گھنٹی کی آواز پہنچ جائے)

پس یہ لوگ (اولیائے امت) شیخین رضی اللہ عنہما کے کمالات سے کیا حاصل کر سکتے ہیں (کیونکہ) یہ دونوں بزرگوار اپنی بزرگی اور برتری کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں معدود (شمار کئے ہوئے) ہیں اور انبیا کے فضائل کے ساتھ موصوف ہیں..... حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عَمْرًا (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ عمر ہوتا)..... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت فاروقؓ کی ماتم پرسی کے ایام میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی مجلس میں کہا: مَا تَسْمَعُ أَغْشَارِ الْعِلْمِ (آج نوحصہ علم فوت ہو گیا) جب بعض حضرات نے اس کے معنی سمجھنے میں توقف ظاہر کیا تو فرمایا کہ میری مراد علم سے علم باللہ ہے (یعنی معرفتِ حق جل و علا) نہ کہ حیض و نفاس کا علم (یعنی علمِ احکامِ شرعیہ)

اور حضرت صدیقؓ کے متعلق (یہ فقیر) کیا بیان کرے کہ حضرت عمرؓ کی تمام نیکیاں ان کی ایک نیکی

کے برابر ہیں جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے..... ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جو انحطاط و کمی حضرت فاروق ﷺ کو حضرت صدیق ﷺ سے ہے وہ اس انحطاط و کمی سے زیادہ ہے جو حضرت صدیق ﷺ کو حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات سے ہے..... لہذا قیاس کرنا چاہیے کہ حضرت صدیق ﷺ سے دوسروں کا انحطاط و کمی کس درجہ کی ہوگی..... اور حضرات شیخین ﷺ وفات کے بعد بھی حضرت پیغمبر ﷺ سے جدا نہیں ہوئے اور ان کا حشر بھی انہی (پیغمبر) ﷺ کے درمیان (دائیں بائیں) ہوگا جیسا کہ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا..... پس ان کی افضلیت (آنحضرت ﷺ سے) اقربت کی وجہ سے ہوگی۔

یہ (حقیر) قلیل البصاعت (بے سروسامان) ان حضرات کے کمالات کے بارے میں کیا بیان کرے اور ان کے فضائل میں کیا ظاہر کرے۔ ایک ذرہ کی کیا طاقت کہ آفتاب کی باتیں کرے اور قطرے کی کیا مجال کہ بحرِ عمان (دریائے محیط) کی بات زبان پر لائے۔

وہ اولیائے کرام جو دعوتِ خلق کی طرف لوٹا دیئے گئے ہیں اور ولایت و دعوت دونوں طرف سے کامل حصہ رکھتے ہیں اور تابعین و تبع تابعین میں سے علمائے مجتہدین نے اپنے کشفِ صحیح کے نور سے اور فراستِ صادقہ اور متواتر خبروں کی بنیاد پر شیخین کے کمالات کو تھوڑا سا دریافت کیا ہے اور ان کے فضائل میں سے تھوڑی سی معرفت حاصل کر کے ناچار ان کی افضلیت شان کا حکم دیا ہے اور اس پر اجماع کیا ہے اور اس کشف کو جو اس اجماع کے خلاف ظاہر ہو اس کو عدم صحت پر محمول کر کے قابلِ اعتبار نہیں سمجھا ہے..... اور اس کے علاوہ اور کسی کشف کا کس طرح اعتبار کیا جاسکتا ہے جبکہ صدرِ اول (عہدِ نبوی ﷺ) میں ان کی افضلیت کی صحت مسلم ہو چکی ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَفْضِلُ بَيْنَهُمْ (حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکر ﷺ پھر حضرت عمر ﷺ پھر حضرت عثمان ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر نبی کریم ﷺ کے جملہ اصحاب کو چھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہ دیتے تھے) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ: قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَسْبُ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ (حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد تمام امت میں حضرت ابو بکر ﷺ افضل ہیں پھر حضرت عمر ﷺ پھر حضرت عثمان ﷺ)

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ ”ولایتِ نبوت سے افضل ہے“ یہ اربابِ سکر (کی خبر) سے ہے جو اولیاءِ غیرِ مرجوع میں سے ہیں اور جن کو مقامِ نبوت کے کمالات سے زیادہ حصہ حاصل نہیں ہے..... اور آپ کی نظر سے گزرا ہوگا کہ فقیر نے اپنے بعض رسائل میں تحقیق کی ہے کہ ”نبوت، ولایت سے افضل ہے“ اگرچہ اسی نبی کی ولایت ہو، اور حق (سچی بات) بھی یہی ہے۔ اور جس کسی نے اس کے خلاف کہا ہے وہ مقامِ نبوت کے کمالات کی نادانی کی وجہ

پہلا دفتر کتبائے امام ربانی جو تھما حصہ

پہلا دفتر کتبائے امام ربانی جو تھما حصہ

سے کہا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ اولیاء کے تمام سلسلوں کے درمیان صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت حضرت صدیق ؑ سے ہے لہذا نسبت صحیح بھی ان (مشائخ نقشبندیہ) کے درمیان غالب ہے اور ان کی دعوت (اسلام) کامل تر ہے اور حضرت صدیق ؑ کے کمالات ان پر زیادہ ظاہر ہوتے ہیں تو لازمی طور پر ان کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبت سے بڑھ کر ہوگی۔ لہذا دوسرے ان کے کمالات کو کیا پاسکتے ہیں اور ان کی حقیقت معاملہ کو کیا سمجھ سکتے ہیں..... میں یہ نہیں کہتا کہ تمام مشائخ نقشبندیہ اس معاملہ میں برابر ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اگر ہزاروں میں سے ایک بھی اس صفت میں کامل ہو جائے تو غنیمت ہے۔ میرا خیال ہے کہ حضرت مہدی موعود جو ولایت کی اکملیت کے لئے مقرر ہیں ان کو یہ نسبت حاصل ہوگی، اور وہ اس سلسلہ عالیہ کی تمیم و تکمیل فرمائیں گے کیونکہ دوسری تمام ولایتوں کی نسبت اس نسبت عالیہ سے کمتر ہے..... باقی تمام ولایتوں کو مرتبہ نبوت کے کمالات سے بہت کم حصہ حاصل ہے، اور یہ ولایت حضرت صدیق ؑ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ان کمالات (نبوت) سے حظ وافر رکھتی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ ع

۔ ہیں تفاوتِ راہ از کجاست تا کجیا

(یہ راہ دیکھو کہاں اور وہ راہ دیکھو کہاں)

اے بھائی! چونکہ حضرت امیر (علی ؑ) بار ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے حامل ہیں اس لئے اقطاب ابدال اور اوتاد کے مقام کی تربیت جو اولیائے عزلت میں سے ہیں اور کمالات ولایت کی جانب ان میں غالب ہے ان کی تربیت حضرت امیر ؑ کی اعانت و امداد کے سپرد ہے..... قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر ؑ کے زیر قدم ہے۔ قطب مدار انہی کی حمایت اور رعایت سے اپنی مہم سرانجام دیتا ہے اور مداریت سے عہدہ برآ ہوتا ہے..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امامین (حضرات، حسن ؑ، حسین ؑ) بھی اسی مقام میں حضرت امیر ؑ کے شریک ہیں۔

جاننا چاہیے کہ پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے اصحاب سب بزرگ ہیں لہذا تمام (صحابہ) کو بزرگی سے یاد کرنا چاہیے..... خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس ؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ اَخْتَارَنِيْ وَ اَخْتَارَ لِيْ اَصْحَابًا وَاخْتَارَ لِيْ مِنْهُمْ اَصْحَابًا وَاَنْصَارًا فَمَنْ حَفِظَنِيْ فِيْهِمْ حَفِظَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَذَانِيْ فِيْهِمْ اِذَا هُوَ اللّٰهُ (تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب کو پسند کیا اور ان میں سے بعض کو میرے لئے قرابت دار اور مددگار پسند کیا پس جس شخص نے ان کے حق میں مجھے محفوظ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی اس کو اللہ تعالیٰ نے ایذا دی)..... اور طبرانی نے حضرت ابن عباس ؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا: مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (جس نے

میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام آدمیوں کی طرف سے لعنت ہے)..... اور ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَسْرَارَ أُمَّتِي أَجْرًا لَهُمْ عَلَى أَصْحَابِي (میری امت کے بدترین وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں)..... اور ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیک نیتی پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا و تعصب سے دور سمجھنا چاہیے کیونکہ ان کی مخالفتیں اجتہاد و تاویل پر مبنی تھیں نہ کہ ہوا و ہوس پر، جیسا کہ جمہور اہل سنت کا موقف ہے..... لیکن جاننا چاہیے کہ حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خلاف لڑنے والے خطا پر تھے اور ”حق“ حضرت امیر ﷺ کی جانب تھا۔ لیکن چونکہ یہ خطا خطائے اجتہادی ہے اس لئے ملامت سے دور اور مواخذہ سے بری ہے، جیسا کہ شارح مواقف آمدی سے نقل کرتے ہیں کہ ”جمل وصفین کے واقعات اجتہاد کی رو سے ہوئے ہیں..... اور شیخ ابوشکور سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہل سنت و جماعت اس بات پر متفق ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مع ان کے تمام اصحاب کے جو ان کے ہمراہ تھے سب خطا پر تھے لیکن ان کی خطا خطائے اجتہادی تھی۔..... اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق میں کہا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے اجتہاد کی بنا پر ہوئے ہیں اور اس قول کو اہل سنت کے معتقدات سے فرمایا ہے..... اور شارح مواقف نے جو یہ بات کہی ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ وہ جھگڑا اجتہاد کی بنا پر نہیں تھا، معلوم نہیں کہ اصحاب سے ان کی مراد کونسا گروہ ہے۔ جبکہ اہل سنت اس کے خلاف حکم دیتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور قوم کی کتابیں ”خطائے اجتہادی“ (کے حکم) سے بھری ہوئی ہیں، جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابوبکر وغیرہ نے صراحت کی ہے۔ لہذا حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو فاسق اور گمراہ کہنا جائز نہیں ہوا۔

قاضی (عیاض) نے شفا میں لکھا ہے کہ ”حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کو یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ اور عمرو بن العاص (وغیرہ) کو گالی دی اور کہا کہ وہ کفر اور گمراہی پر تھے تو وہ واجب القتل ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور سب و شتم کا لفظ استعمال کیا جس طرح لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہیں تو اس کو سخت سزا دی جائے۔ کیونکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کرنے والے کفر پر نہ تھے جیسا کہ بعض غالی رافضیوں کا خیال ہے اور نہ ہی فسق پر تھے جیسا کہ بعض نے خیال کیا ہے اور شارح مواقف نے اس قول کو بہت سے اصحاب کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا جبکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اور بہت سے اصحاب کرام انہی میں سے تھے۔ اور طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی لڑائی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خروج سے پیشتر تیرہ ہزار مقتولین کے ساتھ شہید و قتل ہوئے۔ لہذا ان کو ضلالت اور فسق کی طرف منسوب کرنے پر سوائے اس شخص کے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خبث (گندگی) ہو کوئی مسلمان جرأت نہیں کر سکتا۔

اور یہ جو بعض فقہانے اپنی عبارات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں لفظ ”جور“ استعمال کیا ہے اور کہا ہے

كَانَ مُعَاوِيَةَ إِنَّمَا جَابِرًا (معاویہ جور کرنے والے امام تھے) تو اس جور سے مراد یہ ہے کہ حضرت امیر

ﷺ کی خلافت کے زمانے میں امیر معاویہ خلافت کے حقدار نہیں تھے، نہ کہ وہ جو جس کا انجام فسق و ضلالت ہے (یہ توجیہ اس لئے ہے) تاکہ اہل سنت کے اقوال کے موافق ہو جائے۔ اس کے باوجود استقامت والے حضرات ایسے الفاظ سے اجتناب کرتے ہیں جن سے مقصود کے خلاف وہم پیدا ہوتا ہو۔ اور ”خطا“ سے زیادہ کہنا پسند نہیں کرتے..... اور امیر معاویہ ﷺ جو کرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ صحیح طور پر تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل تھے جیسا کہ صواعق میں ہے..... اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو خطائے منکر کہا ہے انہوں نے زیادتی کی ہے اور لفظ ”خطا“ سے زیادہ جو کچھ بھی کہا جائے خطا ہے اس کے بعد جو انہوں نے کہا ہے کہ اگر وہ مستحق لعنت ہیں۔ الخ یہ بھی نامناسب کہا ہے اس کی تردید کی کیا حاجت ہے اور اس میں شک و شبہ کا کیا موقع ہے۔ اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جائے تو گنجائش رکھتی ہے، لیکن حضرت معاویہ ﷺ کے بارے میں ایسا کہنا بہت بُرا ہے..... احادیث نبوی ﷺ میں معتبر اور ثقات کی اسناد سے مروی ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امیر معاویہ ﷺ کے حق میں دعا فرمائی اور فرمایا

اللَّهُمَّ عَلَّمَهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقَبَّ الْعَذَابَ (یا اللہ! تو اس کو کتاب اور حساب کا علم دے اور اس کو عذاب سے بچا)۔ اور دوسری جگہ دعا میں فرمایا: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَمَهْدِيًا (یا اللہ تو اس کو ہادی اور مہدی بنا) اور آنحضرت ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے۔

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تھا حصہ

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات مولانا جامی سے سہو و نسیان کی بنا پر سرزد ہوئی ہوگی اور نیز مولانا نے انہی ابیات میں نام کی تصریح کے بغیر کہا ہے کہ ”آں صحابی دیگر“ (وہ صحابی دوسرے ہیں) اور یہ عبارت بھی ناخوشی کی خبر دیتی ہے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا (بقرہ، ۲، آیت ۲۸۶) (اے ہمارے رب! ہماری بھول چوک پر گرفت نہ کیجیو)

اور یہ جو (بعض نے) امام شععی رحمۃ اللہ علیہ سے امیر معاویہ ﷺ کی مذمت میں نقل کیا ہے اور ان کی برائی کو فسق سے بھی بدتر قرار دیا ہے وہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ (اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو) امام اعظم (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) جو ان کے شاگردوں میں سے ہیں اس نقل کو بیان کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو تابعین میں سے ہیں اور ان (امام شععی رحمۃ اللہ علیہ) کے ہم عصر اور علمائے مدینہ میں سب سے زیادہ عالم ہیں، امیر معاویہ ﷺ اور عمرو بن العاص ﷺ کے گالی دینے والے کو قتل کا حکم کرتے ہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہوا..... اگر وہ سب و شتم کے مستحق ہوتے تو ان کے گالی دینے والے کو قتل کا حکم کیوں کرتے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کو گالی دینا گناہ کبیرہ سمجھ کر ان کے گالی دینے والے کو قتل کا حکم کیا ہے، اور اسی طرح ان کو گالی دینا حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان ﷺ کو گالی دینے کی طرح خیال کیا ہے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ لہذا حضرت معاویہ ﷺ کو ہش (سرزنش و برائی) کے مستحق نہیں ہیں۔

اے برادر! اس معاملے میں امیر معاویہ ﷺ تنہا نہیں ہیں بلکہ صحابہ کرام کی کم و بیش نصف جماعت اس معاملہ

میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شریک ہیں۔ پس محارب بن امیر رضی اللہ عنہ اگر کفر یا فسق پر ہوں تو نصف دین سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے جو کہ ان کی تبلیغ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ اور اس طرح کی بات کو سوائے اس زندیق کے اور کوئی تجویز نہیں کرتا جس کا مقصود دین کی بربادی اور اس کو جھٹلانا ہے۔

اے بھائی! اس فتنے کے برپا ہونے کا منشا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے۔ اور ان کے قاتلوں سے ان کا قصاص طلب کرنا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ جو اول مدینہ منورہ سے باہر نکلے تھے اس کی وجہ بھی تاخیر قصاص تھی اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس معاملے میں ان کی موافقت کی اور جنگِ جمل جس میں تیرہ ہزار آدمی قتل ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی جو عشر مبشرہ میں سے ہیں وہ بھی شہید ہوئے۔ وہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے تاخیر کی وجہ سے شہید ہوئے۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے آکر ان کے ساتھ شریک ہو کر جنگِ صفین لڑی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ جھگڑا خلافت پر نہیں ہوا بلکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا ہی میں قصاص کے پورا کرنے کے لئے ہوا..... اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی بات کو اہل سنت و جماعت کے معتقدات میں سے بیان کیا ہے..... اور شیخ ابوشکور سلمی جو کہ حنفیہ علماء کے اکابرین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت (امیر علی رضی اللہ عنہ) سے جھگڑا خلافت کے بارے میں تھا کیونکہ پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ کہ إِذَا مَلَكَتِ النَّاسَ فَأَرْزُقْ بِهِمْ (جب تو لوگوں کا حاکم بن جائے تو ان کے ساتھ نرمی کرنا) اسی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کی آرزو پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن وہ اس جہاد میں خطا پر تھے اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ حق پر..... کیونکہ ان کی خلافت کا زمانہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے کے بعد ہے۔ اور ان دونوں اقوال کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس جھگڑے کی وجہ قصاص کی تاخیر ہو۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کی آرزو پیدا ہو گئی ہو، بہر تقدیر اجتہاد اپنے محل میں واقع ہو گیا۔ اگر خطا پر ہے تو ایک درجہ اور اگر حق پر ہے تو دو درجہ بلکہ دس درجے (ثواب ہے)

اے بھائی! اس معاملہ میں سب سے بہتر اور سلامتی کا طریقہ یہی ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے جھگڑوں کے ذکر سے خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے جھگڑوں کے تذکروں سے منہ پھیر لیا جائے، کیونکہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: اَيُّكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اصْحَابِي (میرے اصحاب کے درمیان جو جھگڑے ہوں ان سے اپنے آپ کو بچاؤ)..... نیز آنحضرت پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اِذَا ذَكَرَ اصْحَابِي فَأَسْبِغْكُمْ (جب میرے صحابہ کے اختلاف کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ)..... اور نیز علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَللّٰهُ فِيْ اصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا (میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ان کو اپنے تیر کا نشانہ نہ بناؤ)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے: تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللَّهُ عَنْهَا أَيْدِيَنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا أَلْسِنَتَنَا (یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو بچایا ہے لہذا ہم کو چاہیے کہ اپنی زبانوں کو ان سے پاک رکھیں)..... اس عبارت سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ ان کی خطاؤں کو زبان پر نہیں لانا چاہیے اور ان کے ذکر خیر کے علاوہ اور کچھ بیان نہ کرنا چاہیے..... بد نصیب یزید فاسقوں کے زمرے میں سے ہے اس کی لعنت میں توقف کرنا اہل سنت و الجماعت کے مقررہ اصول میں سے ہے کیونکہ شخص معین کو اگرچہ وہ کافر ہو لعنت تجویز نہیں کی گئی۔ مگر جب یقیناً معلوم ہو جائے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے جیسا کہ ابی لہب جہنمی اور اس کی بیوی۔ نہ یہ کہ وہ لعنت کے لائق نہیں (یعنی وہ لعنت کے لائق ہیں)..... (جیسا کہ قرآن کریم میں ہے) إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (احزاب، ۳۳، آیت ۵۷) (جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے)

جاننا چاہیے کہ اس زمانہ میں چونکہ اکثر لوگ امامت کے معاملہ میں بحث کرتے رہتے ہیں، اور اصحاب کرام علیہم الرضوان کی خلافت و مخالفت کی نسبت گفتگو کرنا اپنا نصب العین بنا لیا ہے، اور جاہل تاریخ داں اور سرکش بدعتیوں کی تقلید کرتے ہوئے اکثر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم کو نیکی و بھلائی سے یاد نہیں کرتے اور نامناسب باتیں ان حضرات کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں۔ لہذا ضروری سمجھتے ہوئے جو کچھ معلوم تھا اس میں سے تھوڑا سا تحریر میں لا کر دوستوں تک پہنچا دیا گیا..... آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: إِذَا ظَهَرَتِ الْفِتْنُ أَوْ قَالَ الْبِدْعُ وَسَبَّتْ أَصْحَابِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ لَهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا (جب فتنے یا یہ فرمایا بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے پس جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل)

لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ سلطان وقت (جہانگیر بادشاہ) اپنے آپ کو حنفی مذہب (کا پیرو) قرار دیتا ہے اور اہل سنت و جماعت سے جانتا ہے ورنہ مسلمانوں کو بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالانا چاہیے..... پس چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے مطابق اپنے اعتقاد کا مدار رکھیں اور زید و عمر کی باتوں پر توجہ نہ دیں۔ جھوٹے افسانوں پر اپنے کام کی بنیاد رکھنا خود کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ (اہل سنت) کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی امید پیدا ہو۔ وَبِذُنْبِهِ خَرَطُ الْقَتَادِ (ورنہ بے فائدہ تکلیف اٹھانا ہے) وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (اور سلام ہو تم پر اور ان سب پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کیا)

﴿حاشیہ متن﴾

- ۱ ﴿ص ۵۳﴾ ذی النورین یعنی دونوروں والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیاں ان کے نکاح میں آئیں تھیں یعنی رقیہ اور ام کلثوم علماء نے فرمایا ہے: حضرت عثمان کے علاوہ کوئی شخص ایسا معلوم نہیں ہے جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں ۱۲ غ وتاریخ الخلفاء
- ۲ حیدر بمعنی شیر درندہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: انا الذی سمتنی امی حیدر (میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا) گزار کاف پر زبر اور پہلی را پر زبر اور شد، پلٹ کر حملہ کرنے والا اور منہ پھیر دینے والا، بار بار حملہ کرنے والا اسی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا لقب ہے کیونکہ آپ جنگ میں دشمنوں کی صفوں پر بار بار حملہ کرتے اور بالکل خوف نہ کرتے ۱۲ عث
- ۳ قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ (سورۃ النساء آیت ۱۷۱ پارہ لاسحب اللہ ۶) ۱۲ ترجمہ بے شک مسیح عیسیٰ پسر مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح اس کی طرف سے۔
- ۳ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ صفت العلم کے تین اعتبار ہیں، اعتبار اجمال یعنی معلومات کے ساتھ تعلقات سے قطع نظر کرتے ہوئے، اور اعتبار تفصیل یعنی معلومات کے ساتھ تعلقات کا ملاحظہ کرتے ہوئے، اور تفصیل و اجمال کے درمیان توسط کا اعتبار، پس وہ صفت پہلے اعتبار سے حضرت محبوب رب العالمین کا پروردگار ہے، اور دوسرے اعتبار سے حضرت ابراہیم کا رب ہے اور تیسرے اعتبار سے حضرت نوح کا رب ہے علیٰ اجمعہم الصلوٰت والتسلیمات ۱۲
- ۴ ﴿ص ۵۴﴾ جاننا چاہیے کہ ایک نبی میں مقام دعوت کی اتمیت و اکملیت اور دوسرے نبی کی ملت و شریعت کی افضلیت دونوں الگ الگ ہیں اور ہر ایک کے لوازمات ہیں اور آثار و نتائج علیحدہ ہیں، کامل غور و فکر کے بعد ان دونوں میں فرق بہت ظاہر ہے ۱۲
- ۲ یعنی پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو ایک خدا کے ہو رہے تھے۔ یہ آیت ۱۲۳ سورہ نحل کے آخر پارہ چودہ میں واقع ہے ۱۲
- ۳ قولہ عزلت، عین پر پیش ہے یعنی بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کرنا عبادت کے لئے ۱۲ غ گوشہ نشینی اختیار کرنے والے اولیاء سے مراد وہ اولیاء ہیں جو مخلوق کی دعوت کے لئے لوٹائے نہیں جاتے اور نزول نہیں کرتے ۱۲
- ۴ الحمد للہ..... یہ اس آیت ۲۳ سے اقتباس ہے جو سورہ اعراف پارہ آٹھ میں واقع ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے، بے شک ہمارے رب کے رسول حق (سچائی) کے ساتھ آئے ہیں ۱۲
- ۱ ﴿ص ۵۵﴾ قولہ علوزیر اور پیش سے اور دونوں پیش اور شد سے، یعنی بلندی اور بالا خانہ، وقولہ سفیل زیر اور پیش سے پستی کے معنی میں یعنی نیچے کا کمرہ ۱۲
- ۲ یعنی انبیاء میں شمار کئے گئے ہیں اس رنگ میں کہ زید کو شیر کے ساتھ کامل مثلیت کے سبب بہادری اور جرأت میں شیروں سے شمار کیا جاتا ہے ۱۲
- ۳ یعنی اگر میرے ﷺ، بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ وہ عمر ہوتا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے معرب (ملا مراد کی) نے کہا ہے اس حدیث کو ابو یعلیٰ، طبرانی، حاکم اور ابو نعیم نے روایت کیا ۱۲
- ۴ یعنی دنیا سے نو حصے علم فوت ہو گیا ہے اور ایک حصہ رہ گیا ہے ۱۲

۵ عن عمر رضی اللہ عنہ ذُکِرَ عنده أبو بکر، فَبَكَى، وقال: "وَدِدْتُ أَنْ أَعْمَلَ كَلَّهُ مِثْلَ عَمَلِهِ

يَوْمًا وَاجِدًا مِنْ آيَاتِهِ، وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ الخ رواه رزين (جامع الاصول ۶۰۵/۸)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو حضرت عمر رو پڑے اور کہا: میں

چاہتا ہوں کہ میرے تمام اعمال ان کے ایک دن کے عمل اور ایک رات کے عمل کی مثل ہو جائیں) وَعَنْ عَائِشَةَ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: بَيْنَا رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجْرِي فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهَلْ يَكُونُ لِأَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نَجُومِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: "نَعَمْ،

عمر، نعم" قلت: فَأَيُّنَ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ: "أَنَا جَمِيعَ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةِ

وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ" رواه رزين ۱۲ مشكوة باب مناقب أبي بكر وعمر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس حال میں کہ ایک روشن رات میں رسول اللہ ﷺ کا سراقدس میرے

آغوش میں تھا، اچانک میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی بھی ہیں؟ فرمایا: ہاں،

عمر کی (نیکیاں اتنی ہیں) میں نے عرض کیا: ابو بکر کی نیکیاں کتنی ہیں؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔

عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم ودخل المسجد و ابو بكر و

عمر احدهما عن يمينه والآخر عن شماله، وهو اخذ بايديهما، فقال هكذا نبعت يوم

القيامة - رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب ۱۲ مشكوة باب مناقب أبي بكر و

عمر - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ گھر سے تشریف لائے اور اس حال میں

مسجد میں داخل ہوئے کہ آپ کی دائیں جانب ابو بکر تھے اور بائیں طرف عمر فاروق تھے، آپ نے ان دونوں کا ہاتھ

پکڑا ہوا تھا اور فرمایا: اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

عُمان پیش کے ساتھ غراب کی طرح، ایک شہر کا نام ہے یمن میں بحر اعظم کے کنارے پر یعنی دریائے محیط، لہذا دریائے

اعظم کو اس کی طرف نسبت کر کے دریائے عمان کہتے ہیں ۱۲

ابن عباس رضی اللہ عنہما، احیاء علوم الدین میں ایسے ہی ہے، یہ نقل کرنے والے کی غلطی ہے، یہ وہ ہے جو میں نے

پایا ہے شیخ محمد حسن جان سندھی سلمہ اللہ تعالیٰ کے قلمی نسخہ کے حاشیہ میں، اور شیخ سندھی صاحب مکاتیب حضرت مجدد قدس

سرہ کی اولاد میں سے ہیں اور وہ جو میں نے دیکھا ہے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی احیاء علوم الدین میں وہ اس طرح

ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن مسعود نے کہا: مات تسعة اعشار العلم (دس حصوں میں سے نو حصے علم ختم

ہو گیا) تو انہیں کہا گیا: آپ یہ کہتے ہیں حالانکہ ہمارے جلیل القدر صحابہ موجود ہیں، اس پر انہوں نے کہا: میں نے علم

فتاویٰ اور احکام مراد نہیں لیا، میں نے علم باللہ مراد لیا ہے۔ احیاء العلوم جلد اول باب دوسرا مطبوعہ مصر صفحہ (۱۹) ۱۲

عزالت پیش کے ساتھ، گوشہ نشینی یعنی وہ اولیاء جو مخلوق کی طرف لوٹائے نہیں گئے دعوت کیلئے ۱۲

بخاری، کتاب فضائل الصحابة باب مناقب عثمان بن عفان رقم ۳۴۹۳۔ ابوداؤد باب فی التفضیل رقم ۴۶۲۷،

۴۶۲۸۔ الترمذی رقم ۳۷۷۷ فی المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، وانظر "الفتح الباری" فی شرح هذا

الحديث ۱۵، ۱۳، ۱۵

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے لئے صحابہ کو برگزیدہ بنایا اور ان میں سے میرے لئے سسرال

اور داماد پسند فرمائے اور مددگار بنائے پس جس شخص نے ان کے حق میں مجھے محفوظ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا

اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی اس کو اللہ تعالیٰ نے ایذا دی ۱۲، الفتح الکبیر السیوطی، ۳۱۸، ۳۱۹۔

الصواعق المحرقة ص ۱۱

جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام آدمیوں کی طرف سے لعنت ہے ۱۲ الجامع الصغیر
للسیوطی، رقم ۸۷۳۳

یعنی میری امت کے بدترین وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں ۱۲ الصواعق ص ۱۲

یعنی سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ ۱۲ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

ایک جلیل القدر اور رفیع الشان کتاب ہے علم عقاید میں، مصنفہ علامہ عضد الدین عبدالرحمان بن احمد قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

یعنی سیف الدین ابوالحسن علی بن ابوعلی محمد بن سالم تغلبی فقیہ اصولی، انکی وفات بروز منگل ۳ صفر ۶۳۱ھ میں ہوئی ۱۲

وفیات الاعیان

یعنی امام حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض محضی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۳۳ھ ۱۲

یعنی جس شخص نے نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کو یعنی ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص (وغیرہ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دی تو اگر کہا کہ وہ گمراہی اور کفر پر تھے تو وہ واجب القتل ہے اس صورت میں اور اگر اس کے

علاوہ کوئی اور سب و شتم کا لفظ استعمال کیا جس طرح لوگ بغیر گمراہی اور کفر کے ایک دوسرے کو کہتے ہیں تو اس کو سخت

سزا دی جائے اور سخت تنبیہ کی جائے گی۔ (الشفاء، للباب الثالث فصل ۹)

یعنی امام مالک رحمہ اللہ کے کلام سے ثابت ہے کہ حضرت امیر ﷺ کے خلاف جنگ کرنے والے کفر پر نہ تھے

جیسا کہ بعض غالی رافضیوں (شیعوں) کا خیال ہے اور نہ ہی فسق پر تھے جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے، اور شارح

مواقف نے اس قول کو بہت سے اپنے اصحاب کی طرف منسوب کیا ہے، یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے جبکہ حضرت صدیقہ

رضی اللہ عنہا اور طلحہ وزیر رضی اللہ عنہما جمل کی لڑائی میں امیر معاویہ کے خروج سے پیشتر تیرہ ہزار مقتولین کے ساتھ

شہید و قتل ہوئے، لہذا ان کو ضلالت اور فسق کی طرف منسوب کرنے پر سوائے اس شخص کے جس کے دل میں مرض اور

باطن میں خبث (گندگی) ہو، کوئی مسلمان جرأت نہیں کر سکتا ۱۲

كانت وقعة الجمل بالبصرة في جمادى الآخرة سنة ست و ثلاثين و كان مبنها طلب

دم عثمان رضي الله تعالى عنه ۱۲ (ترجمہ) جنگ جمل کا واقعہ جمادى الآخرة ۳۶ھ میں پیش آیا اس کی

بنیاد (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ تھا ۱۲ تاریخ الخلفاء

یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو رکرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ صحیح طور پر تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور

مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل تھے جیسا کہ صواعق محرقة میں موجود ہے ۱۲

في الترمذی حدثنا محمد بن يحيى نا ابو مسهر عن سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة

بن يزيد عن عبد الرحمن بن ابى عميرة و كان من اصحاب رسول الله ﷺ عن النسي

انه قال لمعاوية: اللهم اجعله هاديا محديا واهديه، هذا حديث حسن غريب-

ترجمہ حدیث: ابو عمیرہ صحابی رسول ﷺ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے معاویہ کے لئے دعا کی: اے اللہ اس

کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور اس کے ذریعہ ہدایت دے (لوگوں کو) یہ حدیث حسن غریب ہے۔

و روایة ابى ادریس الخولانی قال: لَمَّا عَزَلَ عمر بن الخطاب عمير بن سعد عن

جَمْعٍ وُلِّي معاوية، فقال الناس عزل عميرا و وُلِّي معاوية، فقال عمير لا تذكروا

معاوية الا بخير فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول: اللهم اهد به ۱۲ (ترمذی ابواب

المناقب، مناقب معاوية) ترجمہ: ابو ادریس خولانی کی روایت میں ہے کہ جب عمر بن خطاب نے عمیر بن

سعد کو جمع سے معزول کیا تو معاویہ کو والی بنایا، لوگوں نے کہا: انہوں نے عمیر کو معزول کیا اور معاویہ کو والی بنایا، اس

پہلا دفتر کتابت امام ربانی جو تھا حصہ

پہلا دفتر کتابت امام ربانی جو تھا حصہ

پر عمیر نے کہا: معاویہ کا ذکر خیر سے ہی کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! (لوگوں کو) اس کے ذریعے ہدایت دے ۱۲

شعی ﷺ: ابو عمروہ کوفی کے رہنے والے اور جلیل القدر تابعی وسیع العلم تھے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے پانچ سو صحابہ کو پایا تھا ۱۲

﴿ص ۵۹﴾ ۱ کہا جاتا ہے کہ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے مجوزاً بیعت کی خوشی سے نہیں، پھر وہ مکہ کی طرف نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں تھیں وہ ان کے پاس گئے اور ان کے ساتھ بصرہ کی طرف گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرتے ہوئے، اور یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ عراق کی طرف نکلے تو وہ بصرہ میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھیوں سے مقابلہ ہوا، یہ واقعہ جمادی الآخرہ ۳۶ھ کا ہے، وہاں حضرت طلحہ، حضرت زبیر وغیرہ دونوں طرف سے تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں پندرہ راتیں ٹھہرے پھر آپ کوفہ واپس آئے، اس کے بعد حضرت معاویہ بن سفیان اور ان کے ساتھی شام میں جمع ہوئے (حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کرنے کے لئے) یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ کوفہ سے (تیار کر کے) چلے، مقام صفین میں دونوں کا مقابلہ ہو گیا، یہ صفر ۳۷ھ کا واقعہ ہے ۱۲ تاریخ الخلفاء ص ۱۲۲

۲ عشرہ مبشرہ: یعنی ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید اور

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۱۲

۳ قولہ جنگ صفین: یحییٰ بن کثیر کے وزن پر، رقبہ کے قریب دریائے فرات کے کنارے پر ایک موضع ہے، وہاں ایک عظیم

معرکہ ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ کے درمیان پہلی صفر ۳۷ھ کو، وہاں لوگ صفر میں سفر کرنے سے احتراز کرتے ہیں ۱۲

۴ معرب (مولانا محمد مراد) نے فرمایا ہے اس حدیث کو امام مسلم اور امام ابن ابی شیبہ مصنف میں اور امام طبرانی نے کبیر میں انہی لفظوں سے روایت کیا ہے، اور امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل لفظوں سے روایت کیا ہے:

ان ولیت امرًا فاتق اللہ واعدل یعنی (اے معاویہ جب تم حاکم بنائے جاؤ، لوگوں پر تو ان کے ساتھ نرمی کرنا اور ان میں انصاف کرنا ۱۲

۵ یعنی شیخ ابو شکر سلمی کا قول کہ جھگڑا خلافت کے معاملہ میں تھا، اور امام غزالی اور شیخ ابن حجر وغیرہما کا قول کہ تنازع خلافت پر نہیں تھا بلکہ قصاص لینے پر تھا ۱۲

۶ یعنی میرے صحابہ کے درمیان جو اختلاف اور جھگڑے ہوں ان سے اجتناب اور پرہیز کرو، اس کے سبب بے ادبی میں نہ پڑو۔ معرب (ملا مراد) نے فرمایا: اس حدیث کی تخریج کرنے والے کا ذکر ابن اثیر جزری نے نہایت الغریب میں کیا ہے ۱۲

۷ یعنی جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے حق میں بے ادبی سے باز رہو، معرب (مولانا مراد) نے کہا ہے اس کو طبرانی نے حضرت ابن مسعود اور حضرت ثوبان سے روایت کیا ہے اور ابن عدی نے حضرت عمر سے ۱۲ دیکھو الجامع الصغیر للسیوطی

﴿ص ۶۰﴾ ۱ باقی حدیث یہ ہے: من بعدی، فمن أحبهم فبحبی أحبهم، ومن أبغضهم فببغضی أبغضهم

ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ، ومن آذی اللہ فبئس شکر ان يأخذہ، رواہ الترمذی، وقال: هذا حدیث غریب ۱۲ مشکوٰۃ: ترجمہ: میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنا لینا، پس جو شخص

ان کو محبوب رکھتا ہے وہ میری محبت کی بنا پر ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہماری دشمنی کے سبب ان سے دشمنی رکھتا ہے، اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو

ایذا دی، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفت میں لے لے۔ اس حدیث کو

امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے ۱۲

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس نے

تیار کر رکھا ہے ان کے لئے رسوا کن عذاب، یہ آیت کریمہ پارہ ۲۲ سورہ احزاب (آیت ۵۷) میں واقعہ ہے ۱۲

یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو بچایا ہے لہذا ہم کو چاہیے کہ اپنی زبانوں کو ان سے پاک رکھیں ۱۲

جیسے ابولہب دوزخی اور اسکی بیوی کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا قرآن کی نص قطعی سے ۱۲

جب فتنے ظاہر ہو جائیں یا یہ فرمایا بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور میرے صحابہ کو گالی دی جائے تو عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو

ظاہر کرے، پس جس نے ایسا نہ کیا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں، اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے نہ فرض

قبول فرمائے گا نہ نفل، معرب (مولانا محمد مراد کی) نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حجر مکی نے صواعق میں جامع خطیب

بغدادی کے حوالہ سے نقل کیا ہے ۱۲ المصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ متن بین السطور معانی

☆ (۵۲) شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ۱۲

☆ (۵۳) حضرت امیر علی ؑ ۱۲ ☆ محامل معانی ۱۲ ☆ منازعات نزاعہا ۱۲ جھگڑے ۱۲

☆ مشاجرات خلافتا ۱۲ اختلافات ۱۲ ☆ ذی النورین عثمان ؓ ۱۲ ☆ حیدر علی ؑ ۱۲

☆ ماتقدم پیشین ۱۲ پہلے گذر گیا ۱۲ ☆ چون شرط ۱۲ یہ شرط ہے ۱۲ ☆ لاجرم جزا ۱۲ یہ جزا ہے ۱۲

☆ ودر معطوف پر جزا ۱۲ جزا پر معطوف ہے ۱۲ ☆ خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ☆ التکوین خلق

۱۲ پیدا کرنا ۱۲ ☆ حامل بردارندگان ۱۲ بوجھ اٹھانے والے ۱۲ ☆ برزخیت توسط و واسطہ بودن ۱۲

..... واسطہ و وسیلہ ہونا ۱۲ ☆ چہ مقام مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ ناشی پیدا ۱۲ ☆ درایشاں خبر ۱۲ یہ خبر

ہے ۱۲ ☆ ایشان حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۲

☆ (۵۴) مُنزَل منزلہ است ۱۲ نازل شدہ ہے ۱۲ ☆ ماتقدم پیشین ۱۲ پہلے گذرا ۱۲ ☆ ہر چند اگر چہ ۱۲

☆ کریمہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ شاہد خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ رنگ مانند ۱۲ مثل ۱۲ ☆ یمین

..... راست ۱۲ دایاں ۱۲ ☆ یسار چپ ۱۲ بایاں ۱۲ ☆ اولیاء عزلت یعنی گوشہ نشینان ۱۲ گوشہ نشینی اختیار

کرنے والے ۱۲ ☆ ارباب اولیاء کرام ۱۲ ☆ جب پہلو ۱۲ ایک طرف ۱۲ ☆ راہ ماندہ ۱۲ گھٹیا ۱۲

☆ کالمطروح درنگ چیزے در راہ انداختہ شدہ یعنی حقیر و بیکار ۱۲ ☆ زینہ ہا بالکسر زردبان یعنی ذریعہ ۱۲ زاکی

زیر ہے بیڑھی یعنی ذریعہ ۱۲ ☆ شعور علم ۱۲ ☆ گرانت ثقیل ۱۲ بوجھل، وزنی ۱۲ ☆ بعد عہد نبوت دوری

زمانہ پیغمبری زمانہ پیغمبری سے دوری ۱۲ ☆ چہ توان کرد کہ از خود گویم ۱۲ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا ۱۲

☆ متفق ۱۲ میں متفق ہوں ۱۲ ☆ تفصیل نمودہ اند ۱۲ تفصیلی کر دیا ہے ۱۲ ☆ تازمانے مادام ۱۲

..... جب تک ۱۲ ☆ مثبت کردہ اند نوشتہ اند ۱۲ لکھا ہے ۱۲ ☆ نوشتہ اند علماء ۱۲ علماء نے لکھا ہے ۱۲ ☆ آن

موطن..... آن مقام ۱۲..... اس مقام ۱۲

﴿ص ۵۵﴾ ☆ مملو..... پر کردہ شدہ ۱۲..... بھرا ہوا ۱۲ ☆ منفرد یگانہ ۱۲..... یکتا، ممتاز ۱۲ ☆ مخوف..... بد وفا گردا گرد گرفتہ شدہ
۱۲ ادوفا کے ساتھ..... گردا گرد گھیرا گیا ۱۲ ☆ عزائے..... ماتم پرسی ۱۲ ☆ علم باللہ..... معرفت حق جل و علا ۱۲ ☆ علم
حیض..... یعنی علم باحکام شرعیہ عملیہ ۱۲..... یعنی احکام شرعیہ عملیہ کا علم ۱۲ ☆ انحطاطی..... بالکسر و حائے مہملہ فرود آمدن یعنی
پستی و تنزل ۱۲..... الف کی زیر اور حا بغیر نقطہ نیچے اترنا یعنی پستی و تنزل ۱۲ ☆ پیغمبر..... است ۱۲..... پیغمبر ہے

☆ دیگران..... از صحابہ ۱۲..... صحابہ میں سے دوسرے ۱۲ ☆ جدا نشدند..... زیرا کہ در حجرہ شریفہ پہلوئے آن سرور مدفون
اند ۱۲..... کیونکہ حجرہ شریفہ میں آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہیں ۱۲ ☆ وحشر نیز..... یعنی حشر آن سرور انبیا علیہم الصلوات
والتسلیمات ۱۲..... یعنی حضور اور انبیا علیہم الصلوات و التسلیمات کا حشر ۱۲ ☆ این حقیر..... حضرت مجدد ۱۲ ☆ ذرہ را
..... زیرا کہ ۱۲..... کیونکہ اس واسطے کہ ۱۲ ☆ بحر عمان..... دریائے عمان ۱۲ ☆ دعوت خلق..... بحق ۱۲

..... مخلوق کو خدا کی طرف دعوت دینا ۱۲ ☆ مرجوع اند..... بسوئے خلق ۱۲..... مخلوق کی طرف ۱۲ ☆ فراست..... خاکی زیر
..... زیر کی ۱۲..... دانائی ۱۲ ☆ متتابعہ..... متوارہ ۱۲..... متواتر خبریں ۱۲ ☆ فی الجملہ..... اند کے ۱۲..... تھوڑے سے ۱۲

﴿ص ۵۶﴾ ☆ و آنکہ..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ ازار باب..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ جہالت..... نادانی و بے علمی ۱۲
☆ جہالت..... قول او ۱۲..... اس کا قول ۱۲ ☆ ایشان..... مشائخ نقشبندیہ ۱۲ ☆ اتم..... کاملتر ۱۲..... بہت کامل ۱۲
☆ چہ پے برند..... نشان و علامت ۱۲ ☆ کیف..... تصور ذلک ۱۲..... اس کا کیسے تصور کیا جاسکتا ہے ۱۲ ☆ معبود
..... معلوم ۱۲ ☆ دون..... پائین ۱۲..... نیچے ۱۲ ☆ سائر..... باقی ۱۲ ☆ کما مر آنفا..... چنانچہ گذشت بہ
نزدیک ۱۲..... جیسا کہ قریب ہی گذرا ہے ۱۲ ☆ امیر..... علی ۱۲..... حضرت علی ۱۲ ☆ حامل..... بردارندہ ۱۲..... بوجہ اٹھانے
والا ۱۲ ☆ مَفْوُض..... واگذاشتہ شدہ ۱۲..... کام کو سپرد کیا ہوا ۱۲

﴿ص ۵۷﴾ ☆ فاطمہ..... بنت رسول ۱۲..... رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ۱۲ ☆ اما میں..... حسن و حسین ۱۲ ☆ خطیب..... بغدادی ۱۲
..... خطیب بغدادی ۱۲ ☆ محامل..... معانی ۱۲ ☆ تمہید..... کتابے است مختصر در اصول معرفت توحید ۱۲..... ایک مختصر کتاب
ہے جو توحید کی معرفت کے اصولوں میں ہے ۱۲ ☆ شیخ ابن حجر..... شیخ شہاب الدین احمد بن حجر البہتمی نزیل مکتہ المشر ذہ
..... شہاب الدین احمد بن حجر بہتمی مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کرنے والے ۱۲ ☆ و آنچه..... یہ مبتدا ہے ۱۲

☆ مراد..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ تفسیق..... فاسق و بدکار دانستن و گفتن ۱۲..... فاسق و بدکار جاننا اور کہنا ۱۲
☆ تھلیل..... گمراہ دانستن و گمراہ گفتن ۱۲..... گمراہ جاننا اور گمراہ کہنا ۱۲ ☆ محاربان..... کارزار کنندگان ۱۲..... جنگ کرنے والے ۱۲

﴿ص ۵۸﴾ ☆ شمدیدا الی هنا تم ہا قال القاضی فی الشفا ۱۲..... یعنی یہاں تک پورا ہو گیا جو قاضی
عیاض نے الشفا میں کہا ہے ۱۲ ☆ الغلۃ..... از حد تجاوز کنندگان ۱۲ ☆ ثقات..... معتبرین ۱۲..... معتبر راوی حدیث ۱۲
☆ اللہم..... اخراج احمدی مسندہ عن العریاض بن ساریہ ۱۲..... تاریخ الخلفاء..... اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں
حضرت عریاض بن ساریہ سے روایت کیا ۱۲ ☆ امام اعظم..... ابوحنیفہ کوئی ۱۲..... امام ابوحنیفہ کوئی ۱۲ ☆ مقبول است

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی جو تھما حصہ

.....مقبول ہے ۱۲ ☆ تلامیذ شاگردان ۱۲ جمع شاگرد ۱۲ ☆ آن نقل ۱۲ وہ نقل ۱۲ ☆ اُحق سزاوارتن

۱۲ سب سے زیادہ لائق ۱۲ ☆ معاصر معاصر ۱۲ ہم زمانہ ۱۲ ☆ شاتم دشنام، دہندہ ۱۲ گالیاں دینے والا ۱۲

☆ شطر نصف ۱۲ آدھا ۱۲ ☆ او معاویہ ۱۲ ☆ اثارۃ بالکسر، گردبر، انگٹھن و بر خیزانیدن ۱۲ الف کے

نیچے زیر ہے، غبار اُڑنا اور رغبت دلانا ۱۲ ☆ قتلہ قاتلان ۱۲ قتل کرنے والے ۱۲ ☆ جنگ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے

۱۲ ☆ بواسطہ خبر ہے ۱۲ ☆ ایشان محاربان امیر ۱۲ حضرت علی سے جنگ کرنے والے ۱۲

☆ مخطی خطا و ار ۱۲ غلطی کرنے والا ۱۲ ☆ آں یعنی ۱۲ وہ یعنی جنگ ۱۲ ☆ مخطی خطا و ار ۱۲ خطا

کرنے والا ۱۲ ☆ حق حق دار ۱۲ ☆ است اور ۱۲ اسکو ۱۲

☆ امامت مسئلہ بحث امامت ۱۲ امامت کی بحث کا مسئلہ ۱۲ ☆ مردہ جمع مارد بمعنی سرکش ۱۲ ☆ جہلہ

..... نادان ۱۲ ☆ الّا ورنہ ۱۲ ☆ ناجیہ اہل سنت ۱۲

دوسو باونواں مکتوب ﴿ ۲۵۲ ﴾

جناب شیخ بدیع الدین کی طرف صادر فرمایا بعض سوالات کے جواب میں اور اُس کے مناسب بیان میں -
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) سعادت مند بھائی کا مکتوب موصول ہو کر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا آپ نے جو سوالات کئے تھے ان کے جواب میں آپ کو معلوم ہو کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماۃ سبحانہ علی نبینا وعلیہما کا مبدأ تعین (سرچشمہ) ”صفت العلم“ ہے اور جیسا کہ تعین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبدأ یہی صفت (صفت العلم) ہے، فرق صرف جہات اور اعتبارات کا ہے، کیونکہ اس صفت کی ایک جانب عالم کی طرف ہے اور دوسری معلوم کی طرف - پہلی وجہ (جانب) وحدت کے مناسب ہے اور دوسری وجہ کثرت کے موافق - اور اس صفت کے لئے بھی اجمال و تفصیل ہے کہ ہر ایک اعتبار کسی ایک بزرگ کے مبدأ تعین سے ہے۔

دوسرے وہ معارف جو نبوت و ولایت کا بار اٹھانے سے تعلق رکھتے ہیں وہ خواجہ محمد اشرف کے نام والے مکتوب ۲۵۱ میں تفصیل کے ساتھ درج ہو چکے ہیں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے وہاں سے معلوم کر لیں دوسرے یہ کہ (فقیر) چاہتا تھا کہ اس استفسار کے جواب میں کہ قطب اور غوث اور خلیفہ کے درمیان کیا فرق ہے، کچھ لکھے، لیکن اذن نہ ہوا۔ ان کو دوسرے وقت کیلئے موقوف رکھیں۔ والسلام

﴿ حاشیہ متن ﴾

☆ ﴿ ۶۱ ﴾ ۱۔ قولہ ہر ایک از اعتبار یعنی مذکورہ اعتبارات میں سے ہر اعتبار جو عالم کی جہت اور معلوم کی جہت اور اجمال کی جہت اور

تفصیل کی جہت سے ہے بزرگ کا مبدأ تعین ہے یعنی حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت محمد علیہ الصلوٰات

والتسلیمات کا ہوا۔ اس کی تفصیل دوسرے مقام میں ہے ۱۲

۲ یعنی مکتوب دو سو کیا ون ۲۵۱ جو اس سے پہلے ہے ۱۲

۳ جاننا چاہیے کہ ان تینوں کے معنی اور ان کے درمیان فرق مکتوب دو سو چھپن جلد اول (جو شیخ بدیع الدین کے نام صادر

ہوا ہے) میں درج ہے یعنی تین مکتوب کے بعد والا ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۶۱﴾ ☆ صفت علم ۱۲ ☆ وجہ روئے ۱۲ چہرہ ۱۲ ☆ بعالم دانندہ ۱۲ جاننے والا ۱۲ ☆ بمعلوم دانستہ

شدہ ۱۲ جانا ہوا ۱۲ ☆ وجہ جہت ۱۲ طرف ۱۲ ☆ ملائم مناسب ۱۲ ☆ خواست این فقیر ۱۲ شیخ مجدد ۱۲

☆ ماذون از حق جل و علا ۱۲ اللہ تعالیٰ سے ۱۲

دوسو ترپنواں مکتوب ﴿۲۵۳﴾

مشیخت مآب شیخ ادریس سامانی کی طرف صادر فرمایا ان کے سوالات کے جواب میں اور اس راہ کی بے نہایتی اور رمز و اجمال کے طور پر بعض مقامات و منازل کی تفصیل کے بیان میں۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ اس طرف کے فقراء کے اوضاع و احوال حمد کے لائق ہیں،

اور اللہ سبحانہ کے حضور میں آپ کے لئے آنحضرت علی صاحبہا الصلوٰة والسلام والتحیة کے پسندیدہ طریقے پر سلامتی،

عافیت، ثابت قدمی اور استقامت کا سوال کرتا ہوں ان احوال و مواجید کا بیان جو (آپ نے)

مولانا عبدالمومن کی زبانی حوالہ کیا تھا، اور ان کا جواب چاہا تھا، مولانا نے مفصل طور پر اس کو بیان کر کے کہا کہ آپ

نے فرمایا ہے ”کہ اگر میں زمین کی طرف نظر کرتا ہوں تو زمین کو نہیں پاتا اور اگر آسمان کی جانب دیکھتا ہوں تو اس کو

بھی نہیں پاتا اور اسی طرح عرش و کرسی، بہشت و دوزخ کا وجود بھی نہیں پاتا، اور اگر کسی شخص کے پاس جاتا ہوں تو

اس کا وجود بھی نہیں پاتا اور خود کو بھی موجود نہیں جانتا اور حق جل شانہ کا وجود بے پایاں ہے اس کی نہایت

کو کسی نے نہیں پایا۔ بزرگان (مشائخ طریقت) اسی مقام تک کی گفتگو کرتے ہیں اور یہاں تک پہنچ کر وہ (مزید)

سیر سے عاجز ہو گئے ہیں۔ اور اس معنی سے زیادہ (سلوک) اختیار نہیں کر سکے اگر آپ بھی اسی کو کمال سمجھتے

ہیں اور اسی مقام میں ہیں تو پھر میں آپ کے پاس کس لئے آؤں اور کیوں (تکلیف) برداشت کروں۔ اور اگر اس

کمال کے علاوہ کوئی اور امر ہے تو اس کی اطلاع دیں تاکہ میں ایک دوست کے ساتھ جو بہت زیادہ درد و طلب رکھتا

ہے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس تردد کے حصول کی وجہ سے حاضر ہونے میں چند سال توقف رہا“

میرے مخدوم! یہ احوال اور انہی احوال کے مثل (واقعات) قلب کے تلویحات کی وجہ سے ہیں۔ ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ ان احوال والے شخص نے مقاماتِ قلب سے ابھی چوتھے حصے سے زیادہ طے نہیں کیا، مقاماتِ قلب کے تین حصے اور طے کرنے چاہیں تاکہ قلب کا معاملہ پورے طور پر طے ہو جائے۔ قلب کے بعد روح کا معاملہ اور روح کے بعد سر ہے، سر کے بعد خفی پھر اس کے بعد اٹھی ہے۔ ان باقی ماندہ چاروں (مقامات) میں سے ہر ایک کے احوال و مواجید علیحدہ ہیں لہذا ہر ایک کو جدا جدا طے کرنا چاہیے اور ہر ایک کے کمالات سے مزین ہونا چاہیے..... عالمِ امر کے ان پنجگانہ (پانچوں لطائف) سے گزرنے کے بعد اور ان کی اصول کی منازل کو درجہ بدرجہ طے کرنے کے بعد اور اسماء و صفات کے مدارجِ ظلال طے کرنے کے بعد جو کہ درجہ بدرجہ ان اصولوں کے اصول ہیں، اسماء و صفات کی تجلیات اور شیون و اعتبارات کے ظہورات ہیں، ان تجلیات سے گزرنے کے بعد تجلیاتِ ذاتِ تعالیٰ و تقدس ہے۔ اس وقت یہ معاملہ نفس کے اطمینان پر آجاتا ہے اور پروردگار جل سلطانہ کی رضا کا حصول میسر ہو جاتا ہے۔ اور وہ کمالات جو اس مقام (رضا و اطمینان کے مقام) پر حاصل ہوتے ہیں ان کے مقابلے میں سابقہ کمالات دریائے محیط کے مقابلے میں قطرہ کا حکم رکھتے ہیں۔ اس جگہ شرح صدر میسر ہوتا ہے اور (انسان) اسلام حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ ع

کار این است غیر این ہمہ ہیج
(کام بس یہ ہے اور باقی ہے)

اسماء و صفات کی وہ تجلیات جو عالمِ امر کے ان پنجگانہ منازل کو مع ان کے اصول اور اصولِ اصول کے قطع کرنے سے پہلے متوہم معلوم ہوتی ہیں وہ عالمِ امر کے بعض خواص کے ظہورات ہیں جو بے چونی اور لامکانیت سے کچھ حصہ رکھتے ہیں نہ کہ اسماء و صفات کی تجلیات سے کسی سالک نے اسی مقام پر کہا ہے کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھ کر اس کی پرستش کرتا رہا۔ لہذا اصول کہاں اور سیری کس کے لئے۔ شعر

كَيْفَ الْوُصُولُ إِلَى سَعَادٍ وَذَوْنَهَا قُلُلُ الْجِبَالِ وَذَوْنَهُنَّ خِيُوفُ
(کس طرح پہنچوں در محبوب تک درمیاں ہیں پر خطر کوہ اور غار)

چونکہ آپ نے خصوصیت کے ساتھ اس راہ کی حقیقت کی طلب ظاہر کی تھی لہذا مختصر طور پر اس کا کچھ بیان تحریر کیا گیا ہے۔ وَالْأَمْرُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ (اور اصل معاملہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے)۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ لَدَيْكُمْ (آپ پر آپ کے احباب پر سلام ہو)

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۶۲﴾ ۱۔ جو شیخ ادریس سامانی کے قول میں ہے کہ ”اگر زمین کی طرف نظر کروں تو میں زمین کو نہیں پاتا (آخر تک) مذکور ہوا ہے ۱۲

۲۔ اس مقام کی شرح کے لئے اجمال کے طریقہ پر مکتوب نمبر ۲۵ کا مطالعہ کرنا چاہیے، جو عنقریب آ رہا ہے ۱۲

یعنی سعادت تک پہنچنا کیسے تصور کیا جاسکتا ہے جبکہ اس سے پہلے پہاڑوں کی چوٹیاں اور پستیاں ہیں ان سے گذرنا اور ان کو عبور کرنا

بہت دشوار اور مشکل ہے ۱۲

﴿ص ۶۱﴾ ☆ وانمود ظاہر ساخت ۱۲ ظاہر کیا ۱۲ ☆ فرمودہ اند شیخ ادریس ۱۲

﴿ص ۶۲﴾ ☆ بزرگان مشائخ طریقت ۱۲ ☆ نمودہ اند زعم شیخ ادریس ۱۲ شیخ ادریس کا زعم ہے ۱۲ ☆ مقامید مقام

ہستید ۱۲ مقام میں ہیں ۱۲ ☆ تصدیح رنج ۱۲ غم ۱۲ ☆ مخدوما جواب قول ادریس سامانی ۱۲ شیخ ادریس

سامانی کے قول کا جواب ۱۲ ☆ تلویحات احوال ۱۲ حالات ۱۲ ☆ مشہود بفقیر ۱۲ شیخ مجدد ۱۲ ☆ متحلی

..... متزین ۱۲ مزین کیا ہوا ۱۲ ☆ اعتبارات است ۱۲ ہے ۱۲ ☆ درین موطن رضا واطمینان ۱۲

☆ سالکے راہ روے براہ حقیقت ۱۲ حقیقت کے راستے پر چلنے والا ۱۲ ☆ شتمہ اند کے ۱۲ تھوڑا ۱۲

دوسو چونواں مکتوب ﴿۲۵۲﴾

ملا احمد برکی کی طرف صادر فرمایا بعض سوالات کے جواب میں جو انہوں نے دریافت کئے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) آپ نے لکھا تھا کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ کرے وہ صاحب زماں کے حکم سے کرے تاکہ اس کا نتیجہ برآمد ہو، اگرچہ وہ مشروع کام ہوتا اگر یہ بات صحیح ہے تو بندہ تمام مشروعات میں حکم کا امیدوار ہے؟ میرے مخدوم! بزرگوں کا قول صحیح ہے، اور آپ کے بارے میں اذن (اجازت) حاصل کر کے ماذون (صاحب اجازت) کیا ہے۔ لیکن جاننا چاہیے کہ نتیجہ سے مراد ایک محدود نتیجہ ہے نہ کہ مطلقاً۔

نیز آپ نے لکھا تھا کہ ایک رسالہ میں یہ تحریر دیکھی ہے کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ”قرآن کھقیقت از مرتبہ عین جمع است“ (یعنی قرآن مجید حقیقت میں مرتبہ عین سے جمع ہے) یعنی ذات تعالیٰ و تقدس کی احدیت سے ہے لہذا جو کچھ رسالہ مبدا و معاد میں تحریر کیا گیا۔ کہ حقیقت کعبہ ربانی، ہقیقت قرآنی سے بلند و بالا ہے، اس کے کیا معنی ہوں گے؟ میرے مخدوم! احدیت ذات سے مراد، احدیت مجردہ نہیں ہے کہ جس میں کوئی صفت و شان ملحوظ نہ ہو، کیونکہ حقیقت قرآن کا منشا صفت کلام سے ہے جو صفات ثمانیہ (آٹھ صفات) میں سے ایک صفت ہے اور حقیقت کعبہ کا مبدا و منشا وہ مرتبہ ہے جو شیونات و صفات کی تلویحات سے برتر ہے اس لئے اس کی فوقیت کی گنجائش ہوگئی۔

نیز آپ نے لکھا تھا کہ بعض تفاسیر میں درج ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ میں کعبہ کو سجدہ کرتا ہوں تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ سجدہ کعبہ کی جانب ہے نہ کہ کعبہ کو۔ اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ ابتدائے اسلام میں سجدہ میں ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ“ (میں نے تیرے لئے سجدہ کیا) کہتے تھے۔ ضمیروں کا مدلول نفس ذات تعالیٰ و تقدس ہے۔ لہذا

رسالہ مبدا و معاد میں جو کچھ تحریر کیا گیا کہ کعبہ کی صورت جس طرح اشیاء کی صورتوں کی مسجود ہے اسی طرح کعبہ کی حقیقت بھی اشیاء کے حقائق کی مسجود ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟..... میرے مخدوم! یہ عبارتوں کے مسامحات (فرو گذاشت اور آسانی کرنا) سے ہے، جیسے کہ کہتے ہیں کہ ”آدم مسجود ملائکہ ہے“ حالانکہ سجدہ صرف خالق جل سلطانہ کے لئے ہے نہ کہ اس کی مخلوق اور اس کی مصنوع کے لئے، خواہ وہ کوئی مخلوق ہو..... آپ کو، آپ کے ساتھیوں اور دوستوں بالخصوص ملا پابندہ و شیخ حسن کو سلام ہو۔

﴿حاشیہ ستین﴾

﴿ص ۶۳﴾ قولہ بملا احمد برکی: کابل اور قندھار کے درمیان برک ایک شہر ہے، آپ اسی شہر کے علماء میں سے تھے، آپ کے دوستوں میں سے ایک تاجر جو ہندوستان آیا ہوا تھا اور وہ حضرت مجدد قدس سرہ کی آستان بوسی کا شرف حاصل کر کے وطن واپس گیا اور اپنے ساتھ حضرت کے مکتوبات کا کچھ حصہ لیتا گیا، مولانا نے ان کا مطالعہ بہت شوق کے ساتھ کیا تو تاخیر کئے بغیر بلدہ شریفہ (سرہند) کا عزم کیا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو عنایات کی نظریں حاصل کیں اور خدمت عالیہ میں کامل اخلاص و آداب اور خدمات کے ساتھ رہنے لگے اور درجہ کمال کو پہنچے اور ایک ہفتے کی مدت میں تعلیم طریقت کے لئے مجاز ہو گئے اور اپنے وطن کے لئے رخصت کئے گئے، جب آپ (وطن) واپس آئے تو حسب حکم اس عظیم کام میں مشغول ہو گئے۔

مولانا نے ۱۰۲۶ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ حضرت مجدد قدس سرہ نے فاتحہ اور بہت سی دعاؤں سے ان کی روح کو خوش کیا۔ الخ (زبدۃ المقامات باختصار) ۱۲

۲ کیونکہ خواجہ احرار کے کلام کی رو سے حقیقت قرآنی احدیت ذات ہے اور احدیت ذات پر فوقیت مجال در مجال ہے ۱۲
۳ کیونکہ سابقہ دونوں اقوال سے معلوم ہوا کہ مسجود سوائے ذات حق جل و علا کے کوئی نہیں ہے ۱۲
۴ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مبدا و معاد کی عبادت میں مسجود بمعنی مسجود الیہ ہے پس اشکال دور ہو گیا ۱۲
۵ قولہ صفات ثمانیہ یعنی حیات، علم، قدرت، ارادہ، کلام، سمع، بصر اور تکوین سے ۱۲
۶ قولہ صفت کلام است: پس احدیت ذات احدیث مجردہ سے بغیر ملاحظہ صفات کس طرح اسکی مراد رکھی ہے جو نفس الامر کے خلاف ہے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۶۳﴾ ☆ نوشتہ سوال اول ۱۲ پہلا سوال ۱۲ ☆ مخدوما جواب ۱۲ ☆ حاصل کردہ یعنی از صاحب زمان ۱۲
..... یعنی صاحب زمان سے اجازت حاصل کئے ہوئے ۱۲ ☆ نوشتہ بودند سوال دوم ۱۲ دوسرا سوال ۱۲ ☆ احرار عبید اللہ
☆ مخدوما جواب ۱۲ ☆ مراد از احدیت ذات کہ در عبادت خواجہ احرار واقع شدہ است ۱۲ جو خواجہ احرار کی عبارت میں
واقع ہوا ہے ۱۲ ☆ کہ ہیج بیان تجرد منفی ۱۲ تجرد منفی کا بیان ۱۲ ☆ ناشی پیدا ۱۲ ☆ نوشتہ بودند سوال سوم ۱۲ تیسرا
سوال ۱۲ ☆ بکعبہ یعنی کعبہ مسجود الیہ است نہ مسجود لہ ۱۲ یعنی کعبہ مسجود الیہ ہے مسجود لہ نہیں ۱۲ ☆ لگ سجدت یعنی سجدہ کردم تر
اے حق تعالیٰ ۱۲ اے اللہ تعالیٰ! میں نے تجھے سجدہ کیا ۱۲ ☆ مدلول دلالت کیا گیا بتایا گیا معنی ☆ مخدوما جواب ۱۲
☆ مسجود ملائکہ است و حالانکہ ۱۲ حالانکہ سجدہ خاص خالق کو ہے ۱۲

دوسو پچینواں مکتوب ﴿۲۵۵﴾

ملا طاہر لاہوری کی طرف صادر فرمایا..... روشن سنت کے زندہ کرنے اور ناپسندیدہ بدعت کے دور کرنے کی ترغیب میں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) گرامی نامہ جو حافظ بہاء الدین کے ہمراہ روانہ کیا تھا پہنچ کر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا..... یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ مہمان اور مخلصان اپنی تمام توجہ اور ہمت کے ساتھ کسی سنتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ میں سے کسی سنت کے زندہ کرنے میں متوجہ ہوں، اور (ساتھ ہی ساتھ) اپنی پوری تن دہی کے ساتھ منکر و ناپسندیدہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کے دفع کرنے میں مستعد ہوں۔ سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک کے وجود سے دوسرے کی نفی لازم آتی ہے، لہذا ایک کے زندہ کرنے سے دوسرے کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کو مردہ کرنا ہے اور (اسی طرح) اس کے برعکس بھی (قیاس کر لیجئے)..... پس بدعت، خواہ اس کو حسنہ (نیک) کہیں یا سیئہ (بری) (ہر حال میں اس سے) سنت کا دور کرنا لازم آتا ہے۔ شاید (حسنہ کہہ کر) حسنِ نسبی کی وجہ سے اعتبار کر لیا ہو (یعنی اس سے اضافی حسن مراد لیتے ہوں) ورنہ حسن مطلق کی وہاں گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام سنتیں حق جل سطنہ کی مرضیات (پسندیدہ) ہیں اور ان کی اعداد (بدعتیں) مرضیاتِ شیطان ہیں..... آج یہ بات بدعت کی اشاعت کی وجہ سے اگرچہ بہت سے لوگوں پر گراں ہے لیکن کل (قیامت کے دن) ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم ہدایت پر ہیں یا وہ لوگ۔

منقول ہے کہ حضرت مہدی اپنی سلطنت کے زمانے میں جب دین کی ترویج کریں گے اور احیائے سنت کا حکم دیں گے تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنا اپنی عادت بنالی ہوگی اور اس (بدعت) کو اچھا سمجھ کر دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا وہ تعجب سے کہے گا کہ اس شخص (امام مہدی) نے ہمارے دین کو ختم کر کے ہماری ملت کو مار ڈالا ہے۔ حضرت مہدی اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے۔ اور اس کے حسنہ (اچھائی) کو سیئہ (برائی) خیال کریں گے۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (جمعہ ۶۲، آیت ۴) (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے)

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرٍ مِّنْ لَّدَيْكُمْ (آپ پر اور جو آپ کے ساتھ ہیں ان سب پر سلام ہو)..... فقیر پر نسیان (بھول) کا غلبہ ہے، معلوم نہیں کہ آپ کے خط کو کس کے سپرد کیا تھا تا کہ سوالات کے موافق جواب لکھتا لہذا معذور خیال فرمائیں..... میاں شیخ احمد فرمیلی دوستوں میں سے ہیں۔ چونکہ وہ آپ کے قرب و جوار میں رہتے ہیں لہذا امید ہے کہ ان کے حق میں التفاوت و توجہ کو مد نظر رکھیں گے۔

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۶۳﴾ مولانا شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مجدد قدس سرہ کے عظیم مریدوں میں سے تھے، آپ ریاضاتِ شاقہ اور مجاہداتِ شدیدہ کراماتِ ظاہرہ اور خوارقِ باہرہ والوں میں سے تھے، صاحبِ احوالِ عالی اور مناقبِ فاخرہ تھے، نیز ماہرِ علوم اور حافظِ قرآن تھے۔ علوم و فنون کے حاصل کرنے کے بعد آپ کو سلوکِ طریقت کا شوق پیدا ہوا اور خود کو انہوں نے آپ کے آستانہ عالیہ میں پہنچایا۔ اور برسوں وہاں نہایت خاکساری، جان سپاری اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ قیام کیا۔ اور بچے جہاں تک پہنچے اور پایا جو کچھ پایا۔ اس کے علاوہ آپ صاحبزادوں کی تعلیم کی خدمت کے سلسلے میں بہت کوشش کرتے تھے۔ آپ پر حضرت مجدد کا رعب اس قدر تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ الخ ۱۲ زبدۃ المقامات باختصار ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۶۳﴾ ☆ بمصحوب ہمارا ۱۲ ☆ احیاء زندہ نمودن ۱۲ زندہ رکھنا ۱۲ ☆ احیاء زندہ کردن ۱۲ زندہ کرنا ۱۲ ☆ امانت میرانیدن ۱۲ مارنا، مردہ کرنا ۱۲ ☆ مگر شاید ۱۲ ☆ حُسنِ نسبی یعنی نسبتِ بچیزے نہ فی حد ذاتہما ۱۲ یعنی کسی چیز کی نسبت سے حُسن ہوان دونوں کی ذات میں نہیں ۱۲ ☆ مراضی پسندیدہ خدا تعالیٰ ۱۲ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ۱۲ ☆ اُضداد یعنی بدعہما ۱۲ یعنی بدعتیں ۱۲ ☆ فردا روز قیامت ۱۲ قیامت کے دن ۱۲ ☆ مہدی موعود ۱۲ قیامت کے قریب آنے والے مہدی جن کے آنے کا وعدہ ہے ۱۲ ☆ حسن نیکو ۱۲ نیک ۱۲ ☆ این مرد مہدی ۱۲

دو سو چھپنواں مکتوب ﴿۲۵۶﴾

میاں شیخ بدیع الدین کی طرف صادر فرمایا ان سوالوں کے جواب میں جو انہوں نے دریافت کئے تھے کہ قطب و قطب الاقطاب اور غوث و خلیفہ کے کیا معنی ہیں؟ اور دریافت کیا تھا کہ اس حدیث لَوِ اتُّزِنَ اِيْمَانُ اَبِي بَكْرٍ الْخ كِي كِيَا تَحْقِيقِ هِي؟ اور اس کے مناسب بیان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) گرامی نامہ جو آپ نے ایک درویش کے ہمراہ ارسال کیا تھا موصول ہو کر بہت زیادہ مسرت کا باعث ہوا آپ نے دریافت کیا تھا کہ قطب و قطب الاقطاب، غوث اور خلیفہ کے کیا معنی ہیں؟۔ اور ان میں سے ہر ایک کس خدمت پر مامور ہے، اور وہ اپنی خدمت سے مطلع ہیں یا نہیں؟۔ اور قطب الاقطاب کو جو بشارت (احکام) عالمِ غیب سے پہنچتی ہے اس کی کوئی اصل ہے یا وہم و خیال کا اختراع ہے؟

جاننا چاہیے کہ نبی علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے کامل تابعدار، مکمل طور پر تابعداری کرنے کی وجہ سے جب مقام نبوت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب امامت پر سرفراز کرتے ہیں اور بعض کو محض اس کمال کے حصول پر ہی اکتفا فرماتے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ اس کمال کے نفس حصول میں برابر ہیں، فرق صرف مرتبہ و عدم مرتبہ کا ہے اور ان امور کا بھی جو اس منصب سے تعلق رکھتے ہیں..... جو حضرات ولایت نبوت کے کمالات کی پوری طرح تکمیل کر لیتے ہیں (تو ان میں سے) بعض کو منصب خلافت پر مشرف فرماتے ہیں اور بعض کو محض ان ہی کمالات کے حصول پر اکتفا کرتے ہیں، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا..... یہ دونوں منصب (خلافت و امامت) کمالاتِ اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کمالاتِ ظلیہ میں منصب امامت کے مناسب قطبِ ارشاد کا منصب ہے، اور منصب خلافت کے مناسب منصب قطبِ مدار ہے، گویا یہ دونوں مقام ان دونوں مقاموں کے ظلال کے تحت ہیں (یعنی منصب امامت و منصب خلافت کا مقام ان کے اوپر ہے)..... اور شیخ محی الدین العربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث ہی قطبِ مدار ہے۔ ان کے نزدیک غوثیت کا مرتبہ، منصب قطبیت سے علیحدہ کوئی منصب نہیں ہے..... اور جو کچھ اس فقیر کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ غوث قطبِ مدار کے علاوہ ہے بلکہ اس (قطبِ مدار) کا مدد و معاون ہے۔ قطبِ مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کو دخل ہے اور قطب کو باعتبار اس کے اعوان و انصار کے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں، کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار اقطابِ حکمی ہیں یہی وجہ ہے صاحب فتوحات مکیہ لکھتے ہیں: مَـا بـِـن قَرِيَّةٍ مُّؤْمِنَةٍ كَانَتْ اَوْ كَافِرَةٍ اِلَّا وَفِيْهَا قُطْبٌ : (مومنوں یا کافروں کا کوئی قریہ ایسا نہیں ہے جس میں قطب نہ ہو)..... جاننا چاہیے کہ صاحب منصب کو یقیناً اپنے منصب کا علم ہوتا ہے، اور وہ جو اس منصب کا کمال رکھتا ہے لیکن منصب نہیں رکھتا اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ارباب علم ہو اور اپنی خدمت سے مطلع بھی ہو..... اور وہ بشارت جو اس کو عالم غیب سے پہنچتی ہے اس مقام کے کمالات حاصل ہونے کی بشارت ہے نہ کہ اس مقام کے منصب کی بشارت جس کا تعلق علم سے ہے۔

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ اس ایمان سے کیا مراد ہے جو اس حدیث میں ہے: لَوِ اُتِيْنَا اِيْمَانُ اَبِي بَكْرٍ مَعَ اِيْمَانِ اُمَّتِي لَرَجَحَ (اگر ابو بکر کا ایمان میری ساری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً وہ غالب رہے گا) اس سے کیا مراد ہے اور اس کی ترجیح کا کیا سبب ہے؟..... جاننا چاہیے کہ ایمان کی ترجیح مُؤْمِنٌ بِہ (جن پر ایمان لایا جاتا ہے کے رجحان کے باعث ہے چونکہ حضرت صدیق   کا متعلق ایمان (جن کا ایمان سے تعلق ہے) تمام امت کے متعلقات ایمان سے فوق و برتر ہے اس لئے یقیناً راجح و غالب ہو گا۔ میرے مخدوم! عروجات و ترقیات میں (عارف و طالب کا) معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر ایک نقطہ زیادہ اوپر ہو جائے تو اس نقطہ عروج کے

سب جو کمال حاصل ہوا ہے وہ تمام سابقہ کمالات سے زیادہ ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ نقطہ جو کچھ اس کے ماتحت ہے ان سب سے بالاتر ہے۔ اور یہی حال اس نقطہ کا ہے جو پہلے نقطہ پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ نقطہ ما تقدم مع اپنے ماتحت کے نقطہ فوق کے مقابلے میں حقیر و فقیر (کھجور کی گٹھلی کا گڑھا) ہے۔..... اسی پر قیاس کر لیجئے پس جس کے ایمان کا تعلق کمال بلندی پر ہو وہ بے شک ہر اس سے جو اس کے ماتحت (کتر) ہو راجح و غالب ہوگا..... اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عارف (باللہ) کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے کہ طرفۃ العین (پلک جھپکتے ہی) سابقہ تمام کمالات پر فوقیت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس فقیر کی تحقیق کے اندازے کے مطابق ایک لمحہ میں تمام کمالات ما تقدم سے بھی زیادہ پیش قدمی کر لیتا ہے۔ ذلک فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ط (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے) (جمعہ ۶۲، آیت ۴)

اور نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ شیخ ابن العربی اور ان کے متبعین نے لکھا ہے کہ جس قدر بچے حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے قتل کئے گئے ان تمام مقتولوں کی قابلیت اور استعدادیں حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میں منتقل ہو گئیں۔ اس بات کی حقیقت مفصل طور پر تحریر فرمائیں؟..... جاننا چاہیے کہ یہ بات صحیح ہے کیونکہ تحقیق سے ثابت ہے کہ جس طرح ایک شخص کو پوری جماعت کے کمالات حاصل ہونے کا سبب بناتے ہیں اسی طرح پوری جماعت کو بھی ایک شخص کے کمالات حاصل ہونے کا سبب مریدوں کے کمالات کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن مریدین بھی پیر کے کمالات کے اسباب ہیں..... اس حقیقت کو فقیر نے ماکولات و مشروبات (کھانے پینے کی چیزوں) میں جو اجزائے بدن ہوتی ہیں محسوس کیا ہے کہ ہر وہ لقمہ اور گھونٹ کہ (انسان) کھاتا پیتا ہے اس کی استعداد و قابلیت کی جامعیت کا سبب بنتا ہے اور اس کے علاوہ بھی قابلیت پیدا کرتا ہے۔ اور جب کبھی لذیذ کھانوں کے ترک کرنے کا قصد کرتا تھا تو روک دیا جاتا تھا، اور اس جامعیت اور قابلیت کے حاصل ہونے کی وجہ سے ان لذیذ کھانوں کو ترک کرنے کی اجازت نہ ملتی تھی۔ اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک کی استعداد اور دوسرے میں پوری کی پوری یا تھوڑی منتقل کر دی گئی۔ اور محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک خالی رہ گئی اور دوسری جمعیت سے پڑے۔

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ شیخ نجم الدین کبرای نے اپنے ایک مرید کو ایک بزرگ (شیخ مصلح الدین جندی) کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان کے توسل سے معلوم کریں کہ وہ کس پیغمبر کے زیر قدم ہیں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تیرا جہود کس کام میں ہے..... شیخ نے اس عبارت سے سمجھ لیا کہ وہ حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہیں..... اس عبارت سے یہ مطلب کس طرح لیا گیا؟..... (جواب) جاننا چاہیے کہ جہود، یہود کو کہتے ہیں جو حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہیں۔ آپ نے دریافت کیا تھا کہ نجات میں لکھا ہے کہ تمام اولیاء کی ولایت مرنے کے بعد سلب ہو جاتی ہے

سوائے چار آدمیوں کے؟..... جاننا چاہیے کہ یہاں ولایت سے مراد ظہور کرامات و تصرفات ہے نہ کہ اصل ولایت جس سے قرب الہی جل سلطانہ مراد ہے، اور نیز سلب سے مراد کرامات کے ظہور کی کثرت کا سلب ہونا ہے نہ کہ اس ظہور کے اصل کا سلب، چونکہ یہ بات کشفی ہے اور کشف میں خطا کی بہت گنجائش ہے۔ (معلوم نہیں کہ) صاحب کشف نے کیا دیکھا اور کیا سمجھا۔

نیز آپ نے اولیاء کی بعض کرامات کے ظہور کے متعلق دریافت کیا تھا..... (جواب) آپ منتظر رہیں: سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا (طلاق ۶۵، آیت ۷) (اللہ تعالیٰ عنقریب تنگی کے بعد فراخی عطا فرمائے گا)

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ نیشاپوری میں لکھا ہے کہ إِنَّ شَأْنَيْكَ هُوَ الْآبِتْرُ (کوثر ۱۰۸، آیت ۳) (بے شک آپ کا دشمن ہی جڑ کٹا اور بے اولاد ہے) (یعنی شَأْنَيْكَ) ”یا“ کے ساتھ تحقیق کیا ہے وہ ہمزہ کے ساتھ ہے یا ”یا“ کے ساتھ؟..... (جواب) وہ ہمزہ کے ساتھ ہے اور جس نے یا کے ساتھ لکھا ہے اس کی قرأت غیر مشہور ہوگی۔

آپ نے دریافت کیا تھا کہ بعض عورتیں مشغولی (یعنی اخذ طریقہ و توجہ) کی طلبگار ہیں؟..... (جواب) اگر وہ محرم ہیں تو کوئی منع نہیں ورنہ پردہ میں بیٹھ کر طریقہ اخذ کریں۔

آپ نے دریافت کیا تھا کہ اہل حدیث نے ہر ماہ میں منحوس ایام قرار دیئے ہیں اور اس بارے میں وہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں (اس سلسلہ میں) کیا کرنا چاہیے؟..... فقیر کے والد قدس سرہ فرماتے تھے کہ شیخ عبداللہ (بصری) و شیخ رحمت اللہ (سندھی) جو اکابر محدثین سے تھے اور حرمین میں وہ شیخین کے لقب سے مشہور تھے کسی تقریب کے سلسلہ میں ہندوستان تشریف لائے تھے تو فرماتے تھے کہ اس حدیث کو کرمانی شارح بخاری نے نقل کیا ہے لیکن ضعیف ہے اس باب میں صحیح حدیث یہ ہے: الْآيَّامُ أَيَّامُ اللَّهِ وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللَّهِ (سب دن اللہ تعالیٰ کے دن ہیں اور سب بندے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں)..... اور وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنوں کی نحوست، رحمت عالمیان علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ولادت سے ختم ہوگئی۔ أَيَّامٌ ذِيحَسَمَاتٍ یعنی منحوس دن گذشتہ امتوں کی نسبت سے تھے..... اور فقیر کا عمل بھی اسی پر ہے اور کسی دن کو بھی دوسرے دن پر ترجیح نہیں دیتا، جب تک کہ شارع علیہ السلام سے اس کی ترجیح معلوم نہ کر لے۔ جیسا کہ جمعہ، رمضان وغیرہما۔

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ وہ معارف جو بار نبوت کے اٹھانے سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو خواجہ محمد اشرف کے مکتوب میں نہیں ملے؟..... (جواب) آپ کو ابھی کہاں ملیں گے کیونکہ وہ مکتوب (۲۵۱) انہی ایام میں تحریر ہوا ہے اور اس کی نقل ابھی آپ کو نہیں پہنچی، مکتوب بہت طویل ہے شاید ایک جز سے بھی زائد ہو..... فقیر نے اس کی نقل آپ کی طرف بھیجنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۶۴﴾ جاننا چاہیے کہ اس قول میں چار سوال ہیں، پہلا سوال یہ ہے کہ قطب، قطب الاقطاب، غوث اور خلیفہ کے معنی کیا ہیں؟ دوسرا یہ کہ ان میں ہر شخص کے ذمہ کیا خدمت ہے؟ تیسرا یہ کہ وہ اپنی خدمت سے مطلع ہوتے ہیں یا نہیں؟ چوتھا یہ کہ قطب الاقطاب کی بشارت اصل رکھتی ہے نہیں؟

حضرت مجدد قدس سرہ نے پہلے اور دوسرے سوال کا جواب اپنے قول: ”باید دانست کہ گنمل سے حکمی اند“ تک بیان فرمایا ہے۔ لیکن پہلے سوال کا جواب صراحتہ اور دوسرے کا ضمنا دیا ہے، اور تیسرے سوال کا جواب اپنے قول: ”بداند کہ صاحب الخ سے واضح فرمایا ہے اور چوتھے سوال کے جواب کی اپنے قول: و بشارتیکہ از عالم غیب الخ سے وضاحت فرمائی ہے ۱۲

﴿ص ۶۵﴾

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام والحقہ کے کامل تا بعد از نبوت کے کمالات اصلہ سے متصف ہوتے ہیں ان کو عہدہ امامت کے امتیاز کے بعد امام کہتے ہیں، اور ولایت نبوت کے کمالات اصلہ سے متصف ہونے والوں کو عہدہ خلافت کے حصول کے بعد ان کا نام خلیفہ رکھتے ہیں، اور نبوت کے کمالات ظلیہ سے متصف ہونے کے اعتبار سے امام کو قطب ارشاد کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور خلیفہ کو نبوت کی ولایت کے کمالات ظلیہ سے متصف ہونے کی جہت سے قطب مدار کا نام دیتے ہیں، اور قطب مدار کو مددگاروں اور معاونین کی نسبت سے قطب الاقطاب کا لقب دیتے ہیں، غوث بھی اسی کا لقب ہوتا ہے یہ بیان شیخ اکبر شیخ محی الدین قدس سرہ کے نزدیک ہے۔ واللہ اعلم

الہی! ہم کو ان کے پاؤں کی خاک کے صدقے قیامت کے دن معاف فرمانا اور اس روز منہ سیاہ ہونے سے محفوظ و مصون فرمانا۔ بحرمیت نبی ﷺ اور ان کی آلِ اِمجاد کے ۱۲

یعنی یہ دونوں بزرگ نفس حصول کمالات میں ۱۲

قولہ اعوان و انصار، دونوں کے الف پر زبر ہے بمعنی یاران اور مددگار ان ۱۲

یعنی قطب کے معاون و مددگار قطب کے حکم میں ہیں اور اقطاب کے لقب سے ملقب ہیں پس قطب کو ان کی نسبت سے قطب الاقطاب کہنا صحیح ہے ۱۲

یعنی قطب کے معاون و مددگاروں پر قطب کا لفظ بولے جانے کی وجہ سے کہ قطب کئی ہوتے ہیں اور ان کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ۱۲

یعنی ہر قریہ اور بستی میں ایک قطب ہے جسکی برکت سے وہ لوگوں سے آباد ہے، بستی کے رہنے والے کافر ہوں یا مومن ۱۲

یعنی اگر ابو بکرؓ کا ایمان میری ساری امت کے ایمان سے وزن کیا جائے تو یقیناً وہ غالب رہے گا، امام سیوطی نے

الدر المنثور فی الاحادیث المشہورۃ میں لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ یہ حضرت عمر کے کلام سے ہے، میں کہتا ہوں کہ اس کو

اسی طرح تخریج کیا ہے ان سے معاذ بن انشی نے زیارات مسند مسد میں، اور اس کو ابن عدی نے الکامل میں روایت

کیا ابن عمر کی حدیث سے مرفوعاً اٹھی اور اس کے لفظ ہیں لو وزن ایمان ابی بکر بایمان الناس لرجح

ایمان ابی بکر (اگر ابو بکر کے ایمان کا وزن تمام لوگوں کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب ہو

گا) امام سخاوی نے کہا ہے کہ مرفوع کی سند ضعیف ہے لیکن اس کے متابع ہیں اور اس کا شاہد بھی ہے، اور اس کو

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر سے بھی موقوفاً روایت کیا ہے ان لفظوں سے: لو وزن ایمان ابی بکر

بایمان اهل الارض لرجح لہم (اگر ایمان ابو بکر کا وزن تمام زمین والوں کے ایمان سے تو ان

سب پر غالب ہوگا) اور اس کو حکیم ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے موقوفاً اور اس کو حسن کہا ہے ۱۲ معرب

کے خاص طور پر بیان ہے ان کی فوقیت اور ایمان (غلبہ، طاقت) کا جن پر ایمان لایا جاتا ہے اور حضرت صدیق کے ایمان کے متعلق ۱۲ لمصحیح رحمہ اللہ تعالیٰ

خاص طور پر چوتھے سوال کا جواب ہے، نیز ایک سوال مقدر کے جواب کی طرف اشارہ ہے جو حضرت مجدد قدس سرہ کے قول پر وارد ہوتا ہے، ضروری نہیں ہے اہل علم کی طرف سے ہوا لُح کیونکہ بشارت علم کو مستلزم ہے پس فرمایا کہ یہ بشارت منصب کی بشارت نہیں ہے بلکہ کمالات کے حصول کی بشارت ہے۔ خوب سمجھ لو ۱۲

طا پر زبر ہے، ایک بار پلک جھپکنا ۱۲ ﴿ص ۶۶﴾

یعنی بنی اسرائیل کے بچے، وہب بن معبہ نے کہا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی طلب میں نوے ۹۰۰۰۰ ہزار بچے ذبح کئے ۱۲ معالم

یعنی اشیاء کی استعدادات کا منتقل ہونا دوسری چیز کی طرف ۱۲

ان کے مختصر حالات مکتوب اول صفحہ ۴ میں تفصیلات سے نقل کئے ہوئے ہیں وہاں سے ملاحظہ فرمائیں ۱۲

اس لذیذ کھانے کے واسطے سے ۱۲

حضرت مرزا جان جانان قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے: جناب الہی میں ہر شیخ طریقت کا توسل جناب الختمین ﴿ص ۶۷﴾

(مضبوط رسی) ہے کیونکہ یہ مراتب قرب پر فائز ہوتے ہیں۔ مستفید (فائدہ اٹھانے والا) اگر فیض حاصل کر لے تو زہے سعادت (اس طرح) وہ بھی ان میں سے ہو گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس بشارت میں جس کے لئے یہ اکابر ممتاز ہوتے ہیں شریک ہو گیا، اور ان بزرگوں کی عنایت اس کے شامل حال رہی۔

فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین کی توجہ اپنے طریقہ کے متوسلین کی طرف زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ میری اس طریقہ کے کسی ایسے فرد سے آج تک ملاقات نہیں ہوئی، جس کے حال پر آپ کی توجہ مبذول نہ ہو، اسی طرح اپنے طریقہ کے معتقدین پر حضرت خواجہ نقشبند کی توجہ صرف ہوتی ہے۔ مغل لوگ صحراؤں میں سوتے وقت اپنے سامان اور گھوڑے حضرت خواجہ کی تحویل میں دے دیتے اور ان کی غیبی مدد ان کے ساتھ ہوتی، اس باب میں اس قدر حکایات ہیں کہ اگر انہیں لکھا جائے تو طوالت ہوگی۔

فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے مزار کے زائرین پر بہت عنایت فرماتے ہیں، اسی طرح شیخ جلال پانی پتی بہت التفات کرتے ہیں۔ اس کو سمجھ لو ۱۲ (مقامات مظہری ص ۳۵۳، ۳۵۴)

نیشاپور کی طرف منسوب ہے، نون پر زبر ہے، خراسان میں ایک شہر کا نام ہے یہ اصل میں نہ شاپور تھا یعنی شہر شاپور کا

اس لئے کہ فارسی قدیم میں نہ بمعنی شہر ہے (نون کی زیر سے) پس ہائے ہوز یا تے تحتانی سے بدل گئی ہے ۱۲ غ یعنی اِنَّ شَائِك ۱۲

یعنی تمہاری محرم عورتیں جن سے نکاح جائز نہیں ہے ۱۲

یعنی وہ عورتیں جو محرم نہیں ہیں بلکہ اجنبی (غیر) ہیں ان کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا جائز نہیں ہے اور ان سے نکاح جائز ہو پس ایسی عورتیں پردہ میں بیٹھیں اور طریقت حاصل کریں الخ ۱۲

قوله اما ضعيف است الخ قال المعرب: قال المخرج: والذي ورد في الايام مرفوعا يوم

السبت يوم مكر و خديعة، ويوم الاحد يوم عرس - وبناء الحديث اخره ابو يعلى

من حديث ابن عباس بسند ضعيف - وكذا يوم الاربعاء يوم نحس مستمر اخرجه

الطبراني في الاوسط عن جابر - قال السخاوي لا اصل له - قال الفطنى في تذكرة

الموضوعات: سئل ابن حجر عن حديث ابن عباس في قوله تعالى: في أيام

النَّجَسَاتِ ، الايام كلها خلق الله تعالى بعضها سعودًا و بعضها نحوسًا الخ فاجاب بان هذا كذب على ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما - انتهى ما قاله المعرب وهكذا قال صاحب تشييد المباني في تخريج احاديث مكتوبات الامام الرباني - رحمهم اللہ تعالیٰ ۱۲

عربی میں ترجمہ کرنے والے (علامہ مرادکی) نے کہا حدیث کی تخریج کرنے والے نے کہا ہے: اور وہ جو دنوں کے بارے میں مرفوعاً وارد ہوا ہے، ہفتے کا دن مکر اور دھوکے کا ہے اور اتوار خوشی کا دن ہے، حدیث کی بنیاد اس پر ہے جس کو ابو یعلیٰ نے ابن عباس کی حدیث سے روایت کیا ہے ضعیف سند کے ساتھ۔ اسی طرح بدھ کا دن ہمیشہ نحوس ہے۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں جابر سے روایت کیا ہے۔ امام سخاوی نے کہا: اسکی کوئی اصل نہیں، پٹنی نے تذکرۃ الموضوعات میں کہا: ابن حجر سے سوال کیا گیا اللہ تعالیٰ کے قول فی آیات النجسات کے بارے میں ابن عباس کی حدیث کے متعلق کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنوں کو پیدا کیا ان میں سے بعض مبارک ہیں اور بعض نحوست والے الخ ۱۲؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر جھوٹ ہے۔ علامہ مرادکی کا کلام ختم ہوا۔ اس طرح ”تشیید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی کے مؤلف نے کہا ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

- ☆ (ص ۶۵) ☆ تفاوت میان شان ۱۲ ان کے درمیان ۱۲ ☆ ہر دو منصب خلافت و امامت ۱۲ ☆ این دو مقام یعنی منصب قطب ارشاد و منصب قطب مدار ۱۲ ☆ آن دو مقام یعنی منصب امامت و منصب خلافت ۱۲
- ☆ نصب نون کے زبر سے، برپا کردن ۱۲ مقرر کرنا ۱۲ ☆ صاحب فتوحات شیخ اکبر محی الدین قدس سرہ ۱۲
- ☆ رجحان چر بیدن ۱۲ غالب ہونا ۱۲ ☆ مومن بہ است آنچہ کہ بان ایمان تعلق بگیرد و بان گرویدہ شود ۱۲
- ہر وہ چیز جس پر ایمان لایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ رغبت ہو ۱۲ ☆ عروجات ترقیات ۱۲ ترقیاں ۱۲ ☆ معاملہ کار عارف و طالب حق جل و علا ۱۲ عارف اور طالب حق جل و علا کا کام ۱۲
- ☆ (ص ۶۶) ☆ ما تقدم پیشین جو پہلے ہیں ۱۲ ☆ ما تحت زیر ۱۲ نیچے ۱۲ ☆ جب پہلوئے ۱۲ ایک طرف ۱۲
- ☆ نقیر مفا کچہ تخم خرما ۱۲ کھجور کی گٹھلی کا چیرا گڑھا ۱۲ ☆ رانج غالب ۱۲ ☆ کسب تحصیل ۱۲ حاصل کرنا
- ☆ ۱۲ ☆ عارف باللہ ۱۲ اللہ کی معرفت والا ۱۲ ☆ کشتہ شدند قال اللہ تعالیٰ یذ بحون ابناء کتم ۱۲
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو ۱۲ ☆ اصیل صحیح ۱۲ ☆ ماکولات اشیائے خوردنی ۱۲
- کھانے کی چیزیں ۱۲ ☆ مشروبات اشیائے نوشیدن ۱۲ پینے کی چیزیں ۱۲ ☆ احساس معلوم ۱۲ ☆ ممنوع از جانب حق تعالیٰ ۱۲ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوع ۱۲ ☆ بواسطہ بسبب ۱۲ سبب سے ۱۲ ☆ ماذون از حق تعالیٰ ۱۲ اللہ تعالیٰ سے ۱۲ ☆ پرسیدہ سوال ۱۲ ☆ عزیزے یعنی شیخ مصلح الدین نجدی ۱۲ ☆ معرب مفہوم معلوم ۱۲ ☆ بدانند جواب ۱۲ یہ جواب ہے ۱۲ ☆ پرسیدہ بودند سوال ۱۲ یہ سوال ہے ۱۲
- ☆ می نویسد مولانا جامی ۱۲ مردن ایشان ۱۲ ان کے مرنے کے بعد ۱۲ ☆

﴿ص ۶۷﴾ ☆ سلب بالفتح بودن و نیست کردن ۱۲ سین کے زیر سے ۱۲ جھین لینا ختم کر دینا ۱۲ ☆ داشته باشد

..... صاحب فحاشات ۱۲ مولانا جامی ۱۲ ☆ چہ دیدہ صاحب کشف ۱۲ کشف والے نے ۱۲ ☆ طلب سوال ۱۲

..... یہ سوال ہے ۱۲ ☆ منتظر جواب یہ جواب ہے ۱۲ ☆ بالیاء بدل الہمزہ ۱۲ ہمزہ کے بدل میں ۱۲ ☆ بہزہ

..... جواب ۱۲ یہ جواب ہے ۱۲ ☆ نوشتہ بودند سوال یہ سوال ہے ۱۲ ☆ عورات زنان ۱۲ عورتیں ۱۲

☆ طلب یعنی طلب اخذ طریقہ و توجہ ۱۲ یعنی طریقت اور توجہ حاصل کرنے کی طلب ۱۲ ☆ از محارم جواب ۱۲

..... یہ جواب ہے ۱۲ ☆ چہ مانع است یعنی تعلیم طریق بایشان در شرع ہیچ مانع نیست ۱۲ یعنی ان کو طریقہ کی تعلیم دینے

سے کوئی چیز شریعت میں منع کرنے والی نہیں ۱۲ ☆ پرسید بودند سوال ۱۲ یہ سوال ہے ۱۲ ☆ ارباب اصحاب ۱۲

..... حدیث کے عالم ۱۲ ☆ والد فقیر جواب ۱۲ یہ جواب ہے ۱۲ ☆ والد فقیر یعنی مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ ۱۲

☆ عبداللہ البصری ۱۲ ☆ رحمت اللہ السندی ۱۲ ☆ حرین مکہ و مدینہ حر سہا اللہ تعالیٰ ۱۲ ☆ الایام

..... روز ہاروز ہائے خداوند و بندگان، بندگان خداوند ۱۲ سب دن اللہ کے دن ہیں اور سب بندے اللہ تعالیٰ کے بندے

ہیں ۱۲ ☆ نحوست شومی ۱۲ نامبار کی ۱۲ ☆ ایام روز ہا ۱۲ تمام دن ۱۲ ☆ ما تقدم پیشین ۱۲ پہلے

گزری ہوئی ۱۲ ☆ نوشتہ سوال ۱۲ یہ سوال ہے ۱۲ ☆ کجا یا بند جواب ۱۲ یہ جواب ہے ۱۲ ☆ دور

..... بسیار ۱۲ بہت دور ۱۲

بہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ چوتھا حصہ

دوستا و نواں مکتوب ﴿۲۵۷﴾

میر محمد نعمان کی طرف اختصار کے طور پر طریقہ کے بیان میں صادر فرمایا۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ جو مکتوب شریف آپ نے شیخ احمد فرملی کے ہمراہ بھیجا تھا وصول ہو کر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا..... آپ نے وہ رسالہ جس میں طریقہ کا بیان ہے طلب فرمایا تھا، اس کے مسودے (ابھی ویسے ہی) پڑے ہوئے ہیں اگر توفیق نصیب ہوئی تو بیاض میں لکھ کر بھیج دیا جائے گا۔ فی الحال مختصر طور پر چند فقرے اس طریقے کے بیان میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ گوش ہوش سے سماعت فرمائیں۔

میرے سیادت پناہ! وہ طریقہ جو ہم نے اختیار کیا ہے اس کے سیر کی ابتدا قلب سے ہے جو کہ ”عالم امر“ سے ہے، اور قلب کی سیر سے گذر کر مراتب روح ہیں جو اس سے اوپر ہیں اور روح سے گذرنے کے بعد معاملہ ستر کے ساتھ ہے جو اس سے اوپر ہے اور اسی طرح خفی و انہی کا حال ہے..... ان لطائف و مخگانہ (پانچوں لطائف) کی منزلوں کو طے کرنے کے بعد اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق علیحدہ علیحدہ علوم و معارف حاصل کرنے کے بعد اور ان احوال و مواجید کے ساتھ جو ان مخگانہ لطائف میں سے ہر ایک کے ساتھ مخصوص (احوال) ہیں، ان کے متحقق ہونے کے بعد ان مخگانہ (لطائف کے) اصول میں جو عالم کبیر میں ہے سیر واقع ہوتی ہے، کیونکہ جو کچھ

بھی عالمِ صغیر میں ہے اس کی اصل عالمِ کبیر میں موجود ہے۔ عالمِ صغیر سے مراد انسان ہے اور عالمِ کبیر سے پوری کائنات کا مجموعہ مراد ہے..... ان اصولِ پنجگانہ میں سیر کا آغاز عرشِ مجید سے ہوتا ہے جو انسان کے قلب کی اصل ہے۔ اور اس کے اوپر روحِ انسانی کی اصل ہے اور اس کے اوپر سیر انسانی کی اصل ہے اور سیرِ اصل کے اوپر خفی کی اصل ہے اور اصل خفی کے اوپر انہی کی اصل ہے، جب عالمِ کبیر کے ان پنجگانہ لطائف کو تفصیل کے ساتھ طے کر کے آخری نقطے پر پہنچتے ہیں تو دائرہ امکان پورا ہو جاتا ہے اور فنا کی منزلوں میں سے اول منزل میں قدم رکھنا ہوتا ہے..... اس کے بعد اگر ترقی واقع ہو تو اسماء و صفاتِ واجبی جلِ سلطانہ کے ظلال میں سیر واقع ہوگی اور یہ ظلال و جوب و امکان کے درمیان برزخ کی طرح ہیں اور عالمِ کبیر کے ان پنجگانہ مراتب کے لئے اصول کی مانند ہیں، نیز ان ظلال میں بھی اسی ترتیب سے سیر واقع ہوگی جس طرح ان کے فروع میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور اگر فضل ایزدی جلِ شانہ سے ان ظلال کے بکثرت منازل طے کر کے ان کے آخری نقطے پر پہنچ جائیں تو پھر اسماء و صفاتِ واجبی جلِ سلطانہ میں سیر شروع ہوگی اور اسماء و صفات کی تجلیات ظاہر ہوں گی اور شیون و اعتبارات کے ظہورات جلوہ فرما ہوں گے، اس وقت عالمِ امر کے پنجگانہ لطائف کا معاملہ طے ہو کر ان کا حق ادا ہو جائے گا..... اس کے بعد اگر فضلِ خداوندی جلِ شانہ شامل حال ہو جائے تو اس مقام سے بھی ترقی کر کے نفس کے اطمینان کا معاملہ حاصل ہوگا اور مقامِ رضا کا حصول جو مقاماتِ سلوک کی انتہا ہے میسر ہوگا اور اسی مقام پر شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور اسلامِ حقیقی کے شرف سے بھی مشرف ہو جاتا ہے ان کے مقابلے میں وہ کمالات جو اس مقام پر حاصل ہوتے ہیں عالمِ امر سے متعلق ہیں اور دریائے محیط کے مقابلے میں قطرہ کے مانند ہیں..... اور یہ سب کمالات جن کا ذکر کیا گیا اسمِ ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ کمالات جن کا تعلق اسمِ باطن سے ہے وہ دوسرے ہیں جن کا استتار (پوشید ہونا) اور تبطن (باطن میں ہونا) ہی مناسب ہے..... جب ان مبارک دو اسموں کے کمالات پورے طور پر حاصل ہو جائیں تو سالک کی پرواز کے لئے دو بازو میسر ہو جاتے ہیں کہ ان دو بازوؤں کی قوت سے عالمِ قدس میں پرواز کرتا ہے اور بے اندازہ ترقیاں حاصل کرتا ہے..... اس معاملہ کی تفصیل بعض مسودات میں تحریر ہو چکی ہے۔ میرے فرزند ارشدان کو جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں..... دوسرے یہ کہ اگر ممکن ہو تو آپ ایک مرتبہ یہاں تشریف لائیں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس مقام کو خالی نہ چھوڑیں اور اس انتظام کو درہم برہم نہ کریں اور خود تنہا یہاں آجائیں اور دوستوں میں سے جس کسی کو پیش قدم (آگے بڑھا ہوا) اور مناسب سمجھیں اس جماعت کا پیشوا بنا کر اس علاقہ کی طرف متوجہ ہوں (یعنی تشریف لے آئیں: وَاللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ اَعْلَمُ) اللہ سبحانہ بہتر جانتا ہے) کہ دوسرے وقت فرصت ملے یا نہ ملے۔ وَالسَّلَام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۶۸﴾ ۱۔ ان مقامات کی تعبیر دائرہ کے ساتھ پاتے ہیں کہ وہ مقامات بے جہت اور بے مثال ہیں اور دائرہ بھی بے جہت ہے، دائرہ کے نیچے کے نصف میں دائرہ امکان سیرِ آفاقی تک ہاتھ کی رسائی ہے اور وہ انوار کے دیکھنے سے عبارت ہے اپنے باطن سے باہر اور مختلف نگاہوں پر۔ اور دائرہ کے اوپر والے نصف میں وہ سیر و سلوکِ انفسی ہے اور انوار اور

تجلیات کا مشاہدہ ہے اپنے باطن میں۔ از رسالہ پنجم مولانا شاہ غلام علی دہلوی

۲ یعنی عالم امر کے پانچوں لطائف کے کمالات اور ان کے اصول، اور اسما و صفات کے ظلال کے کمالات واجبی جل شانہ

اور اطمینان و رضا کے مقام کے کمالات ۱۲

﴿ص ۶۹﴾ ۱ یعنی ان مسودوں کو صاف کرنے اور ان کو مرتب کرنے میں بڑی کوشش جاری ہے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۶۸﴾ ☆ بیاض تحریر آوردہ ۱۲ تحریر کر کے ۱۲ ☆ رسانیدہ خواہد بشما ۱۲ آپ کو بھیج دیا جائے گا ۱۲ ☆ موطن

..... مقام ۱۲ ☆ بحب پہلو ۱۲ ☆ باستتار پوشیدہ بودن ۱۲ پوشیدہ ہونا ۱۲ ☆ آن در ۱۲ اس میں ۱۲

..... بالکسر کوشش ۱۲ جیم کے زیر سے یعنی کوشش میں ہے ۱۲

دوسواٹھا ونواں مکتوب (۲۵۸)

شریف خاں کی طرف حق تعالیٰ کی اقربت کے بیان میں صادر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) گرامی نامہ جو آپ نے مہربانی فرما کر اس طرف کے فقرا کے نام تحریر کیا تھا موصول ہو کر خوشی اور مسرت کا باعث ہوا۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ (اللہ سبحانہ آپ کو اس کی جزا اور عمدہ قسم کی جزا عطا فرمائے) میرے مخدوم! اگرچہ حق تعالیٰ کی اقربت ہم سے زیادہ ہمارے ساتھ ہونا نصِ قطعی سے ثابت ہے لیکن کیا کیا جائے کہ حق تعالیٰ ہماری عقلوں، فہموں اور ہمارے علوم و ادراکات سے وراء الوراہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ وراثت (بلندی شان) قرب کی جانب ہے نہ کہ بُعد کی۔ کیونکہ وہ سبحانہ ہر نزدیک سے زیادہ نزدیک ہے حتیٰ کہ اس سبحانہ کی ذات احدیت ان صفات کی نسبت جن کے افعال و آثار ہم میں اپنے سے زیادہ نزدیک پاتے ہیں۔

یہ معرفت عقل کی نظر کے طریقے سے ماوراء ہے، کیونکہ عقل اپنے سے زیادہ نزدیک ہونے کا تصور نہیں کر سکتی، کوئی ایسی مثال جو اس بحث کی وضاحت کر سکے ممکن کوشش کے باوجود نہ مل سکی۔ اس معرفت کی دلیل نصِ قطعی اور کشفِ صحیح سے ہے مشائخ طریقت نے توحید اور اتحاد کے بارے میں بہت گفتگو کی ہے اور قرب و معیت کو بیان فرمایا ہے لیکن حق تعالیٰ کی اقربت کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اور کوئی تسلی بخش بیان اس بارے میں نہیں دیا ہے۔ عجیب معاملات ہیں کہ اس سبحانہ کی اقربت (قرب سے قریب تر ہونا) ہمارے لئے ابعذیت (دور سے دور ہونے) کا سبب ہوئی ہے۔ هٰذَا اِلٰى اَنْ يَّبْلُغَ

الْكِتَابُ أَجَلَةٌ (یہی کافی ہے، یہاں تک کہ کتاب اپنے مقررہ وقت کو پہنچے) فَافْهَمُ فَإِنَّ كَلَامَنَا
إِشَارَةً وَبَشَارَةً (پس سمجھ لو کہ ہمارا کلام اشارت اور بشارت آمیز ہے)..... اور سلام ہو آپ
پر اور ان سب پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات
اتہاوا اکملہا کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کیا۔

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۶۹﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کا ہم سے بہت زیادہ نزدیک ہونا ہمارے ساتھ یقینی دلیل کے ساتھ ثابت ہوا ہے یعنی آیت کریمہ وَلَقَدْ
خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعَلْمُ مَا تَوْسُوْسُ بِهِ نَفْسَهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ یعنی اور بلاشبہ
ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم (خوب) جانتے ہیں اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے اور ہم سے شہ رگ سے بھی
زیادہ نزدیک ہیں ۱۲

۳ یعنی حق تعالیٰ کی وراہیت (بلندی شان) قرب کی جانب میں ہے نہ کہ بعد کی جانب ۱۲

۴ یعنی خارج اور باہر ہے قانون اور فکر عقل متوسط سے، عقول عالیہ سے خارج نہیں کیونکہ انبیاء کی عقلیں عالی ہیں علیہم
الصلوات والتسلیمات اور ان کے بعد ان کے کامل متبعین کی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ۱۲

۵ دوست نزدیکتر از من بمن است وین عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم با کہ تو ان گفت کہ او در کنار من و من مہجورم ۱۲
ترجمہ: دوست میری اپنی ذات سے بھی میرے زیادہ نزدیک ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ میں اس سے دور ہوں
کیا کروں کس سے کہا جا سکتا ہے؟ کہ وہ تو میری بغل میں ہے اور (اس سے) ہجر میں (دور) ہوں
۶ یعنی لعل اللہ یحدث بعد ذالک امر ۱۲ (شاید اللہ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے) ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

﴿ص ۶۹﴾ ☆ ہر چند..... اگر چہ ۱۲ ☆ معرفت..... علم ۱۲ ☆ مستند..... دلیل ۱۲ ☆ سکوت..... خاموشی ۱۲

دوسواں سٹھواں مکتوب ﴿۲۵۹﴾

مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید کی طرف صادر فرمایا جو جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور صاحب نسبت عالیہ ہیں.....
رسولوں کے بھیجنے کے فوائد اور واجب الوجود تعالیٰ تقدس کی معرفت میں عقل کا استقلال نہ ہونے اور شاہق جبل اور
پنہیروں کے زمانہ وفات کے مشرکوں اور دارالہرب کے مشرکوں کے اطفال کے بارے میں حکم خاص فرمایا۔ اور
ہندوستان کی ایم سابقہ میں انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے میں اور ان کے مناسب بیان میں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ
جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہم کو ہدایت عطا فرمائی اور ہم ہر

گز ہدایت نہ پاتے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا بے شک ہمارے رب کے پیغمبر حق کے ساتھ آئے ہیں) (اعراف، ۷، آیت ۴۳)

انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے بھیجنے کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے اور اس نعمت کے دینے والے یعنی حق تعالیٰ کا اعتقاد کس دل سے ظاہر کیا جائے اور وہ اعضاء کہاں ہیں جو اس نعمت عظمیٰ کا بدلہ اعمال حسنہ کے ذریعے سے ادا کر سکیں، اگر ان بزرگوں کا وجود شریف نہ ہوتا تو ہم کم فہموں کو صانع تعالیٰ جل سلطانہ کے وجود اور اس کی وحدت کی طرف کون ہدایت کرتا..... یونان کے قدیم فلسفیوں نے اس قدر عقلمند ہونے کے باوجود صانع جل شانہ کے وجود کی طرف ہدایت نہیں پائی اور کائنات کے وجود کو زمانے کی طرف منسوب کیا اور جب انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی دعوت کے انوار روز بروز بلند ہوتے گئے تو متاخرین فلسفیوں نے ان انوار کی برکت سے اپنے متقدمین کے مذہب کا رد کیا اور صانع جل شانہ کے وجود کے قائل ہو گئے اور انہوں نے حق تعالیٰ کی وحدت کو ثابت کیا۔ پس ہماری عقلیں انوار نبوت کی تائید کے بغیر معزول و بیکار ہیں اور ہماری فہم انبیائے کرام علیہم الصلوٰت والتحمیات کے وجود کے توسط کے بغیر اس معاملے سے دور ہیں۔ پھر ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے اصحاب ماترید یہ نے بعض امور مثلاً صانع تعالیٰ سبحانہ کے وجود کے اثبات اور اس کی وحدت کے بارے میں عقل کے استقلال و کافی ہونے سے کیا مراد لی ہے کہ انہوں نے شاہق جبل (پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والے) بت پرست کو ان دونوں امور (یعنی وجود صانع کے اثبات اور اس کی وحدت) کے لئے مکلف ٹھہرایا ہے اگرچہ اس کو پیغمبر کی دعوت نہیں پہنچی اور ان دونوں امور میں اس کے نظر و فکر کو ترک کرنے پر اس کے کفر اور خلود فی النار کا حکم دیا ہے حالانکہ ہم ظاہری تبلیغ، رجحت بالغہ کے بغیر جو کہ رسولوں کے بھیجنے پر وابستہ ہے کفر اور خلود فی النار کا حکم دینا صحیح نہیں سمجھتے، بیشک عقل اللہ تعالیٰ کی حجتوں میں سے ایک حجت ہے لیکن یہ حجت ہونے میں اتنی کامل حجت نہیں ہے جس پر شدید ترین عذاب مرتب ہو سکے۔

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تہا حصہ

سوال: اگر شاہق جبل (پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والا شخص) جو کہ بت پرست ہے دوزخ میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہے گا تو پھر وہ بہشت میں جائے گا اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ بہشت میں داخل ہونا مشرک پر حرام ہے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے: إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَدَّ النَّارُ (مائدہ ۵، آیت ۷۲) (جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے) اور جنت اور دوزخ کے درمیان کوئی واسطہ (یعنی ہمیشہ رہنے کی جگہ) ثابت نہیں ہوا ہے (کیونکہ) اصحاب اعراف بھی چند روز کے بعد بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ پس ہمیشہ کا ٹھکانا جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

(جواب) یہ سوال بہت مشکل ہے، میرے اس فرزند ارشد کو معلوم ہے کہ آپ مدت تک اس فقیر سے بار بار یہ سوال دریافت کرتے رہتے تھے اور تسلی بخش جواب نہیں پاتے تھے اور صاحب فتوحات مکیہ نے اس سوال کے حل

میں جو کچھ کہنا ہے اور قیامت کے دن لوگوں کو (حق تعالیٰ کی) کی طرف دعوت کے لئے پیغمبر کا مبعوث ہونا ثابت کیا ہے اور ان کی اس دعوت کے رد و قبول کے بموجب دوزخ و بہشت کا حکم کیا ہے، وہ اس فقیر کے نزدیک مستحسن نہیں ہے کیونکہ آخرت دار جزا (بدلہ ملنے کا گھر) ہے نہ کہ دار تکلیف کہ جس کے لئے پیغمبر مبعوث کیا جائے.....

بہت مدت کے بعد اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کی عنایت نے رہنمائی فرمائی اور اس معما کو حل کر دیا اور منکشف فرمایا کہ یہ لوگ نہ بہشت میں ہمیشہ رہیں گے نہ دوزخ میں۔ بلکہ آخرت میں اٹھائے جانے اور زندہ کئے جانے کے بعد ان کو حساب کے مقام میں کھڑا کر کے ان کے گناہوں کے اندازے کے موافق عتاب و عذاب دیں گے اور (بندوں کے) حقوق پورے کرنے کے بعد غیر مکلف حیوانوں کی طرح ان کو بھی معدوم مطلق اور لاشیٰ محض کر دیں گے۔ لہذا ان میں سے خلود کس کے لئے اور مُخَلَّد کون۔..... اس عجیب و غریب معرفت کو جب (واقعہ میں) انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے حضور میں پیش کیا گیا تو سب نے اس کی تصدیق فرمائی اور قبولیت عطا کی۔ وَالْعَدْلُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ (اور حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے)

اس فقیر پر یہ بات بہت گراں گذرتی ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی کمال شفقت و رحمت کے باوجود انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے واسطے سے ظاہری طور پر ابلاغ مبین (احکام دین پہنچائے بغیر) صرف عقل کے اعتبار پر جس میں خطا اور غلطی کی بہت گنجائش ہے اپنے بندے کو ہمیشہ کی آگ میں ڈال دے اور دائمی عذاب میں گرفتار کرے جس طرح کہ (اس مشرک بندہ کے لئے) شرک کے باوجود جنت میں ہمیشہ رہنے کا حکم کرنا گراں معلوم ہوتا ہے جیسا کہ جنت و دوزخ کے درمیاں واسطہ کا قائل نہ ہونے کے باعث اشعری کے مذہب سے لازم آتا ہے پس حق وہی ہے جو مجھے الہام ہوا کہ قیامت کے دن محاسبہ کی تکمیل کے بعد اس کو معدوم کر دیا جائے گا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

اور فقیر کے نزدیک دار حرب کے مشرکوں کی نابالغ اولاد کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کیونکہ بہشت میں داخل ہونا ایمان پر موقوف ہے، ایمان خواہ اصالت کے طور پر ہو یا تبعیت کے طور پر، (یعنی ماں باپ وغیرہ کے اتباع سے حاصل ہو) اگرچہ تبعیت دارالاسلام ہی سے ہو، جیسا کہ ذمی کافروں کی نابالغ اولاد کو ہے اور ان (مشرکین دارالحرب کی نابالغ اولاد) کے حق میں ایمان مطلق طور پر مفقود ہے پس ان کا بہشت میں داخل ہونا متصور نہیں ہے اور دوزخ میں داخل ہونا اور اس میں ہمیشہ رہنا تکلیف (مکلف ہوا) کے ثابت ہونے کے بعد شرک منحصر ہے، اور یہ بھی ان کے حق میں مفقود ہے پس ان کا حکم بھی حیوانوں کے حکم کی مانند ہے کہ ان کو بعث و نشور کے بعد حساب کے لئے کھڑا کریں گے اور حقوق پورا کرنے کے بعد ان کو معدوم (نیست و نابود کر دیں گے..... اور ان مشرکوں کے حق میں جو پیغمبروں کی فترت (انقطاع) کے زمانے (دو پیغمبروں کے درمیانی زمانہ) میں ہوئے ہیں جن کو کسی پیغمبر کی دعوت نہیں پہنچی (ان کے لئے بھی) یہی حکم ہے۔

اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر دوڑاتا ہے تو کوئی ایسی جگہ (خطہ زمین میں) نہیں پاتا جہاں

ہمارے پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو، بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا نور آفتاب کی طرح سب جگہ پہنچا ہے حتیٰ کہ یا جوج ماجوج میں بھی جن کے درمیان دیوار حائل ہے (وہاں بھی) پہنچا ہوا ہے..... اور گذشتہ امتوں میں بھی ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہی ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوئے ہوں یہاں تک کہ زمین ہند میں بھی جو کہ اس معاملے سے دور دکھائی دیتی ہے معلوم و محسوس ہوتا ہے کہ اہل ہند سے بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور صانع جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے۔ اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں اگر (یہ فقیر) ان شہروں کو متعین کرنا چاہے تو کر سکتا ہے..... اور دیکھتا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا اور اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اور کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر صرف ایک آدمی ایمان لایا ہے، اور کسی پیغمبر کے تابع صرف دو شخص ہوئے ہیں اور بعض پر صرف تین آدمی ایمان لائے ہیں۔ تین آدمیوں سے زیادہ نظر نہیں آتے جو ہندوستان میں کسی ایک پیغمبر پر ایمان لائے ہوں تاکہ چار آدمی ایک پیغمبر کی امت ہوتے..... اور ہند کے سرداران کفار نے واجب تعالیٰ کے وجود اور اس سبحانہ تعالیٰ کی صفات سے اس کی تزیہات و تقدیسات کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ سب قدیل نبوت کے انوار سے لیا گیا ہے کیونکہ گذشتہ امتوں میں ہر زمانے میں ایک نہ ایک پیغمبر ضرور گذرا ہے جس نے واجب تعالیٰ کے وجود اور اس جل شانہ کی صفات ثبوتیہ سے اور اس سبحانہ تعالیٰ کی تزیہات و تقدیسات کی نسبت خبر دی ہے۔ اگر ان بزرگ پیغمبروں کا وجود مبارک نہ ہوتا تو ان بد بختوں (کافروں) کی لنگڑی اور اندھی عقل جو کہ کفر و معاصی کی ظلمتوں سے آلودہ ہے اس دولت کی طرف کب ہدایت پاتی..... ان بد نصیوں کی ناقص عقلیں اپنی ذات کی حد تک اپنی الوہیت کا حکم کرتی ہیں اور اپنے علاوہ کسی کو معبود نہیں مانتیں جیسا کہ فرعون مصر نے کہا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرِي (قصص ۲۸، آیت ۳۸) (میں نہیں جانتا کہ میرے علاوہ بھی تمہارا کوئی معبود ہے) اور یہ بھی کہا: لَسِيْنِ اتَّخَذْتُ الْاِلٰهَ غَيْرِيْ لَا جَعَلْنٰكَ مِنْ الْمَسْجُوْنِيْنَ (شعراء ۲۶، آیت ۲۹) (اے موسیٰ) اگر تو میرے علاوہ کسی اور کو معبود بنائے گا تو تجھے قید میں ڈال دوں گا)..... اور چونکہ ان کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے معلوم ہو گیا کہ (کائنات) عالم کا بنانے والا واجب الوجود تعالیٰ و تقدس ہے تو ان بد نصیوں میں سے بعض نے اس دعوے کی برائی پر اطلاع پا کر تقلید اور پوشیدگی کے طور پر صانع حقیقی کا اثبات کیا اور اپنے اندر جاری و ساری (حلول) سمجھا اور اس حیلہ سے لوگوں کو اپنی پرستش کی دعوت دی: تَعَالٰی اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ غُلُوًّا كَبِيْرًا (اللہ تعالیٰ اس بات سے جو یہ ظالم کہتے ہیں بہت بڑا ہے)..... اس مقام پر کوئی کوتاہ اندیش (کم عقل) یہ سوال نہ کرے کہ اگر زمین ہند میں انبیاء مبعوث ہوتے تو یقینی طور پر ان کی بعثت کی خبر ہم تک پہنچتی بلکہ وہ خبر بکثرت دعوتوں کے سبب تو اتر کے ساتھ منقول ہوتی، جب ایسا نہیں ہے تو ویسا بھی نہیں ہے (یعنی پیغمبر نہیں آئے)

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی جو تھا حصہ

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ان مبعوث پیغمبروں کی دعوت عام نہیں تھی بلکہ بعض کی دعوت تو کسی ایک قوم کے ساتھ مخصوص تھی اور بعض کی دعوت کسی ایک گاؤں یا شہر پر تھی۔ اور بہت ممکن ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس قوم یا قریہ میں کسی ایک شخص کو اس دولت سے مشرف فرمایا ہو، اور اس شخص نے اس قوم یا قریہ کے لوگوں کو صانع جل شانہ کی معرفت کی دعوت دی ہو اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا ہو، اور اس قوم یا قریہ نے اس کا انکار کیا ہو اور اس کو گمراہ و جاہل سمجھا ہو، اور جب ان کا انکار و تکذیب انتہا کو پہنچ گیا ہو تو حق جل و علا کی مدد نے آکر ان کو ہلاک کر دیا ہو..... اسی طرح کچھ مدت کے بعد دوسرا پیغمبر کسی قوم یا قریہ میں مبعوث ہوا ہو، اور اس پیغمبر نے بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہو جیسا پہلے پیغمبر نے کیا تھا اور اس قوم نے اس پیغمبر کے ساتھ بھی وہی کچھ کیا ہو جیسا پہلے والے کے ساتھ کیا تھا۔ اور اسی طرح ہوتا رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

زمین ہند میں بھی قریوں اور شہروں کی بربادی و ہلاکت کے آثار بہت پائے جاتے ہیں۔ یہ قوم اگرچہ ہلاک ہو گئی لیکن وہ کلمہ دعوت ان کے ہم عصروں کے درمیان باقی رہ گیا: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (زخرف، ۲۳، آیت، ۲۸) (اور اس کلمہ (توحید) کو اس لئے (ان کے) پیچھے باقی رکھا کہ شاید وہ (حق کی طرف) رجوع کر آئیں۔

مبعوث شدہ پیغمبروں کی نبوت کی خبر ہمیں اس وقت ملتی جبکہ بکثرت لوگ ان کے پیرو ہوتے اور قوت و شوکت پیدا کرتے (لیکن جب) ایک آدمی (پیغمبر) آیا اور چند روز دعوت کا کام کر کے چلا گیا کسی شخص نے اس کی بات کو قبول نہیں کیا، پھر دوسرا آیا اس نے بھی یہی کام کیا اور اس کا ایک شخص پیرو ہو گیا۔ اسی طرح تیسرا آیا اور اس کے دو یا تین پیرو بن گئے، تو پھر ان کی خبر کس طرح اشاعت پذیر ہوتی، چونکہ تمام کفار نے ان (پیغمبروں) کا انکار کیا اور اپنے باپ دادا کے دین کے مخالفوں کی تردید کرتے رہے تو پھر نقل کون کرتا اور کس سے نقل کی جاتی..... دوسرا جواب یہ ہے کہ رسالت، نبوت اور پیغمبری کے الفاظ ان پیغمبروں اور ہمارے پیغمبر علیہ و علی آلہ و علیٰ جمیع الانبیاء الصلوٰت والتسلیمات کی اتحاد دعوت کے وسیلے سے عربی اور فارسی زبان میں آئے ہیں، ہندی لغت میں یہ الفاظ نہیں ہیں تاکہ ہند کے مبعوث شدہ انبیاء کو نبی، رسول یا پیغمبر کہتے اور ان ناموں سے ان کو موسوم کرتے..... اور اسی طرح اس سوال کے جواب میں بطریق معارضہ (بطریق الزام) ہم کہتے ہیں کہ اگر ہند میں پیغمبر مبعوث نہیں ہوئے اور ان کی زبان میں ان کو دعوت حق نہیں دی گئی تو یقینی طور پر ان کا حکم شاہق جبل والوں کی طرح ہوگا کہ سرکشی اور الوہیت کے دعوے کے باوجود دوزخ میں نہ جائیں اور ان کو دائمی عذاب نہ ہو۔ اس بات کو نہ تو عقل سلیم ہی تسلیم کرتی ہے اور نہ کشف صحیح اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ ہم ان میں سے بعض سرکشوں کو دوزخ کے وسط میں دیکھتے ہیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ (اور اللہ سبحانہ اصل حقیقت کو خوب جانتا ہے)

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۷۰﴾ شاہق کے معنی بلند اور عمارت بلند یعنی ان لوگوں کے بارے میں جو غیر آباد زمین میں ہوں، مثلاً جو پہاڑ کی چوٹی پر

رہائش اختیار کرتے ہیں اور انبیاء کی دعوت وہاں تک نہیں پہنچی ۱۲

قولہ فترۃ رسل: یعنی انبیاء علیہم السلام کے درمیان نبی سے خالی زمانہ جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان عیسیٰ اور محمد کے درمیان کا زمانہ علیہم الصلوٰت والتسلیمات ۱۲

قولہ پس..... حضرت مجدد قدس سرہ کے قول ”قدماء فلاسفہ یونان“ کی وضاحت ہے ۱۲

یعنی اے کاش کہ ہم جان لیتے کہ ہمارے اصحاب ماترید یہ نے بعض امور مثلاً صانع تعالیٰ سبحانہ کے وجود کے اثبات اور اسکی وحدت کے بارے میں عقل کے استقلال و کافی ہونے سے کیا مراد لی ہے کہ انہوں نے شاہق جبل (پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والے) بت پرست کو ان دونوں امور (یعنی وجود و صانع کے اثبات اور اسکی وحدت) کیلئے مکلف ٹھہرایا ہے، اگرچہ اسکو پیغمبر کی دعوت نہیں پہنچی، اور ان دونوں امور میں اس کے نظر و فکر کو ترک کرنے پر اس کے کفر اور خلودنی النار کا حکم دیا ہے، حالانکہ ہم ظاہری تبلیغ اور حجت بالغہ کے بغیر جو کہ رسولوں کے بھیجنے پر وابستہ ہے، کفر اور خلودنی النار کا حکم دینا صحیح نہیں سمجھتے، بے شک عقل اللہ تعالیٰ کی حجتوں میں سے ایک حجت ہے لیکن یہ حجت ہونے میں اتنی کامل حجت نہیں ہے جس پر شدید ترین عذاب مرتب ہو سکے ۱۲

جاننا چاہیے کہ عقائد میں دو گروہ ہیں، ایک ماترید یہ جو امام ابو منصور ماترید یعنی محمد بن محمد بن محمود امام الحکامین کی طرف منسوب ہیں، آپ دو واسطوں سے امام محمد اور امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں، حنفی المذہب اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کی وفات ۳۳۳ھ میں ہوئی..... دوسرا گروہ شاعرہ ہیں جو امام ابو الحسن اشعری شافعی علی بن اسماعیل کی طرف منسوب ہیں، ان کی وفات ۳۳۰ھ میں ہوئی..... ان دونوں کے درمیان علامہ ابن البیاضی کی تحقیق کے مطابق پچاس مسئلوں میں اختلاف ہے ۱۲۔ از کشف الظنون و فوائد البیہ و علم الکلام ۱۲

پھر حنفیہ میں سے اس کے قائل ہیں کہ بے شک عقل مستقل ہے اللہ تعالیٰ کے بعض احکام کے ادراک میں پس بعض نے واجب کیا ہے ایمان کو اور کفر کو حرام کیا ہے اور ہر وہ بات جو جناب باری تعالیٰ کے لائق ہے، ہر ایک انسان پر اس کو رسول کی دعوت پہنچی ہو یا نہ، یہاں تک کہ عقل والا بچہ بھی (اس کا مکلف ہے) یہ قول ہے بڑے بڑے حنفیہ مثلاً علم الہدیٰ ابو منصور ماتریدی اور امام فخر الاسلام اور صاحب میزان اور اسی کو اختیار کیا صدر الشریعہ وغیرہ نے، اور امام الہمام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہے کہ کسی کا عذر قبول نہیں ہے پہاڑ والے کا، اپنے خالق کے سامنے اس وجہ سے جو دلائل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ثبوت پر وہ دیکھتا ہے، اس حیثیت سے عقل مند کے لئے کوئی مجال نہیں ہے۔ کہ وہ اس میں شک کرے اور جو شک کرتا ہے اس کے باوجود وہ غلط فہمی کی وجہ سے ہے، نہ اس لئے کہ اس میں شک ہے یہ روایت ہی مستند ہے بعض کی ۱۲ مسلم الثبوت و شرح بحر العلوم

اس میں تسامح ہے اور مراد بالغ شخص ہے جو پہاڑ کی چوٹی میں رہتا ہے اور وہ بت پرست ہے ۱۲

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا - (الاسراء ۱۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔

یہ آیت ۷۲ کریمہ واقع ہے سورہ مائدہ پارہ ۶ میں یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کو ٹھکانا دوزخ ہے ۱۲

قولہ غریبہ: یہ معرفت ماترید یہ اور اشعریہ وغیرہ کی معرفت کے علاوہ ہے ۱۲

خلاصہ مراد یہ ہے: علماء نے اس آدمی کے بارے میں اختلاف کیا ہے جسکو کسی پیغمبر کی دعوت نہ پہنچی ہو، ماترید یہ کہتے ہیں: کفر و شرک کے عقیدہ کی صورت میں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اشعریہ کا کہنا ہے کہ وہ ہمیشہ بہشت میں رہے گا اگرچہ بت پرستی کرتا رہا۔ صاحب فتوحات اس کے قائل ہیں کہ قیامت کے دن اس قوم کی دعوت کے لئے نبی بھیجا

جائے گا۔ امام ربانی قدس سرہ کا قول ہے کہ زندہ کر کے حیوانات کی طرح حساب لیکر ان کو ختم کر دیا جائے گا واللہ اعلم علمہ اتم واحکم
یعنی بالکل فنا اور محض لاشے کر دینا پہاڑوں کے رہنے والوں کو (جن کو کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی) آخرت میں زندہ
کرنے اور حساب کے بعد ۱۲

جیسا کہ اشعری کے مذہب سے لازم آتا ہے جیسا کہ جنت و دوزخ کے درمیان واسطہ کے قائل ہونے کے باعث، پس
حق وہی ہے جو مجھے الہام ہوا کہ قیامت کے دن محاسبہ کی تکمیل کے بعد اس کو معدوم کر دیا جائے گا ۱۲
اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ امام اشعری سے صراحتاً منقول نہیں ہے لیکن ان کے مذہب سے لازم آتا ہے اور وہ
ہے عقل کا مستقل نہ ہونا ان کے نزدیک مطلقاً، اس کے باوجود کہ وہ واسطہ کے قائل نہیں ہیں ۱۲

ان دونوں گروہوں کا بیان سورہ کہف کے آخر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ يٰۤا جُوۤجَ وَمَا جُوۤجَ
مُفْسِدُوۡنَ فِی الْاَرْضِ الْخِ (بے شک یا جوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں الخ) اہل تاریخ نے کہا ہے
وہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ۱۲

قولہ رُوَسَّامِجِ ہے رئیس کی اور کَفْرَةَ (پہلے دونوں حرفوں پر زبر) جمع ہے کافر کی یعنی ہندو کافروں کے بڑے بزرگ ۱۲
یعنی وقال فرعون يٰۤا يٰۤهٰهَا الْمَلٰٓئِمٰٓ مَا عَلِمْتُمُ الْخِ فرعون نے کہا: اے سردارو! میں نہیں جانتا کہ میرے علاوہ بھی
تمہارا کوئی معبود ہے) یہ آیت ۳۸ سورہ قصص پارہ بیس میں واقع ہے ۱۲

یعنی فرعون نے کہا: اے موسیٰ! اگر تو میرے علاوہ کسی اور کو معبود بنائے گا تو تجھے میں قید میں ڈال دوں گا۔ یہ آیت
۲۹ سورہ شعرا پارہ انیس میں واقع ہے ۱۲

یعنی اور دوسرے پیغمبر نے بھی اس قوم یا بستی والوں سے ایسا ہی معاملہ کیا ہو جیسا کہ پہلے پیغمبر نے کیا تھا، صانع
جل شانہ کی معرفت کی دعوت اور اللہ تعالیٰ کے غیر کی عبادت سے روکنا، اور ان لوگوں نے اس نبی کے ساتھ اسی
طرح کیا ہو جیسا کہ ان سے پہلوں نے کیا تھا، اور اسی طرح ہوتا رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ۱۲

یعنی اور اس کلمہ (توحید) کو اس لئے (ان کے) پیچھے باقی رکھا کہ شاید وہ (حق کی طرف) رجوع کر آئیں ۱۲
معارضہ مناظرہ کی اصطلاح میں مخالف کی دلیل کے مقابلہ میں دلیل قائم کرنا ۱۲

شاہق جبل: وہ شخص جو پہاڑ کی بلندی پر سکونت رکھتا ہو اور اس کو (کسی نبی کی) دعوت نہ پہنچی ہو ۱۲
یعنی سرکشی اور الوہیت کے دعوے کے باوجود دوزخ میں نہ جائیں اس طرح کی بات کو نہ عقل سلیم ہی تسلیم کرتی ہے اور
نہ کشف صحیح اسکی تائید کرتا ہے کیونکہ ہم ان میں سے بعض سرکشوں کو دوزخ کے وسط میں دیکھتے ہیں ۱۲
یعنی جب متواتر منقول نہ ہو تو معلوم ہو گیا کہ ہندوستان کی زمین میں انبیاء مبعوث نہیں ہوئے ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

☆ منعم حق تعالیٰ ۱۲ اللہ تعالیٰ ۱۲ ☆ کو کجا ۱۲ کہاں ۱۲ ☆ مکافات معاوضہ ۱۲ بدلہ ۱۲

☆ بزرگواران انبیاء ۱۲ نبی کی جمع ہے ۱۲ ☆ قَدُ مَا پیشین ۱۲ قدیم کی جمع، پہلے لوگ ۱۲ ☆ کہ کدام

کس ۱۲ کون شخص ۱۲ ☆ مہند راہ یا بندہ ۱۲ راستہ پالینے والا ۱۲ ☆ کائنات موجودات ۱۲ موجودات

☆ دہر زمانہ ۱۲ زمانہ ☆ ساطع بلند ۱۲ روشن ۱۲ ☆ معزول بے کار ۱۲ بے کار ☆ الما ترید یہ

..... ما ترید محلة من سمرقند ۱۲ سمرقند کا ایک محلہ ہے ما ترید ۱۲ ☆ العذاب یعنی عذاب الآخرة ۱۲ یعنی آخرت کا عذاب

۱۲ ☆ شایق جبل..... باشندہ سرکوه ۱۲..... پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والا ۱۲ ☆ عابدِ صنم..... پرستندہ بت ۱۲..... بت پوجنے والا
۱۲ ☆ مُخَلَّد..... دائم ۱۲..... ہمیشہ ۱۲

﴿ص ۷۱﴾ ☆ دو واسطہ..... یعنی محلیکہ انسان دایما اندران باشد ۱۲..... یعنی ایسی جگہ جسکے اندر انسان ہمیشہ رہے ۱۲

☆ اصحاب..... زیرا کہ ۱۲..... کیونکہ ☆ مُسْتَعَصَب..... دشوار ۱۲..... مشکل ۱۲ ☆ و آنچه..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲

☆ صاحب فتوحات..... شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی ۱۲ ☆ نزد این..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ مدید..... دراز ۱۲

..... طویل، لمبی ۱۲ ☆ جَرِیمہ..... گناہ ۱۲..... گناہ ☆ هُوق..... مردم ۱۲..... لوگوں کے حقوق ۱۲ ☆ رنگ..... مانند

۱۲..... مانند ☆ خَلُو..... در بہشت..... بہشت میں ۱۲ ☆ مُخَلَّد..... در دوزخ ۱۲..... دوزخ میں ۱۲ ☆ غریبہ..... نادرہ ۱۲

..... عجیب ۱۲ ☆ چوں..... یا ذر منام و خواب ۱۲..... یا نیند اور خواب میں ۱۲ ☆ مُخَضَّر انبیاء..... در واقعہ از واقعات ۱۲

..... واقعات میں سے ایک واقعہ میں ۱۲ ☆ عرضہ..... پیش ۱۲..... سامنے، خدمت میں ۱۲ ☆ حکم کنندہ..... علماء ماترید یہ ۱۲

☆ رَأْفَت..... شفقت ۱۲..... مہربانی ۱۲ ☆ رحمت..... مہربانی ۱۲ ☆ منوط..... معلق ۱۲..... لٹکا ہوا ۱۲

☆ اگر چہ..... اشارت است با ولویت اعتبار جمعیت والدین یا یکے از ایشان ۱۲..... اشارہ ہے والدین کی جمعیت کے اعتبار

اولویت کے ساتھ ان میں سے ایک سے ۱۲

﴿ص ۷۲﴾ ☆ فُتْرَت..... انقطاع ۱۲..... سلسلہ کٹ جانا ۱۲ ☆ رنگ..... مانند ۱۲..... مانند ۱۲ ☆ رنگ..... رنگ

☆ نگر ویدہ..... یعنی باو ایمان نہ آوردہ ۱۲..... یعنی اس پر ایمان نہیں لایا ہے ۱۲ ☆ بلا و ہند نماید..... کہ در ان انوار انبیا

میآید ۱۲..... کہ وہاں انبیا کے انوار پائے جاتے ہیں ۱۲ ☆ و آنچه..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ ہمہ..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے

۱۲ ☆ مقبَس..... گرفتہ شدہ ۱۲..... اخذ کیا ہوا، حاصل کیا ہوا ۱۲ ☆ مشکوٰۃ..... سینہ ۱۲..... چراغدان (سینہ) ☆ صفات

ثبوتیہ..... چنانکہ سمع و بصر و قدرت و ارادہ و تکلم وغیرہ ۱۲..... جیسا کہ سنا، دیکھا، طاقت، ارادہ اور کلام کرنا وغیرہ ۱۲

☆ تقدیسات..... از ہر عیب و نقصان ۱۲..... ہر عیب اور نقص سے پاک ۱۲ ☆ ایں بزرگواران..... پیغامبران ۱۲

☆ ملوث..... الودہ ۱۲..... لتھرا ہوا ۱۲ ☆ باین دولت..... علم بوجہ حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا علم ۱۲

☆ مُہجَد..... راہ یا بندہ ۱۲..... راہ پانے والا ۱۲ ☆ بالوہیت..... الہ و معبود بودن ۱۲..... الہ اور معبود ہونا ۱۲ ☆ الہی

..... معبودے ۱۲..... ایک معبود ۱۲ ☆ بعضے..... رؤسائے کفار ۱۲..... کافروں کے رئیس ۱۲ ☆ قُبْح اوعاء..... زشتی دعوے

۱۲..... برائی کا دعویٰ ۱۲ ☆ اطلاع یافتہ..... وقوف و آگہی ۱۲..... واقفیت اور اطلاع ۱۲ ☆ تَسْتُر..... پوشیدہ شدن و در

پردہ بودن ۱۲..... پوشیدہ ہونا اور پردے میں ہونا ۱۲ ☆ حال..... نزول کنندہ ۱۲..... اترنے والا ۱۲ ☆ ساری..... در روندہ

و ہمہ اجزائے چیزے سرایت کنندہ ۱۲..... کسی چیز کے کل اجزا میں پہنچ جانے والا اور سرایت کرنے والا ۱۲

﴿ص ۷۳﴾ ☆ چہت تَوَفَّر..... یعنی بسبب کثرت اسباب نقل ۱۲..... یعنی نقل کے کثیر اسباب کی وجہ سے ۱۲ ☆ جَوَاثِر..... بقیہ ۱۲

..... یقین کے ساتھ ۱۲ ☆ میکشت..... کہ مجال انکار نما ۱۲..... کیونکہ مجال انکار نہیں ہے ۱۲ ☆ قریہ..... وہ ۱۲..... بستی ۱۲

☆ بلدہ..... شہر ۱۲..... شہر ☆ تھلیل..... ضلالت و گمراہی نسبت نمودن ۱۲..... ضلالت و گمراہی کی نسبت ہونا ۱۲ ☆ تجہیل

..... بجات و نادانی نسبت نمودن ۱۲..... جہالت و نادانی کی نسبت ہونا ۱۲ ☆ کفار حالانکہ ۱۲..... حالانکہ کافر لوگ ۱۲
 ☆ کہ کد ام کس ۱۲..... کون شخص ۱۲ ☆ مگر الفاظ جواب دیگر ۱۲..... دوسرا جواب ۱۲ ☆ پیغمبری یاے معروف
 ۱۲..... یا معروف پڑھی جائے گی ۱۲ ☆ بواسطہ یعنی بسبب عموم نبوت آنحضرت و شمول آن ہمہ را ۱۲..... آن حضرت ﷺ کی
 نبوت سب کو عام و شامل ہونے کے سبب ۱۲ ☆ آسانی نامہا ۱۲..... اہل ہند کے نام ۱۲ ☆ ایشان اہل ہند ۱۲
 ہندوستان والے ۱۲ ☆ اینہا اہل ہند ۱۲..... ہندو لوگ ۱۲ ☆ تہذیب سرکشی کردن ۱۲..... سرکشی کرنا ۱۲
 ☆ اُلُوہیت الہ و معبود بودن ۱۲..... الہ اور معبود ہونا ۱۲ ☆ نشود چنانکہ مذہب اشعری است ۱۲..... جیسا کہ اشعری
 کا مذہب ہے ۱۲

دوسو ساٹھواں مکتوب (۲۶۰)

حقائق آگاہ، معارف دستگاہ، مظہر فیض الہی، منبع رحمت نامتناہی مخدوم زادہ میاں شیخ محمد صادق سلمہ اللہ تعالیٰ کی
 طرف صادر فرمایا..... اس طریقے کے بیان میں جس سے آپ کو ممتاز کیا گیا ہے۔ جو تینوں ولایتوں کی تربیت
 کرنے والوں کے ضمناً بیان میں ہے جس میں، ایک ولایت صغریٰ جو ولایت اولیا ہے اور (دوسری) ولایت کبریٰ جو
 ولایت انبیا ہے اور (تیسری) ولایت علیا جو ولایت ملا اعلیٰ ہے۔ اور یہ بیان ہر قسم کی ولایت پر نبوت کی افضلیت
 ہونے پر مشتمل ہے۔ اور لطائف عشرہ انسانی کے بیان میں کہ ان میں سے پانچ عالم امر سے متعلق ہیں اور دوسرے پانچ
 عالم خلق سے جو کہ نفس اور عناصر اربعہ ہیں اور ہر کمال کی خصوصیت جو ان لطائف میں سے ہر ایک کے ساتھ مخصوص ہیں
 اور عالم امر پر عالم خلق کی افضلیت کے بیان میں مع ان کمالات کے جو عنصر خاکی سے مخصوص ہیں اور عجیب و غریب علوم و
 معارف کے بیان میں جو ہر مقام کے مناسب ہیں اور ان جیسی اور باتوں کے بیان میں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
 سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰیہِمْ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ اَلطَّاهِرِیْنَ (شروع اللہ تعالیٰ کے نام
 سے جو نہایت مہربان اور بڑا رحم والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور سید
 المرسلین اور آپ کے آل و اصحاب پر صلوة و سلام ہو)..... اے فرزند! اللہ تعالیٰ سبحانہ تم کو سعادتمند کرے،
 جاننا چاہیے کہ عالم امر کے پانچ لطائف ہیں: قلب روح، سر، خفی اور اخفی، جو انسانی عالم صغیر کے اجزا ہیں، ان کے
 اصول عالم کبیر میں ہیں، جس طرح عناصر اربعہ جو کہ انسان کے اجزا ہیں اور اپنے اصول عالم کبیر میں رکھتے ہیں
 اور ان پنجگانہ لطائف کے اصول کا ظہور عرش کے اوپر ہے جو لامکانیت سے موصوف ہے، یہی وجہ ہے کہ عالم امر کو لا
 مکانی کہتے ہیں..... دائرہ امکان (تمام ممکنات) خواہ وہ خلق ہو یا امر، خواہ وہ صغیر ہو یا کبیر، ان اصول کی
 نہایت تک تمام ہو جاتا ہے اور عدم کا وجود سے ملنا جو امکان کا منشا ہے اس مقام میں انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اور جب
 سالک رشید محمدی المشرّب عالم امر کے پنجگانہ لطائف کو ترتیب وار طے کر کے ان کے اصول میں جو کہ عالم کبیر میں

ہیں سیر کرتا ہے۔ اور بلند فطرتی بلکہ محض فضل خداوندی جل شانہ سے ان سب کو ترتیب اور تفصیل کے ساتھ طے کر کے ان کے اخیر نقطے تک پہنچتا ہے تو اس وقت وہ دائرہ امکان کو سیرالی اللہ کے ساتھ تمام کر لیتا ہے اور فنا کے اسم کا اطلاق اپنے اوپر حاصل کر کے ولایت صغریٰ میں جو کہ ولایت اولیا ہے سیر شروع کرتا ہے۔

..... اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ و تقدس کے اسمائے وجوبی کے ظلال میں جو حقیقت میں عالم کبیر کے ان پنجگانہ لطائف کے اصول ہیں اور جن میں عدم کی کچھ آمیزش نہیں ہے سیر واقع ہو جائے اور ان سب کو اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کے فضل سے سیر فی اللہ کے طریق سے طے کر کے ان کی نہایت تک پہنچ جائے تو وہ اسمائے وجوبی کے ظلال کے دائرے کو بھی پورا کر لیتا ہے اور اللہ جل سلطانہ کے اسماء و صفات واجبہ کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے..... ولایت صغریٰ کے عروج کی نہایت یہیں تک ہے۔ اس مقام میں حقیقت فنا کا آغاز متحقق ہوتا ہے اور ولایت کبریٰ کی ابتدا میں جو کہ ولایت انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات ہے قدم رکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ یہ دائرہ ظل، انبیائے کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوٰة والسلام کے علاوہ تمام مخلوقات کے مبادی تعینات کو شامل ہے اور ہر ایک اسم کا ظل کسی نہ کسی شخص کا مبداء تعین ہے یہاں تک کہ حضرت صدیق ؓ جو انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کے بعد افضل البشر ہیں ان کا مبداء تعین اس دائرہ کے اوپر نقطہ فوق ہے۔

اور یہ جو (بعض مشائخ نے) کہا ہے کہ جب سالک اس اسم تک جو اس کا مبداء تعین ہے پہنچ جاتا ہے تو اس وقت سیرالی اللہ کو تمام کر لیتا ہے اس اسم سے مراد اسم الہی جل شانہ کا ظل جاننا چاہیے اور وہ اس اسم کی جزئیات میں سے ایک جزئی ہے نہ کہ اس اسم کی اصل، اور یہ دائرہ ظل حقیقت میں اسماء و صفات کے مرتبہ کی تفصیل ہے..... مثلاً علم ایک حقیقی صفت ہے جس کی بہت سی جزئیات ہیں اور ان جزئیات کی تفصیل اس صفت کے ظلال ہیں جو اجمال کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور اس صفت کی ہر ایک جزئی انبیائے کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوٰت و السلام کے علاوہ باقی اشخاص میں سے کسی نہ کسی شخص کی حقیقت ہے، اور انبیاء و ملائکہ کے مبادی تعینات ان ظلال کے اصول یعنی ان مفصلہ جزئیات کی کلیات ہیں..... مثلاً صفت العلم اور صفت القدرة اور صفت الارادہ وغیرہ اور بہت سے اشخاص ایک صفت میں جو کہ ان کا مبداء تعین ہے مختلف اعتبارات کے لحاظ سے باہم شرکت رکھتے ہیں۔ مثلاً حضرت خاتم الرسل کا مبداء تعین شان العلم ہے اور یہی صفت العلم ایک (خاص) اعتبار سے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰت و التسلیمات کا مبداء تعین ہے اور نیز یہی صفت ایک (اور خاص) اعتبار سے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰت و التسلیمات کا مبداء تعین ہے۔ اور ان اعتبارات کے تعین کا ذکر خواجہ محمد اشرف کے مکتوب (۲۵۱) میں ہو چکا ہے۔

اور یہ جو بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ حقیقت محمدی تعین اول ہے جو حضرت اجمال ہے اور وحدت کے نام سے مسما ہے..... ان کی مراد جو کچھ اس فقیر پر ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ دائرہ ظل کا مرکز یہی ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ اَعْلَمُ (اور اللہ سبحانہ ہی جانتا ہے)..... اس دائرہ ظل کو تعین اول خیال کیا ہے اور اس کے

مرکز کو اجمال جانتے ہوئے وحدت کا نام لیا ہے، اور اس مرکز کی تفصیل کو جو اس دائرہ کا محیط ہے واحدیت گمان کیا ہے، اور دائرہ ظل کے مقام سے اوپر جو اسماء و صفات کا دائرہ ہے ذات بے چون جو تعین سے مبرا ہے تصور کیا ہے، کیونکہ صفت کو انہوں نے عین ذات کہا ہے اور ذات پر زائد نہیں جانا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے..... بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس دائرہ ظل کا مرکز دائرہ فوق کے مرکز کا ظل ہے جو کہ دائرہ ظل کی اصل ہے اور اسماء و صفات شیون و اعتبارات کے دائرہ سے موسوم ہے یہ حقیقت میں حقیقت محمدی اسی دائرہ اصل کا مرکز ہے جو اسماء و شیونات کا اجمال ہے اور اس دائرہ میں ان اسماء و صفات کی تفصیل واحدیت کا مرتبہ ہے اور ظلال اسماء کے مرتبہ میں وحدت اور واحدیت کا اطلاق کرنا ظل کو اصل کے مشابہ سمجھنے پر مبنی ہے، اور سیر فی اللہ کا اطلاق بھی اس مقام میں اسی قسم سے ہے۔

کیونکہ وہ سیر فی الحقیقت سیر الی اللہ میں داخل ہے۔ اسی طرح ہے۔ اس کے بعد اگر اسماء و صفات کے دائرہ میں جو کہ اس دائرہ ظل کا اصل ہے سیر فی اللہ کے طریق پر عروج واقع ہو جائے تو وہاں ولایت کبریٰ کے کمالات شروع ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ولایت کبریٰ (بلا واسطہ اصلی طور پر) انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی پیروی کے باعث ان کے اصحاب کرام بھی اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں، اس دائرہ کے نیچے کا نصف حصہ اسماء و صفات زائدہ کو متضمن ہے اور اس کا نصف بالائی حصہ شیون و اعتبارات ذاتیہ پر مشتمل ہے۔ عالم امر کے پنجگانہ (لطائف و مراتب) کے عروج کی انتہا اسماء و شیونات کے دائرہ کی نہایت تک ہے اس کے بعد اگر محض فضل ایزدی جل شانہ سے مقام صفات و شیونات پر ترقی واقع ہو جائے تو ان کے اصول کے دائرہ میں سیر واقع ہوگی۔ اور اس دائرہ اصول سے گزرنے کے بعد ان اصول کے اصول کا دائرہ ہے اس دائرہ کے طے کرنے کے بعد دائرہ فوق سے ایک قوس (نصف دائرہ کے ماند) ظاہر ہوگی اس کو بھی قطع کرنا پڑتا ہے۔ اور چونکہ اس دائرہ فوق سے قوس کے علاوہ اور کچھ ظاہر نہیں ہو اس لئے اسی قوس پر بس کیا گیا..... شاید اس جگہ کوئی راز ہو گا جس پر (عالم غیب سے) اطلاع نہیں بخشی گئی..... اور اسماء و صفات کے یہ اصول سہ گانہ جو مذکور ہوئے حضرت تعالیٰ و تقدس میں محض اعتبارات ہیں جو کہ صفات و شیونات کے مبادی ہو گئے ہیں۔ ان اصول سہ گانہ کے کمالات کا حاصل ہونا نفس مطمئنہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس (نفس) کو اس مقام میں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور اسی مقام میں شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں نفس مطمئنہ صدارت کے تخت پر جلوس فرماتا ہے اور مقام رضا پر ترقی کرتا ہے۔ یہ مقام ولایت کبریٰ کی انتہا کا مقام ہے جو ولایت انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کا مقام ہے۔

جب اس فقیر کی سیر یہاں تک ہو چکی تو وہم و خیال میں آیا کہ سب کام مکمل ہو چکا ہے (اتنے میں عالم غیب سے) ندا آئی کہ ”یہ سب کچھ اسم ظاہر کی تفصیل تھی جو کہ پرواز کے لئے ایک بازو ہے، اور اسم باطن کی سیر ابھی باقی ہے جو کہ عالم قدس کی طرف پرواز کرنے کے لئے دوسرا بازو ہے، اور جب تو اس کو بھی مفصل طور پر انجام دیدے گا

تو اس وقت تجھے پرواز کے لئے دوبارہ عطا ہوں گے۔ اور جب اللہ سبحانہ کی عنایت سے اسم باطن کی سیر بھی انجام پا چکی تو دوبارہ میسر ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہم کو اس کی ہدایت بخشی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ بخشا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے، بیشک ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے ہیں) (اعراف، ۷، آیت ۴۳)

اے فرزند! اسم باطن کی سیر کی نسبت کیا لکھا جائے۔ اس سیر کا حال استتار و تبطن (در پردہ رہنے) ہی کے مناسب ہے۔ البتہ اس مقام کے متعلق صرف اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ اسم ظاہر کی سیر صفات میں ہے بغیر اس بات کے کہ اس کے ضمن میں ذات تعالیٰ و تقدس ملحوظ ہو، اور اسم باطن کی سیر بھی اگرچہ اسماء میں ہے۔ لیکن اس کے ضمن میں ذات تعالیٰ ملحوظ ہے اور یہ اسماء ڈھالوں (سپر) کے مانند ہیں جو حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے حجابات ہیں..... مثلاً صفت علم میں ذات تعالیٰ ہرگز ملحوظ نہیں ہے لیکن اس کے اسم علیم میں ذات تعالیٰ صفت کے پردہ میں ملحوظ ہے کیونکہ علیم ایک ذات ہے جس کی صفت علم ہے پس علم کی سیر اسم ظاہر کی سیر ہے اور علیم کی سیر اسم باطن کی سیر ہے۔ باقی تمام صفات و اسماء کا حال بھی اسی پر قیاس کریں..... یہ اسماء جو اسم باطن سے تعلق رکھتے ہیں ملائکہ ملائعہ اعلیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰت والتحیات کے تعینات کے مبادی ہیں، اور ان اسماء میں سیر کا آغاز کرنا ولایت علیا میں قدم رکھنا ہے جو کہ ملائعہ اعلیٰ کی ولایت ہے..... اور اسم ظاہر و اسم باطن کے بیان میں جو علم اور علیم کے درمیان فرق ظاہر کیا گیا ہے تم اس فرق کو تھوڑا نہ سمجھو اور نہ یہ کہو کہ علم سے علیم تک بہت کم راستہ ہے، بلکہ وہ فرق ایسا ہے جیسا کہ مرکز زمین سے محدب (سطح) عرش کے درمیان ہے نیز اس فرق کی نسبت ایسی ہے جیسے قطرہ کو دریائے محیط کی نسبت کا فرق ہے، کہنے کو تو یہ نزدیک ہے لیکن حاصل ہونے میں بہت دور ہے۔ اور ان مقامات کا ذکر جو مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے وہ بھی اسی قسم سے ہے..... مثلاً کہا گیا ہے کہ ہنجانہ (لطائف و مراتب) عالم امر کو طے کر کے ان کے اصول میں سیر کرے تاکہ دائرہ امکان تمام ہو جائے، اس مختصر سی عبارت میں سیر الی اللہ کا پوری طرح ذکر آ گیا ہے، لیکن اس سیر کے حاصل ہونے میں پچاس ہزار سالہ راہ کی مدت کا اندازہ کیا گیا ہے۔: آیہ کریمہ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (معارج، ۷۰، آیت ۴) (فرشتے اور روح اس کی جانب ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے) اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل سلطانہ کی عنایت کے جذب و کشش سے کوئی بعید نہیں کہ اس مدت دراز کے کام کو طرفہ العین (آنکھ جھپکنے) میں میسر کر دے۔ ع

با کریموں کا رہا دشوار نیست

(کریموں پر نہیں ہیں کام دشوار)

اور اسی طرح سے یہ جو کہا گیا ہے کہ دائرہ اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کو طے کر کے ان کے اصول

میں سیر کرے، تمام اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کا طے کرنا کہنے میں تو آسان ہے لیکن طے کرنے میں بہت مشکل ہے۔ اور مشائخ نے اس سیر کو طے کرنے کی دشواری کے متعلق فرمایا ہے کہ مَنَازِلُ الْوُصُولِ لَا تَنْقَطِعُ أَبَدًا الْأَبَدِيْنَ (وصول کی منزلیں ابد الابد تک کبھی ختم نہیں ہوتیں..... اور مشائخ نے ان مراتب کی سیر کے پورا ہونے کو ناممکن سمجھا ہے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں بمر و تشنه مستقی و دریا ہچناں باقی
(نہ اس کے حسن کی حد ہے نہ سعدی کا سخن آخر مرے پیاسا ہی مستقی مگر دریا رہے جاری)

یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ وصول (الی اللہ) کے مراتب کا انقطاع تجلیات ذاتیہ کے اعتبار سے کہا گیا ہے نہ کہ تجلیات صفاتیہ کے اعتبار سے، اور (مشائخ نے) حسن سے مراد حسن ذاتی قرار دیا ہے۔ نہ کہ حسن صفاتی، کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ تجلیات ذاتیہ شیون و اعتبار کے ملاحظہ کے بغیر نہیں ہیں اور وہ حسن ذاتی صفات جمالیہ کے روپوش (حجاب) کے بغیر نہیں ہے کیونکہ اس مقام میں ان روپوشوں کے بغیر گفتگو کی مجال نہیں ہے۔ مَن عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانَهُ (جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہو گئی)..... اور تجلی ایک قسم کی ظلیت چاہتی ہے لہذا اس مقام میں شیون کے ملاحظہ کے بغیر چارہ نہیں۔ پس وہ منازل وصول اور مراتب حسن اسی اسماء و شیونات کے دائرہ میں داخل ہیں جس کا انقطاع (طے کرنا ان) (مشائخ) کے نزدیک دشوار ہے۔ لیکن وہ امر جو اس درویش پر ظاہر کیا گیا وہ تجلیات و ظہورات سے ماوراء (بالا تر) ہے، خواہ وہ تجلیات ذاتی ہوں یا صفاتی اور حسن و جمال سے وراہ ہیں، خواہ وہ حسن ذاتی ہو یا صفاتی؟..... مختصر یہ کہ مطالب بلند اور مقاصد ارجمند کے موتیوں کو مختصر طور پر عبارات کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اور دریائے بیکراں کو چند کوزوں میں بھر دیا ہے۔ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَاصِرِينَ (پس کم ہمت نہ ہو)

اب ہم اصل مطلب کی طرف آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسم ظاہر اور اسم باطن کے دونوں بازوؤں کے حصول کے بعد جب (اس فقیر کو) پرواز میسر ہوئی اور عروجات واقع ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ ترقیاں اصالت کے طور پر عنصر ناری کے نصیب ہیں اور عنصر ہوائی اور عنصر آبی کے ملائکہ کرام علی نبینا علیہم الصلوٰات والتسلیمات کو بھی ان سے گانہ عناصر سے حصہ ملا ہے۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ کہ بعض ملائکہ آتش اور برف کی مخلوق ہیں اور ان کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ النَّارِ وَالتَّلْجِ (تعریف ہے اس ذات کی جس نے آگ اور برف کو جمع کر دیا) (یعنی ملائکہ کو آتش اور برف کو ملا کر مخلوق کیا)..... اور اس سیر کے دوران ایک واقعہ پیش آیا کہ گویا میں ایک راستہ پر جا رہا ہوں اور چلتے چلتے تھک گیا ہوں۔ چوب اور عصا کی آرزو پیدا ہوئی کہ شاید ان کی مدد سے (بقیہ) راہ طے کر سکوں لیکن میسر نہیں ہوئی اور ہر خس و خاشاک پر ہاتھ ڈالتا ہوں تاکہ راستہ کی تقویت کا باعث ہو لیکن راستہ طے کرنے کے بغیر بھی چارہ نہیں ہے۔ اور جب کچھ مدت اسی حال میں سیر کی تو ایک فنائے شہر (شہر کی حدود) ظاہر ہوا۔ اس فنا کی مسافت طے کرنے کے بعد شہر میں داخل ہوا۔ (اس وقت) مجھ کو مطلع کیا گیا کہ اس شہر سے مراد تعین

اول ہے جو تمام اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے مراتب کا جامع ہے۔ اور نیز ان مراتب کے اصول اور ان کے اصول کے اصول کا جامع ہے اور اعتبارات ذاتیہ کا منتہا ہے جن کے درمیان تمیز کرنا علم حصول کے مناسب ہے، اس کے بعد اگر سیر نصیب ہو تو وہ علم حضوری کے مناسب ہوگی۔

اے فرزند! علم حصولی اور علم حضوری کا اطلاق حضرت جل سلطانہ کے ہاں بطور تشبیہ و تمثیل (مشابہ اور مثال) و تنظیر (نظیر) کے اعتبار سے ہے (نہ کہ حقیقت کی رو سے) کیونکہ وہ صفات جن کا وجود ذات تعالیٰ و تقدس کی ذات کے وجود پر زائد ہے ان کا علم حصولی کے مناسب ہے اور وہ اعتبارات ذاتیہ جن کا ذات تعالیٰ و تقدس پر زائد ہونا ہرگز متصور نہیں ہے۔ ان کا علم حصولی کے مناسب ہے ورنہ وہاں سوائے اس تعلق کے جو علم کو اپنے معلوم سے ہے اس امر کے بغیر کہ معلوم سے اس میں کیا حاصل ہوتا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ پس سمجھ لیجئے۔

اور یہ تعین اول اشارہ ہے اس جامع شہر کا جو تمام انبیائے کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوٰت و التسلیمات کی تمام ولایات کا جامع ہے اور ولایت علیا کی منتہا ہے۔ جو اصالۃ ملاء اعلیٰ کے ساتھ مخصوص ہے..... اس مقام میں یہ ملاحظہ کیا گیا کہ آیا یہ تعین اول حقیقت محمدی ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی وہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اور اس کو تعین اول اس اعتبار سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے جامع ہونے کے اعتبار سے اس تعین اول کے ظل کا مرکز ہے، اور وہ سیر جو اس شہر سے اوپر واقع ہو وہ کمالات نبوت کی ابتدا ہے جن کا حصول انبیاء علیہم الصلوٰت و التحیات کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ کمالات مقام نبوت سے ناشی (پیدا) ہوئے ہیں اور انبیاء کے کامل تابعداروں کو بھی ان کی پیروی کے طفیل ان کمالات میں سے کچھ حصہ حاصل ہے، اور لطائف انسانی کے درمیان عنصر خاکی کو بھی اصالت کے طور پر ان کمالات کا کافی حصہ حاصل ہے۔ اور تمام اجزائے انسانی خواہ وہ عالم امر سے ہوں یا عالم خلق سے سب کے سب اس مقام میں اسی عنصر پاک کے تابع ہیں اور اس کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں، اور چونکہ یہ عنصر بشر کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے لازمی طور پر ”خواص بشر“ خواص ملائکہ سے افضل ہو گئے کیونکہ جو کچھ اس عنصر کو میسر ہوا ہے کسی کو بھی میسر نہیں ہوا۔ اور دُؤ (نزدیک ہونا) کے بعد تَدَلُّی (قریب ہونا) کی حقیقت اس مقام میں ظاہر ہوئی اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنٰی (نجم، ۵۳، آیت، ۹) (دو کمانوں کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم) کاراز بھی اسی مقام پر منکشف ہوتا ہے۔ اور اس سیر میں معلوم ہوتا ہے کہ تمام ولایتوں کے کمالات خواہ وہ ولایت صغریٰ ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا سب کے سب مقام نبوت کے کمالات کے ظلال ہیں اور وہ تمام کمالات خاص ان کمالات کی حقیقت کے لئے شیخ اور مثال کی طرح ہیں..... اور روشن ہو جاتا ہے کہ اس سیر کے ضمن میں ایک نقطے کا قطع کرنا مقام ولایت کے تمام کمالات کو طے کرنے سے زیادہ ہے۔ لہذا قیاس کرنا چاہیے کہ ان تمام کمالات کو سابقہ تمام کمالات کے ساتھ کیا نسبت ہوگی دریا ئے بیکراں کو بھی ایک قطرہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ نسبت ہوتی ہے (لیکن) یہاں تو یہ نسبت بھی مفقود ہے مگر ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ مقام نبوت کو مقام ولایت کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسی کہ غیر متناہی کو متناہی کے ساتھ ہے

..... سبحان اللہ! کوئی بے وقوف جاہل اس راز کے بارے میں کہتا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور دوسرا (جاہل) اس معاملہ کی ناواقفیت کی وجہ سے اس کی توجیہ میں کہتا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے: كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ (کہف ۱۸، آیت ۵) (کتنی بری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے)..... اور جب اللہ سبحانہ کی عنایت اور اس کے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیمات کے طفیل سے اس سیر کو بھی انجام تک پہنچایا تو مشہور ہوا کہ اگر بالفرض اس سیر میں دوسرا قدم بڑھائے تو وہ عدم محض میں پڑے گا کیونکہ اس سے آگے عدم محض کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اے فرزند! اس ماجرا سے تم اس وہم میں نہ پڑ جانا کہ عنقا شکار ہو گیا اور سیرغ دام میں پھنس گیا۔
 عنقا شکار کس نشود دام باز چیں کا بنجا ہمیشہ باد بدست است دام را
 (اٹھا لے جال ، شکار عنقا محال بس یہاں جال کا یہی ہے مال)
 کیونکہ وہ سبحانہ تعالیٰ وراء الوراہ ثم وراء الوراہ ثم وراء الوراہ ہے۔

ہنوز ایوان استغنا بلند است مرا فکرے رسیدن نا پسند است
 (قصر استغنا تو اونچا ہے ہنوز سخت مشکل واں پہنچنا ہے ہنوز)

وہ وراثت (بلند سے بلند تر درجہ) حجابات کے وجود کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ تمام حجابات اٹھ چکے ہیں بلکہ وہ وراثت عظمت و کبریائی کے ثبوت کے اعتبار سے ہے جو ادراک و فہم کے مانع اور وجدان کے منافی ہے، کیونکہ وہ سبحانہ وجود میں اقرب ہے اور وجدان سے دور ہے..... ہاں بعض کامل مراد والوں کو انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے طفیل عظمت و کبریائی کے پردوں میں جگہ دی جاتی ہے اور ان کو بارگاہ کا محرم بنا دیا جاتا ہے۔ فَعُوْبِلَ مَعَهُمْ مَا عُوْبِلَ مَعَهُمْ (پس ان کے ساتھ جو معاملہ ہوا سو ہوا)

اے فرزند! یہ معاملہ انسان کی اس ہیئت وحدانی سے مخصوص ہے جو کہ عالم خلق و عالم امر کے مجموعہ سے پیدا ہوئی ہے، اس طرح ہے کہ اس مقام میں بھی سب کارئیں (سردار) ”عنصر خاک“ ہے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے: لَيْسَ وَرَاءَهُ إِلَّا الْعَدَمُ الْمَحْضُ (اس کے اوپر سوائے عدم محض کے کچھ نہیں ہے) وہ اس لئے کہا ہے کہ وجود خارجی اور وجود علمی کے مراتب تمام ہونے کے بعد عدم کا حاصل ہونا ہے۔ جو اس (وجود) کی نقیض ہے اور اللہ سبحانہ کی ذات اس وجود و عدم سے وراء ہے جس طرح عدم کو وہاں راہ نہیں ہے اسی طرح وجود کی بھی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ وہ وجود جس کی نقیض عدم پر مبنی ہو وہ اس بارگاہ جل سلطانہ کی شایان شان نہیں ہے۔ اور اگر اس مرتبہ میں وجود کا اطلاق عبارت کی تنگی کی وجہ سے کریں (تو اس سے مراد وہ وجود ہوگا) جس کی نقیض بننے کی عدم کو مجال نہیں ہے..... اور جو کچھ اس فقیر نے اپنے بعض مکاتیب میں لکھا ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی حقیقت ”وجود محض“ ہے وہ اس معاملہ کی حقیقت تک اپنی نارسائی کے باعث لکھا گیا ہے اور وہ بعض معارف جو توحید و جود و غیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ بھی اسی قسم سے ہیں (ان کا سر بھی عدم اطلاع کی وجہ ہے) اور جب اس معاملہ کی اصل

حقیقت سے آگاہی ہوگئی تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا اور کہا ہے؛ اس پر نادم ہوا اور استغفار کیا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى (میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ان تمام باتوں سے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو ناپسند ہیں)۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ کمالات نبوت صعود (چڑھنا) کے مراتب میں ہیں۔ اور اسی طرح نبوت کے عروج و جات میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف توجہ ہے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ اکثر لوگوں نے گمان کیا ہے کہ ولایت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف توجہ ہے اور نبوت میں توجہ مخلوق کی طرف۔ اور ولایت، مراتب عروج میں ہے اور نبوت مدارج نزول میں۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ وہم کر لیا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ ہاں ولایت و نبوت دونوں کو عروج و ہبوط حاصل ہے اور دونوں کا رُخ عروج میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف ہے اور ہبوط میں دونوں کا منہ مخلوق کی طرف ہے..... خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبوت ہبوط کے مرتبہ میں کلی طور پر مخلوق کی طرف متوجہ ہے اور ولایت کو ہبوط کے مرتبہ میں مخلوق کی طرف پوری توجہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا باطن حق کی طرف ہے اور اس کا ظاہر مخلوق کی طرف۔ اس کا راز یہ ہے کہ صاحب ولایت نے مقامات عروج کو پوری طرح طے نہیں کیا اور نزول کر لیا ہے، اس لئے لازمی طور پر اس کو فوق کی نگرانی ہر وقت دامنگیر ہے۔ اور کلی طور پر اس کی توجہ خلق کے ساتھ ہونے میں مانع ہے، برخلاف صاحب نبوت کے کہ اس نے عروج کے تمام مقامات طے کر کے ہبوط فرمایا ہے لہذا وہ پورے طور پر مخلوق کو حق جل و علا کی طرف دعوت دینے میں متوجہ ہے..... پس سمجھ لو کہ یہ معرفت شریفہ اور اسی قسم کے دوسرے معارف اس سے پہلے کسی ایک نے بھی بیان نہیں کئے۔

جاننا چاہیے کہ جس طرح مراتب عروج میں عنصر خاک سب سے بالا جاتا ہے اسی طرح منازل ہبوط میں بھی وہ عنصر (خاک) سب سے زیادہ نیچے آجاتا ہے۔ اور کیوں نیچے نہ آئے جبکہ اس کا مکان طبعی سب سے نیچے ہے اور چونکہ وہ (عنصر خاک) سب سے زیادہ نیچے آجاتا ہے اس لئے اس کے صاحب (بشر) کی دعوت اتم ہوتی ہے اور اس کا فائدہ بھی اکمل ہوتا ہے۔

اے فرزند! جان لے کہ چونکہ طریقہ نقشبندیہ میں سیر کی ابتدا قلب سے ہوتی ہے جس کا تعلق عالم امر سے ہے اسی لئے بات کی ابتدا بھی عالم امر سے کی گئی، بخلاف دوسرے مشائخ کرام کے طریقوں کے جو شروع میں تزکیہ نفس کرتے ہیں اور قالب (وجود) کی تطہیر (پاک) فرماتے ہیں۔ اس کے بعد عالم امر میں آتے ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے اس میں عروج کرتے ہیں..... یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی انتہا ان بزرگواروں کی ابتدا میں مندرج ہے اور یہ طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے، کیونکہ ان کو اس سیر کے ضمن میں تزکیہ و تطہیر بوجہ احسن (بہت اچھی طرح) میسر ہو جاتا ہے اور مسافت (راستہ) کوتاہ ہو جاتی ہے، لہذا لازمی طور پر ان بزرگواروں نے عالم خلق کی سیر کو قصد اضائع و بیکار ہی نہیں جانا بلکہ مطلب کے حاصل ہونے میں معضرا و مانع یقین کیا ہے۔ کیونکہ (دوسرے) طریقوں کے سالک جب ریاضات و شاقہ اور مجاہدات شدیدہ اور تزکیہ کے قدم کے ساتھ عالم

خلق کی صورت کے دشت و صحرا طے کرنے کے بعد عالم امر میں سیر شروع کرتے ہیں اور قلبی جذبہ اور روح کے لذتوں میں پڑتے ہیں تو اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ اسی انجذاب میں قناعت کرتے اور اسی لذت پر کفایت کر لیتے ہیں اور اس عالم پر لامکانیت کا گمان ان کو دامنگیر ہو جاتا ہے۔ اور اس عالم کی بے چونی کی آمیزش ان کو حقیقی بے چونی سے باز رکھتی ہے..... شاید اسی مقام پر کسی سالک نے کہا ہے کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھ کر اس کی پرستش کرتا رہا۔ اور دوسرے نے کہا کہ استوائی کاہن اور عرش کے اوپر تنزیہ کا ظہور دقیق و مخفی معارف میں سے ہے۔

اور سابقہ بیان سے معلوم ہو گیا کہ وہ تنزیہ بھی دائرہ امکان میں داخل ہے بلکہ وہ تنزیہ نما ہے اور فی الحقیقت تشبیہ ہے بخلاف اس عالی طریقہ (نقشبندیہ) کے بزرگواروں کے کہ مقام جذب سے شروع کرتے ہیں اور اس کی لذتوں کی مدد سے ترقی کرتے ہیں کیونکہ یہ انجذاب و تلذذ ان (بزرگواروں) کے حق میں ایسا ہے جیسا کہ دوسروں کے حق میں ریاضات و مجاہدات ہوتے ہیں اور جو کچھ دوسروں کے لئے وصول کا مانع ہے وہ ان بزرگوں کے لئے مدد و معاون ہے، وہ عالم امر کی لامکانیت کو عین مکانیت تصور کر کے لامکانی حقیقی کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور اس عالم (عالم امر) کی بے چونی کو عین چون جان کر حقیقی بے چونی کی طرف عروج کرتے ہیں، اس لئے لازمی طور پر دوسروں کی طرح وجد و حال کے رنگ پر مفتوں نہیں ہوتے۔ اور بچوں کی طرح اس راہ (سلوک) کے جوز و مویز پر بیوقوف نہیں بنتے، اور ترہات صوفیہ کی (صوفیوں کی باطل لہو آمیز) باتوں پر خوش نہیں ہوتے۔ اور شطحات مشائخ (مشائخ کی ظاہر خلاف شرع باتوں) پر فخر نہیں کرتے بلکہ احدیت صرف کی طرف متوجہ ہیں اور اسم و صفت سے سوائے ذات مقدس کے کچھ نہیں چاہتے۔

جاننا چاہیے کہ یہ عروج جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے محمدی المشرّب (سالک) کے ساتھ مخصوص ہے جو تام الاستعداد (پوری استعداد والا) ہے اور جو عالم امر کے جواہر خمسہ کے کمالات سے کامل حصہ رکھتا ہے۔ خواہ وہ عالم صغیر سے ہو یا عالم کبیر سے، اسی طرح ان منجگانہ اصول سے جو اسماء و جوبی کے ظلال میں بہت بڑا حصہ رکھتا ہے۔ اور نیز ان ظلال کے اصول سے جو اسماء و صفات سے مقدم ہیں بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور یہ جو میں نے کہا ہے کہ وہ ”تام الاستعداد“ والا ہو کیونکہ بسا اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ (سالک) بظاہر ”محمدی المشرّب“ ہے جو کمالات اخفی سے بھی کہ مراتب (عالم) امر کی انتہا ہے حصہ رکھتا ہے لیکن معاملہ انھی کو انجام تک نہیں پہنچایا (اس لئے اس کی استعداد ناقص ہے) اور وہ اس کا آخری نقطہ انتہا نہیں ہوتا بلکہ وہ ابتدا یا وسط ہی میں رہ جاتا ہے اور جب وہ انھی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے اندازے کے مطابق اصول میں بھی کوتاہی کرے گا اور کام انجام تک نہیں پہنچائے گا اور عالم امر کے باقی چہارگانہ مراتب میں بھی یہی نسبت ہے کہ ہر مرتبہ کی استعداد کا کامل ہونا اس کے آخری نقطہ کے وصول سے وابستہ ہے۔ ابتدا اور وسط اس نقص کی خبر دیتا ہے اگر چہ نہایت سے بال برابر بھی کوتاہی ہو

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست درون دیدہ اگر نیم مواست بسیار است

(فراقِ یار اگر کم ہے کم نہیں سمجھ اگر ہے آنکھ میں کچھ بال، کم نہیں جانو)

اور یہ کوتاہی اصول میں اور اصول کے اصول میں بھی سرایت کر جائے گی اور وصولِ مطلب سے بازار کھے گی۔ اور جو کچھ میں نے کہا ہے کہ ”یہ بیان محمدی المشرّب کے ساتھ مخصوص ہے“ اس لئے کہا ہے کہ غیر محمدی المشرّب میں کسی ایک کا کمال درجات ولایت میں سے درجہ اولیٰ تک ہی محدود ہوتا ہے اور درجہ اولیٰ سے مراد مرتبہ قلب ہے، اور کسی دوسرے کا کمال درجات ولایت میں سے درجہ ثانی (یعنی مقام روح) تک محدود ہے، اور تیسرے شخص کے کمال کا عروج تیسرے درجے تک ہوتا ہے جو مقامِ برتر ہے، اور چوتھے شخص کے کمال کا عروج چوتھے درجے تک ہے جس کا مقام خفی ہے۔ درجہ اولیٰ کی مناسبت صفاتِ افعال کی تجلی کے ساتھ ہے، اور درجہ ثانیہ کو صفاتِ ثبوتیہ ذاتیہ کی تجلی ہے اور درجہ ثالث کو شیون و اعتبارات ذاتیہ سے مناسبت ہے، اور درجہ چہارم کو صفاتِ سلبیہ کے ساتھ جس کا مقام تقدیس و تنزیہ ہے مناسبت ہے اور درجات ولایت میں سے ہر درجہ اولوالعزم انبیاء میں سے کسی ایک نبی کے زیر قدم ہے۔

ولایت کا درجہ اولیٰ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور ان کا رب ”صفت تکوین“ ہے جو کہ افعال کے صادر ہونے کا منشا ہے..... اور دوسرا درجہ حضرت ابراہیم کے زیر قدم ہے اور حضرت نوح علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بھی اس مقام میں شریک ہیں اور ان کا رب صفت العلم ہے جو صفات ذاتیہ میں اجمع (سب سے زیادہ جامع) ہے..... اور تیسرا درجہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور ان کا رب مقامات شیونات سے شان الکلام ہے..... اور چوتھا درجہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور ان کا رب صفات سلبیہ سے ہے نہ کہ صفات ثبوتیہ سے کہ جس کا مقام تقدیس و تنزیہ ہے اور اکثر ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس مقام میں حضرت عیسیٰ کے ساتھ مشارکت رکھتے ہیں اور ان (ملائکہ) کو اس مقام میں شان عظیم حاصل ہے..... اور پانچواں درجہ حضرت خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے زیر قدم ہے اور ان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب، رب الارباب ہے جو تمام صفات و شیونات اور تقدیسات و تنزیہات کا جامع ہے اور ان کمالات کے دائرے کا مرکز ہے، اور صفات و شیونات کے مرتبہ میں اس رب جامع کی تعبیر ”شان العلم“ کے ساتھ مناسب ہے کہ یہ شان عظیم الشان تمام کمالت کی جامع ہے اور اسی مناسبت سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت ہوئی اور ان کا قبلہ آپ کا قبلہ بنا۔ علیہا الصلوٰۃ والتسلیمات۔

جاننا چاہیے کہ اقدام ولایت کی ایک دوسرے پر فضیلت درجات کے مقدم و موخر ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے تاکہ صاحبِ انہی دوسروں سے افضل ہو جائے۔ علیٰ ہذا القیاس بلکہ اصل سے قریب و بعید ہونے اور ظلال کے درجات کی منزلوں کو زیادہ یا کم طے کرنے کے اعتبار سے ہے، لہذا ہو سکتا ہے کہ صاحبِ قلب قرب کے اعتبار سے اصل کے ساتھ صاحبِ انہی سے کہ اس نے یہ قرب حاصل نہیں کیا افضل ہو، اور کیونکر نہ ہو جبکہ نبی کی وہ ولایت جو

ولایت کے درجہ اولیٰ میں ہے اس ولی کی ولایت سے قطعی طور پر افضل ہے جو ولایت کے آخری درجہ میں ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ لطائف کا مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ سلوک طے کرنا یعنی قلب سے روح کی طرف اور روح سے سر اور سر سے خفی اور خفی سے انھی تک پہنچنا ”محمدی المشرّب“ کے لئے مخصوص ہے جو ان پنجگانہ عالم امر کو ترتیب وار طے کر کے ان کے اصولوں میں سیر کرتا ہے، اس کے بعد اصول کے اصول میں اسی ترتیب کی رعایت رکھتے ہوئے کام کو انجام تک پہنچاتا ہے۔ اور یہ راہ سلوک جس کی ترتیب مذکور ہوئی ہے وصول (الی اللہ) کے لئے شاہراہ ہے اور احدیت کی طرف توجہ کرنے والوں کے لئے خاص صراطِ مستقیم ہے بخلاف دوسری ولایتوں کے جنہوں نے گویا ہر درجہ میں نقب کھود کر مطلوب تک لے گئے ہیں۔ مثلاً مقام قلب سے نقب کھود کر افعال کی صفات تک جو اصل کی اصل ہے پہنچایا اور اسی طرح مقام روح سے گویا نقب کھود کر صفات ذاتیہ تک پہنچایا و علیٰ ہذا القیاس..... اور اس میں شک نہیں کہ اس تعالیٰ کے افعال و صفات اس کی ذات سے مُنفک (جدا) نہیں ہیں۔ اگر جدائی ہے تو ظلال میں ہے۔ لہذا اس مقام میں افعال و صفات کے واصلوں کو بھی ذات بے چون تعالیٰ و تقدس کی تجلیات سے بھی حصہ حاصل ہوگا۔ جس طرح صاحب انھی کو اس کام کے تمام کرنے کے بعد یہ دولت میسر ہوگی اگر چہ علو و سفلی (بلندی و پستی) کے اعتبار سے فرق باقی رہے گا اور صاحب قلب صاحب انھی کی برابری نہ کر سکے گا۔

(اے فرزند!) اس جگہ یہ غلطی نہ کرنا کہ یہ فرق جو اولیاء کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ متصور ہے دونوں کے مرتبہ کمال تک پہنچنے کے بعد صاحب ولایت قلب کا درجہ صاحب ولایت انھی سے کم ہے، لیکن انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کی نسبت اولیاء میں یہ فرق مفقود ہے کیونکہ نبی کی ولایت جو مقام قلب سے ناشی (پیدا ہوئی) ہے وہ ولی کی ولایت سے جو مقام انھی سے ناشی ہوئی ہے افضل ہے اگر چہ اس ولی نے انھی کے کمالات کو انجام تک پہنچا دیا ہو، اور اس صاحب ولایت کی سیر ہمیشہ اس نبی کی ولایت کے زیر قدم ہے..... اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ☆ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ☆ وَإِنَّ جُنَدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ☆** (صافات ۳۷، آیت ۱۷۱ تا ۱۷۳) (اور بے شک ہمارے بندوں میں جو رسول ہیں ان کے لئے ہمارا حکم پہلے ہی ہو چکا ہے کہ یقیناً انہی کی مدد کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب ہے)..... ہاں یہ فرق انبیاء کے درمیان ایک دوسرے کے لئے متصور ہے کہ صاحب علو (بلند درجہ والے) کا درجہ صاحب اسفل (کم درجہ والے) سے افضل ہو، لیکن یہ فرق بھی انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کے درمیان عالم امر کے دائرہ کمالات کے اخیر تک ہے۔ اس کے بعد یہ فضیلت بلندی و پستی (کے درجات) سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ اس مقام میں پستی والا بلندی والے سے افضل ہو..... جیسا کہ ہم نے اس مقام میں حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰة والسلام کے درمیان اس تفاوت کو مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت موسیٰ اس مقام میں جسم اور شانِ عظیم کے ساتھ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہا الصلوٰة والسلام میں یہ جسامت اور شان نہیں ہے..... لیکن ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اس مقام میں یہ فرق بلندی و پستی کے علاوہ ایک اور امر کی وجہ سے ہے جس کو ہم

انشاء اللہ تعالیٰ اس (تعالیٰ) کے حُسنِ توفیق اور کمال احسان و کرم سے اس کے بعد مفصل طور پر بیان کریں گے۔

اسی طرح یہ تفاوت حضرت خلیل الرحمن اور حضرت خاتم الرسل علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے علاوہ تمام انبیاء کے درمیان ان کے کمالات میں جو کعبہ ربانی کی حقیقت کے ساتھ کہ تمام حقائق بشریت اور ملکیت سے برتر ہے تعلق رکھتے ہیں مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت خلیل الرحمن کو اس مقام میں وہ شانِ عظیم اور بلند مرتبہ حاصل ہے جو کسی ایک کو بھی وہ شان و مرتبہ میسر نہیں ہوا..... اس عجیب مقام میں جو عظمت و کبریائی کے پردوں کے ظہور کا مقام ہے، اس کے مناسب ہے، اس مقام کے مرکز یعنی مقامِ اجمال کے کمالات حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰة والسلام کے نصیب ہیں اور باقی سب مفصل طور پر حضرت خلیل علیہ الصلوٰة والسلام کے لئے مسلم ہیں۔ اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاء اور کامل اولیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات سب ان کے طفلی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات نے اس اجمال کی تفصیل (حق تعالیٰ سے) دریافت فرمائی ہے۔ چنانچہ اپنے مسئلہ صلوٰت و برکات کو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰت والتسلیمات کی صلوٰت و برکات کے ساتھ تشبیہ دی ہے..... اور اس فقیر پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد وہ تفصیل آپ ﷺ کو میسر ہوگئی اور آپ کا سوال قبول ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَ عَلٰی جَمِیْعِ نَعْمَآئِہٖ (اللہ سبحانہ کا اس پر اور تمام نعمتوں پر شکر ہے)..... اور اس عالی مقام کے کمالات تمام ولایتوں کے کمالات اور نبوت و رسالت کے کمالات سے بلند تر ہیں اور بلند تر کیوں نہ ہوں جبکہ یہی حقیقت انبیاء کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی مسجودالیہ ہے۔

اور اس فقیر نے رسالہ ”مبدأ و معاد“ میں جو کچھ لکھا ہے کہ ”حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج کر کے حقیقت کعبہ کے مقام تک جو اس سے بلند تر ہے پہنچ کر متحد ہوگئی اور حقیقت محمدی نے اس مقام پر حقیقت احمدی کا نام حاصل کر لیا۔“ وہ حقیقت کعبہ اس حقیقت کے ظلال میں سے ایک ظل ہے کہ (یہ فقیر) اس حقیقت کے عدم ظہور کے وقت میں ان سب کو حقیقت سمجھتا تھا۔ اس قسم کے اشتباہ بہت واقع ہوتے ہیں کہ (عارف) اصل کے ظاہر نہ ہونے کے وقت ظل کو اصل سمجھتا ہے اور اس کو حقیقت کا نام دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک مقام چند مرتبہ ظاہر ہوتا ہے اس کا راز یہی ہے کہ اس مقام کے ظہورات اس مقام کے ظلال کے اعتبار سے ہیں۔ حقیقت میں اس مقام کی حقیقت وہی ہے جو آخری مرتبہ میں ظاہر ہوئی ہے..... اگر کوئی کہے کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ مرتبہ اس مقام کے آخری مرتبہ کے ظہورات میں سے ہے تاکہ اس کو حقیقت جان لیا جائے تو میں کہتا ہوں کہ سابقہ ظہورات کی ظلیت کا علم حاصل ہونا اس ظہور کی آخریت پر شاہدِ عدل ہے کیونکہ یہ علم سابقہ ظہورات کے وقت حاصل نہیں ہے بلکہ ہر ظہور کو حقیقت سمجھتا ہے اور ان میں سے کسی کو بھی ظل نہیں سمجھتا اگرچہ نہیں جانتا کہ ان حقائق کا اختلاف کہاں سے آیا ہے۔ فافہم

اے فرزند! سابقہ معارف سے معلوم ہو گیا کہ وہ کمالات جو عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں، ان کمالات کے لئے جو عالم خلق سے متعلق ہیں مقدمات اور زینوں کی طرح ہیں اور پہلے کمالات ظلیت سے خالی نہیں ہیں اور وہ

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ چوتھا حصہ

مقامات ولایت سے مخصوص ہیں اور دوسرے کمالات نے ظلیت کی آمیزش سے جو اس نشاء دنیاوی کے ظہورات کے مناسب ہے خالی ہو کر مقامات نبوت سے کامل حصہ حاصل کر لیا ہے۔ لہذا طریقت و حقیقت جو ولایت سے وابستہ ہیں دونوں شریعت کے لئے جو مقام نبوت سے ناشی (پیدا) ہے خادموں میں سے ہیں اور نبوت کے عروج کے لئے ولایت ایک زینہ ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ وہ سیر جو اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے اختیار کی ہے اور جس کی ابتدا عالم امر سے کی ہے اولیٰ و انسب ہے کیونکہ ادنیٰ سے جو عالم امر ہے اعلیٰ کی طرف جو عالم خلق ہے ترقی کرنی چاہیے نہ کہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف۔ لیکن کیا کیا جائے کہ یہ معما سب پر حل نہیں ہوا..... دوسروں نے صورت (ظاہر) پر نظر ڈالی اور عالم خلق کو پست دیکھا اور پستی سے شروع کر کے بلندی کی طرف (یعنی عالم خلق سے عالم امر کی طرف) ترقی کی اور یہ نہیں جانا کہ حقیقت معاملہ و گروں (برعکس) ہے اور پستی حقیقت میں بلندی ہے اور بلندی حقیقت میں پستی ہے..... ہاں نقطہ آخر جو عالم خلق ہے نقطہ اولیٰ جو اصل الاصل ہے نزدیک واقع ہوا ہے یہ قرب کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا۔ ع

کہ مستحق کرامت گنہگار اند
(کرم کے مستحق بس عاصیاں ہیں)

یہ دید (مشاہدہ) مشکوٰۃ نبوت سے اقتباس ہے۔ ارباب ولایت نے اس معرفت (جو عالم خلق سے متعلق ہے) سے بہت کم حصہ پایا ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات نے سیر کی ابتداء عالم امر سے کی ہے اور حقیقت سے شریعت کی طرف آئے ہیں..... خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان کامل اولیاء کے لئے جن کی سیر انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی سیر کے موافق ہوئی ہے۔ ابتدا میں شریعت کی صورت ہے اور وسط میں طریقت و حقیقت کہ جس کا تعلق ولایت سے ہے اور عالم امر کے مناسب ہے اور آخر میں شریعت کی حقیقت ہے جو ثمرہ نبوت ہے..... لہذا یہ بات طے شدہ ہوئی کہ طریقت و حقیقت کا حصول شریعت کی حقیقت کے حصول کی تمہید ہے۔ اور کامل اولیاء کی ہدایت (ابتدا) اور انبیاء مرسل کی ہدایت، حقیقت ہے اور دونوں کی انتہا شریعت ہوئی تو جس نے یہ کہا کہ ”اولیاء کی ہدایت انبیاء کی نہایت ہے“ اور اولیاء کی ہدایت اور انبیاء کی نہایت سے شریعت مراد لی ہے۔ اس کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ ہاں وہ بیچارہ جو حقیقت معاملہ سے آگاہی نہیں رکھتا مجبوراً اس نے شطھی کلام کیا (یعنی ظاہر کے خلاف بات کہی)..... ان معارف کو اگر چہ کسی نے بیان نہیں کیا بلکہ اکثر نے اس کے برعکس بیان کیا ہے اور ادراک سے دور ہو گئے ہیں، لیکن وہ انصاف پسند جو انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی بزرگی ملاحظہ میں رکھے اور اس پر شریعت کی عظمت کا بھی غلبہ ہو تو احتمال ہے کہ ان مخفی اسرار کو قبول کر لے گا اور اس قبولیت کو اپنے ایمان کی زیادتی کا وسیلہ بنائے گا۔

اے فرزند! سنو، انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات نے دعوت کو عالم خلق پر منحصر رکھا ہے بُنِیَ الْاِسْلَامِ

عَلَى خَمْسٍ (اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے) اور چونکہ قلب کی مناسبت عالمِ خلق سے زیادہ ہے لہذا اس کی تصدیق کے لئے دعوت کا حکم فرمایا اور قلب کے ماورای کی نسبت کوئی بات نہیں فرمائی اور اس کو كَالْمَطْرُوحِ فِي الطَّرِيقِ (راستہ میں پڑا ہوا کوڑا) کی طرح سمجھا اور اس کو مقاصد میں شمار نہیں کیا۔ ہاں بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں، اور دیدار کی دولت اور محرومی کی بد نصیبی یہ سب عالمِ خلق سے وابستہ ہیں اور عالمِ امر کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہیں۔ دوسرے وہ عمل جو فرض، واجب اور سنت ہے، ان کی بجا آوری اسی قالب سے تعلق رکھتی ہے جو عالمِ خلق سے ہے، اور جو کچھ کہ عالمِ امر کا حصہ ہے وہ اعمالِ نافلہ سے متعلق ہے۔ پس وہ قرب جو ان اعمال کے ادا کرنے کا ثمرہ ہے وہ اعمال کے اندازے کے مطابق ہوگا۔ لہذا لازمی طور پر وہ قرب جو ادائے فرض کا ثمرہ ہے عالمِ خلق کا نصیب ہے اور وہ قرب جو ادائے نوافل کا ثمرہ ہے وہ عالمِ امر کا نصیب ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ نفل کی فرض کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ کاش! اس کو دریائے محیط کے مقابلے میں قطرہ ہی کی نسبت ہوتی، بلکہ سنت کے مقابلے میں بھی نفل کی یہی نسبت ہے، اگرچہ سنت اور فرض کے درمیان بھی قطرہ اور دریا کی نسبت ہے۔ لہذا دونوں قربوں (قرب بالنوافل اور قرب بالفرائض) کے درمیانی فرق کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے، اور عالمِ خلق کا شرف عالمِ امر پر اسی فرق سے سمجھ لینا چاہیے۔

اکثر لوگ جو اس معنی سے بے نصیب ہیں اپنے فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ صوفیائے خام ذکر اور فکر کو اہم ترین ضروریات جان کر فرائض اور سنتوں کی بجا آوری میں سستی کرتے ہیں اور چلوں اور ریاضتوں کو اختیار کر کے جمعہ اور جماعت کو ترک کر دیتے ہیں، وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے ہاں آداب شرعیہ کی رعایت کے ساتھ ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت بہتر اور اہم ترین کام ہے۔

اور علماء بے سرانجام بھی نوافل کو رواج دینے میں کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو خراب و ابتر کرتے ہیں۔ مثلاً نماز عاشورا کو جو حضرت پیغمبر علیہ و آلہ الصلوٰت والتسلیمات سے صحت کے ساتھ نہیں پہنچی جماعت اور تمام جمعیت کے ساتھ اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہ کی روایات نماز نفل باجماعت کی کراہت پر ناطق ہیں اور فرض کی ادائیگی میں سستی برتتے ہیں۔ بہت کم (لوگ) ایسے ہیں کہ فرض نماز کو مستحب وقت میں ادا کریں بلکہ اصل وقت سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور نماز باجماعت کا بھی زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔ ایک یا دو آدمیوں کی جماعت پر قناعت کر لیتے ہیں بلکہ بسا اوقات تنہا پڑھ لینے پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ جب اسلام کے پیشواؤں کا یہ حال ہو تو عوام کے بارے میں کیا کہا جائے۔ اس عمل کی نحوست کی وجہ سے اسلام میں ضعف پیدا ہو گیا اور اس نفل کی ظلمت کی وجہ سے ہوا و ہوس اور بدعت عام ہو گئی۔

اند کے پیش تو گفتم غمِ دل ترسیدم کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است
(غمِ دل مختصر ہی کہتا ہوں دکھ نہ پہنچائے میری بات طویل)

اور اسی طرح نوافل کی ادائیگی منجملہ ظلال کے ایک ظل سے قریب کر دیتی ہے اور اصل قرب فرائض کی ادائیگی میں ہے کہ جس میں ظلیت کی آمیزش نہیں ہے۔ مگر وہ نوافل جو فرائض کی تکمیل کے لئے ادا کئے جائیں وہ بھی قرب اصل کے لئے مدد و معاون اور فرض کے ملحقات سے ہیں لہذا لازمی طور پر فرائض کی ادائیگی کا تعلق عالم خلق کے مناسب ہے جو اصل کے ساتھ متوجہ ہے، اور نوافل کی ادائیگی عالم امر کے مناسب ہے جس کا چہرہ ظل کی طرف ہے۔ تمام فرائض اگرچہ اصل کی طرف قرب بخشتے ہیں لیکن ان میں سب سے افضل و اکمل صلوٰۃ (نماز) ہے۔

الصَّلٰوةُ بِعَرَاجِ الْمُؤْمِنِ (نماز مؤمن کے لیے معراج ہے)..... اور اقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِي الصَّلٰوةِ (بندے کو سب سے زیادہ قرب اپنے پروردگار سے نماز میں ہوتا ہے) تم نے سنا ہوگا۔ اور وہ وقت خاص جو حضرت پیغمبر علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھا جس کی تعبیر لِسَى مَعَ اللّٰهِ وَقَسَتْ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ہے) سے کی ہے فقیر کے نزدیک نماز ہی میں ہے۔ نماز ہی گناہوں کا کفارہ ہے اور نماز ہی فواحش و منکرات سے روکتی ہے اور نماز ہی ہے جس میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لئے راحت تلاش کرتے تھے اسی لئے آپ ﷺ فرماتے تھے۔ اَرِحْنِي يَا بِلَالُ (اے بلال مجھے آرام دے) اور نماز ہی کو دین کا ستون فرمایا ہے اور نماز ہی اسلام اور کفر میں فرق ظاہر کرتی ہے۔

اب ہم اصل بات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور عالم خلق کی عالم امر پر افزونی (فضیلت) بیان کرتے ہیں۔ عالم امر نے اس جگہ (دنیا) میں پورا پورا حظ (لذت) حاصل کر کے مشاہدہ اور معائنہ میں مشغول ہو گیا ہے، کل (روز قیامت) کو بہشت میں معاملہ عالم خلق سے ہو گا اور بلا کیف اس تعالیٰ کی رویت میسر ہوگی..... اور اسی طرح مشاہدہ کو تعلق و جوہ کے ظلال میں سے ایک ظل سے ہے اور آخرت میں واجب الوجود کا دیدار ہے۔ لہذا جس قدر مشاہدہ اور رویت، ظلیت اور اصالت میں فرق ہے اسی قدر عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے جان لو۔ پھر جان لو کہ مشاہدہ ولایت کا ثمرہ ہے اور رویت نبوت کا ثمرہ، جو انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی تابعداری کی وجہ سے عالم تابعداروں کو بھی میسر ہوگی۔ اس مقام پر ولایت و نبوت کے درمیان جو فرق ہے وہ سمجھ لو

تنبیہ: جس عارف کو عالم امر کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی اس کا قدم کمالات ولایت میں زیادہ تر ہوگا اور جس کو عالم خلق سے زیادہ مناسبت ہوگی اس کا قدم کمالات نبوت میں بہت زیادہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ولایت میں بیشتر قدم رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم زیادہ تر نبوت میں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ میں (عالم) امر کی نسبت غالب ہے جس کی وجہ سے وہ روحانیوں سے ملحق ہو گئے اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کا رخ عالم خلق کی طرف غالب ہے لہذا انہوں نے مشاہدہ پر اکتفا نہ کر کے رویت بصری کی درخواست کی..... کمالات نبوت میں انبیاء کے اقدام کے تفاوت ہونے کا سبب یہی ہے۔ جس کے بیان کرنے کا وعدہ میں نے پہلے کیا تھا، نہ کہ بعض لطائف کی بلندی اور بعض کی پستی

جو کہ کمالات ولایت کے تفاوت میں معتبر ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ الْمُتْلٰهُمُ لِلصَّوَابِ (اللہ سبحانہ بہتری کا الہام کرنے والا ہے)۔

اے فرزند! چونکہ علوم نبوت جو کہ شرائع و احکام اور قالب (جسدِ خاکی) کے ساتھ زیادہ تر تعلق رکھتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کو بھی اسی وجہ سے عالمِ خلق کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے اس مقام پر بعض نے گمان کیا ہے کہ نبوت سے مراد، مقامتِ قرب تک جو مقام ولایت سے تعلق رکھتے ہیں۔ عروج کرنے کے بعد دعوتِ خلق کے لئے نزول کرنا ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ عروج کی انتہا اور قرب کی غایت اسی مقام (یعنی مقامِ دعوت) میں ہے۔ اور وہ قرب جو پہلے حاصل ہوا تھا وہ اس قرب کے ظلال میں سے ایک ظل ہے جو کہ بعد (دوری) کی صورت میں متصور ہوتا ہے۔ اور وہ عروج جو اس سے پہلے حاصل ہوا تھا وہ اس عروج کے عکسوں میں سے ایک عکس تھا جو ظاہر میں نزول دکھائی دیتا ہے..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دائرہ کا مرکز دائرہ کے محیط کی نسبت سب سے زیادہ دور نقطہ ہے۔ حالانکہ حقیقت میں کوئی نقطہ بھی مرکز کے نقطہ کی نسبت محیط سے زیادہ قریب نہیں ہے کیونکہ محیط اس نقطہ اجمال کی تفصیل ہے اور یہ نسبت کسی دوسرے نقطہ کو میسر نہیں ہوئی۔ ظاہر میں عوام اس اقریبیت کو نہیں معلوم کر سکے اس لئے اس نقطہ کے لئے ابعدیت (بہت زیادہ دور ہونے) کا حکم کرتے ہیں اور اس نقطہ کی اقریبیت کے حکم کو چہل مرکب تصور کرتے ہیں اور اس حکم کرنے والے کو جاہل اور احمق سمجھتے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا يَصِفُوْنَ (یوسف ۱۲، آیت ۱۸) (اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مطلوب ہے)

جاننا چاہیے کہ نفسِ مطمئنہ شرح صدر کے حصول کے بعد جو کمالات ولایت کبریا کے لوازم میں سے ہے اپنے مقام سے عروج کر کے تختِ صدر پر ترقی کر جاتا ہے اور وہاں تمکن و سلطنت حاصل کر لیتا ہے اور قرب کے ممالک پر غلبہ پالیتا ہے، یہ تختِ صدر حقیقت میں مرتبہ ولایت کبریا کے عروج کے تمام مقامات سے بلند ہے، اور اس تخت پر پہنچنے والے کی نظر ابطن بطون (قلب کی گہرائیوں) میں نفوذ کرتی ہے اور غیب الغیب (پوشیدہ سے پوشیدہ) میں سرایت کر جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بہت اونچے مکان پر چڑھ جائے تو اس کی نگاہ بھی دور سے دور تک پہنچ جائے گی۔ اور اس مطمئنہ کی تمکین کے بعد عقل بھی اپنے مقام سے نکل کر اس کے ساتھ مل جائے گی، اور عقلِ معاد کا نام حاصل کر لے گی۔ اور دونوں باہم اتفاق بلکہ اتحاد کے ساتھ اپنے کام میں متوجہ ہو جائیں گے۔

اے فرزند! اس مطمئنہ کو مخالفت کی گنجائش باقی نہیں رہی اور سرکشی کی مجال بھی نہیں۔ اور کئی طور پر اپنے مطلوب کی طرف متوجہ ہے اور پوری طرح اپنا مقصود حاصل کرنے میں مشغول ہے۔ اس کی پوری ہمت پروردگار جلِ سلطانہ کی رضا (حاصل کرنے) کے علاوہ کچھ نہیں اور اس کا مطلب اس بزرگ بلند و بالا کی اطاعت و عبادت کے سوا کچھ نہیں۔ سبحان اللہ، وہ (نفس) امارہ جو اول بدترین خلائق تھا اب اطمینان اور حضرت سبحان کی رضا حاصل ہونے کے بعد عالمِ امر کے لطائف کا رئیس (سردار) بن گیا اور اپنے ہمسروں کا سردار ہو گیا۔ مخر صادق علیہ وعلیٰ آل الصلوٰة والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے: خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَفَقَهُوْا (جو

بہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو ڈھاکہ حصہ

لوگ زمانہ جاہلیت میں تم میں سے اچھے تھے وہ اسلام میں بھی تم میں اچھے ہیں جبکہ انہوں نے دین کو سمجھ لیا)..... اس کے بعد اگر کوئی صورت خلاف و سرکشی کی پیدا ہوئی تو اس کا منشا (سرچشمہ) عناصر اربعہ کے مختلف طبائع ہیں جو اجزائے قالب (جسم کے اجزا) ہیں، اگر قوتِ غضب کا غلبہ ہے تو وہ بھی وہیں سے پیدا ہوا ہے اور اگر شہوانیت کا غلبہ ہے تو وہ بھی وہیں سے، اور اگر حرص و شر کا غلبہ ہے تو وہ بھی وہیں سے اٹھا ہے، اور اگر بخل و کمینگی ہے تو وہ بھی وہیں سے ہے..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمام حیوانات جن میں نفس امارہ نہیں ہے ان میں بھی یہ تمام رذائل بدرجہ اتم و اکمل پائے جاتے ہیں۔ لہذا بہت ممکن ہے کہ مراد اس جہاد اکبر سے جو ہمارے پیغمبر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا ہے: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ (اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہیں) جہاد باقالب ہو، نہ کہ جہاد بالنفس، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ نفس اطمینان (کی حد) تک پہنچ چکا ہے اور ”راضی و مرضی“ (یعنی وہ حق تعالیٰ سے راضی اور حق تعالیٰ اس سے راضی) ہو گیا ہے۔ لہذا خلاف و سرکشی کی صورت اس سے متصور نہ ہوگی..... اور خلاف و سرکشی کی صورت میں اجزائے قالب سے مراد ارادہ ترکِ اولیٰ ہے اور امور رخصت کے ارتکاب اور ترکِ عزیمت کا ارادہ ہے، نہ کہ حرام اشیاء کا ارتکاب اور فرائض و واجبات کے ترک کا ارادہ، جو کہ اس کے حق میں ”نصیب دشمنان“ ہو چکا ہے۔ اے فرزند! اگرچہ عناصر اربعہ کے کمالات، کمالاتِ مطمئنہ سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے لیکن مطمئنہ چونکہ مقامِ ولایت سے مناسبت رکھتا ہے اور عالمِ امر سے ملحق ہے اس لئے صاحبِ سکر ہے اور مقامِ استغراق میں ہے۔ ناچار اس میں مخالفت کی طاقت نہیں رہی، اور چونکہ عناصر میں مقامِ نبوت کی مناسبت زیادہ ہے اس لئے ان میں صحو (ہوش) غالب ہے، اسی لئے بعض منافع اور فوائد کے لئے جو ان سے وابستہ ہیں ان میں مخالفت کی صورت باقی رہتی ہے۔ پس سمجھ لو۔

جاننا چاہیے کہ منصبِ نبوت حضرت خاتم الرسل علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس منصب کے کمالات میں آپ ﷺ کی تابعداری کی وجہ سے آپ ﷺ کے تابعداروں کو بھی پورا پورا حصہ حاصل ہے، یہ کمالات طبقہ صحابہؓ میں بہت زیادہ ہیں اور تابعین اور تبع تابعین میں بھی یہ دولت کچھ نہ کچھ سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس کے بعد یہ کمالات پوشیدگی میں چلے گئے اور ولایتِ ظلی (ولایتِ صغریٰ) کے کمالات کا غلبہ جلوہ گر ہو گیا۔ لیکن امید ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد یہ دولت از سر نو تازہ ہو کر غلبہ و شیوع (عموم) حاصل کر لے اور کمالاتِ اصلی ظہور میں آئیں اور ظلی پوشیدہ ہو جائیں اور حضرت مہدی علیہ الرضوان اس نسبت عالیہ کو ظاہر و باطن کے ساتھ رواج دیں۔

اے فرزند! نبی علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا کامل تابعداری اپنی کامل تابعداری کی وجہ سے جب مقامِ نبوت کے کمالات کو پورا کر لیتا ہے تو اگر وہ اہل مناصب سے ہے تو اس کو منصبِ امامت پر سرفراز کر دیتے ہیں اور جب وہ ولایتِ کبریٰ کے کمالات کو پورا کر لیتا ہے اور اہل منصب سے ہوتا ہے تو اس کو ”منصبِ خلافت“ سے مشرف کر

دیتے ہیں۔ اور کمالات ظلی کے مقامات سے منصب امامت کے مناسب ”قطب ارشاد“ کا منصب ہے اور منصب خلافت کے مناسب ”قطب مدار“ کا منصب ہے گویا نیچے کے یہ دونوں مقام ان اوپر کے دونوں مقاموں کے ظلال ہیں۔..... شیخ محی الدین ابن العربی کے نزدیک ”غوث ہی قطب مدار ہے غوثیت کا منصب علیحدہ نہیں ہے“ لیکن جو کچھ اس فقیر کا اعتقاد ہے وہ یہ ہے کہ غوث قطب مدار نہیں ہے۔ بلکہ قطب بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب کی تقرری میں بھی اس کو دخل ہے۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (جمعہ ۶۲، آیت ۴)

تذہیل (ایک چیز کا دوسری چیز پر اضافہ کرنا) وہ علوم و معارف جو ”مقام نبوت“ اور اس نبوت کی ولایت کے مقام کے مناسب ہیں انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے شرائع (شریعتیں) ہیں اور چونکہ نبوت کے مرتبوں میں تفاوت ہے اس لئے اس تفاوت کے اندازے کے مطابق انبیاء کی شرائع میں بھی اختلاف آ گیا ہے۔ اور وہ معارف جو ”مقام ولایت اولیاء“ کے مناسب ہیں مشائخ کی شطیحات (خلاف شرع باتیں) ہیں اور وہ علوم جو توحید و اتحاد (توحید و جودی) کی خبر دیتے ہیں اور احاطہ و سر بیان کی خبر اور قرب و معیت کا نشان بتاتے ہیں اور مراتب و ظلیت کو ظاہر کرتے ہیں اور مشہود و مشاہدہ ثابت کرتے ہیں۔ غرضیکہ انبیاء کے معارف کتاب و سنت ہیں اور اولیاء کے معارف فصوص (الحکم) و فتوحات مکہ ہیں۔ ع

قیاس سن ز گلستان من بہار مرا
(مری بہار کا اندازہ گلستان سے کر)

اولیاء کی ولایت حق تعالیٰ کے قرب کی طرف سراغ دیتی ہے، اور انبیاء کی ولایت حق تعالیٰ کی اقریبیت کا نشان بتاتی ہے۔ اور ولایت اولیاء شہود کی طرف دلالت کرتی ہے اور ولایت انبیاء اس مجہول الکفایت (بے کیفی و بے رنگی) کی نسبت کا ثبوت دیتی ہے۔ اولیاء کی ولایت اقریبیت کو نہیں پہچانتی کہ کیا ہے اور جہالت کو نہیں جانتی کہ کہاں ہے۔ اور ولایت انبیاء اقریبیت کے باوجود قرب کو عین و بعد جانتی ہے۔ اور شہود کو عین غیبت سمجھتی ہے۔ ع

گر بگویم شرح این بے حد شود
(شرح اس کی گر لکھوں بے حد ہے)

اے فرزند! کمالات نبوت کے بیان میں گفتگو اور ولایت پر اس کی فضیلت اور ولایت سہ گانہ (تینوں ولایتوں یعنی) ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ، اور ولایت علیا کے درمیان فرق اور ان میں سے ہر ایک کے مناسب معارف اور ہر ایک کے متعلقہ مقامات کو اس لئے طول طویل کیا ہے اور بار بار لے چوڑے فقرے اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ نہایت عجیب و غریب ہونے کے باوجود لوگوں کی سمجھ میں آسکیں اور کسی کو ان کے انکار کی مجال نہ رہے..... یہ علوم کشفی اور بدیہی ہیں، استدلالی اور نظری نہیں ہیں۔ اور ان میں بعض مقدمات کا ذکر تمبیہ اور عوام کی سمجھ سے قریب لانے کے لئے ہے بلکہ خواص کے سمجھنے کے لئے وضاحت اور تشریح ہے۔ یہ سب شروع سے اخیر تک

اس طریقہ پر بیان کیا گیا جس پر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس حقیر کو ممتاز کیا ہے، اس کی بنیاد نسبتِ نقشبندیہ ہے جس کی ابتدا میں انہما مندرج ہے، اسی بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور قسم قسم کے محل بنائے گئے ہیں، اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا اور سمرقند سے اس بیج کو لاکر زمین ہند (سرہند) میں بویا گیا جس کا خمیر ”مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ“ کی خاک سے تیار کیا گیا اور فضل کے پانی سے ساہا سال اس کو سیراب کیا گیا اور ”احسان“ کی تربیت سے اس کی پرورش کی گئی، جب وہ کھیتی کمال کو پہنچ گئی تو ان علوم و معارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا

.....الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے، بے شک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے ہیں) (اعراف ۷، آیت ۲۳)۔

جاننا چاہیے کہ اس طریقہ عالیہ کا سلوک ایسے شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سرمرادی سے اس راہ کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو۔ اس کی نظر قلبی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی امراض دور کرتی ہے ایسا صاحب کمال اپنے وقت کا امام اور اپنے زمانے کا خلیفہ ہے،

اقطاب و ابدال اس کے مقامات کے ظلال میں خوش ہیں اور اوتاد و نجبا اس کے کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ پر قناعت کئے بیٹھے ہیں اس کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے ارادہ اور خواہش کے بغیر آفتاب کے نور کی طرح ہر شخص پر چمکتا ہے پس کس طرح نہ چمکے جبکہ وہ خود چاہے، اگرچہ یہ خواہش اس کے اپنے اختیار میں نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات

ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی امر کی خواہش طلب کرتا ہے لیکن وہ خواہش اس میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ لوگ جو اس کے نور سے ہدایت پائیں اور اس کے وسیلے سے راہ راست پر آجائیں، اس معنی کو خوب جان لیں..... بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے رشد و ہدایت کی اصل کو بھی کما حقہ نہیں جانتے حالانکہ وہ شیخ مقتدا کے

کمالات سے متحقق ہوتے ہیں جن کے سبب ایک جہان کو ہدایت کرتے ہیں۔ کیونکہ علم سب کو نہیں دیا جاتا اور سیر مقامات کی تفصیل کی معرفت ہر ایک کو نہیں بخشتے۔ ہاں وہ شیخ جس کے وجود شریف پر وصول کے طریقوں میں سے کسی خاص طریقے کی بنا کا مدار ہے بیشک وہ صاحب علم اور سیر کی تفصیل سے آگاہ ہوتا ہے اور دوسروں کو اسی کے علم پر

کفایت کر کے اس کے ذریعے سے مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور فنا و بقا سے مشرف کرتے ہیں۔ ع

خاص کند بندہ مصلحتِ عام را

(عام کے فائدے کو خاص آیا)

(ہمارے اس طریقے میں) افادہ اور استفادہ انعکاسی اور انصباغی ہے، مرید محبت کے رابطہ سے جو وہ

اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ رکھتا ہے لحظہ بلحظہ اس کا رنگ پکڑتا جاتا ہے اور انعکاس کے طریق پر اس کے انوار سے منور

ہوتا جاتا ہے۔ اس صورت میں افادہ اور استفادہ کے لئے علم کی کیا ضرورت ہے..... (مثلاً)

خرپڑہ (خرپوزہ) سورج کی گرمی سے لمحہ بلحمہ پکتا ہے اور کچھ زمانہ گزرنے کے بعد پختہ ہو جاتا ہے، اس کے لئے کیا

ضروری ہے کہ اس (خر بوزہ) کو اپنے پختہ ہو جانے کا علم ہو، یا سورج کو اس کے پک جانے کا علم ہو۔ ہاں ظاہری طور پر سلوک و تسلیک اختیار کرنے کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے جو دوسرے سلاسل سے وابستہ ہے، لیکن ہمارے طریقے میں جو کہ اصحاب کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے سلوک و تسلیک کا علم کچھ درکار نہیں ہے۔ اگرچہ شیخ مقداد جو اس طریقے کے بانی کی طرح ہے علم کے کمال اور معرفت کے نور سے متحقق ہے پس ناچار اس طریقہ عالیہ میں وصول الی اللہ کے لئے زندے اور مردے، بچے اور بوڑھے، جوان اور کہول (درمیانی عمر والے) سب برابر ہیں جو رابطہ محبت یا صاحب دولت (شیخ کامل) کی توجہ سے اپنے بلند مقاصد پر پہنچتے ہیں: ذَلِك فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (جمعہ ۶۲، آیت ۴) (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)۔

لیکن جاننا چاہیے کہ اگرچہ منتہی صاحب علم نہیں ہوتا لیکن خوارق ظہور کے بغیر چارہ نہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ظہور کا اس کو اختیار نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات اس کو اس ظہور کا علم بھی نہیں ہوتا لوگ اس سے خوارق دیکھتے ہیں لیکن اس کو اس کی اطلاع بھی نہیں ہوتی..... اور یہ جو کہا گیا ہے کہ منتہی صاحب علم نہیں ہوتا اس سے مراد احوال کا تفصیلی علم نہ ہونا ہے نہ کہ مطلقاً عدم علم، اس حیثیت سے ہے کہ وہ اپنے احوال کو کچھ نہیں سمجھتا، جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اس کی ہدایت کا یہ نور اس کے مریدوں میں بے واسطہ یا بواسطہ یا بہت سے واسطوں سے اس وقت تک جاری و ساری رہتا ہے جب تک کہ اس کا مخصوص طریقہ مختلف تغیرات اور تبدیلیوں کی آلودگی سے ملوث نہ ہو جائے اور مخترعات (من گھڑت باتوں) اور مبتدعات (نت نئی بدعتوں) کی وجہ سے خراب نہ ہو جائے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (رعد ۱۳، آیت ۱۱) اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

بہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تھا حصہ

تعجب ہے کہ ان میں سے ایک گروہ ان تبدیلیوں کو اس طریقے کی تکمیلات گمان کرتے ہیں اور ان الحاقات کو اس نسبت کا تمہ تصور کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ تمہیم و تکمیل ہر بے سرانجام کا کام نہیں ہے اور الحاق و اختراع ہر بے سروسامان کے لئے سزاوار نہیں ہے۔

ہزار نکتہ باریک تر زمو ایجا است نہ ہر کہ سر بترا شد قلندری داند

(یہاں تو بال سے باریک راز ہیں لاکھوں منڈائے سر تو قلندر کوئی نہیں بنتا)

سنتِ سنیہ (روشن و بلند سنتیں) علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیہ کے نور کو بدعتوں کے اندھیروں نے پوشیدہ کر دیا ہے اور ملتِ مصطفویہ علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام والحقیہ کی رونق کو امورِ محدثہ (نت نئے کام) کی گندگیوں نے ضائع کر دیا ہے، پھر اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ ان محدثات (دین میں نئی نئی باتیں جاری کرنا) کو امورِ مستحسنہ (نیک کام) جانتے ہیں اور ان بدعتوں کو حسنہ خیال کرتے ہیں اور ان حسنات سے دین کی تکمیل اور ملت کی تمہیم (پورا ہونے) کو تلاش کرتے ہیں اور ان امور کے بجالانے کی ترغیبیں دیتے ہیں ھٰذٰھُمْ اللّٰهُ

سُبْحَانَهُ سِوَاءَ الصِّرَاطِ (اللہ سبحانہ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے)..... کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ دین تو ان محدثات سے پہلے ہی کامل ہو چکا ہے اور نعمت خداوندی پوری ہو چکی ہے اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی اس سے حاصل ہو چکی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا (مائدہ ۵، آیت ۳) (آج میں نے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا) پس ان محدثات (بدعات) سے دین کا کمال طلب کرنا حقیقت میں اس آیت کریمہ کے مفہوم سے انکار کرنا ہے۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است
(غم دل مختصر ہی کہتا ہوں دکھ نہ پہنچائے میری بات طویل)

علمائے مجتہدین نے دین کے احکام (واضح طور پر) ظاہر فرمادیئے ہیں اور کوئی ایسی چیز ایجاد نہیں کی جو اس (دین میں نہیں ہے) لہذا اجتہاد کے احکام امور محدثہ میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اصول دین میں سے ہیں کیونکہ چوتھی اصل قیاس ہے۔

اے فرزند! وہ معرفت جو ”رسالہ مبدأ و معاد“ میں اسی افادہ و استفادہ کے بارے میں جو ”قطب ارشاد“ سے متعلق ہے تحریر ہوا ہے چونکہ وہ اس مقام کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اور بہت سود مند ہے لہذا وہ معرفت اس مکتوب میں بھی تحریر کی گئی ہے اسی جگہ سے معلوم کریں..... ”قطب ارشاد“ جو فردیت کے کمالات کا بھی جامع ہوتا ہے بہت ہی عزیز الوجود اور کیا ہے اور بہت قرونوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا گوہر ظہور میں آتا ہے اور دنیائے تاریک اس نور کے ظہور سے نورانی ہو جاتی ہے، اور اس کے ارشاد و ہدایت کا نور محیط عرش سے مرکز فرش تک تمام عالم کو شامل ہو جاتا ہے، اور جس کسی کو رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت حاصل ہوتا ہے اسی کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے اور اسی کی ذات سے استفادہ ہوتا ہے، اور اس کے توسط کے بغیر کوئی شخص بھی اس دولت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا..... مثلاً اس کی ہدایت کا نور دریائے محیط کی طرح تمام عالم کو گھیرے ہوئے ہے اور گویا وہ دریا نمجند (جما ہوا) ہے، اور اس میں مطلقاً حرکت نہیں ہے، اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے، یا یہ کہ وہ بزرگ خود کسی طالب کے حال پر متوجہ ہو جائے تو اس توجہ کے دوران طالب کے دل میں ایک سوراخ کھل جاتا ہے، اور اس راستے سے جس قدر توجہ اور اخلاص ہوتا ہے اسی قدر وہ اس دریا سے سیراب ہوتا جاتا ہے، اسی طرح وہ شخص بھی جو ذکر الہی جل شانہ کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز بزرگ کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ اور یہ بے توجہی کسی انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ اس بزرگ کو پہچانتا ہی نہیں تو اسی اندازہ کی فیض رسائی اسے بھی حاصل ہو جاتی ہے لیکن دوسری صورت کی نسبت پہلی صورت میں افادہ زیادہ بڑھ کر ہے..... لیکن جو شخص اس بزرگ کا منکر ہو یا وہ بزرگ اس سے آزرده خاطر ہے اگرچہ وہ ذکر الہی تعالیٰ و تقدس میں مشغول رہے لیکن حقیقی رشد و ہدایت سے محروم ہی رہتا ہے۔ یہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہو جاتا

ہے بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو، یا اس کو ضرر پہنچانے کا قصد کرے، کیونکہ ہدایت کی حقیقت اس کے حق میں مفقود ہے، وہ صرف رشد کی صورت ہے، اور صورت بے معنی سے بہت کم نفع پہنچتا ہے۔ لیکن وہ جماعت جو اس بزرگ کے ساتھ اخلاص و محبت رکھتی ہے۔ اگرچہ توجہ، مذکور اور ذکر الہی تعالیٰ شان سے خالی ہو تو اس کو محض محبت کی وجہ سے رشد و ہدایت کا نور حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہی معرفت اس مکتوب کا آخری حصہ ہے۔

بس کنم خود زیر کاں را این بس است بانگ دو کردم اگر در ده کس است
(اسقدر کافی ہے دانا کے لئے کر دیا اعلان شاید سن سکو)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط أَوْلًا وَآخِرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ دَائِمًا وَسَرْمَدًا (اولا و آخر اتمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جو رحمن اور رحیم ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل پر ہمیشہ اور ابد الابد تک صلوة و سلام ہو)۔

﴿ حاشیہ متن ﴾

﴿ص ۷۴﴾ ۱۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے عالم امر کے لطائف و بجزگانہ کو ترتیب وار طے کرنا چاہیے اس کے بعد ان کے اصول میں سیر، اس کے بعد اسماء و صفات کے ظلال میں سیر اس کے بعد اسماء و صفات اور شئون و اعتبارات کے نفس میں سیر، اس کے بعد ان کے اصول میں، اس کے بعد اصول الاصول میں، اس کے بعد دائرہ فوقانی جو قوس کے بغیر اس سے ظاہر نہیں ہوتا ہے، اس کے اسم الباطن پھر اور پھر اور پھر اور الخ ۱۲

﴿ص ۷۵﴾ ۱۔ قولہ گفتہ اند..... سوال مقدر کا جواب ہے اور سوال کے وارد ہونے کا مقام شیخ مجد قدس سرہ کا قول (و ظل ہر اسم) ہے اور جواب کا بنا اسم سے مراد کا بیان ۱۲

تا کہ مشائخ کے قول کی مخالفت لازم آئے ۱۲

۲۔ قولہ ہمیں دائرہ ظل است یعنی اس تفصیل کے ساتھ کہ انہوں نے اس دائرہ ظل کا تعین اول الخ ۱۲

﴿ص ۷۶﴾ ۱۔ قولہ نہ این چنین است، جو بعض مشائخ سے گمان کیا گیا ہے ۱۲

۲۔ قولہ دائرہ..... یعنی دائرہ اصل جو دائرہ اسماء و صفات سے موسوم ہے ۱۲

۳۔ یعنی دائرہ فوقانی کے ظاہر نہ کرنے میں سوائے ایک قوس کے

۴۔ قولہ این اصول..... یعنی اصول صفات اور شئون کا دائرہ اور ان کے اصول اصول کا دائرہ اور دائرہ فوق جو جس سے سوائے ایک قوس کے کچھ ظاہر نہ ہو ۱۲

﴿ص ۷۷﴾ ۱۔ یہ آیت واقع ہے پارہ ۲۹ معارج میں یعنی اوپر چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اس کی جانب ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ

﴿ص ۷۸﴾ ۱۔ التعریب: لا غسرفنی أمر علی الکریم (کریم پر کوئی کام دشوار نہیں)

۲۔ یعنی حق جل و علا کے وصول کے مرتبے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ بیت

۳۔ اے برادر بے نہایت در گہیست ہر چہ بروے میری بروے

ترجمہ اے بھائی اس بارگاہ کی کوئی نہایت نہیں ہے جہاں تک بھی تو پہنچتا ہے اس کے آگے اور ہے اور ہے خم در اور

قولہ تمامی..... یعنی تمام ہونا اور نہایت کو پہنچنے کو ممکن نہیں جانتے ہیں بلکہ اس کے ممنوع ہونے کے قائل ہیں ۱۲

التعریب: وَلَيْسَ لِحُسْنِهِ حَدٌّ وَغَايَةٌ وَلَا لِمَدِيحَةِ السُّعْدِيِّ نَهَائِهِ يَمُوتُ مِنَ التُّعْطِشِ

مُسْتَقْبِهِ وَيَبْقَى الْبَحْرُ بَحْرًا كَمَا لَبَدَايَهُ

ترجمہ: اس کے حسن کی کوئی حد اور انتہا نہیں اور نہ سعدی کے لئے تعریف کی نہایت ہے مرتا ہے پیا سا پیا کی وجہ سے اور

سمندر پہلے کی طرح باقی ہے۔

ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَنْ عَرَفَ اللَّهَ انْقَطَعَ عَنِ الْكُلِّ بَلْ خَرَسَ وَانْقَمَعَ یعنی جس نے

خداوند کی معرفت حاصل کر لی وہ تمام چیزوں سے کٹ گیا بلکہ وہ گونگا ہو گیا اور اپنے تمام اوصاف سے فانی ہو گیا۔

محمد واسع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَنْ عَرَفَ اللَّهَ قَلَّ كَلَامُهُ وَدَامَ تَحْيِرُهُ ترجمہ: عارف وہ ہے جس کی گفتگو کم

ہوتی ہے اور اس کی حیرت دائمی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بیان اسی چیز کا ہو سکتا ہے جو بیان میں آسکے۔ شیخ شبلی فرماتے

ہیں: أَلْعَجْزُ عَنِ الْمَعْرِفَةِ مَعْرِفَةٌ ترجمہ: معرفت کی حقیقت معرفت سے بجز ہے۔ کشف المحجوب، بیان معرفت

عمومیت اور برابری کیلئے ہے ۱۲

دید در خواب او شبے و خواب کو واقعہ بے خواب صوفی راست خو

صوفیہ کی اصطلاح میں واقعہ وہ چیز ہے جو دل پر وارد ہو جس طریقے سے بھی ہو خواہ بیداری میں ہو خواہ نیند میں، لیکن

جو اس کا معطل ہونا ضروری ہے ۱۱۲ از مشنوی و شرحش ۱۲

فنا پہلے حرف کے نیچے زیر ہے، ارد گرد اور اطراف کے معنی میں یعنی گھر کا گردا گرد اور سرا کے سامنے جگہ جو فراخ اور

کشادہ ہو ۱۲

قولہ والا فلیس الخ شیخ قدس سرہ کے قول علم حصولی اور علم حضوری کے متعلق باعتبار تمثیل و نظیر ہے یعنی ورنہ وہاں سوائے

اس تعلق کے جو علم کے اپنے معلوم سے ہے اس امر کے بغیر معلوم سے اس میں کیا حاصل ہوتا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ پس

اس کو سمجھ لیجئے کہ بہت دقیق ہے ۱۲

قولہ بالا ذکر یافتہ: اس مکتوب میں آپ کے قول فی الحقیقت حقیقت محمدی مرکز این دائرہ اصل است کہ اجمال اسماء

شیونات است میں گذر چکا ہے ۱۲

اس مذکورہ تعین کا غل ہونا اسی تعین اول کی نسبت سے ہے ورنہ وہ تعین اپنے ماتحت کی نسبت اصل ہے جیسا کہ گذر چکا،

اس کو اچھی طرح سمجھ لو ۱۲

اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ نجم پارہ ۲۷ میں واقع ہے یعنی ذُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ

أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى یعنی پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے

برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، پس وحی کی اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی الخ

جاننا چاہیے کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اختلاف ہے، بعض اللہ تعالیٰ کے قرب پر اس کو محمول کرتے ہیں اور بعض اس

سے جبریل کا قرب سمجھے ہیں، لیکن حدیث کی روایات کے اعتبار سے اور عربی زبان کے اعتبار سے بھی حق تعالیٰ کا

قرب سمجھنا زیادہ راجح ہے جیسا کہ امام بغوی وغیرہ حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت لائے ہیں:

دَنَا الْجَبَّارُ رَبَّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى

(جبار رب العزت قریب ہوا تو اور قریب ہوا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ

رہ گیا) عربی زبان کی جہت سے عَلَمَةٌ شَدِيدُ الْقُوَى کا جملہ اور فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى کا جملہ حق

جل و علا کے قرب کا تقاضا کرتا ہے، تفصیل کے لئے دوسرا مقام ہے ۱۲ صحیحہ رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿ص ۸۰﴾ یعنی جب اس سیر کے نقطہ کی نسبت فہم میں آئی، پس قیاس کرنا چاہیے الخ ۱۲

یعنی جو شخص نبوت کے راز سے ناواقف ہے ۱۲

۱ اس قول کو سید الاولین والآخرین علیہ وعلیہم افضل الصلوات والتسلیمات نے پسند فرمایا جب شیخ میرزا جان جاناں شہید دہلوی قدس سرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جب انہوں نے حضور کو خواب میں دیکھا، یہ ملفوظات شریفہ میں مذکور ہے ۱۲

۲ قولہ چہ جب تمام مرتفع گشت الخ، جاننا چاہیے کہ پردے دو قسم کے ہیں: قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ

سَبْعِينَ أَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُورٍ وَظُلْمَةٍ ظِلْمَتِ كَحِجَابِ غَفْلَتِ كَحِجَابِ هَيْبَتِ كَحِجَابِ كِبَرَانِي دَس لَطِيفُونَ كِي

کدورتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور نورانی حجاب عظمت و کبرائی کے حجابات ہیں۔ جب سالک سلوک کی تمام منزلیں

طے کر لیتا ہے تو ظلمت کے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں پس باقی نہیں رہتے مگر عظمت و جلال خداوندی کے حجابات اور

کبریائی کی چادر ۱۲ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے قول کا خلاصہ ۱۲

۳ یعنی جب کامل مراد ان کو عظمت کے حجابات میں جگہ دیتے ہیں اور بارگاہ کے محرم بناتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسا معاملہ

کیا جاتا ہے جیسا کہ معاملہ کیا جاتا ہے یعنی بیان کے اندازے سے باہر اور وضاحت کی حد سے خارج، اور یہ اللہ تعالیٰ

کے قول فَغَشِيَتْهُمْ مِنَ النَّيْمِ مَا غَشِيَتْهُمْ كِي طرح ہے، یا یہ معنی ہیں کہ پس معاملہ کیا کامل مراد ان سے

عظمت و جلال کے حجابوں میں داخل کرنے کے بعد جو معاملہ کیا گیا انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات سے، یہ راز کی

بات ہے، سیاق کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے کہ آپ کے لفظ فعل کے بدل میں فیعال ہو ۱۲

﴿ص ۸۱﴾ قولہ اگر اطلاق الخ یعنی جب اس مرتبہ تعالت و تقدست کو کسی عبارت اور عنوان سے تعبیر نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ان سب

وجہوں سے بہت عالی ہے، اور گفتگو کو ان مقامات میں بالکل مجال نہیں پس اگر عبارات والفاظ کی نارسائی سے اس

مرتبہ میں وجود کا اطلاق ہم نے کیا، اس وجود سے ہماری مراد وہ وجود ہوتا ہے جس عدم کو اس وجود کے نقیض ہونے کا

تصور امکان میں نہیں ہے ۱۲

یعنی شیخ مجدد قدس سرہ کا قول ”دیرے کہ فوق آں شہر واقع شہود“ شروع در کمالات نبوت“ الخ (ص ۷۹) ۱۲

۲ یعنی اس کے ظاہر کو تمام و کمال اور اس کے باطن کو کسی وجہ سے خواہ اس کا باطن ایک دوسری وجہ سے توجہ حق کی طرف

رکھتا ہو جیسا کہ مکتوب پچانوے جلد اول میں فرمایا ہے خواہ نبوت میں توجہ صرف مخلوق کی طرف نہ ہو بلکہ یہ توجہ اللہ تعالیٰ

کی طرف بھی رکھتے ہیں الخ خوب سمجھ لو اور ثابت قدم رہو ۱۲

۳ جان لو کہ عروج و صعود سے مراد صوفی کا استغراق ہے ذات اور صفات عالیہ کے مشاہدے میں اور مخلوق سے کٹ جانا،

اور نزول و ہبوط کا مطلب ہے مخلوق کی طرف توجہ مبذول کرنا ان کی تکمیل اور ارشاد کے لئے ۱۱۲ از مکتوبات قاضی

صاحب پانی پتی قدس سرہ ۱۲

۴ ان حضرات (نقشبندیہ) کے نزدیک سیر نفسی اور جذبہ مقدم ہے اور دوسرے تمام مشائخ (قادری چشتی سہروردی)

کے نزدیک سیر آفاقی اور سلوک مقدم ہے ۱۲

کیونکہ دعوت کی تمامیت اور کمالیت سے فائدہ پہنچانا نزول کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے فافہم ۱۲

﴿ص ۸۲﴾ یعنی صوفیہ چشتیہ اور قادریہ وغیرہ سلوک کو جو ریاضات بجالانے سے عبارت ہے ہر کامل و کمال کے ارشاد کے موافق

جذبے پر مقدم رکھتے ہیں یہ حضرات نقشبندیہ کے مخالف ہے ۱۲

۲ قولہ صورت..... اس قول میں یہ اشارہ ہے کہ عالم خلق کی حقیقت کو طے کرنا عالم امر کے قطع کئے بغیر میسر نہیں ہو سکتا ۱۲

قولہ منظر: ظن و گمان کی جگہ اور محل میں جانا ۱۲

۳ قولہ بجوز ومویز: جوز جیم کے زیر سے گوز سے عربی میں جوز گاف کے زیر سے یہ گردگان ہے جس کو اردو میں اخروٹ کہتے ہیں۔ اور مویز میم کے زیر سے یائے معروف، یہ بڑے انگور کی ایک قسم ہے جو حفاظت میں خشک کیا جاتا ہے، عام لوگ اس کو مٹی کہتے ہیں ۱۲ اغٹ یعنی کم چیز پر اکتفا نہیں کرتے ۱۲

۴ قولہ حُرّٰت: پہلے حرف پر پیش ہے اور بے نقطہ شد والی ہے، باطل اور لہو و لعب کی باتیں ترہتہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں باطل..... و قولہ شطیحات، ش کے زیر سے اور حابے نقطہ زیر والی ہے اور یا کے نیچے دو نقطے ہیں اور شد والی ہے، صوفیہ کی اصطلاح میں ایسی چیزیں کہنا جو ظاہر شریعت کے مخالف ہوں اور خلاف شرع باتیں زبان پر لانا، اور کشف میں لکھے ہوئے کلمات جو مستی اور ذوق میں بعض واصلیں سے بے اختیار زبان سے نکلتے ہیں جیسا کہ منصور حلاج کا انا الحق کہنا اور جنید کا لیس فی جستی سوی اللہ کہنا اور بایزید کا سبحانی ما اعظم شانی کہنا، مشائخ نے ان خلاف شرع کلمات کو رد کیا ہے قبول نہیں کیا ۱۲ اغیاث

جاننا چاہیے کہ شطخ لغت میں حرکت کو کہتے ہیں اور طاحونہ یعنی چکی کو طاح کہتے ہیں اس کے زیادہ حرکت کرنے کی وجہ سے، اور جب پانی نہر میں زیادہ آجائے اس میں اتنی گنجائش نہ ہو تو کہتے ہیں شطخ الماء فی النہر عارف لوگ واجدین کے اسرار کو حرکت کہتے ہیں، جب وہ ان کے ساتھ قوت حاصل کرتے ہیں اس حیثیت سے کہ ان کی انا سے استعداد سے معارف الہی کے پانی گرتے ہیں ایسی عبارت سے کہ اس کے ادراک سے عقل عاجز ہوتی ہے، کذافی اللطائف (جیسے لطائف میں ہے) وَاعْلَمَ أَنَّ الشُّطْحَ مِنْ جُمْلَةِ مَا أَمْرُوا بِهِ فَصَدَّ رَعْنَهُمْ إِمْتِنَانًا لِلْأَمْرِ الخ (جان لو کہ شطخ ان چیزوں میں سے ہے جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے تو وہ ان سے ظاہر ہوتا ہے حکم کی پیروی کرتے ہوئے) ۱۲ حد یہ مجددیہ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۱ ﴿ص ۸۳﴾ اس کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ محمد المشرّب تمام مدارج کا جامع ہوتا ہے غیر محمد المشرّب کے بخلاف، نیز پانچواں درجہ محمد المشرّب کے ساتھ مخصوص ہے اور، منصور ہے اس پر، اس کے علاوہ اس سے کوئی حصہ نہیں پاتا ۱۲

۲ قولہ بصفات سلبیہ، جیسا کہ تو کہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہر نہیں ہے، عرض نہیں ہے، جسم نہیں ہے، صورت و ہیئت والا نہیں ہے، محدود و معدود نہیں ہے، متجزی و مرکب نہیں ہے، و علیٰ ہذا ۱۲۱ (اور اسی پر قیاس کر لو) ۱۲

۱ ﴿ص ۸۴﴾ یعنی صاحب خفی افضل ہوتا ہے صاحب سر سے اور صاحب سر افضل ہوتا ہے صاحب روح سے اور صاحب روح افضل ہوتا ہے صاحب قلب سے ۱۲

۲ یعنی روح کا مرتبہ مثلاً یا سر کا مرتبہ یا خفی کا مرتبہ یا خفی کا جیسے کہا ہے اس کے بعد کے بارے میں، اس لئے کہ نبی کی ولایت جو مقام قلب سے اٹھی ہوتی ہے وہ افضل ہے ولایت ولی سے جو مقام خفی سے اٹھی ہوتی ہے الخ ۱۲

۳ یعنی اور مقام سر سے گویا نقب لگائے ہوئے ہیں اور شیون و اعتبارات کے ساتھ پہنچائے ہوئے ہیں اور مقام خفی سے گویا نقب لگائے ہوئے ہیں اور صفات سلبیہ کے ساتھ پہنچائے ہوئے ہیں ۱۲

۴ جو محمد المشرّب کے علاوہ ہیں اور ان کے کمالات کی انتہا خفی تک ہے جو صفات سلبیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں ۱۲

۵ قولہ علو پہلے دونوں حرفوں پر پیش اور واؤ پر شد اور زیر اور پیش کے ساتھ بھی بلندی کے معنی میں اور قولہ سفلی زیر اور پیش سے بمعنی پستی ۱۲ اغٹ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۱ ﴿ص ۸۵﴾ یہ آیات کریمہ پارہ ۲۳ سورہ والصفات (۱۷۱ تا ۱۷۳) میں واقع ہیں، یعنی اور بے شک ہمارے بندوں میں جو رسول ہیں ان کے لئے ہمارا مدد کا وعدہ پہلے ہی ہو چکا ہے کہ یقیناً انہی کی مدد کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب ہے ۱۲

۲ یعنی جیسا کہ ہم نے مشاہدہ کیا ہے اس مقام میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان اس تفاوت کو (یعنی دائرہ کمالات عالم امر کی تمامیت کے بعد ہم نے مشاہدہ کیا کہ حضرت موسیٰ اس مقام میں جسم اور

شان عظیم کیساتھ ہیں اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام میں یہ جسامت اور شان نہیں ہے..... لیکن ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اس مقام میں یہ فرق بلندی وپستی مذکورہ کے علاوہ ایک اور امر کی وجہ سے ہے، جس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس (تعالیٰ) کے حسن توفیق اور کمال احسان و کرم سے اس کے بعد مفصل طور پر بیان کریں گے۔

اسی طرح ہم نے یہ تفاوت حضرت خلیل الرحمن اور تمام انبیاء میں پائی ہے سوائے خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان کمالات میں جو کعبہ ربانی کی حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں جو تمام حقائق بشریت اور ملکیت سے اوپر ہے۔ بے شک حضرت خلیل الرحمن کو اس مقام میں وہ شان عظیم اور بلند مرتبہ حاصل ہے جو کسی ایک کو بھی وہ شان و مرتبہ میسر نہیں ہوا ۱۲۱

۳ قولہ درین مقام شکر ف الخ جان لو کہ اس مقام کی وضاحت و تفصیل اور وہ شبہات و ترددات جو اس جگہ پیدا ہوتے ہیں ان کے رفع کرنے کیلئے مکتوب ۹۴ جلد ثالث جو مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو لکھا ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے اور دقت نظر سے مطالعہ کیا جائے نیز حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب ہفتم کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں بعض اشکالات کا حل پیش کیا گیا ہے، پس اچھی طرح سمجھو اور ثابت قدم رہو، جلد بازی نہ کرو اور قصور وار نہ بنو ۱۲۰

قولہ شکر ف: پہلے حرف کے نیچے زیر اور گاف پر زبر ہے، اس کے معنی زیا اور نیک ہیں ۱۲

۴ قولہ مانا بمعنی شبیہ نظیر اور مانند ہونے والا، اور تحقیق اور شاید کے معنی بھی ہیں اور ہانا کے معنی شائد تشبیہ اور توقع کے ہیں

یعنی حقیقت کے ظل کو حقیقت کے ظاہر نہ ہونے کے وقت اس کا نام حقیقت رکھتے ہیں اور حقیقت سمجھتے ہیں ۱۲

میم پر زبر، اضافہ، زیادت اور فضیلت ۱۲

بلکہ احتمال ہے کہ تا حال آخری مرتبہ ظاہر نہ ہو ۱۲

۳ کیونکہ ظاہری نظر اور سرسری نظر میں عالم خلق پست معلوم ہوتا ہے اور عالم امر بلند ظاہر ہوتا ہے ۱۲

۴ کیونکہ بالکل ظاہر ہے کہ دائرہ کا اختتام ایسے نقطہ پر ہے جو بہت ملا ہوا ہے اور نقطہ اولیٰ کے بہت قریب کہ اس سے

دائرہ کی ابتدا ہے ۱۲

۱ اخذ کیا ہوا حاصل کیا ہوا ۱۲۱

۲ فراخ اور کشادہ طاق مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے یعنی علوم و معارف جو آن سرور صلی اللہ علیہ

وسلم سے ظاہر ہوئے علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲

۳ یعنی اسلام کی بنیادستون کے طریق پر ہے، (۱) اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی اور محمد رسول اللہ کی رسالت کی گواہی

(۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے

ابن عمر سے، جانتا چاہیے کہ یہ سب جسم و اعضائے متعلق ہیں، پس یہ حدیث اور اس طرح کی اور مطلوب میں صریح ہیں

۴ اگرچہ عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے ۱۲

۵ یعنی روح، سر، نفس اور اعضا ۱۲

۶ یعنی صراحت اور تفصیل کے ساتھ ان کے احکام کو بیان نہیں فرمایا مگر زمرہ اشارہ کے ساتھ ۱۲

۷ قولہ مزیت: میم کی زبر سے، اضافہ، زیادت اور فضیلت ۱۲

۱ حافظ ابن رجب حنبلی نے لطائف المعارف میں کہا ہے: ابو موسیٰ مدینی نے ابو موسیٰ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا

ہے۔ ہذا یوم تاب اللہ فیہ علی قوم فاجعلوہ صلاۃ و صوماً، یعنی یوم عاشوراء، وقال

حسن غریب، ولیس کما قال، انتہی (ص ۱۱۴) ترجمہ: یہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک

قوم پر مغفرت و رحمت فرمائی، تم اس میں نماز پڑھو اور روزہ رکھو، یعنی دس محرم کا دن، اور یہ حدیث حسن غریب ہے، اور حافظ ابن رجب نے کہا: ایسا نہیں ہے جیسے انہوں نے کہا..... "ان کا لیس کما قال" کہنا دلالت کرتا ہے کہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ تشہید المبانی

علامہ مراد کی نے کہا: میں کہتا ہوں: لوگوں نے دس محرم کے دن نماز کے بارے میں اس کے علاوہ ذکر کیا ہے، حالانکہ وہ بھی باطل ہے، اور اسی طرح شب براءت کی نماز ہے اور رجب کی پہلی رات کی نماز ہے اور سارے رجب کی راتوں (میں خاص نفل پڑھنا) سب باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں، جیسا کہ محققین نے تحقیق کی ہے ۱۲ انتھی تخریج کرنے والے نے کہا: میں نے اس کی اصل نہیں پائی۔ انتھی

میں کہتا ہوں: یہ حدیث مشہور ہے صوفیہ کی کتابوں میں۔ واللہ اعلم، تشہید المبانی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کو مدارج النبوت میں بلفظ ذکر کیا ہے۔ مترجم

قولہ واقرب الخ اس حدیث کو مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ سے ان لفظوں میں روایت کیا ہے اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد فاکثرو الدعاء (بندے کو سب سے زیادہ قرب اپنے پروردگار سے سجدے کی حالت میں ہوتا ہے پس تم کثرت سے دعا کیا کرو) اور ابن نجار نے حضرت عائشہ سے انہی میں روایت کیا ہے ۱۲ الخرج والمعرب و تشہید المبانی

قولہ لسی مع اللہ الخ تمییز الطیب من الخبیث میں کہا: صوفیہ نے اس کو بہت ذکر کیا ہے اور یہ رسالہ قشیریہ میں بھی ہے اور اس کے لفظ ہیں لی وقت لا یسعی فیہ غیر ربی انتھی تشہید المبانی (میرے لئے ایک وقت ہے جس میں میرے رب کے سوا کسی کی گنجائش نہیں)

میں کہتا ہوں: اسکی تائید کرتی ہے وہ روایت جو شامل میں ہے، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا:

فسالت ابی عن دخول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان اذا أوی الی منزله جزءاً دخوله ثلاثة أجزاء ، جزءاً لله وجزءاً لأهله ، وجزءاً لنفسه ، ثم جزءاً جزءاً بینہ و بین الناس الخ (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں وقت گزارنے کے بارے میں، تو انہوں نے کہا جب آپ اپنے گھر میں آتے تو گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ایک حصہ اللہ کے لئے، ایک حصہ اپنی بیویوں کے لئے، ایک حصہ اپنے آرام کے لئے، پھر (گھر سے باہر) اپنے وقت کو لوگوں کے ساتھ گزارتے) ۱۲ (حدیث نمبر ۳۲۹)

قال صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات الخمس مکفرات لما بینہن وقال ایضاً فذلک مثل الصلوات الخمس یحوالہ بہن الخطایا ہکذا فی کتب الصحاح ۱۲ (حضور ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں کفارہ ہیں نمازوں کے درمیان اوقات کی خطاؤں کا۔ نیز اور آپ نے فرمایا: پس وہ مثال ہے پانچ نمازوں کی، ان کے سبب اللہ تعالیٰ خطائیں مٹاتا ہے۔ اسی طرح صحاح کی کتابوں میں ہے) ۱۲

قال اللہ تعالیٰ: إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (بے شک نماز بے حیائیوں اور برے کاموں سے روکتی ہے) ۱۲ المصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

قولہ أرحی یا بلال (اے بلال مجھے راحت پہنچا) اس کو دارقطنی نے العلل میں روایت کیا اور ابوداؤد کی روایت اسی کی مثل ہے، صحابہ میں سے ایک مرد سے جس کا انہوں نے نام نہیں لیا، صحیح سند سے، اس کو عراقی نے احیاء العلوم کی تخریج میں ذکر کیا ہے ۱۲ تشہید المبانی ۱۲

قال صلی اللہ علیہ وسلم ، بین العبد و بین الکفر ترک الصلاة ، رواہ مسلم ، وقال

- صلی اللہ علیہ وسلم: فمن ترکها فقد کفر، رواہ الترمذی ۱۲ ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کے درمیان اور کفر کے درمیان نماز کا ترک کرنا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس جس شخص نے اس (نماز) کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے ۱۲
- جیٹ قال: رَبِّ اَرْنِبْنِي اَنْظُرُ اِلَيْكَ ۱۲ (جب موسیٰ علیہ السلام) نے کہا: اے میرے پروردگار! تو مجھے دیدار کرا میں تیری طرف دیکھوں ۱۲
- ۲ شیخ مجد قدس سرہ نے (چار صفحات) پہلے فرمایا کہ میں اس کو مفصل طور پر بعد میں بیان کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ (یہ وہ بیان ہے) ۱۲
- ۳ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دائرہ کا مرکز بظاہر تمام نقطوں سے زیادہ دور ہے محیط سے، اور حقیقت میں وہ نقطوں میں قریب ترین ہے محیط کے ساتھ، کیونکہ مرکز، محیط کے وجود کا سبب و علت ہے اور محیط اس کا سبب و معلول ہے، اور علت معلول کے درمیان معنی کے لحاظ سے بہت اتصال ہے ۱۲
- ﴿ص ۹۰﴾ مخفی چیزوں سے سب سے زیادہ مخفی یعنی تمام اصولوں سے زیادہ گم یعنی ذات مجردہ بحتہ صرفہ ۱۲
- ۱ قولہ سرایت: پہلے حرف کے نیچے زیر ہے، تاثیر، دور جانا اور اثر کرنا ایک چیز کا دوسری چیز میں، گذر جانا ایک شے کا دوسری شے سے ۱۲ غ
- ۲ ملامرادی نے کہا: اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، میں کہتا ہوں حدیث کے الفاظ اس بنا پر جو مشکوٰۃ میں ہیں، اس طرح ہیں: عن ابی ہریرہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَقَهُوْا، رواہ مسلم و يُوَافِقُهُ قَوْلُهُ إِذَا فَفَقَهُوْا فَافَقَهُمْ: ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ کانیں ہیں سونے چاندی کی کانوں کی طرح، جو جاہلیت میں ان کے بہتر ہیں وہی اسلام میں بہتر ہیں جب انہوں نے دین کو سمجھ لیا۔ اذ فَفَقَهُوْا شیخ مجد کے قول کے موافق ہے، اسکو سمجھ لو
- ۱ یعنی انسانی جسم کا مواد پانی، مٹی، آگ اور ہوا سے ہے ۱۲
- ۳ جان لو کہ اس حدیث کی تحقیق اور تخریج مکتوب نمبر ۴۱ جلد اول کے حاشیے میں تحریر ہو چکی ہے وہاں رجوع کریں ۱۲
- ۱ منفی کے ساتھ متصل ہے نہ کہ نفی یعنی جیسا کہ بعض اس سے جہاد نفس سے جہاد مراد لیتے ہیں ۱۲
- ﴿ص ۹۱﴾ قولہ امور مُرْتَضَہ: یعنی وہ کام جن کی شریعت نے رخصت و اجازت دی ہے، جیسا کہ نفل نماز بیٹھ کر ادا کرنا اور کلمہ کفر زبان پر جاری کرنا قتل اور جسم کے کسی عضو کے کٹ جانے کے ڈر سے ۱۲ (جب دل سے نہ کہے)
- ۲ سوال مقدر کا جواب ہے جو پہلی عبارت سے پیدا ہوتا ہے دونوں (سوال و جواب) کا بیان ظاہر ہے سچے غور و فکر کی صورت میں ۱۲
- ۳ کیونکہ اگر نفس اپنی صفات کے ظہور سے روک دیا جائے تو ترقی کا راستہ بند ہو جاتا ہے روح کو فرشتہ کا حکم پیدا ہو جائے گا اور اپنے مقام میں قید ہو جائے گا اور ترقی سے رک جائے گا ۱۲
- ۴ قولہ منصب: بے نقطہ صادی زیر سے، عہدہ اور مرتبہ، اور یہ لفظ صادی زیر سے مشہور ہے، یہ غلط عام کی قسم سے ہے ۱۲
- ۵ حدیث میں ہے: خَيْرَ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (سب زمانوں سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں) ۱۲
- ۶ یعنی مخفی اور پوشیدہ ہو گئی اس لئے کہ خیر القرون (بہتر زمانوں) کے بعد طرح طرح کی بدعتیں پھیل گئیں ۱۲

بہلا دفتر مکتوبات امام ربانی جو تہا حصہ

- ۷ کمالات ظلی کے مقامات سے یعنی ولایت صغریٰ کہ اس کے اہل کو قطب کہتے ہیں ۱۲
- ۸ مقام نبوت اور مقام ولایت کبریٰ جو اس کے کمالات والے ہیں، اگر اہل مناصب میں سے ہے اس کو امام اور خلیفہ کہتے ہیں ۱۲ مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ
- ﴿ص ۹۲﴾ ۱ جاننا چاہیے کہ فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ یہ دونوں کتابیں شیخ محی الدین ابن العربی کی تالیفات میں سے ہیں ۱۲
- ۲ اتصال بے تکلیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس ترجمہ لوگوں کے رب کا لوگوں کی جان کے ساتھ ملاپ (تعلق) کسی کیفیت اور قیاس میں نہیں آسکتا
- ۳ جا رہے مجرور کے ساتھ ملکر استبعاد کے متعلق ہے یعنی دور جاننا اس معنی کو سمجھنا، کامل غرابت اور اجنبیت کے سبب کہ یہ معنی ہے ۱۲
- ۴ قولہ گوشک پیش کے ساتھ واؤ معدولہ اور شین نقطوں والی، محل اور بلند عمارت اور واؤ مجہول کے ساتھ اور شین پر زبر بھی آیا ہے ۱۲
- ۵ یعنی حضرت امام ربانی قدس سرہ کے رہنے کی جگہ سرہند کی زمین سے ۱۲
- ۶ بیان کے ساتھ متعلق ہے یا طریق کے ساتھ ۱۲
- ﴿ص ۹۳﴾ ۱ جاننا چاہیے کہ اقطاب، اغواث، ابدال، افراد، اوتاد، اور ثجا اولیاء اللہ کی قسموں میں سے ہیں، تفصیل کے لئے دوسرا مقام ہے ۱۲۔
- ۲ یعنی اس جیسی جماعت کا اس معنی کو جاننا کہ ہم نے اس کے نور سے ہدایت پائی ہے اور اس کے وسیلہ سے ہم نے رشد و ہدایت حاصل کی ہے لازم و ضروری نہیں ہے بلکہ نفس ہدایت و رشد کا علم بھی تفصیلی طور پر لازم نہیں ۱۲
- ۳ جیسا کہ شاید و باید یعنی تفصیل کے ساتھ اور کلی طور پر نہیں ۱۲
- ۴ اس کا پہلا مصرع ہے: حکمت محض است گر لطف جہان آفرین ۱۲
- ۵ یعنی عام مخلوق کے منافع اور مصلحت کے لئے جیسا کہ عربی میں کہا گیا ہے۔
- ۶ لَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَنْكَرٍ أَنْ جَمِيعَ الْعَالَمِ فِي وَحْدِ ۱۲
- ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لئے قطعاً مشکل نہیں ہے کہ وہ جمع کر دے تمام جہان کو ایک میں ۱۲
- ۷ استفہام انکاری یعنی کام کی کیفیت کا علم لازم نہیں ہے، نہ فائدہ پہنچانے میں اور نہ فیض حاصل کرنے میں ۱۲
- ۸ عمارت بنانے والے اور اس طریقے کی بنیاد رکھنے والے کے رنگ میں ۱۲
- ۹ قولہ گھول: پہلے حرف پر زبر اور دوسرے حرف پر پیش ہے، ایسا مرد جس کی ڈاڑھی میں سیاہ و سفید بال ہوں ۱۲ غ لفظ جو ان کے مقابل اسی کا لانا تقاضا کے مطابق ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے دونوں حرفوں پر پیش ہو جو کھل کی جمع ہے، اس کے معنی ایسا مرد ہے جو درمیانی عمر کا ہو ۱۲
- ﴿ص ۹۴﴾ ۱ اس سے تھوڑا پہلے جہاں فرمایا: و رشد خود را کما بینی ند اند ۱۲ (اور اپنی ہدایت کو بھی جیسا کہ چاہیے (پورے طور پر) وہ خود بھی نہیں جانتے)
- ۲ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورہ رعد پارہ ۱۳ میں واقع ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اس کو نہ بدل لیں جو ان کے نفسوں میں ہے ۱۲
- ۳ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورہ مائدہ پارہ ۶ میں واقع ہے: یعنی آج میں نے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ۱۲
- ۴ یعنی اس طریقہ کو مکمل اور پورا کرنے والا جانتے ہیں ۱۲

تمام اور کمال تک پہنچانا ۱۲

قولہ علماء مجتہدین: سوال مقدر کا جواب ہے، یعنی جب دین کامل ہو گیا تھا تو اجتہاد کی کیا ضرورت پڑی؟ اور احکام اجتہاد یہ بدعات میں داخل ہو گئے اور وہ جیسے تم دیکھتے ہو؟ اس کا جواب کتاب کی عبارت سے واضح ہے ۱۲

قال الامام ابو منصور الماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ: القیاس ہوا بانه مثل حکم احد المذکورین بمثل علتہ فی الآخر، واختار لفظ الابانۃ دون الاثبات لان القیاس مظهر، ولیس بمثبت بل المثبت هو اللہ تعالیٰ ۱۲ کشف الاسرار امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قیاس یہ ظاہر کرنا ہے مثل حکم کا مذکورہ احکام میں سے کسی ایک حکم کا جو دوسرے حکم میں اسکی مثل علت ہو، انہوں نے ابانہ کا لفظ اختیار کیا ہے اثبات کا نہیں کیونکہ قیاس حکم کو ظاہر کرنے والا ہے ثابت کرنے والا نہیں بلکہ ثابت کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ ہے ۱۲

والقیاس یفید غلبۃ الظن بان حکم هذا لانه مثبت له ابتداء لان مثبت حکم هو اللہ تعالیٰ، وهذا ما قالوا: ان القیاس مظهر حکم لا مثبت ۱۲ التقیح والتوضیح ترجمہ: اور قیاس غلبہ ظن کا فائدہ دیتا ہے کہ حکم یہ ہے نہ یہ کہ وہ اس کو ثابت کرتا ہے ابتدائی طور پر، کیونکہ حکم کا ثابت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، یہ ہے جو انہوں نے کہا ہے: بے شک قیاس حکم کو ظاہر کرنے والا ہے ثابت کرنے والا نہیں ۱۲ یعنی از خود ایجاد کرنا نہیں اس چیز کا جو دین میں نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۱۲ (جس شخص نے ہمارے دین میں ایسی کوئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے)

قولہ قرون: پہلے دونوں حرفوں پر پیش ہے، قرن (پہلے حرف پر زبر) کی جمع ہے اس کے معنی ہیں سو سال ۱۲

قولہ ظلمانی: پہلے دونوں حرفوں پر زبر بمعنی تاریک (اندھیرا) (سیاہ اور کالا) ظلم (پہلے دونوں حرفوں پر زبر) کی طرف منسوب ہے اور الف اور نون یا ئے نسبت سے پہلے بعض جگہ زائد لاتے ہیں ۱۲

یعنی اس بزرگ کے منکر سے اور جس سے وہ بزرگ آزرده خاطر یا ناراض ہو ۱۲

یہاں تک مبدأ و معاد کی عبارت ہے ۱۲

یعنی چاہیے کہ ہم ختم کریں اس مکتوب کو اس معرفت پر ۱۲

متن..... بین السطور..... معانی

☆ دائرہ امکان..... یعنی ممکنات ۱۲..... یعنی تمام ممکنات ۱۲

☆ اگر سیر..... شرط ۱۲..... یہ شرط ہے ۱۲ ☆ دائرہ ظلال..... جزا ۱۲..... یہ جزا ہے ۱۲ ☆ شائبہ عدم..... آمیزش نیستی

..... یعنی عدم (نہ ہونے) کی ملاوٹ نہیں ۱۲ ☆ بایدوانست..... جملہ معترضہ ۱۲..... یہ جملہ معترضہ ہے ۱۲ ☆ وآنکہ

..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ گفتہ اند..... مشائخ طریقت ۱۲ ☆ مراد ازان..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ شان العلم

..... علی الاطلاق ۱۲..... مطلق طور پر ۱۲ ☆ باعتبارے..... یعنی بیک اعتبار خاص ۱۲..... یعنی خاص ایک اعتبار سے ۱۲

☆ باعتبارے..... یعنی باعتبارے دیگر خاص ۱۲..... یعنی خاص دوسرے اعتبار سے ۱۲ ☆ وآنکہ..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے

☆ مراد ایشاں..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ ظاہر ساختہ..... از عالم غیب ۱۲..... عالم غیب سے ظاہر ہوا ہے ۱۲

﴿ص ۷۶﴾ ☆ مرکز مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ ظل مرکز خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ بعد ازاں رجوع است باصل
مطلب ۱۲ اصل مطلب کی طرف رجوع ہے ۱۲ ☆ نصف سافل نیم زیرین ۱۲ نیچے کا نصف ۱۲ ☆ دائرہ
..... اصل ۱۲ ☆ نصف نیم ۱۲ آدھا ۱۲ ☆ عالی بالا ۱۲ بلند، اوپر کا حصہ ۱۲ ☆ قوس سے از محیط دائرہ:
..... دائرے کے محیط سے ایک حصہ ۱۲ ☆ ستر راز ۱۲ ☆ سرے رازے ۱۲ ایک راز ۱۲ ☆ اطلاع از عالم
غیب ۱۲ عالم غیب سے اطلاع ۱۲ ☆ این اصول مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ مجرد اعتبارات خبر ۱۲ یہ خبر
ہے ۱۲ ☆ مراد اور نفس ۱۲ مراد نفس ہے ۱۲ ☆ ارتقا بالکسر وقاف بالارفتن ۱۲ الف کی زیر سے اور قاف سے ۱۲
..... اوپر جانا، ترقی کرنا ۱۲

﴿ص ۷۷﴾ ☆ چون این فقیر ۱۲ یعنی شیخ مجدد قدس سرہ ۱۲ ☆ باشد از عالم غیب آوازے در دادند کہ الخ عالم غیب سے
آواز آئی کہ الخ ۱۲ ☆ طیار مہیا و مستعد ۱۲ مہیا اور طیار ۱۲ ☆ مُیتر شد این فقیر ۱۲ یعنی شیخ مجدد قدس سرہ ۱۲
☆ استتار پوشیدگی و خفا پوشید ہونا چھپنا ۱۲ ☆ وامی نماید ظاہر ۱۲ ☆ رو پوش حجاب ۱۲ پردہ ۱۲ ☆ لا
..... نہیں، نہ ۱۲ ☆ مرکز خاک یعنی فقط عین میانہ زمین ۱۲ یعنی صرف زمین کا عین در میان ۱۲ ☆ محذب
..... سطح فوقانی فلک الافلاک ۱۲ تمام افلاک کے اوپر کی سطح ۱۲ ☆ دریائے محیط بدنیہ ۱۲ دنیا کے ساتھ ۱۲
☆ تعرج مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ رمزے خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ جذب کشش ۱۲

﴿ص ۷۸﴾ ☆ مدیدہ دراز ۱۲ طویل، لمبی ۱۲ ☆ طرفہ یکبار چشم زدن ۱۲ ایک بار آنکھ جھپکنا ۱۲ ☆ مشکل مشکل
..... یعنی بسیار مشکل ۱۲ یعنی بہت زیادہ مشکل ۱۲ ☆ صعوبت دشواری ۱۲ مشکل ۱۲ ☆ نمودہ اند مشائخ
بزرگ صوفیہ ☆ باشند مشائخ ۱۲ بزرگ صوفیہ ☆ باشند مشائخ ۱۲ بزرگ صوفیہ ۱۲ ☆ من عرف جس
نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہو گئی ☆ ایشان مشائخ ۱۲ بزرگ صوفیہ ☆ متعتر ۱۲ دشوار ۱۲ ☆
وامریکہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ ظاہر ساختہ از عالم غیب ۱۲ عالم غیب سے ظاہر ہوا ۱۲ ☆ ماوراء خبر
۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ ارجمند گرامی قدر ۱۲ صاحب قدر ۱۲ ☆ سلک سین کی زیر سے، رشتہ، رابطہ ۱۲ ☆ مختر
..... مختر ۱۲ ☆ جناح بازو ۱۲ ☆ طیران این فقیر ۱۲ اس فقیر کو یعنی شیخ مجدد کو ۱۲ ☆ نار آتش آگ ۱۲
☆ شلج پہلے حرف پر زبر، برف ۱۲ ☆ سبحان پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف کو جمع کر دیا ۱۲ ☆ خس
و خاشاک گھاس اور باریک جڑیں مراد گھنٹیا اور نکمی چیز ۱۲

﴿ص ۷۹﴾ ☆ معلوم کر دند یعنی دانانیدند و مطلع ساختند ۱۲ یعنی انہوں نے بتایا اور اطلاع دی ۱۲ یعنی باعتبار تمثیل و تمظیر
..... یعنی بطور تشبیہ و مثال و نظیر و مجاز نہ از روئے حقیقت ۱۲ یعنی تشبیہ و مثال اور نظیر و مجاز کے طور پر نہ حقیقت کے لحاظ سے ۱۲
☆ علم حصول کہ بواسطہ حصول صورت معلوم است نزد مد رک ۱۲ یعنی جو حصول صورت کے واسطہ سے معلوم ہے
ادراک کرنے والے کے نزدیک ۱۲ ☆ اصلاً ہرگز ۱۲ ☆ علم حضوری است ۱۲ علم حضوری ہے ۱۲ ☆ آنرا
..... مذکور بالا ۱۲ مذکورہ بالا کو ۱۲ ☆ آن مرکز مذکور بالا ۱۲ مذکورہ بالا ۱۲ ☆ ستر راز ۱۲

﴿ص ۸۰﴾ ☆ درین سیر..... یعنی سریکہ فوق آن شہر شود ۱۲..... یعنی وہ سیر جو اس شہر کے اوپر ہو ۱۲ ☆ کمالات شیخ و مثال..... یعنی کمالات ولایات ۱۲..... یعنی ولایتوں کے کمالات ۱۲ ☆ این کمالات..... یعنی کمالات مقام نبوت ۱۲..... یعنی مقام نبوت کے کمالات ۱۲ ☆ سر..... راز ۱۲..... بھید ۱۲ ☆ از عدم..... بسبب ۱۲..... بسبب عدم ۱۲ ☆ او میگوید..... قول مذکور ۱۲ ☆ این سیر..... این فقیر ۱۲..... شیخ مجدد قدس سرہ ۱۲ ☆ حجب..... ظلمانی ۱۲..... سیاہ پردے ۱۲ ☆ سر اوقات..... بالضم سراپردہ او خیمہ ۱۲..... سین کی پیش سے، شاہی پردے اور خیمے ۱۲ ☆ آنکہ گفتہ..... این فقیر ۱۲..... شیخ مجدد قدس سرہ ۱۲ ☆ زیرا کہ بعد..... پس آنکہ ۱۲..... اس کے بعد

﴿ص ۸۱﴾ ☆ وجود یکہ..... یعنی آن وجود کہ عدم نقیض او باشد سزاوار حضرت حق جل و علا نیست ۱۲..... یعنی وہ وجود (جو اس کا عدم نقیض ہو) جس کی نقیض نہ ہو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے ۱۲ ☆ وجودے..... مراد ۱۲..... میری مراد ۱۲ ☆ و آنچه..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از نارسائی..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ عدم اطلاع..... در ابتدا ۱۲..... ابتدا میں ۱۲ ☆ نادوم..... پشمان ۱۲..... شرمندہ ۱۲ ☆ باطنش..... از جمیع وجوہ ۱۲..... تمام وجوہ سے ۱۲ ☆ پایان..... زیر ۱۲..... نیچے ۱۲ ☆ چون..... عنصر خاک ۱۲..... خاک کا اصلی جز ۱۲ ☆ دعوت..... یعنی آنکہ بشرت بران غالب تر بود ۱۲..... یعنی وہ شخص جس پر بشریت بہت غالب ہو ۱۲ ☆ آن..... عنصر خاک ۱۲..... مٹی کا جز، اصلی ۱۲ ☆ سائر..... باقی ۱۲ ☆ مشائخ..... از چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ ۱۲

﴿ص ۸۲﴾ ☆ قالب..... کالبد یعنی عناصر ۱۲..... اصلی اجزا ۱۲ ☆ این سیر..... سیر قلب ۱۲..... دل کی سیر ۱۲ ☆ لا..... نہ ۱۲ ☆ مضر..... زیان دہندہ ۱۲..... نقصان دینے والا ۱۲ ☆ شائبہ..... آمیزش ۱۲..... ملاوٹ ۱۲ ☆ مگر..... شاید ۱۲ ☆ معارف..... علوم ۱۲..... علم کی جمع ۱۲ ☆ غامضہ..... دقیقہ مخفیہ ۱۲..... پوشیدہ نکتہ ۱۲ ☆ از بیان..... حال آنکہ ۱۲..... حال یہ ہے کہ ۱۲ ☆ است..... بلے ۱۲..... ہاں ۱۲ ☆ بخلاف..... متصل است بقول او قدس سرہ ساکان طریق بقدم الخ ۱۲..... حضرت مجدد قدس سرہ کے سابقہ قول ”ساکان طریق بقدم الخ“ سے متصل ہے ۱۲ ☆ تزییہ نما..... یعنی بصورت تزییہ است ۱۲..... یعنی تزییہ کی صورت میں ہے ۱۲ ☆ این..... زیرا کہ ۱۲..... اس لئے کہ ۱۲ ☆ ارتقا..... عروج ۱۲..... بلند ہونا، ترقی کرنا ۱۲ ☆ گول..... انتق ۱۲..... بیوقوف ۱۲ ☆ مباہات..... فخر ۱۲..... تکبر، غرور ۱۲ ☆ متوجہ ۱۲..... بلکہ ۱۲..... بلکہ متوجہ احدیت ۱۲

﴿ص ۸۳﴾ ☆ صفات ثبوتیہ ذاتیہ..... یعنی سمع، بصر کلام، ارادت، قدرت، علم، حیوۃ، خلق ۱۲..... یعنی سنا، دیکھنا کلام کرنا، ارادہ کرنا طاقت، علم، حیات و زندگی، پیدا کرنا ۱۲ ☆ درجہ اولی..... باہن نوح کہ ۱۲..... اس طریقے سے کہ ۱۲ ☆ صفة التکوین..... الخلق ۱۲ پیدا کرنے ۱۲

﴿ص ۸۴﴾ ☆ درجہ خامس، یعنی مرتبہ لطیفہ انھی کہ مخصوص محمد المشرّب است کہ مناسبت تجلیات ذاتیہ دارد و صاحب آن تجلیات ذاتیہ بیچون تعالیٰ و تقدس مشرف گردد ۱۲..... یعنی لطیفہ انھی کا مرتبہ جو محمد المشرّب سے مخصوص ہے کہ تجلیات ذاتیہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے، اور لطیفہ انھی کا مرتبہ رکھنے والا تجلیات ذاتیہ بیچون تعالیٰ و تقدس سے مشرف ہوتا ہے ۱۲ ☆ ملت..... دین ۱۲ ☆ الدرجه الاولى..... یعنی درجہ القلب ۱۲..... یعنی قلب کا درجہ ۱۲ ☆ الدرجه الاخری..... من الولایۃ ۱۲..... ولایت سے ۱۲ ☆ نقبے..... بالفتح سرانے و سرنگے ۱۲..... لون کی زبر ہے سراخ اور سرنگ ۱۲ ☆ نیز مخصوص

..... یعنی چنانچہ اصل سیر مذکور مخصوص باوست ۱۲..... یعنی چنانچہ مذکورہ اصل سیر اسکے ساتھ مخصوص ہے ۱۲ ☆ منفک جد ۱۲

☆ صفات را بوساطت نقبہ ۱۲..... سوراخ کے واسطے سے ۱۲ ☆ اما اینجا اے فرزند ۱۲..... اے بیٹے ۱۲

☆ تفاوت مذکورہ ۱۲ ☆ تفاوت میان صاحب قلب و انہی باعتبار علو و سفل و این کہ صاحب قلب بصاحب انہی برابرے نخواہد نمود ۱۲..... صاحب قلب اور صاحب انہی کے درمیان بلندی و پستی کے اعتبار سے اور یہ کہ صاحب قلب صاحب

انہی کے برابر نہیں ہوتے ۱۲ ☆ کہ زیرا کہ ۱۲..... اس لئے کہ ۱۲ ☆ دون پائین ۱۲..... نیچے، کم ۱۲

﴿ص ۸۵﴾ ☆ مربوط وابستہ ۱۲..... بندھا ہوا ۱۲ ☆ فان موسیٰ مع کونہ صاحب السر ۱۲..... صاحب سر ہونے کے باوجود ۱۲

☆ لعیسیٰ مع کونہ صاحب انہی ۱۲..... صاحب خفی ہونے کے باوجود ۱۲ ☆ نیز میسر چنانکہ اجمال میسر بود ۱۲..... جیسا

کہ اجمال میسر تھا ۱۲ ☆ مجاب قبول کردہ شدہ ۱۲..... قبول کیا ہوا ۱۲

﴿ص ۸۶﴾ ☆ کمالات آن مقام یعنی کمالات کہ بحقیقت کعبہ ربانیہ متعلق اند ۱۲..... یعنی وہ کمالات جو کعبہ ربانیہ کی حقیقت کے

متعلق ہیں ۱۲ ☆ و آنچه این فقیر مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ آن حقیقت خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ این حقیقت

..... کہ این جان مذکور کردہ ایم ۱۲..... جو اس جگہ ہم نے ذکر کی ہے ۱۲ ☆ اصل سے انگارد برین فقیر ۱۲..... اس فقیر (شیخ

مجدد) پر ۱۲ ☆ انگارد این فقیر ۱۲..... یہ فقیر ۱۲ (شیخ مجدد قدس سرہ) ☆ اشتباہ یعنی اشتباہ ظل باصل ۱۲..... یعنی ظل کا

اشتباہ اصل کے ساتھ ۱۲ ☆ ظل را این فقیر ۱۲..... شیخ مجدد قدس سرہ ۱۲ ☆ از اینجا یعنی ازیں جا کہ مقامات را ظلال

اند و اصول ۱۲..... یعنی اس جگہ کہ مقامات کے ظلال ہیں اور اصول ۱۲ ☆ سرش سبب ۱۲..... اس کا سبب ۱۲

☆ اوست مقام ۱۲..... اس کا مقام ہے ۱۲ ☆ تا حقیقت آن مقام ۱۲..... وہ مقام ۱۲ ☆ کہ حصول علم بوقت

حصول این مرتبہ کہ محل بحث است ۱۲..... اس مرتبہ کے حصول کے وقت جو بحث کا محل ہے ۱۲ ☆ شاہد گواہ صادق ۱۲..... سچا

گواہ ۱۲ ☆ علم در وقت یعنی علم بظلیت ظہورات سابق ۱۲..... یعنی پہلے ظہورات کی ظلیت کا علم ۱۲ ☆ اے فرزند تمبیہ

است ۱۲..... یہ تمبیہ ہے ۱۲ ☆ معارج زمینہا ۱۲..... عروج کے ذرائع، بیڑھیاں ۱۲ ☆ مقدمات تمہیدات ۱۲

..... تمہیدیں ۱۲ ☆ شائبہ آمیزش ۱۲..... ملاوٹ ۱۲ ☆ مربوط وابستہ ۱۲..... بانڈھا ہوا ۱۲ ☆ معما اشکال ۱۲

..... مشکل مسئلہ ۱۲ ☆ دیگران لہذا ۱۲..... اس لئے ۱۲ ☆ بصورت برظاہر ۱۲..... ظاہری طور پر ۱۲ ☆ پستی

..... صوری ۱۲..... ظاہری صورت میں ۱۲ ☆ پستی عالم خلق ۱۲ ☆ بلندی عالم امر ۱۲ ☆ ارتقا بالارفتن ۱۲

..... بلندی کی طرف جانا ۱۲ ☆ نمودہ اند نمودہ اند و ندانستہ اند ۱۲ انہوں نے ظاہر کیا ہے لیکن جانا نہیں ہے ۱۲ ☆ پستی

..... ظاہری ۱۲..... ظاہری پستی ۱۲ ☆ دیگرگون است یعنی چیزے را کہ پست دیدہ اند بلند است و چیزے را کہ بلند گمان

کردہ اند پست است ۱۲..... یعنی وہ چیز جس کو دیکھا ہے وہ بلند ہے اور وہ چیز جسکو انہوں نے بلند گمان کیا ہے وہ پست ہے ۱۲

☆ بلندی ظاہری ۱۲..... ظاہری بلندی ۱۲ ☆ پستی فی الحقیقت پستی است ۱۲..... حقیقت میں پستی ہے ۱۲ ☆ بلے

..... اثبات است و تقریر مرطوعا عالم خلق را ۱۲..... یعنی ثابت کرنا ہے اور عالم خلق کی بلندی کی تقریر ہے ۱۲

﴿ص ۸۷﴾ ☆ این قرب کہ نقطہ اخیرہ راست بنقطہ اولیٰ ۱۲..... جو قرب نقطہ اخیرہ کو نقطہ اولیٰ سے ۱۲ ☆ دیگر را زقطہائے

دائرہ ۱۲..... دائرے کے نقطوں سے ۱۲ ☆ این دید..... علم ۱۲..... یہ علم ۱۲ ☆ واز حقیقت..... کہ بعالم امر تعلق دارد ۱۲
 جو عالم امر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ۱۲ ☆ بشریعت..... کہ بعالم خلق تعلق دارد ۱۲..... جو عالم خلق کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ۱۲
 ☆ غایۃ مافی الباب..... منشاء توہم پستی عالم خلق ۱۲..... عالم خلق کی پستی کا وہم پیدا ہونے کا منشاء ۱۲ ☆ مقدمہ..... تمہید ۱۲
 تمہید ۱۲ ☆ خواستہ..... ارادہ کردہ ۱۲..... ارادہ کیا ہوا ۱۲ ☆ سطح..... سخن خلاف ظاہر ۱۲..... ظاہر کے خلاف بات ۱۲
 ☆ مستولی..... غالب ۱۲ ☆ خامضہ..... مخفیہ ۱۲..... پوشیدہ ۱۲ ☆ فرمودند..... چنانکہ آیات و احادیث بدان ناطق اند
 ۱۲..... جیسا کہ آیتیں اور حدیثیں اس پر ناطق ہیں ۱۲ ☆ کالمطروح..... مانند چیزے انداختہ شدہ در راہ ۱۲..... راستہ میں
 (پھینکی ہوئی) پڑی ہوئی چیز کی مانند ۱۲ ☆ دولت دیدار..... یعنی دیدار حق تعالیٰ روز قیامت مرمومناں را ۱۲..... یعنی اللہ تعالیٰ
 کا دیدار قیامت کے دن خاص طور پر مومنوں کو ۱۲ ☆ بلے..... تقریر و اثبات است مرقابل خود را ۱۲..... مقرر کرنا اور ثابت رکھنا
 ہے خاص طور پر اپنے سے پہلے کو ۱۲ ☆ آلام..... جمع الم بمعنی درد ۱۲..... الم بمعنی درد کی جمع ہے ۱۲ ☆ حرمان..... محرومی دیدار
 حق مرفران را ۱۲..... اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محرومی خاص طور پر کافروں کو ۱۲ ☆ اعتدادے..... اعتبارے و شمارے ۱۲
 کوئی اعتبار اور شمار میں نہیں ۱۲

﴿ص ۸۸﴾ ☆ نیز ہمیں..... یعنی نسبت عدم اعتداد و عدم اعتبار در جب سنت ۱۲..... یعنی کسی شمار اور اعتبار میں نہ ہونے کی نسبت سنت
 کے پہلو میں ۱۲ ☆ دو قرب..... یعنی قرب عالم خلق و قرب عالم امر باصل ۱۲..... یعنی عالم خلق کا قرب اور عالم امر کا قرب اصل
 کے ساتھ ۱۲ ☆ از اہم مہام..... یعنی شدید ترین ضروریات ۱۲..... یعنی بہت اہم ترین ضروریات ۱۲ ☆ اربعینات
 چابہا ۱۲..... چلے ۱۲ ☆ ریاضات..... محسنہائے شاقہ ۱۲..... بہت سخت محنتیں ۱۲ ☆ گسل..... بفتحین کاہلی و سستی ۱۲
 پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہے، اس کا معنی ہے کاہلی و سستی ۱۲ ☆ ہوا..... یعنی ہوائے نفس بر مردم ۱۲..... یعنی لوگوں پر نفسانی
 خواہش ۱۲ ☆ مگر نوافل..... استثناء است از نوافل ۱۲..... عام نوافل سے استثناء ہے ۱۲ ☆ فی الصلوٰۃ..... ہم شنیدہ باشی ۱۲.....
 یہ بھی تم نے سنا ہوگا ۱۲

﴿ص ۸۹﴾ ☆ ستون..... فقد ورد الصلوٰۃ عماد الدین ۱۲..... حدیث میں آیا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے ۱۲ ☆ مزیت..... افزونی ۱۲
 افضلیت اور برتری ۱۲ ☆ این جا..... در دنیا ۱۲..... دنیا میں ۱۲ ☆ فردا..... روز قیامت ۱۲..... قیامت کے دن ۱۲
 ☆ رویت..... دیدن حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ۱۲ ☆ مرئی..... دیدہ شدہ ۱۲..... دیکھا ہوا ۱۲ ☆ اصالت
 است ۱۲..... اصلی طور پر ۱۲ ☆ لہذا..... حضرت موسیٰ ۱۲ ☆ موطن است..... مقام دعوت ۱۲..... لوگوں کو دین کی دعوت
 دینے کا مقام ۱۲ ☆ موطن است..... نہ در موطن سابق ۱۲..... پہلے مقام میں نہیں ۱۲ ☆ قریبکہ..... چہ قریبکہ
 ۱۲..... جو قرب کہ ہے

﴿ص ۹۰﴾ ☆ صورت بین..... ظاہر بین ۱۲..... حرف ظواہر کو دیکھنے والے ۱۲ ☆ این اقریبیت..... قریب تر بودن مرکز محیط ۱۲
 محیط کے ساتھ مرکز کا بہت قریب ہونا ☆ تجہیل و تحقیق..... کے رانست بجمالت و نادانی و حق کردن ۱۲..... کسی کو جہالت،
 نادانی اور بے وقوفی کی نسبت کرنا یعنی کسی کو جاہل، نادان اور حق کہنا ۱۲ ☆ ماتصفون..... ایھا الظاہریہ ۱۲..... اے ظاہر
 پرستو ۱۲ ☆ مطمئنہ..... نفس ۱۲..... نفس مطمئنہ ۱۲ ☆ ولایت کبریٰ..... یعنی ولایت انبیاء ۱۲..... انبیاء کی ولایت ۱۲

☆ ارتقا..... صعود۱۲..... اوپر چڑھنا، بلند ہونا ۱۲ ☆ استیلا..... غلبہ ۱۲..... تسلط ۱۲ ☆ ممکن..... جائے گرفتن و قائم شدن ۱۲
 جبکہ حاصل کرنا اور قائم ہونا ۱۲ ☆ نفوذ..... بضمین..... یعنی گذشتن و جاری شدن ۱۲..... گذرنا اور جاری ہونا ۱۲
 ☆ بارفخ امکانہ..... بلندترین مکانہا ۱۲..... بہت بلند مقامات ۱۲ ☆ با بعد ابعاد..... دورترین دور یہا ۱۲..... بہت دور کی
 دوریاں ۱۲ ☆ عقل معاد..... بعد از انکہ نامش عقل معاش بودہ ۱۲..... اس کے بعد کہ اس کا نام عقل معاش تھا ۱۲ ☆ ہر دو
 یعنی عقل و نفس ۱۲..... نفس اور عقل ۱۲ ☆ مجال سرکشی نہ..... بودہ است ۱۲..... سرکشی کی مجال نہ تھی ۱۲ ☆ نہ بکلیت
 زیرا کہ او ۱۲..... اس لئے کہ وہ ☆ بتامی..... خویش ۱۲..... پورے طور پر اپنا ۱۲ ☆ امارہ..... نفس ۱۲..... نفس امارہ ۱۲
 ☆ لطائف..... یعنی روح و قلب و سر و خفی و اخفی ۱۲..... یعنی روح، قلب، سر، خفی، اخفی ۱۲ ☆ اقران..... بالفتح ہمسران ۱۲
 ہمسر اور برابری والے ۱۲ ☆ انداگر..... یعنی ۱۲..... اند یعنی اگر ۱۲ ☆ ناشی..... پیدا ۱۲ ☆ شہویہ..... قوت ۱۲
 یعنی قوت شہویہ ۱۲..... یعنی شہوت کی قوت ۱۲ ☆ شرہ..... بفتحین غلبہ حرص ۱۲..... حرص کا غلبہ ۱۲ ☆ سائر..... تمام ۱۲
 سب ۱۲ ☆ اوصاف رذائل..... یعنی غضب و شہوت و حرص ۱۲..... یعنی غصہ، شہوت اور لالچ ۱۲ ☆ راضی..... از حق ۱۲
 اللہ سے راضی ۱۲ ☆ مرضی..... نزد حق ۱۲..... اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہے ۱۲

☆ عزیزیت..... مقابل رخصت ۱۲..... رخصت کے مقابل ۱۲ ☆ او..... یعنی صاحب نفس مطمئنہ ۱۲..... نفس مطمئنہ والا ۱۲

☆ اعدا..... دشمنان ۱۲..... دشمن کی جمع ہے ۱۲ ☆ سکر..... مستی ۱۲..... بے ہوشی ۱۲ ☆ لاجرم..... لاچار ۱۲..... ضروری ۱۲

☆ بواسطہ..... بسبب ۱۲..... واسطہ کے سبب ۱۲ ☆ صحو..... ہوش ۱۲ ☆ ماندہ..... گذاشتہ ۱۲..... گذرا ہوا ۱۲ ☆ مربوط

..... وابستہ..... باندھا ہوا ۱۲ ☆ باستتار..... خفا و پوشیدگی ۱۲..... خفیہ اور پوشیدہ ہونا ۱۲ ☆ ولایت ظلی..... یعنی ولایت

صغریٰ ۱۲ ☆ مضمی الف..... گذشتن ہزار سال از ہجرت ۱۲..... ہجرت سے لیکر ہزار سال کا گذرنا ۱۲ ☆ ظلی..... کمالات ۱۲

..... کمالات ظلی ۱۲ ☆ تابع کامل نبی..... یعنی شخص تابع پیغمبر بکمال اتباع ۱۲..... یعنی وہ شخص جو پیغمبر کی کامل اتباع کرنے والا

ہے ۱۲ ☆ بہ جمعیت..... بہ جمعیت نبی خود ۱۲..... اپنے نبی کی اتباع کے ساتھ ۱۲ ☆ سازندہ..... و امام می نامند ۱۲..... اور امام

نام رکھتے ہیں ۱۲ ☆ ولایت کبریٰ..... یعنی ولایت انبیاء ۱۲..... یعنی نبیوں کی ولایت ۱۲ ☆ می سازندہ..... و خلیفہ می نامند ۱۲

..... اور خلیفہ نام رکھتے ہیں ۱۲ ☆ و از مقامات..... اے فرزند بدان کہ ۱۲..... اے فرزند جان تو کہ ۱۲ ☆ تحت..... زیر ۱۲.....

نیچے ۱۲ ☆ فوق..... بالا ۱۲..... اوپر، بلند ۱۲ ☆ غوثیت منصب..... نزد شیخ ۱۲..... شیخ محی الدین ۱۲ ☆ نصب..... بالفتح برپا

کردن ۱۲..... قائم کرنا ۱۲ ☆ تذہیل..... تمہ ۱۲ ☆ علوم..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ شراعی..... خبر ہے ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲

☆ اقدار..... مراتب ۱۲..... مرتبے ۱۲ ☆ تفاوت..... قال اللہ تعالیٰ: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى

بَعْضٍ ۱۲..... ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ رسول ہیں ہم نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ☆ توحید و اتحاد.....

وجودی ۱۲..... توحید و وجودی ۱۲ ☆ انباء..... خبردادن ۱۲..... خبر دینا ۱۲ ☆ اقرابت..... حق جل شانہ بانسان ۱۲..... اللہ تعالیٰ

کا قرب انسان کے ساتھ ۱۲ ☆ سخن را..... این فقیر ۱۲..... شیخ مجدد ۱۲ ☆ مزیت..... فضیلت ۱۲..... فضیلت ☆ ولایت

صغریٰ..... ولایت اولیاء ۱۲ ☆ ولایت کبریٰ..... ولایت انبیاء ۱۲ ☆ ولایت علیا..... ولایت ملاء علی ۱۲ ☆ از کمال

..... این معنی ۱۲..... یہ معنی ۱۲ ☆ استبعاد..... دور دانستن ۱۲..... دور جاننا ۱۲ ☆ افہام..... بالفتح جمع فہم ۱۲..... الف پرز برہم
کی جمع ۱۲ ☆ مظان..... محل ۱۲..... مقام ۱۲ ☆ انکار و وارہد..... منکران ۱۲..... انکار کرنے والے ۱۲ ☆ ضروری
..... بدیہی ۱۲..... بالکل ظاہر ۱۲ ☆ نظری..... محتاج نظر و فکر ۱۲..... غور و فکر کی محتاج ۱۲ ☆ ذکر بعضے..... درما تقدم ۱۲..... پہلے
گذرے ہوئے میں ۱۲ ☆ مقدمات..... تمہیدات ۱۲..... تمہیدیں ☆ تنبیہ..... آگاہ و ہوشیار کردن ۱۲..... آگاہ اور ہوشیار
کرنا ۱۲ ☆ تقریب..... نزدیک نمودن ۱۲..... نزدیک کرنا ۱۲ ☆ سبحانہ و تعالیٰ..... از برائے ۱۲..... کے لئے ۱۲ ☆ تبیین
..... بیان نمودن و شرح دادن ۱۲..... بیان کرنا اور شرح کرنا ۱۲ ☆ ادراک..... دریافتن ۱۲..... پانا، دریافت کرنا ۱۲
☆ انام..... مردم ۱۲..... لوگ ۱۲ ☆ ممتاز..... امتیاز بخشد ۱۲..... امتیاز بخشا ہوا ۱۲ ☆ ہدایت..... شروع ۱۲..... ابتدا
☆ نہایت..... آخر ۱۲..... آخر ☆ مایہ..... اصل ۱۲..... اصل ☆ بخارا و سمرقند..... ہر دو نام دو شہر مشہور در توران ۱۲
..... توران میں دو مشہور شہروں کے نام ۱۲ ☆ میثرب..... مدینہ مطہرہ ۱۲..... مدینہ منورہ ۱۲ ☆ بطحا..... مکہ معظمہ ۱۲ ☆ مرہی
..... بہ پروردند ۱۲..... پرورش کیا ہوا ۱۲ ☆ کشت..... زراعت ۱۲..... کھیتی باڑی ۱۲ ☆ سلوک..... طے نمودن ۱۲..... طے کرنا
☆ ۱۲ ☆ مربوط..... وابستہ ۱۲..... باندھا ہوا..... مرتب کیا ہوا ۱۲

﴿ ص ۹۳ ﴾ ☆ منصغ..... رنگین ۱۲..... رنگین ☆ کمالات..... مذکورہ ۱۲..... مذکورہ کمالات ۱۲ ☆ اقطاب..... است ۱۲..... ہے ۱۲
☆ بدلا..... ابدال ۱۲..... ابدال کی جمع ہے ۱۲ ☆ قانع..... اند ۱۲..... ہیں ۱۲ ☆ در رنگ..... مانند ۱۲..... مثل ۱۲
☆ خواست..... ارادت ۱۲..... ارادہ کرنا ۱۲ ☆ فائض..... ریزندہ ۱۲..... فیض پہنچانا ۱۲ ☆ ہر چند..... اگر چہ ۱۲
☆ مہتد..... راہ یا بندہ ۱۲..... راہ پانے والا ۱۲ ☆ معذ لک..... باوجود عدم علم باین معنی بلکہ باصل ہدایت خود ۱۲..... باوجود
اس معنی کا علم نہ ہونا بلکہ اپنی اصل ہدایت کا علم بھی ۱۲ ☆ منوط..... وابستہ و معلق ۱۲..... وابستہ اور لٹکا ہوا ۱۲ ☆ مرید..... یعنی
۱۲..... یعنی مرید ۱۲ ☆ افادہ..... فائدہ دادن ۱۲..... فائدہ پہنچانا ۱۲ ☆ استفادہ..... فائدہ گرفتن ۱۲..... فائدہ حاصل کرنا ۱۲
☆ خریدہ..... تمثیل است مرما قبل خود ۱۲..... مثال دینا ہے خاص کر جو اپنے پہلے گذرا ہے ۱۲ ☆ سلوک..... راہ رفتن
۱۲..... راہ چلنا ۱۲ ☆ تسلیک..... براہ بردن ۱۲..... راستے پر چلنا ۱۲ ☆ مربوط..... وابستہ ۱۲..... ملا ہوا، باندھا ہوا ۱۲
☆ ہر چند..... اگر چہ ۱۲ ☆ احیا..... زندگان ۱۲..... زندے ۱۲ ☆ اموات..... مردگان..... مردے ۱۲ ☆ صبیان..... کود
کان ۱۲..... بچے ۱۲ ☆ شیوخ..... پیران ۱۲..... بوڑھے ۱۲ ☆ وفور..... بضم تین تمام شدن و بسیار شدن و بمعنی بسیاری مستعمل
..... پہلے دونوں حرفوں پر پیش ہے، تمام ہونا، زیادہ ہونا اور بسیاری کے معنی میں مستعمل ہے ☆ مساوی..... برابر ۱۲ برابر
☆ خوارق..... اورا ۱۲..... اسکو ☆ خوارق..... یعنی امور خلاف عادت اے کرامات ۱۲..... یعنی خلاف عادت امور یعنی کرامات

﴿ ص ۹۴ ﴾ ☆ مردم..... بلکہ ۱۲..... بلکہ مردم ۱۲ ☆ بوسا لٹ..... کثیرہ ۱۲..... زیادہ ۱۲ ☆ بلوٹ..... بالودگی ۱۲..... آلودہ ہونا ۱۲
☆ ملوٹ..... آلودہ ۱۲ ☆ مبتدعات..... امور جدیدہ مخالف طریقہ ۱۲..... سنت کے خلاف نئے امور ۱۲ ☆ این
تبدیلات..... کہ از نزد خود اخترع نموده اند ۱۲..... جو خود اپنی طرف سے ایجاد کرتے ہیں ۱۲ ☆ الحاقات..... کہ از نزد خود
الحاق ساختہ اند ۱۲..... جو اپنی طرف سے شامل کرتے ہیں ۱۲ ☆ فراخور..... سزاوار و شایان ۱۲..... لائق سزاوار اور شایان

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی چوتھا حصہ

شان ۱۲ ☆ ظلمات تاریکیاں ۱۲ تاریکیاں ۱۲ ☆ مستور پوشیدہ ۱۲ پوشیدہ ۱۲ ☆ ملت دین ۱۲
 ☆ کدورات تیریکہا ۱۲ تاریکیاں ۱۲ ☆ مستحسنہ کارہائے پسندیدہ ۱۲ پسند کئے ہوئے کام ۱۲ ☆ حسنت
 نیکویمیا ۱۲ نیکیاں ۱۲ ☆ امور مردم ۱۲ لوگوں کو ۱۲ ☆ این کریمہ آیت مذکورہ ۱۲ آیت مذکورہ ۱۲
 ☆ علماء مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ و شافعی و مالک و احمد وغیرہم ۱۲ ☆ بلکہ مستفاد ۱۲ حاصل کیا ہوا فائدہ ۱۲
 ﴿ص ۹۵﴾ ☆ قطب عبارت مبدأ و معاد ۱۲ ☆ قطب ارشاد بدانکہ ۱۲ جان تو کہ قطب ارشاد ۱۲ ☆ عزیز الوجود
 قلیل ۱۲ تھوڑا ۱۲ ☆ ازمنہ جمع زمان ۱۲ زمان کی جمع ہے ۱۲ ☆ نورانی منسوب بہ نور ۱۲ نور کی طرف
 منسوب ۱۲ ☆ عرش سطح فوقانی ۱۲ سب سے اوپر کی سطح ۱۲ ☆ فرش زمین ۱۲ ☆ رنگ مانند ۱۲
 ☆ منجمد بستہ ۱۲ جما ہوا ۱۲ ☆ اصل ہرگز ۱۲ ☆ لیکن افادہ ۱۲ لیکن افادہ پہنچانا ۱۲
 ☆ دربار گرانی ورنج غم اور بوجھ ۱۲ ☆ ہر چند اگرچہ ۱۲ سدا رہا ۱۲ ☆ مانع روکنے والا ۱۲ ☆ صورت
 البتہ ۱۲ ☆ رشد است اندر موجود ۱۲ لیکن ۱۲ ☆ قلیل عدم ۱۲ نہ ہونا ۱۲ ☆ عزیز دارند ہر چند
 ۱۲ ہر طرح سے ۱۲

دوسوا کسٹھواں مکتوب ﴿۲۶۱﴾

سیادت مآب میر محمد نعمان کی جانب نماز کے فضائل اور اس کے مخصوص کمالات کے بیان میں جو معارف بلند اور حقائق
 ارجمند کے ضمن میں ہیں صادر فرمایا۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد میرے عزیز بھائی ارشدہ اللہ سبحانہ کو معلوم ہو کہ اسلام کے ہنجانہ ارکان
 میں سے ”نماز“ رکن دوم ہے جو تمام عبادات کی جامع ہے اور ایک ایسا جزو ہے کہ جس نے اپنی جامعیت کی وجہ
 سے کُل کا حکم پیدا کر لیا ہے اور تمام مقرب اعمال پر سبقت لے گئی ہے۔ اور وہ دولت رویت (باری تعالیٰ) جو سرور
 عالمیان علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کو شب معراج بہشت میں میسر ہوئی تھی، دنیا میں نزول فرمانے کے بعد
 اس جہان کے مناسب آپ کو وہ دولت نماز میں میسر ہوتی تھی۔ اسی لئے آنحضرت علیہ و علی آلہ الصلوٰت والسلام نے
 فرمایا ہے۔ الصَّلٰوةُ بِعَرَاَجِ الْمُؤْمِنِ (نماز مؤمن کی معراج ہے) اور یہ بھی آپ علیہ و علی آلہ
 الصلوٰت والسلام نے فرمایا ہے۔ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِي الصَّلٰوةِ (بندے کو اپنے رب کے
 ساتھ سب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے) اور آپ علیہ و علیہم الصلوٰت والتحيات کے کامل
 تابعداروں کو بھی اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز میں حاصل ہے اگرچہ حقیقی رویت میسر نہیں ہے کیونکہ
 یہ جہان اس کی تاب و طاقت نہیں رکھتا۔ اگر (حق تعالیٰ) نماز کا حکم نہ فرماتا تو مقصود کے چہرے سے نقاب کون
 اٹھاتا اور طالب کو مطلوب کی طرف کون رہنمائی کرتا نماز ہی ہے جو غمگساروں کے لئے لذت بخش ہے

اور نماز ہی ہے جو پیاروں کو راحت دہ ہے: اَرْحَمْنِي يَا بَلَاءُ (اے بلال مجھے راحت دے) اس حقیقت کا رمز ہے..... اور قُرَّةٌ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) میں اسی آرزو کی طرف اشارہ ہے..... وہ ذوق و مواجید، علوم و معارف، احوال و مقامات، انوار و الوان، تکوینات و تمکینات (بیقراری و اطمینان) تجلیات متکلیفہ و غیر متکلیفہ (کیفیت والی اور بے کیفیت والی تجلیات) اور ظہورات متلوٰ نہ و غیر متلوٰ نہ (رنگارنگ و بے رنگ ظہورات) ان میں سے جو کچھ نماز کے علاوہ (اوقات میں) میسر ہوں اور نماز کی حقیقت سے آگاہی کے بغیر ظاہر ہوں ان سب کا منشا ظلال و امثال ہے بلکہ وہم و خیال سے پیدا ہوئے ہیں..... وہ ”نمازی جو نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے نماز کی ادائیگی کے وقت گویا عالم دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالم آخرت میں پہنچ جاتا ہے لہذا وہ اس وقت اس دولت سے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے حصہ حاصل کر لیتا ہے، اور اصل سے ظلمت کی آمیزش کے بغیر فائدہ اٹھاتا ہے۔ کیونکہ عالم دنیا (کا معاملہ) کمالات ظلی تک محدود ہے اور وہ معاملہ جو ظلال سے باہر ہے آخرت کے ساتھ مخصوص ہے..... پس معراج سے چارہ نہ ہوگا اور وہ مومنوں کے حق میں نماز ہے، اور یہ دولت اس امت کے ساتھ مخصوص ہے جو اپنے پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت کے سبب جو کہ شب معراج میں دنیا سے آخرت میں تشریف لے گئے اور بہشت میں پہنچ کر (حق تعالیٰ کی) رویت کی دولت سے مشرف ہوئے (لہذا یہ امت بھی) اس کمال کے ساتھ مشرف اور اس سعادت سے فیضیاب ہوئی۔ اللّٰهُمَّ اجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ وَاَجْزِهِ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَن اُمَّتِهِ وَاَجْزِ الْاَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ جَزَاءَ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ دُعَاةُ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَهُدَاةُهُمْ اِلَى لِقَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى (یا اللہ تو ہماری طرف سے ان (آنحضرت ﷺ) کو ایسی جزا عطا فرما جو ان کی شایان شان ہے اور ان کو ہماری طرف سے اس سے بھی افضل جزا عطا فرما جو تو نے امت کی طرف سے کسی نبی کو عطا فرمائی ہو اور ہماری طرف سے تمام انبیاء (علیہم السلام) کو جزا عطا فرما کیونکہ وہ سب کے سب مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے اور اس (حق تعالیٰ) کی طرف ہدایت دینے والے ہیں)

اس گروہ میں سے بعض لوگ جن کو نماز کی حقیقت سے آگاہی حاصل نہیں ہوئی اور اس کے مخصوص کمالات پر اطلاع نہیں بخشی گئی انہوں نے اپنے امراض کا علاج دوسرے امور میں تلاش کیا اور اپنی مرادوں کا حاصل دوسری چیزوں پر وابستہ جانا، بلکہ ان میں سے ایک گروہ نے نماز کو بے فائدہ اور دُور از کار سمجھ کر اس (وصول الی اللہ) کی بنیاد (نماز کے علاوہ) اور چیزوں (عبادات) پر رکھی اور روزہ کو نماز سے افضل جانا..... (مثلاً) صاحب فتوحات مکیہ کہتے ہیں کہ ”روزہ میں جو کھانے پینے کا ترک ہے وہ صفتِ صمدیت سے متحقق ہونا ہے اور نماز میں غیر و غیریت کی طرف آنا اور عابد و معبود کا جاننا ہے“..... اس قسم کی باتیں اہل سکر کے احوال میں سے ہیں جو مسئلہ ”توحید و جودی“ پر مبنی ہیں اور ایسی باتیں ”حقیقت نماز“ سے ”عدم آگاہی“ (بے خبری) کی وجہ سے ہیں بلکہ اس طائفہ (صوفیہ) کی ایک کثیر جماعت نے اپنے اضطراب و بیقراری کی تسکین کو سماع و نغمہ اور وجد و تواجہد

میں تلاش کیا اور اپنے مطلوب کو نغمہ کے پردوں میں مطالعہ کیا اور رقص و رقاصی کو اپنا مسلک بنا لیا ہے، حالانکہ انہوں نے سنا ہوگا مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي الْحَرَامِ شِفَاءً (اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی)..... ہاں
 الْغَرِيقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيئَةٍ وَحُبِّ الشَّيْءِ يُغْمِي وَيُصِمُّ (ڈوبنے والا شخص ہر ایک تنکے کا سہارا
 ڈھونڈتا ہے اور کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے)..... اگر نماز کے کمالات کی کچھ بھی حقیقت ان پر
 منکشف ہو جاتی تو وہ ہرگز سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجہ کو یاد نہ کرتے۔ ع

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

(جب حقیقت نہ ملی ڈھونڈ لی افسانے کی راہ)

اے بھائی! جس قدر فرق نماز و نغمہ میں ہے اسی قدر فرق نماز کے مخصوصہ کمالات اور نغمہ سے پیدا ہونے
 والے کمالات میں ہے۔ عاقل کو ایک اشارہ ہی کافی ہے۔

یہ وہ کمال ہے جو ہزار سال کے بعد وجود میں آیا ہے، اور آخریت ہے جو اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے
 ، شاید حضور علیہ وعلی آلہ الصلوٰات والتسلیمات نے اسی وجہ سے فرمایا ہے أَوْلَاهُمْ خَيْرٌ أَمْ أَوْسَطُهُمْ
 (ان میں سے اول بہتر ہیں یا ان میں سے آخر) کیونکہ آخر کو اول کے ساتھ زیادہ مناسبت دیکھی جو تردد کا محل
 ہے..... اور دوسری حدیث میں آپ علیہ وعلی آلہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ اس امت کے بہترین
 (لوگ) اول میں ہیں یا آخر میں، اور درمیان میں تیرگی (اندھیرا) ہے۔..... ہاں اس امت کے متاخرین
 میں اگرچہ وہ نسبت بلند ہے مگر قلیل بلکہ اقل (بہت کم) ہے، لیکن اس امت کے وسط میں اگرچہ وہ نسبت بلند نہیں ہے
 لیکن کثیر ہے بلکہ بہت زیادہ ہے وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ كَمِيَّةٌ وَكَيْفِيَّةٌ (ان میں سے ہر ایک کے لئے کیت اور
 کیفیت کے لحاظ سے ایک جہت ہے) لیکن اس نسبت کے اقل (بہت کم) ہونے کی وجہ سے متاخرین کو بلند درجہ پر
 پہنچا دیا اور سابقین (اولین) کے ساتھ مناسبت دے کر خوشخبری دیدی۔ (جیسا کہ حضور علیہ وعلی آلہ الصلوٰات
 والتسلیمات نے فرمایا: أَلَا سَلَامٌ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ (اسلام کی ابتدا
 غربت سے ہوئی اور آخر میں پھر ویسا ہی غریب ہو جائے گا لہذا غریبوں کے لئے خوشخبری ہے)

..... اور اس امت کے آخری حصہ کا شروع آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰة والسلام کی رحلت فرمانے
 کے بعد الفِ ثانی (یعنی دوسرے ہزار سال کی ابتدا سے) ہے کیونکہ الف یعنی ہزار سال کے گزرنے کو امور کے تغیر
 میں عظیم خاصیت ہے اور اشیا کی تبدیلی میں قوی تاثیر ہے۔ اور چونکہ اس امت میں نسخ و تبدیلی نہیں ہے اسی لئے
 سابقین کی نسبت اسی تروتازگی کے ساتھ متاخرین میں جلوہ گر ہوئی ہے اور (اس نے) الفِ ثانی میں شریعت کی تائید
 اور ملت کی تجدید فرمائی ہے۔ اس معنی پر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان
 دونوں عادل گواہ ہیں۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه میگرد!

(وجی کا فیض اگر پھر سے میسر آجائے دوسرے بھی وہ کریں جو کہ میجانے کیا)

اے بھائی! یہ بات آج اکثر لوگوں پر گراں ہے اور ان کی فہم سے بہت دور معلوم ہوتی ہے لیکن اگر انصاف سے کام لیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کا موازنہ کریں اور ان کے احوال کی صحت و سقم (صحیح اور غلط) کو علوم شرعیہ کی مطابقت و عدم مطابقت سے ملاحظہ کریں اور شریعت و نبوت کی تعظیم و توقیر کو غور سے دیکھیں کہ (دونوں میں سے) کس میں زیادہ تر (مطابقت) ہے تو ممکن ہے کہ یہ بات ان کو ہم سے دور معلوم نہ ہو۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ ”طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں“ اور ”نبوت و ولایت سے افضل ہے“ اگرچہ اسی نبی کی ولایت ہو..... اور یہ بھی لکھا ہے کہ ”کمالات و ولایت کو کمالات نبوت کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے“ کاش کہ ان کے درمیان دریائے محیط کے مقابلہ میں قطرہ کی نسبت ہوتی..... اس قسم کی بہت سی باتیں اس مکتوب میں جو طریقے کے بیان میں اپنے فرزند کی طرف لکھا ہے (اس میں) خاص طور پر لکھی گئی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اس گفتگو سے مقصود حق سبحانہ و تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے تاکہ اس طریقے کے طالبوں کے لئے ترغیب کا باعث ہو، نہ یہ کہ دوسروں پر اپنی فضیلت (کا اظہار) کیونکہ ”خدائے جل و علا کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بہتر جانے“ تو پھر اس شخص کا کیا حال ہو جو اپنے آپ کو اکابر دین سے بہتر جانے۔

ایات

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک
من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
سزدگر بگذرانم سرز افلاک
کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر بررود از تن صد زبانم
ترجمہ (ز میں سے شاہ نے مجھ کو اٹھایا
وہ مٹی ہوں کہ گر ابر بہاری
کرے مجھ پر کرم سے قطرہ باری
اگر ہوں مثل سوسن سو زبانی
خدا کا شکر ہم کیا کرنے پائیں)

اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد اگر آپ کو نماز کے سیکھنے کا شوق اور اس کے بعض مخصوص کمالات حاصل کرنے کا خیال پیدا ہو اور وہ (شوق) آپ کو بے آرام کر دے تو استخاروں کے بعد اس طرف متوجہ ہوں اور عمر کا کچھ حصہ نماز سیکھنے میں گذاریں..... وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ الْهٰدِیُّ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشٰدِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی وَالتَّزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اِلٰهِ الصَّلٰوٰتِ وَالتَّسْلِیْمٰتِ اَتْمَهًا وَاكْمَلَهًا (اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات اتمہا وکملہا کی متابعت کو اپنے اوپر لازم جانا)۔

حاشیہ مستن

- ﴿ص ۹۶﴾ قولہ ارجمند: نقشبند کے وزن پر ہے، اس کے معنی صاحب مرتبہ گرامی قدر اور عزیز کے ہیں، جیم کے پیش سے پڑھنا غلط ہے ۱۲
- ۱ یعنی خود جامع ہونا تمام قسم کی عبادات کا جیسا کہ اپنی جگہ ثابت شدہ ہے ۱۲
- ۲ نھا: پہلے حرف پرزبر اور دوسرا ساکن ہے اور آخر میں ہمزہ ہے، اس کے معنی پیدا کرنا اور نیا پیدا ہونا اور مجازی طور پر جہان اور عالم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اس کو سیدھے خط کے بعد ٹیڑھے خط سے لکھتے ہیں بے جا ہے اور اگر بالفرض لکھیں تو سیدھے خط کے اوپر لکھیں تاکہ اشارہ ہو کہ سیدھا خط یہاں الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے، اور اس لفظ کو سرائے کے وزن پر لکھنا غلط ہے اور پشہ کی صورت میں لکھنا بھی غلط ہے ۱۲
- ۳ یعنی بندے کو اپنے رب کے ساتھ سب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے۔ اس حدیث کی تخریج اور حدیث الصَّلٰوۃ بِمَعْرَاجِ الْمُؤْمِنِیْنَ کی بھی قریب ہی اس سے پہلے مکتوب میں گذر چکی ہے ۱۲
- ۴ قولہ نقاب: نون کی زیر سے، وہ پردہ جو چہرے پر ڈالتے ہیں یا نیش چیز پر ڈالتے ہیں، اس معنی میں نون کی زیر سے غلط ہے ۱۲
- ۵ یعنی ٹھنڈک و سردی اور روشنی و راحت میری آنکھ کی نماز میں ثابت و مقرر ہے، تشیید المبانی میں ہے، اس حدیث کو امام نسائی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۱۲
- ۱ یعنی ظلال و امثال مطلوب و مقصود ہوتے ہیں اس کا عین نہیں ۱۲
- ۱ جب نماز کی حقیقت سے آگاہ نمازی اس دنیوی جہان سے باہر آتا اور آخرت میں داخل ہوتا ہے پس اس کو معراج سے..... الخ ۱۲
- ۱ یعنی وہ اپنے پیغمبر کی اتباع کے سبب اس کمال سے مشرف ہوتے ہیں اور اس سعادت سے بہرہ ور ہوتے ہیں
- ﴿ص ۹۷﴾ قولہ دُعَاة: داعی کی جمع ہے یعنی دعوت دینے والے ہیں خاص طور پر مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف ۱۲
- ۱ یعنی شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ ۱۲
- ۱ یعنی یہ قول فتوحات مکیہ کے مصنف ”جیسا کہ تو دیکھتا ہے“، مسئلہ توحید و جود پر مبنی ہے جو اہل سکر کے حالات و مقامات سے ہے نہ کہ اہل صحو سے ۱۲
- ۱ قولہ جَمِّ غَفِیْر: جیم پرزبر اور میم پر شد اس کے معنی ہیں عام ہجوم اور کثیر جماعت ۱۲
- ۲ قولہ ماجعل اللہ الخ: ملا علی قاری نے المرقاة شرح المشکوٰۃ میں کہا: طبرانی کی حدیث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً وارد ہے کہ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَجْعَلْ شِفَاۃَکُمْ فِیْمَا حُرِّمَ عَلَیْکُمْ (بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا نہیں رکھی اس چیز میں جو تم پر حرام کی گئی ہے) ایک حدیث کے یہ لفظ بھی ہیں: اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَاۃَ اُمَّتِیْ فِیْ مَا حُرِّمَ عَلَیْہَا (بے شک اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی میری امت کی اس چیز میں جو ان پر حرام کی گئی ہے)
- ۱ میں (نور احمد) کہتا ہوں: اور ابوداؤد میں ہے: وَلَا تَتَدَاوَا بِحَرَامٍ (حرام چیز کے ساتھ دوا نہ کرو) وَنَهَى عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیْثِ (اور حضور نے ناپاک دوا سے منع فرمایا) اور در مختار میں ہے: اِخْتَلَفَ فِی التَّدَاوِیِّ بِالْمُحَرَّمِ، وَظَاهِرُ الْمَذْهَبِ الْمَنْعُ، وَقَبِلَ یُرَخِّصُ اِذَا عَلِمَ فِیْهِ الشِّفَاۃَ، وَلَمْ یَعْلَمْ دَوَاءَ اٰخِرَ کَمَا رَخِّصَ الْخَمْرُ لِلْعَطَشَانِ ۱۲
- ۲ ترجمہ: حرام چیزوں سے دوا کرنے میں اختلاف ہے، ظاہر مذہب میں تو منع ہے، اور کہا گیا ہے کہ (مسلمان معالج) جب جانے کہ اس میں شفا ہے اور دوسری دوا نہیں جانتا جیسے کہ پیاس سے مرنے والے کیلئے شراب کی رخصت ہے ۱۲
- ۳ قولہ افسانہ: بمعنی سرگزشت اور ماجرا، مجازی طور پر بے اصل حکایت کا معنی بھی مراد ہوتا ہے، اور کبھی الف کی تحفیف کر

کے فسانہ فا کی زبر سے بھی کہتے ہیں ۱۲

۴ قولہ ہمان قدر: مفعول پہلے لایا گیا ہے، خاص طور پر فعل بدان کو لفظوں میں پیچھے لایا گیا ہے ۱۲

۵ قولہ اولھم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ

الْمَطَرِ لَا يُدْرِي أَوْلَةُ خَيْرٍ أَمْ آخِرُهُ (میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے نہیں معلوم کہ اس کا اول بہتر ہے

یا اس کا آخر) اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے ۱۲ (مکتوٰۃ) پس جو امام ربانی نے فرمایا وہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے ۱۲

یعنی ڈوبنے والا شخص ہر ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے ۱۲

اس کا اول ہے: جنگ ہفتاد و دولت ہمہ راعذرینہ

۶ قولہ بہترین این امت الخ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ أُمَّتِي أَوْلُهَا وَآخِرُهَا وَفِي وَسْطِهَا

الْكُدْر (اس امت کے بہترین لوگ اول میں ہیں اور آخر میں، اور درمیان میں اہل کدورت ہونگے) اس کو حکیم ترمذی

نے نوادر الاصول میں روایت کیا ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے، یہ ملامرادکی نے کہا ہے ۱۲

قولہ کدر: پہلے حرف پر زبر ہے اور دال کے نیچے زیر ہے بمعنی سیاہ اور گدلا پہلے اور دوسرے حرف پر زبر سے بمعنی

دھندلا اور سیاہ ہونا ۱۲

یعنی ان میں سے ہر ایک کے لئے کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے ایک جہت ہے ۱۲

۱ قولہ الاسلام بدأ الخ: اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے

حضرت سلمان سے اور احمد، ترمذی، رافعی، خطیب، ابن عساکر، بخاری نے تاریخ میں اور سیوطی نے جمع الجوامع میں

روایت کیا ہے ۱۲ تشہید البانی والمغرب باختصار ۱۲

۲ یعنی ان کا وصف آخریت سے متصف ہونے کی ابتداء دوسرے ہزار سال کی ابتداء سے ہے ۱۲

۳ یعنی حضرت مسیح علی الصلوٰۃ والسلام، لفظ مسیح کے آخر الف کا اضافہ فارسی لوگوں کا تصرف ہے ۱۲

۴ یعنی مکتوب نمبر ۲۶۰ جو حقائق آگاہ خواجہ محمد صادق کے نام لکھا گیا ہے اور قریب ہی پہلے گزرا ہے ۱۲

۵ جانا چاہیے کہ اس مقام میں جو تشویش دل میں پیدا ہوتی ہے اس کے ازالہ اور دور کرنے کیلئے مکتوب نمبر ۲۳۳ اور

مکتوب نمبر ۲۲۲ جلد اول کا مطالعہ کرنا چاہیے نیز مکتوب نمبر ۱۱ جلد اول کا حاشیہ اس مطلب میں کافی دوانی ہے ۱۲ لکھی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱ میمتن کا مضاف الیہ ہے ۱۲

۲ قولہ سوسن: ایک آسمانی رنگ کے پھول کا نام ہے، موید، کشف، برہان اور مدار میں سین پر پیش اور واؤ مجہول کے ساتھ ہے اور

مغتب میں زبر کے ساتھ اور صاحب بحر الجواہر نے لکھا ہے کہ تلخیص میں پیش کے ساتھ ہے اور قاموس میں زبر کے ساتھ، ظاہر

زبر کے ساتھ عربی ہے اور پیش کے ساتھ فارسی ۱۲ غیاث

متن..... بین السطور..... معانی

﴿ص ۹۶﴾ ☆ جزوے..... نماز ۱۲ ☆ است..... از اعمال حسنة ۱۲..... اچھے اعمال میں سے ۱۲ ☆ کہ..... بسبب ۱۲..... سبب سے ۱۲

☆ اعمال..... بحق جل و علا ۱۲..... اللہ تعالیٰ کے ساتھ ۱۲ ☆ نزول..... فرود آمدن ۱۲..... نیچے آنا ۱۲ ☆ نزول..... آ

سرور ۱۲..... آ سرور صلی اللہ علیہ وسلم کا نیچے اترنا ۱۲ ☆ این نشأ..... جہان ۱۲..... اس دنیا میں ۱۲ ☆ درین..... دنیا

۱۲..... اس دنیا میں ۱۲ ☆ حظ..... بہرہ ۱۲..... حصہ ۱۲ ☆ برمتابد..... یعنی تو امد برداشت ۱۲..... یعنی برداشت نہیں کر سکتا ۱۲

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی جو تھا حصہ

☆ نمی فرمود..... حق جل و علا ۱۲..... اللہ تعالیٰ نہ فرماتا ۱۲☆ کہ..... کدام کس ۱۲..... کون شخص ۱۲☆ ارحمی..... مبتدا ۱۲.....
 یہ مبتدا ہے ۱۲☆ رمزیت..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ ارحمی یا بلال..... رواہ الدار قطنی فی العلل ۱۲..... تشدید ۱۲.....
 اس کو دار قطنی نے علل میں روایت کیا ہے ۱۲..... تشدید البانی ۱۲☆ ماجرا..... قصہ ۱۲..... کہانی ۱۲☆ وقرّہ..... مبتدا ۱۲.....
 یہ مبتدا ہے ۱۲☆ اشارہ..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ ممتتا..... آرزو ۱۲☆ اذواق..... چاشنیا ۱۲..... مزے اور
 چاشنیاں ۱۲☆ مواجید..... جمع وجد خلاف قیاس یعنی حالتہا و قصبائے صوفیاں ۱۲..... وجد کی جمع ہے خلاف قیاس، یعنی صوفیوں
 کے رقص اور حالتیں ۱۲☆ احوال..... حالات بے ثبات ۱۲..... عارضی حالات ۱۲☆ مقامات..... حالات ثابتہ دائمہ ۱۲.....
 مستقل اور دائمی حالات ۱۲☆ الوانہا..... رنگہا ۱۲..... بہت سے رنگ ۱۲☆ تلوینات..... بے قرار یہاں ۱۲..... بے
 قراریاں ۱۲☆ تمکینات..... تسلیہا ۱۲..... اطمینان کی حالتیں ۱۲☆ متکیفہ..... باکیف ۱۲..... کیف والی ۱۲☆ تجلیات
 ظہورات اسمائی و صفاتی ۱۲..... اسمائی اور صفاتی ظہورات ۱۲☆ غیر مکیفہ..... بے کیف ۱۲..... بے کیف، بے مزہ ۱۲.....
 ☆ تملونہ..... گونا گون ۱۲..... رنگ برنگ، قسم قسم ۱۲☆ بلکہ..... این ہمہ ۱۲..... یہ سب ۱۲☆ ناشی..... پیدا شوندہ ۱۲.....
 ☆ مصلی..... نمازی ۱۲..... نماز گزار ۱۲☆ نشأ..... جهان ۱۲..... دنیا، کائنات ۱۲☆ برآید..... بیرون می آید ۱۲..... باہر آتا
 ہے ۱۲☆ درآید..... داخل میشود ۱۲..... داخل ہوتا ہے ۱۲☆ حظے..... بہرہ ۱۲..... حصہ ۱۲☆ شائبہ..... آمیزش ۱۲.....
 ملاوٹ ۱۲☆ مقصور..... بند ۱۲..... بند، رکا ہوا ۱۲☆ چارہ نبو..... گزیر ۱۲..... علاج اور چارہ نہ ہوگا ۱۲.....
 ﴿ص ۹۷﴾ ☆ مستعد..... سعادت مند ۱۲..... خوش نصیب ۱۲☆ هَذَا خُصْمٌ..... جمع ہادی ۱۲..... ہادی کی جمع ہے ۱۲☆ تشدید
 آن جمع ۱۲..... وہ سب ۱۲☆ مربوط..... وابستہ ۱۲..... باندھا ہوا ۱۲☆ انگاشتند..... دانستند ۱۲..... جانتے ہیں ۱۲.....
 ☆ اکل..... خوردن ۱۲..... کھانا ۱۲☆ شرب..... نوشیدن ۱۲..... پینا ۱۲☆ صمدیت..... بے نیازی ۱۲☆ دانستن
 است ۱۲..... جانتا ہے ۱۲☆ سماع..... سرود ۱۲..... راگ و نغمہ ۱۲☆ نغمہ..... آواز خوش ۱۲..... اچھی آواز ۱۲.....
 ☆ رقص..... پاکو بیدن ۱۲..... ناچنا، رقص کرنا ۱۲☆ دیدن..... بفتح ہر دو دال بمعنی خود عادت ۱۲..... دونوں دالوں پر زبر ہے
 بمعنی اپنی عادت ۱۲☆ شَمَمٌ..... اندکے ۱۲..... قلیل، تھوڑا ۱۲☆ منکشف..... ظاہر ۱۲.....
 ﴿ص ۹۸﴾ ☆ گمیتہ..... مقدار ۱۲..... اندازہ ۱۲☆ ارتحال..... ہجرت ۱۲..... رحلت ۱۲☆ مضی..... گذشتن ۱۲..... گذرنا ۱۲.....
 ☆ نضارت..... تازگی و آبداری ۱۲☆ عدل..... معتبر ۱۲..... اعتبار والے، با اعتماد ۱۲☆ ار..... اگر ۱۲☆ گراں
 بکسر اول بمعنی ثقیل ۱۲..... پہلے حرف کی زیر سے بوجھل کے معنی میں ہے ۱۲☆ موازنہ..... با چیزے هموزن بودن ۱۲.....
 کسی چیز کے ساتھ هموزن ہونا ۱۲☆ استبعاد..... بعید دانستن ۱۲..... دور جانا ۱۲☆ بحر محیط..... دنیا کو گھیرنے والا ۱۲.....
 ☆ معرفت..... زیرا کہ ۱۲..... کیونکہ معرفت ۱۲☆ شطرے..... جزوے ۱۲..... حصہ ۱۲☆ صرف..... خرچ ۱۲.....

دوسو باسٹھواں مکتوب ﴿۲۶۲﴾

مولانا محبت علی کی طرف صادر فرمایا..... اس بیان میں کہ ہمارا تعلق تھی ہے اور ہماری نسبت انعکاسی، جو قرب و بعد میں کچھ فرق نہیں رکھتی، اور اس کے مناسب بیان میں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)..... صحیفہ شریفہ جو آپ نے مہربانی فرما کر تحریر کیا تھا موصول ہو کر خوشی کا باعث ہوا۔ چونکہ وہ فرط محبت اور کمال اختصاص سے لبریز تھا اس لئے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ آپ نے سابقہ وعدہ کے پورا کرنے کے لئے لکھا تھا۔

میرے مخدوم! شرعی طریقوں میں سے جس وضع پر آپ چاہیں رہیں، کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ رشتہ محبت نہ ٹوٹے، بلکہ روز بروز مضبوط ہوتا جائے، اور یہ شعلہ اشتیاق و محبت سرد نہ پڑنے پائے بلکہ لحظہ بلحظہ اس میں زیادتی اور تیزی ہوتی رہے۔ کیونکہ ہمارا تعلق تھی (محبت پر) ہے اور ہماری نسبت انعکاسی اور انصباغی (دوسرے کا اثر و عکس قبول کرنا اور رنگ میں رنگ جانا) ہے۔ اس لئے جلد یا بدیر اور طریق کی بعض خصوصیات کا علم نہ ہونے کے باعث قرب و بعد میں کچھ فرق نہیں رکھتی۔ اس معنی کی تحقیق اس مکتوب کے خاتمہ سے جو فرزندِ وارشدی کے نام اس طریقہ کے بیان میں لکھا ہے معلوم کریں۔ اس مکتوب کی نقل برادوم سیادت پناہ میر محمد نعمان کے دوست لے گئے ہیں وہاں سے منگوائیں۔ کلام کو زیادہ طول کیا دیا جائے۔ والسلام

حاشیہ متن

- ﴿ص ۹۹﴾ پہلے حرف پر پیش ہے اور دوسرا ساکن ہے، آہنگی اور سستی تیزی کی ضد اور الٹ ۱۲
یعنی جو قریب ہے وہ اس سلسلہ کی بعض خصوصیات کا عالم ہے بعید والا نہیں ۱۲
یعنی مکتوب ۲۶۰ دو سوساٹھ جلد اول ۱۲

متن..... بین السطور..... معانی

- ﴿ص ۹۹﴾ ☆ انعکاسی..... است ۱۲..... عکس پڑنے سے ہے ۱۲ ☆ مبیح..... سرور و خوش ۱۲ ☆ منعی..... اسم فاعل از انباء بالکسر خبر دادن ۱۲..... یہ انباء (الف کی زیر ہے) سے اسم فاعل ہے، یعنی انباء خبر دینا ۱۲ ☆ فرط..... زیادت ۱۲..... زیادہ کثیر ۱۲ ☆ از دیاد..... زیادت ۱۲..... زیادہ ہونا ۱۲ ☆ نائرہ..... آتش و شعلہ ۱۲..... آگ اور شعلہ ۱۲ ☆ العباب..... بالکسر برافروختہ شدن، آتش و شعلہ زن شدن ۱۲..... الف کی زیر سے، روشن ہونا، آگ اور شعلہ ظاہر ہونا ۱۲ ☆ انصباغی..... است ۱۲..... رنگین ہونا ہے ۱۲ ☆ مگر در سرعت..... یعنی قریب را سرعت حاصل می شود بعید را بدرنگے ۱۲..... یعنی قریب والے کو جلدی حاصل ہوتا ہے اور دور والے کو دیر سے ۱۲ ☆ فرزندِ وارشدی..... خواجہ محمد صادق ۱۲ ☆ اطنا ب..... درازی کلام ۱۲..... طویل بات ۱۲

دوسو تریسٹھواں مکتوب (۲۶۳)

جناب معارف آگاہ میاں شیخ تاج کی طرف صادر فرمایا..... ان معارف کے بیان میں جو کعبہ ربانی سے تعلق رکھتے ہیں اور نماز کے فضائل اور اس کے مناسب بیان میں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)..... آپ کے قدم مسرت لزوم (تشریف آوری) کی خوشخبری سن کر مشتاق دوستوں کو بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی، اس پر اللہ سبحان کی حمد اور احسان ہے۔

انصاف بدہ اے فلک مینا فام
خورشید جہانتاب تو از جانب مشرق
(اے فلک انصاف کر بہر خدا
تیرا سورج ہے جو مشرق سے اٹھے؟
تازین دو کدام خوب تر کرد خرام
یا ماہ جہاں گرد من از جانب شام
کون ان دونوں میں بہتر ہے بتا
یا وہ چاند آئے جو پیشک شام سے!)

جب آپ نے (حرمین شریفین سے ہندوستان میں) قدم رنجہ فرمایا ہے (تشریف لے آئے ہیں) تو جلد تشریف لائیں کیونکہ ہم آپ کی آمد کے مشتاق و منتظر ہیں اور بیت اللہ شریف کی خبریں سننے کی آرزو رکھتے ہیں۔

فقیر کے نزدیک جس طرح کعبہ ربانی کی ظاہری صورت مخلوق کی صورتوں کے لئے خواہ وہ بشر ہوں یا ملک، مسجود الیہا ہے، اسی طرح اس (کعبہ شریف) کی حقیقت بھی تمام مخلوقات کے لئے مسجود الیہا ہے۔ پس لازمی طور پر وہ حقیقت (کعبہ ربانی) تمام حقائق پر فوقیت رکھتی ہے اور اس (حقیقت کعبہ) کے متعلقہ کمالات تمام حقائق کے متعلقہ کمالات سے فائق تر ہیں۔ گویا حقیقت کعبہ ”حقائق کوئی“ اور حقائق الہی جل سلطانہ کے درمیان ایک بُرزخ (متوسط) راہ ہے۔ اور ”حقائق الہی“ سے مراد عظمت و کبریائی کے پردے ہیں، کیونکہ کوئی رنگ و کیف اس (تعالیٰ شانہ) کے ”دامان اقدس“ تک نہیں پہنچتا، اور کوئی ظلیت اس تک راہ نہیں پاتی..... دنیاوی عروجات اور اس کے ظہورات کی نہایت ”حقائق کوئی“ کی انتہا تک ہے ”حقائق الہی“ جل شانہ سے کوئی حصہ حاصل ہونا آخرت کے ساتھ مخصوص ہے، مگر نماز میں جو کہ ”مومن کی معراج ہے، اور اس معراج یعنی نماز میں گویا (وقتی طور پر) دنیا سے آخرت کی طرف جانا ہوتا ہے وہ حظ (لذت) جو آخرت میں نصیب ہوگا اس کا کچھ حصہ (نماز میں) میسر ہو جاتا ہے..... میں خیال کرتا ہوں کہ اس دولت کے حاصل ہونے کا عمدہ ذریعہ نمازی کا نماز میں جہت کعبہ کی طرف متوجہ ہونے پر منحصر ہے، کیونکہ جہت کعبہ ”حقائق الہی“ تعالیٰ و تقدس کے ظہورات کا مقام ہے، لہذا کعبہ دنیا میں ایک عجوبہ روزگار ہے جو بظاہر دنیا سے ہے لیکن حقیقت میں آخرت سے متعلق ہے۔ اور نماز نے بھی اس (کعبہ معظمہ) کے توسط سے یہ نسبت پیدا کر لی ہے اور صورت و حقیقت میں دنیا اور آخرت کی جامع ہو گئی ہے..... اور یہ بات متحقق ہو گئی ہے کہ وہ حالت (کیفیت) جو نماز کی ادائیگی میں میسر ہوتی ہے وہ ان تمام حالات سے بلند و بالا ہے جو نماز کے علاوہ حاصل ہوتے ہیں کیونکہ وہ (بیرون نماز والے) حالات ”دائرہ ظل“ سے باہر نہیں نکلتے خواہ وہ کتنے ہی بلند ہوں، اور یہ حالت (نماز) اصل سے حصہ رکھتی ہے۔ اور جس قدر فرق ظل اور

اصل کے درمیان ہے اسی قدر فرق بیرون نماز والی حالت اور اندرون نماز والی حالت کے درمیان جاننا چاہیے..... (یہ فقیر) مشاہدہ کرتا ہے کہ جو حالت اللہ سبحانہ کی عنایت سے موت کے وقت ظاہر ہوگی وہ نماز کی حالت سے بھی بلند ہوگی، کیونکہ موت، احوالِ آخرت کے مقدمات میں سے ہے اور جو چیز آخرت سے قریب ہے وہ اتم و اکمل ہے کیونکہ یہاں (دنیا میں) ”ظہور صورت“ ہے (یعنی ظاہری کیفیت ہے) اور وہاں (آخرت میں) ظہور حقیقت کہ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

اور ایسے ہی وہ حالت جو الہی جل سلطانہ کے کرم سے ”برزخ صغریٰ“ (قبر) میں میسر ہوگی وہ اس حالت سے بڑھ کر ہوگی جو موت کے وقت ہوتی ہے۔ اور یہی نسبت ”برزخ کبریٰ“ کو جو کہ روز قیامت ہے ”برزخ صغریٰ“ سے ہے کیونکہ وہاں ”برزخ کبریٰ“ کا مشہود اتم و اکمل ہے اور جنات النعیم کا مشہود برزخ کبریٰ کے مشہود کی نسبت زیادہ اتمیت و اکملیت رکھتا ہے اور اس کو ان تمام مقامات پر فوقیت حاصل ہے جس کے متعلق مخیر صادق علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات نے خبر دی ہے اور فرمایا ہے۔ اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَّيْسَ فِيْهَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ يَتَجَلَّسِي فِيْهَا رَبُّنَا ضَا حِكًا (بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک جنت ہے جس میں نہ حور ہے نہ قصور (محلّات) اس میں اللہ تعالیٰ ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا)

..... لہذا تمام ظہورات میں سے ادنیٰ ظہور دنیا اور اس کا ما فیہا ہے اور ان ظہورات میں سے اعلیٰ مقام جنت ہے، بلکہ دنیا ہرگز ظہور کا مقام نہیں ہے وہ تو ظلال کے ظہورات اور مثال کی نمائش ہے جو دنیا کے ساتھ مخصوص ہے۔ فقیر کے نزدیک امور دنیاوی میں شمار ہیں۔ اور حقیقت میں وہ ظہورات، خواہ تجلیات صفات ہوں یا تجلیات ذات، سب دائرہ امکان میں داخل ہیں۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا (اللہ تعالیٰ اس بات سے جو لوگ کہتے ہیں بلند و بالا ہے)..... فقیر پورے طور پر جب دنیا کو ملاحظہ کرتا ہے تو اس کو محض خالی پاتا ہے، اور اس کے دماغ میں مطلوب کی کچھ بھی خوشبو نہیں پہنچتی.....

حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس جگہ مطلب کو تلاش کرنا اپنے آپ کو پریشان کرنا یا غیر مطلوب کو مطلوب جاننے (کی غلطی کرنا ہے) چنانچہ اکثر لوگ اس میں گرفتار ہیں اور اپنے خواب و خیال میں محو آرام ہیں۔ اس مقام میں صرف نماز ہی ہے جو اصل کی خبر دیتی ہے اور مطلوب کی خوشبو سنگھاتی ہے۔ وَدُوْنَهُ خَرْطُ الْاِنْتَاَدِ (اس کے علاوہ بے فائدہ رنج اٹھانا ہے)

﴿حاشیہ متن﴾

- | | |
|-----------|---|
| ﴿ص ۹۹﴾ ۲ | خرام پہلے حرف کے نیچے زیر، ناز کے ساتھ نرم رفتار ۱۲ |
| ﴿ص ۱۰۰﴾ ۱ | ممکن موجودات کی حقیقتیں ۱۲ |
| ۱ | قولہ العجوبہ: ہمزہ پر پیش ہے بمعنی عجیب اور وہ جو تعجب میں ڈالے ۱۲ |
| ۲ | یعنی اگرچہ وہ حالات عالی و بلند ہوں ۱۲ |
| ۳ | یعنی ظہور صورت اور ظہور حقیقت میں بہت زیادہ دوری ہے اور بے حد فرق ہے ۱۲ |

عالم قبر جو دنیا و آخرت کے درمیان ہے ۱۲

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک جنت ہے جس میں نہ خوبصورت عورتیں ہیں نہ بلند محلات بلکہ وہ ایسی جگہ ہے وہاں اللہ تعالیٰ ہنستے

ہوئے تجلی فرمائے گا یعنی ہم سے خوش اور راضی ہوگا ۱۲

حدیث کی تخریج کرنے والے نے کہا: میں نے اسکی اصل نہیں پائی، میں کہتا ہوں صوفیہ کی کتابوں میں یہ حدیث مشہور

ہے، اسکو شیخ شرف الدین سبکی منیری نے اپنے مکتوبات میں ذکر کیا ہے، یہ وہ ہے جو تشہید البانی میں ہے، ایسے ہی

مغرب (ملا مرادکی) نے کہا ہے میں (نور احمد) اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں: کتاب مشکوٰۃ کے باب صفۃ الجنة و اهلها میں

ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُو

قَابًا تَوْنَهَا كُلُّ جُمُعَةٍ، فَتَهْبُ رِيحُ الشِّمَالِ، فَتَحْشُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابَهُمْ فَيَزِدُّونَ

حُسْنًا وَجَمَالًا الخ (جنت میں ایک بازار (اجتماع کی ایک جگہ) ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کے دن جائیں گے اور

شمالی ہوا چلے گی اور ان کے چہروں اور کپڑوں میں مختلف قسم کی خوشبوئیں اٹیل دے گی تو ان کا حسن و جمال (دو بالا ہو

جائے گا) اور سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ وہ حضرت ابو ہریرہ کو ملے تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے

دعا مانگتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں جمع فرمادے، حضرت سعید نے پوچھا کیا جنت میں بازار ہے؟

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا

فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ لَهُمْ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ

وَيَبْرُزُ لَهُمْ عَرْشَةٌ وَيَتَّبِدِيْ لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ فِيْ اٰخِرِ مَا قَال: وَفِيْهِ لَيْسَ

يُبَاعُ فِيْهَا وَلَا يُشْتَرَى وَفِيْ ذَلِكَ السُّوقِ يَلْقَى اَهْلَ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَفِيْهِ ثُمَّ

نَنْصَرِفُ اِلَى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّا نَا اَزْوَاجِنَا فَيَقْلَنَ الخ (”بے شک جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو

اس میں اپنے عملوں کی فضیلت کے مطابق داخل ہوں گے پھر انہیں دنیا کے دنوں میں سے جمعہ کے دن کی مقدار میں

اجازت دی جائے گی، پس وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنا عرش ظاہر فرمائے گا۔ اور ان

کے لئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ظاہر ہوگا)“ اور اس حدیث کے آخر میں جو آپ نے فرمایا اس میں

ہے: ”وہاں کوئی چیز نہ تو بیچی جائے گی اور نہ ہی خریدی جائے گی، اور اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات

کریں گے“ اور اس میں ہے: ”پھر ہم اپنے گھروں کی طرف جائیں گے اور ہماری بیویاں ہم سے ملاقات کریں گی تو

وہ کہیں گی.....“ (خوب سمجھ لو کہ بے شک اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک جنت ہے

رب تبارک و تعالیٰ کی زیارت کے لئے اور اس میں اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا“ اور پھر آپ کا ارشاد ”پھر ہم اپنے گھروں

کی طرف جائیں گے اور ہماری بیویاں ہم سے ملاقات کریں گی“ اس سے فائدہ حاصل ہوا کہ وہاں حوریں اور محلات

نہیں ہوں گے“ اور اسی طرح حضور کا ارشاد: وہاں کوئی چیز نہ تو بیچی جائے گی اور نہ ہی خریدی جائے گی“ ۱۲

قولہ مشام پہلے میم پر زبر ہے اور دوسری میم پر شد ہے مگر فارسی میں دوسری میم کی شد کے بغیر پڑھا جاتا ہے۔ اس سے

مراد سونگنے کی قوت کا مقام ہے جو ناک کے آخر اور دماغ سے پہلے ہے، اس لفظ کی حقیقت جمع کا صیغہ ہے جو واحد کے

معنی میں استعمال ہوتا ہے ۱۲

متن..... بین السطور..... معانی

☆ مینا فام..... مینا بالکسر آگینہ سبز یا لاجوردی و فام بمعنی رنگ و لون ۱۲ غ..... میم کی زیر ہے، سبز یا لاجوردی رنگ کا شیشہ اور

﴿ص ۱۰۰﴾ ☆ شرق مشرق ۱۲ ☆ برزخ متوسط ۱۲ درمیان ۱۲ ☆ سر اوقات پردہائے ۱۲ پردے ۱۲
 ☆ عظمت بزرگی ۱۲ ☆ إلا مگر ☆ معراج نماز ۱۲ ☆ مُصَلِّي نمازی ۱۲ ☆ بصورت بظاہر ۱۲
 ظاہری طور پر ۱۲ ☆ وفی الحقیقت ودر باطن ۱۲ اور باطن میں ۱۲ ☆ پیوستہ است نزد این فقیر ۱۲ شیخ مجدد
 کے نزدیک ۱۲ ☆ ظل کہ بیرون نماز دست دادہ اند ۱۲ جو نماز کے باہر حاصل ہوتا ہے ۱۲ ☆ آن حالات کہ
 بیرون نماز است ۱۲ وہ حالات جو نماز سے باہر ہوتے ہیں ۱۲ ☆ این حالت کہ در عین اداء نماز است ۱۲ جو حالت
 عین نماز ادا کرنے میں ہے ۱۲ ☆ مشاہدہ این فقیر ۱۲ شیخ مجدد کا مشاہدہ ۱۲ ☆ کہ زیرا کہ ۱۲ اس واسطے کہ ۱۲
 ﴿ص ۱۰۱﴾ ☆ فقیر حضرت مجدد ۱۲ ☆ مطلوب دنیا ۱۲ ☆ دانستن است ۱۲ جانا ہے ۱۲

دوسو چونسٹھواں مکتوب ﴿۲۶۲﴾

میرسید باقر سارنگپوری کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں کہ اپنے معاملہ کو حیرت اور جہالت پر محمول کرنا
 چاہیے اور احوال و کشف پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور اس ضمن میں اس واقعہ کا ذکر اور تعبیر فرمائی جس کا اظہار اس علاقہ کے بعض
 مشائخ میں سے کسی نے کیا تھا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس
 کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) صحیفہ شریفہ جو فرط محبت اور کمال اشتیاق سے آپ نے تحریر فرمایا تھا
 موصول ہو کر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا آپ اپنے کام کی طرف متوجہ رہیں اور اسماء و صفات کے
 ملاحظہ کے بغیر اسم ذات تعالیٰ و تقدس کے ذکر میں مشغول رہیں تاکہ معاملہ جہالت تک پہنچ جائے اور کام حیرت کے
 ساتھ انجام پذیر ہو۔ کیونکہ اسماء و صفات کا ملاحظہ بسا اوقات احوال کے ظہور کا باعث ہوتا ہے اور مواجید کے صادر
 ہونے کا واسطہ بن جاتا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ احوال و مواجید میں خطا کا بہت زیادہ احتمال ہے اور اس مقام میں
 حق کے ساتھ باطل کا اشتباہ بہت زیادہ ہے۔

آپ غور فرمائیں کہ ان دنوں گرد و نواح کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے فقیر کے پاس پیغام بھیجا اور (اس
 طرح) اپنے احوال کا اظہار کیا کہ ”مجھے فنا و محویت اس درجہ حاصل ہو گئی ہے کہ جس چیز پر نظر پڑتی ہے کچھ نہیں معلوم
 ہوتا (کہ کیا ہے) زمین و آسمان کو دیکھتا ہوں تو کچھ نہیں پاتا حتیٰ کہ عرش و کرسی کو بھی نہیں پاتا، اور جب خود کو ملاحظہ
 کرتا ہوں تو اپنے آپ کو بھی نہیں پاتا، اور اگر کسی کے پاس جاتا ہوں تو اس کو بھی نہیں پاتا۔ اور خدائے عز و جل و علا
 بے نہایت ہے اس کی نہایت کو کسی نے نہیں پایا، مشائخ نے اسی کو کمال سمجھ لیا ہے اگر تو بھی اسی کو کمال سمجھتا ہے تو پھر
 میں طلب حق و علا کے لئے تیرے پاس کیوں آؤں، اور اگر کسی اور بات میں کمال سمجھتا ہے تو تحریر کرے“

فقیر نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ احوال قلب کی تلویحات (قلبی کیفیات کا تغیر و تبدل) میں سے ہیں اور قلب اس راہ کا زینہ اول ہے۔ اور صاحب احوال نے ابھی مقام قلب کا ایک چوتھائی حصہ طے کیا ہے اور قلب کے باقی تین حصے اور طے کرنے چاہئیں۔ اس کے بعد دوسرے زینہ پر چڑھنا چاہیے جس سے مراد روح ہے پھر جہانک اللہ تعالیٰ چاہے عروج حاصل ہو۔..... اس ماجرے کے کچھ مدت بعد فقیر کے دوستوں میں سے ایک دوست نے جو اس طریقہ کو اخذ کر کے اپنے وطن گیا ہوا تھا، جب واپس آ کر اپنا بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا حال بالکل اس شیخ کے موافق ہے جس نے سوال کیا تھا بلکہ یہ دوست اس مقام میں اس (شیخ) سے بھی آگے قدم رکھتا ہے اور جب اس کے حال میں غور کیا گیا تو ظاہر ہوا کہ اس کی یہ فنا و محویت عنصر ہو میں ہے جو ذرات میں سے ہر ذرہ کو محیط ہے اور ہوا کے علاوہ اور کوئی امر مشہور نہیں ہوا۔ اسی کو اس نے خدائے بے نہایت جان لیا ہے۔ تَعَالَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَنِ ذَلِكِ غُلُوبًا كَبِيرًا (اللہ تعالیٰ سبحانہ اس سے بہت بلند و بالا ہے)..... (دوسری مرتبہ اس دوست کو طلب کر کے جب اس کے احوال کی تفتیش کی تو یقین ہو گیا کہ اس کی گرفتاری کا سبب عنصر ہوا کے علاوہ کچھ نہیں اور اس کو بھی اس (باطنی کیفیت) سے مطلع کر دیا اور جب اس نے بھی اپنے وجدان کی طرف رجوع کیا تو اس کو معلوم ہو گیا کہ اس کو ہوا کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہے اور اس نے اس احوال سے استغفار کر کے قدم آگے بڑھایا۔

جاننا چاہیے کہ عالم خلق جو عناصر ربوعہ کا عالم ہے اور عالم ارواح کے درمیان قلب برزخ کے مانند ہے اور وہ دونوں عالم کارنگ رکھتا ہے۔ گویا قلب کا نصف حصہ عالم خلق سے متعلق ہے اور دوسرا نصف حصہ عالم ارواح سے۔ اور وہ دوسرا حصہ جس کو ہم نے عالم خلق سے متصف کیا ہے اگر اس (نصف حصہ کو) بھی نصف کریں تو معاملہ عنصر ہوا کا ہو جائے گا۔ پس قلب کے چوتھے حصہ سے مراد مقام ہوا ہے جو قلب کے ضمن میں ہے۔ لہذا جو کچھ کہ آخر میں ظاہر ہوا وہ جواب اول کے موافق ہے اور اس کی حقیقت کے کشف کا بیان ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اور ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لائے ہیں) (اعراف ۷، آیت ۲۳)

اس سے زیادہ (لکھنے کے لئے) وقت میں گنجائش نہیں: وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَالْتَزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اِلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَبَيْنَ التَّسْلِيْمَاتِ اَكْمَلُهَا (اور سلام ہو آپ پر اور ان سب پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها کی متابعت کو اپنے اوپر لازم جانا)

حاشیہ متن

﴿ص ۱۰﴾ اپنے قول ”کہ احتمال خطا در احوال و مواجید بسیار است“ کی تائید ہے ۱۲

﴿ص ۱۰۲﴾ یعنی تقلیبات و تبدیلات پس جب تک طالب راستے میں ہے صاحب تکوین ہے، اور صاحب تکوین ہمیشہ سفر میں ہے اور

صاحب تکوین و اصل ہے ۱۲

- ۲ قولہ ماجرا..... مشائخ میں سے ایک نے فقیر (شیخ مجدد) کو لکھا تھا اور فقیر نے اس کو جواب میں لکھا کہ این احوال الخ ۱۲
- ۳ قولہ عنصر..... پہلے اور تیسرے حرف پر پیش ہے بمعنی اصل اور بنیاد اور طبیوں کے نزدیک مٹی، ہوا، پانی اور آگ ۱۲ غ
- عنصر یعنی چار اصول پانی، آگ، مٹی اور ہوا ۱۲
- ۴ مخفف: انتصاف مصدر سے اسم فاعل ہے جو نصف ہونے کے معنی میں ہے ۲
- ۵ قولہ آنچہ..... شیخ مجدد قدس سرہ کے قول ”بدانند کہ قلب برزخ است“ الخ (تین سطر پہلے) کے بارے میں ہے ۱۲
- آپ (شیخ مجدد قدس سرہ) کے قول (بارہ سطر پہلے) ”و صاحب این احوال ربع از مقام قلب طے کردہ الخ“ کا جواب ہے ۱۲

متن..... بین السطور..... معانی

- ﴿ص ۱۰۱﴾ ☆ از نواحی..... اطراف و جوانب ۱۲..... علاقوں اور طرفوں سے ۱۲ ☆ فرط..... از زیادہ اور کثیر ۱۲
- ☆ فراوان..... بکسر بمعنی بسیار ۱۲..... فاکہ زیر سے، بمعنی بہت زیادہ ۱۲ ☆ اسم ذات..... یعنی لفظ مبارک اللہ ۱۲ ☆ چہ
- زیرا کہ..... اس لئے کہ ۱۲ ☆ واسطہ وجود..... وسیلہ ۱۲ ☆ نواحی..... اطراف..... علاقے ۱۲ ☆ محویت..... من ۱۲
- میری محویت ۱۲

- ﴿ص ۱۰۲﴾ ☆ احوال..... کہ بر تو وارد اند ۱۲..... جو تجھ پر وارد ہیں ۱۲ ☆ زینہ..... زردبان ۱۲..... سیرمی ۱۲ ☆ این احوال..... یکے
- از مشائخ نوشتہ ۱۲..... مشائخ میں سے ایک شیخ نے لکھے ۱۲ ☆ ربع..... یک ربع یعنی چار حصہ ۱۲ ایک چوتھائی یعنی چوتھا حصہ
- ☆ مستفسر..... پرسندہ ۱۲..... پوچھنے والا ۱۲ ☆ این..... یار..... دوست ۱۲ ☆ نیک..... صفت ملاحظہ ۱۲..... ملاحظہ کی
- صفت ہے ۱۲ ☆ او..... یار..... وہ دوست ۱۲ ☆ اور..... آن یار ۱۲..... اس یار کو ۱۲ ☆ مُطَّلِع..... آگاہ ۱۲..... اطلاع
- رکنے والا ۱۲ ☆ بوجدان..... اندرون ۱۲..... اندر، درمیان بیچ ۱۲ ☆ مستغفر..... امرزش خواہندہ ۱۲..... بخشش چاہنے والا ۱۲
- ☆ پیشتر..... ترقی نمودہ ۲..... ترقی کرنے والا، آگے بڑھنے والا ۱۲ ☆ برزخ..... متوسط ۱۲..... درمیان ۱۲ ☆ نصف
- نیم ۱۲..... آدھا ۱۲ ☆ ظاہر شد..... بر فقیر ۱۲..... شیخ مجدد پر ۱۲

دوسو پینسٹھواں مکتوب ﴿۲۶۵﴾

شیخ عبد الہادی بدایونی کی طرف صادر فرمایا..... اس بیان میں کہ عزت اختیار کرنے میں مسلمانوں کے حقوق ضائع نہ ہونے چاہئیں، حقوق اور اس کے مناسب بیان میں۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ میرے سعادت مند بھائی کا مکتوب مرغوب موصول ہو کر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا..... اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ مفارقت و جدائی کے عرصہ دراز نے محبت و اخلاص

اور مودت و اختصاص میں کوئی تاثیر نہیں کی۔ اس کے باوجود اگر آپ یہاں تشریف لے آتے تو زیادہ مناسب تھا
 الْخَيْرُ فَيَمَا صَنَعَ اللَّهُ سُبْحَانَ (اور بہتری اسی میں ہے جو اللہ تعالیٰ کرے)

آپ نے گوشہ نشینی اختیار کرنے کی آرزو کی تھی، ہاں بے شک گوشہ نشینی صدیقین کی آرزو ہے آپ کو مبارک
 ہو۔ آپ گوشہ نشینی اختیار کریں اور اس طرح یکسو ہوں کہ مسلمانوں کے حقوق کی رعایت ہاتھ سے نہ جانے دیں

..... آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رُكُوعٌ

السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ (مسلمان

کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ

چلنا (۴) دعوت کا قبول کرنا (۵) اور چھینک کا جواب دینا)..... لیکن دعوت قبول کرنے میں چند

شرطیں ہیں:..... احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ”اگر طعام مشتبہ ہو، یا دعوت کا مکان اور وہاں کا فرش حلال نہ ہو

، یا وہاں ریشمی فرش اور چاندی کے برتن ہوں یا چھت یا دیوار پر جانداروں کی تصویریں ہوں، یا باجے یا سماع کی

کوئی چیز موجود ہو، یا کسی قسم کا لہو و لعب کا مشغل ہو، یا غیبت و چغلی بہتان اور جھوٹ وغیرہ سنا پڑے تو ان سب

صورتوں میں دعوت کا قبول کرنا منع ہے، اور یہ سب امور اس دعوت کی حرمت اور کراہت کا موجب ہیں۔ اور اسی

طرح اگر دعوت کرنے والا ظالم یا فاسق یا مبتدع (بدعتی) یا شریر یا تکلف کرنے والا اور فخر و مباہات کا طالب ہے

تب بھی یہی حکم ہے“..... اور شرعۃ الاسلام میں ہے کہ ایسے طعام کی دعوت قبول نہ کریں جو ریاضۃ سمعہ کے لئے

تیار کیا گیا ہو“..... اور محیط میں ہے کہ جس دسترخوان پر لہو و لعب یا سرود کا سامان ہو، یا وہاں لوگ غیبت کرتے

ہوں، یا شراب پیتے ہوں وہاں بیٹھنا نہیں چاہیے۔..... اگر یہ سب مواقع موجود نہ ہوں تو دعوت قبول

کرنے سے چارہ نہیں ہے لیکن اس زمانے میں ان مواقع کا مفقود ہونا دشوار ہے..... اور نیز جان لیں کہ ع

عُزْلَتِ اَزْ اَغْيَارٍ بَايِدُ نِي زِيَارِ

(غیر سے دوری نہ ہرگز یار سے)

کیونکہ ہمزادوں کے ساتھ صحبت رکھنا اس طریقہ عالیہ کی سنت مؤکدہ ہے..... حضرت خواجہ

نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ”ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت“

..... اور صحبت سے ان کی مراد طریقت سے موافقت کرنے والوں کی صحبت ہے نہ کہ مخالفین طریقت کی صحبت

، کیونکہ ایک کا دوسرے میں فانی ہونا صحبت کی شرط ہے جو موافقت کے بغیر میسر نہیں ہوتا۔..... اور مریض کی

عیادت سنت ہے جبکہ اس بیمار کا کوئی خبر گیر ہو اور اس کی تیمارداری کرتا ہو، ورنہ اس بیمار کی عیادت (بیمار پر سی)

واجب ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کے حاشیہ میں کہا ہے..... نماز جنازہ میں حاضر ہونے کے لئے کم از کم چند قدم

جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے تاکہ میت کا حق ادا ہو جائے۔..... اور جمعہ و جماعت اور نماز پنجگانہ و نماز

عیدین میں حاضر ہونا ضروریات اسلام میں سے ہے کہ جن سے چارہ نہیں ہے اور باقی وقتوں کو تجمل و انقطاع

(تہائی و گوشہ نشینی) میں گذاریں لیکن پہلے نیت کی تصحیح کر لینی چاہیے اور گوشہ نشینی کو دنیا کی کسی غرض سے آلودہ نہ کریں، اور ذکر الہی جل سلطانہ کے ساتھ باطنی جمعیت کے حاصل ہونے اور بے فائدہ و بے کار اشغال سے منہ موڑنے کے سوا (گوشہ نشینی سے) اور کچھ مقصود نہ ہو..... اور تصحیح نیت میں بڑی احتیاط کریں ایسا نہ ہو کہ اس کے ضمن میں کوئی نفسانی غرض پوشیدہ ہو، اور نیت کے درست کرنے میں (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) التجا و تضرع بہت زیادہ کریں اور عاجزی و انکساری اختیار کریں تاکہ ”حقیقت نیت“ میسر ہو جائے۔ سات استخارے ادا کریں تاکہ تصحیح نیت کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کر سکیں، امید ہے کہ اس پر بڑے بڑے فائدے مترتب ہوں گے۔ باقی حالات کو ملاقات پر موقوف رکھا ہے۔ والسلام

حاشیہ متن

﴿ص ۱۰۳﴾ ۱۔ مولانا شیخ عبدالہادی رحمہ اللہ بدایونی، آپ بھی حضرت باقی باللہ قدس سرہ کے مریدوں میں سے تھے کہ جن کی تربیت حضرت مجدد قدس سرہ کے حوالے کی گئی تھی، آپ ان کی خدمت کی برکتوں سے ان کی عنایات کی نظر سے بہرور ہوئے، اور انکسار و اقتدار سے وافر حصہ پایا ہے، حضرت مجدد نے بعض مکاتیب ۱۲ میں ان کی نسبت فرمایا ہے کہ ملا عبدالہادی نے نقطہ فوق میں حضور اور حضور میں استغراق حاصل کیا ہے، اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میں وہ حق تعالیٰ کو تزیہ کی صفت میں دیکھتا ہوں اور افعال کو بھی اسی کی طرف سے جانتا ہوں، حضرت مجدد قدس سرہ کی خدمت میں مدت گزارنے کے بعد ترقیات کمالات تک پہنچ کر تعلیم طریقہ کی اجازت حاصل کرنے کا امتیاز پایا رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ از بدۃ المقامات بعضے تغیرات ۱۲

۲۔ اس حدیث کو شیخ امام مسلم اور شیخ امام بخاری رحمہما اللہ الباری نے روایت کیا ہے، یعنی مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ چلنا (۴) دعوت کا قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا یعنی جب وہ چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو یَزَحْمُكَ اللَّهُ کہنا ۱۲

۳۔ قولہ رَدُّ السَّلَامِ أَى جَوَابُهُ ، وَأَمَّا السَّلَامُ فَسُنَّةٌ ، وَهُوَ سُنَّةٌ أَفْضَلُ مِنَ الْفَرَضِ لِمَا فِيهِ مِنَ التَّوَاضُّعِ وَالسَّبَبِ لِأَدَاءِ الْوَأَجِبِ ۱۲ مرقاة (سلام لوٹانا یعنی اس کے سلام کا جواب دینا، لیکن سلام کہنا تو سنت ہے اور یہ سنت فرض سے افضل ہے کیونکہ اس میں تواضع ہے اور واجب کے ادا کا سبب ہے)

۴۔ قولہ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَإِتْبَاعُ الْجَنَائِزِ (مریض کی عیادت کرنا اور جنازے کے ساتھ چلنا) و يُسْتَشْنَى مِنْهُمَا أَهْلُ الْبِدْعِ وَالْأَهْوَاءِ مِنَ الرُّوَافِضِ وَالْخَوَارِجِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْفِرْقِ الْبِزْنَدَقَةِ ۱۲ (ان دونوں (مریض اور جنازے) سے بدعتی اور اہل ہوارا فضی اور خارجی وغیرہ زندقہ فرقتے مستثنیٰ ہیں) ان کی عیادت اور جنازے پر نہ جائیں)

۵۔ یعنی امام ابو حامد غزالی قدس سرہ العزیز نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ دعوت قبول کرنے کا چوتھا ادب یہ ہے کہ اگر کھانا حلال ہونے میں شبہ ہو یا دعوت کی جگہ اور وہاں کافر شلال نہ ہو یا وہاں خلاف شریعت ریٹھی فرش اور چاندی کے برتن ہوں یا چھت یا دیوار پر جاندار کی تصویر ہو یا سماع کی کوئی چیز باجے وغیرہ موجود ہوں یا کسی قسم کا لہو و لعب اور کھیل کود کا مشغل ہو یا غیبت، چغلی، بہتان اور جھوٹ وغیرہ سننا پڑے تو ان سب صورتوں میں دعوت کا قبول کرنا اور مستحب ہونا ناجائز ہے اور یہ سب امور اس دعوت کے حرام اور مکروہ ہونے کا سبب ہیں، اور اسی طرح اگر دعوت کرنے والا ظالم یا فاسق یا بدعتی یا شریر یا تکلف کرنے والا اور فخر و دریا کاری کا طالب ہے تب بھی یہی حکم ہے ۱۲

قولہ اُن یمنیج..... جاننا چاہیے کہ اس عبارت میں اصل کے ساتھ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہاں ایک قسم کا محو
اثبات واقع ہوا ہے، اور احیاء العلوم کے نسخہ پر اعتماد کیا گیا ہے اس بارے شک میں نہ پڑنا ۱۲
قولہ شرعہ الاسلام: اس کے مصنف الامام الواعظ رکن الاسلام محمد بن ابی بکر المعروف امام زادہ حنفی ہیں ان کی وفات
۵۷۳ھ میں ہوئی، یہ کتاب بڑی نفیس اور بہت فائدہ مند ہے اور ایک جلد میں ہے ۱۲ کشف الظنون
یعنی ایسا کھانا کھانے کے لئے نہ جائے جو ریا اور شہرت کے لئے پکایا گیا ہو یعنی لوگوں کو دکھانے سنانے کی غرض سے پکا ہو ۱۲
قولہ الخیط: یہ تصنیف ہے امام رضی الدین محمد بن محمد سرخسی کی، اس کے تین نسخے ہیں پہلا سب سے بڑا ہے اور وہ محیط کے نام سے
مشہور ہے غالباً جب مطلق بولا جائے ۱۲

یعنی وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے جہاں دسترخوان پر لہو و لعب یا گانے بجانے کا سامان ہو یا وہاں لوگ غیبت کرتے ہوں یا
شراب پیتے ہوں ۱۲

قولہ ونیز..... جیسا کہ عزلت (گوشہ نشینی) میں مسلمانوں کے حقوق کی رعایت رکھنا ضروری ہے ۱۲
قولہ گفتہ است: مرقاۃ میں کہا: مریض کی عیادت تو سنت ہے جب اس کی خبر گیری کرنے والا موجود ہو ورنہ واجب ہے
(یعنی اسکی خدمت اور دیکھ بھال ضروری ہے)

متن..... بین السطور..... معانی

☆ (۱۰۳) ☆ عزلت..... گوشہ نشینی ۱۲ ☆ میرساند..... بذروہ عرض ۱۲..... خدمت میں پیش ہیں ۱۲ ☆ تہادی ایام..... درازی ۱۲
..... عرصہ دراز ۱۲ ☆ مفارقت..... جدائی صوری ۱۲..... ظاہری جدائی ۱۲ ☆ الخیر..... لیکن ۱۲..... لیکن خیر ہے ۱۲ ☆ بکے
..... آرے ۱۲..... ہاں ۱۲ ☆ میرسیدند..... اینجا ۱۲..... اس جگہ، یہاں ۱۲ ☆ العزلة..... یعنی گوشہ نشینی و یکسوئی متنائے
حضرات صدیقین است..... یعنی گوشہ نشینی اور یکسوئی صدیقین حضرات کی آرزو ہے ۱۲ ☆ عزلت..... گوشہ نشینی ۱۲ یکسوئی
☆ انزوا..... بالکسر یکسو شدن ۱۲..... یکسو ہونا ۱۲..... ☆ شمس..... دکھن فروض کفایہ ۱۲..... یہ سب فرض کفایہ ہیں ۱۲
☆ (۱۰۴) ☆ غناء..... بکسر اول و مد بمعنی نغمہ و سرود ۱۲..... پہلے حرف کے نیچے زیر ہے اور الف پر مد ہے بمعنی نغمہ اور راگ و گیت ۱۲
☆ مطالب المؤمنین..... فی فقہ الحنفی ۱۲..... فقہ حنفی کی کتاب ہے ۱۲ ☆ فقدان..... نبودن ۱۲..... نہ ہونا، غائب ہونا ۱۲
☆ کہ..... آن نفی ۱۲..... وہ نفی ☆ مراد از صحبت..... در کلام حضرت خواجہ ۱۲..... حضرت خواجہ کے کلام میں ☆ محمد..... خبر
گیر ۱۲..... خبر گیری کرنے والا، پیار کی خدمت کرنے والا ۱۲ ☆ إلا..... ورنہ ۱۲ ☆ لا اقل..... کم از کم ۱۲ ☆ متابعت
..... پس ۱۲..... پیچھے چلنا ۱۲ ☆ تصحیح..... درست کرنا ۱۲ ☆ لوٹ..... آلودگی ۱۲..... آلائش ۱۲ ☆ عاجلہ
..... دنیا ۱۲ ☆ ملوث..... آلودہ ۱۲ ☆ لا طائل..... بے فائدہ ۱۲ ☆ مختفی..... پوشیدہ ۱۲ ☆ تضرع..... بجناب حق جل و علا
..... اللہ تعالیٰ کی جناب میں زاری کرنا ☆ احوال را..... این فقیر ۱۲..... شیخ مجدد ☆ ملاقات..... شام ۱۲..... تمہاری ملاقات ۱۲

دوسو چھپا سٹھواں مکتوب (۲۶۶)

حضرات پیرزادگان خواجہ عبداللہ و خواجہ عبید اللہ کی طرف صادر فرمایا..... بعض عقائد کلامیہ کے بیان میں جواہل

سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سبب کی آراء کے موافق اور جو آپ کو الہام اور فراست کی بنا پر حاصل ہوئے نہ کہ تقلید و تمین (گمان) کے مطابق ابتدائے احوال میں حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ تم علم کلام کے مجتہدوں میں سے ہو اور اس واقعہ کو آپ نے حضرت خواجہ (باقی باللہ) کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ اسی روز سے حضرت والا (مجدد الف ثانی) کی مسائل کلامیہ کے ہر مسئلہ میں علیحدہ رائے اور جدا حکم ہے البتہ اکثر مسائل میں مشائخ ماتریدیہ سے موافقت رکھتے ہیں۔ اور فلاسفہ کے رد میں اور ان کی مذمت اور برائی کے بیان میں اور ملحدوں اور زندقوں کے رد میں جنہوں نے صوفیہ کی مراد کو نہیں سمجھا اور گمراہ ہو گئے۔ اور بعض فقہی احکام کے بیان میں جو صلوٰۃ سے متعلق ہیں۔ اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے کمالات کے بیان میں کہ ان کا التزام سنت کی تابعداری میں ہے۔ اور سماع و سرود کے منع کرنے اور رقاصوں کی مجلس میں شرکت سے منع کرنے کے بیان میں اور ان کے مناسب بیان میں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ (اے رب (ہمارے) کام کو آسان کر اور مشکل میں نہ ڈال اور خیر و خوبی سے مکمل فرما)..... حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد مخدوم زادوں کی جناب میں عرض ہے کہ یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانات میں غرق ہے۔ اور اس طریقہ (نقشبندیہ) میں الف ب کا سبق ان ہی سے حاصل کیا ہے۔ اس راہ میں حروف تہجی بھی ان ہی سے سیکھے ہیں، اور ”اندراج النہایت فی البدایت“ (ابتدا میں انتہا کا درج ہونا) کی دولت بھی ان ہی کی صحبت کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ اور ”سفر در وطن“ کی سعادت بھی ان ہی کی خدمت کے صدقے میں ملی ہے..... ان کی شریف توجہ نے ”ڈھائی ماہ“ میں اس ناقابل کی ”نسبت نقشبندیہ“ تک پہنچا دیا اور ان اکابر کا حضور خاص عطا فرما دیا۔ اور اس قلیل مدت میں جو تجلیات، ظہورات، انوار، الوان، بے رنگیاں اور بے کیفیتیں ان کے طفیل حاصل ہوئیں ان کی کیا شرح کروں اور کیا تفصیل بیان کروں..... ان کی توجہ شریف کی برکت سے معارف توحید، اتحاد، قرب و معیت اور احاطہ و سر بیان میں شاید ہی کوئی دقیقہ رہ گیا ہو جو اس فقیر پر کھولا نہ گیا ہو اور اس کی حقیقت کی اطلاع نہ دی گئی ہو۔ وحدت کا شہود کثرت میں اور کثرت کا مشاہدہ وحدت میں کرنا ان معارف کے مقامات و مبادی میں سے ہے۔

مختصر یہ کہ جس جگہ نسبت نقشبندیہ اور ان بزرگوں کا حضور خاص ہے وہاں ان معارف کو زبان پر لانا اور شہودہ مشاہدہ کا نشان بیان کرنا کوتاہ نظری ہے، کیونکہ ان اکابرین کا کارخانہ بہت بلند ہے اور ہرزاق (مکار) اور رقاص (ناچنے والا) اس کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ جب اس قسم کے بلند درجے والی دولت ان (خواجہ باقی باللہ) سے اس فقیر کو پہنچی ہو تو اگر تمام عمر بھی اپنے سر کو خدام بارگاہ عالی (کے قدموں) میں پامال کرے تو بھی کچھ حق ادا نہ ہو۔

(یہ عاجز) اپنی کوتاہیاں کیا عرض کرے اور اپنی شرمندگیوں کا کیا اظہار کرے۔ لیکن معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمد کو حضرت حق سبحانہ ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ انہوں نے ہم کم ہمتوں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھانے کا التزام کر کے خدام بارگاہ کی خدمت کے لئے اپنی کمر ہمت کو باندھ لیا اور ہم دور پڑے ہوؤں کو اس سے

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ جو تھما حصہ

گر بر تن من زباں شود ہر موائے یک شکر دے از ہزار نتوانم کرد
(ہر بان بھی گر زباں ہو اک شکر بھی کیا بیاں ہو)
یہ فقیر تین مرتبہ حضرت ایشاں (خواجہ باقی باللہ) کی قدم بوسی کی دولت سے مشرف ہوا، آخری مرتبہ
(کی حاضری پر) فقیر سے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر بدن کا ضعف غالب آ گیا ہے زندگی کی امید کم ہے، بچوں کے احوال
سے خبر دار رہنا ہوگا..... اور اپنے حضور میں آپ (دونوں) کو طلب فرمایا، اس وقت آپ دودھ پلانے
والیوں کی گود میں تھے۔ اور فقیر کو حکم دیا کہ ان (بچوں) پر توجہ کرو۔ حسب الامران ہی کے حضور میں اس فقیر نے
آپ (دونوں) کی طرف توجہ کی، یہاں تک کہ اس توجہ کا اثر ظاہر میں بھی نمایاں ہوا۔ بعد ازاں فرمایا کہ ”ان بچوں کی
والداؤں پر بھی غائبانہ توجہ کرو“ حسب الحکم ان پر بھی غائبانہ توجہ کی گئی امید ہے کہ حضرت ایشاں (خواجہ صاحب)
کی برکت سے اس توجہ کے نتائج و ثمرات حاصل ہوں گے..... آپ ہرگز یہ تصور نہ کریں کہ ان کے واجب
الاطاعت حکم اور وصیت لازمہ سے (کسی قسم کی) غفلت اور فراموشی واقع ہوئی ہے، ہرگز نہیں۔ بلکہ (یہ فقیر) آپ
کی طرف سے اشارہ اور اجازت کا منتظر ہے۔

فی الحال چند فقرے بطریق نصیحت لکھے جاتے ہیں، امید ہے کہ گوشِ ہوش سے سماعت فرمائیں گے،
أَسْعَدَ كُمْ اللَّهُ سُبْحَانَهُ (اللہ سبحانہ آپ کو سعادت مند بنائے)

عقلمندوں پر سب سے اول فرض یہ ہے کہ علمائے اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیم جو فرقہ ناجیہ ہیں ان
کی صحیح رائے کے مطابق اپنے عقائد کو درست کریں۔ چنانچہ بعض مسائل اعتقاد یہ جن میں قدرے پوشیدگی ہے ان کا
اظہار کیا جاتا ہے۔

عقیدہ: جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات مقدس کے ساتھ خود موجود ہے اور تمام اشیاء اس تعالیٰ کی ایجاد
سے موجود ہیں۔ اور حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یگانہ ہے۔ اور فی الحقیقت کسی امر میں بھی خواہ
وجودی ہو یا غیر وجودی کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے (اس کی جناب میں) مشارکت اسی اور مناسبت لفظی
بحث سے خارج ہے۔..... اللہ سبحانہ کی صفات اور افعال اس کی ذات کی طرح بے چون اور بے چگونہ ہیں
۔ اور ممکنات کی صفات اور افعال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتے، مثلاً صفت العلم اس سبحانہ کی ایک صفت قدیم اور
بسیط حقیقی ہے جس میں ”تعدا اور تکثر“ کو ہرگز دخل نہیں ہے، اگرچہ وہ تکثر تعدد و تعلقات کے اعتبار سے ہی کیوں نہ ہو
، کیونکہ وہاں ایک ہی بسیط انکشاف ہے کہ ازل و ابد کے معلومات اسی انکشاف سے منکشف ہوتی ہیں۔ اور (حق
تعالیٰ) تمام اشیاء کو ان کے ”متناسبہ و متضادہ“ (موافق و مخالف) احوال کے ساتھ کٹی و جزوئی طور پر ہر ایک کے
اوقات مخصوصہ کے ساتھ آن واحد میں بسیط جانتا ہے..... یعنی اسی ایک آن میں ”زید“ کو موجود بھی جانتا ہے
اور معدوم بھی اور جنین (ماں کے پیٹ میں بھی، اور طفل، جوان اور بوڑھا بھی، زندہ اور مردہ بھی، کھڑا ہوا اور بیٹھا

بھی، تکیہ لگائے ہوئے لیٹا ہوا بھی، ہنستا ہوا اور روتا ہوا بھی لذت پانے والا اور تکلیف پانے والا بھی، عزت والا اور ذلیل بھی، برزخ میں بھی اور حشرات (عرصہ قیامت) میں بھی جنت میں بھی اور اس کی لذات و نعمتوں میں بھی جانتا ہے، لہذا تعدد تعلق بھی اس مقام میں مفقود ہے۔ کیونکہ تعدد تعلقات، تعدد اوقات اور وقت کی کثرت پر چاہتا ہے۔ اور وہاں ازل سے ابد تک صرف ایک ہی آن واحد بسیط ہے جس میں کسی قسم کا تعدد نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ پر نہ زمانہ جاری ہے اور نہ تقدم و تاخر کے احکام جاری ہو سکتے ہیں..... لہذا اس تعالیٰ کے علم میں اگر ہم معلومات کے ساتھ تعلق کا اثبات کریں تو وہ صرف ایک تعلق ہوگا جو تمام معلومات کے ساتھ متعلق ہے اور وہ تعلق بھی مجہول (الکیفیت ہے) یعنی اس تعلق کی کیفیت معلوم نہیں) اور صفت العلم کی طرح بے چون و بے چگونہ ہے۔

ہم اس تصور کے استبعاد (یعنی قیاس اور فہم سے دور اور بعید ہونے) کو ایک مثال کے ذریعہ زائل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں ایک ”کلمہ“ کو اس کے ”اقسام متباينہ“ (مختلف اقسام) اور ”احوال متفاوڑہ“ (متفرق احوال) اور ”اعتبارات متضادہ“ (مخالف اعتبارات) سے جانتا ہے، لہذا اسی ایک وقت میں اس کلمہ کو اسم بھی جانتا ہے اور فعل بھی حرف بھی اور ثلاثی بھی، (یعنی تین حروف والا)، رباعی (چار حروف والا) بھی اور معرب بھی (یعنی جو تینوں حالتیں رفعی نصبی اور جری قبول کرے) مبنی بھی عوائل کے ذریعے تغیر و تبدل نہ پانا، متمکن (ٹھہرنے والا) بھی اور غیر متمکن بھی، منصرف (وہ اسم جو تینوں قبول کرے) بھی اور غیر منصرف بھی، معرفہ (خاص پہچانا ہوا) بھی اور نکرہ (عام جو نہ پہچانا جائے) بھی، ماضی بھی اور مستقبل بھی، امر بھی اور نہی بھی جانتا ہے، بلکہ اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ کہے کہ میں ”کلمہ“ کے تمام اقسام اور اعتبارات کو کلمہ کے آئینے میں بیک وقت تفصیل کے ساتھ دیکھتا ہوں، جبکہ ممکن کے علم میں بلکہ ممکن کی دید میں اضداد کا جمع ہونا متصور ہے تو پھر اس واجب تعالیٰ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی (نحل ۱۶۰، آیت ۶۰) (اور اللہ تعالیٰ کی مثال سب سے اعلیٰ ہے) کے علم میں یہ بات کس طرح بعید معلوم ہوتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ اس جگہ اگرچہ ظاہر صورت میں ”جمع ضدین“ ہے لیکن حقیقت میں ان کے درمیان ضدیت (تضاد) مفقود ہے کیونکہ اگرچہ (حق تعالیٰ) زید کو آن واحد میں موجود اور معدوم جانتا ہے۔ لیکن اسی آن میں یہ بھی جانتا ہے کہ اس کے وجود کا وقت مثلاً ہزار سال سنہ ہجری کے بعد ہے اور اس کے وجود سے ”عدم سابق“ کا وقت اس سال معین سے پہلے ہے، اور اس کے عدم لاحق کا وقت گیارہ سو سال کے بعد ہے، لہذا حقیقت میں ان دونوں کے درمیان زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے کوئی تضاد نہیں ہے، اور باقی احوال کو بھی اسی پر قیاس کر سکتے ہیں، پس سمجھ لو۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ کا علم اگرچہ تغیر پانے والی جزئیات سے متعلق ہو لیکن اس کے علم میں تغیر کا شائبہ بھی راہ نہیں پاتا اور حدوث کا گمان اس کی صفت میں پیدا نہیں ہوتا، جیسا کہ فلاسفہ نے زعم (غلط دعویٰ) کیا ہے۔ کیونکہ تغیر اسی تقدیر پر متصور ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایک کو دوسرے کے بعد جانا ہو، اور جب سب کو آن واحد میں جان لے تو پھر تغیر و حدوث کی گنجائش نہیں ہے..... پس اس کی کچھ حاجت نہیں ہے کہ ہم اس (تعالیٰ) کے

لئے متعدد تعلقات کا اثبات کریں تاکہ تغیر و حدوث ان تعلقات کے ساتھ راجع ہو، نہ کہ صفت علم کی طرف، جیسا کہ بعض متکلمین نے فلاسفہ کے شبہ کو دور کرنے کے لئے کیا ہے۔ ہاں اگر معلومات کی جانب تعدد تعلقات کا اثبات کریں تو اس کی گنجائش ہے۔

اور اسی طرح ایک کلام بسیط ہے جو ازل سے ابد تک اسی ایک کلام کے ساتھ گویا (ناطق) ہے۔ اگر ”امر“ ہے تو وہ بھی وہیں سے پیدا ہوا ہے اور اگر ”نہی“ ہے تو وہ بھی وہیں سے ہے اور اگر اعلام (خبر) ہے تو بھی وہیں سے ماخوذ ہے اگر استفہام ہے تو وہ بھی وہیں سے، اگر تمنی یا ترجی ہے (آرزو کرنا۔ امید رکھنا) تو وہ بھی وہیں سے مستفاد ہے..... تمام نازل شدہ کتابیں اور بھیجے ہوئے صحیفے اس ”کلام بسیط کا ایک ورق ہیں، اگر توریث ہے تو وہ بھی وہیں سے لکھی گئی ہے۔ اور ”انجیل“ ہے تو اس نے بھی وہیں سے صورت لفظی حاصل کی ہے، اور اگر ”زبور“ ہے تو وہ بھی وہیں سے مسطور ہوئی ہے۔ اور اگر ”فرقان“ ہے تو وہ بھی وہیں سے نازل ہوا ہے۔

واللہ کلام حق کہ علی الحق یکے ست و بس (واللہ بس کلام خدا ہے کلام حق)

پس در نزول مختلف آثار آمدہ (ہاں نزول میں مختلف آثار آئے ہیں)

اور اسی طرح ایک ہی فعل ہے اور اسی فعل کے ذریعے اولین و آخرین کی مصنوعات وجود میں آرہی ہیں (جیسا کہ ارشاد ہے) وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمَحٍ بِالْبَصْرِ (سورہ قمر ۵۲، آیت ۵۰) (اور ہمارا حکم بس ایسا یکبارگی ہو جائے گا جیسے آنکھ جھپکانا) اس آیت کریمہ میں (اس حقیقت مذکورہ کی طرف اشارہ ہے کہ اگر زندہ کرنا یا مارنا ہے تو وہ اسی ایک فعل سے مربوط ہے۔ اور اگر ایلام (تکلیف) ہے یا انعام ہے تو وہ بھی اسی ایک فعل سے پیدا ہوا ہے (منوط) ملا ہوا ہے، اور اگر ایجاد ہے یا اعدام (مٹا دینا) ہے تو وہ بھی اسی ایک فعل سے پیدا ہوا ہے..... لہذا حق سبحانہ و تعالیٰ کے فعل میں بھی تعدد تعلقات ثابت نہیں ہے بلکہ ایک ہی تعلق سے مخلوقات اولین و آخرین اپنے وجود کے اوقات مخصوصہ میں وجود پذیر ہو رہی ہے اور یہ تعلق بھی حق تعالیٰ کے فعل کے مانند بے چون و بے چگونہ ہے کیونکہ چون کو بے چون کے ساتھ کوئی راہ نہیں ہے۔ لَا يَحْمِلُ عَطَايَا الْمَلِكِ إِلَّا مَطَايَا (بادشاہوں کی بخششیں ان کے اونٹ ہی اٹھا سکتے ہیں)

اشعری چونکہ حق جل سلطانہ کے فعل کی حقیقت سے واقف نہ تھے اس لئے تکوین کو حادث کہہ دیا اور اس سبحانہ کے افعال کو بھی حادث جان لیا اور انہوں نے یہ نہیں جانا کہ یہ سب حق سبحانہ کے فعل ازیلی کے آثار ہیں نہ کہ اس تعالیٰ کے افعال..... اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ بعض صوفیہ جنہوں نے تجلی افعال کا اثبات کیا ہے اور اس مقام میں ممکنات کے افعال کے آئینے میں سوائے فعل واحد جل سلطانہ کے کچھ نہیں دیکھا، وہ تجلی حقیقت میں حق سبحانہ کے فعل کے آثار کی ایک تجلی ہے نہ کہ اس تعالیٰ کے فعل کی تجلی، کیونکہ اس تعالیٰ کے فعل کو جو بے چون و بے چگونہ ہے اور قدیم ہے اور اس تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے جس کو ”تکوین“ کہتے ہیں، محدثات کے آئینے میں اس کی گنجائش نہیں اور ممکنات کے مظاہر میں اس کا کوئی ظہور نہیں۔

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد در کلبہ گدایاں سلطان چہ کار دارد
(صورت کے تنگ گھر میں معنی کہاں سے آئے مگتے کی جھونپڑی میں کیوں بادشاہ جائے)

اس فقیر کے نزدیک افعال و صفات کی تجلی، ذات تعالیٰ و تقدس کی تجلی کے بغیر متصور نہیں ہے کیونکہ افعال و صفات، حضرت ذات تعالیٰ و تقدس سے جدا نہیں ہیں تاکہ ان کی تجلی ذات کی تجلی کے بغیر متصور ہو سکے..... اور جو کچھ ذات تعالیٰ و تقدس سے جدا ہے وہ اس سبحانہ کی صفات و افعال کے ظلال ہیں، لہذا ان کی تجلی افعال و صفات کے ظلال کی تجلی ہوئی نہ کہ افعال و صفات کی تجلی، لیکن ہر شخص کی سمجھ اس کمال تک نہیں پہنچ سکتی۔
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ط (جمعہ ۶۲، آیت ۴) (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے)

عقیدہ (۲) اب ہم اصل بات کی طرف رجوع ہوتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کر سکتی ہے لیکن وہ تعالیٰ ”محیطِ اشیاء“ ہے (یعنی تمام اشیاء کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے) اور ان کے ساتھ قرب و معیت رکھتا ہے، اور وہ احاطہ قرب و معیت ایسا نہیں ہے جو ہماری فہم قاصر میں آسکے کیونکہ یہ (بات) اس تعالیٰ کی جناب قدس کے شایان شان نہیں ہے..... اور (صوفیہ) جو کچھ کشف و شہود سے معلوم کرتے ہیں وہ تعالیٰ اس سے بھی منزہ ہے کیونکہ ممکن (بشر وغیرہ) کو حق تعالیٰ کی ذات و صفات اور افعال کی حقیقت سے سوائے جہل و نادانی اور حیرت کے کچھ نصیب نہیں ہے۔ غیب پر ایمان لانا چاہیے اور جو کچھ مکشوف و مشہود ہو اس کو لا کی نفی کے تحت لانا چاہیے۔

عنا شکار کس نشود دام باز چیں کایں جا ہمیشہ باد بدست است دام را
(اٹھا لے جال، شکار عنقا محال بس یہاں جال کا یہی ہے مال)
حضرت ایساں (خواجہ باقی باللہ) کی مثنوی کا ایک بیت اس مقام کے مناسب ہے۔

ہوز ایوان استغنا بلند است مرا فکر رسیدن نا پسند است
(قصر استغنا تو اونچا ہے ہوز سخت مشکل واں پہنچنا ہے ہوز)

پس ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ تعالیٰ ”محیطِ اشیاء“ (یعنی تمام اشیاء کو محیط ہے) اور ان سے قریب ہے اور ان کے ساتھ ہے لیکن اس احاطہ اور قرب و معیت کے معنی (وحقیقت) اس تعالیٰ کے ساتھ کیا ہیں وہ ہم نہیں جانتے۔ اس کو احاطہ اور قرب علمی کہنا بھی تاویلات کے مشابہ سے ہے اور ہم اس تاویل کے قائل نہیں ہیں۔

عقیدہ (۳) اور حق تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہے اور اسی طرح کوئی چیز بھی اس سبحانہ کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتی۔ اور بعض صوفیہ کی عبارات سے جو کچھ اتحاد کا مفہوم لیا جاتا ہے وہ ان کی مراد کے خلاف ہے کیونکہ ان کی مراد اس کلام سے جس سے اتحاد کا وہم ہوتا ہے إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ سے یہ ہے کہ جب فقر تمام ہو جائے اور نیستی محض (قنایت) کے حاصل ہو جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا، نہ یہ کہ وہ فقیر خدائے

تعالیٰ کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے اور خدا بن جاتا ہے کیونکہ یہ کفر اور زندقہ ہے تَعَالَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَمَّا
يَتَّوَّهُمُ الظَّالِمُونَ غُلُوًّا كَبِيرًا (اللہ تعالیٰ سبحانہ ظالموں کے وہم و گمان سے بہت بلند اور بڑا ہے)
..... اور ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ انا الحق سے یہ مراد نہیں ہے کہ ”میں
حق ہوں“ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ”میں نہیں ہوں حق سبحانہ موجود ہے“

عقیدہ (۳) اور تغیر و تبدل کو اس تعالیٰ کی ذات صفات اور افعال میں کوئی راہ نہیں ہے فَسُبْحَانَ مَنْ
لَّا يَتَغَيَّرُ بِذَاتِهِ وَلَا صِفَاتِهِ وَلَا فِي أَعْمَالِهِ بِحُدُوثِ الْأَكْوَانِ (پس پاک ہے وہ ذات جو اپنی ذات
وصفات اور افعال میں کائنات (موجودات) کے حدوث (حوادث) سے متغیر نہیں ہوتی)..... اور جو کچھ
صوفیہ وجودیہ نے تنزلات خمسہ کے بارے میں اثبات کیا ہے وہ مرتبہ و جوب میں تغیر و تبدل کی قسم سے نہیں ہے کیونکہ
وہ کفر و گمراہی ہے بلکہ ان تنزلات کو حق تعالیٰ کے کمال کے ظہورات کے مراتب میں اعتبار کیا ہے بغیر اس بات کے
کہ حق تعالیٰ کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی تغیر و تبدل راہ پائے۔

عقیدہ (۵) اور حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں غنی مطلق ہے اور کسی امر (کلام) میں بھی کسی
چیز کا محتاج نہیں ہے، اور جس طرح وجود میں محتاج نہیں ہے اسی طرح ظہور میں بھی محتاج نہیں ہے..... اور یہ
بعض صوفیہ کی عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اسمائی و صفاتی کمالات کے ظہور میں ہمارا محتاج ہے۔ یہ
بات فقیر پر بہت گراں ہے بلکہ جانتا ہے کہ ان (مخلوق) کی پیدائش سے مقصود خود ان کے اپنے کمالات کا حاصل ہونا
ہے نہ کہ وہ کمال جو حق تعالیٰ و تقدس کی بارگاہ کی طرف عائد ہو سکے۔ آیہ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ
إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (زاریات ۵۱، آیت ۵۶) ای لِيَعْرِفُونِ (اور میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت
کے لئے پیدا کیا ہے۔ یعنی اپنی معرفت کے لئے) اسی مطلب کی تائید کرتی ہے..... لہذا جن و انس کی
پیدائش سے مقصود ان کو معرفت کا حصول ہے جو کہ ان کے لئے کمال ہے، نہ یہ کہ ایسا امر جو حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ
کی طرف عائد ہو سکے۔..... اور یہ جو حدیث قدسی میں آیا ہے فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأَعْرِفَ (میں نے
مخلوق کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ میں پہچانا جاؤں) اس جگہ بھی ان کی اپنی معرفت مراد ہے نہ یہ کہ میں (یعنی حق
تعالیٰ) معروف ہو جاؤں اور ان کی معرفت کے توصل سے کمال حاصل کروں۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذَلِكِ غُلُوًّا
كَبِيرًا (اللہ تعالیٰ ان باتوں سے بہت بلند اور سب سے بڑا ہے)

عقیدہ (۶) حق تعالیٰ نقص کی تمام صفتوں (اقسام) اور حدوث کے تمام نشانات سے منزہ اور مبرا ہے جس
طرح وہ جسم و جسمانی نہیں ہے مکانی و زمانی بھی نہیں ہے بلکہ تمام صفات کمال اسی کے لئے ثابت ہیں، جن میں سے
آٹھ صفات کمال وجود ذات تعالیٰ و تقدس پر وجود زائد کے ساتھ موجود ہیں۔ اور وہ آٹھ صفات: (۱) حیات
(۲) علم (۳) قدرت (۴) ارادہ (۵) سمع (۶) بصر (۷) کلام (۸) تکوین (پیدا کرنا) ہیں اور یہ صفات خارج
میں موجود ہیں، اور ایسا نہیں ہے کہ وجود ذات پر وجود زائد کے ساتھ علم میں موجود ہیں اور خارج میں نفس ذات

تعالیٰ و تقدس ہیں جیسا کہ بعض صوفیہ وجودیہ نے گمان کیا ہے اور کہا ہے۔

ازروئے تعقل ہمہ غیر اند صفات باذات تو ازروئے تحقق ہمہ عین
(عقل کہتی ہے صفات اغیار ہیں سچ یہ ہے وہ ذات میں ہیں عین ذات)

کیونکہ اس میں درحقیقت صفات کی نفی ہے اس لئے صفات کی نفی کرنے والے یعنی معتزلہ اور فلاسفہ نے بھی تغائر علمی اور اتحاد خارجی کہا ہے اور تغائر علمی سے انکار نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ علم کا مفہوم عین مفہوم ذات تعالیٰ و تقدس ہے یا عین مفہوم قدرت و ارادہ ہے، بلکہ عینیت وجود خارجی کے اعتبار سے کہا ہے۔ لہذا جیتک یہ (صوفیہ) وجود خارجی کے تغائر کا اعتبار نہ کریں صفات کے انکار کرنے والوں میں سے نہیں نکلتے، کیونکہ تغائر اعتباری کچھ نفع نہیں دیتا، کَمَا عَرَفْت جیسا کہ تو نے سمجھ لیا۔

عقیدہ (۷) اور حق تعالیٰ قدیم اور ازلی ہے اور اس کے سوا کسی کے لئے ”قدم و ازل“ ثابت نہیں تمام ملتوں کا اس پر اجماع ہے اور جو شخص بھی حق جل و علا کے سوا کسی غیر کے قدم و ازلت کا قائل ہو اس کی تکفیر کی ہے..... امام غزالی نے اسی وجہ سے ابن سینا اور فارابی اور ان جیسے عقائد والوں کی تکفیر کی ہے جو عقول و نفوس کے قدم کے قائل ہیں اور ہیولی اور صورت کے قدیم ہونے کا گمان رکھتے ہیں، اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کو بھی قدیم جانا ہے..... اور ہمارے خواجہ حضرت (باقی باللہ) قدس سرہ فرماتے تھے کہ ”شیخ محی الدین بن العربی کا ملین کی ارواح کے قدیم ہونے کے قائل ہیں“ اس بات کو ظاہر کی طرف سے پھیر کر تاویل پر محمول کرنا چاہیے تاکہ اہل ملت کے اجماع کے مخالف نہ ہو۔

عقیدہ (۸) اور حق تعالیٰ قادر مختار ہے۔ ایجاب کی آمیزش اور اضطرار کے گمان سے منزہ اور مبرا ہے۔ بے عقل فلاسفہ نے کمال کو ایجاب میں جان کر واجب تعالیٰ سے اختیار کی نفی کر کے اس کے ایجاب کا اثبات کیا ہے، اور ان بے عقلوں نے ذات واجب تعالیٰ و تقدس کو بیکار سمجھا ہے اور سوائے ایک مصنوع کے کہ وہ بھی ایجاب سے ہے زمین و آسمان کے خالق سے صادر نہ جان کر حوادث کے وجود کو عقلِ فعال کی نسبت دی ہے جس کا وجود ان کے وہم کے علاوہ کہیں ثابت نہیں ہے۔ اور ان کے فاسد زعم میں حق سبحانہ و تعالیٰ سے ان کو کچھ کام نہیں ہے..... لازمی طور پر چاہیے تھا کہ اضطراب و اضطرار کے وقت اپنی عقلِ فعال کی طرف التجا کرتے اور حضرت حق سبحانہ کی طرف رجوع نہ کرتے کیونکہ ان کے نزدیک حوادث کے وجود میں اُس تعالیٰ کی کوئی مداخلت نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں کہ عقلِ فعال ہی حوادث کی ایجاد سے تعلق رکھتی ہے بلکہ وہ تو عقلِ فعال سے بھی رجوع نہیں کرتے کیونکہ ان کے نزدیک بلیات کے دفع کرنے میں بھی اسی کا اختیار نہیں ہے۔ یہ بدنصیب (فلاسفہ) اپنی بے وقوفی اور حماقت میں فرقہ ضلالہ سے بھی آگے بڑھ گئے حالانکہ کافر بھی بخلاف ان بدبختوں کے حق سبحانہ و تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں اور بلاؤں کے دفعیہ کو اسی تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں..... تمام گمراہ اور بے دین فرقوں کی نسبت ان بدبختوں میں دو چیزیں زیادہ ہیں ایک یہ کہ احکام منزلہ کافر اور انکار کرتے ہیں۔ اور اخبار مرسلہ کے ساتھ عداوت و دشمنی

رکھتے ہیں، دوسرے یہ کہ اپنے بیہودہ اور وہی مطالب اور مقاصد کے ثابت کرنے میں بیہودہ مقدمات کو ترتیب دیتے اور جھوٹے دلائل اور باطل شواہد کو عمل میں لاتے ہیں، اپنے مطالب و مقاصد کے ثابت کرنے میں جس قدر ان کو خط لاحق ہوا ہے اور کسی بے وقوف کو اس قدر لاحق نہیں ہوا..... آسمان اور ستارے جو ہر وقت بے قرار اور سرگرداں ہیں اپنے کاموں کا مدار ان کی حرکات اور اوضاع پر رکھا ہے، اور آسمانوں کے خالق اور ستاروں کے موجد و محرک اور مدبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور دوران معاملہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ کیا ہی بے خرد اور کتنے بے وقوف ہیں، اور ان سے بھی زیادہ بے وقوف اور احمق وہ شخص ہے جو ان کو دانا سمجھتا اور عقلمند جانتا ہے..... ان کے منظم اور منضبط یعنی مرتب کردہ علوم میں سے ایک علم ہندسہ ہے جو محض لایعنی، بیہودہ اور لا طائل ہے۔ بھلا مثلث کے تینوں زاویوں کا دوزاویہ قائمہ کے برابر ہونا کس کام آئے گا اور شکل عروسی اور مامونی جو ان کے نزدیک بڑی مشکل اور جانکاہ ہے کس غرض کے لئے ہے..... علم طب و نجوم اور علم تہذیب اخلاق جو ان کے تمام علوم میں سے بہترین علوم ہیں، انہوں نے گذشتہ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی کتابوں سے پڑا کر اپنے باطل اور بیہودہ علوم کو رائج کیا ہے، جیسا کہ امام غزالی نے اپنے رسالہ ”المنقذ عن الضلال“ میں اس امر کی تصریح کی ہے۔

اہل ملت اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متبعین اگر دلائل و براہین میں غلطی کریں تو کچھ ڈر نہیں کیونکہ ان کے کام کا مدار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تقلید پر ہے اور اپنے مطالب عالیہ کے ثبوت کے لئے دلائل و براہین کو صرف بطور ترمیم (بطور احسان) لاتے ہیں۔ یہی تقلید ان کے لئے کافی ہے، بخلاف ان بد بختوں کے جو تقلید سے نکل کر صرف دلائل کے ساتھ اپنے مطالب کو ثابت کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، ضَلُّوا فَاَضَلُّوا (یہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا)

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی دعوت جب افلاطون کو پہنچی جو ان بد نصیبوں کا سب سے بڑا سردار ہے تو اس نے کہا: نَحْنُ قَوْمٌ مُّشْهَدُونَ لَا حَاجَةَ بِنَا اِلٰی مَنْ يَّهْدِيْنَا (ہم ہدایت یافتہ قوم ہیں اور ہم کو ایسے شخص کی حاجت نہیں ہے جو ہم کو ہدایت دے)..... اس بے وقوف کو چاہیے تھا کہ ایسے شخص کو جو مردوں کو زندہ کر دیتا ہے اور مادر زاد اندھے کو بینا (دیکھنے والا) اور ابرص (جدامی کوڑھی) کو اچھا کر دیتا ہے، جو (ان کی) حکمت کے قانون سے ناممکن ہے پہلے ان کو دیکھتا اور ان کے حالات دریافت کرتا (پھر جواب دیتا) بغیر دیکھے جواب دینا کمال درجہ دشمنی اور کمینہ پن ہے۔

فلسفہ چوں اکثرش باشد سفہ پس گلن آں
ہم سفہ باشد کہ حکم گل حکم اکثر است
(فلسفہ اکثر سفہ ہے، بس سفہ گل کا حکم آخر رہے اکثر کا حکم)

نَجَانَا اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ عَنِ ظُلْمَاتٍ مُّعْتَقِدَاتِہِمُ السُّوْءِ (اللہ سبحانہ ان کے برے عقائد کی تاریکی سے ہم کو نجات دے)..... ان ہی ایام میں فرزندِ محمد معصوم نے ”جواہر شرح مواقف“ کو پورا کیا

پہلا دفتر کتابت امام ربانی جو تھا حصہ

ہے۔ اثنائے سبق میں ان بے وقوفوں (فلاسفہ) کی برائیاں واضح طور پر سامنے آئیں اور ان کی وجہ سے بہت فائدے مرتب ہوئے: **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ** (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہم کو ہدایت دی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے، بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے) (اعراف ۷، آیت ۴۳)..... اور شیخ محی الدین ابن عربی کی (بعض) عبارتیں بھی ایجاب کی طرف ناظر ہیں اور قدرت کے معنی میں فلسفہ کے ساتھ موافقت رکھتی ہیں کہ اس کے ترک کی صحت قادر (حق تعالیٰ) سے تجویز نہیں کرتے اور فعل کی جانب کو لازم جانتے ہیں۔

عجب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین (اللہ تعالیٰ کے) مقبولین میں سے نظر آتے ہیں لیکن ان کے اکثر علوم جو اہل حق کی آراء کے مخالف ہیں خطا اور نادراست ظاہر ہوتے ہیں شاید ان کو خطائے کشفی کے باعث معذور رکھا گیا ہے اور خطائے اجتہادی کی طرح ان سے ملامت دور کر دی گئی ہے..... شیخ محی الدین کے حق میں فقیر کا اعتقاد یہی ہے کہ ان کو مقبولین میں سے جانتا ہے اور ان کے ان علوم کو (جو اہل حق کے) مخالف ہیں خطا اور ضرر رساں دیکھتا ہے..... اس گروہ (صوفیہ) کے بعض لوگ ایسے ہیں کہ شیخ (موصوف) کو طعن و ملامت بھی کرتے ہیں اور ان کے علوم مخالفہ کو بھی غلط اور نادراست سمجھتے ہیں۔ اور اس گروہ کے بعض لوگ شیخ (موصوف) کی تقلید اختیار کر کے ان کے تمام علوم کو درست جانتے ہیں۔ اور دلائل و شواہد سے ان علوم کی حقیقت کو ثابت کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ہر دو فریق نے افراط و تفریط کا راستہ اختیار کیا ہے اور میانہ روی سے دور ہو گئے ہیں..... شیخ (موصوف) کو جو کہ اولیائے مقبولین میں سے ہیں خطائے کشفی کے باعث کس طرح رد کر دیا جائے اور اور ان کے علوم کو جو کہ صحت و صواب سے دور ہیں اور اہل حق کی رائے کے مخالف ہیں تقلید کی وجہ سے کس طرح قبول کیا جاسکتا ہے۔ **فَالْحَقُّ هُوَ التَّوَسُّطُ الَّذِي وَفَّقَنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِمَنِّهِ وَكَرَمِهِ** (پس حق اسی میانہ روی میں ہے جس کی توفیق اللہ سبحانہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بخشی ہے)۔

ہاں مسئلہ ”وحدت الوجود“ میں اس گروہ (صوفیہ) کی ایک بڑی جماعت شیخ کے ساتھ شریک ہے اگرچہ شیخ (موصوف) اس مسئلہ میں بھی ایک خاص طرز رکھتے ہیں لیکن اصل بات میں وہ سب لوگ (شیخ کے ساتھ) شریک ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اگرچہ ظاہر میں اہل حق کے عقائد کے مخالف ہے لیکن توجہ کے قابل اور تطبیق دینے کے لائق ہے..... اس فقیر نے اللہ سبحانہ کی عنایت سے ہمارے حضرت (خواجہ باقی باللہ) کی شرح رباعیات کی شرح میں اس مسئلہ کو اہل حق کے عقائد کے ساتھ تطبیق دی ہے اور فریقین کے نزاع کو لفظ کی طرف پھیرا ہے (یعنی نزاع لفظی ثابت کیا ہے) اور طرفین کے شکوک و شبہات کو اس طرح حل کیا ہے کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی: **كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى النَّاطِرِ فِيهِ** (جیسا کہ اس کے دیکھنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے)

عقیدہ (۹) جاننا چاہیے کہ تمام ممکنات خواہ جواہر ہوں یا اعراض، خواہ اجسام و عقول ہوں یا نفوس، افلاک

ہوں یا عناصر، سب اسی قادر مختار کے ایجاد کئے ہوئے ہیں جو ان کو نہاں خانہ عدم سے معرض وجود میں لایا ہے، اور جس طرح یہ سب اپنے وجود میں اس تعالیٰ کے محتاج ہیں اسی طرح بقا (باقی رہنے) میں بھی اس سبحانہ کے محتاج ہیں، اور اس نے اسباب و وسائل کے وجود کو اپنے فعل کا روپوش بنا دیا ہے اور حکمت کو اپنی قدرت کے پردے بنا دیئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اسباب کو اپنے فعل کے ثبوت کے دلائل قرار دے کر حکمت کو اپنی قدرت کے وجود کا وسیلہ فرمایا ہے کیونکہ وہ عقلمند حضرات جنہوں نے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی متابعت میں اپنی بصیرت کو سرگیں اور روشن کر لیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اسباب و وسائل اپنے وجود و بقا میں اس سبحانہ کے محتاج ہیں اور اپنا ثبوت و قیام اسی تعالیٰ و تقدس سے اور اسی کے ساتھ رکھتے ہیں ورنہ حقیقت میں وہ جماد محض ہیں، وہ کس طرح دوسرے میں جو وہ بھی ان کے مثل (جماد) ہے اثر انداز ہو سکتے ہیں، اور ان میں احداث و اختراع کس طرح کر سکتے ہیں (ہرگز نہیں) بلکہ ان کے علاوہ اور قادر ہے جو ان کو ایجاد کرتا ہے اور ہر ایک کے لائق و مناسب کمالات ان کو عطا فرماتا ہے جیسا کہ عقلمند آدمی جماد محض سے فعل کو دیکھ کر اس کے فاعل اور محرک کا سراغ لگا لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ فعل اس (جماد) کے حال کے لائق نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور فاعل ہے جو اس فعل کو اس میں ایجاد کرتا ہے، لہذا عقلمندوں کے نزدیک جماد کا فعل، فاعل حقیقی کے فعل کا روپوش ہونا ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی جمادیت کی طرف نظر کرنے کے لحاظ سے اس کا وہ فعل حقیقی کے وجود پر دلیل ہو گیا۔ پس یہاں بھی اسی طرح ہے..... البتہ اس بے قوف کے فہم میں جماد کا فعل فاعل حقیقی کے فعل کا روپوش بن گیا جس نے اپنی حد درجہ بے وقوفی کی وجہ سے جماد محض کو اس ظاہری فعل کے سبب صاحب قدرت جان لیا ہے اور فاعل حقیقی کا منکر ہو گیا ہے۔ یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا (بقرہ ۲، آیت ۲۶) (گمراہ کرتا ہے اس سے بہت لوگوں کو اور ہدایت کرتا ہے اس سے بہت لوگوں کو) یہ معرفت ”مشکوٰۃ نبوت“ سے مقتبس ہے لیکن ہر شخص کی فہم اس تک نہیں پہنچتی۔ ایک جماعت اس کمال کو اسباب کے دور کرنے میں جانتی ہے اور شروع ہی سے چیزوں کو بغیر اسباب کے توسط کے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف منسوب کرتی ہے اور نہیں جانتے کہ اسباب کے رفع کرنے میں حکمت ختم ہو جاتی ہے جس کے ضمن میں بہت سی مصلحتیں مد نظر ہیں: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا (العمران ۳، آیت ۱۹۱) (اے ہمارے رب! تو نے یہ سب بیکار اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا)

انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات بھی اسباب کی رعایت کرتے ہیں اور (باوجود اس رعایت کے) اپنے کام کو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی مراعات سے جانتے ہیں جیسا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام نے نظر بد لگ جانے کے خیال سے اپنے لڑکوں کو وصیت فرمائی تھی لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَاذْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ (یوسف ۱۲، آیت ۶۷) (اے میرے بیٹو! تم ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا)

اور (حضرت یعقوب نے) اس احتیاطی تدبیر کی رعایت کے باوجود اپنے حکم کو جل سلطانہ کے سپرد کر کے

فرمایا: وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ط إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (یوسف ۱۲، آیت ۶۷) (میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ بیشک حکم صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اسی پر میں نے توکل (بھروسہ) کیا اور اسی پر توکل کرنے والوں کو توکل کرنا چاہیے)..... اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کی اس معرفت کو پسند فرما کر اس بات کو اپنی طرف منسوب کر کے فرمایا: وَإِنَّهُ لَدُوُّ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (یوسف ۱۲، آیت ۶۸) (اور وہ (حضرت یعقوب) بے شک بہت ہی صاحب علم تھے اس لئے کہ ہم نے ان کو اپنے پاس سے علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے)..... اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اسباب کے واسطہ کا اشارہ فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (انفال ۸، آیت ۶۴) (اے نبی! آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ مومنین بھی جو آپ کی اتباع کرتے ہیں)

باقی رہا یہ کہ اسباب کی تاثیر روا ہے کیونکہ بعض اوقات حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اسباب میں بھی تاثیر فرمادیتا ہے تاکہ وہ موثر ہو جائے، اور بعض اوقات ان میں تاثیر پیدا نہیں فرماتا لہذا ان کا اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہم (روزمرہ) اسباب میں اس حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ کبھی ان اسباب پر مسبات کا وجود مرتب ہوتا ہے اور کبھی کوئی اثر ان سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اسباب کی تاثیر سے مطلقاً انکار کرنا لغو و باطل ہے۔ تاثیر کو ماننا چاہیے لیکن اس تاثیر کو بھی اس کے سبب کی طرح حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ایجاد سے جاننا چاہیے فقیر کی رائے اس مسئلہ میں یہی ہے، وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ الْمُلْهِمُ (جیسا کہ اللہ سبحانہ نے الہام فرمایا)

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ اسباب کا واسطہ توکل کے منافی نہیں ہے جیسا کہ ناقصوں نے خیال کیا ہے بلکہ اسباب میں تو وسط کا خیال کرنا ”کمال توکل“ ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسباب کو مد نظر رکھتے ہوئے معاملہ کو حق جل و علا کے سپرد کرنے کو توکل فرمایا عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (یوسف ۱۲، آیت ۶۷) (اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر توکل کرنے والوں کو توکل (بھروسہ) کرنا چاہیے)

عقیدہ (۱۰) اور حق تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا بھی ہے اور دونوں (خیر و شر) کا پیدا کرنے والا بھی لیکن وہ خیر سے راضی ہوتا ہے اور شر سے ناراض۔ ارادہ اور رضا کے درمیان یہ ایک بڑا باریک اور دقیق فرق ہے جس کی طرف حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اہل سنت کو ہدایت عطا فرمائی ہے۔ باقی تمام فرقے اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے گمراہی میں مبتلا ہو گئے ہیں..... اسی وجہ سے معتزلہ نے بندہ کو اپنے افعال کا خالق کہا ہے اور کفر و معاصی کی ایجاد کو اس (بندہ) سے منسوب کیا ہے..... شیخ محی الدین اور ان کی پیروی کرنے والوں کے کلام سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ ”جس طرح ایمان و عمل صالح“ اسم الہادی“ کے پسندیدہ ہیں اسی طرح کفر و معاصی

بھی، اسم الموصول کے پسندیدہ ہیں..... (شیخ کی) یہ بات بھی اہل حق کے خلاف ہے اور ایجاب کی طرف میلان رکھتی ہے جو رضا کا منشا ہوئی ہے، جیسا کہ کہتے ہیں کہ آفتاب کا کام ضوفشانی (روشنی پھیلانا) ہے اور اس میں اس کی مرضی شامل ہے۔ اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قدرت و ارادہ عطا کیا ہے کہ اپنے اختیار سے اپنے افعال کا کسب کرتے ہیں۔ افعال کا پیدا کرنا حق سبحانہ کی طرف منسوب ہے اور ان افعال کا کسب بندوں کی جانب منسوب ہے۔ اللہ سبحانہ کی عادت اسی طرح جاری ہے کہ بندہ جب اپنے فعل کا ارادہ کرتا ہے تو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس فعل کو پیدا کر دیتا ہے۔ چونکہ بندہ کا فعل اپنے اختیار سے صادر ہوتا ہے اس لئے لازمی طور پر اس کی تعریف اور برائی ثواب اور عذاب بھی اسی سے متعلق ہو جاتا ہے..... اور جنہوں نے یہ کہا ہے کہ بندے کا اختیار کمزور اور ضعیف ہے اگر حق سبحانہ کی قوت اختیار کے اعتبار سے (اس بندے کے اختیار) کو ضعیف کہا ہے تو مسلم ہے اور اگر اس معنی میں کہا گیا ہے کہ جس کام کے کرنے میں اس کو مامور کیا گیا ہے وہ (قوت و اختیار) کافی نہیں ہے، تو یہ بات صحیح نہیں فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَا يُكَلِّفُ بِمَا لَيْسَ فِيهِ وُسْعَهُ بَلْ يُرِيدُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ الْعُسْرَ (پس بے شک اللہ سبحانہ ایسے کام کی تکلیف نہیں دیتا جو بندے کی وسعت سے باہر ہو بلکہ وہ تو آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں کرتا)

خلاصہ کلام یہ کہ ”فعل موقت“ (چند روزہ زندگی کے فعل) پر جزائے مخلد (دائمی عذاب) کا مقرر کرنا حق تعالیٰ کے حوالہ ہے جس نے ”کفر موقت“ کی سزا اس کے اعمال کے موافق ”عذاب مخلد“ فرمائی۔ اور تلذذات دائمی (یعنی بہشت اور جو کچھ اس میں ہے) کو ”ایمان موقت“ (زندگی بھر کے ایمان) پر وابستہ کر دیا۔ ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ط (یہ عزیز و حکیم کا مقرر کردہ ہے)

اللہ سبحانہ کی توفیق سے اس قدر تو ہم جانتے ہیں کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ جو ظاہری اور باطنی نعمتوں کا دینے والا اور آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جس کی بارگاہ قدس کے لئے ہر قسم کی بزرگی اور کمال ثابت ہے، اس کی نسبت کفر اختیار کرنے کی سزا بھی ایسی ہی ہونی چاہیے جو سخت ترین سزاؤں میں سے ہو، اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنا ہے۔ اور اسی طرح اس منعم بزرگ و برتر پر ایمان بالغیب لانا اور نفس و شیطان کی مزاحمت کے باوجود اس کو راست گوجاننے کی جزا بھی ویسی ہی ہونی چاہیے جو سب جزاؤں سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کی ہو اور وہ دائمی نعمت و لذات میں رہنا ہے۔

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ ”درحقیقت بہشت میں داخل ہونا محض حق سبحانہ کے فضل پر موقوف ہے، اور اس کو ایمان کے ساتھ مربوط کرنا اس وجہ سے ہے کہ اعمال کی جزا لذیذ ترین معلوم ہو۔“

..... لیکن اس فقیر کے نزدیک حقیقتاً بہشت میں داخل ہونا ایمان کی وابستگی پر موقوف ہے لیکن ایمان بھی اس سبحانہ و تعالیٰ کا فضل اور عطیہ ہے..... اور جہنم میں داخل ہونا کفر کے ساتھ وابستہ ہے اور کفر نفسِ امارہ کی خواہشات سے پیدا ہوتا ہے مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ

نَفْسِكَ (نساء، آیت ۷۹) (جو کچھ بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو کچھ برائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے)

جاننا چاہیے کہ بہشت کے داخلہ کو ایمان کے ساتھ مربوط کرنا حقیقت میں ایمان کی تعظیم اور تکریم ہے بلکہ 'مومن بہ' (جس پر ایمان لایا گیا) کی تعظیم ہے۔ جس پر اس قدر بڑا عظیم الشان اجر مرتب ہوا ہے..... اور اسی طرح دوزخ میں داخل ہونے کو کفر کے ساتھ وابستہ کرنے میں کفر کی تحقیر ہے، اور اس ذات کی تعظیم ہے جس کی نسبت یہ کفر وقوع میں آیا اور اس طور پر دائمی عذاب اس پر مرتب ہوا..... برخلاف اس بات کے جو بعض مشائخ نے کہی ہے وہ اس دقیقہ سے خالی ہے۔ اور نیز دوزخ میں داخل ہونا بھی انصاف کے تقاضے پر ہے اور کوئی مثال اس طرح پر جاری نہیں ہے۔ کیونکہ جہنم میں داخل ہونا حقیقت میں کفر کے ساتھ مربوط ہے وَاللّٰهُ سُبْحٰنَہُ الْمُلٰہِمُ هٰذَا (اور سبحانہ ہی الہام فرمانے والا ہے) اس کو یاد رکھیں۔

عقیدہ (۱۱) اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کو مؤمنین آخرت میں بے جہت، بے کیف اور بے شبہ و بے مثال جنت میں دیکھیں گے..... یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں اہل سنت کے علاوہ تمام اہل ملت اور غیر اہل ملت سب اس کے منکر ہیں اور بے جہت و بے کیف رویت کو جائز نہیں سمجھتے۔ حتیٰ کہ شیخ محی الدین بن العربی بھی آخرت کی رویت کو 'تجلی صوری' کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اس تجلی صوری کے علاوہ کچھ تجویز نہیں کرتے..... ایک روز ہمارے حضرت (زاجہ باقی باللہ) شیخ سے نقل کرتے تھے کہ اگر معتزلہ رویت کو تنزیہ کے مرتبہ میں مقید نہ کرتے اور تشبیہ کے بھی قائل ہو جاتے اور اسی رویت کو تجلی (صوری) سمجھ لیتے تو ہرگز رویت کا انکار نہ کرتے اور محال نہ سمجھتے۔ یعنی ان کا انکار بے جہتی اور بے کیفی کی وجہ سے ہے جو مرتبہ تنزیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ بخلاف اس تجلی کے جس میں جہت اور کیف ملحوظ رکھا جاتا ہے۔..... یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ آخرت کی رویت کو تجلی صوری کی طرح بیان کرنا فی الحقیقت خاص رویت کا انکار کرنا ہے کیونکہ وہ تجلی صوری اگرچہ دنیاوی تجلیات صوریہ سے مختلف ہے لیکن حق تعالیٰ کی رویت نہیں ہے۔

يَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ بِغَيْرِ كَيْفٍ وَاذْرَاكَ وَاَضْرَبَ مِّنْ مِّثَالٍ
(جنتی کو دید حق کی ہوگی سیر کیف و ادراک اور مثالوں کے بغیر)

عقیدہ (۱۲) انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی بعثت عالم (تمام جہان) کے لئے سراسر رحمت ہے اگر ان بزرگواریوں کے وجود کا وسیلہ نہ ہوتا تو ہم جیسے گمراہوں کو ذات و صفات واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی معرفت کی طرف کون ہدایت فرماتا اور ہمارے مولا جل شانہ کی مرضیات و نامرضیات والی چیزوں میں کون تمیز کراتا، اور ہماری ناقص عقلیں ان (بزرگواریوں) کے نور دعوت کی تائید کے بغیر اس کے سمجھنے سے معزول و بیکار ہیں اور ہمارے افہام نا تمام ان بزرگواریوں کی تقلید کے بغیر اس معاملہ میں عاجز و بے بس ہیں..... بیشک عقل اگرچہ ایک حجت (دلیل) ہے لیکن یہ ایک نا تمام حجت ہے جو مرتبہ بلوغ تک نہیں پہنچتی ہے۔ 'حجت بالغہ'

(دلیل کامل) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی بعثت ہے جس پر آخرت کا دائمی عذاب و ثواب وابستہ ہے۔

سوال: جب آخرت کا دائمی عذاب بعثت پر موقوف ہے تو پھر بعثت کو 'رحمت عالمیان' کہنا کیا معنی ہوگا۔

جواب: بعثت (انبیاء) عین رحمت ہے کیونکہ واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی ذات و صفات کی معرفت کا سبب ہے جس میں دنیا و آخرت کی سعادتیں شامل ہیں۔ اور بعثت (انبیاء) کی دولت کی وجہ سے معلوم ہو گیا کہ فلاں چیز حق تعالیٰ کی بارگاہ قدس کے مناسب ہے اور فلاں نامناسب کیونکہ ہماری لنگڑی اور اندھی عقل امکان و حدود کے داغ سے داغدار ہے، وہ کیا سمجھے کہ اس حضرت و جوب کے لئے جس کے واسطے قدم لازم ہے اس کے اسما و صفات اور افعال میں سے کون سے مناسب ہیں اور کون سے نامناسب۔ تاکہ ان مناسب (اسماء و صفات) کا اطلاق کیا جائے اور نامناسب سے پرہیز کیا جائے۔ بلکہ بعض اوقات (ہماری اندھی عقل) اپنے نقص کی وجہ سے کمال کو نقص جانتی ہے اور نقص کو کمال سمجھنے لگتی ہے..... فقیر کے نزدیک یہ (مناسب و نامناسب کا) امتیاز تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ وہ شخص بڑا ہی بد بخت ہے جو نامناسب امور کو اس تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی طرف منسوب کر دے اور ناشائستہ چیزوں کو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ نسبت دے۔

..... یہ بعثت (انبیاء) ہی کا کارنامہ ہے جس نے حق کو باطل سے جدا کر دیا بعثت ہی کی وجہ سے غیر مستحق عبادت اور مستحق عبادت (حق جل و علا) کے درمیان تمیز قائم کی۔ یہ بعثت ہی ہے جس کے ذریعے حق جل و علا کے راستے کی طرف دعوت دی جاتی ہے جو بندوں کو مولیٰ جل سلطانہ کے قرب اور وصل کی سعادت تک پہنچاتی ہے۔ اور بعثت ہی کے وسیلے سے مولیٰ جل شانہ کی مرضیات کی اطلاع میسر ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا..... بعثت ہی کے طفیل اس تعالیٰ کی ملک میں تصرف کو جواز و عدم جواز کی تمیز حاصل ہوتی ہے۔ اور بعثت کے فوائد کی مثالیں بکثرت ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ انبیا کی بعثت سراپا رحمت ہے۔ اور جو شخص اپنے نفس امارہ کا مطیع ہو گیا اور شیطان لعین کے حکم سے بعثت کا انکار کرتا ہے اور بعثت کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اس میں بعثت کا کیا گناہ، اور بعثت کس طرح رحمت نہ ہوگی۔

سوال: ہر چند عقل اپنی ذات کی حد تک احکام الہی جل شانہ کی بجا آوری میں ناقص و ناتمام ہے لیکن ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ تصفیہ اور تزکیہ حاصل ہونے کے بعد عقل کو مرتبہ و جوب تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ایک بے تکلیف مناسبت اور اتصال پیدا ہو جائے کہ جس مناسبت اور اتصال کے سبب و احکام کو وہاں سے اخذ کر لے اور اس کو اس بعثت کی جو فرشتے کے واسطے سے ہے کوئی حاجت نہ رہے۔

جواب: اگرچہ عقل یہ مناسبت اور اتصال پیدا کر لے لیکن وہ تعلق جو اس کا جسمانی بدن کے ساتھ ہے وہ بالکل ختم نہیں ہوتا اور کامل طور پر علیحدگی حاصل نہیں ہوتی لہذا قوت واہمہ ہمیشہ دامنگیر رہتی ہے، اور قوت متخیلہ ہرگز اس کا خیال نہیں چھوڑتی اور قوت غصیبہ و شہویہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے اور حرص و لالچ کے رذائل ہر وقت اس کے ہمنشین رہتے ہیں، سہو و نسیان جو نوع انسانی کی لوازمات میں سے ہیں اس کی عقل سے مکمل طور پر جدا نہیں ہوتے

اور غلطی و خطا جو اس جہان کا خاصہ ہے اس سے جدا نہیں ہوتے۔ لہذا عقل اعتماد کے لائق نہیں ہے، اور اس سے ماخوذ احکام و ہم اور تصرف خیال کے غلبہ سے محفوظ نہیں رہتے اور نسیان و خطا کے گمان کی آمیزش سے محفوظ نہیں رہتے، برخلاف فرشتے کے کہ وہ ان اوصاف سے پاک اور ان رذائل سے مبرا ہے تو لازماً وہ اعتماد کے قابل ہے اور اس سے ماخوذ احکام و ہم و خیال کی آمیزش اور نسیان و خطا کے گمان سے محفوظ ہیں۔

اور بعض اوقات وہ علوم جو تلقینی روحانی (القائے روحانی) سے اخذ کئے ہوئے ہوتے ہیں ان کے متعلق تبلیغ کے دوران ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قوی و حواس کے ساتھ بعض مقدماتِ مسلمہ غیر صادقہ جو وہم و خیال یا کسی اور ذریعہ سے حاصل ہوئے ہیں بے اختیار ان علوم کے ساتھ اس طرح غلط ملط ہو جاتے ہیں کہ اس وقت ہرگز تمیز ممکن نہیں رہتی۔ اور دوسرے وقت میں ایسا ہوتا ہے کہ اس تمیز کا علم دیدیا جاتا ہے اور کبھی نہیں دیا جاتا۔ لہذا لازمی طور پر وہ علوم ان مقدمات کے مل جانے کی وجہ سے کذب کی ہیئت پیدا کر لیتے ہیں اور اعتماد کے قابل نہیں رہتے..... یا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تصفیہ اور تزکیہ کا حاصل ہونا ”اعمالِ صالحہ“ کے بجالانے پر موقوف ہے جو ”مرضیات مولیٰ سبحانہ“ ہیں۔ اور یہ معنی بعثت (انبیاء) پر وابستہ ہیں، جیسا کہ بیان ہو چکا۔

لہذا ثابت ہوا کہ بعثت کے بغیر تصفیہ اور تزکیہ کی حقیقت میسر نہیں ہوتی اور وہ صفائی جو کفار اور اہل فسق کو حاصل ہوتی ہے وہ نفس کی صفائی ہے نہ کہ قلب کی صفائی۔ اور نفس کی صفائی سوائے گمراہی کے کچھ نہیں بڑھاتی اور سوائے نقصان کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا..... اور بعض غیبی امور کا کشف جو صفائی نفس کے وقت کفار اور اہل فسق کو حاصل ہو جاتا ہے وہ استدراج ہے جس سے مقصود اس جماعت کی خرابی اور نقصان ہے نَجْنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَنْ هَذِهِ الْبَلِيَّةِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ وَعَلَى الْاٰلِ الْاَكْبَرِ (اللہ سبحانہ، حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات وعلی آلہ کے طفیل ہم کو اس بلا سے نجات دے)

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ تکلیف شرعی جو بعثت (انبیاء) کی راہ سے ثابت ہوئی ہے وہ بھی رحمت ہی ہے۔ نہ کہ جس طرح تکلیف شرعی کے منکروں یعنی ملحدوں اور زندقوں نے گمان کیا ہے اور تکلیف شرعی کو مصیبت جان کر غیر معقول اور ناپسند قرار دیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کون سی مہربانی ہے کہ بندوں کو امور شاقہ کی تکلیف دی جائے پھر ان سے کہا جائے کہ اگر تم اس تکلیف کے مطابق عمل کرو گے تو بہشت میں جاؤ گے اور اگر اس کے خلاف کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے، ان کو ایسے امور کی کیوں تکلیف دیتے ہیں اور ان کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ کھائیں پیئیں اور سوئیں، اور جس طرح چاہیں اپنے طور پر زندگی بسر کریں..... (یہ منکرین) بد نصیب اور بے عقل یہ نہیں جانتے کہ از روئے عقل ”شکر منعم“ ادا کرنا واجب ہے اور یہ تکلیفات شرعیہ اس شکر کے بجالانے کا بیان ہے۔ لہذا تکلیف (شرعی) عقل کی رو سے بھی واجب ہے۔ اور اسی طرح ”نظام عالم“ ”تکلیفات شرعی“ کے ساتھ وابستہ ہے..... اگر ہر ایک کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو سوائے شرارت و فساد کے کچھ ظہور میں نہ آتا، اور

ہر بواہوس دوسروں کے جان و مال میں دست درازی کرتا اور خباثت و شرارت سے پیش آتا، اس طرح خود بھی ضائع ہوتا اور دوسروں کو ضائع کرتا۔ عِيَاذًا بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ اِغْرِيخْتِ اور شرعی موانع حائل نہ ہوتے تو معلوم نہیں کہ کس قدر شرارت و فساد ظاہر ہوتا۔ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوَةٌ يَا اُولٰٓئِیَ الْاَلْبَابِ (بقرہ ۲، آیت ۱۷۹) اے عقلمندو! تمہارے لئے قصاص میں ہی زندگی ہے) (نص قاطع ہے)

اگر چوبِ حاکم بنا شد زپے کند زنگئے مست در کعبہ تے
(اگر چوبِ حاکم کا ہوتا نہ خوف شرابی تو کعبے میں کر دیتا تے)

یا ہم یہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ زمین و آسمان اور ہر چیز کا خود مختار مالک ہے اور (تمام) بندے اس سبحانہ کے مملوک اور غلام ہیں۔ لہذا جو حکم و تصرف وہ ان میں فرماتا ہے وہ عین خیر و صلاح ہے اور ظلم و فساد کی آمیزش سے منزہ و مبرا ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ (انبیاء ۲۱، آیت ۲۳) (وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا)

کر از ہرہء آنکہ از بیم تو کشاید زبان جزبہ تسلیم تو
(ترے خوف سے کس کو ہے حوصلہ کہ تسلیم سے ہٹ کے کھولے زباں)

اگر وہ سب دوزخ میں ڈال دے اور دائمی عذاب کا حکم فرمائے تو کسی کو اعتراض کی کیا مجال ہے اور یہ غیر کی ملک میں تصرف نہیں ہے کہ اس میں ظلم و ستم کا شائبہ ہو، برخلاف ہماری املاک کے جو فی الحقیقت اسی سبحانہ کی املاک ہیں۔ ان املاک میں تمام تصرفات (سوائے ان کے جو جائز ہیں) عین ستم ہیں۔ کیونکہ صاحب شرع نے بعض مصالح کی بنا پر ان املاک کی نسبت ہماری طرف کردی ہے لیکن حقیقت میں وہ سب اسی سبحانہ کی ملکیت ہیں۔ لہذا ان میں ہمارا تصرف اسی قدر جائز ہے جس قدر مالک علی الاطلاق (بالکلیہ مالک حق تعالیٰ) نے اس میں تصرف کی اجازت دی اور مباح فرمایا..... کیونکہ ان بزرگواروں (یعنی انبیاء) علیہم الصلوٰت والتسلیمات نے حق جل و علا کے احکام کے بارے میں خبریں دی ہیں، اور جو احکام بیان فرمائے ہیں وہ سب سچے اور واقعہ کے مطابق ہیں..... (علماء نے) احکام اجتہاد یہ میں ان بزرگوار (پیغمبران) علیہم الصلوٰت والتسلیمات والتحیات سے اگرچہ خطا کو تجویز کیا ہے لیکن خطا کے برقرار رکھنے کو ان کے حق میں جائز نہیں رکھا اور فرمایا ہے کہ ان کو ان کی خطا پر جلدی متنبہ کر دیتے ہیں اور ان کی خطا کا تدارک صواب سے کر دیتے ہیں۔ فَلَا اِغْتَدَاذَ بِذٰلِكَ الْخَطَاۗءِ (لہذا یہ خطا کسی گنتی میں نہیں ہے)

عقیدہ (۱۳) اور قبر کا عذاب خاص طور پر کافروں کے لئے اور بعض گنہگار اہل ایمان کے لئے ”حق“ ہے کیونکہ منجر صادق علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات نے اس کی خبر دی ہے۔

عقیدہ (۱۴) اور قبر میں مومنوں اور کافروں سے منکر نکیر کا سوال بھی حق ہے کیونکہ دنیا اور آخرت کے درمیان ”قبر“ ایک برزخ ہے۔ اس کا عذاب بھی ایک وجہ سے دنیاوی عذاب سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور انقطاع پذیر (ختم ہونے والا) ہے، اور دوسری وجہ سے اس کو عذاب اخروی کے ساتھ مناسبت ہے کیونکہ وہ حقیقت میں

آخرت کے عذابوں میں سے ہے۔ آیت کریمہ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا (مومن ۴۰، آیت ۴۶) (وہ صبح و شام آگ (دوزخ) پر پیش کئے جاتے ہیں) نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (یہ آیت عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے)..... اور اسی طرح قبر کی راحت بھی دو حیثیتیں رکھتی ہے۔ وہ شخص بہت ہی سعادت مند ہے جس کی لغزشوں اور گناہوں کو کمال کرم اور مہربانی سے معاف فرمادیں اور ہرگز اس سے مواخذہ نہ کریں، اور اگر مقام مواخذہ میں آجائے تو بھی اپنی کمال رحمت سے دنیاوی آلام و مصائب کی تکالیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیدیں۔ اور اگر کچھ باقی رہ جائے تو قبر کی تنگی اور ان تکلیفوں کو جو اس مقام میں مقرر ہیں ان سے کفارہ کر دیں تاکہ پاک و پاکیزہ ہو کر حشر میں مبعوث ہو۔ اور جس کسی کے لئے ایسا نہ کریں اور اس کا مواخذہ آخرت پر چھوڑ دیں تو یہ بھی عین عدل ہے۔ لیکن گنہگاروں اور شرمساروں کے حال پر افسوس ہے..... ہاں اگر وہ (گنہگار) اہل اسلام سے ہے تو اس کا انجام رحمت سے ہے اور وہ عذاب ابدی سے محفوظ ہے، یہ بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے رَبَّنَا آتِنَا لَنَا نُورًا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ (اے ہمارے رب! سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے طفیل ہمارے نور کو کامل فرما اور ہم کو بخشدے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے)

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی جو تہا حصہ

عقیدہ (۱۵) روز قیامت ”حق“ ہے۔ اس روز آسمان، ستارے، زمین، پہاڑ، سمندر، حیوان، نباتات اور معدنیات سب کے سب معدوم و ناپید ہو جائیں گے، آسمان شق ہو جائیں گے اور ستارے منتشر ہو کر گر جائیں گے، اور زمین و پہاڑ پر آگندہ ذرات ہو جائیں گے، یہ تمام توڑ پھوڑ اور فنا کا تعلق نچھ اولیٰ سے ہے..... اور نچھ ثانیہ (دوسرے صور) پر لوگ قبروں سے اٹھ کر محشر کی طرف روانہ ہوں گے..... اور فلاسفہ (یعنی حکماء یونان وغیرہ) آسمانوں ستاروں کے نیست و نابود ہونے کو نہیں مانتے اور ان کا فانی اور فاسد ہونا جائز نہیں سمجھتے، وہ ان کو ازلی اور ابدی کہتے ہیں..... اور اس امر کے باوجود ان میں سے متاخرین اپنی بے وقوفی کی وجہ سے اپنے آپ کو زمرہ اہل اسلام میں شمار کرتے ہیں اور اسلام کے بعض احکام بھی بجالانے کا دعویٰ کرتے ہیں..... زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض اہل اسلام ان کی ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور جرأت و دلیری کے ساتھ ان کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ بعض مسلمان ان لوگوں میں سے بعض کے اسلام کو کامل جانتے ہیں اور اگر کوئی ان پر طعن و تشنیع کرے تو اس کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ نصوص قطعی کے منکر ہیں اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے اجماع کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ (تکویر ۸۱، آیت ۲۱) جب آفتاب بے نور ہو جائے گا اور ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے)..... نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (انشقاق ۸۲، آیت ۲۱) (جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی

لائی ہے)..... اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا (نبا ۷۸، آیت ۱۹)
(اور آسمان کھل جائے گا اور اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے) (یعنی پھٹ جائے گا)
..... اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں..... وہ یہ نہیں جانتے کہ صرف کلمہ شہادت
زبان سے ادا کر لینا اسلام میں کافی نہیں ہے، بلکہ ان تمام چیزوں کی تصدیق بھی ضروری ہے جن کا بجالانا اور ان پر
عمل کرنا دین کی ضروریات میں سے ہے اور کفر و کفری سے تبرا اور بیزار ہونا بھی ضروری ہے تاکہ اسلام متصور ہو
جائے۔ وَبَدُوْنِهِ خَرَطُ الْقِتَادِ (اس کے علاوہ بے فائدہ تکلیف اٹھانا ہے)

عقیدہ (۱۶) اور حساب، میزان (اعمال کا وزن ہونا) اور پلصراط ”حق“ ہے کہ مخبر صادق علیہ وعلی آلہ
الصلوٰۃ والسلام نے ان کی خبر دی ہے، (لیکن) نبوت کے اطوار سے ناواقفیت کی بنا پر بعض جاہلوں کا ان امور کو بعید
از عقل سمجھنا درجہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ نبوت کے اطوار عقل کے اطوار سے بالاتر ہیں۔ حقیقت میں انبیاء کرام کی
سچی خبروں کو عقل کی نظر کے موافق کرنے کی کوشش کرنا حقیقت میں ”طور نبوت“ سے انکار ہے، کیونکہ یہاں معاملہ
صرف تقلید (انبیاء) پر مبنی ہے..... وہ یہ نہیں جانتے کہ ”طور نبوت“ ”طور عقل“ کے مخالف ہے بلکہ ”طور عقل“
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تقلید کی تائید کے بغیر اس عالی مطلب کی طرف ہدایت حاصل نہیں کر سکتی،
مخالفت دوسری چیز ہے اور رسائی نہ ہونا دوسری بات ہے کیونکہ مخالفت رسائی کے بعد متصور ہوتی ہے۔

عقیدہ (۱۷) اور بہشت و دوزخ موجود ہیں۔ قیامت کے دن حساب کے بعد ایک گروہ بہشت میں بھیجا
جائے گا اور دوسرا گروہ دوزخ میں۔ اور ان (مومنوں) کے لئے ثواب اور (کفار کے لئے) عذاب دائمی وابدی
ہوگا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ جیسا کہ قطعی اور موکدہ نصوص اس امر پر دلالت کرتے ہیں۔

صاحب فصوص (شیخ محی الدین ابن عربی) کہتے ہیں کہ سب کا انجام ”رحمت“ ہے (جیسا کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا) وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف ۷، آیت ۱۵۶) (اور میری رحمت سب چیزوں کو گھیرے
ہوئے ہے)..... اور کفار کے لئے دوزخ کا عذاب تین ہفتہ (ایک ہفتہ اسی برس کی مدت) تک ثابت ہے
اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ ”آگ ان کے حق میں بَرْدًا وَسَلَامًا (ٹھنڈی اور سلامتی والی) ہو جائے گی جیسا کہ
حضرت امیرالمومنین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہو گئی تھی۔ اور حق جل و علا کی وعید میں خلاف کرنے کو جائز سمجھتے ہیں
..... اور وہ (صاحب فصوص) یہ کہتے ہیں کہ اہل دل (صوفیہ) میں سے کوئی بھی کفار کے دائمی عذاب کی
طرف نہیں گیا ہے۔ اور اس مسئلہ میں بھی وہ راہ حق سے دور جا پڑے ہیں، اور انہوں نے یہ نہیں جانا کہ مومنوں اور
کافروں کے حق میں ”وسعت رحمت“ صرف اسی دنیا میں مخصوص ہے لیکن آخرت میں کافروں کو رحمت کی بوتل نہیں
پہنچے گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (یوسف
۱۲، آیت ۸۷) (بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی مایوس (ناامید) نہ ہوگا).....
جیسا کہ سبحانہ و تعالیٰ نے وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کے بعد فرمایا ہے فَسَاءَ كِتَابُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (اعراف ۷، آیت ۱۵۶) (پھر میں اپنی رحمت کو ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو متقی ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں)..... شیخ (ابن عربی) نے آیت کے اول حصہ کو تو پڑھ لیا اور آخری حصہ کے عمل کو نہ فرمایا۔

اور جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (اعراف ۷، آیت ۵۶) (بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہے)..... نیز آیہ کریمہ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفًا وَعْدِهِ رُسُلَهُ (ابراہیم ۱۴، آیت ۴۷) (پس ہرگز گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا) بھی وعدہ خلافی کی خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی..... اور ہو سکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتضارہ انحصار اس وجہ سے ہو کہ وعدہ سے مراد رسولوں کی نصرت اور کفار پر ان کا غلبہ ہے۔ اور یہ بات وعدہ و وعید دونوں کو متضمن ہے۔ یعنی رسولوں کے لئے وعدہ ہے اور کفار کے لئے وعید..... لہذا اس آیہ کریمہ میں بھی خلف وعدہ (وعدہ خلافی) کی نفی ہوتی ہے اور خلف وعید کی بھی نفی فَالْآيَةُ مُسْتَشْهَدَةٌ عَلَيْهِ لَأَنَّهُ (لہذا آیت مذکورہ شیخ کے خلاف ہے تائید میں نہیں ہے)..... اور اسی طرح خلف در وعید (وعید میں خلاف ہونا) بھی وعدہ خلافی کے مانند جھوٹ کو مستلزم ہے۔ اور یہ حضرت جل سلطانہ کے شایان شان نہیں ہے۔ کیونکہ وہ (حق تعالیٰ) ازل ہی میں جانتا تھا کہ کفار کو دائمی عذاب نہیں دوں گا۔ باوجود اس کے کسی مصلحت کی بنا پر اپنے علم کے خلاف فرما دیا کہ میں ان پر دائمی عذاب مسلط کر دوں گا۔ اس بات کو جائز کرنا نہایت ہی برا ہے۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (صفت ۳۷، آیت ۱۸۰) (تمہارا بڑی عزت والا رب ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں) اور کفار کے لئے دائمی عذاب کے نہ ہونے پر اہل دل (صوفیہ) کا اجماع صرف شیخ کا اپنا کشف ہے اور کشف میں خطا اور غلطی کی بہت گنجائش ہے اور خصوصاً وہ کشف جو مسلمانوں کے اجماع کے مخالف ہو، اس لئے اس کا کچھ اعتبار و اعتماد نہیں ہے۔

عقیدہ (۱۸) فرشتے، خداوند جل سلطانہ کے بندے ہیں جو گناہوں سے پاک اور خطا و نسیان (بھول چوک) سے بھی محفوظ ہیں (جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے، لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ) (تحریم ۶۶، آیت ۶) (اللہ تعالیٰ جو حکم ان کو کرتا ہے وہ اس میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے) وہ کھانے پینے سے اور مردوزن ہونے سے منزہ اور مبرا ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے لئے مذکر ضمیروں کا استعمال اس اعتبار سے ہے کہ صنفِ ذکور کو صنفِ نساء کے مقابلہ میں شرف حاصل ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے بھی مذکر ضمیروں کا استعمال کیا ہے..... اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے بعض (فرشتوں) کو رسالت کے لئے منتخب کیا ہے جیسا کہ بعض انسانوں کو رسالت کی دولت سے مشرف فرمایا ہے (جیسا کہ ارشاد ہے) اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ (حج ۲۲، آیت ۷۵) (اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے بعض کو رسالت کے لئے منتخب فرمالتا ہے)..... جمہور علماء اہل حق

اس بات پر متفق ہیں کہ ”خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور امام غزالی اور امام الحرمین اور صاحب فتوحات مکیہ اس بات کے قائل ہیں کہ خاص فرشتے خاص انسانوں سے افضل ہیں..... اور جو کچھ اس فقیر پر ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فرشتہ کی ولایت نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت سے افضل ہے لیکن نبوت و رسالت میں نبی کے لئے ایک ایسا درجہ ہے کہ جس تک فرشتہ نہیں پہنچا ہے اور وہ درجہ عنصرِ خاک کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے جو بشر کے ساتھ مخصوص ہے..... اور اس فقیر پر یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ”کمالات ولایت“ کمالات نبوت کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں، کاش کہ ان کے درمیان وہ نسبت ہی ہوتی جو قطرہ کو دریائے محیط کے ساتھ ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے پس وہ فضیلت جو نبی کو نبوت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے وہ اس فضیلت سے کئی گنا زائد ہے جو ولایت کی وجہ سے حاصل ہو، لہذا الفضیلت مطلق ”انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات کا حصہ ہے اور جزئی فضیلت ملائکہ کرام کے لئے ہے۔ پس درست وہی ہے جو علمائے کرام شکر اللہ تعالیٰ سعیم نے فرمایا ہے..... اس تحقیق سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات کے درجات میں سے کسی نبی کے درجے تک کوئی ولی نہیں پہنچتا بلکہ اس ولی کو سر ہمیشہ اس نبی کے قدم کے نیچے ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں جن میں علماء اور صوفیہ کا اختلاف ہے جب اچھی طرح غور اور ملاحظہ کیا جاتا ہے تو حق علماء کی جانب معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کا راز یہ ہے کہ علماء کی نظر نے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات کی متابعت کے باعث نبوت کے کمالات اور اس کے علوم میں نفوذ کیا ہے۔ اور صوفیہ کی نظر ولایت کے کمالات اور اس کے معارف تک محدود رہتی ہے۔ لہذا وہ علم جو نبوت کی مشکوٰۃ سے حاصل کیا جائے وہ لازماً اس علم سے جو مرتبہ ولایت سے اخذ کیا گیا ہو کئی درجے زیادہ صحیح اور حق ہوگا۔

ان معارف میں سے بعض کی تحقیق اس مکتوب (دفتر اول مکتوب ۲۶۰) میں جو فرزند ارشدی (خواجہ محمد صادق) کے نام طریقے کے بیان میں لکھا ہے درج ہو چکی ہے، اگر کچھ دقت اور پوشیدگی رہ گئی ہو تو اس (مکتوب کی طرف) رجوع کریں۔

عقیدہ (۱۹) ایمان سے مراد، جو کچھ دینی امور سے متعلق ضرورت اور تواتر کے طریق پر ہم تک پہنچا ہے۔ اس کی دل سے تصدیق کرنا ہے، اور زبان سے اقرار کرنا بھی ایمان کا رکن ہے جیسا کہ (علمائے کہا ہے) کہ اس کے بغیر (ایمان کے) منہدم ہونے کا احتمال ہے، اور اس علامت کی تصدیق کفر پر تبری کرنا اور کفری سے اور جو کچھ کفری کے لوازم و خصائص ہیں جیسے زنا کا باندھنا اور اس کے مانند وغیرہ سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے..... اللہ سبحانہ کی پناہ! اگر کوئی اس تصدیق کا بھی دعویٰ کرے اور کفر سے بیزاری کا اظہار نہ کرے تو وہ دو دینوں کا تصدیق کرنے والا بن جائے گا جو ارتداد کے داغ سے داغدار ہوگا اور حقیقت میں اس کا حکم منافق کے حکم میں ہے لَا اِلٰی هُوَ اِلٰی وَلَا اِلٰی هُوَ اِلٰی (نساء، آیت ۱۴۳) (نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے)..... لہذا ایمان کی تحقیق میں کفر سے تبری (بیزاری کا اظہار) کئے بغیر چارہ نہیں۔ تبری کا ادنیٰ درجہ دل سے بیزاری کرنا

ہے۔ اور تبری کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دل اور جسم دونوں سے ہو، اور تبری سے مراد حق جل و علا کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھنا ہے خواہ دشمنی قلب سے ہو جبکہ ان سے نقصان پہنچنے کا خوف ہو، خواہ دل اور جسم دونوں سے ہو جبکہ ان سے ضرر کا خوف نہ ہو۔ آیہ کریمہ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (توبہ ۹، آیت ۷۳) (اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ) اس مضمون کی تائید کرتی ہے..... کیونکہ خدائے عزوجل کی محبت اور اس کے رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی محبت ان

کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتی۔ اس جگہ یہ مصرع صادق آتا ہے۔ ع

توتی بے تبری نیست ممکن

(حُبِّ حَقِّ كَيْ وَاسْطَىٰ هِيَ غَيْرَ مِنْ نَفَرْتِ ضَرُور)

شیعہ (فرقہ) نے جو یہ قاعدہ اہل بیت کی محبت اور دوستی میں جاری کیا ہے اور تینوں خلفا اور ان کے علاوہ اکثر صحابہ پر تبری کرنا اہل بیت کی دوستی کی شرط قرار دیا ہے نامناسب ہے کیونکہ دوستوں کی محبت کے لئے شرط ہے کہ ان کے دشمنوں سے تبری کیا جائے، نہ کہ مطلق طور پر دشمنوں کے علاوہ دوسروں سے بھی ہو، اور کوئی عقلمند منصف اس بات کو تجویز نہیں کرتا کہ پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات والتحیات کے اہل بیت کے دشمن ہوں، اور حالانکہ ان بزرگواروں نے آپ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰة والسلام کی محبت میں اپنے اموال اور جانوں کو صرف کر دیا اور اپنی عزت و حکومت کو برباد کر دیا تو اہل بیت سے ان کی دشمنی کس طرح منسوب کی جاسکتی ہے، جبکہ نص قطعی سے آں سرور عالم علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے قرابت داروں کی محبت ثابت ہے۔ اور دعوت کی اجرت کو ان کی محبت قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا (شوریٰ ۴۲، آیت ۲۳) (آپ ان سے کبھی بیچنے کے لئے تم سے اہل قرابت کی دوستی کے علاوہ کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ اور وہ جو شخص ایک نیکی کمائے گا ہم اس کی نیکیوں میں اور زیادتی کر دیں گے)

اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کو جو یہ بزرگی حاصل ہوئی اور ”شجرہ انبیا“ بن گئے، یہ سب اس تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ (علی الاعلان) تبری کرنے کی وجہ سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَّاءُ وَابْنُكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ (ممتحنہ ۶۰، آیت ۴) (تمہارے لئے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھ تھے ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں، اور ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔)

اور اس فقیر کی نظر میں ”رضائے حق جل و علا، حاصل کرنے کے لئے اس تہری (بیزاری) کے اظہار کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔ (یہ فقیر اپنے ذوق میں) پاتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کو کفر و کافر کی ساتھ ذاتی عداوت ہے۔ اور یہ آفاقی آلہ مثلاً لات و عزی اور ان کی پوجا کرنے والے ذاتی طور پر حق جل سلطانہ کے دشمن ہیں، اور دوزخ کا دائمی عذاب اس بُرے فعل کی سزا ہے۔ اور خواہش نفسانی کے آلہ اور تمام بُرے اعمال یہ نسبت نہیں رکھتے کیونکہ ان کی عداوت اور غضب ذاتی نسبت سے نہیں ہے۔ اگر غضب ہے تو وہ صفات کی طرف منسوب ہے، اور اگر عقاب و عتاب (عذاب و غصہ) ہے تو افعال کی طرف راجع ہے، لہذا دوزخ کا دائمی عذاب ان کے گناہوں کی سزا نہیں ہوئی بلکہ (حق تعالیٰ نے) ان کی مغفرت کو اپنی مشیت اور ارادہ پر منحصر رکھا ہے۔

جاننا چاہیے کہ جب کفر اور کافروں کے ساتھ ذاتی عداوت تحقیق ہو چکی تو لازماً رحمت و رافت جو ’صفات جمال‘ میں سے ہے آخرت میں کافروں کو نہ پہنچے گی۔ اور رحمت کی صفت ذاتی عداوت کو دور نہیں کرے گی۔ کیونکہ جو چیز کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اس چیز کی نسبت جو صفت سے تعلق رکھتی ہے زیادہ قوی اور بلند ہے، لہذا مقتضائے صفت (صفت کے تقاضے) مقتضائے ذات کو تبدیل نہیں کر سکتے..... اور یہ جو حدیث قدسی میں آیا ہے

سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلَى غَضَبِي (میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی)..... اس غضب سے مراد غضب صفاتی سمجھنا چاہیے جو گہنگار مومنوں کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ غضب ذاتی جو مشرکوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ سوال: اگر یہ کہا جائے کہ دنیا میں کافروں کو رحمت سے حصہ حاصل ہے، جیسا کہ تو نے مندرجہ بالا عبارت میں تحقیق کی ہے تو پھر دنیا میں رحمت کی صفت نے ذاتی عداوت کو کیسے دور کر دیا؟

جواب: میں کہتا ہوں کہ دنیا میں خاص کافروں کو رحمت کا حاصل ہونا ظاہری طور پر اور صورت کے اعتبار سے ہے لیکن حقیقت میں وہ ان کے حق میں استدراج اور کید (دھوکہ) ہے، ان کے حق میں آیہ کریمہ اَيُّخَسِبُونَ اَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهٖ مِنْ مَّاءٍ وَبَنِيْنٍ نُّسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُوْنَ (مومنوں) ۲۳، آیت ۵۵، ۵۶ (کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد میں جو ان کو ترقی دے رہے ہیں تو اس سے ان کو فائدہ پہنچانے میں جلدی کر رہے ہیں) (نہیں) بلکہ ان کو اس (حکمت) کا شعور نہیں ہے..... اور آیہ کریمہ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ لَمَتِيْنٌ (اعراف ۷، آیت ۱۸۲، ۱۸۳) (ہم ان کو) (جہنم کی طرف) اس طرح آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں جس کی ان کو خبر نہیں ہوتی اور ہم ان کو مہلت دیتے ہیں بیشک ہماری تدبیر بہت مضبوط ہے) ان ہی معنی پر شاہد ہیں۔ پس سمجھ لو۔

فائدہ جلیلہ، دوزخ کا دائمی عذاب کفر کی جزا (بدلہ) ہے اور بس..... اگر پوچھیں کہ ایک شخص ایمان کے باوجود کفر کی رسمیں بجالاتا اور اہل کفر کی رسموں کی تعظیم کرتا ہے، اور علماء اس پر کفر کا حکم لگاتے ہیں۔ اور مرتد سمجھتے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے اکثر مسلمان اس بلا میں مبتلا ہیں۔ لہذا چاہیے کہ علماء کے فتوے کے بموجب وہ شخص آخرت کے ابدی عذاب میں گرفتار ہو، حالانکہ اخبار صحاح (صحیح احادیث) میں آچکا ہے کہ جس شخص کے دل

میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کو دوزخ سے باہر نکال لیں گے اور دائمی عذاب میں نہ رہنے دیں گے۔ آپ کے نزدیک اس مسئلہ کی کیا تحقیق ہے؟..... (جواب) میں کہتا ہوں اگر وہ شخص کافر محض ہے تو دائمی عذاب اس کا نصیب ہے، عِيَاذًا بِاللّٰهِ سُبْحٰنَهُ مِنۡهُ (اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ) اور اگر کفر کی رسومات بجالانے کے باوجود ذرہ برابر ایمان بھی رکھتا ہے تو وہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا تو ہوگا لیکن اس ذرہ برابر ایمان کی برکت سے امید ہے کہ ابدی عذاب سے خلاصی ہو جائے گی اور دائمی گرفتاری سے نجات پائے گا۔

فقیر ایک مرتبہ ایک شخص کی مزاج پرسی کے لئے گیا جس کا معاملہ نزع و موت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جب فقیر اس کے حال پر متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کا قلب ”ظلمات بسیار“ (بہت زیادہ ظلمتوں) میں گھرا ہوا ہے، ہر چند ان ظلمتوں کے دور کرنے میں متوجہ ہوا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا پھر بہت زیادہ توجہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ظلمات و تاریکیاں ”صفات کفر“ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں جو اس میں پوشیدہ ہیں، اور یہ کدورتیں اس کے کفر اور اہل کفر کے ساتھ دوستی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں، اور توجہ کرنے سے یہ ظلمتیں دور نہیں ہو سکتیں، بلکہ ان ظلمات کا تحقیق دوزخ کے عذاب پر وابستہ ہے جو کفر کی جزا ہے..... نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ذرہ برابر ایمان بھی رکھتا ہے جس کی برکت سے آخر کار اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا..... اور جب اس کے حال کو مشاہدہ کر لیا تو اب دل میں آیا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟ توجہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ نماز ادا کرنی چاہیے..... لہذا وہ مسلمان جو ایمان کے باوجود اہل کفر کی رسومات بجاتے ہیں اور (ہنود کے) تہواروں کے ایام کی تعظیم کرتے ہیں، ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور ان کو کفار کے ساتھ نہیں ملا دینا چاہیے جیسا کہ آجکل علماء کا معمول ہے..... اور امیدوار رہنا چاہیے کہ آخر کار ایمان کی برکت کی وجہ سے دائمی عذاب سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

پس معلوم ہوا کہ اہل کفر کے لئے عفو اور مغفرت نہیں ہے۔ (آیہ کریمہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ (نساء، آیت ۴۸) (پیشک اللہ اس کو نہیں بخشے گا جس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا)..... اور اگر وہ محض کافر ہے تو ”عذاب ابدی“ اس کے کفر کی جزا ہے، اور اگر ذرہ برابر بھی ایمان رکھتا ہے تو اس کی جزا ”عذاب موقت“ (وقتی عذاب) ہے، اور باقی تمام کبیرہ گناہوں کو اگر حق سبحانہ و تعالیٰ چاہے تو بخش دے اور چاہے عذاب دے..... فقیر کے نزدیک ”عذاب دوزخ“ خواہ وقتی ہو یا دائمی، کفر اور صفات کفر کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ آگے تحقیق سے معلوم ہوگا..... اور کبیرہ گناہ والے جن کے گناہ توبہ، شفاعت، یا صرف عفو و احسان کے ساتھ مغفرت کے قابل نہیں ہوتے، یا جن کبیرہ گناہوں کا کفارہ دنیاوی تکالیف یا سختیوں اور سکرات موت سے نہیں ہوا، امید ہے کہ ایسے لوگوں میں سے بعض کو قبر کا عذاب کفایت کرے گا اور بعض کے لئے قبر کی سختی کے باوجود قیامت کا خوف اور اس دن کی تکالیف کافی ہوں گی اور ان کے گناہوں میں سے کوئی گناہ باقی نہیں چھوڑیں گے جس کی وجہ سے دوزخ کے عذاب کے مستحق ہوں۔ چنانچہ آیہ کریمہ: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اٰيْمٰنَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاٰمَنُ (انعام، ۶، آیت ۸۲) (جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ چوتھا حصہ

شُرک سے ملوث نہیں کرتے ان کے لئے امن و سلامتی ہے) اسی مضمون کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ کُلِّهَا (اور اللہ سبحانہ ہی تمام امور کے حقائق کو بہتر جانتا ہے)

اور اگر یہ کہا جائے کہ کفر کے علاوہ بعض گناہوں کی سزا بھی عذاب دوزخ آئی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ ۙ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (نساء، آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو قصد اقل کرے پس اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا)..... اور اخبار (احادیث شریفہ) میں ہے کہ جو شخص قصد ایک نماز فرض قضا کرے تو اس کو ایک ہفتہ (یعنی اسی سال) دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ لہذا دوزخ کا عذاب صرف کافروں کے لئے ہی مخصوص نہ رہا (اور تم کہتے ہو کہ دوزخ کا عذاب کافروں کے لئے ہی مخصوص ہے)..... (جواب میں) میں کہتا ہوں کہ یہ عذاب اس قاتل کے لئے مخصوص ہے جو قتل کو حلال جانے کیونکہ قتل کو حلال جانے والا کافر ہے۔ جیسا کہ مفسرین نے بیان کیا ہے۔ اور کفر کے علاوہ دوسرے گناہوں کے لئے بھی دوزخ کا عذاب آیا ہے۔ وہ بھی صفات کفر کے شائبہ سے خالی نہیں ہے جیسا کہ اس گناہ کو معمولی سمجھنا اور اس کے ارتکاب کے وقت بے پروائی کرنا اور شرعی اوامر و نواہی کو بیکار و خواری سمجھنا وغیرہ وغیرہ..... اور خبر (حدیث) میں ہے: شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْکِبَاۤئِرِ مِنْ اُمَّتِيْ (میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی)..... اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ: اُمَّتِيْ اُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ لَا عَذَابَ لَهَا فِي الْاٰخِرَةِ (میری امت، امت مرحومہ (رحم کی ہوئی) ہے، اس کے لئے آخرت میں عذاب نہیں ہے)..... اور آیہ کریمہ: الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاٰمَنُ (انعام، آیت ۸۲) (جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک سے ملوث نہیں کیا ان ہی کے لئے امن ہے) بھی اس معنی کی تائید کرتی ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

اور مشرکوں کے بچوں کے احوال، اور پہاڑوں پر رہنے والے، اور پیغمبروں کے زمانہ فترت کے مشرکوں کا حال، اس مکتوب (دفتر اول مکتوب ۲۵۹) میں جو فرزندِ محمد سعید کے نام تحریر ہوا ہے مفصل مذکور ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ کر لیں۔

اور ایمان کے کم و زیادہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام اعظم کو فی ۱۰ فرماتے ہیں کہ: اَلْاِيْمَانُ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ (ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم)..... اور امام شافعی رحمۃ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں: يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ (ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے)..... اور اس میں شک نہیں کہ ایمان سے مراد تصدیق اور یقین قلبی ہے جس میں زیادتی و کمی کی گنجائش نہیں، لہذا جو ایمان کہ کمی و زیادتی کو تسلیم کرے وہ دائرہ ظن میں داخل ہے نہ کہ یقین کے درجہ میں..... ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اعمال صالحہ کا بجالانا اس یقین کو جلا دیتا ہے اور غیر صالح اعمال کا بجالانا یقین کو مگر کر دیتا ہے۔ لہذا (ایمان کی) کمی و زیادتی اعمال کے اعتبار سے یقین کو

روشن وجلا کرنے میں ثابت ہوئی نہ کہ نفس یقین میں..... ایک جماعت جس نے یقین کو جلا یافتہ اور روشن معلوم کیا تو اس نے اس یقین کی نسبت جو جلا یافتہ اور روشن نہیں، زیادہ کہہ دیا۔ گویا بعض لوگوں نے غیر متجلی یقین کو یقین ہی نہیں سمجھا اور انہی میں سے بعض نے متجلی کو یقین جان کر غیر متجلی کو ناقص کہہ دیا..... اور دوسرے گروہ نے جو نظر کی تیزی اور بصیرت رکھتے تھے دیکھا کہ یہ کمی و زیادتی یقین کی صفات کی طرف راجع ہے نہ کہ نفس یقین کی طرف اس وجہ سے انہوں نے یقین کو غیر زائد و ناقص کہہ دیا..... اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو آئینے جو باہم برابر ہوں لیکن روشنی اور نورانیت میں تفاوت رکھتے ہوں، جب ایک شخص اس آئینے کو دیکھتا ہے جس میں جلا اور روشنی زیادہ ہے اور وہ نور اور روشنی کی نمایندگی زیادہ کرتا ہے تو وہ کہہ اٹھتا ہے کہ یہ آئینہ دوسرے آئینے سے زیادہ روشن ہے کیونکہ اس میں جلا اور روشنی زیادہ نہیں ہے۔ اور دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ یہ دونوں آئینے (کمی و زیادتی میں) برابر ہیں البتہ فرق صرف جلا کی نمایندگی کا ہے جو ان دونوں کی صفات ہیں..... پس دوسرے کی نظر صائب ہے اور شے کی حقیقت تک رسائی رکھتا ہے اور پہلے شخص کی نظر ظاہر پر ہے لہذا کوتاہ ہے اور صفت سے ذات تک نہیں پہنچی ہے (آیہ کریمہ) يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (مجادلہ ۵۸، آیت ۱۱) (اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کر دے گا)

اس تحقیق سے کہ جس کے اظہار کے لے اس فقیر کو توفیق بخشی گئی، مخالفین کے اعتراضات جو جو انہوں نے ایمان کے زیادہ اور کم نہ ہونے پر کئے تھے زائل ہو گئے، اور عام مومنوں کا ایمان تمام وجوہ میں انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے ایمان کے مثل نہیں ہوا، کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کا ایمان تمام تر جلا یافتہ و نورانی ہے جو ثمرات و نتائج کئی گنا (زیادہ) رکھتا ہے ان عام مومنوں کے ایمان کے مقابلہ پر جو اپنے اپنے درجات کے فرق کے لحاظ سے بہت سی ظلمتیں اور کدورتیں رکھتا ہے..... اور اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا ایمان جو وزن میں تمام امت کے ایمان سے زیادہ ہے اس کو بھی جلا اور نورانیت کے اعتبار سے سمجھنا چاہیے، اور زیادتی کو صفات کاملہ کی طرف راجع کرنا چاہیے..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت و ذات میں سب باہم متحد ہیں لیکن صفات کاملہ کے اعتبار سے ان (انبیاء) کو دوسرے (انسانوں) پر فضیلت حاصل ہے اور جس میں صفات کاملہ نہیں ہیں گویا وہ اس نوع سے خارج اور اس کے فضائل و خصائص سے محروم ہے لیکن اس تفاوت کے باوجود نفس انسانیت میں زیادتی و کمی واقع نہیں، اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ انسانیت زیادتی و نقصان کے قابل ہے۔ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ الْمُلْهُمُ لِلصَّوَابِ (اللہ سبحانہ صحیح بات کا الہام کرنے والا ہے)

اور اسی طرح بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ”تصدیقِ ایمانی“ سے مراد ان کے نزدیک تصدیقِ منطقی ہے۔ جو ظن اور یقین دونوں کو شامل ہے، اس صورت میں ”نفسِ ایمان“ میں کمی و زیادتی کی گنجائش ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ اس جگہ تصدیق سے مراد یقین و اذعانِ قلبی (دل سے قبول کر لینا ہے) نہ کہ عام معنی میں جس میں ظن بھی شامل ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”أَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا“ (میں یقیناً مومن ہوں)۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”أَنَا مُؤْمِنٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى“ (میں مومن ہوں اگر اللہ تعالیٰ چاہے)..... حقیقت میں ان کا یہ اختلاف ”نزع لفظی“ ہے۔ مذہب اول (پہلے قول) کا تعلق ایمان حال سے ہے اور مذہب ثانی (دوسرے قول) کا تعلق مال و عاقبت کار سے ہے، لیکن صورت استثناء سے پرہیز کرنا اولیٰ و احوط ہے۔

كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى الْمُنْصِيفِ (جیسا کہ منصف لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے)

عقیدہ (۲۰) اور اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں اور ان سے بکثرت خوارق عادات واقع ہونے کی وجہ سے ان کی یہ بات عادتِ مستمرہ (دائمی) بن گئی ہے، اور کرامات کا انکار کرنے والا علم عادی اور ضروری کا انکار کرنے والا ہے۔ نبی کا معجزہ نبوت کے دعوے سے مقرون (ملا ہوا) ہوتا ہے، اور ولی کی کرامت اس معنی میں خالی ہے بلکہ اس نبی کی پیروی کے اعتراف کے ساتھ مقرون (ملا ہوئی) ہوتی ہے۔ فَلَا إِشْتِبَاهَ بَيْنَ الْمُعْجَزَةِ وَالْكَرَامَةِ كَمَا زَعَمَ الْمُنْكَرُونَ (لہذا معجزہ اور کرامت کے درمیان کوئی اشتباہ نہیں رہا جیسا کہ منکروں نے گمان کیا ہے)

عقیدہ (۲۱) اور خلفائے راشدین کے درمیان افضلیت کی ترتیب خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ اکابرین ائمہ کی ایک جماعت نے جن میں امام شافعی بھی ہیں جنہوں نے اس بات کو نقل کیا ہے کہ ”شیخ الامام ابو الحسن اشعری فرماتے ہیں کہ ”حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت پھر حضرت عمرؓ کی فضیلت بقیہ تمام امت پر قطعی ہے“..... اور امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کا یہ قول ان کی خلافت و مملکت کے زمانے میں آپ کے تبعین میں سے ایک جم غفیر کے سامنے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ أَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَفْضَلُ الْأُمَّةِ (ابو بکرؓ اور عمرؓ تمام امت میں افضل ہیں.....) پھر فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اسی سے زیادہ راویوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا ہے..... پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رافضیوں کا بُرا کرے یہ کیسے جاہل ہیں..... اور بخاری نے ان (حضرت علیؓ) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ابْنُهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنْفِيَّةِ ثُمَّ أَنْتَ فَقَالَ أَنَّمَا أَنَا رَجُلٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ (نبیؐ کے بعد تمام لوگوں میں بہتر حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ پھر ایک اور شخص (اس پر) آپ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ نے کہا کہ پھر آپ (اس بات پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت علیؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ لوگ مجھے ان دونوں (شیخین) پر فضیلت دیتے ہیں۔ لہذا جو بھی مجھ کو ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری (جھوٹا) ہے اور اس کے لئے وہ سزا ہے جو ایک مفتری کی ہوتی ہے..... اور دارقطنی نے آپ (حضرت علیؓ) سے

سے روایت کی ہے کہ میں جس کو پاؤں گا کہ وہ حضرت ابو بکر ؓ و حضرت عمر ؓ پر مجھے فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے ایک مفتری کو لگنے چاہیں..... اس قسم کی اور بہت سی روایتیں خود حضرت علی ؓ سے اور آپ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام ؓ سے اس کثرت اور تواتر سے آئی ہیں جس میں کسی کو انکار کی مجال نہیں..... حتیٰ کہ عبدالرزاق جو اکابر شیعہ سے ہے کہتا ہے کہ: أَفْضَلُ الشَّيْخَيْنِ بِتَفْضِيلِ عَلِيٍّ إِيَّاهُمَا عَلِيٌّ نَفْسِهِ وَإِلَّا لَمَّا فَضَّلْتُهُمَا كَفَى بِي وَزْرًا أَنْ أَحِبَّهُ ثُمَّ أَخَالَفَهُ (میں شیخین کو اس لئے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی ؓ نے اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے ورنہ میں ان (شیخین) کو کبھی فضیلت نہ دیتا۔ میرے نزدیک یہ گناہ ہے کہ میں ان (حضرت علی ؓ) سے محبت کا دعویٰ کروں اور پھر ان (کے اقوال) کی مخالفت کروں)..... یہ سب کچھ صواعق سے لیا گیا ہے۔

لیکن اب رہی حضرت عثمان ؓ کی حضرت علی ؓ پر فضیلت سوا کثر علمائے اہل سنت، اس مسلک پر ہیں کہ شیخین کے بعد حضرت عثمان ؓ افضل ہیں پھر ان کے بعد حضرت علی ؓ اور ائمہ اربعہ مجتہدین کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور بعض لوگوں نے حضرت عثمان ؓ کی فضیلت کے بارے میں امام مالک سے جو توقف نقل کیا ہے، اس کے متعلق قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس توقف سے حضرت عثمان ؓ کی فضیلت کی طرف رجوع کر لیا ہے..... اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہی اصح ہے..... اور اسی طرح وہ توقف جو بعض نے امام اعظم رحمہ اللہ کی اس عبارت سے سمجھا ہے کہ مِنْ عَمَلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَمَحَبَّةُ الْخَتَمَيْنِ (اہل سنت والجماعت کی علامت میں سے یہ بھی ہے کہ شیخین کو فضیلت دی جائے اور ختمین (دونوں داماد) (حضرت عثمان ؓ و حضرت علی ؓ) سے محبت کی جائے)۔

اس فقیر کے نزدیک اس عبارت کے اختیار کرنے میں ایک دوسرا محل ہے کہ حضرات ختمین کی خلافت کے زمانے میں بہت زیادہ فتنے و فساد پیدا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بہت کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے امام (ابو حنیفہ) نے اس بات کو مد نظر رکھ کر ان کے حق میں محبت کا لفظ اختیار کیا ہے اور ان کی دوستی کو علامات اہل سنت سے قرار دیا ہے، بغیر اس امر کے کہ کسی قسم کا توقف ملحوظ ہو، اور کیسے توقف ہو سکتا ہے کیونکہ حنیفوں کی کتابیں ایسے مضامین سے بھری پڑی ہیں کہ ان (خلفائے راشدین) کی فضیلت ان کی ترتیب، ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔

مختصر یہ کہ شیخین کی فضیلت یقینی ہے اور حضرت عثمان ؓ کی فضیلت ان سے کم درجہ کی ہے لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ حضرت عثمان ؓ کی فضیلت کے منکر کو بلکہ شیخین کی فضیلت کے منکر کے لئے بھی ہم کفر کا حکم نہ لگائیں البتہ ان کو بدعتی و گمراہ جانیں، کیونکہ ان کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اس اجماع کے قطعی ہونے میں بہت قیل و قال ہے، اس کا منکر بد نصیب یزید کا ساتھی ہے، اسی احتیاط کی بنا پر اس (یزید) کے لعن طعن کرنے میں توقف کیا ہے۔ اور وہ ایذا جو حضرت پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کو خلفائے راشدین کو ایذا رسانی کی جہت

سے پہنچی ہے وہ ایسی ہی ہے جیسی کہ حضرت امامین (حضرت امام حسن ؓ و امام حسین ؓ) کو ایذا رسانی کی جہت سے پہنچی ہے۔

آنحضرت علیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللّٰهُ اللّٰهُ فِيْ اصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِاَبْغَضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اَذَاهُمْ فَقَدْ اَذَانِيْ وَمَنْ اَذَانِيْ فَقَدْ اَذَى اللّٰهُ وَمَنْ اَذَى اللّٰهُ فَيُوْثِقُكَ اَنْ يَّاْخُذَهُ (میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد ان کو نشانہ (ملامت) نہ بنانا۔ جس نے ان کو دوست رکھا اس نے گویا میری محبت کے باعث ان کو دوست رکھا۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے گویا میری دشمنی کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے گویا مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو ایذا دی (یعنی اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دی قریب ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے مواخذہ کرے گا)..... اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِيْ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (احزاب ۳۳، آیت ۵۷) (بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے)

اور جو کچھ مولانا سعد الدین نے شرح عقائد نسفی میں اس فضیلت کے بارے میں انصاف سمجھا ہے وہ انصاف سے دور ہے اور جو تردید انہوں نے کی ہے وہ سراسر لا حاصل ہے، کیونکہ علماء کے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ اس جگہ افضلیت سے وہ مراد ہے جو خدائے جل و علا کے نزدیک کثرت ثواب کے اعتبار سے ہے، نہ کہ وہ افضلیت جو فضائل و مناقب بکثرت ظاہر ہونے کے اعتبار سے ہو کیونکہ ایسی فضیلت عقلمندوں کے نزدیک اعتبار کے لائق ہے۔ اور سلف صحابہ و تابعین نے جس قدر فضائل و مناقب حضرت امیر ؓ کے نقل کئے ہیں وہ اور کسی صحابی کی نسبت منقول نہیں..... حتیٰ کہ امام احمد نے فرمایا ”جو فضائل حضرت علی ؓ کے بارے میں آئے ہیں وہ کسی اور صحابی کی نسبت نہیں آئے“..... اس کے باوجود وہ تینوں خلفاء کی فضیلت کے بارے میں حکم کرتے ہیں..... پس معلوم ہوا کہ افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے علاوہ کچھ اور ہے، اور اس افضلیت کی اطلاع ”دولت وحی“ کے مشاہدہ کرنے والوں کو میسر ہے جنہوں نے صریح طور پر یا قرآن سے معلوم کیا ہے اور وہ پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ہیں..... لہذا جو کچھ کہ شارح عقائد نسفی نے بیان کیا ہے کہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے تو توقف کی گنجائش سے ساقط ہے کیونکہ توقف کے لئے اس وقت کی گنجائش ہوتی ہے جبکہ اس افضلیت کو صاحب شریعت کی طرف سے صراحت یا دلالت معلوم نہ کر لیا ہو، اور جب معلوم کر لیا ہے تو پھر توقف کیوں۔ اور اگر معلوم نہیں کیا تو افضلیت کا حکم کیوں کریں..... اور جو شخص سب کو برابر سمجھتا ہے اور ایک دوسرے پر افضلیت دینا بیکار سمجھتا ہے وہ فضول اور لا حاصل ہے۔ وہ عجیب احمق ہے جو اہل حق کے اجماع کو فضول و بیکار سمجھتا ہے۔ شاید فضل کا لفظ اس کو فضولی کی طرف لے گیا ہے..... اور جو کچھ صاحب فتوحات مکیہ کہتے ہیں کہ ان کی

خلافت کی ترتیب کا سبب ان کی عمروں کی مدتوں سے ہے۔ (یہ بات) ان کی فضیلت میں مساوات پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ خلافت کا معاملہ دوسرا ہے اور افضلیت کی بحث دوسری..... اور اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں جو ان (شیخ اکبر) کی شطیحات سے ہیں ان کی شان کے لائق نہیں ہیں، ان کے اکثر کشفیہ معارف جو اہل سنت کے علوم سے جدا واقع ہوئے ہیں وہ صواب سے دور ہیں، لہذا ایسی باتوں کی متابعت وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل بیمار ہے یا مقلد محض ہے۔

اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے درمیان جو لڑائی جھگڑے واقع ہوئے ان کی اچھے معنوں میں تاویل کرنی چاہیے۔ اور نفسانی خواہش و تعصب سے دور رکھنا چاہیے..... تفتازانیؒ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افراط محبت کے باوجود فرماتے ہیں ”جو مخالفت و محاربات (جنگ و جدال) ان (صحابہ رضوان اللہ علیہم) کے درمیان واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کا نزاع نہ تھا بلکہ خطائے اجتہادی کے سبب سے تھا..... اور اس (شرح عقائد) کے حاشیہ خیالی میں ہے کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے لشکر نے (حضرت علیؓ) کی اطاعت سے بغاوت کی اور ساتھ ہی اس امر کا اعتراف بھی کیا کہ وہ (حضرت علیؓ) تمام اہل زمانہ سے افضل ہیں اور وہ امامت کے ان سے زیادہ حقدار ہیں ایک شبہ کی وجہ سے کہ حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص نہ لینا تھا..... اور حاشیہ قرہ کمال (الدین اسمعیل) میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”ہمارے جن بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی وہ فاسق و کافر نہیں ہیں کیونکہ ان کے لئے تاویل ہے“..... اس میں شک نہیں کہ خطائے اجتہادی ملامت اور طعن و تشنیع سے بہت دور ہے۔

حضرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتحیات کے حقوق صحبت کی رعایت کر کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو نیکی کے ساتھ یاد کرنا چاہیے اور پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی دوستی کی وجہ سے ان کو دوست رکھنا چاہیے..... (کیونکہ) آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا: مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ (جس نے ان (صحابہ رضوان اللہ علیہم) کو دوست رکھا اس نے میری محبت کی وجہ سے ان کو دوست رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا) یعنی وہ محبت جو میرے اصحاب سے متعلق کی گئی ہے ایسی ہی محبت ہے جیسی کہ مجھ سے متعلق ہے اور اسی طرح وہ بغض جو ان سے تعلق رکھتا ہے ایسا ہی بغض ہے جیسا کہ مجھ سے کیا جائے۔

ہم کو حضرت امیر (علیؓ) کے ساتھ جنگ کرنے والوں سے کوئی دوستی نہیں ہے بلکہ مناسب ہے کہ ہم ان سے بیزار ہوں، لیکن چونکہ وہ سب پیغمبر کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم ہیں کہ ما محبت ایساں ما موریم واز بغض وایذائے ایساں ممنوع یعنی ہم کو ان کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم ہے اور ان کے ساتھ بغض وایذارسانی سے روک دیئے گئے ہیں۔ اس لئے لازماً ہم بھی پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی دوستی کی وجہ سے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ بغض وایذارسانی سے دور رہتے ہیں کیونکہ ان سے بغض وایذا کا معاملہ سرور عالم

درالمعرفت تک پہنچتا ہے لیکن جو محق (حق پر) ہے ہم اس کو حق والا ہی کہیں گے اور مخطی (بلا قصد خطا وار) کو مخطی..... حضرت امیر (علیؑ) حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر۔ اس سے زیادہ کہنا فضول ہے..... اس بحث کی تحقیق کا تفصیل سے ذکر اس مکتوب (نمبر ۲۵۱ دفتر اول میں درج ہے جو خواجہ محمد اشرف کو لکھا گیا ہے۔ اگر کوئی بات پوشیدہ رہ گئی ہو تو اس مکتوب کی طرف رجوع فرمائیں۔

تصحیح عقائد کے بعد احکام فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بغیر چارہ نہیں، اور فرض و واجب حلال و حرام سنت و مستحب مشتبہ و مکروہ کی واقفیت بھی ضروری ہے، اور اسی طرح علم (فقہ) کے تقاضے کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضروریات (دین) میں سے سمجھیں، اور اعمال صالحہ کی بجا آوری کی رعایت میں سعی بلیغ فرمائیں، اور نماز جو کہ دین کا ستون ہے اس کے چند ارکان و فضائل بیان کئے جاتے ہیں، غور سے سنیں۔

اول وضو کامل اور پورے طور پر کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے، ہر عضو کو تین بار تمام و کمال دھونا چاہیے تاکہ سنت کے طریقہ پر وضو ادا ہو، اور سر کا مسح بالاستیعاب یعنی سارے سر کا مسح کرنا چاہیے اور کانوں اور گردن کے مسح میں خوب احتیاط کرنی چاہیے اور بائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھنگلیا سے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی طرف سے خلال کرنا لکھا ہے اس کی رعایت دیکھیں، اور مستحب کے بجالانے کو معمولی نہ سمجھیں، مستحب حق جل و علا کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب عمل ہے اگر تمام دنیا کے عوض اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ اور محبوب فعل معلوم ہو جائے اور اس کے مطابق عمل میسر ہو جائے تو غنیمت ہے اس کا بعینہ یہی حکم ہے کہ کوئی چند خرف ریزوں یعنی ٹھیکروں سے نفیس جواہر خرید لے اور بے فائدہ جماد یعنی پتھر سے روح کو حاصل کرے..... کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہیے جو ”مومن کی معراج“ ہے اور کوشش کرنی چاہیے کہ فرض نماز باجماعت ادا ہوں بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولی بھی ترک نہیں ہونی چاہیے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہیے، قرأت میں قدر مسنون کو مد نظر رکھنا چاہیے.....

رکوع و سجود میں بھی طمانیت ضروری ہے کیونکہ فرض ہے یا بقول مختار واجب..... قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں۔ اور سیدھا کھڑے ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے کیونکہ طمانیت فرض ہے یا واجب یا سنت علی اختلاف الاقوال..... ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجودوں کے درمیان ہے اچھی طرح بیٹھنے کے بعد اطمینان ضرور ہے جیسا کہ قومہ میں..... اور رکوع و سجود کی کم سے کم تسبیحیں تین بار ہیں اور اور زیادہ سے زیادہ سات بار یا گیارہ بار ہیں علی اختلاف الاقوال..... اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے اندازہ کے مطابق ہونی چاہیے..... شرم کی بات ہے کہ انسان تنہا نماز پڑھنے کی حالت میں طاقت ہوتے ہوئے اقل تسبیحات پر کفایت کرے، اگر زیادہ ہو سکے تو پانچ یا سات بار تو کہے..... اور سجدہ کرتے وقت اول وہ اعضا زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں۔ پس اول دونوں زانوں زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی زانو اور ہاتھ زمین پر رکھتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کی جائے..... اور سر اٹھاتے وقت اول ان اعضا کو اٹھانا چاہیے جو آسمان سے نزدیک ہیں، پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہیے..... اور قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر

اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر، اور سجدے میں ناک کی نوک پر، اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا اپنی گود کی طرف نظر رکھنی چاہیے..... جب نظر پر اگندہ ہونے سے روک لی جائے اور مذکورہ بالا جگہوں پر جمالی جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ نماز جمعیت اور حضور دل کے ساتھ میسر ہوگئی اور خشوع کے ساتھ ادا ہوگئی جیسا کہ نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے..... اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو گھلا رکھنا اور سجدہ کے وقت انگلیاں کا ملانا سنت ہے اس کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے..... انگلیوں کا گھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب و بے فائدہ نہیں ہے، صاحب شرع نے اس میں کئی قسم کے فائدے ملاحظہ کر کے اس پر عمل فرمایا ہے..... نیز صاحب شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں ہے..... یہ سب احکام مفصل اور واضح طور پر کتب فقہ میں درج ہیں، یہاں بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ علم فقہ کے مطابق عمل بجالانے میں ترغیب ہو..... وَفَقْنَا اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكُمْ عَلَى الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الْمُوَافِقَةِ الْمَعْلُومِ الشَّرْعِيَّةِ بَعْدَ أَنْ وَفَقْنَا اللَّهَ سُبْحَانَهُ لِتَصْحِيحِ الْعَقَائِدِ الدِّينِيَّةِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْكُلِّ مِنَ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ أَكْمَلُهَا (اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلی آل کل من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها کے طفیل دینی عقائد کی تصحیح کے بعد علوم شرعیہ کے موافق اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے) (آمین)

اگر نماز کے فضائل جاننے اور اس کے مخصوص کمالات معلوم کرنے کا ذوق و شوق اپنے اندر پائیں تو تین مکتوب جو ایک دوسرے سے متصل اور ملے ہوئے ہیں ان کا مطالعہ فرمائیں: پہلا مکتوب (۲۶۰) فرزندِ محمد صادق کے نام لکھا گیا ہے اور دوسرا مکتوب (۲۶۱) میر محمد نعمان کے نام اور تیسرا مکتوب (۲۶۳) مشیخت مآب میاں شیخ تاج کے نام لکھا ہے۔

ان اعتقادی اور عملی دو بازوؤں کے حاصل ہونے کے بعد اگر حق تعالیٰ جل سلطانہ کی توفیق رہنمائی فرمائے تو صوفیہ کے عالی طریقہ کا سلوک (اختیار) کرے جو اس غرض سے نہیں کہ وہ اعتقاد و عمل کے علاوہ کوئی زائد چیز ہے یا کوئی نئی چیز حاصل کرنا ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ معتقدات کی نسبت ایسا یقین و اطمینان حاصل ہو جائے کہ شک ڈالنے والے کی شک اندازی سے زائل نہ ہو، اور شبہ کے پیش آنے سے باطل نہ ہو جائے، کیونکہ بحث و مباحثہ کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں اور دلائل قائم رہنے والے نہیں ہوتے: أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (رعد ۱۳، آیت ۲۸) (خبردار کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے) اور اعمال کی بجا آوری کے لئے آسانی اور سہولت حاصل کریں، اور سستی و سرکشی جو نفسِ امارہ سے پیدا ہوتی ہے اس کو دور کریں۔ اور اسی طرح طریقہ صوفیہ کے سلوک کا مقصود یہ نہیں ہے کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ اور طرح طرح کے انوار کا معائنہ کریں یہ تو خود لہو و لعب میں داخل ہیں یہ حتی صورتیں اور انوار کس قدر نقصان رکھتے ہیں۔ کہ کوئی شخص انوار و صورت غیبی کی تمنا میں اپنے آپ کو ریاضات و مجاہدات میں لگا دے، کیونکہ یہ (حتی) صورتیں اور وہ (غیبی) صورتیں

اور یہ انوار اور وہ انوار سب کے سب حق جل و علا کی مخلوق ہیں، اور وہ حق تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں۔

اور صوفیہ کے طریقوں میں سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا اولیٰ و انسب ہے کیونکہ ان بزرگواروں نے سنت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور بدعت سے پرہیز کیا ہے اگر ان کو پیروی کی دولت حاصل ہو جائے اور حال و احوال کچھ بھی حاصل نہ ہوں تو خوش ہیں، اور اگر احوال کے باوجود سنت کی پیروی میں سستی اور نقصان جائیں تو ان احوال کو پسند نہیں کرتے..... یہی وجہ ہے کہ ان بزرگواروں نے سماع و رقص کو تجویز نہیں کیا اور جو احوال (سماع کے دوران) ان پر مرتب ہوتے ہیں ان کو بھی قابل اعتبار نہیں سمجھتے بلکہ ذکر جہر کو بھی بدعت جان کر اس سے منع فرماتے ہیں، اور وہ ثمرات جو (اس کیفیت پر) مرتب ہوتے ہیں ان کو بھی قابل التفات نہیں سمجھتے۔

ایک دن ہم حضرت ایٹاں (خواجہ باقی باللہ) کی مجلس طعام میں حاضر تھے شیخ کمال جو ہمارے حضرت خواجہ کے مخلصوں میں سے تھے، انہوں نے کھانا شروع کرتے وقت ان کے حضور میں اسم اللہ بلند آواز سے کہا۔ آپ کو ناگوار ہوا۔ حتیٰ کہ آپ نے کافی سرزنش فرمائی اور فرمایا کہ ان کو منع کریں کہ ہمارے کھانے کی مجلس میں حاضر نہ ہوا کریں..... اور میں نے حضرت ایٹاں (خواجہ باقی باللہ) سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند و علماء بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کلال کی خانقاہ میں لے گئے تاکہ وہ ان کو ذکر جہر سے منع فرمائیں۔ چنانچہ علماء کرام نے حضرت امیر کی خدمت میں عرض کیا کہ ذکر جہر بدعت ہے آپ ایسا نہ کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم آئندہ نہیں کریں گے۔

جب اس طریقے کے بزرگوار (صوفیائے بانی) ذکر جہر سے منع کرنے میں اس قدر مبالغہ کرتے تو پھر سماع و رقص اور وجد و تواجہ کا کیا ذکر وہ احوال و مواجید جو غیر مشروع اسباب پر مرتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہیں کیونکہ استدراج والوں کو بھی احوال و اذواق حاصل ہوتے ہیں۔ اور جہان کی صورتوں کے آئینوں میں کشفِ توحید اور مکاشفہ و معائنہ ان کو بھی ظاہر ہو جاتا ہے اس امر میں حکمائے یونان اور ہندوستان کے جوگی و برہمن سب برابر ہیں، احوال کے سچا اور صادق ہونے کی علامت ان احوال کا علم شرعیہ کے مطابق ہونا اور محرمہ و مشتبه امور کے ارتکاب سے بچنا ہے۔

جاننا چاہیے کہ سماع و رقص درحقیقت لہو و لعب میں داخل ہیں: آیہ کریمہ **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ** (سورہ لقمن، ۳۱، آیت ۶) (اور لوگوں میں (کوئی) ایسا بھی (نالائق) ہے جو وہابیات و خرافات (قصے کہانیاں) مول لے سے لیتا ہے) سرود سے منع کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ مجاہد جو حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد ہیں اور کبار تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں **لَهُوَ الْحَدِيثِ** سے مراد سرود ہے..... اور تفسیر مدارک میں ہے کہ لہو الحدیث سے مراد (بعد عشا) بیہودہ قصے کہانیوں میں وقت گزارنا اور سرود و نغمہ ہے اور حضرت ابن عباس و ابن مسعودؓ قسم کھاتے تھے کہ بیشک وہ غنا و سرود ہے..... حضرت مجاہد اللہ تعالیٰ کے قول **لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ** (الفرقان ۲۵، آیت ۷۲) (زور میں حاضر نہیں ہوتے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں

أَيُّ لَا يَحْضُرُونَ الْغِنَاءِ (یعنی سرود و سماع میں حاضر نہیں ہوتے)..... اور امام الہدی ابو منصور ماتریدی سے روایت کی گئی ہے کہ جس شخص نے ہمارے زمانے کے کسی قاری کو (جو کلمات قرآن میں گانے کی طرز پر پڑھنے کی وجہ سے تغیر پیدا کرتا ہے) قرأت کے وقت کہا کہ تو نے بہت اچھا پڑھا تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی عورت کو طلاق ہو جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی تمام نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے..... اور ابو نصیر الدلوسی سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے قاضی ظہیر الدین خوارزمی سے نقل کیا ہے کہ جس نے گانے والے یا کسی اور سے سرود سنا یا فعل حرام کو دیکھا اور اس کو اچھا جانا اسی وقت مرتد ہو جاتا ہے خواہ اچھا جاننا اعتقاد کی رو سے ہو یا بغیر اعتقاد کے، کیونکہ اس نے شریعت کے حکم کو باطل کر دیا اور جس نے شریعت کے حکم کو باطل کر دیا وہ کسی مجتہد کے نزدیک مؤمن نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ اس کی عبادت قبول نہیں کرتا اور اس کی سب نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے بچائے۔

سرود و غنا کی حرمت میں آیات و احادیث اور روایات فقہیہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اس کے باوجود اگر کوئی شخص منسوخ حدیث یا روایت شاذہ (یعنی غیر معتبر) کو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ کسی فقیہ نے کسی زمانے میں بھی سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور نہ ہی رقص و پا کو بی کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ امام ہمام ضیاء الدین شامی کے رسالہ ملتقط میں مذکور ہے..... اور صوفیہ کا عمل حل و حرمت میں سند نہیں ہے۔ کیا ان کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں، یہاں تو امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول معتبر ہے، نہ کہ ابو بکر شبلی اور ابوالحسن نوری کا عمل..... اس زمانے کے خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ بنا کر سرود و رقص کو اپنا دین و ملت بنا لیا ہے اور اسی کو طاعت و عبادت سمجھ لیا ہے۔ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا (اعراف ۷، آیت ۵۱) (یعنی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنا لیا ہے)..... اور سابقہ روایت سے معلوم ہو چکا کہ جو شخص فعل حرام کو مستحسن اور اچھا جانے وہ اسلام کے گروہ سے نکل جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے تو پھر خیال کرنا چاہیے کہ سماع و رقص کی مجلس کی تعظیم کرنا بلکہ اس کو طاعت و عبادت سمجھنا کس قدر برا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ ہمارے پیر اس مرض میں مبتلا نہ ہوئے اور ہم قبعین کو اس قسم کے امور کی تقلید سے چھڑا دیا۔

سننے میں آیا ہے کہ مخدوم زادے سرود کی طرف رغبت رکھتے ہیں اور جمعہ کی راتوں میں سرود اور قصیدہ خوانی کی مجالس منعقد کرتے ہیں اور اکثر احباب اس امر میں موافقت کرتے ہیں۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ دوسرے سلسلوں کے مرید تو اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ بنا کر اس امر کے مرتکب ہوتے ہیں اور شرعی حرمت کو اپنے پیروں کے عمل سے دفع کرتے ہیں اگرچہ فی الحقیقت وہ اس امر میں حق پر نہیں ہیں۔ بھلا اس سلسلہ کے احباب اس ارتکاب میں کونسا عذر پیش کریں گے..... ایک طرف حرمت شرعی اور دوسری طرف اپنے پیروں کی مخالفت ہوئی۔ نہ اہل شریعت اس فعل سے راضی اور نہ اہل طریقت..... اگر حرمت شرعی نہ بھی ہوتی تو بھی طریقت میں کسی نئے امر کا

پیدا کرنا برا ہوتا، پھر ایسا امر کس طرح بُرا نہ ہو جبکہ حرمت شرعی بھی اس کے ساتھ جمع ہو جائے..... مجھے یقین ہے کہ جناب مرزا جیو (یعنی خواجہ حسام الدین صاحب) اس امر سے راضی نہ ہوں گے لیکن آپ کے آداب کو مد نظر رکھ کر صریح طور پر منع بھی نہ کرتے ہوں گے اور دوستوں کو اس اجتماع سے نہ روکتے ہوں گے..... اس فقیر نے چونکہ اپنے آنے میں کچھ توقف دیکھا اس لئے چند فقرے جمع کر کے لکھ کر بھیج دیئے ہیں۔ اس سبق کو مرزا جیو کی خدمت میں پیش کر دیں، اور اول سے آخر تک ان کے سامنے پڑھیں۔ والسلام

﴿ حاشیہ متن ﴾

﴿ص ۱۰۴﴾ قولہ خواجہ عبید اللہ یہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے پہلے فرزند دل بند ہیں اور خواجہ عبداللہ حضرت خواجہ مذکور کے فرزند دوم ہیں، بڑے بھائی دوسری والدہ سے ہیں اور یہ دوسری والدہ سے، ان صاحبزادوں کے درمیان ولادت کے لحاظ سے چار ماہ سے کچھ زیادہ فاصلہ ہے، جیسا کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا ہے۔ مثنوی

ما بین الظہور این دو گوہر بگذشت چہار ماہ و اکثر
ترجمہ: ان دو موتیوں کے ظہور کے درمیان گزر گئے چار ماہ اور کچھ زیادہ

بچپن میں یہ دونوں فرزند اپنے والد بزرگوار کی توجہ سے بہرہ ور ہوئے اور والد بزرگوار نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو فرمایا کہ ان دونوں بچوں پر توجہ فرمائیں اور ان کے لئے دعا بھی فرمائیں، اور اس کے اثرات آپ (والد بزرگوار) نے اپنی غیب بین نظر سے دیکھ بھی لئے تھے، مختصر یہ کہ فرشتہ خصال تھے، اور صاحب احوال اور صاحب خلق و تمکین کمال پر تھے، ان دونوں کے حالات شریفہ زبدة المقامات میں تفصیلاً موجود ہیں ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿ص ۱۰۵﴾ قولہ ماترید یہ..... اور بعض مسائل میں مشائخ اشعریہ کے ساتھ بھی موافقت رکھتے، اور بعض دوسرے مسائل میں مستقل رائے رکھتے ہیں، اس کو سمجھ لو ۱۲

کیونکہ ان معارف کو اس نسبت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں، کاش کے دریائے محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی نسبت ہوتی ۱۲

﴿ص ۱۰۶﴾ قولہ خواجہ حسام الدین..... آپ حضرت باقی باللہ کے خاص اصحاب اور جلیل القدر احباب میں سے ہیں، ان کے والد ماجد قاضی نظام الدین بدخشان تھے، حضرت باقی باللہ سفر ماوراء النہر سے واپس ہوئے تو خواجہ حسام الدین نے دولت مندی کے پردے کو ایک طرف کیا اور حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جاہ و حشمت چھوڑ کر ٹاٹ پلاس پہنا اور مال و منال اور جاہ و جلال سب کو خیر باد کہا، اور (حضرت باقی باللہ کی) خدمت بابرکت میں پہنچ گئے اور خواجگان (نقشبندیہ) کے اذکار و مراقبات حاصل کئے، اور ان اذکار نے آپ کو دنیا سے بے نیاز کر دیا، حضرت خواجہ کی خدمت عالیہ میں آخری دم تک مشغول رہے، حضرت خواجہ کے مرض موت کے وقت بڑے اصحاب میں سے سوائے آپ کے اور کوئی موجود نہ تھا، اور تجہیز و تکفین کی خدمات بھی آپ ہی نے انجام دیں، اور حضرت کے وصال کے بعد آپ اپنے پیرزادوں اور پیر بھائیوں کی خدمت میں بھی بہت مصروف رہا کرتے تھے، آپ کی سعی مشکور ہوئی کہ اسکی برکت سے دونوں مخدوم زادے فضیلت و صلاحیت کے کمال کو پہنچے۔ الخ ۱۲ از زبدہ باختصار ۱۲

﴿ص ۱۰۷﴾ یعنی اگرچہ اللہ تعالیٰ کو موجود، سمیع، بصیر، قدیر، علیم، مرید اور متکلم کہتے ہیں جیسا کہ ممکنات کو بھی ان ناموں سے یاد کرتے ہیں، لیکن یہ شرکت صرف نام میں ہے اور لفظی ہے مسلمی میں نہیں، اور وجود و حیات اشیاء غیر سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی حیات و وجود اسکی ذات سے ہے، اسی طرح باقی کو قیاس کر لو، مخلوق اور خالق کی صفات میں بہت دوری ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک (خاک کو کیا نسبت ہے عالم پاک سے) ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یعنی اپنے پیر بزرگ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ ۱۲

قولہ تجو رجیم سے پہلے حا ہے اور دونوں پر پیش ہے یہ حجر کی جمع ہے یعنی بغل اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَرَبَّآئِبِكُمْ اللَّتِيْنِ

فِيْ حُجُوْرِكُمْ (نساء ۲۳) ۱۲

اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں (پرورش پا رہی ہیں) ۱۲

اسکی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب مکانی نہیں ہے تو اسکی نسبت تمام مقامات سے برابر ہے، پس قیاس کے ساتھ اسکی

﴿ص ۱۰۷﴾

نسبت نزدیک، دور اور درمیان نہیں ہو سکتی اسی طرح جب وہ زمانی نہیں ہے تو اسکی نسبت تمام زمانوں کے ساتھ برابر

ہے، پس قیاس کے ساتھ اس کی طرف بعض کو ماضی، بعض کو حاضر اور بعض کو مستقبل نہیں کہہ سکتے، اسی طرح زمانے میں

واقعہ ہونے والے تمام امور ہیں پس تمام موجودات ازل سے ابد تک اسے معلوم ہیں ایک وقت میں، اس کے علم میں

تھا، اس وقت ہے اور آئندہ ہوگا یہ نہیں ہے بلکہ وہ سب اس کے پاس حاضر ہیں اپنے اوقات میں بغیر اصل کے تغیر کے

۱۲ از حاشیہ مولانا عبدالحکیم علی حاشیہ الخیالی ۱۲

یعنی حال یہ ہے کہ وہاں ازل سے ابد تک صرف ایک ہی آن واحد بسیط ہے جس میں کسی قسم کا تعدد نہیں ہے کیونکہ حق

۲

تعالیٰ پر نہ زمانہ جاری ہے اور نہ تقدم و تاخر کے احکام جاری ہو سکتے ہیں ۱۲

قولہ غیر منصرف: وہ کہ جس پر زیر اور توین نہ آئے ۱۲

۳

خلاصہ یہ ہے کہ یہاں ثابت نہیں ہے مگر ضدوں اور نقیضوں کا علم اور اس میں استحالہ نہیں ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے،

۳

البتہ محذور و ممنوع اضداد و نقائص کا ثابت ہونا ہے خارج میں ایک جگہ اور ایک جہت میں، اور وہ جس حالت میں ہم

ہیں یہ صورت ثابت نہیں ہے، خوب سمجھ لو ۱۲

کہ ایک آن میں زید کو موجود جانتا ہے اور معدوم، اور کھڑا اور بیٹھا ہوا اس کے علاوہ آخر تک ۱۲

۱

قولہ فَلَآ تُضَادُّ..... یعنی جب ثابت ہوا کہ زید کے وجود کا ثابت ہونے کے وقت خارج میں اور وقت میں اس کا عدم ہے

۲

، پس حقیقت میں ان دونوں کے درمیان تضاد و مخالفت کی کوئی وجہ ثابت نہیں ہے، اسی طرح ہی حال ہے زید کے باقی

حالات کا، مثلاً کھڑا ہونا، بیٹھنا، رونا، ہنسنا اور عزت و ذلت وغیرہ کا ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فلاسفہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جزئیات متغیرہ کو نہیں جانتا اس حیثیت سے کہ وہ جزئیات ہیں بلکہ کلی وجہ پر تاکہ

﴿ص ۱۰۸﴾

معلوم کے تغیر سے علم واجبی کا تغیر لازم نہ آئے، لیکن جزئیات غیر متغیرہ کو تو وہ جانتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ جزئیات

ہیں ان کے قول کی وجہ بیان کی ہے دوانی اور طوسی وغیرہ نے اسلامی علماء میں سے تاکہ اسلام کے قواعد کے مخالف نہ ہو

- تفصیل اپنی جگہ پر ہے، پس سمجھ لو ۱۲

یعنی معلوم چیز کے متغیر ہونے کے سبب نفس علم اور ذات علم میں تغیر واقع نہیں ہوتا۔ بلکہ علم کو جدید تعلق پیدا ہوتا ہے اور اس میں

۲

کوئی استحالہ نہیں ہے ۱۲

یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں تغیر لازم ہونے سے اس تقدیر پر کہ وہ جزئیات متغیرہ کا عالم ہے اس حیثیت سے کہ وہ جزئیات ہیں ۱۲

۳

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کلام کی تمام قسمیں اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی تمام کتابوں کی تفصیل اللہ تعالیٰ کا ایک بسیط

۳

کلام ہے ۱۲

انبیاء علیہم الصلوٰة والسلام کی طرف نازل کیے ہوئے صحیفے ۱۲

۴

یہ آیت سورہ قمر (آیت ۵۰) پارہ ۲۷ میں واقع ہے یعنی ہمارا امر نہیں ہے مگر ایک کلمہ جیسے آنکہ جھپکنا ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۵

قولہ اشعری: یعنی امام ابو الحسن اشعری جو علم کلام کے امام ہیں، انہوں نے کہا بغیر مکون کے مگوین کا تصور نہیں ہے، پس اگر مگوین

۴

قدیم ہو تو کمونات بھی قدیم ہوں گے اور یہ مجال ہے ۱۲

۱۰۹ ص ۱ کلبہ: کاف پر پیش ہے اور با ایک نقطے والی یعنی چھوٹا گھر اور دوکان کے ایک کونے کے معنی میں بھی آیا ہے ۱۲
 ۱ طول: پہلے دونوں حرفوں پر پیش ہے، نیچے اترنا، اور حکمت کی اصطلاح میں ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ خاص ہو جانا اس حیثیت سے کہ ایک کی طرف اشارہ عین دوسری کی طرف اشارہ ہو، اسکی دو قسمیں ہیں سریانی اور طریانی، سریانی وہ ہوتی ہے کہ حل ہونے والے کے اجزا محل کے اجزا میں اس طرح مل جائیں کہ محل کے تقسیم ہونے سے حل ہونے والا بھی تقسیم ہو جائے۔ اور طریانی وہ ہوتا ہے کہ مجموع مجموع میں داخل ہو جائے، خدا تعالیٰ ان دونوں سے منزہ ہے ۱۲
 ۲ قوله محیط اشیا كما قال الله تعالى: وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا (نساء: ۱۲۶) (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے میں لینے والا ہے ۱۲)

۳ قوله قرب ومعیت بایشان وارد قال اللہ تعالیٰ: وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۱۶) اور ہم اس سے شہرگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (حدید ۴) (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو) وَإِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (توبہ ۴۰) (اور بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے)
 ۴ یعنی ایسی معیت نہیں جو ہمارے ناقص فہم و درایت کے مناسب ہے۔ اور یہ جسم کے ساتھ جسم کی معیت ہے اور عرض کے ساتھ عرض کی اور جسم کے ساتھ عرض کی اور عرض کے ساتھ جسم کی، بلکہ ایسی معیت ہے جو چاروں (مذکورہ) معیات سے خارج ہے اور اسی طرح قرب و احاطہ۔

بیت: این معیت رانیا بد عقل و ہوش زین معیت دم مزن نشین خاموش
 ترجمہ: اس معیت کو عقل و ہوش نہیں پاسکتے اس معیت سے دم نہ مار خاموش بیٹھ جا

۵ جولا الہ میں واقع ہے نفی کرنی چاہیے نہ الا اللہ میں اثبات کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا غیر ہے ۱۲

۶ جیسا کہ بعض علماء اس کے قائل ہوئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہان کے تمام ذرات کے ساتھ ہے، ذات کے ساتھ نہیں بلکہ علم و قدرت اور اعانت کے ساتھ ۱۲

۷ بلکہ اسکی تاویل علم الہی کے حوالہ کرتے ہیں، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ (اور اللہ کے سوا اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا) تاکہ غیر اللہ کو اللہ نہ جان لیں، اور ہم کہتے ہیں اللہ اعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِذَلِكَ وَنَحْنُ نُؤْمِنُ بِذَلِكَ ۱۲ (اللہ ہی اسکی مراد کو جانتا ہے اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں) ۱۲

۸ مثنوی

صورت عاشق چوفانی شد درو ! پس درز آب اکون کرا بیند گو
 عشق آن شعلہ است کوچون بر فروخت ہز چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
 ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ! شاد باش اے عشق شرکت سوز زفت
 ترجمہ: عاشق کی صورت جب اس میں فانی ہو گئی تو بتا اب وہ پانی میں کس کو دیکھتا ہے؟
 عشق وہ شعلہ ہے جب وہ روشن ہو گیا جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے سب جل گیا
 ”الا اللہ“ رہ گیا ! باقی سب فنا ہو گیا اے عشق ! شرکت کو جلانے والے زبردست ! تو خوش رہے

۹ کما قالوا: الوصول بهذه الحالات الشريفة والمقامات العجيبة (جیسا کہ انہوں نے کہا: ان حالات شریفہ اور مقامات عجیبہ تک پہنچنا) ممکن کو واجب نہیں کر دیتا اور واجب کو ممکن نہیں بنا تا فالحق حق والعبد عبد (اللہ تعالیٰ اللہ ہے اور بندہ بندہ ہے) غوث اعظم نے فرمایا: كُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهُ الشَّرِيعَةُ فَهُوَ الْحَادِثُ وَ

زَنْدَقَةٌ (ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کر دے وہ بے دینی اور کفر ہے) ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یعنی جب فقرا اپنے تمام وکمال کو پہنچ گیا تو اللہ ہی رہ جاتا ہے (بندہ فانی) ۱۲

وہ پاک ہے تغیر و تبدل کی سمت سے اور مبرا ہے وہ کثرت و تبدیلی کی جہت سے اپنی ذات و صفات اور افعال میں اسکی نہ

علم میں گنجائش ہے اور نہ عیان میں ۱۲

یعنی اللہ تعالیٰ کا تنزل اوج اطلاق سے قید کرنے کی پستی کے ساتھ اور برج اجمال سے تفصیل کے درج کے ساتھ

مراتب متعددہ اور منازل متکثرہ کا اثبات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات کو اجمالاً جانتا ہے،

مرتبہ اجمال علمی کو وحدت کہتے ہیں اور جب تفصیل سے جانتا ہے تو مرتبہ تفصیل علمی کو واحدیت کہتے ہیں اور مرتبہ تفصیل

کے عکس کو جو بھی مرتبہ علم میں متحقق ہیں اسکو تعین روحی اور تعین مثالی اور تعین جسدی کہتے ہیں اور اس کو تنزلات خمسہ

اور حضرات خمسہ کہتے ہیں ۱۲

یواقیت والجوہر میں فرمایا: شیخ (ابن العربی) نے فتوحات کے باب ۲۲۹ میں ذکر کیا کہ انہ لا یجوز ان یقال ان

الحق تعالیٰ مفتقر فی ظہور اسمائہ وصفاتہ الی وجود العالم لان له الغنی علی

الاطلاق (یہ جائز نہیں ہے کہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے اپنے اسماء اور صفات کے ظاہر کرنے میں وجود عالم کا

کیونکہ اس کے لئے بے نیازی ہے مطلق طور پر) میں کہتا ہوں یہ صریح رد ہے اس شخص پر جو شیخ کی طرف نسبت کرتا ہے

کہ شیخ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے اپنے حضرات اسماء اور صفات کے ظاہر کرنے میں اپنی مخلوق کی طرف اگر وہ اس

کو نہ پیدا کرتا تو وہ ظاہر نہ ہوتا اور اس کو کوئی نہ پہچانتا تھی۔ ہاں اس سے سمجھا جاتا ہے جو امام ربانی نے کہا ہے لعات

سے، اور اس کا جواب دیتے ہیں مولانا جامی اپنی شرح میں فصوص سے نقل کرنے سے، اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے ۱۲ معرب

یہ آیت ۵۶ سورۃ ذاریات پارہ ۲۷ میں واقع ہے یعنی اور میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے، یعنی

اپنی معرفت کے لئے ۱۲

یعنی میں نے مخلوق کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میں پہچانا جاؤں یعنی میری پہچان سے اپنے اندر کمال حاصل کریں نہ یہ کہ

میں پہچانا جاؤں اور معروف ہو جاؤں ۱۲

ملا علی قاری نے فرمایا: اس کے معنی صحیح ہیں اور آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ سے مستفاد

ہے ۱۲ معرف

اس کا پہلا شعر ہے

اے در ہمہ شان ذات تو پاک از شین نے در حق تو کیف تو ان گفت نہ این

ترجمہ: اے وہ ذات کہ تیری ذات سب شانوں میں عیب سے پاک ہے تیرے حق میں کیسے اور کہاں کہنے کی طاقت نہیں ۱۲

یعنی صفات، ذات کی غیر ہیں اس حیثیت سے جسکو عقلیں سمجھتی ہیں، اور عین ذات ہیں تحقق اور حصول کی حیثیت سے

مثلاً عالم ذات ہے صفت علم کے اعتبار سے اور قادر قدرت کے اعتبار سے، اور مرید ارادت کے اعتبار سے، اس میں

شک نہیں جیسا کہ یہ سب مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے کا غیر اس خاص طور پر ذات کے بھی غیر ہیں، لیکن تحقق و ہستی

کے اعتبار سے عین ذات ہیں اس معنی سے کہ وہاں وجودات متعدد نہیں ہیں بلکہ ایک وجود ہے اور اسماء و صفات کی

نسبتوں اور اعتبارات سے ۱۲ الواح جامی

یعنی جب معتزلہ اور فلاسفہ بھی مفہوم میں تغایر کے قائل ہیں اور عینیت وجود خارجی کے اعتبار سے کہتے ہیں پس ان

صوفیہ کو تغایر اعتباری اور علمی یعنی مفہوم میں تغایر نفع نہیں دیتا اور معتزلہ اور فلاسفہ کے زمرہ سے باہر نہیں لاتا ۱۲

تو لہ قدیم و ازلی است یعنی اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا، ورنہ اس کا موجود ہونا غیر سے ہوگا اور

- علت کا محتاج ہوگا، پس وہ واجب الوجود لذاتہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے ۱۲
- اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ سوائے عقل فعال یعنی عقل اول کے دس عقلوں سے کوئی چیز وجود میں نہیں آئی اور اس کے سوا اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز صادر نہیں ہوئی، اور اس کا صدور بھی ایجاب سے ہے نہ اختیار کے ساتھ، آگ کے جلانے اور پانی کے غرق کے صدور کی طرح ہے ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ
- جیسا کہ مشرقی ہندوستان کے منطقی اور فلسفی اہل اسلام میں سے اپنی کتابوں کے درس و تدریس کو اور ان کے تبعین علمی کمال کو اسی میں منحصر جانتے ہیں، علوم اسلامیہ اور تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں کو پس پشت ڈالتے ہیں، عالم دین کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ۱۲ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے ۱۲
- متسق و منتظم دونوں اسم مفعول، پہلا اتساق سے زیر کے ساتھ، تا پر شد ہے اس کے معنی ہیں ترتیب دینا، اور دوسرا انتظام سے بمعنی سوراخ کرنا، یا اسم فاعل ہے اتساق سے بمعنی اکٹھا آنا اور پورا ہونا، اور انتظام کے معنی سیدھا ہونا اور دھاگے میں موتی پر دیا ہونا ۱۲
- ہندسہ زیر کے ساتھ، اندازہ لینا، یہ اندازہ کا معرب ہمزہ کو ہا سے بدلا اور الف کو حذف کیا، عربی زبان میں دال اور زا بے فاصلہ ایک کلمہ میں جمع نہیں ہوتیں لہذا زا کو سین بغیر نقطہ سے بدلا تو ہندسہ ہو گیا۔ ہندسہ ایک علم کا نام ہے جس سے شکلوں کی پہچان حاصل ہوتی ہے اور چیزوں کی مقدار معلوم ہوتی ہے اور اعداد کی رقم کو بھی کہتے ہیں اور برہان میں یہ لفظ زیر کے ساتھ لکھا ہے ۱۲ غیاث
- جب ایک خط کو دوسرے خط سے ہم متصل کریں اس حیثیت سے کہ دونوں متحد نہ ہوں، پیدا شدہ گوشے کو زاچہ کہتے ہیں اور جب سیدھے خط کو سیدھے خط پر واقع کریں اس حیثیت سے کہ دونوں گوشے بننے والے آپس میں برابر ہوں تو ہر ایک کو قائمہ زاویہ کہیں گے ۱۔ اور تین گوشے والی وہ شکل جو احاطہ کرے وہ تین سیدھے خط ہیں ۱۰ علم ہندسہ والوں کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ تینوں زاویوں کا مجموعہ مثلث شکل برابر ہوتی ہے خاص طور پر دوزاویہ قائمہ کو ۱۲
- قولہ شکل عروسی ایک شکل کا نام ہے اس مطلوب کے ثابت کرنے کے لئے (ایک شکل کا نام ہے وہ یہ ہے) مثلث قائمہ الزاویہ میں وتر کا مربع دو ضلعوں کے مربع کے برابر ہوتا ہے، اس شکل کو کثیر النفع تصور کیا گیا ہے، عروس کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے اس کو کثیر النفع چیز کا نام دیا گیا ہے کیونکہ یہ شکل جملہ عروسی سے مشابہت رکھتی ہے شکل کے اعتبار سے یا اپنی خوبیوں کے اعتبار سے اقلیدس کی کتاب ہندسہ کے پہلے مقالہ کی یہ سنتالیسویں شکل ہے۔ شکل مامونی پہلے مقالہ کی پانچویں شکل ہے، یہ خلیفہ ماموں کی طرف منسوب ہے کیونکہ وہ ثبوت مطلوب کے لئے اسے اچھا خیال کرتا تھا۔ وہ دوزاویہ جو مثلث مساوی الساقین کے قاعدہ پر واقع ہوں برابر ہوتے ہیں اگر اس قاعدے کے نیچے ساقین (دو ضلعے) نکالیں جائیں تو وہ بھی اسی طرح ہی ہوتے ہیں ۱۲
- المعتمد عن الصلال واضح عن الاحوال یہ امام غزالی ابو حامد محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے المتوفی ۵۰۵ھ اس کتاب کی ابتدا ان الفاظ سے الحمد لله الذی یفتح بحمدہ کل رسالۃ ومقالۃ الخ اور وہ مختصر کتاب ہے اس میں علوم کا مقصد ظاہر کیا گیا ہے اور ان کے اسرار اور اختلافات اور ان کے حقائق کا بیان ہے ۱۲ کشف الظنون
- قولہ تزع: تصرف کے وزن پر ہے بمعنی کوئی چیز عطا کرنا اور ایسا کام کرنا جو واجب و ضروری نہ ہو ۱۲
- اور جب ان کے دلائل ان کے مقاصد کو ثابت کرنے والے نہیں ہیں تو پہلے خود گمراہ ہوئے اور اس کے بعد دوسروں کو گمراہ کیا ۱۲
- قولہ زہے سفیہ یعنی افلاطون بڑا نادان تھا کہ اپنے وقت کے پیغمبر اور انکی ہدایت و ارشاد سے منہ پھیر لیا اور اپنے آپ کو

اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے پھیر لیا ۱۲

۵ یعنی افلاطون کو چاہیے تھا اور اس کے لائق تھا کہ جب اس کو ایسے شخص کی دعوت نبوت پہنچی تھی وہ اس کو دیکھتا اور اس کی خدمت میں پہنچتا اور اس کے حالات کو سمجھتا اور اس کی حقیقت میں غور و فکر کو کام میں لاتا، یہاں تک کہ اس کی حقیقت حال واضح ہو جاتی اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی اس پر ظاہر ہو جاتی، نہ یہ کہ صرف دعوت پہنچنے پر وہ کہہ دیتا کہ نحن قوم الخ یعنی ہم ہدایت یافتہ قوم ہیں اور ہم کو ایسے شخص کی حاجت نہیں ہے جو ہم کو ہدایت دے۔ یہ اسکی کمال درجے کی بے عقلی ہے کہ بے دیکھے اس نے جواب دیا۔ بغیر دیکھے جواب دینا بڑے عناد اور بیوقوفی سے ہے ۱۲

۹ یہ اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف جو سورۃ آل عمران میں واقع ہے: وَأَبْرِيءُ الْآكْمَةِ وَالْأَبْرَصِ وَأُخِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ (آل عمران ۴۹) یعنی اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے ۱۲

﴿ص ۱۱۳﴾ شرح مواقف علم کلام میں ایک جلیل القدر کتاب ہے جو سید شریف جرجانی علی بن محمد کی تصنیف ہے، لیکن مواقف قاضی علاء الدین عبدالرحمن بن احمد ابیجی کی تصنیف ہے رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲

۲ یعنی باوجود اس کے کہ ان کے اکثر علوم خطا اور نامناسب ظاہر ہوتے ہیں، پھر بھی وہ مقبولان بارگاہ معلوم ہوتے ہیں، یہ وہ بات ہے جو تعجب کا تقاضا کرتی ہے، یہاں سے پردہ اٹھ جاتا ہے کہ ان کو مجتہد تخطی کی طرح معذور جانتے ہیں، ورنہ وہ مقبولین سے نظر میں نہ آتے ۱۲

۳ میانہ روی کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ کو مقبول لوگوں میں سے جانیں اور ان کے مخالف علوم کو خطا اور نادرست سمجھیں ۱۲

۴ خود بخود نہیں ورنہ ممکن ممکن نہ ہوگا بلکہ واجب بالذات ہو جائے گا اور وہ خلاف واقعہ ہے ۱۲

۵ قولہ نزاع: نون کے زیر سے، باہم اختلاف کرنا اور جھگڑنا ۱۲

﴿ص ۱۱۳﴾ بعض متکلمین نے ممکن و واجب کے درمیان برتن اور برتن بنانے والے کی نسبت سمجھ کر کہا ہے کہ باقی رہنے میں محتاج

نہیں ہے، اور اس قول میں جمہور عقلا کے خلاف جہان کا استغناء لازم آتا ہے جہان کے پیدا کرنے والے سے حالانکہ

نص قطعی محتاجی کے لازم ہونے پر دلالت کرتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (فاطر ۱۵) اے لوگو! تم سب محتاج ہو اللہ تعالیٰ کے اور اللہ ہی غنی ہے

سب خوبیوں سراہا..... لہذا اس قول کے قائل تجدد امثال کے قائل ہوئے تا کہ دائمی احتیاج ثابت ہو۔ حق یہ ہے کہ

ممکن باقی رہنے میں بھی محتاج ہے اپنی علت موجودہ کی وجہ سے کیونکہ بقا عبارت ہے وجود سے دوسرے زمانہ میں، اور

جب ممکن وجود کو پہلے زمانہ میں مقتضی نہیں ہے تو دوسرے زمانہ میں مقتضی کیسے ہوگا

کیونکہ اقتضاء حقیقتہ زمانے کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتا، اور وہ جو انہوں نے کہا ہے الشئ مَّا لَمْ يَجِبْ

لَمْ يُوجَدْ خاص چیز جب تک واجب نہیں ہوتی وہ پائی نہیں جاتی۔ اس جگہ مراد وجود بالغیر ہے۔ یعنی واجب ہے اپنی

علت کے اقتضاء سے نہ کہ اپنے نفس کے اقتضاء سے۔ پس جس وقت تک ممکن پر واجب کی طرف سے وجود کا افاضہ ہوتا

ہے وہ موجود اور آثار کا مصدر ہوتا ہے اور جب فیضان کٹ جاتا ہے کوئی اثر ممکن سے نہیں پایا جاتا ۱۱۲ از مکاتیب قاضی

ثناء اللہ رحمہ اللہ مختصر (مکتوب اول کلمات طیبات ۹۸)

۲ قولہ اختراع: الف کی زیر سے، کسی چیز کو پیدا کرنا کہ اس سے پہلے اسکی مثل پیدا نہ ہوئی ہو اور یہ خرع سے مشتق ہے (خا

کی زیر سے) بمعنی ٹوٹنا اور گلڑے گلڑے ہونا ۱۲ غ

۳ بلکہ ایک قدرت رکھنے والا ہے بغیر اس کے اسباب و مسائل کے ۱۲

۴ قولہ پے برند: مثلاً اگر کوئی تیر کسی کو لگتا ہے تو عقل مند جانتا ہے کہ یہ تیر از خود پرواز کر کے نہیں پہنچا ہے بلکہ کسی نے اس کو

کمان کے ذریعے سے پھینکا ہے۔ بیت

گرچہ تیر از کمان ہے گزرد از کماندار بیند اہل خرد

ترجمہ: اگرچہ تیر کمان سے ہی چھوڑا جاتا ہے عقل والے کماندار سے دیکھتے ہیں

اسی طرح تمام اسباب اور ظاہری واسطوں کو کمان کی مثل معلوم کر کے افعال کو فاعل حقیقی کی طرف منسوب کرنا چاہیے ۱۲

قولہ نیست فاعل: پس وہ جماد اس فعل کا فاعل نہیں ہو سکتا، پس اس فعل کا فاعل اس جماد کے علاوہ ہے جو اس فعل کو ایجاد

کرتا ہے ۱۲

قولہ فلذا ہذا: یعنی جیسا کہ عقل والے جماد کے فعل سے محض فاعل کے ساتھ تعلق قائم کرتے ہیں اور وہ فعل ان کے

نزدیک فاعل کا روپوش نہیں ہوتا، بلکہ فاعل پر دلیل سمجھتے ہیں پس یہی حال ہے اس کا جس مسئلہ میں ہم ہیں ارباب

فطانت کے نزدیک جن کی بصیرت شریعت کے سرے سے مستفید ہوئی ہے۔ خوب سمجھ لو ۱۲

یہ آیت سورہ یوسف پارہ تیرہ میں واقع ہے، یعنی حضرت یعقوب نے کہا: اے میرے بیٹو! (شہر میں) نہ داخل ہونا ایک

دروازے سے بلکہ داخل ہونا مختلف دروازوں سے یعنی علیحدہ علیحدہ اور نہیں فائدہ پہنچا سکتا میں تمہیں اللہ کی تقدیر سے

کچھ بھی نہیں ہے حکم مگر اللہ تعالیٰ کے لئے، اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر توکل کرنا چاہیے توکل کرنے والوں کو، اور

جب وہ (مصر میں) داخل ہوئے جس طرح حکم دیا تھا انہیں ان کے باپ نے، وہ نہیں فائدہ پہنچا سکتا تھا انہیں اللہ کی

تقدیر سے کچھ بھی مگر (یہ احتیاطی تدبیر) ایک خیال تھا یعقوب کے نفس میں جسے انہوں نے پورا کیا اور بے شک وہ

صاحب علم تھے بوجہ اس کے جو ہم نے سکھایا تھا انہیں، لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت) کو نہیں جانتے ۱۲

(سورہ یوسف، آیت ۶۷، ۶۸)

یہ آیت سورہ انفال پارہ دس میں ہے یعنی اے پیغمبر! کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں

﴿ص ۱۱۵﴾

سے قولہ وَمَنْ أَتَّبَعَكَ (اور جنہوں نے آپ کی پیروی کی ہے) واو مع کے معنی میں ہے اور جو اس کے بعد ہے وہ

منسوب ہے، تو کہتا ہے: تجھے اور زید کو درہم کافی ہے، اسے جرنہیں دی جائے گی کیونکہ مجرد ظاہر کا عطف اس لفظ پر

جسے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہونے ہے۔ کسی نے کہا: تجھے اور ضحاک کو کافی ہے تیز ہندی تلوار، آیت کا معنی ہوگا

تجھے کافی ہے اور وہ جو تیرے پر و کار مومنوں میں سے ہیں اللہ مددگار۔ یا یہ رفع کی جگہ میں ہوگا یعنی اللہ تجھے کافی ہے

اور مومن تجھے کافی ہیں۔ اور یہ آیت غزوہ بدر کے موقع پر مقام بیدا میں جنگ سے پہلے نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے وقت نازل ہوئی ۱۲ کشاف اور تو

جانتا ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہ کا استشہاد دوسری توجیہ پر ہے یعنی اسم موصول کا مرفوع ہونا لفظ جارہ پر معطوف ہے ۱۲

اور اسباب و ذرائع کو واسطہ بنانا توکل کے منافی جانتے ہیں۔ شعر

گفت پیغمبر باواز بلند بر توکل زانویے اشتر بہ بند

ترجمہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے باواز بلند فرمایا: اونٹ کا گھٹنہ باندھ کر توکل کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ایک آدمی اپنی اونٹنی پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، اور

عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اسے چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے باندھ اور

توکل کر اور جان لو کہ توکل کا مقام دل ہے اور ظاہری اعضاء کی حرکت دل کے توکل کے منافی نہیں ہے جبکہ بندے

کے دل میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے کہ تقدیر اللہ کی طرف سے ہے تو پھر اگر کوئی چیز مشکل ہو تو اس کی تقدیر سے ہو

گی اور کوئی چیز اتنا قیام جائے یا آسان ہو تو وہ بھی اللہ ہی کے آسان کرنے سے ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (الصفیٰت ۹۶) اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے

اعمال کو) إِلَّا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ (الملک ۱۴) کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا) اللہ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (الرعد ۱۶) اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز ہو) قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ (النساء ۷۸) آپ فرمائیے! سب اللہ کی طرف سے ہے) فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (الانعام ۱۳۹) سوا گروہ چاہتا تو ہدایت فرماتا تم سب کو) وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُوْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (یونس ۱۰۰) اور کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ وہ ایمان لاسکے بغیر حکم الہی ہے) وَمَا تَشَاءُ وُنَّ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ (الدھر، ۳۰) اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے سوائے اس کے کہ اللہ خود چاہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ (الزمر ۷) اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں سے ناشکری کو) ارادہ دوسری چیز ہے اور رضا اور چیز ہے کیونکہ ارادہ ایسی صفت سے عبارت (مراد) ہے جو مقدورین میں سے کسی ایک کی تخصیص کو واجب کرتی ہے وقوع کے ساتھ اوقات میں سے کسی وقت میں کل کی جانب قدرت کی نسبت برابر ہونے کے باوجود، اور رضا سے مراد ہے کسی چیز سے خوش ہونا اور اس کا پسند ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک، ارادے کو خوشنودی لازم نہیں ہے، یہ نیک و بد دونوں سے متعلق ہوتا ہے ۱۲

اس فرق کے معلوم نہ ہونے سے ۱۲

کیونکہ جمادات کی حرکت اور حیوان کی حرکت میں واضح فرق ہے اور اسی طرح رعشہ والے اور دوسرے کی حرکت میں، اور اس فرق کا انکار کرنا عقل کے خلاف ہے، فرقہ جبریہ کے خلاف کیونکہ وہ بندے کو صرف جمادات کی طرح جانتے ہیں اور ان کو بے وقوفی کی نسبت لازم آتی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور انہی میں ۱۲

خلق اور کسب میں تفصیل اور واضح فرق کا بیان اپنے مقام پر ہے یہاں مختصر طور پر یہ ہے کہ بندہ کا اپنی قدرت و ارادہ کو فعل کی جانب صرف کرنا کسب ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا اس فعل کو ایجاد کر دینا خلق ہے، اور مقدور واحد و قدرتوں کے تحت داخل ہے لیکن دو مختلف جہتوں کے اعتبار سے پس فعل اللہ کا مقدور ہے ایجاد کی جہت سے اور بندہ کا مقدور ہے کسب کی جہت سے ۱۲ شرح عقائد۔ اور جان لو کہ قبیح چیز کا پیدا کرنا قبیح نہیں ہے لیکن قبیح چیز کا کسب کرنا قبیح ہے اسکی تفصیل کا مقام اور ہے ۱۲

یعنی اللہ تعالیٰ بندے کو اس چیز کا حکم نہیں دیتا جو اس کی طاقت میں نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرة ۲۸۶) ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر جتنی طاقت ہو اسکی) لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (الانعام ۱۵۲) ہم نہیں تکلیف دیتے کسی کو مگر اسکی طاقت کے برابر) لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا (الطلاق ۷) تکلیف نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی کو مگر اس قدر جتنا اسے دیا ہے) ۱۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ☆ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ☆ جَزَاءً وِفَاقًا ☆ (النبا ۲۳-۲۶) وہ نہیں چکھیں گے اس میں کوئی ٹھنڈی چیز اور نہ پانی سوائے کھولتے پانی اور گرم پیپ کے (ان کے گناہوں کی) پوری سزا) یعنی ایسی سزا جو ان کے اعمال کے موافق ہے اس سے زیادہ نہیں کیونکہ گہری نظر اور غور و فکر سے معلوم ہو جائے گا کیونکہ ان کا عمل بھی دائمی ابدی اور غیر متناہی ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال کے حساب کی امید نہیں رکھتے تھے، پس ان سے عمل کا منقطع ہونا محض ناچاری اور آلات عمل کے نہ ہونے کی وجہ ہوتا ہے نہ کہ عذاب کے خوف کی وجہ سے یا ثواب کے ختم ہونے کی جہت سے ۱۲۔ تفسیر عزیزی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا أَنَا إِلَّا بِرِخْمَةِ اللَّهِ (رواہ مسلم) تم میں سے کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ دوزخ سے بچائے گا اور میں بھی نہیں سوائے اللہ کی رحمت سے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ پس جنت میں داخل ہونا صرف (اللہ کے) فضل

سے ہوگا، اور جنت میں درجات حسب اعمال ہوں گے ۱۲ مشکوٰۃ و مرقاۃ

یہ آیت ۷۹ سورۃ نساء پارہ پانچ میں واقع ہے یعنی جو کچھ بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو کچھ برائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲

اسکی تعظیم جس پر ایمان لایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ ۱۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَسْمِعْ عَلَيْنِكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً (لقمان ۲۰) اور تمام کردی ہیں اس نے تم پر ہر قسم کی نعمتیں ظاہری بھی اور باطنی بھی)

کسی دوسری چیز سے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے جیسا کہ دخول بہشت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے معلق کیا ہے ۱۲

اور کہتے ہیں کہ رویت مشروط ہے کہ جس چیز کو دیکھا جائے اسکا کسی مکان اور طرف میں ہونا اور دیکھنے والے کے

سامنے ہونا، اور دیکھنے والے اور مرئی (جس کو دیکھا جائے) کے درمیان مسافت و فاصلہ ہو اور وہ بہت قریب نہ ہو اور

نہ ہی بہت دور ہو، اور آنکھ کی شعاع مرئی تک پہنچتی ہو، یہ سب امور اللہ تعالیٰ کے بارے میں محال ہیں اور اہل سنت ان

شرائط سے منع کرتے ہیں کیونکہ ان چیزوں کا شرط ہونا مخلوق کے حق میں ہے اور ممکن کے نہ واجب و خالق کے حق میں،

غائب کا قیاس حاضر پر اور واجب کا ممکن پر اور خالق کا مخلوق پر قیاس فاسد ہے تفصیل کے لئے دوسرا مقام ہے ۱۲

قولہ تجلی صوری جان لو کہ شیخ محی الدین بن العربی نے اپنی تالیفات میں سے بعض میں لکھا ہے کہ رأیت ربی علی صورة

الفرس (میں نے اپنے رب کو گھوڑے کی صورت میں دیکھا) شیخ رکن الدین علاء الدولہ نے اس قول کی شرح میں فرمایا

ساکنان راہ اللہ تعالیٰ کو تجلیات صوریہ میں دیکھتے ہیں اور یہ امر آثار سے تعلق رکھتا ہے اور حق تعالیٰ ان تجلیات میں بندہ

پر تمام چیزوں کی صورت میں تجلی فرماتا ہے، عناصر و معدنیات، نباتات، حیوانات کے افراد سے اور انسان کے افراد

سے اور تجلی صوری کی انتہا مرتبہ انسان میں وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب تجلی کی صورت میں تجلی فرماتا ہے اور سالک کو اس

سے مشکل و دشوار لغزش قدم کا اور کوئی مقام نہیں ہوتا۔ سبحانسی اور اَنَا الْحَقُّ اور هَلْ فِي الدَّارَيْنِ

غَيْبِي اور لَيْسَ فِي جُنْبِي سِوَاللَّهِ (اقوال صوفیہ) اسی تجلی کی طرف اشارہ ہیں ۱۲ ارشادات بالاختصار

تائید ہے خاص طور پر اسکی کہ شیخ محی الدین قدس سرہ آخرت کے دیدار الہی کو تجلی صوری کی طرح بیان کرتے ہیں ۱۲

پس وہ اس طرح کے دیدار کا انکار نہ کرتے ۱۲

یعنی اس کو ابرار مومن دیکھیں گے وہ دیکھنا بغیر کیفیت اور ادراک و احاطہ کے ہوگا اور نہ ہی مثال اور صورت و ہیئت کی

قسم سے ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ☆ اِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ☆ (القيمة ۲۲، ۲۳) کئی

چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اور حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ پھر دیدار الہی واقع ہوگا

اس امت کے مومنوں کو، اس پر اہل سنت کا اجماع ہے اور سابقہ امتوں کے بارے میں دو احتمال، زیادہ یہ ہے کہ ان

کی مساوات ہوگی اس امت کے ساتھ دیدار الہی میں، ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ دیدار الہی انسانوں کے لئے

خاص ہے فرشتے اور جن دیدار نہیں کر سکیں گے، امام اشعری نے کہا ہے کہ فرشتے اللہ کا دیدار کریں گے ۱۲ شرح القاری

علی بدء الامالی

فَيَنْسَوْنَ النِّعِمَ إِذَا رَأَوْهُ فَيَاخْسُرَانِ أَهْلِي الْأَعْتِرَالِ

ترجمہ: پس وہ تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے جب اس (اللہ) کو دیکھیں گے پس افسوس ہے محروم رہنے والے معترلیوں پر۔

اس کے درمیان تمیز کہ وہ کیا ہے جو جناب قدس واجب تعالیٰ و تقدس کے مناسب ہے اور وہ کیا ہے جو اس ذات تعالیٰ و تقدس کے

مناسب نہیں ۱۲

یعنی نفس و عناصر کے اعتبار سے تصفیہ ۱۲

یعنی عالم امر کے لطائف کے اعتبار سے تزکیہ ۱۲

قولہ متخلہ: یا کی زیر سے، ایک قوت ہے جو دماغ میں ہوتی ہے، اس کا کام ترکیب ہے خاص طور پر بعض صورتوں کو بعض دوسرے کے ساتھ اور نہ دیکھی ہوئی کو دیکھی ہوئی کے ساتھ درست کو یا جھوٹ کو ۱۲

از سلطان: جار مجرور مصون کے متعلق ہے جو تلفظ میں پیچھے ہے ۱۲

یعنی ان علوم کے پہنچانے کے وقت جو تلقی روحانی سے حاصل کئے ہوتے ہیں قوتوں اور حواس کے ساتھ الخ ۱۲

وہ کشف دل کی صفائی پر دلالت نہیں کرتے اور اس کشف والے کی بزرگی اور کرامت پر دلیل نہیں ہوتے بلکہ وہ کشف

استدراج اور امہال کی قسم سے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ

☆ وَأَمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ☆ (الاعراف ۱۸۲، ۱۸۳) ہم آہستہ آہستہ پستی میں گرا دیں گے

انہیں اس طرح کہ انہیں علم تک نہ ہوگا، اور میں مہلت دیتا ہوں انہیں، بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے ۱۲

قولہ ملاحظہ: ملحد کی جمع ہے (میم پر پیش اور حا کے نیچے زیر ہے) راہ حق سے پھرا ہوا فاسق و بے دین، قولہ زنادقہ:

زندیق کی جمع ہے (زا کی زیر سے) وہ جو دو خداؤں کا قائل ہو، دونوں میں سے ایک نور کا اور دوسرا ظلمت کا، جن کو

یزدان اور اہرمن کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، ملحد کے معنی بے دین اور دین سے پھرا ہوا، مذہب میں ملاوٹ کرنے

والے پر بولتے ہیں ۱۲

یعنی کتنی غیر مناسب دلیل ہے کہ بندوں کو احکام کا پابند نہ کریں اور ان کو مہمل اور بے لگام چھوڑ دیں، حیوانوں کی طرح

کہ کھائیں پئیں ۱۲

قولہ باشد: یہاں تک ملحدوں اور بے دینوں کا قول ہے ۱۲

جان لو کہ نعمت عطا کرنے والے کا شکر واجب ہے، یہی فیصلہ ہے ہمارے بڑے بڑے مشائخ کا، صدر الشریعت نے

اس پر دلائل پیش کئے ہیں کہ منعم (نعمت عطا کرنے والے) کا شکر عقل کے لحاظ سے واجب و ضروری ہے ہمارے نزدیک

۔ اور کشف میں قواطع سے نقل کیا ہے، اور ہمارے علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اچھائی اور برائی دو قسمیں

ہیں جو عقل سے جانی جاتی ہیں جیسے عدل، سچائی نفع دینے والی اور نعمت کا شکر کرنے کی اچھائی اور ظلم اور نقصان دہ

جھوٹ کا برا ہونا (عقل سے معلوم ہو جاتا ہے) پھر فرمایا: اور یہی کہنا ہے ہمارے امام ابوحنیفہ کے کثیر شاگردوں کا

خصوصاً ان میں سے عراقیوں کا، اور یہی مذہب ہے تمام معتزلہ کا، اچھائی اور نیکی کی معرفت یہ واجب یا لازم ہے، جب

ضرورت یہ ہے کہ عقلی طور پر شکر ترک کرنے میں سزا ہے یہ عقل جانتی ہے۔ صدر الشریعہ نے فرمایا: کیسے عقلمند جائز سمجھتا ہے

کہ جو عطا کرنے والے بادشاہ سے عطا ہوا جس سے زندگی قائم ہے اور کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں سے لذتیں

حاصل کی جاتی ہیں اور رحمت کے سمندروں میں ڈبو دیا گیا ہے اور ہر لمحہ طرح طرح کی نعمتیں چھائی ہوئی ہیں جن کو شمار

کرنا اور گننا ممکن نہیں، پھر اس کے بعد ان نعمتوں کا انکار کرنا کئی طرح کی ناشکری سے اور طرح طرح کے جھوٹوں سے

ان کو جھٹلانا، حالانکہ بڑی قوت کا مالک بادشاہ سخت عذاب کی قدرت رکھتا ہے، پس اس سب کے باوجود کیسے وہ نہ

پکڑے گا کئی قسم کے عذاب سے اور وہ مذمت نہ کیا جائے گا کسی طرح کی مذمت سے، بلکہ وہ معاف کرتا ہے اور وہ اس

کو زیادہ نہیں کرتا ضرورت کے دعویٰ پر..... اور یہاں شکر سے مراد بندے کا استعمال کرنا ہے تمام ان چیزوں کا جو اسے

عطا کی گئی ہیں اس مقصد پر جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہیں۔ مثلاً آکھ، دیکھنے کے لئے ہے ان چیزوں کو جن کا مشاہدہ

کرنا حلال ہے تا کہ وہ اس سے استدلال کرنے سے وہ استدلال کرے اللہ تعالیٰ کی عجیب صنعت پر۔ اور شاید کہ

انہوں نے مراد لیا ہے استعمال کرنے سے وہ استعمال کرنا جس کا ادراک ہوتا ہے عقل سے، مطلق استعمال کرنا نہیں

- ورنہ عقلیت کے دعویٰ کے کوئی معنی نہیں ہیں ۱۲ فواتح الرحموت فی شرح مسلم الثبوت - مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ
یعنی کس قدر اسکی شرارتیں اور فساد پائے جاتے اگر زواج الخ ۱۲
- ۱۔ یہ آیت ۷۹ دوسرے پارے میں یعنی اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقل مندو ۱۲
یہ آیت ۲۲ سورۃ انبیاء پارہ ۷۱ میں واقع ہے یعنی وہ جو کچھ کرتا ہے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔
- ع نہ بر حرف او جائے انگشت کس
ترجمہ: اس کے کسی حرف پر کسی کو انگلی رکھنے کی جگہ نہیں۔
- ع اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند
ترجمہ: وہ بادشاہ ہے جو چاہے وہ کرے
- ع نیست کس راز ہرہ چون و چرا
ترجمہ: کسی کو چون و چرا کرنے کی جرأت نہیں ۱۲
- ۲۔ قولہ زہرہ: فارسی میں پہلے حرف پر زبر کے ساتھ بولا جاتا ہے، بمعنی ایک چھلکا ہوتا ہے تھیلی کی طرح جو زرد اور کڑوے پانی سے پر ہوتی ہے، اس کے معنی دلیری، شجاعت، قوت اور قدرت ہیں ۱۲
- ۳۔ حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ لَوْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاءٍ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ (۱۱۵)
ترجمہ: اگر اللہ عزوجل تمام آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق کو عذاب میں مبتلا کرتا تو وہ انہیں اس عذاب میں مبتلا کرنے میں ظالم نہ ہوتا اور ایسے ہی حضرت حذیفہ بن یمان اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، اور حدیث بیان کی زید بن ثابت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل ۱۲
- ۴۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام میں اجتہاد فرماتے تھے؟ پس اشعریوں نے اس کا انکار کیا ہے اور اکثر معتزلوں نے بھی۔ اور اکثر علمائے اس کو جائز مانا ہے پس اگر اجتہاد کے بعد آپ کو اس پر قائم رکھا گیا تو آپ کا اجتہاد نص قطعی کی طرح ہو گیا فائدہ پہنچانے میں کیونکہ آپ خطا پر قائم نہیں رہ سکتے تھے ۱۲ فواتح الرحموت
- ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی پناہ مانگتے تھے عذاب قبر سے اور اپنے صحابہ کو بھی اس کا حکم دیتے تھے، عذاب قبر کے متعلق متواتر حدیثیں آئی ہیں، امام نووی نے کہا ہے کہ اہل سنت کا مذہب عذاب قبر ثابت کرتا ہے، اور اس پر کتاب و سنت کے دلائل ثابت ہیں، اور عقل میں کوئی مانع نہیں کہ جس میں حیات لوٹا دی جائے الخ ۱۲
- ۶۔ قولہ منکر یہ انکار سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، اور قولہ نکیر فعیل کے وزن پر ہے مفعول کے معنی میں، دونوں کے معنی ناواقف جسکی پہچان نہ ہو اور ہیبت ناک ہو، ان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ میت ان کو پہچانتی نہیں اور اس سے پہلے میت نے ان کی شکل کی مانند دیکھی نہیں ہوتی ۱۲
- ۷۔ یعنی قبر سے مراد ایک ایسا جہان ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ ہے، قبر معروف نہیں، پس وہ شکوک دفع ہو گئے جو اس مقام میں بعض ذہنوں کو پیش آتے ہیں، یہ معنی اس شخص کو بھی شامل ہے جو پانی میں غرق ہو گیا ہو آگ میں جلادیا گیا ہو یا اسے جانوروں نے کھا لیا ہو وغیرہ وغیرہ ۱۲
- ۸۔ یہ آیت سورۃ مومن ۴۶ پارہ ۲۳ میں واقع ہے یعنی دوزخ کی آگ ہے پیش کیا جاتا ہے انہیں اس پر صبح و شام، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرعونوں کی رو میں سیاہ پرندوں کے پیٹوں میں آگ پر پیش کی جاتی ہیں ہر روز دوبار، صبح و شام آگ پر جاتی ہیں اور انہیں کہا جاتا ہے: اے آل فرعون یہ تمہارا ٹھکانا ہے قیامت قائم ہونے تک، حضرت مقاتل، سدی اور کلبی نے کہا: ہر کافر کی روح صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہے جب تک دنیا قائم ہے ۱۲ معالم مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

نبات نون با سے پہلے ہے یعنی گھاس اور ہر سبزہ اور درخت جو زمین سے اگتا ہے ۱۲

قال اللہ تعالیٰ : وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللہ ط ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اٰخِرٰى فَاِذَا هُمْ قِيٰاَمٌ يُّنظَرُوْنَ ☆ (زمر ۶۸) یعنی اور پھونکا جائے گا صور پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے گا کہ (بیہوش نہ ہوں) پھر

﴿ص ۱۲۱﴾

دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے ۱۲

قوله اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ الخ یعنی جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے ۱۲ سورۃ تکویر

۲

قوله اِذَا السَّمَاءُ اِلْحُ یعنی جب آسمان پھٹ جائے گا، اور کان لگا کر سننے گا اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی

۳

ہے (سورۃ الشقاق) الخ قولہ فُتِحَتِ السَّمَاءُ الخ یعنی اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ

جائے گا ۱۲

یعنی صرف شہادت زبان سے کہنا مسلمان ہونے میں کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ تصدیق الخ ۱۲

۴

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس (میزان) کے دو پلڑے رکھے جائیں گے، اگر اس کے دونوں

۵

پلڑوں میں سے کسی ایک میں تمام آسمان اور زمین اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ رکھ دیا جائے تو اس

میں وسعت ہوگی۔ اور حضرت حسن سے روایت ہے کہ اسکی دوزبانیں ہوں گی اور دو پلڑے ہوں گے۔ اور حضرت

ابن عباس سے روایت ہے کہ میزان کا ایک پلڑا دنیا کے تمام طبقات کی طرح ہوگا۔ اور حدیث بطاقتہ میں وارد ہے: اس

کے ایک پلڑے میں دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں ایک ورقہ تو تمام دفتر ہلکے ہو جائیں گے۔ نظم الفرید لمصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

قوله انثَار: بکھرنے سے انثَار۔ سے، تین نقطے والی ٹا سے بمعنی بکھرنا ۱۲

جان لو کہ جب غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ کیا جائے اور جانا جائے کہ شریعت کے احکام عقل کے مخالف نہیں ہیں، کیونکہ ان

﴿ص ۱۲۲﴾

احکام کی نفی پر عقل کے پاس دلیل قطعی نہیں ہے، البتہ عقل نبوت کی تائید کے بغیر اس کے بعض احکام کی ہدایت نہیں پا

سکتی، نہ یہ کہ مخالفت کرے اور ہدایت نہ پانے اور ادراک نہ ہونے اور عقل کی رسائی نہ ہونے سے عقل کی مخالفت

لازم نہیں آتی کیونکہ مخالفت اور چیز ہے اور نارسائی اور ہے اس لئے کہ ادراک کے بغیر مخالفت کا تصور نہیں ہو سکتا، پس

خوب سمجھ لو ۱۲

جمیہ اور معتزلہ کا نظریہ ہے کہ جنت اور دوزخ فنا ہو جائیں گی ثواب دینے اور عذاب چکھانے کے بعد اپنے اندر داخل

۲

ہونے والوں کے لئے ان کے اعمال کی مقدار کے مطابق ہمیشہ نہیں رہیں گی اپنے اہل کے ساتھ..... بعض سے نقل کیا

گیا ہے کہ جنت فنا نہیں ہوگی اور جہنم فنا ہو جائے گی اور اسی طرف مائل ہیں شیخ ابن العربی..... مرجح سے نقل کیا گیا ہے

کہ دوزخ فنا نہیں ہوگی لیکن دوزخیوں کو عذاب نہیں دے گی۔ اس (اللہ) کے حکم سے اور وہ اس میں رہیں گے جیسے وہ

ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی ۱۲ نظم الفرید

قوله ندانستہ است کہ الخ جان لو کہ حضرت شیخ اپنے قول پر جسے ہوئے وجہ استدلال پیش کرتے ہیں پہلی دلیل درستی

۳

و ضعف الخ آیت ہے، دوسری دلیل وعید میں خلاف جائز ہے، تیسری دلیل اہل دل کا اجماع ہے۔ حضرت مجدد

قدس سرہ نے تینوں دلیلوں کا رد فرمایا ہے۔ پہلی دلیل کا جواب اپنے قول سے کہ آیت میں وسعت رحمت مومنوں کے

حق میں ہے۔ اور دوسری کا جواب اپنے قول سے کہ آیت لَا تَحْسَبَنَّ اللہ الخ (پوری آیت) اور اپنے قول اور

وعید میں خلاف سے بھی اور تیسری کا جواب اپنے قول سے کہ اہل دل کا اجماع کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ ہونا یہ کشفی کی

بات ہے ۱۲

یہ آیت ۸۷ سورہ یوسف میں واقع ہے یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی مایوس نہ ہوگا ۱۲

۴

- ۵ یہ آیت ۱۵۶ سورۃ اعراف پارہ ۹ میں واقع ہے یعنی میری بخشش اور مہربانی نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، پس میں لکھ رکھوں گا اپنی رحمت کو ان لوگوں کیلئے جو تھکای اختیار کرتے ہیں اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ۱۲
- ۶ یہ آیت ۲۷ سورۃ ابراہیم پارہ ۱۳ میں واقع ہے یعنی پس تم یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرنے والا ہے اپنے رسولوں سے ۱۲
- ۷ کیونکہ کسی کا ذکر نہ ہونا اس چیز کے وجود کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ بالفرض ہم تسلیم کی صورت میں کہتے ہیں کہ وعدہ زُسلہ سے عام معنی مراد ہیں جو خاص طور پر شامل ہیں وعدہ اور وعید دونوں کو ۱۲
- ۸ یعنی جب مذکورہ آیت کریمہ دونوں کو شامل ہوگئی پس یہ آیت کریمہ شیخ کے قول کے خلاف ہوئی موافق نہیں، یعنی ان کو نقصان دہ ہے مفید نہیں ۱۲
- ۹ اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ کا علم نفس الامر کے مطابق ہے ورنہ جہل لازم آئے گا۔ اور نفس الامر میں صاحب نصوص کے قول کی بنا پر جس کا انجام کار سب رحمت کے ساتھ ہمیشہ کا انجام نہیں ہے ۱۲
- ﴿ص ۱۲۳﴾ ۱۰ یہ آیت ۶ سورۃ تحریم پارہ ۲۸ میں ہے یعنی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اس نے حکم دیا ہے اور بجالاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے ۱۲
- ۱۱ یعنی ضمیروں کا مذکر لانا جو فرشتوں کی طرف لوٹتی ہیں ان کی شرافت و بزرگی پر مبنی ہے پس دلالت نہیں کرتیں ان کے مذکر ہونے پر ۱۲
- ۱۲ یہ آیت ۷۵ سورۃ حج کے آخر میں پارہ ۱۷ میں واقع ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے بعض کو رسالت کے لئے منتخب فرماتا ہے ۱۲
- ۱۳ عقائد نفسیہ میں کہا: بشر رسول فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہوتے ہیں اور فرشتوں کے رسول افضل ہوتے ہیں عام بشروں سے اور عام بشر افضل ہوتے ہیں عام فرشتوں سے ۱۲ (عام بشروں سے مراد عام مومنین ہیں، کافر نہیں ۱۲)
- ۱۴ یعنی عبدالملک بن عبداللہ جو بنی المتونی ۸۷۷ھ چار سو اٹھتر ۱۲ کشف الظنون
- ۱۵ قولہ مزیت: میم پر زبر اور زانقہ والی کے نیچے زیر ہے اور یا پر فتح ہے، برتری، زیادہ ہونا اور فضیلت ۱۲
- ۱۶ قولہ فالصواب: یعنی درست بات یہ ہے کہ جمہور علمائے کبار نے کہا ہے کہ خواص بشر افضل ہیں خواص فرشتوں سے ۱۲
- ﴿ص ۱۲۳﴾ ۱۷ متواتر وہ ہے جس کو اتنی تعداد میں بیان کرنے والے ہوں جن کا جھوٹ پر متفق ہو جانا ممکن نہ ہو ان کی مثل سے اور اس کے ابتدائی و آخری اور درمیانی زمانہ میں نقل کرنے والے برابر ہوں اور ان کے قول سے علم حاصل ہوتا ہے، پھر وہ عقاربات جس پر محققین اور اکثر ہیں وہ یہ ہے کہ ان کی مخصوص گفتی مقرر نہیں اور خبر دینے والوں کے لئے اسلام اور عدالت کی شرط نہیں لگاتے ۱۲ نووی
- ۱۸ بلکہ ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ ضرورت، اضطراری حالت اور مجبور کئے جانے کے وقت، پس اگر جان کے تلف ہونے کے خوف کے وقت زبان پر کلمہ کفر جاری کرے اور دل تصدیق کرنے پر قائم ہو تو کافر نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَا مَنْ اٰكْرَهٗ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ الخ ۱۲ (نحل ۱۰۶) یعنی سوائے اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ۱۲
- ۱۹ قولہ زُتار: زار پر پیش اور نون پر شد ہے وہ دحا کہ جو عیسائی، مجوسی اور سارے کافر کمر پر باندھتے ہیں ۱۲
- ۲۰ یعنی نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے۔ آیت ۱۳۳ سورۃ نساء پارہ پانچ ۱۲
- ۲۱ یہ آیت ۳ سورۃ توبہ اور سورۃ تحریم میں واقع ہے یعنی اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔

یہ قول پورے کا پورا مبتدا ہے اور اس کی خبر مجدد قدس سرہ کا قول ”انجا صادق است“ ہے ۱۲

شیخ مجدد قدس سرہ کے قول ”پس در تحقیق ایمان الخ“ سے ربط دیا گیا ہے، اس واسطے کہ خدا اور رسول کی محبت ایمان

کے لوازمات میں سے ہے بلکہ اس محبت کا عین ہے، یہ دونوں ان کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر الخ ۱۲

خاص طور پر اپنے قول کی تائید ہے پس ایمان کے ثابت کرنے میں کفر سے بیزاری کے بغیر پارہ نہیں ہے ۱۲

یہ آیت ۲۳ سورۃ شوریٰ پارہ ۲۵ میں واقع ہے یعنی آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے اہل قرابت کی دوستی کے علاوہ

کوئی بدلہ نہیں چاہتا، اور جو شخص ایک نیکی کمائے گا ہم اسکی نیکیوں میں اور زیادتی کر دیں گے ۱۲

یہ آیت ۳ سورۃ ممتحنہ پارہ ۲۸ میں واقع ہے یعنی بے شک تمہارے لئے خوبصورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں

(کی زندگی) میں جب انہوں نے (بر ملا) کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور ان معبودوں سے جن کی تم

پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا: ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض

پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ ایک اللہ پر ۱۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ

كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ عَلَى غَضَبِي وَفِي رِوَايَةٍ غَلَبَتْ

غَضَبِي یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا تو اس نے ایک کتاب لکھی، وہ کتاب اس کے پاس

اس کے عرش پر ہے، وہ کتاب یعنی تحریر یہ ہے: بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے، اور ایک

روایت میں لفظ سبقت کی جگہ غلبت (غالب آگئی ہے) آیا ہے۔ (بخاری مسلم، مشکوٰۃ باب رحمة اللہ) مطلب یہ

ہے کہ اسکی رحمت کے غلبے کے آثار یعنی وجود و انعام تمام مخلوق پر چھائے ہوئے ہیں گنتی میں نہیں آسکتے بخلاف غضب

کے آثار کہ وہ انسانوں میں بعض وجہ سے ظاہر ہیں جیسا کہ فرمایا: وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا یعنی

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو شمار نہ کر سکو اور یہ بھی فرمایا: عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ یعنی میرا عذاب پہنچاتا

ہوں میں جس کو چاہتا ہوں ۱۲ المعات

یہ آیت ۵۶/۵۵ سورۃ مومنون پارہ ۱۸ میں واقع ہے، یعنی کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد میں جو ان کو

ترقی دے رہے ہیں تو اس سے ان کو فائدہ پہنچانے میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ ان کو اس (حکمت) کا شعور

نہیں ہے ۱۲

یہ آیت ۱۸۲، ۱۸۳ سورۃ اعراف کے آخر پارہ نو اور سورۃ نون والکلم پارہ انتیس ۲۹ میں واقع ہے یعنی ہم ان کو

(جہنم کی طرف) اس طرح آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں جس کی ان کو خبر نہیں ہوتی اور ہم ان کو مہلت دیتے ہیں،

بے شک ہماری تدبیر بہت مضبوط ہے ۱۲

جیسا بخاری مسلم کی حدیث شفاعت میں مذکور ہے: فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ أَوْ خَرَدَلَةٍ مِّنْ

إِيمَانٍ وَفِي الْمَرَّةِ الثَّلَاثَةِ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَذْنَى أَذْنَى مِثْقَالَ حَبَّةٍ خَرَدَلَةٍ مِّنْ

إِيمَانٍ ۱۲ مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعة ترجمہ: پس اسے نکال لو جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے

دانہ کے برابر ایمان ہو، اور تیسری بار میں فرمائے گا: پس اسے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کمتر ایمان ہے ۱۲

قولہ جنازة: جنازہ زبر کے ساتھ، مردہ کو کہتے ہیں، اور جیم کے زیر سے مردہ کی چار پائی کو، اور پہلے معنی میں زیر اور

دوسرے معنی میں زبر کے ساتھ بھی آیا ہے ۱۲

كَمَا هُوَ الْعَمَلُ الْيَوْمَ یہ جملہ منی سے متعلق ہے یعنی جیسا کہ آج کل علماء کا معمول ہے کہ اس قسم کے آدمی کے

جنازہ پر نماز نہیں پڑھتے اور کفار کے ساتھ شامل کرتے ہیں یہ عمل اس قول پر دلالت کرتا ہے جو سوال میں ہے پس بقوی

علمای اید کہ آن شخص الخ ۱۲

یہ آیت ۲۸ سورہ نساء پارہ پانچ میں واقع ہے یعنی بے شک اللہ اس کو نہیں بخشے گا جس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک

قرار دیا ۱۲

یہ آیت ۸۲ سورہ انعام پارہ سات میں واقع ہے یعنی جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک سے ملوث نہیں

﴿ص ۱۲۷﴾

کرتے ان کے لئے امن و سلامتی ہے ۱۲

یہ آیت ۹۳ سورہ نساء پارہ پانچ میں واقع ہے یعنی جو شخص کسی مومن کو قصد قتل کرے پس اسکی سزا جہنم ہے جس میں وہ

۲

ہمیشہ رہے گا ۱۲

حدیث کی تخریج کرنے والے نے کہا: میں نے اسکی کوئی اصل نہیں پائی نہ حدیث کی معتبر کتابوں میں اور نہ غیر معتبر

۳

کتابوں میں، اس کو صرف بعض ناقص فقیہ متاخرین نے درج کیا ہے ۱۲ معرب

قولہ ہبہ حارپیش ہے اور تیسرا حرف بالیعنی اسی سال کی مدت ۱۲ غیاث

مکتوب ۲۶۶ میں مذکور حدیث مجالس الابرار میں مرفوعاً مروی ہے (مترجم)

۴

قولہ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكُتُبِ مِنْ أُمَّتِي اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور اسکو

۵

ابن ماجہ نے بھی حضرت جابر سے روایت کیا ہے ۱۲ مشکاة یعنی میری وہ شفاعت جو گناہوں کی معافی کیلئے ہوگی، لیکن وہ

شفاعت جو درجات کی بلندی کے لئے ہوگی وہ سب متقیوں اور اولیاء کے لئے ہوگی، یہ شفاعت سب اہل ملت کے

درمیان متفقہ ہے ۱۲ المعات

قولہ امتی أمة مرحومة الخ اسے خطیب نے المفتح والمفرق میں روایت کیا اور ابن نجار نے ابن عباس سے

۶

ان لفظوں میں روایت کیا: امتی أمة مرحومة لا عذاب علیہا فی الآخرة، فاذا کان یوم

القیامة اعطی اللہ کل رجل من امتی رجلاً من اهل الادیان فکان فداءً من النار۔

(میری امت مرحومہ امت ہے آخرت میں اس پر عذاب نہیں ہوگا، پس جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ میری امت

کے ہر شخص کو دوسری امتوں میں سے ایک آدمی عطا کرے گا تو وہ اس کا فدیہ ہوگا دوزخ سے، روایت کیا ابوداؤد طبرانی

اور حاکم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کیا، امتی هذه أمة مرحومة لیس

علیہا عذاب فی الآخرة انما عذابہا فی الدنیا الفتن والزلازل والقتل والبلايا۔ (میری یہ

امت امت مرحومہ ہے اس پر آخرت میں عذاب نہیں، اس امت کا عذاب دنیا میں ہے فتنے، زلزلے، قتل آزمائشیں

۔ اور پہلی سند میں عبد اللہ بن ضرار ہے، امام ابن معین نے فرمایا اسکی حدیث نہ لکھی جائے ۱۲ المعرب

۷

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ یعنی ایمان کا کمی اور زیادتی کا قبول کرنا سلف محدثین اور متکلمین کی ایک جماعت کا

مذہب ہے، اکثر متکلمین نے ایمان کے کم اور زیادہ ہونے کا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے جب زیادتی کو قبول

کرے گا تو پہلی حالت شک اور کفر ہوگی۔ ہمارے محققین ائمہ متکلمین نے کہا ہے کہ نفس تصدیق نہ زیادہ ہوتی ہے اور نہ

کم ہوتی ہے۔ اور ایمان شرعی زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے اپنے ثمرات و نتائج کے زیادہ ہونے سے اور یہ اعمال ہیں

اور اس کا نقصان اور کمی مراد ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ اس میں اچھی موافقت ہے ان ظاہر نصوص میں جو ایمان

کی زیادتی کے بارے میں آئی ہیں اور سلف کے اقوال میں اور لغت میں اسکی اصل وضع میں جس پر متکلمین ہیں۔ اٹھویں ۱۲

قولہ انجلاء الف اور جیم کے نیچے زیر ہے یعنی روشن و صاف ہونا ۱۲ غیاث المعصح رحمہ اللہ تعالیٰ

۸

یعنی یقین غیر روشن اور یقین ناقص، یقین روشن اور کامل کے مقابلہ میں کوئی قدر اور مرتبہ نہیں رکھتا، گویا یقین ناقص

﴿ص ۱۲۸﴾

یقین تام کے مقابلہ میں یقین کے افراد میں سے نہیں ہے بلکہ یقین منحصر ہے یقین روشن اور کامل یقین میں۔ اور اس

کلام کا مقصد یقین کامل اور ناقص کے مراتب کا بیان ہے ۱۲

۲ اور آیت پوری اس طرح ہے : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُدُوا فَانشُدُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (سورۃ مجادلہ آیت ۱۱ پارہ اٹھائیس) یعنی اے مسلمانو! جب تمہیں کہا جائے کہ آنے والوں کے لئے جگہ کشادہ کر دو مجلس میں تو کشادہ کر دیا کرو، اللہ تمہارے لئے کشادگی فرمائے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو کرو، اللہ تعالیٰ ان کے جوتم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا درجات بلند فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ جوتم کرتے ہو اس سے خوب آگاہ ہے ۱۲

۳ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا: لَوْ وَزَنَ إِيمَانُ ابْنِ بَكْرٍ بِإِيمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ (اگر ابو بکر کے ایمان کو تمام زمین والوں کے ایمان کے ساتھ تولاجائے تو سب کے ایمان سے وزنی ہوگا) یہ روایت مرفوعاً بھی وارد ہے ۱۲ تشہید البانی

یہ اشارہ ہے بعض امام اعظم کے مخالفوں کے اعتراضات کے تفصیل کی طرف اور ان کے جواب کی طرف، زیادہ تفصیل ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے ۱۲

۴ امام نووی نے فرمایا: سلف وغیرہ میں سے علما نے اختلاف کیا ہے انسان کے بولنے میں اس کا کہنا کہ انا مؤمن (میں مومن ہوں) ایک جماعت نے کہا انا مومن نہ کہے اس پر اکتفا کرتے ہوئے بلکہ کہے انا مؤمن انشاء اللہ (میں مومن ہوں اگر اللہ نے چاہا) یہ مذہب بیان کیا ہے ہمارے بعض علما نے ہمارے اکثر متکلمین علما سے، اور دوسرے علما مطلق انا مؤمن کہنے کے جواز کی طرف گئے ہیں اور وہ انشاء اللہ نہ کہے، یہ مختار ہے اور اہل تحقیق کا قول ہے، امام اوزاعی وغیرہ کا موقف یہ ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں، اور مختلف اعتبارات سے سب صحیح ہے، جنہوں نے انا مؤمن کہنے کو مطلق رکھا ہے ان کی حال کی طرف نظر ہے اور ایمان کے احکام جاری ہوتے ہیں فی الحال، اور جس نے انشاء اللہ کہا ان کے نزدیک یہ تبرک کے لئے ہے یا عاقبت اور انجام کے اعتبار سے ہے، اور جو اللہ نے مقدر فرمایا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ وہ ایمان پر ثابت رہے گا۔ یا اس سے پھر جائے گا۔ دونوں صورتوں میں اختیار کا قول اچھا اور صحیح ہے۔ دونوں پہلے قولوں کے ماخذ کی طرف نظر کرتے ہوئے اور اختلاف کی حقیقت کو رفع کرتے ہوئے ۱۲

۲ اور کرامت کے حق ہونے پر دلیل وہ ہے جو بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اور ان کے بعد کے لوگوں سے تو اتر کے ساتھ ثابت ہے جس کا انکار ممکن نہیں خصوصاً امر مشترک کا، اگرچہ اسکی تفصیلات خبر آحاد ہیں اور اسی طرف شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول: "واذ کثرت وقوع خوارق" الخ سے اشارہ کیا ہے ۱۲

۳ ولی کی کرامت کے منکر معتزلہ ہیں، وہ کہتے ہیں اگر اولیاء سے خوارق عادات کا ظہور جائز رکھا جائے تو معجزے کے ساتھ اشتباہ پیدا ہو جائے گا، نبی کا غیر نبی سے امتیاز نہ رہے گا، تو اس کا حضرت شیخ مجدد نے اپنے قول: "معجزہ نبی مقرون بدعلی نبوت است الخ" سے جواب دیا ہے ۱۲

۴ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل البشر ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام صحابہ سے ایات

وللصديق رجحان جلی علی الاصحاب غیر احتمال
وللفاروق رجحان وفضل علی عثمان ذی النورین عال
وذوالنورین حقاً کان خیراً من الکرار فی صف القتال

وللكرار فضل بعد هذا علي الاغيار طرا لاتبال

ترجمہ: صدیق کے لئے (ایمان میں) واضح طور پر وزن ہے تمام صحابہ پر بغیر کسی احتمال کے اور فاروق کے لئے (ایمان میں) زیادہ وزن اور فضیلت ہے عثمان ذوالنورین پر بلندی ہے اور ذوالنورین یقیناً افضل ہیں (حیدر) کرار سے جہاد کی صف میں اور حیدر کرار کے لئے فضیلت ہے اس کے بعد سب غیروں پر قلیل پر نہیں ۱۲ بدء الامالی

یعنی امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعری شافعی نے فرمایا ہے، کہ حضرت ابوبکر کی فضیلت پھر حضرت عمر کی فضیلت بقیہ تمام امت پر قطعی ہے ظنی نہیں اسی پر اکثر امت ہے، قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا کہ وہ ظنی ہے، اس کو اختیار کیا ہے امام الحرمین نے ارشاد میں اور اسی پر جزم کیا ہے صاحب مفہم نے شرح مسلم میں ۱۱۲ الصواعق المحرقة قولہ احواط است: کیونکہ استثناء ظاہری طور پر شک پر دلالت کرتا ہے پس اس سے بچنا لازم ہے ۱۲

یعنی امام ذہبی نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب سے ان کی خلافت و مملکت کے زمانہ میں آپ کے قبعین میں سے ایک جم غفیر کے سامنے تو اتر کے ساتھ منقول ہے کہ أن أبا بكر و عمر أفضل الأئمة (ابوبکر اور عمر تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ سے افضل ہیں پھر ذہبی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اسی ۸۰ سے زیادہ راویوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا ہے اور ان میں سے ایک جماعت کا نام بھی لیا ہے، پھر اس کے نقل کرنے کے بعد ذہبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرقہ رافضیہ کو خوار و ذلیل اور رسوا کرے کس قدر نادان اور جاہل ہیں کہ یہ نالائق باوجود شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کی فضیلت کے ثبوت کا حضرت علی اقرار کرتے ہیں، اور یہ انکار پر اصرار کرتے ہیں ۱۲

یعنی شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ ۱۲ کشف الظنون

اور وہ جو صواعق محرقة میں ہے اس نے کہا: اور کہا جاتا ہے اس کو حضرت علی سے روایت کیا اسی سے زائد الخ ۱۲

یعنی امام بخاری علیہ رحمۃ الباری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں بہتر ابوبکر ہے پھر ان کے بعد عمر پھر ان کے بعد ایک دوسرا مرد (یعنی عثمان) پس ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ نے کہا: پھر تمام لوگوں سے بہتر آپ ہیں؟ اس پر حضرت علی نے فرمایا: کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں بغیر امتیاز کے، ان کا یہ کہنا نہایت تواضع کی وجہ سے ہے ۱۲

یعنی امام ذہبی وغیرہ نے صحیح سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ مجھے ان دونوں ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں آگاہ رہو کہ جو بھی مجھ کو ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری (جھوٹا) ہے اور اس کے لئے وہی سزا ہے جو ایک مفتری کی ہوتی ہے ۱۲

قولہ واخرج الدارقطني الخ یعنی دارقطنی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں جس کو پاؤں گا کہ وہ ابوبکر و عمر پر مجھے فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے ایک مفتری (تہمت لگانے والے) کو لگنے چاہیں ۱۲

قولہ وائتمل ذلک الخ اس قسم کی بہت سی روایتیں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور آپ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام سے اس کثرت اور تواتر سے آئی ہیں جن میں کسی کو انکار کی مجال نہیں۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق جو اکابر شیعہ سے ہے کہتا ہے کہ میں شیخین (ابوبکر و عمر) کو اس لئے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی نے اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے ورنہ میں ان (شیخین) کو کبھی فضیلت نہ دیتا، میرے نزدیک یہ گناہ ہے کہ میں ان (حضرت علی) سے محبت کا دعویٰ کروں اور ان (کے قول) کی مخالفت کروں ۱۲

- ۲ قولہ قرطبی گفتہ الخ وہ شیخ محقق شمس الدین بن محمد بن احمد بن فرح انصاری اندلسی ہیں متوفی ۱۷۶ھ
- ۳ یعنی الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة یہ کتاب امام علامہ فقیہ محدث شہاب الدین احمد بن حجر پیشی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے ۱۲
- ۴ علامہ تفتازانی نے کہا: اور سلف حضرت عثمان کو فضیلت دینے میں توقف کرتے تھے اس حیثیت سے کہ انہوں نے اہل سنت و جماعت کی علامات میں تفصیل شیخین اور عثمین (دونوں دامادوں) کی محبت کو قرار دیا ہے ۱۲ شرح عقائد
- ۵ یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں توقف کیسے متصور ہو سکتا ہے حالانکہ امام اعظم کے مقلدین علماء امام اعظم کے مذہب کو سب سے زیادہ جانتے ہیں ان کی کتابیں اس مضمون سے بھری ہوئی ہیں کہ خلفائے راشدین کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے ۱۲
- ۵ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانہ (ملامت) نہ بنانا، جس شخص نے ان کو دوست رکھا اس نے گویا میری محبت کے باعث ان کو دوست رکھا، اور جس شخص نے ان سے بغض رکھا اس نے گویا میری دشمنی کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے گویا مجھ کو ایذا دی، اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو ایذا دی (یعنی اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی قریب ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے مواخذہ کرے یعنی عذاب دے۔ اس حدیث کی عبارت میں دراصل اللہ اللہ فی اصحابی کے الفاظ تین بار ہیں مبالغہ اور تاکید کے لئے، اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے ۱۲ مشکوٰۃ باب مناقب الصحابة
- ۶ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے رسوا کن عذاب ۱۲ آیت ۵۷ سورۃ احزاب پارہ بائیس
- ۷ یعنی مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۹۷۱ھ ۱۲ کشف الظنون
- ۸ ﴿ص ۱۳۱﴾ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے: اور انصاف یہ ہے کہ اگر فضیلت سے کثرت ثواب کا ارادہ کیا جائے تو توقف کی وجہ ہے اور اگر ارادہ کیا جائے اس چیز کی کثرت کا جس کو اہل عقل شمار کرتے ہیں تو نہیں ۱۲ شرح عقائد
- ۲ قولہ لفظ فضل: جان لو کہ فضل فا کی زبر سے، اس کا معنی ہے افزودنی، زیادتی، بخشش، اور غلبہ کرنا کسی پر فضیلت میں، پس شاید کہ برابر جانا ہے انہوں نے لفظ کے راستہ کو، فضل پہلے معنی میں اس خطرناک محل میں ڈالتا ہے، اور فضل کو فضولی سے جانا ہے، جان لو کہ یہ لفظ حضرت شیخ قدس سرہ کی طرف سے خوش طبعی اور مزاح کے طور پر ہے ۱۲
- ۳ جان تو کہ لفظ فضول پہلے دونوں حرفوں پر پیش سے ہے، بمعنی افزودنیاں اور زیادتیاں ہے یہ فضل کی جمع ہے، اور فضول اس کو کہتے ہیں جو غیر ضروری کام اور بے کار باتیں کرے نیز فضول مصدر ہے یعنی افزودنی اور فضول فایز بر اور ض پر پیش بمعنی زیادہ گو، وہ شخص جو غیر ضروری کاموں میں وقت ضائع کرے ۱۲
- ۴ یعنی چاروں خلفاء کی مقررہ ترتیب کی علت اور سبب ان کی عمروں کی مدت ہے یعنی جب اللہ عزوجل کے نزدیک حضرت ابوبکر کی مقررہ اجل حضرت عمر کی اجل سے پہلے تھی لہذا حضرت ابوبکر کی خلافت حضرت عمر سے پہلے مقرر ہو گئی اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان کو قیاس کر لو اور ایسے ہی حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافت کی ترتیب کو سمجھ لو۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۲
- ۵ یعنی ظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہنا، اور خلاف شرع کلمات زبان پر لانا اور ایسے کلمات جو مستی اور ذوق کے وقت بے اختیار صادر ہوتے ہیں ۱۲
- ۵ یعنی علامہ تفتازانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افراط محبت کے باوجود فرماتے ہیں: اور جو لڑائی جھگڑے ان کے درمیان

واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کے بارہ میں نزاع کے باعث نہ تھے بلکہ اجتہاد میں خطا کے سبب سے تھے..... اور اس (شرح عقائد) کے حاشیہ خیالی میں ہے کہ حضرت معاویہ اور ان کے لشکر نے (حضرت علی) کی اطاعت سے بغاوت کی۔ اور ساتھ ہی اس امر کا اعتراف بھی کیا کہ وہ (حضرت علی) تمام اہل زمانہ سے افضل ہیں۔ اور وہ امامت کے ان سے زیادہ حقدار ہیں، ایک شبہ کی وجہ سے کہ حضرت علی کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص نہ لینا تھا..... اور حاشیہ قرۃ کمال الدین اسماعیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”ہمارے جن بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی وہ فاسق و کافر نہیں ہیں کیونکہ ان کے لئے تاویل ہے ۱۲ یعنی مولانا کمال الدین اسماعیل فرمائی المعروف قرۃ کمال ۱۲ کشف

﴿ص ۱۳۲﴾

حدیث الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین (نماز دین کا ستون ہے پس جس نے اس کو قائم کیا تو اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اس (نماز) کو چھوڑ دیا تو اس نے دین کو گرا دیا) اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا، یہ بات علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی تخریج میں کہی ہے ۱۲ تشدید

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسبغو الوضوء (وضو کو کامل کرو) اس کو مسلم نے روایت کیا، یعنی وضو کو تمام اور کامل کرو اس طرح کہ وضو میں دھوئے جانے والے اعضا میں سے کوئی خشک نہ رہے..... دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر ناخن کے سرے کی مقدار کوئی جگہ خشک رہ جائے تو وضو درست نہیں ہوگا۔ اچھی طرح جان لو کہ اسباغ (کامل طور پر دھونا) اس معنی میں فرض ہے، لیکن اسباغ بمعنی دو بار دھونا یا تین بار دھونا مستحب و سنت ہے ۱۲ یعنی پورے سر کا مسح کرے، سر کے کچھ حصے کے مسح پر اکتفا نہ کرے کیونکہ بعض مجتہدین پورے سر کے مسح کے فرض ہونے کے قائل ہیں ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسبغ الوضوء واخلل بین الاصابع، (یعنی وضو کامل کرو اور انگلیوں کے درمیان (خلل کرو) ایضا اذا توضأت فخلل اصابع یدیک ورجلیک (یہ بھی فرمایا: جب تو وضو کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلل کر) اس کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے..... شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کے خلل کی کیفیت یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے دائیں پاؤں کی چھنگلی سے ابتداء کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے، ہاتھوں کی انگلیوں کا خلل کرنا اس طرح کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا ۱۲ (احیاء المعانی باب سنن الوضوء)

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو اپنی چھنگلی سے ملتے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ شیخ (عبدالحق نے کہا کہ بعض کہتے ہیں یہاں دیکھ خلل کرنے کے معنی میں ہے ۱۲ (احیاء المعانی شرح مشکوٰۃ باب سنن الوضوء)

کامل وضو کے بعد یعنی نجاست حقیقیہ غلیظہ، خفیفہ، حکمیہ، صغریٰ اور کبریٰ سے پاک ہو کر نماز کا ارادہ کرنا چاہیے ۱۲ یعنی اول وقت میں سوائے موسم گرما میں ظہر، (ٹھنڈا کر کے) موسم سرما میں عشاء (دیر سے) اور فجر صبح صادق کے روشن ہونے کے وقت ۱۲

تو لہ قدر مسنون یعنی فجر اور ظہر میں چالیس یا پچاس آیتیں اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک) اور مغرب میں قصار مفصل (سورۃ زلزال سے سورۃ ناس تک) پڑھے۔ امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا کہ ہمیں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی علی بن زید بن جدعان سے انہوں نے حسن وغیرہ سے انہوں کے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھیں

پہلا دفتر کتب امام ربانی چوتھا حصہ

پہلا دفتر کتب امام ربانی چوتھا حصہ

اور عشاء میں اوساط مفصل اور صبح میں طوال مفصل (سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک) اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت کرتے، ہر رکعت میں تیس آیتوں کی مقدار ۱۲ فتح القدر

۴ طمانینت: بغیر نقطہ طا پر پیش ہے، اور پہلے نون کے نیچے زیر ہے اور یا معروف ہے اور دوسرے نون پر زیر ہے، اس کے معنی سکون قلب کے ہیں۔ اور جو لوگ طا پر زیر اور ایک نون یعنی پہلے نون کو پڑھتے ہیں اور دوسرے نون کو ترک کرتے ہیں، یہ خطا ہے، مگر صراح سے ایک نون کا حذف ظاہر ہوتا ہے ۱۲ غیاث

۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان فیہم السقیم والضعیف والكبیر واذا صلی احدکم لنفسه فلیطول ما شاء..... متفق علیہ یعنی تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے (امامت کرے) تو ہلکی نماز پڑھے کہ بے شک ان میں بیمار، کمزور اور زیادہ عمر والے بھی ہوتے ہیں..... اور جب اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے نماز لمبی کرے ۱۲ (مشکوٰۃ باب ما علی الامام)

۶ ضمّ ضاد پر ز اور میم پر شد بمعنی ملنا، ملانا ایک چیز کا دوسری چیز میں ۱۲

۷ قولہ فوائد در ضمن آن الخ اشارہ سے جان لو کہ احکام شرعیہ حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہیں جو بندوں کی طرف لوٹنے والی ہیں، لیکن ان کا جاننا اور اپنا مطلع نظر بنانا ضروری نہیں ہے بلکہ صاحب شریعت کی متابعت کی نیت سے عمل میں لائے ۱۲ یعنی اعمال کے لئے جیسا کہ وہ مناسب ہے اور اسی طرح ہے عربی نسخہ میں ۱۲

۸ قولہ تشکیک کسی کو شک میں ڈالنا، قولہ مشکک، تشکیک مصدر سے اسم فاعل ہے یعنی شک میں ڈالنے والا ۱۲

۹ پائے استدلالیان چوبیس بود پائے چوبیس سخت بے حکمین بود

۱۰ گر باستدلال کارے دین بدے فخر رازی راز دار دین بدے

۱۱ ترجمہ: عقل کی دلیلیں لانے والوں کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں لکڑی کے پاؤں بہت کمزور ہوتے ہیں

۱۲ اگر عقل کی دلیلوں پر دین کا کام ہوتا تو فخر الدین رازی صرف دین کے راز دار ہوتے ۱۲

۱۳ رد آیت ۲۸ یعنی خبر دار کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے ۱۲

۱۴ جیسا کہ اصل کام کی حقیقت پر نہ پہنچنے والے خیال کرتے ہیں اور اس کو کمال جانتے ہیں ۱۲

۱۵ یعنی طریقت کے سلوک سے غیبی صورتوں اور اشکال و انوار اور رنگوں کے معائنہ کو مقصود بنانا اصلی مقصود اور حقیقۃ الامر

۱۶ کے مقابلہ میں لہو و لعب میں داخل ہے اور بے سود ہے ۱۲

۱۷ اور اس (سماع و رقص) کے دروازے کو نہیں کھولتے بلکہ خرابی کے ذریعے اور دیلے کے دروازے کو بند رکھتے ہیں اور

۱۸ اس کے ثمرات و فوائد کو اپنا مطلع نظر نہیں فرماتے ۱۲

۱۹ جان لو کہ ذکر جہر مخصوص مقاصد اور معین مواقع میں واقع ہوا ہے چنانچہ اذان، خطبہ، جمعہ، حج، تکبیرات تشریق اور

۲۰ ادبار صلوٰۃ، سرحدوں، سفروں، خندق کھودنے، اور مسجد نبوی کے لئے پتھر وغیرہ اٹھانے کے بہت سے مقامات میں،

۲۱ لیکن ان مواقع کی خصوصیت کے احتمال سے وارد ہوا ہے پس جس نے علت اور معنی کی جانب نظر کی اس نے علی العموم

۲۲ اجازت دی اور وہ جس نے خصوصیت پر نظر کی اس نے (ذکر جہر کے) وارد ہونے کے مقامات تک محدود رکھا، اور یہ

۲۳ بھی احتمال ہے کہ شیخ قدس سرہ کی مراد ذکر جہر مفرط سے منع کرنا مراد ہونہ کہ ذکر جہر مطلق سے حضور علیہ الصلوٰۃ

۲۴ والسلام نے فرمایا: ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا وقال

۲۵ تعالیٰ: وَاذْكُرْ ذُنُوبَكَ فِي نَفْسِكَ تَضْرَعًا وَخِيفَةً وَذُؤْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ (آیت ۲۰۵

۲۶ اعراف) اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور قاصب کو نہیں پکار رہے ہو..... اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے ۱۲ مصحح رحمہ اللہ تعالیٰ
 سید امیر کلال قدس سرہ حضرت خواجہ محمد ساسی کے تمام خلفاء سے افضل و اکمل تھے آپ سیدات کی بزرگی رکھتے تھے یعنی
 سید تھے، آپ سوخار گاؤں کے رہنے والے تھے ان کی پیدائش اور وفات وہاں ہی ہوئی، آپ کوزہ گری کا کام کرتے
 تھے بخارا کی زبان میں کوزہ بنانے والے کو کلال کہتے ہیں (عربی کاف کی پیش اور لام بغیر شد کے بولتے ہیں) حضرت
 خواجہ بہاء الدین کو صحبت کی نسبت اور سلوک طریقت کے آداب کی تعلیم اور تلقین ذکر انہی سے حاصل ہے۔ خواجہ
 بابا ساسی نے امیر سید کلال کو فرمایا: میرے فرزند بہاء الدین کی تربیت و شفقت میں دریغ نہ کرنا یعنی کمی نہ کرنا ورنہ میں
 تمہیں معاف نہیں کروں گا اگر تم نے کوتاہی کی..... امیر کلال نے فرمایا: میں مرد نہیں ہوں اگر خواجہ کی وصیت میں کمی
 کروں..... حضرت امیر نے خواجہ بہاء الدین کو فرمایا: اے فرزند بہاء الدین حضرت بابا کی وصیت جو تمہارے حق میں
 تھی ہم نے پورے طور پر ادا کر دی ہے ۱۲ فقہات و رشحات، جان لو کہ داش (دال بے نقطہ اور ش نقطہ والی) وہ جگہ جس
 میں بہت زیادہ آگ جلائی جائے خواہ اینٹیں پکائیں یا برتن پکائیں یا چونہ پکائیں۔ کلال (کاف پر پیش) فارسی میں
 اس شخص کو کہتے ہیں جو مٹی سے برتن بنائے ۱۲ غیاث

۱۳۵

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

جان لو کہ مسئلہ سماع کو مکتوب نمبر ۲۸۵ دفتر اول میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بعض کے حق
 میں مفید اور جائز جانتے ہیں پس مطلق کو مقید پر حمل کرنا چاہیے اور حضرت شیخ کے کلام کو صحیح محل پر رکھنا چاہیے ۱۲
 اللہ تعالیٰ نے ان (اہل استدراج) کے حق میں فرمایا ہے: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ☆
 وَأَمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۱۲ (ہم آہستہ آہستہ پستی میں گرا دیں گے انہیں اس طرح کہ انہیں علم تک نہ ہو
 گا اور میں مہلت دیتا ہوں انہیں، بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پختہ ہے)
 قولہ یونان (پہلے حرف پر زبر مگر مشہور پیش کے ساتھ ہے، وہ ایک ملک ہے پانچویں اقلیم میں اور روم میں داخل ہے جو
 یونان بن یافت بن نوح کے نام سے آباد ہوا ۱۲
 جو گیان و براہمان دو گروہ ہیں ملک ہندوستان کے مشرکوں کے پیشواؤں سے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ان کو
 دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین ہے ۱۲
 اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو خریدتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کر دینے والی باتوں کو تاکہ بھٹکاتے رہیں راہ خدا
 سے (اس کے نتائج بد سے) بے خبر ہو کر اور اس کا مذاق اڑاتے رہیں یہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے ۱۲
 سورۃ لقمان پارہ اکیس (۲۱)۔ ۱۲

وہ مجاہد بن جبر (جیم کی زبر اور ایک نقطہ والی با سا کن کے ساتھ ہے) ابو الحجاج مخزومی ان کے غلام تھے مکی تھے تفسیر اور علم
 میں امام اور ثقہ تھے ۱۲

قولہ ونی المدارک یعنی مدارک التزیل وحقائق التاویل الامام حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی المتوفی سن۱۰۸۱
 وسن۱۱۲۰ (ترجمہ: اور تفسیر مدارک میں ہے یعنی مدارک التزیل وحقائق التاویل از امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد
 نسفی متوفی ۱۰۸۱ء) ۱۲

اور تفسیر خازن میں ہے اور ابن مسعود، ابن عباس، حسن، عکرمہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے انہوں نے
 کہا: لہو الحمد یث گانا ہے، اور یہ اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور ابو الصہباء نے کہا: میں نے ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ گانا ہے اس اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود
 نہیں ہے انہوں نے اس جواب کو تین بار دہرایا، اور ابراہیم نخعی نے فرمایا: گانا نفاق پیدا کرتا ہے ۱۲

در مختار میں ہے: قرآن پڑھنے اور اذان کہنے میں ترجیح یعنی آواز کو پھیرنا خوش آوازی سے جائز ہے اگر اس سے

حروف زیادہ نہ ہو جائیں، اگر ترجیح سے حرف زیادہ ہو جائے (مثلاً زبر سے الف اور زیر سے یا اور پیش سے واؤ پیدا ہو جائے تو قاری و مؤذن اور اس کے سننے والے کو مکروہ ہے اور سننے والے کا یوں کہنا کہ تو نے کیا اچھا کیا (احسن) اگر اس کے چپ ہونے کے واسطے یہ بات کہی تو بہتر ہے اور اگر اس غلط قراءت پر احسن (تو نے اچھا کیا) کہا تو اس پر کفر کا خوف ہے..... اور ردالمحتار میں ہے: کیونکہ اس نے متفقہ حرام کو اچھا کہا، طحاوی شاید کہ وہ یقیناً کافر نہیں ہوگا کیونکہ اس کا اسے اچھا کہنا اس حیثیت سے نہیں کہ اس قاری نے قرآن کو اسکی اصل وضع سے خارج کر دیا ہے بلکہ اسکی تعظیم اور تطریب کی حیثیت سے کہا ہے، اور یہ اس کے قریب ہے جیسے ہمارے زمانے میں اس کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کو حرام گانا سنائے بَارَكَ اللهُ طَيِّبَ اللّٰهُ الْاَنْفَاسِ تو اگر اسکی تعریف اور اس کے لئے دعا اس نیت سے ہے کہ وہ چپ ہو گیا ہے تو یہ اچھا ہے اور اگر اس کے گانے کی وجہ سے تعریف کی ہے تو یہ دوسرا گناہ ہے گانا سننے کے ساتھ، اس فعل پر ڈرایا گیا ہے اور اس پر تنبیہ کی ہے، لمصحح رحمہ اللہ تعالیٰ (فی آخر کتاب الخطر والاباحہ ص، ۲۷۰، ۲۷۱)

یہ آیت سورۃ فرقان کے آخر میں واقع ہے ۱۲

قولہ وقاتل مجاہد..... اسی طرح محمد بن حنفیہ سے روایت ہے: لَا يَشْهَدُونَ اللَّهْوَ وَالْغِنَاءَ ۱۲ تفسیر خازن (وہ لہو اور گانے میں حاضر نہیں ہوتے)

قولہ لمؤثری..... وہ جو کلمات کو اپنے مقامات سے بدل دیتا ہے، قرآن میں اپنے راگ کے سبب ۱۲

قولہ ابی نصر..... وہ بڑے امام تھے دبوسی نسبت دبوسہ کی طرف جو سمرقند کا ایک گاؤں ہے ۱۲ فوائد یہیہ

قولہ القاضی..... یعنی احمد بن اسماعیل ظہیر الدین ترمذی خوارزمی ابو العباس جلیل القدر امام عالی الاسناد تھے اور شریعت کے حقائق پر مطلع تھے ان کی تصانیف میں سے الجامع الصغیر کی شرح اور کتاب التراویح وغیرہ ہیں ۱۲ فوائد یہیہ

قولہ ابی بکر شبلی: ان کا نام جعفر بن یوسف ہے اصل مصری ہیں پھر بغداد آئے خیر نساج کی مجلس میں توبہ کی، حضرت جنید کے شاگرد ہیں، عالم تھے اور فقیہ و عظمیٰ مجلس قائم کرتے تھے، امام مالک کا مذہب رکھتے تھے اور مؤطا امام مالک حفظ کی تھی، ان کے والد خلیفہ کے بڑے دربان تھے، حضرت جنید نے فرمایا: ہر قوم کا ایک تاج ہوتا ہے اور اس قوم کا تاج شبلی ہے، حضرت شبلی نے فرمایا: آزادی وہ ہے جو دل کی آزادی ہے ماہ ذوالحجہ ۳۳۳ھ میں دنیا سے چل بے رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲ صفحات

قولہ ابوالحسن نوری ان کا نام احمد بن محمد ہے جو ابن البغوی سے مشہور تھے، آپ کے والد شہر بعمور کے رہنے والے تھے جو ایک شہر ہے مرد اور ہرات کے درمیان، آپ کی پیدائش بغداد کی ہے، آپ سری سقطی کی صحبت میں رہے ہیں، آپ شیخ جنید کے معاصرین میں سے تھے اور شیخ جنید سے زیادہ تیز وقت تھے، شیخ جنید کے پاس زیادہ علم تھا، جب نوری فوت ہو گئے تو جنید نے کہا: یہ آدھا علم چلا گیا۔ ابوالحسن نوری نے کہا: ہم جس مقام پر یہاں ہیں وہاں تو قرب بھی ایک بعد ہے، چند سال ہو گئے وہ دہشت سے کبھی نکلتے نہ تھے، ایک سال تک وہ شہر کے باہر چکر لگاتے رہے، اور کسی سے نہیں ملتے تھے، دو سال تک جنگل میں گھر کر ایہ پر لیا اور کبھی سوائے نماز کے باہر نہ نکلتے تھے، ایک سال سے زبان بند کر رکھی ہے کسی سے بات نہیں کی۔ ۲۹۵ھ میں دنیا سے کوچ فرمایا، رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۔ ازہجات الانس باختصار لمصحح رحمہ اللہ تعالیٰ

قولہ یاران: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مریدین جو وہاں اقامت رکھے ہوئے تھے ۱۲

☆ متن..... بین السطور..... معانی

☆ (۱۰۲) ☆ بحضرات..... یعنی فرزندان حضرت خواجہ محمد باقی قدس اسرار ہم ۱۲ ☆ پیر زاد ہائے..... حضرت امام ربانی

۱۲..... حضرت امام ربانی کے پیرزادے ۱۲☆ فراست..... بکسر اول سرعت فہم وزیر کی ۱۲..... پہلے حرف کے نیچے زیر ہے، فہم کی تیزی اور ذہانت ۱۲

﴿صہ ۱۰۵﴾ ☆ خواجہ خود..... محمد باقی قدس سرہ ۱۲☆ رائے علیحدہ..... یعنی طرز خاص از جہت بعض خصوصیات ۱۲..... یعنی خاص طرز بعض خصوصیات کی جہت سے ۱۲☆ اکثر مسائل..... یعنی ذات مسائل و نفس مسائل ۱۲..... یعنی مسائل ذاتی اور اصل مسائل ۱۲

☆ استماع..... شنیدن ۱۲..... سننا ۱۲☆ غناء..... سرود ۱۲..... راگ و گانا ۱۲☆ مینماید..... اظہار می سازد یا التماس می کند ۱۲

..... ظاہر کرتا ہے یا عرض کرتا ہے ۱۲☆ فقیر..... حضرت مجدد قدس سرہ ۱۲☆ والد بزرگوار..... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ۱۲☆ درین..... طریق حضرات نقشبندیہ ۱۲..... نقشبندی بزرگوں کا طریقہ ۱۲☆ الف بے را..... این فقیر ۱۲

..... حضرت مجدد ۱۲☆ تجبی حروف..... ہجا کردن یعنی حروف مفردہ را با ہم دگر ترکیب دادن ۱۲..... جوڑ کرنا یعنی الگ الگ حروف کو ایک دوسرے سے ملانا اور ترکیب دینا ۱۲☆ زراقتے..... مکار، نفاق والا ۱۲☆ رقا صے..... ناچنے والا ۱۲

☆ حضرت ایشان..... والد بزرگوار ۱۲..... آپ کے والد بزرگوار ۱۲☆ خدمہ..... بفتحات جمع خادم ۱۲..... پہلے دونوں حروف پر زیر ہے، یہ خادم کی جمع ہے ۱۲

﴿صہ ۱۰۶﴾ ☆ مونثہ..... بار ۱۲..... بوجہ ۱۲☆ مقصران..... کوتاہی کنندگان ۱۲..... کوتاہی کرنے والوں کو ۱۲☆ شمارا..... خواجہ عبید اللہ و خواجہ عبد اللہ قدس سرہ ۱۲☆ مرضعات..... زنان شیردہندہ یعنی دایگان ۱۲..... دودھ پلانے والی عورتیں یعنی دایاں

☆ بشما..... این فقیر ۱۲..... حضرت مجدد ۱۲☆ ظاہر اثر..... یعنی در ظاہر ۱۲..... یعنی تمہارے ظاہر میں ۱۲☆ ایشان..... طفلان ۱۲..... بچے ۱۲☆ غائبانہ..... بوالدات ۱۲..... آپ کی ماؤں کو ۱۲☆ ایشان..... پیر بزرگوار ۱۲

☆ ذہولے..... غفلت و فراموشی ۱۲☆ کلا..... چینی نیست ۱۲..... ایسے نہیں ہے ۱۲☆ اشارت..... از طرف ۱۲

..... آپ کی طرف سے ۱۲☆ نوشتہ..... بشما ۱۲..... آپ کو ۱۲☆ نخستین..... اولین ۱۲..... پہلا، اول ۱۲☆ خفا..... پوشیدگی ۱۲

☆ یگانہ..... منفرد ۱۲..... یکتا، اکیلا ۱۲☆ غیر آن مشارکت..... علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصرہ کلام ۱۲..... علم، قدرت، ارادہ، سننا، دیکھنا اور کلام کرنا، یہ اللہ کی صفات ہیں، مخلوق پر یہ الفاظ صرف ظاہری اور مجازی طور پر بولے جاتے ہیں حقیقت میں کوئی شرکت نہیں ۱۲☆ بے چون..... بے مثل ۱۲☆ بے چگونہ..... بے کیفیت و حالت ۱۲

☆ قدیم..... بے ابتدا ۱۲..... جسکی ابتدا نہ ہو، جو ہمیشہ سے ہو ۱۲☆ بسیطہ..... مفرد محض ۱۲..... صرف اکیلا و یکتا ۱۲☆ جمع اشیارا..... حق سبحانہ و تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ تمام اشیا کو ہر حالت میں جانتا ہے ۱۲☆ آن واحد..... یعنی جزوے از زمانہ کہ غیر منقسم باشد در رنگ نقطہ کہ جزوے ☆ از خط باشد..... یعنی زمانے اور وقت کا وہ حصہ جو تقسیم نہ ہو سکتا ہو، ایک نقطہ کی صورت میں جو خط (کیر) کا حصہ ہو ۱۲

﴿صہ ۱۰۷﴾ ☆ جنین..... جنین بر وزن کریم بچہ مادامیکہ در شکم مادر خود باشد ۱۲..... جنین کریم کے وزن پر ہے، بچہ جب تک وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو ۱۲☆ صبی..... طفل ۱۲..... بچہ ۱۲☆ قائم..... استادہ ۱۲..... کھڑا ۱۲☆ قاعد..... نشستہ..... بیٹھا ہوا ۱۲

☆ مستند..... پشت بچیزے نہندہ ۱۲..... کسی چیز کے ساتھ پشت لگائے ہوئے ۱۲☆ مصلح..... بر پہلو خواہندہ ۱۲..... ایک پہلو پر سویا ہوا ۱۲☆ متلذذ..... مزہ یا بندہ ۱۲..... مزہ پانے والا ۱۲☆ متالم..... دردناک ۱۲..... درد پانے والا ۱۲

☆ عزیز..... باعزت ۱۲..... عزت والا ۱۲ ☆ ذلیل..... خوار ۱۲ ☆ برزخ..... عالم قبر ۱۲..... قبر کا جہان ۱۲ ☆ مجہول
 الکفایت..... یعنی چگونگی آن تعلق غیر معلوم است ۱۲..... یعنی اس کے تعلق کی کیفیت معلوم نہیں ہے ۱۲ ☆ رنگ..... مانند ۱۲
 مثل، طرح ۱۲ ☆ بے چون..... بے مثل ۱۲ ☆ بے چگونہ..... بے کیف ۱۲..... بغیر کیفیت کے ۱۲ ☆ استبعاد..... دور
 دانستن از فہم و درایت ۱۲..... عقل و دانائی سے دور جانا ۱۲ ☆ استبعاد ایں تصویر..... کہ جملہ اشیا اور یک آن باہم احوال
 شان حق تعالیٰ دانستہ است ۱۲..... کہ تمام اشیا کو ایک آن میں ان کے تمام احوال کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے ۱۲ ☆ زائل..... دور ۱۲
 ☆ رواست..... یعنی جائز است و ممکن بلکہ واقع ہے ۱۲..... یعنی جائز اور ممکن ہے، بلکہ واقع ہے ۱۲ ☆ کلمہ..... یعنی لفظ
 موضوع مفرد ۱۲..... یعنی اکیلا وضع کیا ہوا لفظ ۱۲ ☆ پس در ہمان..... تفصیل است مرما قبل خود ۱۲..... یہ تفصیل ہے خاص طور
 پر اپنے سے پہلے کی ۱۲ ☆ اسم داند..... چون زید ۱۲..... جیسے زید ۱۲ ☆ فعل..... چون ضرب ۱۲..... جیسے ضرب ۱۲ ☆ حرف
 چون از ۱۲..... جیسے از (سے) ۱۲ ☆ ثلاثی..... سہ حرفی ۱۲..... تین حرف والا ۱۲ ☆ رباعی..... چار حرفی ۱۲..... چار
 حرف والا ۱۲ ☆ مثنی..... آنکہ آخرش بعوامل تغیر نیابد ۱۲..... وہ جس کا آخر عوامل سے متغیر نہ ہو ۱۲ ☆ متمکن..... آنکہ باخود
 ہر سہ حرکت رابع التوین جاد ہد ۱۲..... وہ اسم جو اپنے آخر کو تین حرکتوں کو توین کے ساتھ جگہ دے ☆ معرب..... آنکہ آخرش
 بعوامل تغیر نیابد ۱۲..... وہ جس کا آخر عوامل سے تغیر پائے ۱۲ ☆ ماضی..... چون نصر ۱۲..... جیسے نصر ۱۲ ☆ مستقبل..... چون
 یضرب ۱۲..... جیسے یضرب ۱۲ ☆ امر..... چون اضرب ۱۲..... جیسے اضرب ☆ نہی..... چون لا تضرب ۱۲..... جیسے لا تضرب ۱۲
 ☆ بلکہ..... ترقی است از علم بدید ۱۲..... ترقی ہے علم سے دید کے ساتھ ۱۲ ☆ مرآت..... آئینہ ۱۲..... شیشہ ۱۲ ☆ وللہ
 یعنی اور اللہ تعالیٰ کی مثال سب سے اعلیٰ ہے سورۃ نحل آیت ۶۰ ☆ ہر چند..... اگر چہ ۱۲..... اگر چہ ۱۲ ☆ زید را.....
 حق تعالیٰ جل و علا ۱۲ ☆ وقت عدم..... قبل از وجود ۱۲..... پیدا ہونے سے پہلے ۱۲ ☆ لاحق..... بعد از وجود ۱۲..... وجود کے
 بعد ملنے والا ۱۲ ☆ بجز نیات..... اجرام سفلی کہ متغیر اند بتغیر حوادث یومیہ ۱۲..... نیچے کی دنیا کی وہ چیزیں جو بدلتی رہتی ہیں
 روزانہ حادثات کے تغیر سے ۱۲ ☆ شائبہ..... آمیزش ۱۲..... ملاوٹ ۱۲ ☆ مظننہ..... بفتح میم و کسر طائے مجہ و تشدید
 نون موضع ظن یعنی جائے گمان بیرون ۱۲..... میم کی زبر اور طائے کی زیر اور نون پر شد ہے ظن و گمان کی جگہ یعنی گمان لے جانے کی جگہ ۱۲
 ﴿ص ۱۰۸﴾ ☆ الفلاسفہ..... الحکماء بل الحمقاء ۱۲..... حکیم و دانا بلکہ بے وقوف و احمق ۱۲ ☆ مراورا..... یعنی علم حق راتعالیٰ و تقدس ۱۲
 یعنی اللہ تعالیٰ کا علم اس کو محیط ہے ۱۲ ☆ سمجھیں..... کلام حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ کا کلام ۱۲ ☆ بسیط..... غیر مرکب از
 حروف و اصوات ۱۲..... حروف اور آوازوں سے مرکب نہیں ۱۲ ☆ ازل..... بنتھین زمانہ بے ابتداء ۱۲..... پہلے دونوں حروف پر
 زبر ہے وہ زمانہ جسکی ابتداء نہ ہو ۱۲ ☆ ابد..... بنتھین زمانہ بے انتہا ۱۲..... پہلے دونوں حروف پر زبر ہے، وہ زمانہ جسکی انتہا نہ ہو ۱۲
 ☆ گویا..... یعنی ناطق و حکم خلاف اہکم ۱۲..... یعنی بولنے والا اور کلام کرنے والا کو نطق کے خلاف ۱۲ ☆ امر..... چون اخصوا
 ۱۲..... جیسے اچھا سلوک کر دیا نیکی کرو..... یہ امر ہے ۱۲ ☆ ناشی..... پیدا ہوید ۱۲..... پیدا اور ظاہر ۱۲ ☆ نہی..... چون
 لا تخافوا ۱۲..... جیسے غصہ نہ کر دیا آپس میں بغض نہ رکھو ۱۲ ☆ اعلام..... اخبار ۱۲..... خبر دینا ۱۲ ☆ استعلام..... استنباط ۱۲
 سوال کرنا ۱۲ ☆ تمنی..... چون لیک الفیاب یخوذ ۱۲..... یعنی کاش کہ جوانی لوٹ آئے ۱۲ ☆ ترحمی..... چون لعل اللہ

بہلا دفتر کتبوات امام ربانی جوٹھا حصہ

يُخَدِّثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا ۱۲۱..... شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی صورت پیدا کر دے ۱۲..... سورۃ طلاق آیت ۱☆ جمع
..... تمام ۱۲..... سب ۱۲☆ کتب..... کتابہا ۱۲..... کتابیں ۱۲☆ مَنزَلہ..... فرود آوردہ شدہ از حق تعالیٰ بر انبیاء علیہم الصلوٰۃ ۱۲
..... اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئیں کتابیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ پر ۱۲☆ ورقیست..... ایک ورق ۱۲..... ایک ورق ۱۲☆ اگر
تورات..... تفصیل ماقبل خود است بر سبیل تمثیل ۱۲..... اس سے پہلے مضمون کی تفصیل ہے مثال کے طور پر ۱۲☆ انتساخ یافتہ
..... یعنی بہ نوشت و تحریر آمدہ ۱۲..... یعنی لکھنے سے اور تحریر میں آنے سے ۱۲☆ مصنوعات..... یعنی مخلوقات تمام موجودات
من اولہا الی آخرہا ۱۲..... یعنی تمام مخلوقات اور موجودات اول سے آخر تک ۱۲☆ و ما امرنا..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲

☆ رمزیت..... خبر ہے ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ احیاء..... زندہ کردن ۱۲..... زندہ کرنا ۱۲☆ امانت..... میراندن ۱۲..... مارنا،
موت دینا ۱۲☆ نیز تعدد..... چنانچہ در علم ۱۲..... جیسا کہ علم میں ۱۲☆ رنگ..... مانند ۱۲..... مثل ۱۲☆ بیچون..... بے مثال
۱۲☆ بیچگونہ..... بے کیف ۱۲..... بغیر کیفیت کے ۱۲☆ لا تکمل..... نبی بردارد بخششہائے شاہ را مگر شتر ہائے بار بردار زندہ او ۱۲
..... بادشاہوں کی بخششیں ان کے اونٹ ہی اٹھا سکتے ہیں ۱۲☆ اطلاع نیافتہ..... و آثار فعل را فعل تصور نمودہ ۱۲..... اور فعل
کے آثار کو فعل تصور کیا ۱۲..... دانست..... اشعری ۱۲..... ابوالحسن اشعری ۱۲☆ قبیل..... نوع ۱۲..... ایک قسم ۱۲☆ ازیں
قبیل..... یعنی اشتباہ اثر شے بہ نفس شے ۱۲..... یعنی کسی چیز کے اثر کا اشتباہ نفس سے شے ۱۲

﴿ص ۱۰۹﴾ ☆ مرایائے..... آئینہائے ۱۲..... شیشے، آئینے ۱۲☆ تنگنائے..... کوچہ تنگ ۱۲..... تنگ گلی، تنگ راستہ ۱۲☆
انفکاکے..... جدائیگی و علاحدگی ۱۲..... جدائی اور علیحدگی ۱۲☆ منفک..... جدا ۱۲☆ نہ تجلی افعال..... نفس ۱۲..... نفس
افعال کی تجلی نہیں ۱۲☆ حال..... حلول کنندہ ۱۲..... حلول کرنے والا ۱۲☆ باایشاں..... بیان عقائد حقہ موافق رائے صاحبہ
اہل سنت شکر اللہ سبحانہ ۱۲..... بیان عقائد حقہ کا جو اہل سنت کی درست رائے کے موافق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے
☆ اونیسیت تعالیٰ..... زیرا کہ لیس گمیلہ شئیء شان اوست عز شانہ وجل سلطانہ ۱۲..... اسلئے کہ اس کی مثل کوئی چیز
نہیں اس خدا کی شان بلند ہے اور اس کی بادشاہت جلیل ہے ۱۲☆ و آنچه..... اولیاء اللہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ۱۲..... اولیاء
اللہ، پاک کرے اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو ۱۲☆ ازان..... جل و علا ۱۲..... اللہ تعالیٰ ۱۲☆ چہ ممکن..... بشر باشد یا ملک یا غیر
انہما ۱۲..... بشر ہو جا فرشتہ یا ان کے علاوہ ۱۲☆ جہل و حیرات..... نادانی و حیرت ۱۲..... نادانی اور حیرانگی ۱۲☆ تحت
..... زیر ۱۲..... نیچے ۱۲☆ حضرت ایشاں..... یعنی پیر بزرگوار خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ ۱۲☆ محیط..... احاطہ کنندہ ۱۲
..... گھیرنے والا ۱۲☆ قریب..... نزدیک ۱۲☆ باایشاں..... ہمراہ ۱۲☆ اتحاد مفہوم..... میان خلق و خالق ۱۲..... مخلوق
اور خالق کے درمیان ۱۲☆ خواجہ ما..... محمد باقی باللہ قدس سرہ ۱۲

﴿ص ۱۱۰﴾ ☆ الگو ان..... اکائیات ۱۲..... سارا جہان ۱۲☆ ایشاں خلق ۱۲..... وہ سب مخلوق ۱۲☆ سمات..... بکسر اول جمع
سمت بکسر سین و فتح میم بمعنی داغ و نشان ۱۲..... پہلے حرف کے نیچے زیر ہے یہ سمت کی جمع ہے، سین کی زیر اور میم پر زبر پڑھیں تو
اس کا معنی داغ اور نشان ہے ☆ نقص..... نقصان ۱۲☆ تکوین..... آفریدن ۱۲..... پیدا کرنا ۱۲☆ چنانچہ..... متعلق است بمعنی
وئی ۱۲..... یہ معنی اور نفی کے متعلق ہے ☆ بعضے از صوفیہ..... یعنی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ ۱۲☆ نفاة صفات

..... جمع ثانی یعنی نفی کنندگان صفات از فرقہ معتزلہ و فلاسفہ نیز بتغایر علمی قائل اند البتہ تغایر فی الخارج رائی مے کنند ۱۲..... ثانی کی جمع ہے یعنی نفی کرنے والے صفات کی، فرقہ معتزلہ اور فلاسفہ سے، نیز تغایر علمی کے قائل ہیں، البتہ خارج میں تغایر کی نفی کرتے ہیں ۱۲

﴿ص ۱۱۱﴾ ☆ است بلکہ ۱۲ ☆ عینیت اتحاد ۱۲..... متحد ہونا ۱۲ ☆ پس تا تغایر این صوفیہ ۱۲..... یہ صوفیہ ۱۲ ☆ جمع ملتیں تمام اہل سنت از اہل اسلام وغیر ایشان ۱۲..... اہل اسلام میں سے تمام اہل سنت اور ان کے علاوہ ۱۲ ☆ اجماع فرمودہ اتفاق دارند ۱۲..... اتفاق رکھتے ہیں ۱۲ ☆ تکفیر اور نمودہ اند اور اکافر گفتمہ اند ۱۲..... اسکو کافر کہتے ہیں ۱۲ ☆ راہ سبب ۱۲..... وسیلہ ۱۲ ☆ ابن سینا یعنی شیخ رئیس ایشان بوعلی ۱۲..... یعنی ان کے شیخ اور سردار بوعلی ۱۲ ☆ فارابی یعنی معلم ثانی شیخ ابونصر فارابی و فاراب شہریت در نواحی ترکستان آن طرف آب سجون ۱۲ غ یعنی دوسرا معلم شیخ ابونصر فارابی، اور فاراب ایک شہر ہے ترکستان کے علاقے میں، اس طرف نہر سجون کا پانی ہے ۱۲ ☆ عقول عشرہ ۱۲..... دس عقلیں ۱۲ ☆ ہیولی مادہ ۱۲ ☆ صورت جسمیہ ۱۲..... جسمانی صورت ۱۲ ☆ خواجہ ما محمد باقی ۱۲..... خواجہ محمد باقی ۱۲ ☆ محی الدین بن العربی قدس سرہ ۱۲ ☆ ارواح کُتْمَل از انبیاء اولیا ۱۲..... انبیاء اور اولیاء کی رو میں ۱۲ ☆ حوادث یومیہ ۱۲..... روزانہ حادثے ۱۲ ☆ در وقت ایشان ۱۲..... ان کے وقت میں ۱۲ ☆ اور ایشان ۱۲..... ان کو ۱۲ ☆ حوادث یومیہ ۱۲..... روزانہ حادثے ۱۲ ☆ گویند بلکہ ۱۲..... بلکہ کہتے ہیں ۱۲ ☆ بید و لتان فلاسفہ ۱۲..... فلسفی لوگ ۱۲ ☆ کافران زیرا کہ ۱۲..... کیونکہ ۱۲ ☆ سفیان نادان ۱۲..... بے عقل ۱۲ ☆ بلاہت بالکسر کم عقل بودن در امورات دنیا و فتح نادانی ۱۲..... باکی زیر سے کم عقل ہونا دنیا کے امور میں اور با پر زبر پڑھیں تو نادانی ۱۲ ☆ باخبا مرسلہ از حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی خبریں ۱۲ ☆ تلخیص تلخیص در آ میختن و پنہان داشتن مکرو فریب و عیب از کسے یعنی مقدمات باطلہ را بصورت حق ظاہر ساختہ اند و فریب دادہ اند و خوردہ اند ۱۲..... ملنے ملانے میں اور پوشیدہ رکھنے میں مکرو فریب اور عیب کو کسی سے یعنی باطل مقدمات کو حق کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں اور فریب دیتے ہیں اور فریب کھائے ہوئے ہیں ۱۲

﴿ص ۱۱۲﴾ ☆ واہیہ ست خود ۱۲ ☆ خبط بالفتح آ میختگی عقل یا جنون ۱۲..... خاکی زبر سے، عقل یا جنون میں ملاوٹ ۱۲ ☆ سلوات آسمانہا ۱۲..... آسمان کی جمع ۱۲ ☆ کواکب ستارہا ۱۲..... ستارے ۱۲ ☆ گردانند در حرکت اند ۱۲..... حرکت میں ہیں ۱۲ ☆ سفیہ نادان ۱۲..... بے وقوف ۱۲ ☆ فطانت عقلمندی، دانائی ☆ علم ہندسہ اقلیدس ۱۲..... ایک کتاب کا نام جو علم ہندسہ اور اشکال ریاضی میں ہے ۱۲ ☆ لایعنی بے فائدہ ۱۲ ☆ مساوات برابر بودن ۱۲..... برابر ہونا ۱۲ ☆ زوایائے گوشائے ۱۲..... کونے، زاویے ۱۲ ☆ مثلث ازین شکل ۱۲..... اس شکل سے ۱۲ ☆ مربوط وابستہ ۱۲..... باندھا ہوا ۱۲ ☆ ما تقدم پیشین ۱۲..... پہلے گزرے ہوئے ۱۲ ☆ سرقہ دزدی ۱۲..... چوری ۱۲ ☆ مطالب عالیہ مقاصد بلند ۱۲..... بلند مقاصد ۱۲ ☆ تہرع تاکید ۱۲ ☆ همان زیرا کہ ۱۲..... کیونکہ ☆ تقلید انبیاء کی تقلید ۱۲ ☆ کانیت برائے اثبات مطالب خود ۱۲..... اپنے مطالب کو ثابت کرنے کے لئے ۱۲..... کافی ہے ۱۲ ☆ صدد در پے ۱۲..... پیچھے پڑے ہوئے ۱۲ ☆ گشتہ اعدا ۱۲..... پڑے ہوئے ہیں ۱۲ ☆ شخصیکہ حضرت عیسیٰ ۱۲ ☆ احیائے زندہ کردن ۱۲..... زندہ کرنا ۱۲ ☆ اموات مردگان ۱۲..... مردے ۱۲

☆ ابراء اکمہ و ابرص..... بہ کردن کور مادر زاد و کسیکہ بد بد نش داغہائے سپیدہ ۱۲..... تندرست کرنا پیدائشی اندھوں کو اور اس شخص کو جس کے بدن پر سفید داغ ہوں ۱۲ ☆ طور..... قانون ۱۲..... طریقہ ۱۲ ☆ ایشان..... حکماء ۱۲..... فلسفی لوگ ۱۲

☆ تقطن..... دریافت ۱۲..... پانا، سمجھنا ۱۲ ☆ سفہ..... نادانی ۱۲..... بے وقوفی ۱۲

﴿صہ ۱۱۳﴾ ☆ از قادر..... حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ سے ۱۲ ☆ لازم میدانہ..... و حالانکہ قدرت بمعنی صحت ترک است ۱۲..... اور حالانکہ قدرت صحت فعل اور ترک ہے ۱۲ ☆ مقبولان..... نزد حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ۱۲

☆ وا کثر..... حال ۱۲..... یہ حال ہے ۱۲ ☆ مانا کہ..... بمعنی شاید و تحقیق ہر دو آمدہ است در اینجا ہر دو محتمل است ۱۲..... شاید اور تحقیق کے معنی میں آیا ہے یہاں دونوں کا احتمال ہے ۱۲ ☆ اور..... بیان اعتقاد ۱۲..... عقائد کا بیان ۱۲ ☆ مضطر..... ضرر رسانندہ بہ مردم ۱۲..... لوگوں کو نقصان پہنچانے والا ۱۲ ☆ طائفہ..... صوفیہ ۱۲..... صوفیہ کی جماعت ۱۲ ☆ تخطیہ..... یعنی خطا و ناصواب می انگارند ۱۲..... یعنی خطا اور غلط معلوم کرتے ہیں ۱۲ ☆ حقیقت..... حق بودن و راست بودن ۱۲..... حق ہونا اور درست ہونا ۱۲ ☆ ہر دو فریق..... در حق شیخ ۱۲..... شیخ کے حق میں ۱۲ ☆ توسط..... میانہ روی ۱۲ ☆ در ماندہ..... اندہ دور ہو گئے ہیں ۱۲ ☆ بواسطہ..... بسبب ۱۲..... سبب سے ۱۲ ☆ رد کردہ شود..... چنانچہ طائفہ اولیٰ کردہ اندہ ۱۲..... جیسا کہ پہلے گروہ نے کیا ہے ۱۲ ☆ تو ان کرد..... چنانکہ طائفہ ثانیہ کردہ اندہ ۱۲..... جیسا دوسرے گروہ نے کیا ہے ۱۲ ☆ جم غفیر..... جماعت کثیرہ ۱۲..... بڑی جماعت ۱۲ ☆ طرز خاص..... جدا از شان ۱۲..... الگ شان رکھتے ہیں ۱۲ ☆ سخن..... ایشان با شیخ ۱۲..... وہ لوگ شیخ کے ساتھ ۱۲ ☆ حضرت ایشان..... باقی باللہ قدس سرہ ۱۲ ☆ جمع..... موافق ۱۲..... مطابق ۱۲ ☆ محل جائے ۱۲..... جگہ، مقام ۱۲ ☆ ریب..... شک ۱۲ ☆ باید دانست..... رجوع است با سخن اصل ۱۲..... اصل بات کی طرف رجوع ہے ۱۲ ☆ با سر ہا..... تمام ہا ۱۲..... پورے کا پورا، سب کا سب ۱۲ ☆ کتم..... بالفتح حجاب و پردہ ۱۲..... کاف پر زبر ہے، حجاب اور پردہ ۱۲ ☆ وجود..... حدوث و پیداشدن ۱۲..... نئے سرے سے وجود میں آنا اور پیدا ہونا ۱۲ ☆ در بقا..... یعنی باقی ماندن بعد پیدائش ۱۲..... یعنی پیدا ہونے کے بعد باقی رہنا ۱۲

﴿صہ ۱۱۴﴾ ☆ رو پوش..... نزد عوام کالا نعام ۱۲..... عوام کالا نعام کے نزدیک ۱۲ ☆ پوش..... نقاب ۱۲..... پردہ چہرے کا ۱۲

☆ قباب..... پردہ..... پردے ۱۲ ☆ قباب..... بکسر اول و دو بایں موحدہ جمع قبہ ہندی کلس نامندہ ۱۲ غ..... پہلے حرف ق کے نیچے زیر ہے اور دو بایں ایک نقطے والے یہ قبہ کی جمع ہے اسکو گنبد کہتے ہیں ۱۲ ☆ لا بلکہ..... اضراب است از ما قبل خود ۱۲..... اپنے پہلے مضمون سے اور طرف رخ پھیرنا ۱۲ ☆ اسباب راولا کل..... نزد اہل بصرت ۱۲..... اہل بصیرت کے نزدیک ۱۲

☆ ارباب..... اہل ۱۲ ☆ فطانت..... بالفتح زیر کی ۱۲..... فاقی زبر سے، ذہانت ۱۲ ☆ بصیرت..... چشم باطن ۱۲..... باطن کی نظر ۱۲ ☆ کھل..... بسرہ ۱۲..... سرمہ ہے ۱۲ ☆ اسباب و وسائل..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ چگونہ..... خبر ۱۲

..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ مجتہد..... تفسیر ۱۲..... یہ تفسیر ہے ۱۲ ☆ ثبوت..... اصل ہستی ۱۲..... اصل ہستی کا ثبوت ۱۲ ☆ قیام..... بھائے ہستی ۱۲..... ہستی کا باقی رہنا ۱۲ ☆ مکمل..... سرمہ کشندہ ۱۲..... سرمہ ڈالنے والا ۱۲ ☆ بوے..... راجع بقیام ۱۲..... لوٹنے والے قیام کیلئے ۱۲ ☆ از دارند..... راجع بہ ثبوت ۱۲..... ثبوت کے ساتھ لوٹنے والے ۱۲ ☆ جماد..... بیجان صرف

۱۲..... محض بے جان ۱۲ ☆ احداث ایجاد ۱۲..... نئے سرے سے بنانا اور پیدا کرنا ۱۲ ☆ مینماید زیرا کہ ۱۲..... کیونکہ

۱۲ ☆ اسلئے ۱۲ ☆ پے برند سراغ و نشان ۱۲..... پتہ اور نشان ۱۲ ☆ محرک حرکت آرندہ ۱۲..... حرکت دینے والا ۱۲

☆ چہ میدانند از جہت آنکہ ۱۲..... وہ جو اس طرف سے ۱۲ ☆ فراخور سزاوار ۱۲..... لائق ۱۲ ☆ کہ این فعل

..... کہ بظاہر از جماد محض دیدہ ۱۲..... جو بظاہر صرف بے جان دیکھا ۱۲ ☆ مقتبس گرفتہ شدہ ۱۲..... حاصل کیا ہوا ۱۲

☆ مشکات صدور سینہ ۱۲..... سینہ ۱۲ ☆ یصل کثیر نص قاطع است ۱۲..... قطعی دلیل ہے ۱۲

☆ معرفت علم ۱۲ ☆ منتسب وابستہ ۱۲..... منسوب ۱۲ ☆ نمیدانند این جماعت ۱۲..... یہ جماعت ۱۲ ☆ رفع

اسباب دور کردن ۱۲..... دور کرنا ۱۲ ☆ مصالح فوائد عباد ۱۲..... بندوں کے فائدے ۱۲ ☆ ملحوظ مد نظر ۱۲

..... پیش نظر ۱۲ ☆ ربنا باطل اے پروردگار دنیا فریدی این چیز را بے فائدہ ۱۲..... اے ہمارے پروردگار تو نے اس کو

بے فائدہ پیدا نہیں کیا ۱۲ ☆ مراعات رعایت ۱۲ ☆ تفویض سپردن کا خود ۱۲..... اپنے کام کو سپرد کرنا ۱۲

☆ مراعات رعایت ۱۲ ☆ باوجود این حضرت یعقوب ۱۲

﴿ص ۱۱۵﴾ ☆ تحسین پسندیدہ ۱۲..... پسند کیا ہوا ۱۲ ☆ رواست پس ۱۲..... جائز ہے ☆ مطلق بالکل ۱۲..... پورے

طور پر ۱۲ ☆ مکابدہ لغو باطل ۱۲..... فضول اور باطل ۱۲ ☆ تاثیر یعنی بتاثیر اسباب قائل باید بود و انکار تاثیر آنها باید

نمود ۱۲..... یعنی اسباب کی تاثیر کے قائل ہوں اور ان کی تاثیر کا انکار نہ کر س ۱۲ ☆ راد نیز ۱۲..... نیز ۱۲ ☆ رنگ

..... مانند ۱۲..... مثل ۱۲ ☆ اینست کہ گفتہ ۱۲..... جو کہا گیا ہے ۱۲ ☆ لکھم للصواب ۱۲..... درست و صحیح الہام کرنے

والا ۱۲ ☆ لائح واضح ۱۲..... واضح ہے ۱۲ ☆ بلکہ ترقی است ۱۲..... ترقی ہے ۱۲ ☆ حضرت زیر کہ حضرت ۱۲

..... اس لئے حضرت یعقوب ۱۲ ☆ مرید خیر و شر ارادہ کنندہ نیکی و بدی ۱۲..... نیکی و بدی کا ارادہ کرنے والا ۱۲

☆ خالق پیدا کنندہ ۱۲..... پیدا کرنے والا ۱۲ ☆ ہر دو خیر و شر ۱۲..... نیکی و بدی ۱۲ ☆ این ہر دو نام نہادہ زیرا

کہ گفتہ ۱۲..... نام رکھا ہے کیونکہ جو کہا گیا ہے ۱۲ ☆ راضی خوش ۱۲ ☆ دقیق باریک ۱۲ ☆ رضا خوشنودی ۱۲

..... خوشی رضامندی ۱۲ ☆ مہتد اسم فاعل از اہتد بمعنی راہ راست یافتن ۱۲..... احمد اسے اسم فاعل ہے بمعنی راہ پائنا ۱۲

☆ سائر فرق باقی فرقہا ۱۲..... باقی فرقے ۱۲ ☆ بواسطہ بسبب نہ راہ یافتن ۱۲..... راہ نہ پانے کے سبب ۱۲

☆ ضلالت گمراہی ۱۲..... بے راہ روی ۱۲ ☆ عہد بندہ ۱۲..... آدمی ۱۲ ☆ باو عہد ۱۲..... بندہ ۱۲ ☆ مرضی

..... پسندیدہ ۱۲..... پسند کیا ہوا ۱۲ ☆ این سخن از شیخ ۱۲..... شیخ کی طرف سے ۱۲ ☆ با یجاب وارد اضطرار حق جل و

علا در صدور افعال از و تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ کا مجبور کرنا اس کے افعال کے صادر ہونے میں ۱۲ ☆ اشراق بالکسر و نشیدن

وروش شدن ۱۲..... الف کی زیر سے، چمکنا اور روشن ہونا ۱۲ ☆ مرضی آفتاب یعنی لازم آفتاب است ۱۲..... یعنی سورج کو

لازم ہے ۱۲ ☆ عباد بندگان ۱۲..... بندے ۱۲..... آدمی جمع ۱۲

﴿ص ۱۱۶﴾ ☆ بایشان بندگان ۱۲..... بہت سے بندے ۱۲ ☆ بایشان منسوب است ۱۲..... منسوب ہے ۱۲

☆ مدح ستائش ۱۲..... تعریف ۱۲ ☆ ذم کوشش ۱۲..... ملامت، دھمکی ۱۲ ☆ ضعیف کمزور ۱۲ ☆ کہ

دراداء ارادہ بندہ ۱۲ بندے کا ارادہ ۱۲ ☆ مامور از حق جل و علا ۱۲ اللہ کی طرف سے ۱۲ ☆ غیر صحیح
 این قول ایشان ۱۲ ان کا یہ قول ۱۲ ☆ جزاء مخلد دوزخ دائمی ۱۲ ہمیشہ کی جہنم ۱۲ ☆ فعل موقت کفر تا
 وقت مرگ ۱۲ مرنے کے وقت تک کافر ☆ مقفوض سپرد کردہ شدہ ۱۲ سپرد کیا ہوا ۱۲ ☆ مقفوض چہ در بادی
 رائے فعل موقت را جزائے موقت باید نہ مخلد ۱۲ کیونکہ سرسری نظر میں وقتی فعل کی جزا وقتی چاہیے نہ کہ ہمیشہ کی ۱۲ ☆ است
 حق سبحانہ و تعالیٰ ۱۲ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے ۱۲ ☆ جزائے سزائے ۱۲ سزا ۱۲ ☆ وفاق موافق اعمال
 ۱۲ اعمال کے موافق ۱۲ ☆ تلذذات بہشت و ما فیہا ۱۲ جنت اور جو کچھ اس میں ہے ۱۲ ☆ این قدر یعنی
 باوجود تفویض بتقدیر حق جل و علا ۱۲ یعنی باوجود اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سپرد کرنے کے ۱۲ ☆ کفر و زیدین مبتدا ۱۲
 یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ مولیٰ نعم منعم و معطی ۱۲ انعام فرمانے والا اور عطا کرنے والا ۱۲ ☆ موجد از خود پیدا کنندہ
 ۱۲ صرف خود پیدا کرنے والا ۱۲ ☆ جزائے آن کفر خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ جزائے سزائے ۱۲ سزا ۱۲
 ☆ اشد عقوبات اعلیٰ ترین سزا ہا ۱۲ سب سے بڑی سزائیں ☆ خلود دائمًا بودن ۱۲ ہمیشہ ہونا ☆ ایمان
 مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ☆ ایمان آوردن باور نمودن و گردیدن ۱۲ یقین کرنا اور رغبت کرنا ۱۲ ☆ مزاحمت
 تنگی نمودن ۱۲ تنگی کرنا ☆ باید کہ خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ منوط معلق ۱۲ لٹکا ہوا ۱۲ ☆ الٰذ لذیذ تر ۱۲
 بہت لذیذ ۱۲ ☆ مَا أَصَابَكَ ایہا الانسان ۱۲ اے انسان ☆ فَمِنْ نَفْسِكَ نص قاطع است ۱۲
 قطعی دلیل ہے ۱۲ ☆ مربوط مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ فی الحقیقت خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ بایمان
 چنانکہ ما گفتہ ایم ۱۲ جیسا کہ ہم نے کہا ہے ۱۲ ☆ منوط مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ تحقیر خبر ۱۲ یہ خبر
 ہے ۱۲ ☆ تجلیل تعظیم ۱۲ تعظیم کرنا ۱۲ ☆ دقیقہ حکمت ۱۲ دانائی ۱۲

﴿ص ۱۱۷﴾ ☆ عدیل مقابل ۱۲ برابر کا ۱۲ ☆ اوست دخول در بہشت ۱۲ بہشت میں داخل ہونا ۱۲ ☆ این
 کہ بعضے از مشائخ گفتہ اند ۱۲ جو مشائخ میں سے بعض نے کہا ہے ۱۲ ☆ مُتَمَشِّش جاری ۱۲ چلنے والا ۱۲ ☆ اہل
 ملت اہل اسلام ۱۲ مسلمان ۱۲ ☆ غیر بجز ۱۲ سوائے ۱۲ ☆ حضرت ایشان خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ ۱۲
 ☆ کہ شیخ گفتہ است ۱۲ جو شیخ نے کہا ہے ۱۲ ☆ تجلی صورتی ۱۲ تجلی صورتی ۱۲ ☆ از بسبب ۱۲ سبب
 سے ۱۲ ☆ پوشیدہ مقولہ حضرت مجدد قدس سرہ ۱۲ ☆ آن تجلی مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ تجلی صورتی کہ در
 آخرت بود بنا بر قول حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ ۱۲ صورتی تجلی آخرت میں ہو حضرت شیخ محی الدین کے قول کی بنا پر ۱۲
 ☆ بعثت ارسال رسل یعنی فرستادن پیغمبران ۱۲ رسولوں کو بھیجنا یعنی پیغمبروں کو بھیجنا ۱۲ ☆ کہ کدام کس ۱۲
 کون آدمی ۱۲ ☆ دلالت راہی نمودن ۱۲ راہ دکھانے ۱۲ ☆ تمیز جدائی ۱۲ جدائی، فرق ۱۲ ☆ عقول
 جواب سوال مقدر ۱۲ پوشیدہ سوال کا جواب ہے ۱۲ ☆ معزول معطل و بیکار ۱۲ مخذول خوار کردن ۱۲ ذلیل
 و خوار کرنا ۱۲ ☆ بلوغ کمال ۱۲ مرتبہ کمال ۱۲ ☆ حجتہ بالغہ دلیل کامل ۱۲ کامل دلیل ۱۲ ☆ منوط معلق ۱۲
 لٹکا ہوا ۱۲ ☆ بدولت بطفیل ۱۲ طفیل، وسیلہ سے ۱۲ ☆ آنچہ از اسما و صفات ثبوتیہ و سلبیہ کہ علم کلام متکفل بیان

آنهاست ۱۲..... اسماء اور صفات ثبوتیہ اور سلبیہ جن کا کفیل علم کلام ہے ۱۲ ☆ مناسب..... شایان و سزاوار و شائستہ ۱۲
 شایان شان اور لائق و سزاوار ۱۲ ☆ نامناسب..... ناشائستہ ۱۲..... نامناسب ۱۲

﴿ص ۱۱۸﴾ ☆ مشتم..... داغدار ۱۲..... داغدار ۱۲ ☆ اطلاق..... بر حضرت و جوب ۱۲..... اللہ تعالیٰ پر ۱۲ ☆ اجتناب..... پرہیز
 ☆ از نقص خود..... عقل بسبب ناقص بودن ۱۲..... عقل کے ناقص ہونے کی وجہ سے ۱۲ ☆ این تمیز..... کہ توسط بعثت حاصل
 است ۱۲..... یہ قابلیت جو بعثت انبیا کے ذریعے حاصل ہے ۱۲ ☆ نامستحق عبادت..... غیر اللہ تعالیٰ ہر کہ باشد و ہر چہ باشد ۱۲
 اللہ تعالیٰ کے علاوہ وہ کوئی ہو اور جو ہو ۱۲ ☆ مستحق عبادت..... حق جل و علا ۱۲..... اللہ تعالیٰ مستحق عبادت ہے ۱۲ ☆ کما
 مر..... چنانچہ گذشت ۱۲..... جیسے کہ گذر گیا ۱۲ ☆ منقاد..... مطیع ۱۲..... فرمانبردار ۱۲ ☆ لعین..... ملعون و مطرود ۱۲ لعنتی اور
 مردود ۱۲ ☆ فی حد ذاتہ..... مع قطع النظر عن التصفیہ والترکیہ ۱۲..... تصفیہ اور ترکیہ سے قطع نظر کرنے کے ساتھ ۱۲ ☆ ملک
 فرشتہ ۱۲ ☆ پیکر..... بدن ۱۲..... جسم ۱۲ ☆ زائل..... دور ۱۲ ☆ تجرد تمام..... علیحدگی کامل ۱۲..... مکمل علیحدگی ۱۲
 ☆ واہمہ..... قوت و ہمیہ ۱۲..... وہم کی قوت ۱۲ ☆ او بود..... عقل ۱۲..... دانش ۱۲ ☆ غصبیہ..... خشم ۱۲..... غصہ اور
 ناراضگی ۱۲ ☆ شہویہ..... شہوت ۱۲..... خواہش ۱۲ ☆ ہموارہ..... دائم ۱۲..... ہمیشہ ۱۲ ☆ مصاحب..... ہمراہ ۱۲
 ساتھی ۱۲ ☆ رذیلہ..... گھٹیا پن، ذلت ۱۲ ☆ شرہ..... بفتخین غلبہ حرص ۱۲..... پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہے، حرص کا غلبہ ۱۲
 ☆ ندیم..... ہم نشین ۱۲..... ساتھی ۱۲ ☆ سہو..... غفلت ۱۲..... بھول ۱۲ ☆ نسیان..... فراموشی ۱۲..... بھول جانا ۱۲ ☆
 از و..... عقل ۱۲..... عقل سے ۱۲ ☆ منفک..... جدا ۱۲..... علیحدہ، الگ ہونا ۱۲ ☆ نشأۃ..... جہان ۱۲ ☆ پس عقل
 چون متحقق گشت ۱۲..... جب ثابت و متحقق ہو گیا ۱۲ ☆ اعتماد..... اعتبار ۱۲..... اعتبار کرنا ۱۲ ☆ سلطان..... غلبہ ۱۲
 تسلط ۱۲ ☆ مصون..... محفوظ ۱۲ ☆ از شائبہ..... آمیزش ۱۲..... ملاوٹ ۱۲ ☆ نسیان..... فراموشی ۱۲..... بھول جانا ۱۲
 ☆ مظنہ..... گمان ۱۲ ☆ ملک..... فرشتہ ۱۲ ☆ اوصاف..... مذکورہ ۱۲..... گذرے ہوئے اوصاف ۱۲ ☆ رزائل.....
 ناکسیہا و فرماگیا ۱۲ ☆ نالائقیاں..... کینکیاں ۱۲ ☆ ناچار..... پاک و بری ۱۲

﴿ص ۱۱۹﴾ ☆ شائبہ..... آمیزش ۱۲..... ملاوٹ ۱۲ ☆ محسوس میگردد..... یعنی محسوس و معلوم این فقیر میگردد ۱۲..... یعنی یہ فقیر محسوس و
 معلوم کرتا ہے ۱۲ ☆ بتلقی..... فتح اول و ثانی و تشدید قاف، ملاقات نمودن و پذیرفتن ۱۲..... پہلے اور دوسرے پر زبر اور قاف پر
 شدہ ہے، ملاقات کرنا اور قبول کرنا ۱۲ ☆ اخذ نمودہ..... این فقیر گرفتہ ۱۲..... اس فقیر نے لیا اور پکڑا، مراد حضرت مجدد ہیں ۱۲
 ☆ مسلمہ..... نزد عوام ۱۲..... عوام کے نزدیک ۱۲ ☆ علوم..... ماخوذہ ۱۲..... حاصل کئے ہوئے علوم ۱۲ ☆ منضم..... مخلط
 ملا جلا ۱۲ ☆ اصل..... ہرگز ۱۲ ☆ تمیز..... میان آن علوم و مقدمات غیر صادقہ ۱۲..... ان علوم میں اور جوئے مقدمات
 میں فرق و تمیز ۱۲ ☆ ثانی الحال..... دیگر وقت ۱۲..... دوسرے وقت ۱۲ ☆ آنکہ گوئیم..... جواب دوم است از سوال
 سابق ۱۲..... پہلے سوال کا دوسرا جواب ہے ۱۲ ☆ منوط..... معلق ۱۲..... لٹکا ہوا ۱۲ ☆ مرضیات..... پسندیدہ ۱۲ ☆ مولیٰ
 حق تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ ۱۲ ☆ وصفائے کہ..... جواب سوال مقدر است متعلق بقول او قدس سرہ پس بغیر بعثت الخ ۱۲
 سوال مقدر کا جواب ہے، شیخ مجدد کے قول "پس بغیر بعثت الخ" کے متعلق ۱۲ ☆ وصفائے نفس..... بدون صفائے قلب

۱۲..... نفس کی صفائی بغیر دل کی صفائی کے ۱۲ ☆ خسارت..... زیاں کاری ۱۲..... نقصان ۱۲ ☆ دلالت..... راہنمائی ۱۲
 ☆ تکلیف..... امر و نہی ۱۲..... حکم اور ممانعت ۱۲..... نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا ۱۲ ☆ از ملاحظہ..... بیان ۱۲..... یہ
 بیان ہے ۱۲ ☆ کلفت..... بالضم و فتح، جائے کدورت و رنج و اندوہ ۱۲ غ..... پہلے حرف پر پیش اور زبر، دونوں پڑھے جاسکتے
 ہیں، کدورت کی جگہ اور رنج و غم ۱۲ ☆ غیر معقول..... خلاف عقل..... عقل کے خلاف ۱۲ ☆ عباد..... بندگان ۱۲..... بندے
 ☆ شاقہ..... گران و دشوار ۱۲..... مشکل اور دشوار کام ۱۲ ☆ کنندہ..... دہندہ ۱۲..... دیتے ہیں ۱۲ ☆ گویندہ..... ایشازا
 ۱۲..... ان کو کہتے ہیں ۱۲ ☆ اگر..... بندگان ۱۲..... اگر بندے ۱۲ ☆ مرتکب..... درزندہ ۱۲..... طلب کرتا ہے، مانگتا ہے ۱۲
 ☆ چرا..... باید کہ ۱۲..... چاہیے کہ ۱۲ ☆ نکتہ..... دہندہ ۱۲..... دیتے نہیں ہیں ۱۲ ☆ این بید و لتان..... مقولہ حضرت
 مجدد قدس سرہ در رد قول منکران تکلیف شرعی ۱۲..... حضرت مجدد قدس سرہ کا ارشاد احکام شرعی کے منکروں کے رد میں ۱۲ ☆ منعم
 انعام کنندہ ۱۲..... انعام کرنے والا ۱۲ ☆ واجب است..... بر منعم علیہ ۱۲..... جس پر انعام کیا گیا ہے اس پر واجب ہے
 ۱۲ ☆ نظام..... رشتہ ۱۲..... تعلق، رابطہ ۱۲ ☆ عالم..... جہان ۱۲ ☆ نفس..... ذات ۱۲..... ذات مراد ہے ۱۲ ☆ دست
 و رازی..... ظلم ۱۲ ☆ تجبٹ..... گناہ ۱۲

﴿ص ۱۲۰﴾ ☆ فساد..... شرارت ۱۲..... زواج..... بازدارندگان یعنی حدود و عقوبات ۱۲..... برائی سے روکنے والے احکام یعنی جرائم
 کی حدیں اور سزائیں ☆ و لکم..... الألباب..... نص قاطع است ۱۲..... دلیل قطعی ہے ۱۲ ☆ مالک..... قال تعالیٰ :
 لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۱۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۱۲ ☆
 علی الاطلاق..... بہمہ وجوہ ۱۲..... ہر لحاظ سے ۱۲ ☆ مملوک..... ملک ۱۲ ☆ کہ..... او تعالیٰ ۱۲..... اللہ تعالیٰ ☆ شائبہ
 آمیزش ۱۲..... ملاوٹ، شک ۱۲ ☆ منزہ..... پاک ۱۲ ☆ مبرا..... بری ۱۲ ☆ لَا يُسْمَالُ عَمَّا يَفْعَلُ.....
 نص قاطع است و دال بر آن ۱۲..... یہ آیت قطعی نص ہے اور اس پر دلالت کرتی ہے ۱۲ ☆ عذاب ابدی..... دائمی ۱۲
 ہمیشہ کا عذاب ۱۲ ☆ اعتراض..... براؤ ۱۲..... اس پر ۱۲ ☆ عین ستم..... بدون تجویز عزا سمہ ۱۲..... اللہ تعالیٰ کی تجویز
 کے بغیر ۱۲ ☆ بعضے مصالح..... کہ راجع اندیما ۱۲..... جو ہماری طرف لوٹنے والے ہیں ۱۲ ☆ مالک..... حق سبحانہ ۱۲
 اللہ تعالیٰ ۱۲ ☆ علی الاطلاق..... بالکلیہ ۱۲..... کلی طور پر ۱۲ ☆ آنچہ..... مرجط است بقول او قدس سرہ در ما سبق بعثت
 انبیار حمت عالمیان است الخ ۱۲..... اس کا ربط ہے حضرت مجدد قدس سرہ کے قول جو پہلے گذرا، بعثت انبیار حمت عالمیان است
 سے الخ ۱۲ ☆ این بزرگواران..... انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات ۱۲ ☆ صادق..... راست ۱۲..... سچے ۱۲ ☆ واقع
 نفس الامر ۱۲ حقیقت میں ۱۲ ☆ ہر چند..... اگر چہ ۱۲..... اگر چہ ۱۲ ☆ نمودہ اند..... علماء ۱۲..... عالم کی جمع ہے ۱۲
 ☆ تقریر..... برقرار داشتن ۱۲..... برقرار رکھنا ۱۲ ☆ بآن خطا..... غلطی ۱۲ ☆ فلا..... الخطاء..... پس وجوب خطا را اعتبار
 سے نیست بلکہ بمنزلہ عدم صرف است ۱۲..... پس خطا کے وجوب کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ محض عدم کے درجے میں ہے ۱۲
 ☆ برزخ..... واسطہ ۱۲..... وسیلہ ۱۲ ☆ آخرت است..... نہ از جنس عذاب دنیا ۱۲..... دنیا کے عذاب کی قسم سے نہیں ۱۲
 ☆ النار..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ نزلت..... القبر..... نازل شدہ در شان عذاب قبر ۱۲..... عذاب قبر کے بارے

میں نازل ہوئی ۱۲ ☆ ہنچیں چنانکہ عذاب ۱۲ جیسا کہ عذاب ۱۲ ☆ زلّات جمع زلّت بافتح و بالکسر و لام مشدّد
مفتوح بمعنی لغزش و لغزیدن ۱۲ زا پر زبر اور زبردوں پڑھے جاسکتے ہیں اور لام پر شد اور زبر ہے بمعنی غلطی اور پھسلنا ۱۲
☆ زلّات لغزش ۱۲ لغزش کی جمع ہے ۱۲ ☆ معاصی گناہان ۱۲ گناہ کی جمع ہے ۱۲ ☆ درگذرند غونماہند
۱۲ معاف کرتے ہیں ۱۲ ☆ اصلاً ہرگز ۱۲ ہرگز ☆ مواخذہ گرفت ۱۲ پکڑ ۱۲ ☆ آلام درد ہا ۱۲
..... دردیں ۱۲ ☆ حن حسرت ۱۲ محنت کی جمع ہے ۱۲ ☆ بفضطہ بالفتح افسردن و تنگ کردن ۱۲ ض پر زبر ہے
یعنی نچوڑنا تنگ کرنا ۱۲

﴿ص ۱۲۱﴾ ☆ بکسر مبعوث بمیدان حشر براہیختہ شود ۱۲ میدان حشر میں اٹھائے جائیں گے ۱۲ ☆ سموات آسمانہا ۱۲

..... آسمان کی جمع ہے ۱۲ ☆ کواکب ستارہا ۱۲ ستارے ۱۲ ☆ ارض زمین ۱۲ ☆ جبال کوہا ۱۲ بہت
سے پہاڑ ۱۲ ☆ بحار دریاہا ۱۲ دریا کی جمع ہے ۱۲ ☆ معادن کانہا ۱۲ کان کی جمع ہے ۱۲ ☆ منشق یعنی
بشکافندہ ۱۲ یعنی شق ہو جائیں گے، پھٹ جائیں گے ۱۲ ☆ ہباء منشور ذرہائے پراگندہ ۱۲ بکھرے ہوئے ذرے ۱۲
☆ این اعدام و افناء نیست و نا چیز کردن و فنا نمودن ۱۲ نیست و نابود کرنا اور فنا کرنا ۱۲ ☆ بئحہ اولی بد میدان

صور بار اول ۱۲ پہلی بار صور پھونکنا ۱۲ ☆ بئحہ ثانیہ بد میدان صور بادوم ۱۲ دوسری بار صور پھونکنا ۱۲ ☆ فلاسفہ
..... حکمائے یونان و متابعان ایشان از مدعیان اسلام ۱۲ یونان کے حکیم اور ان کے قبعین اسلام کے دعوایدار ☆ فساد
خرق سوالیام پھٹنا اور مل جانا ۱۲ ☆ ازلی بلا ابتداء ۱۲ جسکی ابتداء نہ ہو ۱۲ ☆ ابدی بلا انتہا ۱۲ جسکی انتہا نہ

ہو ۱۲ ☆ باور یقین ۱۲ ☆ بے تماشی یعنی جرأت و دلیری و عدم مبالا ۱۲ یعنی جرأت و دلیری اور بے خوف ہونا
☆ ازین جماعہ فلاسفہ ۱۲ فلسفی لوگ ۱۲ ☆ نصوص قطعی آیات از جہت دلالت و ثبوت ۱۲ آیات قرآنی دلیل
اور ثبوت کے لحاظ سے ۱۲ ☆ اجماع اتفاق ۱۲ ☆ شققت شکافہ شود ۱۲ پھٹ جائے گا ۱۲ ☆ و امثال ذلک فی

القرآن و مانند این در قرآن مجید ۱۲ اور اسکی مثالیں قرآن مجید میں ہیں ۱۲ ☆ کثیرہ بسیار است ۱۲ بہت
زیادہ ہیں ۱۲ ☆ در اسلام کافی نیست مسلمان بودن کفایت نمیکند ۱۲ صرف زبان سے مسلمان ہونا کافی نہیں ہے ۱۲
☆ تصدیق بلکہ راست دانستن ۱۲ بلکہ صحیح یقین کرنا ۱۲ ☆ جمع ما علم بالضرّ و رة تمام آنچہ دانستہ شدہ
بودن آن از دین اسلام یقین ۱۲ بلکہ ان تمام چیزوں کی تصدیق بھی ضروری ہے جنکا بجالانا اور عمل کرنا دین کی ضروریات
سے ہے ۱۲ ☆ تبری بیزاری ۱۲ بیزار ہونا ۱۲ ☆ صورت بندد متصور گردد ۱۲ متصور ہو جائے ۱۲ ☆ حساب

..... یعنی حساب کردار ہائے بندگان ۱۲ یعنی بندوں کے کردار کا حساب ۱۲ ☆ میزان ترازو وزن اعمال ۱۲
اعمال کے وزن کرنے کا ترازو ۱۲ ☆ صراط پلے است بر پشت دوزخ تیز تر از شمشیر و باریک تر از مو ۱۲ ایک پل ہے
دوزخ کی پشت پر جو تلواری سے تیز ہے اور بال سے باریک ہے ۱۲ ☆ استبعاد بعید دانستن و انکار نمودن ۱۲ دور جانا اور
انکار کرنا ۱۲ ☆ جاہلان نادانان ۱۲ بے علم جاہل لوگ ۱۲ ☆ طور از طریق و روش ۱۲ طریقہ اور روش سے ۱۲
☆ استبعاد مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از خبر ہے ۱۲ خبر ہے ۱۲ ☆ حیز اعتبار معتبر است ۱۲ معتبر ہے ۱۲

☆ استبعاد مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از خبر ہے ۱۲ خبر ہے ۱۲ ☆ حیز اعتبار معتبر است ۱۲ معتبر ہے ۱۲

☆ استبعاد مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از خبر ہے ۱۲ خبر ہے ۱۲ ☆ حیز اعتبار معتبر است ۱۲ معتبر ہے ۱۲

☆ استبعاد مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از خبر ہے ۱۲ خبر ہے ۱۲ ☆ حیز اعتبار معتبر است ۱۲ معتبر ہے ۱۲

☆ استبعاد مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از خبر ہے ۱۲ خبر ہے ۱۲ ☆ حیز اعتبار معتبر است ۱۲ معتبر ہے ۱۲

☆ ورائے..... بیرون ۱۲..... باہر ۱۲ ☆ اخبار..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ انکا طور..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲

☆ معاملہ..... مئی ۱۲..... تقلید پر مبنی ہے ۱۲ ☆ ندانند..... این پیچردان ۱۲..... یہ نہ جاننے والے ۱۲ ☆ بلکہ طور

..... اضراب است از ما قبل خود ۱۲..... اپنے پہلے کلام سے دوسری طرف پھرنا ۱۲ ☆ گروہ ہے..... فریق فی الجزیۃ ۱۲..... ایک گروہ

جنت میں ہوگا ۱۲ ☆ وگروہ ہے..... و فریق فی السعیر ۱۲..... اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا ۱۲ ☆ ابدی دائمی ۱۲..... ہمیشہ رہنے

والا ۱۲ ☆ انقطاع..... انتہا ۱۲..... آخر تک ۱۲ ☆ النصوص القطعیة..... من الایات والاحادیث

الدالة علی الخلود والتابی ۱۲..... وہ آیات اور احادیث جو ہمیشہ رہنے اور ہمیشگی پر دلالت کرتی ہیں ۱۲

☆ صاحب فصوص..... یعنی شیخ اکبر محمد الدین ابن العربی قدس سرہ ۱۲ ☆ ورحمتی..... شیء..... ورحمت من فراخ است ہر

چیز ۱۲..... میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے ۱۲..... یعنی این کریمہ را بردعوی خود دلیل می آرد ۱۲..... یعنی اس آیت کریمہ کو

اپنے دعوے پر دلیل لائے ہیں ۱۲ ☆ حقہ..... بالضم و حرف سوم بائے موحدہ بمعنی مدت ہشتاد سال ۱۲..... پہلے حرف پر پیش ہے

اور تیسرا حرف با ہے ایک نقطہ والا اس کے معنی اسی سال کی مدت ہے ۱۲ ☆ خلف..... خلاف کردن ۱۲..... خلاف کرنا ۱۲

☆ و خلف..... صاحب فصوص ۱۲..... یعنی شیخ اکبر کا قول ہے ۱۲ ☆ وعید..... وعدہ عذاب ۱۲..... عذاب کا وعدہ ۱۲ ☆ حق

..... جلا و علا ۱۲..... یعنی اللہ تعالیٰ ۱۲ ☆ اہل دل..... صوفیہ ۱۲..... صوفیہ کی جماعت ۱۲ ☆ مخلود..... بدوام..... ہمیشہ ۱۲

☆ درین..... شیخ ۱۲..... شیخ اکبر اس مسئلہ میں ۱۲ ☆ صواب..... چنانکہ در مسئلہ عدم افتقار و اختیار حق تعالیٰ از راہ صواب دور

افتادہ است ۱۲..... جیسا کہ عدم افتقار کے مسئلہ میں اور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں صحیح راہ دور پڑا ہے ۱۲ ☆ فساً کثیفاً..... مقولہ

قال ۱۲..... قال کا مقولہ ہے ۱۲ ☆ شیخ..... ابن عربی ۱۲..... شیخ ابن عربی ۱۲ ☆ قال اللہ تعالیٰ..... در سورہ اعراف ۱۲

..... اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف میں فرمایا ہے ۱۲ ☆ ان الحسنین..... ہر آئینہ بخشائش خدا نزدیک است از نیکو کاران ۱۲..... بے

شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے ۱۲ ☆ و کریمہ..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ دلالت ندارد..... خبر

..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ خلف..... عدم ۱۲..... فنا اور نہ ہونا ۱۲ ☆ بوعدہ..... وعدہ ثواب ۱۲..... ثواب کا وعدہ ۱۲ ☆ تو اند..... چہ

۱۲..... کیا ۱۲ ☆ رنگ..... مانند ۱۲..... مثل ۱۲ ☆ ناشایان..... پس در حق جل و علا محال بود در رنگ خلف در وعدہ ۱۲..... پس

اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہوگا وعدہ خلاف کے رنگ میں ۱۲ ☆ مستلزم..... لازم گیرند ۱۲..... ضروری جانتے ہیں ۱۲

☆ کذب..... دروغ ۱۲..... جھوٹ ۱۲ ☆ این معنی..... چنانکہ منطوق نصوص وعید است ۱۲..... جیسا کہ وعید کی نصوص کے

معانی ہیں ۱۲ ☆ شاعت..... زشتی ۱۲..... برائی، بدشکلی ۱۲ ☆ مخالف علم..... بنا بر جواز وقوعی خلف در وعدہ ۱۲..... وعید میں

وقوعی خلاف کے جواز کی بنا پر ۱۲

☆ اجماع..... لیکن اجماع ۱۲ ☆ اجماع..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ کشفے..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲

☆ مایء مرون..... نص قاطع است بر آن ۱۲..... اس پر قطعی دلیل ہے ۱۲ ☆ ذکور..... مردان ۱۲..... مرد کی جمع ہے ۱۲

☆ نساء..... زنان ۱۲..... عورتیں ۱۲ ☆ دولت..... رسالت ۱۲..... اللہ تعالیٰ کا رسولوں کو بھیجنا ۱۲ ☆ اللہ..... الناس

..... دلالت نماید بر آن..... اس پر دلالت کرتی ہے ☆ اہل حق..... اہل سنت ☆ صاحب فتوحات مکیہ..... شیخ اکبر

محی الدین ☆ اعتدادے اعتبارے ۱۲ اعتبار و شمار ۱۲ ☆ اضعاف چند در چند ۱۲ کئی گنا زیادہ ۱۲ ☆ فضل
 جزئی در بعض امور ۱۲ بعض امور میں فضیلت ۱۲ ☆ لائح ظاہر ۱۲ ☆ چون این فقیر ۱۲ مراد حضرت مجدد ۱۲
 ☆ سرش سبش ۱۲ اس کا سبب ۱۲ ☆ مشکوٰۃ سینہ ۱۲ ☆ نفوذ گردہ رسید است ۱۲ پہنچی ہے ۱۲
 ☆ اصوب و احق صواب تر و سزاوارتر بقبولیت ۱۲ سب سے زیادہ صحیح اور قبولیت کے لائق ۱۲
 ﴿ص ۱۲۳﴾ ☆ در مکتوبیکہ یعنی مکتوب دو سوساٹھ جلد اول ۱۲ ☆ فرزند ی خواجہ محمد صادق ۱۲ ☆ خفائے پوشیدگی ۱۲
 ☆ ضرورت تیقن ۱۲ یقین کرنا ۱۲ ☆ لسانی زبانی ۱۲ ☆ گفتہ علماء ۱۲ علمائے کہا ہے ۱۲ ☆ احتمال
 آن رکن ۱۲ اس رکن ۱۲ ☆ تبریست بیزار شدن ۱۲ بے زار ہونا ۱۲ ☆ کافر ی کافر گردیدن ۱۲
 کافر ہونا ۱۲ ☆ تبری بیزاری ۱۲ ☆ مصدق تصدیق کنندہ ۱۲ تصدیق کرنیوالا ۱۲ ☆ دینین دودین
 ☆ ارتداد مرد شدن ۱۲ مرد ہونا ۱۲ ☆ مشم داغدار ۱۲ داغ والا ۱۲ ☆ لا هو لاء شان
 منافقین است ۱۲ منافقوں کی حالت ہے ۱۲ ☆ ادنائے کمتر مرتبہ تبری ۱۲ بیزاری کا بہت کم درجہ ۱۲ ☆ تبری قلبی
 بیزاری دلی ۱۲ دل کی بیزاری ۱۲ ☆ اعلائے آن تبری بلند تر مرتبہ تبری ۱۲ بیزاری کا بہت بلند مرتبہ ۱۲
 ☆ قلبی بدنی ۱۲ ☆ کریمہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ مؤید خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ چہ محبت مبتدا
 ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ صورت جزا ۱۲ یہ جزا ہے ۱۲ ☆ نہ بند ممکن نبود ۱۲ ممکن نہ ہوگی ۱۲ ☆ توی
 دوستی ۱۲ ☆ تبری بیزاری ۱۲ ☆ شیعہ فرقہ ۱۲ ایک فرقہ ہے ۱۲ ☆ موالات دوستی ۱۲ ☆ اہل
 بیت پیغمبر ۱۲ پیغمبر کے اہل بیت ۱۲ ☆ خلفائے ثلاثہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ۱۲ ☆ غیر ایشان از
 اکثر اصحاب اکثر صحابہ ان کے علاوہ ۱۲ ☆ موالات دوستی اہل بیت ۱۲ اہل بیت کی محبت ۱۲ ☆ از غیر ایشان
 دوستان باشند یا دشمنان ۱۲ دوست ہوں یا دشمن ۱۲ ☆ او پیغمبر ۱۲ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ☆ صرف خرچ
 ۱۲ ☆ اہل قرابت رشتہ داران ۱۲ رشتہ دار ۱۲

﴿ص ۱۲۵﴾ ☆ شجرہ انبیا یعنی اصل پیامبران چہ از پشت ابراہیم از ابتدائے حضرت یعقوب تا انتہائے حضرت عیسیٰ چہار ہزار پیغمبر
 مبعوث شدہ ۱۲ تفسیر عزیزی یعنی پیغمبروں کی اصل کیا ابراہیم علیہ السلام کی پشت سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے ابتدا ہے
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انتہا ہے چہ ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے ۱۲ ☆ می یابد این فقیر ۱۲ مراد حضرت مجدد ہیں ۱۲
 ☆ عبدہ ایشان پرستاران لات و عزی ۱۲ لات و عزی کے پوجنے والے ۱۲ ☆ شنیع زشت ۱۲ برا، قبیح ۱۲
 ☆ سائر اعمال باقی کارہائے ۱۲ باقی اعمال ☆ سیدہ بد ۱۲ برے ۱۲ ☆ راجع است ۱۲ لوٹنے
 والا ہے ۱۲ ☆ پس در دنیا و گفته کہ وسعت رحمت در حق مومنان و کافران مخصوص بد دنیا است ۱۲ علمائے کہا ہے کہ
 رحمت کی وسعت مومنوں اور کافروں کے حق میں مخصوص ہے دنیا میں ۱۲ ☆ رحمت نصیب است با آنکہ حضرت حق را
 سبحانہ و تعالیٰ با کفر و کافر ی عداوت ذاتی است ۱۲ با وجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو کفر و کافر ی کے ساتھ ذاتی عداوت ہے ۱۲
 ☆ و فی الحقیقت نہ فی الحقیقت ۱۲ حقیقت میں نہیں ۱۲ ☆ کریمہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ شاہد خبر
 ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲

﴿ص ۱۲۶﴾ ☆ مبتلا..... گرفتار ۱۲..... پھنسا ہوا، پکڑا ہوا ۱۲ ☆ اخبار..... احادیث ۱۲..... حدیثیں ۱۲ ☆ کافر محض..... مرتکب
 رسوم کفر و مراسم اہل کفر ۱۲..... کفر کی رسموں کا کرنے والا اور اہل کفر کی رسمیں ادا کرنے والا ۱۲ ☆ کافر محض است.....
 کہ ذرہ ایمان ندارد ۱۲..... جو ایمان سے ذرہ نہ رکھتا ہو ۱۲ ☆ مخلد..... دائمی ۱۲..... ہمیشہ ۱۲ ☆ فقیر یکبارے..... تائید
 است ما قبل خود ۱۲..... اپنے پہلے مضمون کی تائید ہے ۱۲ ☆ بیعیادت..... بیمار پرسی ۱۲ ☆ باحضار..... نزع و موت ۱۲
 ☆ متوجہ..... فقیر ۱۲..... مراد حضرت مجدد ہیں ۱۲ ☆ ظلمات..... تاریکیاں ۱۲..... سیاہیاں ۱۲ ☆ معلوم شد..... بالہام
 و کشف ۱۲..... الہام اور کشف سے ۱۲ ☆ ناشی..... پیدا ۱۲ ☆ مکنونست..... مستور و مخفی..... پوشیدہ ۱۲ ☆ کدورات
 تیر گیا ۱۲..... دھندلا پن ۱۲..... اندھیرے ☆ موالات..... دوستی ۱۲..... محبت ۱۲ ☆ آخر..... در آخر کار ۱۲..... آخر
 کار میں ۱۲ ☆ پس..... نتیجہ ۱۲ ☆ اہل کفر..... ہقیقہ یا حکمت ۱۲..... حقیقی طور یا حکمی طور پر ۱۲ ☆ ایام ایشان..... مانند ہولی و
 دیوالی وغیر ان ۱۲..... ہولی اور دیوالی کی طرح اور اس کے علاوہ ۱۲ ☆ کافر صرف است..... کہ ذرہ ایمان ندارد ۱۲..... جو
 ذرہ ایمان نہیں رکھتا ۱۲ ☆ نیز دارد چنانچہ کفر دارد ۱۲..... جیسا کہ کفر رکھتا ہے ۱۲ ☆ نار..... آتش دوزخ ۱۲
 دوزخ کی آگ ۱۲ ☆ عذاب دوزخ..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ مخصوص..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ ان
 شاء..... عذاب..... اگر خواہد حق تعالیٰ بہ بخشد و اگر خواہد عذاب کند ۱۲..... اگر حق تعالیٰ چاہے تو بخش دے اور چاہے عذاب
 دے ۱۲ ☆ اہل کبار..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ امید است..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ سائر کبار..... در
 باقی کبار یعنی مسوائے شرک مانند حقوق والدین و سحر و قتل نفس ناحق و زنا و سرقت و قذف الکھنات وغیرہا، امر انہما مفوض بمشیت
 حق است تعالیٰ شانہ ۱۲..... باقی کبار میں یعنی شرک کے علاوہ والدین کی نافرمانی، جادو، ناحق قتل کرنا، زنا، چوری اور پاک
 دامن عورتوں کو تہمت لگانا وغیرہ..... ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے حوالے ہے ۱۲ ☆ شدائد..... سختیاں ۱۲..... سختیاں ۱۲
 ☆ سکرَات..... تکالیف وقت مرگ ۱۲..... موت کے وقت کی تکلیفیں ۱۲ ☆ مکفر..... عفو ۱۲..... معافی ۱۲ ☆ امید است.....
 یعنی کبار کہ توبہ و شفاعت عفو و احسان و محن دنیوی و سکرَات بمغفرت نہ در آمدہ و کفرناختہ شدہ است امید است کہ الخ ۱۲
 یعنی وہ کبیرے گناہ جو توبہ، شفاعت، معافی، احسان، دنیوی مشقتوں اور سکرَات موت سے مغفرت میں نہیں آئے اور کفر نہیں
 کیا گیا ہے، امید ہے کہ الخ ۱۲

﴿ص ۱۲۷﴾ ☆ باہوال..... ترس و بیمہائے ۱۲..... ڈر اور خوف ۱۲ ☆ کریمہ..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ مؤید..... خبر ۱۲
 یہ خبر ہے ۱۲ ☆ سینات..... بدیہا ۱۲..... برائیاں ۱۲ ☆ اخبار..... احادیث ۱۲..... حدیث کی جمع ہے ۱۲ ☆ بعد
 بقصد ۱۲..... ارادے اور نیت سے ۱۲ ☆ پس عذاب..... برین تقدیر ۱۲..... اس اعتبار سے ۱۲ ☆ نہ گشت..... چنانکہ تو
 گفتہ ۱۲..... جس طرح تو نے کہا ہے ۱۲ ☆ مخصوص..... و ہذا احدی الا قوال فی الایۃ ۱۲..... آیت کے بارے میں یہ ایک قول
 ہے ۱۲ ☆ شائبہ..... آمیزش ۱۲..... ملائمت ۱۲ ☆ استحقاف..... خفیف دانستن ۱۲..... ہلکا جاننا ۱۲ ☆ عدم مبالات.....
 پروانہ نمودن ۱۲..... پروانہ کرنا ۱۲ ☆ اطفال..... اولاد خورد ۱۲..... چھوٹے لڑکے ۱۲ ☆ شاہقان..... ساکنان سرکواہ ۱۲
 پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والے ۱۲ ☆ رسل..... پیغمبران ۱۲..... پیغمبر کی جمع ہے ۱۲ ☆ مکتوبیکہ..... یعنی مکتوب دو صدہ پنجاہ و
 نیم از جلد اول ۱۲..... یعنی مکتوب دو سو انسٹھ جلد اول ۱۲ ☆ مثبت یافتہ..... نوشتہ شدہ ۱۲..... لکھا ہوا ۱۲ ☆ ظن..... اعتقاد

راج ۱۲..... راج عقیدہ ۱۲ ☆ یقین..... اعتقاد جزم ثابت مطابق نفس الامر ۱۲..... پختہ عقیدہ جو نفس الامر کے مطابق ثابت

ہو ۱۲ ☆ مکر..... تیرہ ۱۲..... تاریک، سیاہ رنگ ۱۲ ☆ انجلاء..... روشن ۱۲..... چمکیلا، چمکنے والا ۱۲ ☆ جمعے..... گروہ ۱۲

..... ایک جماعت ۱۲ ☆ روشن..... تفسیر ۱۲..... یہ تفسیر ہے ۱۲

﴿ص ۱۲۸﴾ ☆ ناقص..... غیر منجلی راج ۱۲..... غیر ظاہر اور غیر روشن کو ۱۲ ☆ حدت نظر..... تیزی و تندی چشم باطن یعنی بصیرت ۱۲

..... چشم باطن کی تیزی و تندی یعنی بصیرت ۱۲ ☆ ثانی..... دوم بصواب رسندہ است ۱۲..... دوسرا جو درستی کو پہنچا ہے ۱۲

☆ نافذ..... جاری و واصل و رسندہ ۱۲..... جاری اور صاحب وصل اور پہنچا ہوا ۱۲ ☆ مقصور..... بند ۱۲..... بند کیا ہوا ۱۲

☆ نمی بنی..... تنویر است مرما قبل خود را و توضیح ۱۲..... روشن کرنا ہے اور واضح کرنا خاص طور پر اپنے ما قبل کو ۱۲ ☆ تقاض

..... میان انبیا و عامہ ۱۲..... انبیا اور عام کے درمیان ۱۲ ☆ گویند..... قائلان بزیادت و نقصان ایمان ۱۲..... ایمان کے زیادہ

اور کم ہونے کے قائل ۱۲ ☆ نفس ایمان..... باعتبار بعضی از افراد کہ ظن است ۱۲..... بعضی افراد کے اعتبار سے جو ظن ہے ۱۲

﴿ص ۱۲۹﴾ ☆ تحاشی..... اجتناب ۱۲..... پرہیز کرنا ☆ استثناء..... انشاء اللہ ۱۲..... اگر اللہ نے چاہا ۱۲ ☆ ایشان..... اولیاء ۱۲

☆ ترتیب..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ☆ بترتیب..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ☆ شیخین..... ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ۱۲

﴿ص ۱۳۰﴾ ☆ استفاد..... از کتاب صواعق استفاد است ۱۲..... دو داماد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عثمان و علی رضی اللہ عنہما ۱۲..... یعنی دو

داماد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ۱۲ ☆ لشخین..... ابو بکر عمر رضی اللہ عنہما ☆ فتن

..... جمع فتنہ ۱۲..... فتنہ کی جمع ہے ۱۲ ☆ ختلال..... زیان شدن و بہم وادوختن..... و نیاز مند گشتن و لاغر شدن ۱۲ منتخب..... نقصان

ہونا اور آپس میں سینا..... اور ممنون ہونا اور کمزور ہونا ☆ حکتین..... عثمان و علی رضی اللہ عنہما ۱۲ ☆ امام..... ابو حنیفہ رحمہ اللہ ۱۲

☆ شائبہ..... آمیزش ۱۲..... ملائنا ۱۲ ☆ حضرت عثمان دون اوست..... یعنی کم از آن است یعنی ظنی است نہ یقینی ۱۲

..... یعنی اس سے کم ہیں یعنی ظنی ہے یقینی نہیں ہے ۱۲ ☆ مجتہد ع..... بدعتی ۱۲ ☆ ضال..... گمراہ ۱۲ ☆ واین منکر..... یعنی

منکر افضلیت شیخین ۱۲..... حضرت ابو بکر اور عمر کی افضلیت کا منکر ۱۲ ☆ توقف کردہ اند..... علماء ۱۲..... علمائے توفیق کیا ہے ۱۲

☆ ایذاء..... رنجانیدن ۱۲..... رنج پہنچانا ۱۲ ☆ خلفا راشدین..... ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ۱۲ ☆ امامین

..... حسن و حسین رضی اللہ عنہما ۱۲

﴿ص ۱۳۱﴾ ☆ وآنچه..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ از انصاف..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ بے حاصل..... بے فائدہ و لغو

۱۲..... فضول ۱۲ ☆ اعتبار وارد..... نزد علماء ۱۲..... علما کے نزدیک ۱۲ ☆ احمد..... بن حنبل ۱۲..... امام احمد بن حنبل ۱۲

☆ خلفاء ثلاثہ..... ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ۱۲ ☆ آنچه..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ ساقط است..... خبر ۱۲

..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ شارح عقائد..... سعد الدین تفتازانی ۱۲ ☆ قبل..... جانب ۱۲..... طرف ۱۲ ☆ وآنکہ..... یعنی

فحشیکہ ہمہ خلفاء راشدین را ہا ہم برابر داندا ۱۲..... یعنی وہ شخص جو تمام خلفاء راشدین کو برابر جانتا ہے ۱۲ ☆ فضل..... بزرگی

۱۲ ☆ وآنکہ..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ بوالفضول..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲ ☆ فضولی..... زیادہ و بے فائدہ ۱۲

☆ بوالفضول..... بیہودہ و لا طائل ۱۲ ☆ وآنچه..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ دلالت بر..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲

☆ صاحب فتوحات..... شیخ محی الدین ابن عربی ۱۲☆ مساوات..... برابر بودن خلفاء اربعہ ۱۲..... چاروں خلفا کا برابر ہونا ۱۲☆ این..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲☆ از شطیحات..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ شایان..... سزاوار..... لائق ۱۲☆ اکثر..... چہ..... کیا ۱۲☆ معارف..... علوم ۱۲..... علم کی جمع ہے ۱۲☆ و آنچه..... مبتدا ۱۲..... یہ مبتدا ہے ۱۲☆ بر محامل..... خبر ۱۲..... یہ خبر ہے ۱۲☆ محامل..... معانی ۱۲..... معنی کی جمع ہے ۱۲☆ وَمَا وَقَعَ..... مقولہ قال ۱۲..... قال کا مقولہ ہے ۱۲

﴿ص ۱۳۲﴾ ☆ الخیالی..... یعنی المولیٰ احمد بن موسیٰ الشہر بخالی المتوفی سنہ ستین وثمان مائتہ ۱۲ کشف یعنی مولانا احمد بن موسیٰ، خیالی کے لقب سے مشہور ہیں وفات ۸۶۰ھ ۱۲☆ علیہ..... شرح عقائد ۱۲..... شرح عقائد پر حاشیہ ۱۲☆ قال..... قَدَمَ عَنْقَرِیْبَ ۱۲..... قریب ہی گذر چکا ہے ۱۲☆ بحار بان ۱۲..... جنگ کندگان ۱۲..... جنگ کرنے والے ۱۲☆ امیر..... علی رضی اللہ عنہ ۱۲☆ منجر..... کشدہ ۱۲..... پہنچانے والا، کھینچنے والا ۱۲☆ محق..... آنکہ حق بجانب او باشد ۱۲..... وہ شخص کہ حق اسکی طرف ہو ۱۲☆ محطی..... بے قصد خطا کنندہ ۱۲..... ارادے کے بغیر غلطی کرنے والا ۱۲☆ محطی..... دائم ۱۲..... ہم جانتے ہیں ۱۲☆ حضرت امیر..... علی رضی اللہ عنہ ۱۲☆ خفائے..... پوشیدگی ۱۲..... پوشیدہ رکھنا ۱۲☆ تصحیح..... درست کردن ۱۲..... درست کرنا ۱۲☆ تعلم..... آموزیدن ۱۲..... سیکھنا ۱۲☆ مندوب..... مستحب ۱۲☆ گذر..... چارہ ۱۲..... علاج، تدبیر ۱۲☆ شمه..... اندکے ۱۲..... تھوڑا، قلیل ۱۲☆ عماد..... ستون ۱۲..... ستون ۱۲☆ استماع..... بشنوند ۱۲..... سنتے ہیں ۱۲☆ رقبہ..... گردن ۱۲..... گردن ۱۲☆ تخلیل..... خلال کردن ۱۲..... خلال کرنا ۱۲☆ اصابع..... انگشتان ۱۲..... انگلیاں ۱۲☆ مختصر..... باغشت خورد ۱۲..... چھوٹی انگلی، چھنگلی ۱۲

﴿ص ۱۳۳﴾ ☆ مستحب..... چہ..... کیا ۱۲☆ مرضی..... پسندیدہ ۱۲..... پسند کی ہوئی ۱۲☆ تمام دنیا..... عوض ۱۲..... بدلہ ۱۲☆ مغتنم..... غنیمت ۱۲..... نعمت ہے، عطیہ ہے ۱۲☆ محترف..... سفال ۱۲..... ٹھیکری ۱۲☆ بحمد..... مثلاً خاک یا کاہ کہ قیمت نداشتہ باشد ۱۲..... مثلاً مٹی یا گھاس جس کی کوئی قیمت نہ ہو ۱۲☆ طمانیت..... توقف و درنگ نمودن ۱۲..... اطمینان و تسلی ہونا ۱۲☆ بمقر..... محل، ٹھہرنے کی جگہ ۱۲☆ جلسہ..... نشستن ۱۲..... بیٹھنا ۱۲☆ اقل..... کمتر ۱۲..... بہت کم ۱۲☆ افراد..... تنہائی ۱۲..... اکیلا ہونا ۱۲☆ آنچه..... از اعضائے مصلیٰ ۱۲..... نمازی کے اعضا میں سے ۱۲☆ جبین..... پیشانی ۱۲☆ وضع..... نہادن ۱۲..... رکھنا ۱۲☆ ابتدا..... آغاز و شروع ۱۲☆ یمین..... جانب راست ۱۲..... دائیں طرف ۱۲☆ رفع رأس..... برداشتن سر از زمین ۱۲..... زمین سے سر اٹھانا ۱۲☆ قیام..... ایستادن در نماز ۱۲..... نماز میں کھڑا ہونا ۱۲☆ مواضع..... جاہائے ۱۲..... جگہیں، مقامات مذکورہ ۱۲☆ جمعیت..... بحضور دل ۱۲..... دل کا خدا کی طرف متوجہ رہنا ۱۲☆ تفریح اصابع..... کشادہ داشتن انگشتہائے ۱۲..... انگلیاں کھلی رکھنا، ملی نہ ہوں ۱۲☆ مراعات..... رعایت ۱۲☆ کشادون..... در رکوع ۱۲..... رکوع میں ۱۲☆ ضم ساختن..... در سجود ۱۲..... سجدے میں ۱۲☆ تقریب..... فائدہ ۱۲☆ فوائد..... زیرا کہ ۱۲..... اس واسطے، اس لئے ۱۲

﴿ص ۱۳۴﴾ ☆ ایراد..... آوردن این احکام و مسائل ۱۲..... ان احکام اور مسائل کا لانا اور ذکر کرنا ۱۲☆ آن..... نماز ۱۲..... وہ نماز

۱۲ ☆ مکتوب یعنی مکتوب دوصد و ہشتم از جلد اول ۱۲ یعنی مکتوب دوسواٹھ جلد اول ۱۲ ☆ مکتوب دوم یعنی مکتوب دوصد و شصت و یکم از جلد اول ۱۲ یعنی مکتوب دوسواٹھ، جلد اول ۱۲ ☆ مکتوب سوم مکتوب دوصد و شصت و سوم از جلد اول ۱۲ مکتوب دوسو تریسٹھ از جلد اول ۱۲ ☆ جناح بازو ۱۲ دو حصے اعتقاد و عمل ۱۲ ☆ توفیق خداوندی ۱۲ اللہ تعالیٰ کی توفیق ۱۲ ☆ راہنمونی راہنمائی ۱۲ ☆ امر مجیدہ نو ۱۲ نیا کام ۱۲ ☆ بمعقدات یقینی یعنی معتقدات شرعیہ کہ بیان آنہما مذکور ساختہ اند ۱۲ یعنی شرعی عقیدے جن کا بیان مذکور ہوا ہے ۱۲ ☆ ہرگز آن یقین و اطمینان ۱۲ وہ یقین اور اطمینان ۱۲ ☆ تمکین است ۱۲ ہے ۱۲ ☆ کسل سستی ۱۲ ☆ امارہ نفس ۱۲ نفس امارہ ۱۲ ☆ ناشی پیدا ۱۲ ☆ کنند زیرا کہ ۱۲ اس لئے، اس واسطے ۱۲ ☆ تمنائے آرزو ۱۲ آرزو ۱۲ ☆ فرمودہ اند ۱۲ فرمایا ہے ۱۲ ☆ فتور سستی و نقصان ۱۲ ☆ سماع سرود ۱۲ راگ، نغمہ، گیت ۱۲ ☆ رقص پا کو بیدن ۱۲ ناچنا ۱۲ ☆ نمودہ اند ۱۲ نہیں ہیں ۱۲ ☆ ذکر جہر متداول و مردج ۱۲ جاری اور جس کا رواج ہے ۱۲

﴿ص ۱۳۵﴾ ☆ نمودہ اند ۱۲ نہیں ہیں ۱۲ ☆ حضرت ایشان پیر بزرگوار خود یعنی خواجہ باقی باللہ ۱۲ ☆ روزے تائید است مرقبل ۱۲ خاص طور پر پہلے کی تائید ہے ۱۲ ☆ افتتاح شروع ۱۲ ☆ زجر سرزنش ۱۲ جھڑکنا، روکنا ۱۲ ☆ او شیخ کمال ۱۲ شیخ کمال قدس سرہ ۱۲ ☆ حضرت ایشان خواجہ باقی باللہ ۱۲ ☆ نامشروعہ نا جائزہ ۱۲ نا جائز ۱۲ ☆ مرایا آئینہ ۱۲ شیشے ۱۲ ☆ حکماء دانایان دانشور، اور دانالوگ ۱۲ ☆ شریک اند پس علامت صدق نتوان بود بلکہ ۱۲ پس سچائی کی علامت نہیں تھی بلکہ ۱۲ ☆ اجتناب پرہیز ۱۲ ☆ کریمہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ درشان خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ الغناء نغمہ و سرود خوانی ۱۲ گانا اور گیت وغیرہ ۱۲ ☆ مخلفان ہر دو سو گند میخورند کہ لہو الحدیث سرود دست ۱۲ دونوں قسم اٹھاتے ہیں کہ لہو الحدیث سے مراد گانا ہے ۱۲ ☆ لا تکفرون یعنی حاضر نشوند در مجلس سرود ۱۲ یعنی گانے کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے ۱۲ ☆ الغناء یعنی مراد از زور سرود است ۱۲ یعنی زور سے مراد نغمہ و گانا ہے ۱۲

﴿ص ۱۳۶﴾ ☆ احصائے شمار ۱۲ کنتی ۱۲ ☆ معذر دشوار ۱۲ مشکل ۱۲ ☆ روایت شاذہ غیر معتبرہ خلاف روایت اصول ۱۲ غیر معتبر اصولی روایات کے خلاف ۱۲ ☆ اباحتہ مباح گردانیدن ۱۲ جائز شمار کرنا ۱۲ ☆ پاکوبی تفسیر ۱۲ یہ تفسیر ہے ۱۲ ☆ مجوز جائز ۱۲ ☆ عمل صوفیہ جواب سوال مقدر است ۱۲ سوال مقدر کا جواب ہے ۱۲ ☆ حل و حرمت یعنی حلال بودن چیزے و حرام بودن چیزے ۱۲ یعنی کسی چیز کا حلال ہونا اور کسی چیز کا حرام ہونا ۱۲ ☆ ہمین ایشان ۱۲ ان کو ۱۲ ☆ مفوض سپرد ۱۲ اولئک لہما ایشان کسانند کہ گرفتہ اند مشغلہ و بازی ر دین خود ۱۲ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنا لیا ہے ۱۲ ☆ مستحسن نیک ۱۲ ☆ زمرہ گروہ ۱۲ جماعت ۱۲ ☆ شاعت زشتی ۱۲ برائی، بد شکل ۱۲ ☆ این امر سرود و رقص ۱۲ گانا اور ناچنا ۱۲ ☆ میل رغبت ۱۲ توجہ اور رغبت ۱۲ ☆ مخدوم زاد ہا اولاد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ ۱۲ ☆ محق حق بجانب ۱۲

.....حق پر ہونا ۱۲ ☆ معذرت عذر ۱۲ معذرت ۱۲ ☆ مجرد صرف ۱۲ صرف ۱۲

﴿صہ ۱۳۷﴾ ☆ شنیع زشت و بد ۱۲ بد اور بر ۱۲ ☆ جناب مرزا جیو خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہ ۱۲ ☆ مراعات

..... رعایت ۱۲ ☆ شام مخدوم زاد ہا ۱۲ حضرت باقی باللہ کے صاحبزادے ۱۲ ☆ بصریح بکلام صریح و ظاہر ۱۲

..... صریح اور ظاہر کلام ۱۲ ☆ فقرہ جمع ۱۲ جمع کے ۱۲ ☆ فرستاد باید کہ ۱۲ چاہیے کہ ۱۲ ☆ بخوانند

..... وبران عمل نمایند ۱۲ اور اس پر عمل نہیں کرتے ۱۲

دوسو سٹھواں مکتوب ﴿۲۶۷﴾

میزاحسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں کہ وہ اسرار و دقائق جن سے حضرت ایساں (حضرت مجدد) ممتاز ہو ان میں سے تھوڑا سا بھی ظاہر نہیں کیا جاسکتا بلکہ رمز و اشارہ کے ساتھ بھی ان کے بارے میں گفتگو نہیں کی جاسکتی، وہ اسرار ”مکلوۃ نبوت“ سے مقتبس ہیں اور ملائکہ علیین بھی اس دولت میں شریک ہیں، اور اس کے مناسب بیان میں۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا صحیفہ شریفہ جواز روئے لطف و کرم اس فقیر کے نام تحریر

فرمایا تھا اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ خَيْرًا (اللہ سبحانہ آپ کو اس کی بہترین جزا

عطا فرمائے) حق جل سلطانہ کے انعامات میں سے کیا کیا تحریر کرے اور اس کا شکر کس طرح ادا کرے.....

وہ علوم و معارف جن کا فیضان ہوتا رہتا ہے ان میں سے بیشتر حصہ تحریر ہوتا رہتا ہے اور ہر اہل و نا اہل کے گوش گزار

ہوتا رہتا ہے، لیکن وہ اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر ممتاز ہے اس کا ذرا سا حصہ بھی اظہار نہیں کیا جاسکتا بلکہ رمز و

اشارہ سے بھی ان دقائق کا ذکر نہیں کیا جاسکتا بلکہ اپنے فرزند عزیز (خواجہ محمد صادق) جو اس فقیر کے

معارف کا مجموعہ اور مقامات سلوک و جذبہ کا نسخہ ہے اس سے بھی ان اسرار و دقائق میں سے کوئی ایک رمز بیان نہیں

کر سکتا، اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں پوری پوری احتیاط و کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ فقیر جانتا ہے کہ میرا فرزند

”محرمان اسرار“ میں سے ہے اور خطا و غلطی سے محفوظ ہے لیکن (یہ فقیر) کیا کرے کہ معافی کی دقت اور باریکی

زبان کو پکڑ لیتی ہے اور اسرار کی لطافت ہونٹوں کو بند کر دیتی ہے وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِلسَّانِیْ

(شعراء ۲۶، آیت ۱۳) (میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور میری زبان جاری نہیں رہتی) لہذا وقت ہے اور وہ

اسرار اس قبیل (قسم) میں سے نہیں ہیں کہ بیان میں نہیں آسکتے بلکہ وہ ایسے ہیں کہ بیان میں لائے ہی نہیں جاسکتے۔

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہر زہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

(نہیں بکو اس یہ حافظ کی فریاد وہ البتہ عجیب احوال کی ہے)

یہ دولت جس کے پوشیدہ رکھنے میں ہم کوشش کرتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے

”مکلوۃ نبوت“ سے اقتباس کی ہوئی ہے، اور ملائکہ ملائعہ اعلیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰات والتسلیمات بھی اس دولت میں

شریک ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت کرنے والوں میں سے جس کو اس دولت سے مشرف فرمائیں وہ بھی اس دولت میں شریک ہے..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کے علم سیکھے ہیں ان دو علموں میں سے ایک یہ ہے جو میں نے تمہارے درمیان پھیلا دیا اور بیان کیا اور دوسرا علم وہ ہے کہ اگر میں تم پر ظاہر کر دوں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے اور وہ علم ”علم اسرار“ ہے کہ ہر شخص کی فہم وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (جمعہ ۶۲، آیت ۴) (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

دوسری عرض یہ ہے کہ وہ مکتوب (۲۶۶) جو حضرات خواجہ زادوں کے نام تحریر کیا ہے آپ کی نظر سے بھی گذرا ہوگا..... میرے مخدوم و مکرم! طریقت میں بھی کوئی نئی بات نکالنا اس فقیر کے نزدیک اس بدعت سے کم نہیں ہے جو دین میں پیدا کی جائے ”برکات طریقت“ اسی وقت تک جاری و ساری رہتے ہیں جب تک کہ طریقت میں کوئی نئی بات پیدا نہ کی جائے، اور جب کوئی نئی بات طریقت میں پیدا ہو جائے تو اس طریقے کے فیوض و برکات کی راہ بند ہو جاتی ہے..... لہذا طریقت کی محافظت انتہائی ضروری ہوئی، اور طریقت کی مخالفت سے پرہیز کرنا بھی ضروریات میں سے ہو گیا۔ پس آپ جس جگہ بھی ہوں اور جس سے بھی اپنے طریقے کی مخالفت دیکھیں تو نہایت سختی اور سرزنش کے ساتھ اس کو روکیں اور اس طریقت کی ترویج و تقویت میں کوشش کریں۔ والسلام والا کرام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۳۷﴾ ۱۔ اللہ تعالیٰ کے قول پر عمل کرتے ہوئے: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (سورۃ الضحیٰ)

۲۔ جو دوسروں کو اس سے حصہ نصیب نہیں ہے ۱۲

﴿ص ۱۳۸﴾ ۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَعَائِنِ

بِنَ الْعِلْمِ ، وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثْنَتْهُ فِيكُمْ ، وَأَمَّا الْخَرَفَلُوْ فَبَثْنَتْهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُوْمُ - يَعْنِي

مَسْجَرِي الطَّعَامِ - رواه البخاری ۱۲ مشکوٰۃ کتاب العلم ۱۲ ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن محفوظ کئے ان میں سے علم کا ایک برتن میں نے تم میں بکھیر دیا ہے مگر دوسرا برتن اگر تمہارے

سامنے بکھیروں اور ظاہر کروں تو میرے گلے کی گزرگاہ طعام کاٹ دی جائے ۱۲

یعنی مکتوب ۲۶۶ جو اس مکتوب سے پہلے متصل موجود ہے ۱۲

۴۔ درآنجاد آنکس ترویج الخ ۱۲

۵۔ بالکسر طاقے فراخ کہ دران چراغ قدیل نہند ۱۲

۶۔ میم کے زیر سے کھلا طاق جس میں چراغ قدیل رکھتے ہیں ۱۲

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۱۳۷﴾ ☆ اسرار و دقائق راز ہا ہار پک و خفی ۱۲ بہت سے ہار یک اور پوشیدہ راز ۱۲ ☆ ایشان مجد و قدس سرہ ۱۲

☆ شمعہ اندک تھوڑا قلیل ۱۲ ☆ مقتبس حاصل کردہ شدہ ۱۲ حاصل کیا ہوا ۱۲ ☆ مشکوٰۃ سینہ ۱۲ ☆ صحیفہ

..... مکتوب ۱۲ مکتوب الیہ کا خط ☆ چساں چگونہ ۱۲ کس طرح کیونکر ۱۲ ☆ افاضہ فائض ۱۲ فیض دینے والا ۱۲ ☆ قید کتابت یعنی نوشتہ شو ۱۲ یعنی لکھا جاتا ہے ☆ بآن متمیز این حقیر ۱۲ حضرت مجدد ۱۲ ☆ شمشہ اندکے تھوڑا، قلیل ۱۲ فرزند کی خواجہ محمد صادق قدس سرہ ۱۲ ☆ نمی آرد این حقیر حضرت مجدد ۱۲ ☆ فتح بالضم حرس و بجل ۱۲ پیش سے حرس و بجل ۱۲ ☆ استتار در پردہ شدن ۱۲ پردے میں ہونا ۱۲ ☆ دقت بار کی ۱۲ ☆ ویضیق مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ آن اسرار دفع وہم ۱۲ وہم دور کرنا ۱۲ ☆ نقد وقت خبر ۱۲ یہ خبر ہے ۱۲ ☆ ویضیق لسانی یعنی ونگ شود سینہ من و جاری جی گرد زبان من ۱۲ میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور میری زبان جاری نہیں رہتی ۱۲ ☆ قبیل جنس ۱۲ قسم ۱۲ ☆ در بیان ازاں قبیل اندکہ ۱۲ اس قسم سے تھوڑا سا ۱۲ ☆ آرند منع آن نمایند ۱۲ اور اس سے منع کرتے ہیں ۱۲ ☆ بہرزہ بافتح بیہودہ ۱۲ باکی زبر سے بیہودہ ☆ استتار پوشیدہ شدن پوشیدہ ہونا ☆ مقتبس چیدہ شدہ ۱۲ چنا ہوا ۱۲ ☆ مشکوٰۃ سینہ ۱۲ ﴿ص ۱۳۸﴾ ☆ مشرف شریک این دولت است ۱۲ اس دولت میں شریک ہے ۱۲ ☆ ابو ہریرہ اثبات این چنین اسرار از لسان صاحب شرع ۱۲ اس قسم کے اسرار کا ثابت کرنا صاحب شرع کی زبان سے ۱۲ ☆ منتشر پراگندہ کردہ ام ۱۲ میں نے نشر کر دیا ہے ۱۲ ☆ حلقوم گلو ۱۲ گلا ۱۲ ☆ محضرات خواجہ زادہا یعنی اولاد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ ۱۲ ☆ مرفوع معروض ۱۲ پیش کیا گیا ۱۲ ☆ احداثے نو پیدا کردن ۱۲ ایجاد کرنا ۱۲ ☆ فائض ریزندہ ۱۲ پھیلانے والا ۱۲ ☆ محدث جدید ۱۲ نیا کام ۱۲ ☆ مسدود بند ۱۲ بند کیا ہوا ۱۲ ☆ محافظت نگہداشتن ۱۲ حفاظت کرنا ۱۲ ☆ اہم مہام از ضروری ترین مقاصد ۱۲ سب سے زیادہ ضروری مقاصد ۱۲ ☆ اجتناب پرہیز ۱۲ ☆ پس ہر جا اگر چہ درجائے پیران طریقت ۱۲ اگر چہ پیران طریقت کی جگہ میں ہو ۱۲ ☆ مخالفت طریقت اگر چہ از مخروم زادہا ۱۲ اگر چہ مخدوم زادوں سے ہوں ۱۲ ☆ بزجر بسرزش ۱۲ ملامت کرنا ۱۲ ☆ مبالغہ تاکید ۱۲ تاکید کرنا ۱۲

دوسواٹھا سٹھواں مکتوب ﴿۲۶۸﴾

(عبدالرحیم خان خاناں کی طرف صادر فرمایا اس بیان میں کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی وراثت کا علم کونسا ہے؟ اور وہ حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل سے کون سے علماء مراد ہیں؟ اور اس بیان میں کہ ”علم اسرار“ جو انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی وراثت سے باقی رہ گیا ہے وہ علم توحید و جودی کے ان اسرار کے علاوہ ہے جن کے بارے میں اولیائے امت نے کلام کیا ہے، اور احاطہ و سر بیان اور قرب و معیت اور ان کے مناسب بیان میں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس

کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)..... اس علاقہ کے فقراء کے احوال و اطوار شکر کے لائق ہیں
 وَالْمَسْتُورُ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ سَلَامَتُكُمْ وَعَافِيَتُكُمْ وَثَبَاتُكُمْ وَإِسْتِقَامَتُكُمْ (اور ہم
 آپ کی سلامتی عافیت، ثابت قدمی اور استقامت کے لئے اللہ سبحانہ سے دعا کرتے ہیں)

چونکہ علم وراثت کی بحث درمیان میں آگئی ہے اس لئے چند کلمے وقتی ضرورت کی بنا پر تحریر کئے جاتے ہیں
 حدیث شریف میں وارد ہے الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ (علماء انبیاء کے وارث ہیں)..... واضح ہو کہ
 جو علم انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات سے باقی و جاری ہے دو قسم کا ہے (ایک) علم احکام (دوسرا) علم اسرار..... اور
 (انبیاء کی) وراثت کا عالم (کہلانے کا مستحق) وہی شخص ہو سکتا ہے جو دونوں قسم کے علم سے بہرہ ور ہو، نہ یہ کہ صرف
 ایک قسم کا علم حاصل ہو اور دوسری قسم سے محروم ہو..... یہ بات وراثت کے منافی ہے، کیونکہ وارث کو مورث کے ہر
 قسم کے ترکہ میں سے حصہ ملتا ہے، نہ کہ بعض میں حصہ ہو اور بعض میں نہ ہو۔ اور وہ شخص جس کا حصہ کسی خاص معین تک
 محدود ہو وہ (وارث نہیں بلکہ) غرما (قرض خواہ) میں داخل ہے جس کا حصہ اس کے حق کی جنس سے متعلق ہے، اسی
 طرح آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (میری امت
 کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں)

اور علماء سے مراد علمائے وارث ہیں نہ کہ غرما کہ جنہوں نے ترکہ کا بعض حصہ لیا۔ کیونکہ وارث کو قرب و
 جنسیت کی وجہ سے بھی مورث کے مانند کہہ سکتے ہیں بخلاف غریم کے کہ وہ اس تعلق سے خالی ہے، لہذا جو شخص وارث
 نہیں ہے وہ عالم بھی نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے علم کو ایک نوع کے ساتھ مقید کر دیا جائے اور مثال کے طور پر یوں کہیں
 کہ وہ علم احکام کا عالم ہے۔ اور عالم مطلق وہ ہے جو وارث ہو اور اس کو دونوں قسم کے علوم سے وافر حصہ حاصل
 ہو..... اکثر لوگوں کا یہ گمان ہے کہ علم اسرار سے مراد علم توحید و جود ہے اور کثرت میں شہود وحدت اور
 وحدت میں کثرت کا مشاہدہ ہے۔ اور احاطہ و سر بیان کے معارف اور اس تعالیٰ کی قرب و معیت سے کنایہ ہے جس
 طرح کہ ارباب احوال کے نزدیک مکشوف و مشہود ہے حاشا و کلا ثم حاشا و کلا (ہرگز نہیں پھر ہرگز
 نہیں) کہ اس قسم کے علوم و معارف ”علم اسرار“ سے ہوں اور مرتبہ نبوت کے لائق ہوں، کیونکہ ان معارف کی بنیاد
 وقتی سکر اور غلبہ حال پر ہے جو صحو (ہوش) کے منافی ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰات والتحتیات کا علم، خواہ وہ علم احکام ہو یا
 علم اسرار سب کا سب صحو در صحو (اعلیٰ درجہ کا ہوش) ہے، کہ سکر کا ایک شہہ بھی اس میں نہیں ملا ہے، بلکہ یہ معارف اس
 مقام ولایت کے مناسب ہیں جو سکر میں قدم راسخ رکھتا ہے..... لہذا یہ علوم ”اسرار ولایت“ سے متعلق ہیں نہ کہ
 ”اسرار نبوت انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات سے اگرچہ (نبی سے) ولایت بھی ثابت ہے لیکن اس کے احکام
 مغلوب ہیں اور نبوت کے احکام کے مقابلہ میں مضحل و بے حقیقت ہیں۔

سبے ہر جا شود مہز آشکارا سہارا جز نہاں بودن چہ یارا

(یقیناً ہر جگہ سورج عیاں ہے سہا اس واسطے ہوتا نہاں ہے)

فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے اور تحقیق کی ہے کہ کمالات نبوت دریائے محیط کا حکم رکھتے ہیں اور کمالات ولایت ان کے مقابلے میں ایک حقیر قطرہ کے مانند ہیں۔ لیکن کیا کریں، جن لوگوں کو کمالات نبوت تک رسائی نہیں ہے انہوں نے کہا **الْوَلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ** (ولایت نبوت سے افضل ہے)..... اور ایک جماعت نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔ ان دونوں گروہوں نے نبوت کی حقیقت کو نہ سمجھا اور غائب پر حکم کیا ہے۔ صحو پر سکر کو ترجیح دینے کا حکم بھی اسی حکم کی طرح ہے، اگر صحو کی حقیقت کو جان لیتے تو ہرگز سکر کو صحو کے ساتھ نسبت نہ دیتے۔

۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(کہاں خاک اور کہاں عالم پاک)

شاید ان لوگوں نے خواص کے صحو کو عوام کے صحو کی مانند سمجھ کر سکر کو اس پر ترجیح دی ہے کاش کہ خواص کے سکر کو بھی عوام کے سکر کی طرح سمجھتے اور اس حکم کی جرأت نہ کرتے، کیونکہ علماء کے نزدیک یہ بات ثابت و مقرر ہے کہ صحو سکر سے بہتر ہے..... اگر صحو و سکر مجازی ہے تو بھی یہ حکم ثابت ہے اور اگر حقیقی ہے تب بھی یہ حکم ثابت ہے..... ولایت کو نبوت سے افضل کہنے اور سکر کو صحو پر ترجیح دینے کا حکم ایسا ہی ہے جیسے کوئی کفر کو اسلام پر ترجیح دے اور جہل کو علم سے بہتر جانے، کیونکہ کفر و جہل ”مقام ولایت“ کے مناسب ہے اور اسلام و معرفت مرتبہ نبوت کے مناسب ہے۔ منصور کہتا ہے۔ شعر

كَفَرْتُ بِدِينِ اللَّهِ وَالْكَفْرُ وَاجِبٌ لَدَى وَعِنْدَ الْمُسْلِمِينَ قَبِيحٌ
(دین کو چھوڑا کفر واقع ہو گیا اور مسلمان اس کو کہتے ہیں قبیح)

اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگتے ہیں قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ (بنی اسرائیل ۷۱ آیت ۸۴) (آپ کہہ دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقے پر کام کر رہا ہے)..... چنانچہ جس طرح عالم مجاز میں اسلام کفر سے بہتر ہے اسی طرح حقیقت میں بھی اسلام کو کفر سے بہتر جانا چاہیے۔ **فَإِنَّ الْمَجَازَ قَنْطَرَةٌ الْحَقِيقَةِ** (تحقیق مجاز حقیقت کا پل ہے)

اگر کہا جائے کہ مقام ولایت میں جس طرح کہ مرتبہ جمع میں کفر، سکر اور جہل ثابت ہیں اسی طرح مرتبہ فرق بعد الجمع میں اسلام، صحو اور معرفت بھی متحقق و ثابت ہے، لہذا کفر و سکر و جہل کو ولایت کے مقام کے مناسب کہنے کے کیا معنی ہوں گے؟..... ہم کہتے ہیں کہ صحو وغیرہ کو مرتبہ فرق میں ثابت کرنا مرتبہ جمع کی نسبت سے ہے جو سراسر سکر و استتار (پوشیدہ) ہے ورنہ اس مرتبہ میں صحو بھی سکر کے ساتھ ملا ہوا ہے اور اس کا اسلام کفر سے خلط ملط ہے اور اس کی معرفت جہل کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اگر فقیر کتابت میں گنجائش سمجھتا تو مرتبہ فرق کے احوال و معارف کو تفصیل سے ذکر کرتا اور اس مرتبہ میں سکر وغیرہ کے اختلاط اور اس کے مانند کو بیان کرتا۔ سمجھدار لوگ شاید اپنی فراست کی بنا پر اس معانی کی باریکی کو سمجھ لیں۔ **الْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ** (تعجب ہی تعجب ہے)

پس اس قدر سمجھ لینا کافی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کو یہ تمام بزرگی اور بڑائی نبوت کی وجہ سے حاصل ہے نہ کہ ولایت کی وجہ سے اور ولایت نبوت کے لئے ایک خادم سے زیادہ نہیں ہے، اگر ولایت کو نبوت پر فضیلت حاصل ہوتی تو ملائکہ ملائعہ اعلیٰ جن کی ولایت تمام ولایات سے اکمل درجہ کی ہے تمام انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات سے افضل ہوتے اور (صوفیہ کی) جماعت میں سے ایک گروہ نے جب ولایت کو نبوت سے افضل جان کر ملائعہ اعلیٰ کی ولایت کو انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی ولایت سے اکمل خیال کیا تو لازماً ملائکہ علیین کو انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات سے افضل قرار دیا اور جمہور اہل سنت سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ سب کچھ ان سے نبوت کی حقیقت پر عدم واقفیت کی وجہ سے ہے اور چونکہ لوگوں کی نظر میں عہد نبوت کی دوری کی وجہ سے کمالات نبوت، ولایت کے کمالات کے سامنے حقیر (کم درجہ) معلوم ہوتے ہیں اس لئے (اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے فقیر نے) مجبوراً گفتگو کو طول دیا اور حقیقت معاملہ کو تھوڑا سا ظاہر کر دیا۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (آل عمران ۳، آیت ۱۳۷) (اے پروردگار! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کاموں میں جو ہم سے زیادتیاں ہوئی ہیں ان کو بھی بخش دے اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر ہماری مدد فرما) اخوی ارشدی میاں شیخ داؤد چونکہ اس طرف جانے والے تھے اس لئے وہی اس تکلیف (عریضہ پہنچانے) کے باعث ہوئے ہیں۔ والسلام

﴿حاشیہ متن﴾

﴿ص ۱۳۸﴾ ۲ یعنی وہ علم جہاں تک عوام کا فہم نہیں پہنچتا اور اس کے ظاہر کرنے میں وقت کی مصلحت نہیں اور اس دور کے بعض مجاہدوں کی اس میں اصلاح نہیں۔ مشہور مقولہ ہے: كَلِمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ (لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو) اس کی طرف اشارہ تھا ۱۲

یعنی علم وراثت کا مذاکرہ تھا تو اس تقریب پر چند کلمات الخ ۱۲

۳ یہ جملہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جس کو امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں، علم دین انہوں نے انبیاء کی وراثت سے حاصل کیا ہے اور خود انبیاء کا سوائے علم کے کوئی ورثہ نہ تھا ۱۲ مشکوٰۃ

﴿ص ۱۳۹﴾ ۱ ابن حجر، ذہبی اور زکشی نے کہا: اسکی کوئی اصل نہیں، اور ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: أَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ دَرَجَةِ الْأَنْبِيَاءِ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْجِهَادِ (لوگوں میں سے انبیاء کے درجے کے سب سے قریب اہل علم اور جہاد کرنے والے ہوں گے) اور شیخ ابن عربی نے فتوحات کے چوبیسویں باب میں کہا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر میں وارد ہوا ہے: إِنَّ عُلَمَاءَ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (بے شک میری امت کے علمانی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہوں گے۔ واللہ اعلم ۱۲ تشہید البانی

جان لو کہ حاشا کلمہ تنزیہ ہے اور کلاً کلمہ زجر و توبخ ہے ۱۲

۲ سکر کہتے ہیں قوی حالت وارد ہونے پر احساس سے غائب ہو جانا، پس سکر کی حالت ایک لحاظ سے غیبت کی حالت سے برتر ہوتی ہے اور صحوا احساس کی طرف رجوع کرنا ہے غیبت کے بعد، اور سکر تو صرف اہل مواجید کو ہوتا ہے چنانچہ جب

جمال الہی کہتا ہے تو صوفی سکر کی حالت میں جلا ہو جاتا ہے اور روح کو خوشی ہوتی ہے اور دل میں حیرانی ہوتی ہے ۱۲

رسالہ قشیریہ

۳ قولہ سہا پہلے حرف پر پیش ہے، ایک باریک ستارہ ہے بنات العرش میں اور وہ بنات کے وہ تین ستاروں میں سے

دوسرے ستارے سے متصل ہے ۱۲ غیاث

تا کہ غیر نبی ولی کی فضیلت نبی پر لازم نہ آئے ۱۲

۴ اس قائل کے غلط کرنے کے منشا کا بیان ۱۲

۵ یعنی انبیاء اور ان کے قبوعین کامل اولیاء اللہ ۱۲

اور سکر کو صحو کے مقابلہ میں محض لاشے جانتے ہیں ۱۲ لمصححہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آخر میں کہتے تھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

(۱۲۰ ص)

(اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے، فقر سے اور عذاب قبر سے) اس کو نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲

آپ کہہ دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقے پر کام کر رہا ہے ۱۲ یہ آیت سورۃ بنی اسرائیل پارہ پندرہ میں واقع ہے ۱۲

اس واسطے کہ بے شک مجاز حقیقت کا پل ہے پس حقیقت تک پہنچنے کے بغیر چارہ نہیں ہے ۱۲

امام قشیر نے فرمایا کہ استاد ابوعلی دقاق کہتے تھے: فرق وہ ہے جو تمہاری طرف منسوب ہو اور جمع وہ ہے جو تم سے چھین لی

جائے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز انسان کو کسب (کام کرنے) کے ذریعے حاصل ہو اسے فرق کہتے ہیں جیسے عبادت

کرنا اور وہ کام کرنا جو بشری حالت کے لائق ہیں اور جو چیز حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اسے جمع کہتے ہیں جیسے

معانی کا اظہار اور لطف و احسان فرمانا، ہر شخص میں جمع اور فرق پائے جاتے ہیں کیونکہ جسے مقام تفرقہ حاصل نہیں اس

میں عبودیت نہیں پائی جاتی، اور جس میں مرتبہ جمع نہیں ہوتا اسے معرفت بھی حاصل نہیں ہوتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول

إِنَّا كُنَّا نَعْبُدُ فِرْقَ كِي طَرَفِ اِشَارَه كَرْتَا هَ اَوْر اِيَا ك نَسْتَعِيْن جَمْع كِي طَرَفِ ، پَس جَو اِپْنِ نَفْس كُو ثَابِت كَرَّ اَوْر مَخْلُوْق كُو

ثَابِت كَرَّ لِيَكِن سَب كُو حَق كِ سَا تَه قَا ئِم جَا نَ اَسَ اَسَ جَمْع كِهْتِ هِيْن اَوْر جَب مَخْلُوْق كِ مَشَاهِدَه سَ هِث جَا ئَ اَوْر

اِپْنِي ذَا تَ سَ بَ تَعْلُق هُو جَا ئَ اَوْر پَهْر ظَا هِر اَوْر غَا ئِب اَنَ اَلِ سُلْطَا ن حَقِيْقَت كِي وَجِه سَ اِپْنِ اِحْسَا سَ سَ كَلِي

طَوْر پَر غَفْلَت مِيْن پُز جَا ئَ تُو پَهْر اَسَ جَمْع اَلْمَجْمُوع كِهْتِ هِيْن ۱۲ رسالہ قشیریہ

اور اسلام و معرفت کو مقام ولایت کے نامناسب جاننا ۱۲

یعنی صحو مرتبہ فرق کو صحو کہنا سکر کی نسبت سے مرتبہ جمع ہے جو تمام وجوہ سے سکر ہے جو صحو کے گرد اس کے گرد پھرا ہوا نہیں

ہے، ورنہ وہ صحو درحقیقت اور اپنی ذات میں سکر ہے، اور اسی طرح اسلام و معرفت مرتبہ فرق کفر و جہل کے ساتھ نسبت

سے مرتبہ جمع ہے، ورنہ وہ اسلام و معرفت درحقیقت کفر ہے اور جہل ۱۲

یعنی ان پر تعجب ہے کہ کمالات نبوت سے کیسے جاہل ہیں، یا کیسے محروم ہیں فضائل نبوت کے علم سے اور اسکے خصائص کی

معرفت نہیں رکھتے اور یہ کتنی صاف، روشن اور نفیس دلیل ہے ۱۲

یہ سب کچھ جو انہوں نے کہا ہے اور دیکھا ہے نبوت کی حقیقت پر ناواقفیت کی وجہ سے ہے ۱۲

یعنی ملائکہ و ملا جماعہ از اکابر و اشراف قوم را گویند ۱۲

یعنی فرشتے اور ملا جماعت شریف اور بڑے لوگوں کی قوم کو کہتے ہیں ۱۲

قَدْ تَمَّ الْقِسْمُ الرَّابِعُ مِنَ الدَّفْتَرِ الْأَوَّلِ بِعَوْنِهِ تَعَالَى وَحُسْنِ تَوْفِيقِهِ ، وَيَلِيهِ الْقِسْمُ

الْخَامِسُ اِنْشَاءُ اللّٰهُ تَعَالَى وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى وَسَلَّمْ وَبَارَكَ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ

وَالتَّسْلِيْمَاتِ وَالتَّبَرُّكَاتِ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ چوتھا حصہ

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانیؒ چوتھا حصہ

وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَزْهَمُ الرَّاجِمِينَ ☆

☆ متن بین السطور معانی

﴿ص ۱۳۸﴾ ☆ علم توحید بیان ۱۲ علم توحید کا بیان ۱۲ ☆ وارث پیغمبر ۱۲ پیغمبر کا وارث ۱۲ ☆ نوع قسم ۱۲ ☆ سہم حصہ ۱۲

﴿ص ۱۳۹﴾ ☆ غرما قرض خواہان ۱۲ قرض لینے والے ۱۲ ☆ قرب و جنسیت وارث خود ۱۲ اپنا وارث ۱۲ ☆ غریم

..... قرض خواہ ۱۲ قرض لینے والا ۱۲ ☆ عالم مطلق غیر مقید بہ علم دون علم ۱۲ کسی علم کی قید کے بغیر دوسرے علم کے علاوہ

۱۲ ☆ ہر دونوع علم علم احکام و علم اسرار ۱۲ احکام کا علم اور اسرار کا علم ۱۲ ☆ وافر تمام ۱۲ سب ۱۲ ☆ شایان

..... سزاوار ۱۲ لائق ۱۲ ☆ سکر مستی ۱۲ بے ہوشی ۱۲ ☆ صحو ہوش ۱۲ ☆ شمه بوئے تھوڑی ملاوٹ ۱۲

☆ ممتاز مختلط ۱۲ ملا ہوا ۱۲ ☆ راسخ محکم ۱۲ مضبوط، پختہ ۱۲ ☆ ثابت از نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲

..... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ۱۲ ☆ جب پہلو ۱۲ ایک طرف ۱۲ ☆ ^{مُضْمَرٌ} نیست و نحو ناجز دست ۱۲

..... فنا اور محو ہونے والا، ناجز، ست ۱۲ ☆ آشکارا ظاہر و پیدا ۱۲ ☆ مہر بالکسر آفتاب ۱۲ میم کی زیر سے

..... سورج کو کہتے ہیں ۱۲ ☆ جب پہلو ۱۲ ☆ مخفر خورد ۱۲ چھوٹا، حقیر ۱۲ ☆ نارسائی عدم وصول ۱۲ پہنچ نہ

سکنا ۱۲ ☆ الولایۃ ولایت افضل است از نبوت ۱۲ ولایت نبوت سے افضل ہے ۱۲ ☆ این ہر دو فریق اصلی

قائل و موجد کلام ۱۲ اصلی قائل اور اس کے کلام کی ایجاد کرنے والا ۱۲ ☆ مانا شاید ۱۲ شاید ۱۲ ☆ جرأت

..... دلیری ۱۲ ☆ قولہ جرأت باین حکم یعنی ترجیح سکر بر محو نمودند چہ سکر عوام از اعتماد خارج است چنانکہ محو ایشان غیر معتبر

است ۱۲ اس حکم کے ساتھ یعنی سکر کو محو پر ترجیح دینا یہ نہیں کرتے، کیونکہ عوام کا سکر اعتبار سے خارج ہے جیسا کہ ان کا محو معتبر

نہیں ہے ۱۲ ☆ صحو و سکر مجازی است یعنی محو و سکر عوام اہل اسلام ۱۲ یعنی عام مسلمانوں کا محو اور سکر ۱۲

﴿ص ۱۴۰﴾ ☆ این حکم بہتر بودن صحو از سکر ۱۲ سکر سے صحو کا بہتر ہونا ۱۲ ☆ اگر حقیقی است یعنی محو و سکر خواص ۱۲ یعنی

خواص اہل اللہ کا محو و سکر ۱۲ ☆ نیز ایں حکم بہتر بودن صحو از سکر ۱۲ سکر سے صحو کا بہتر ہونا ۱۲ ☆ منصور یعنی حسین

بن منصور الحلاج ۱۲ یعنی حسین بن منصور حلاج ۱۲ ☆ گوید راجع است بقول او قدس سرہ کفر و جہل ۱۲ حضرت مجدد

قدس سرہ کے قول ”کفر و جہل الخ“ کی طرف راجع ہے ۱۲ ☆ کفریٹ حدانی مرتبہ الجمع ۱۲ یہ مرتبہ جمع میں ہے ۱۲

☆ و محمد راجع است بقول او قدس سرہ ”و اسلام و معرفت الخ“ ۱۲ حضرت مجدد قدس سرہ کے قول ”و اسلام و معرفت الخ

کی طرف راجع ہے ۱۲ ☆ استعادہ طلب پناہ ۱۲ پناہ طلب کرنا ۱۲ ☆ متحقق است ۱۲ ثابت ہے ۱۲

☆ مانند آن اسلام و معرفت ۱۲ اسلام اور معرفت ۱۲ ☆ والأ ورنہ ۱۲ ☆ معرفت یعنی معرفت مرتبہ فرق

مخلوط کبیل است ۱۲ یعنی معرفت فرق کا مرتبہ جہل کے ساتھ ملا ہوا ہے ۱۲ ☆ مشوب مخلوط ملا جلا ۱۲ ☆ امتزاج

..... اختلاط ۱۲ ملاوٹ ۱۲ ☆ مانند کفر و جہل ۱۲ کفر اور جہالت ۱۲ ☆ آن مرتبہ فرق ۱۲ مرتبہ فرق ۱۲

☆ ارباب اہل ۱۲ ذہانت والے ۱۲ ☆ فطانت زیر کی ۱۲ ذہانت ۱۲ ☆ جفرس بفراسٹ صحیحہ ۱۲
 صحیح فراسٹ کے ساتھ ۱۲ ☆ بیش زیادہ ۱۲ ☆ مزیت فضیلت ۱۲ ☆ می بود البتہ ۱۲ البتہ ملائکہ ۱۲
 ☆ ملائکہ مبتدا ۱۲ یہ مبتدا ہے ۱۲ ☆ افضل خبر و جملہ جزائے شرط ۱۲ یہ خبر ہے اور جملہ شرط کی جزا ہے ۱۲
 ☆ می شدند واذلیس فلیس فافہم ۱۲ اور جب نہیں ہے تو نہیں ہے خوب سمجھ لو ۱۲ ☆ طائفہ صوفیہ ۱۲ صوفیہ کی
 جماعت ۱۲ ☆ بعد دوری ۱۲ ☆ عہد زمانہ ۱۲ ☆ جب پہلو ۱۲ ایک طرف ۱۲ ☆ سخن این فقیر ۱۲
 شیخ مجدد قدس سرہ ۱۲ ☆ مبسوط وسیع ۱۲ ☆ شہ اند کے ۱۲ تھوڑا ۱۲ ☆ مترود روندہ ۱۲ جانے والا
 ۱۲ ☆ تصدیح رنجانید ۱۲ تکلیف دی ۱۲

.....

تخریجِ احادیث

باب اول (احادیث ۱.....۳۸)

(i) فصل اول (عربی متن) (۳۹.....۴۱)

(ii) فصل دوم (فارسی ترجمہ)

باب دوم (آثارِ صحابہ ۲۲.....۴۵)

(i) فصل اول (عربی متن)

(ii) فصل دوم (فارسی ترجمہ)

باب سوم (۴۶.....۵۸)

(حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے وہ اقوال جنکا مفہوم احادیث سے ماخوذ ہے)

(i) فصل اول (عربی متن)

(ii) فصل دوم (فارسی متن)

از قلم

ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطاآی

ایم اے (عربی، اسلامیات، معاشیات)

فاضل عربی، بی سی (اسلامک لاء)

ایم فل (اقبالیات) پی ایچ ڈی (اسلامیات)

(۱۴۱) ”اللَّهُمَّ مغفرتك أوسع من ذنوبي ورحمتك أرجى

(دفتر اول مکتوب ۲۲۲)

عندی من عملی“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے بغیر تصریح حدیث یا قول۔ فقط ایک دعا کی حیثیت سے ذکر کیا۔ البتہ یہ دعائے نبوی ﷺ ہے۔ اسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مستدرک“ میں حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے مرفوعاً بلفظہ روایت کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ”حدَّثنا اسمعيل بن محمد بن الفضل الشعراني ثنا جدی انبأ ابرهيم بن المنذر الخزاسي ثنا عبید اللہ بن محمد حنین حدثني عبید اللہ بن محمد بن جابر بن عبد اللہ عن أبيه عن جدّه قال جاء رجل الى رسول اللہ ﷺ فقال : واذنوباه واذنوباه فقال هذا القول مرتين أو ثلاثاً فقال له رسول اللہ ﷺ قل : اللّٰهُمَّ مغفرتك أوسع من ذنوبي ورحمتك أرجى عندي من عملي فقالها ثم قال عد فعاد ثم قال عد فعاد، فقال قم فقد غفر الله لك“ ۸۳۹۔ اور بعد ازاں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”حدیث رواه عن آخرهم مدينون ممن لا يعرف واحد منهم بجرح ولم يخرجاه“ ۸۴۰۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”اذکار“ میں امام حاکم کے حوالہ سے بیان کیا۔ ۸۴۱۔

جبکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے امام حاکم و ضیاء کے حوالے سے ذکر کیا۔ اور اسے حدیث صحیح قرار دیا۔ ۸۴۲۔

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الایمان“ میں امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی سند اور متن سے روایت کیا۔ ۸۴۳۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۴۲) ”الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ“

(دفتر اول مکتوب ۲۲۳)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔

البتہ یہ بحیثیت حدیث نبوی ﷺ زبان زد عام ہے۔ اسے امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللائی المنثورہ“ میں بلفظہ ذکر کیا اور بعض اہل علم کا قول

قرار دیتے ہوئے فرمایا: هذا ليس من كلام النبي ﷺ وإنما يقوله بعض اهل العلم“ ۸۴۳۔

لیکن علاؤ الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ”العروة لاهل الخلوة والجلوة“۔ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ”مرصاد العباد“ بایزید انصاری رحمۃ اللہ علیہ ”مقصود المؤمنین“۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ”کشف المحجوب“۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”احیاء علوم الدین“ اور شرف الدین ابن کثیر منیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”سہ صدی مکتوبات“ میں بلا سند مرفوعاً بلفظہ بیان کیا۔ ۸۴۵۔

اور علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج احیاء میں فرمایا: ”حدیث (الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ) أخرجه ابن حبان

۸۳۹۔ مستدرک حاکم، جلد اول، صفحہ ۵۳۳/۵۳۴۔ کتب الدعا، بیان، دعاء مغفرة الذنوب الكثيرة.

۸۴۰۔ أيضا.....

۸۴۱۔ اذکار نووی، صفحہ ۳۵۲۔ کتاب جامع الدعوات

۸۴۲۔ الجامع الصغیر، جلد ۲، صفحہ ۸۶، حرف القاف

۸۴۳۔ شعب الایمان، جلد ۵، صفحہ ۴۲۰، شعبہ ۴۷، باب (معالجة كل ذنب بالتوبة) حدیث ۱۲۶۷

۸۴۴۔ اللالی المنثورہ، صفحہ ۱۹۰، باب ۵، (فضائل) حدیث ۳۸

۸۴۵۔ العروة لاهل الخلوة والجلوة، باب پنجم (النوبات والولايات) + مرصاد العباد، صفحہ ۱۲۶، باب سوم + مقصود المؤمنین، صفحہ ۲۳۱،

فصل ۱۳۔ (بیان العلم و معرفة التوبة والاحتساب عن النواهي) + كشف المحجوب، صفحہ ۵۲، باب، الاربعه فی لبس المرقعات، فصل دوم +

احیاء علوم الدین، جلد اول، صفحہ ۸۳، کتاب فضيلة العلم، باب ۷، العقل و شرفه و حقيقة واقسامه بیان، شرف العقل + سہ صدی مکتوبات

صفحہ ۱۲، حصہ اول، مکتوب پنجم ۵، در طلب پیر

بہلا دفتر مکتوبات امام ربانی جو تہا حصہ

فی الضعفاء من حدیث ابن عمرو أبو منصور الدیلمی من حدیث أبی رافع بسندٍ ضعیف "۸۴۶۔
 علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الذرا المنتشرة" میں بلفظ ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "أسنده الدیلمی من حدیث أبی رافع" ۸۴۷۔
 امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنہ" میں لکھتے ہیں: "ابن حبان فی ضعفاء والدیلمی کلاهما من حدیث رافع
 بن أبی رافع عن أبیه مرفوعاً به و ذکره ابن حبان فی ترجمة عبد الله بن عمر بن غانم الافريقي وأنه رواه عن
 مالك عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً، قال (ابن حبان) وهذا موضوع انتهى - (وقال السخاوی): ولعل
 البلاء فيه غير الأفريقي فهو جليل القدر ثقة لا ريب فيه ومن جزم بكونه موضوعاً شيخنا ومن قبله التقى
 ابن تيمية فقال أنه ليس من كلام النبي ﷺ وإنما يقول بعض اهل العلم وربما اورده بعضهم بلفظ: الشيخ
 في جسامته كالنبي في قومه يتعلمون من علمه ويتأدبون من أدبه وكن ذلك باطلٌ ويروى عن انس
 مرفوعاً: بجلد المشائخ فإن بتجيب المشائخ من اجل الله عز وجل فمن لم يجلهم فليس منا وأسند
 الديلمی وأصح من هذا كله ما أكرم شاب شيخاً لسنه ألا فيض الله له في سنة من يكرمه" ۸۴۸۔
 امام ابوالشجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "فردوس الاخبار" میں حضرت ابن عباس ؓ سے مرفوعاً بلفظ: (الشيخ في اهله كالنبي في
 امته) ذکر کیا۔ ۸۴۹۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار قذوین" میں حضرت ابورافع ؓ سے مرفوعاً (بلفظ دیلمی) ذکر کیا چنانچہ فرمایا: "رواه الخديسي
 الحافظ في مشيخته فقال: ثنا أبو الحسن الضحاک بن علی الصوفی شاب قدم علينا ثنا محمد بن أحمد بن
 توبة المروزي ثنا عبد الله ابن محمود المروزي ثنا محمد بن عبد الملك الكوفي ثنا اسمعيل بن ابراهيم
 عن أبیه عن رافع بن أبی رافع عن أبیه رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: الشيخ في اهله كالنبي في
 امته، ۸۵۰۔

بعد ازاں فرمایا: "لم يروه إلا عبد الله بن محمود" ۸۵۱۔
 علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع الصغير" میں انہیں الفاظ (الشيخ في اهله كالنبي في امته) سے ذکر کیا اور فرمایا کہ اسے
 خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مشيخة" میں اور ابن النجار نے حضرت ابورافع ؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ ۸۵۲۔
 پھر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلفظ (الشيخ في بيته كالنبي في امته) ذکر کیا اور فرمایا کہ اسے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے
 الضعفاء میں اور شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے "الألقاب" میں حضرت ابن عمر ؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ ۸۵۳۔
 پھر آپ نے اسے حدیث ضعیف قرار دیا۔ ۸۵۴۔

اور علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ويقويه من حيث المعنى حديث صحيح المبني: العلماء ورثة الأنبياء -

۸۴۶۔ بر حاشیہ، احیاء علوم الدین جلد اول، صفحہ ۸۳، کتاب فضیلة العلم، باب العقل و شرفه، الخ

۸۴۷۔ الذرا المنتشرة، صفحہ ۲۰۳

۸۴۸۔ المقاصد الحسنه، حدیث ۲۰۹، حرف الشين

۸۴۹۔ فردوس الاخبار، جلد ۲، صفحہ ۵۲۵، حدیث ۳۳۸۳

۱۵۰۔ اخبار قذوین، جلد ۳، صفحہ ۹۵، باب الضاد، بیان الضحاک بن علی المروزی

۱۵۱۔ ایضا

۱۵۲۔ الجامع الصغير، جلد ۲، صفحہ ۴۲، حرف الشين

۱۵۳۔ ایضا

۱۵۴۔ ایضا

ويؤيده قوله تعالى: فاسئلو اهل الذکر ان كنتم لا تعلمون " ۸۵۵۔

(۱۴۳) "الحياء شعبة من الايمان" (دفتر اول مکتوب ۲۲۶)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بحیثیت حدیث نبوی بیان کیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (دیکھئے حدیث ۹۸)

(۱۴۴) "حب الدنيا رأس كل خطيئة" (دفتر اول مکتوب ۲۴۲)

اسے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے یہاں بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔ یہ حدیث مرفوع ہے۔ (دیکھئے تخریج حدیث ۱۲۱)

(۱۴۵) "من عرف نفسه فقد عرف ربه" (دفتر اول مکتوب ۲۴۴)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔ البتہ یہ بحیثیت حدیث نبوی ﷺ زبان زد عام ہے۔ اسے علامہ زرکشی

رحمۃ اللہ علیہ نے "الآلی المنثورہ" بعینہ ذکر کیا اور فرمایا: "قال النووی: ليس بثابت" وقال الامام أبو المظفر بن السمعاني

في "القواطع" في الكلام على التحسن والتقبيح العقلي: هذا لا يثبت عن النبي ﷺ وانما هو لفظ محكي

عن يحيى بن معاذ الرازي " ۸۵۶۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الذرر المنثورہ" میں بھی مثل زرکشی فرمایا: "قال النووی غير ثابت وقال ابن سمانی: هو

من كلام يحيى بن معاذ " ۸۵۷۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتاویٰ حدیثیہ" میں فرمایا: "لا أصل له وانما يحكي من كلام يحيى بن معاذ

الرازي الصوفي " ۸۵۸۔

البتہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فیہ مافیہ" میں فرمایا: "انچه علی رضی اللہ عنہ گفت: من عرف نفسه فقد

عرف ربه " ۸۵۹۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ "الصواعق المحرقة" میں بلفظہ ذکر کیا اور فرمایا کہ: اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کیا گیا ہے اگرچہ مشہور یہ

یحیی بن معاذ ہی کا کلام ہے۔ ۸۶۰۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "اسرار المرفوعہ" میں بلفظہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا: قال ابن تيمية: موضوع وقال ابن

السمعاني، انه لا يعرف مرفوعاً وانما يحكي عن يحيى بن معاذ الرازي من قوله " وقال النووی: انه ليس

بثابت يعني عن رسول الله ﷺ: ۸۶۱۔

لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ (ملا علی قاری) نے اس کا معنی ثابت اور قرآن پاک سے ماخوذ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: "والا فمعناه ثابت فقد قيل

من عرف نفسه بالجهل فقد عرف ربه بالعلم ومن عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء ومن عرف نفسه

بالعجز فقد عرف ربه بالقدر والقوه - وهو مستفاد من قوله تعالى (ومن يرغب عن ملة ابراهيم

۸۵۵۔ اسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعه، صفحه ۲۲۹، حدیث ۲۵۳

۸۵۶۔ الآلی المنثورہ فی الاحادیث المشهوره، صفحه ۱۲۹، باب ۳ (الزهد) حدیث ۱۰

۸۵۷۔ الذرر المنثورہ، صفحه ۲۴۹

۸۵۸۔ الفتاویٰ الحدیثیہ، صفحه ۲۸۹، مطلب حدیث: من عرف نفسه عرف ربه

۸۵۹۔ "فیہ مافیہ" (از مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)، صفحه ۵۶

۸۶۰۔ الصواعق المحرقة، صفحه ۱۲۹، باب ۹: (مآثر علی رضی اللہ عنہ وفضائلہ) بیان: ومن كلامه رضی اللہ عنہ

۸۶۱۔ اسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعه، حرف الميم، (حدیث ۵۰۶، من عرف نفسه فقد عرف ربه) صفحه ۳۵۲

الا من سَفِهَ نَفْسَهُ اى جهلها) حيث لم يعرف ربَّها“ ۸۶۲۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکا مفہوم یوں بیان کیا: ”من عرف نفسه بالعجز والافتقار والتقصير والذلة والانكسار عرف ربَّه بصفات الجلالة والجمالة على ما ينبغي لهما فادام مراقبه حتى يفتح له باب مشاهدته فيكون من احصائه الذين افرغ عليهم بحال معرفته والبسهم صوافى خلافته“ ۸۶۳۔
حضرت شیخ شرف الدین ابن تکی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے سہ صدی مکتوبات میں اسکے تین معنی بتائے ہیں:

(۱) من عرف نفسه بالفناء عرف ربه بالبقاء

(۲) من عرف نفسه بالذل فقد عرف ربه بالعجز

(۳) من عرف نفسه بالعبودية فقد عرف ربَّه بالرَّبوبيَّة - ۸۶۴۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المقاصد الحسنہ“ میں فرمایا: ”وقيل في تأويله من عرف نفسه بالحدوث عرف ربَّه بالقدم ومن عرف نفسه بالفناء عرف ربَّه بالبقاء“ ۸۶۵۔

البتہ صحت معنی کے ساتھ ساتھ صوفیاء کرام نے اپنی کتب میں بھی اسے بلفظہ ذکر کیا۔ چنانچہ علامہ عین القضاة ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تمہیدات“ میں بحیثیت خبر ۸۶۶۔

اور علاؤ الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”العروة لاهل الخلوة والجلوة“ میں بحیثیت حدیث ذکر کیا۔ ۸۶۷۔

جبکہ علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ”الفتوحات المکیة“ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ”کشف المحجوب“ اور علامہ ابن الدباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشارك انوار القلوب“ میں صریحاً بحیثیت قول رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کیا۔ ۸۶۸۔

اور علامہ عزیز الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مصباح الہدایة“ میں فرمایا: ”در حدیث صحیح است: من عرف نفسه فقد عرف ربَّه“ ۸۶۹۔

امام وردی رحمۃ اللہ علیہ ”أدب الدنيا والدين“ میں رقمطراز ہیں: ”وقد روى عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت یارسول اللہ: متى يعرف الانسان ربَّه؟ قال: اذا عرف نفسه“ ۸۷۰۔

اور علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کنوز الحقائق“ میں امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بلفظ: (اذا عرف نفسه عرف ربَّه) ذکر کیا۔ ۸۷۱۔

رَبِّهِ) ذکر کیا۔ ۸۷۱۔

۸۶۲۔	أیضاً.....
۸۶۳۔	الفتاویٰ الحدیثیة، صفحہ ۲۸۹، مطلب حدیث (من عرف نفسه (فقد عرف ربه)
۱۶۴۔	سہ صدی مکتوبات، صفحہ ۲۲۶، حصہ اول، مکتوب ۸۱، در نفس۔
۸۶۵۔	المقاصد الحسنہ، حرف المیم، حدیث ۱۱۳۹
۸۶۶۔	تمہیدات، صفحہ ۵۶، تمہید، ۴، (خود را بشناس تا خدا را بشناسی) بیان ۷۶۔
۸۶۷۔	العروة لاهل الخلوة والجلوة، صفحہ ۲۶۰، باب سوم در تقسیم چیزها از روی حصر الخ
۸۶۸۔	الفتوحات المکیة، جزء ۲، صفحہ ۱۷۶، باب ۹۱: (معرفة الورع واسرارہ) + ایضاً جزء اول، صفحہ ۱۱۲، باب ۵ (معرفة اسرار بسم اللہ الرحمن الرحیم) فصل اول (المعارف) + ایضاً صفحہ ۳۵۳، باب ۶۸، (اسرار الطہارت) + ایضاً صفحہ ۳۹۹، باب ۶۹ (معرفة، اسرار الصلوٰۃ وعمومہا) + ایضاً جزء ۳، صفحہ ۷۳، باب ۳۱۹ (معراج النفس) عن قید وجہ ما من وجوه الشریعة بوجہ احرامہا) + کشف المحجوب، صفحہ ۳۰۰، باب ۱۴ (فرق فرقیہم فی مذاہبہم) ذکر کشف المحجوب الاول فی معرفة اللہ تعالیٰ۔ فصل دوم + مشارق انوار القلوب صفحہ ۱۲، باب اول (الطریقة الموصلۃ المنوس الزکیة الی المحبة الحقیقة)
۸۶۹۔	مصباح الہدایة، صفحہ ۹۰، باب سوم در معارف، فصل چہارم در کیفیت ارتباط معرفت الہی بمعرفت النفس
۸۷۰۔	أدب الدنيا والدين، صفحہ ۲۳۱، باب ۵ (أدب النفس) بیان: أدب الرياضة والاستصلاح، فصل اول (مانبة الکبر والاعجاب)
۸۷۱۔	کنوز الحقائق، جلد اول، صفحہ ۲۱، حرف الأنف

(۱۴۶) سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات

(دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

فرمودہ: ”اسلم شیطانی“

اسے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مثنوی“ میں مرفوعاً بلفظ ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”قال ﷺ: أسلم شیطانی علی یدی“ ۸۷۲۔
امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ میں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً باختلاف متن روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: حدثنی ہارون بن سعید الایلی نا ابن وهب أخبرنی أبو صخر عن ابن قسيط حدثه ان عروة حدثه أن عائشة زوج النبی ﷺ حدثته ان رسول الله ﷺ خرج من عندها ليلاً قالت فغرت عليه فجاء فرأى ما أصنع فقال مالك يا عائشة أغرت فقلت مالي لا يغار مثلي على مثلك فقال رسول الله ﷺ: أقد جاءك ك شيطانك قالت يا رسول الله أومعى شيطان، قال: نعم، قالت ومع كل انسان، قال نعم قالت ومعك يا رسول الله قال نعم ولكن ربي اعانني عليه حتى اسلم“ ۸۷۳۔

جبکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند“ میں حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہوئے فرمایا: ”ثنا الحكم بن موسى وسمعتہ أناسن الحكم بن موسى ثنا عيسى بن يوسف ثنا المجالد بن سعيد عن الشعبي عن جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ قال قال لنا رسول الله ﷺ: لا تلجوا على المغيبات فإن الشيطان يجرى من احدكم مجرى الدم قلنا ومنك يا رسول الله قال ومنى ولكن الله أعانني عليه فأسلم“ ۸۷۴۔
(پس حدیث بلفظ مجذوب صحیح المعنی ہے)

(۱۴۷) ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ (دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔ یہ حدیث مشہور ہے۔ (دیکھئے تخریج حدیث ۱۴۵)

(۱۴۸) قال عليه الصلوة والسلام: ”ما الدنيا والاخرة الا

ضرتان ان رضيت احداهما سخطت الاخرى“ (دفتر اول مکتوب ۲۳۳)
اسکی تحقیق و تخریج حدیث ۴۳ کے تحت گذر چکی ہے۔

(۱۴۹) دعائے نبوی علیہ وعلی الہ الصلوٰة والسلام کہہ گوئیا از برائے

تعلیم امت فرمودہ اند: ”اللهم أرنا حقائق الاشياء كما هي“

(دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

(اسکی تخریج و تحقیق کیلئے دیکھئے حدیث ۱۰۵)

۸۷۲۔ مثنوی مولوی معنوی، دفتر پنجم، صفحہ ۲۰
۸۷۳۔ صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۳۷۶، کتاب، صفة المنافقين و احکامهم، باب: تحريش الشيطان و بعثه سراياہ لفتنة الناس وان مع كل انسان قرینا
۸۷۴۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۳، صفحہ ۳۰۹ (مسند جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ)

(۱۵۰) ”أحياء شعبة من الايمان“

(دفتر اول مکتوب ۲۳۸)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔ البتہ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (دیکھئے حدیث ۱۰۹)

(۱۵۱) قال النبی ﷺ: ”لو كان بعدى نبى لكان عمر“

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

اس حدیث نبوی ﷺ کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المعجم الکبیر“ میں بعینہ جبکہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مستدرک“ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“ میں بزیادت ”ابن الخطاب“ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند“ میں بزیادۃ لفظ ”من“ قبل ”بعدی“ اور بزیادۃ ”ابن الخطاب“ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کیا ہے۔ چنانچہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا هارون بن مخلو المصري ثنا أبو عبد الرحمن المقرئ ثنا حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن مشرح بن همام عن عقبه بن عامر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: لو كان بعدى نبي لكان عمر“ ۸۷۵۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ”مستدرک“ میں فرماتے ہیں: ”أخبرني عبد الله بن محمد بن اسحق الخزازي بمكة ثنا أبو يحيى ابن سيسرة ثنا عبد الله بن يزيد المقرئ ثنا حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن مشرح بن همام عن عقبه بن عامر رضی اللہ عنہ، قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: لو كان بعدى نبي لكان عمر بن الخطاب“ ۸۷۶۔ بعد ازاں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه“ ۸۷۷۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”جامع“ میں روایت کرتے ہیں: ”حدثنا سلمة بن شبيب نا المقرئ عن حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن مشرح ابن همام عن عقبه بن عامر قال قال رسول الله ﷺ ”لو كان نبى بعدى لكان عمر ابن الخطاب“ ۸۷۸۔

جامع ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ بلفظ: (لو كان بعدى نبى لكان عمر بن الخطاب) مذکور ہے جیسا کہ کاتب نے تصریح کی کہ ”ن“ ”بعدی نبی“ ۸۷۹۔

بعد ازاں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”هذا حديث حسن صحيح غريب لا نعرفه الا من حديث مشرح ابن همام“ ۸۸۰۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ میں فرماتے ہیں: ”ثنا أبو عبد الرحمن ثنا حيوة ثنا بكر بن عمرو أن مشرح ابن همام أخبره أنه سمع عقبه بن عامر يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول: لو كان من بعدى نبى لكان عمر بن الخطاب“ ۸۸۱۔

صوفیا، میں شیخ شرف الدین ابن تکی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”سہ صدی مکتوبات“ میں بعینہ ذکر کیا۔ ۸۸۲ (یہ حدیث صحیح ہے)

۸۷۵۔ المعجم الکبیر، جلد ۱، بیان، بکر بن عمرو عن مشرح بن همام، حدیث ۸۲۲

۸۷۶۔ مستدرک حاکم، جلد ۳، صفحہ ۸۵، کتاب معرفة الصحابة، مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، بیان لو كان بعدى نبى لكان عمر

۸۷۷۔

۸۷۸۔ جامع ترمذی جلد ۲، صفحہ ۲۰۹، ابواب المناقب، بیان مناقب ابی حفص عمر بن خطاب

۸۷۹۔ ايضا حوالہ سابق ۸۷۸ از جامع ترمذی

۸۸۰۔

۸۸۱۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۱۵۴، حدیث، عقبه بن عامر الجهني رضی اللہ عنہ

(۱۵۲) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: کنا فی زمن

النبي ﷺ لا نعدل بابی بکر احدًا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك

اصحاب النبي ﷺ لا نفاضل بينهم“ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کیا۔ البتہ سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اسے مشکوٰۃ المصابیح میں سے نقل کیا ہے۔ علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں بعینہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”رواہ البخاری“ ۸۸۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”صحیح“ میں رقم طراز ہیں: ”حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع ثنا شاذان ثنا عبد العزيز بن أبي سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: کنا فی زمن النبي ﷺ لا نعدل بابی بکر احدًا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك أصحاب النبي ﷺ لا نفاضل بينهم“ ۸۸۴۔

اور بعد ازاں فرمایا: ”تابعه عبد الله بن صالح عن عبد العزيز“ ۸۸۵۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے ”عبد العزيز“ سے ”اسود بن عامر“ نے بھی روایت کیا۔ چنانچہ امام ابوداؤد نے ”سنن“ میں فرمایا: ”حدثنا

عثمان بن أبي شيبة ثنا اسود بن عامر ثنا عبد العزيز بن أبي سلمة عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا نقول فی زمن النبي ﷺ لا نعدل بابی بکر احدًا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبي ﷺ لا نفاضل بينهم“ ۸۸۶۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۵۳) قال: کنا نقول ورسول الله ﷺ حیى افضل امّة النبي

بعده ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنہم“

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ذکر کیا البتہ سیاق و سباق سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اسے ”مشکوٰۃ المصابیح“ سے نقل کیا ہے۔

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بلفظ ذکر کیا اور فرمایا: ”رواہ ابوداؤد“ ۸۸۷۔

امام ابوداؤد ”سنن“ میں رقم طراز ہیں: ”حدثنا احمد بن صالح ثنا عنبسة ثنا يونس عن ابن شهاب قال قال

سالم بن عبد الله ان ابن عمر قال: کنا نقول ورسول الله ﷺ حیى افضل امّة النبي ﷺ بعده ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنہم“ ۸۸۸۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے حضرت ابن عمر سے حضرت نافع نے بھی روایت کیا۔ جیسا کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ ”جامع“ میں فرماتے ہیں:

۸۸۲۔ سه صدی مکتوب حصہ اول، صفحہ ۱۲۵، مکتوب پنجاہ و دوم (۵۲) در گفت و رفت

۸۸۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۵۵، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، فصل اول

۸۸۴۔ صحیح البخاری، جلد اول، صفحہ ۵۲۳، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

۸۸۵۔ ایضاً.....

۸۸۶۔ سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۸۰، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل

۸۸۷۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۵۵، کتاب المناقب، بیان: مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، فصل اول

۸۸۸۔ سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۸۰، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل

”حدثنا احمد بن ابراهيم الدورقي نا العلاء بن عبد الجبار العطار نا الحارث بن عمير عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال : كنا نقول ورسول الله حبي أبو بكر و عمر و عثمان “ ۸۸۹۔

بعد ازاں فرمایا: ” هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه يستغرب من حديث عبيد الله بن عمر و قد روى هذا الحديث من غير وجه عن ابن عمر رضي الله عنه “ ۸۹۰۔

امام بغوی نے ”مصابیح السنۃ“ میں بلفظ احادیث حسان کے تحت ذکر کیا۔ ۸۹۱۔ مگر اسے صحیح قرار دیا ۸۹۲ (یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۵۴) رسول الله ﷺ فرمودہ: ”ان الله اختارني واختار لي

أصحابًا واختار لي منهم اصهارًا وانصارًا فمن حفظني فيهم

حفظه الله ومن اذاني فيهم اذاه الله“ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

اسے علامہ خطیب بغدادی نے ”تاریخ بغداد“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مرفوعاً بلفظ روایت کیا، چنانچہ فرمایا: ”أخبرنا أبو

عبد الله أحمد بن محمد بن علي بن عثمان الأعاظي قال نبأنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن ابراهيم

الشافعي املاء قال نبأنا احمد بن زنجوية القطان قال نبأنا محمد بن بشير الكندي الدعا قال نبأنا قران بن

تمام عن أبي طاهر مولى الحسن بن علي عن انس بن مالك رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال : ان الله

اختارني واختار لي أصحابًا واختار لي منهم اصهارًا وانصارًا فمن حفظني فيهم حفظه الله ومن اذاني فيهم

اذاه الله عز وجل “ ۸۹۳۔

البتہ اس سند میں مذکور راوی ”محمد بن بشیر کنڈی“ کی ثقاہت کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ جیسا کہ علامہ خطیب بغدادی نے فرمایا: ”

قال أبو الحسن الدارقطني : محمد بن بشير الكندي الدعا ليس بالقوي في حديثه ، ويحيى بن معين يقول

: محمد بن بشير القاضي ليس بثقة - وعبد الله بن محمد قال : محمد بن بشير صدوق - ۸۹۴۔

لیکن اس حدیث کو محمد بن بشیر کنڈی کے علاوہ دوسروں نے بھی روایت کیا جیسا کہ خود خطیب بغدادی رقمطراز ہیں: ”رواه غيره عن

قران عن أبي عياض مولى الحسن بن علي عن انس “ ۸۹۵۔

پھر علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجامع لاخلق الراوی واداب السامع“ میں اس حدیث کا شطر اول،

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے طریق سے معمولی اختلاف متن روایت کیا۔

چنانچہ فرمایا: ”أنا أبو عمر عبد الواحد بن محمد بن عبد الله بن مهدي البزار نا القاضي أبو عبد الله

الحسين بن اسمعيل المحاملي املاء نا احمد بن اسمعيل السهمي قال حدثني محمد بن طلحة التميمي نا

عبد الرحمن بن سالم عن أبيه عن جدّه قال قال رسول الله ﷺ : ان الله اختارني واختار لي أصحابًا فجعل لي

۸۸۹۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲، کتاب المناقب، بیان مناقب عثمان رضي الله عنه

۸۹۰۔ ایضاً حوالہ ۸۸۹۔

۸۹۱۔ مصابیح السنۃ، جلد ۳، کتاب المناقب، باب (مناقب هؤلاء الثلاثة) حدیث ۳۷۶۱

۸۹۲۔ ایضاً باب مناقب ابی بکر رضي الله عنه، حدیث ۳۷۱۵

۸۹۳۔ تاریخ بغداد، جلد ۲، صفحہ ۹۹، حرف الباء، ذکر ۳۹۵ (محمد بن بشیر الدعا)

۱۹۳

ایضاً

منہم وزراء وأنصارًا وأصهارًا - فمن سبَّهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منهم يوم القيامة صرفًا ولا عدلاً " ۸۹۶۔

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں (حدیث بلفظ مجدد کے) شطر ثانی کا معنی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "حدثنا محمد بن يحيى نا يعقوب بن ابراهيم بن سعد نا عبيدة بن ابي رابطة عن عبد الرحمن بن زياد عن عبد الله بن مغفل رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: الله الله في أصحابي لا تتخذوهم غرضا بعدى - فمن احتبهم فبحبى احتبهم ومن أبغضهم فببغضى أبغضهم ومن إذاهم فقد أذانى ومن أذانى فقد أذى الله ومن أذى الله يوشك أن يأخذه " ۸۹۷۔

بعد ازاں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه " ۸۹۸۔

لیکن علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث ترمذی کو حسن قرار دیا۔ ۸۹۹۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الصواعق المحرقة" میں حدیث زیر تحقیق خطیب کے حوالہ سے بلفظ (استدلالاً) بیان کی۔ ۹۰۰ اور سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بھی اسے "الصواعق المحرقة" سے نقل کیا ہے۔ (یہ حدیث حسن ہے)

(۱۵۵) رسول فرمودہ علیہ وعلى اله الصلوة والسلام: "من سب أصحابي

فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين" (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تصریح کی کہ اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير" میں بیان کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ: "حدثني عيسى بن القاسم الصيد لاني البغدادي ثنا الحسن بن قذعة ثنا عبد الله بن خراش عن العوام بن حوشب عن عبد الله بن أبي الهذيل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ: من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين " ۹۰۱۔

لیکن یہ اسناد بسبب راوی "عبداللہ بن خراش" ضعیف ہیں " ۹۰۲۔

علامہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً زیادہ (لا يقبل الله منه صرفاً وعدلاً) روایت کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: "أخبرني يحيى بن الحسن الدوسي حدثنا أبو غانم محمد بن يوسف بن يعقوب بن اسحق بن الهلول التنوخي بالانبار - حدثنا أبي حدثنا جدى حدثنا علي بن يزيد الصدائي عن أبي شيبه الجوهري عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً " ۹۰۳۔

۸۹۶۔ الجامع لآخلاق الراوى و آداب السامع، جلد ۲، صفحہ ۱۱۸، حدیث ۱۳۵۲، الجزء السابع ۷ من الكتاب، بيان: املا فضائل الصحابة و مناقبهم والنشر لمانس أعمالهم وسوابقهم

۸۹۷۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۲۵، أبواب المناقب، باب ما جاء في فضل من بايع تحت الشجرة.

۸۹۸۔ ايضاً.....

۸۹۹۔ الجامع الصغير، جلد اول صفحہ ۵۳، حرف الألف

۹۰۰۔ الصواعق المحرقة، صفحہ ۳، "المقدمة الأولى

۹۰۱۔ المعجم الكبير، جلد ۱۲، صفحہ ۱۲۲، بيان: عبد الله بن أبي الهذيل عن ابن عباس رضى الله عنه، حدیث ۱۲۷۰۹.

۹۰۲۔ مجمع الزوائد، جزء ۱۰، صفحہ ۲۱، كتاب المناقب، باب اثم من سب الصحابة

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت انسؓ کو ”میزان الاعتدال“ میں ذکر کیا، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ”اسحق بن بھلول: حدثنا علی بن یزید الصدائی حدثنا أبو شیبۃ الجوهری عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً: من سب أصحابی فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين ولا يقبل منه صرف ولا عدل“ ۹۰۴۔

بعد ازاں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”علی بن یزید الصدائی أبو الحسن صاحب الأکفان حدث ببغداد عن الأعمش ومالك بن مغول وعنه ابن عرفة وسليمان بن یزید واسحق بن بھلول وقال أبو حاتم: منكر الحديث عن الثقات - وقال ابن عدی: احاديثه لا تشبهه احاديث الثقات اما أن يأتي باسناد لا يتابع عليه أو بمتن عن الثقات منكر“ ۹۰۵۔

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”مصنف“ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلًا باختصار روایت کیا، چنانچہ فرمایا: ”حدثنا أبو معاوية عن محمد بن خالد عن عطاء قال: قال رسول الله ﷺ: من سب أصحابي فعليه لعنة الله“ ۹۰۶۔
البتہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بلفظ مجذذ ذکر کیا اور اسے حدیث حسن قرار دیا۔ ۹۰۷۔
(یہ حدیث حسن ہے)

(۱۵۶) رسول فرمودہ علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام: ”ان شرار امتی أجرء ہم

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

علی اصحابی“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تصریح کی کہ اسے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا۔ البتہ راقم کے خیال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الصواعق المحرقة“ سے نقل کیا۔ ۹۰۸۔
علامہ ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے بلفظ ذکر کیا اور تصریح کی کہ اسے ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا۔ لیکن ابن عدی نے ”الکامل فی ضعفاء الرجال“ میں بلفظ: (ان شرار امتی اجرء ہم علی صحابتی) ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”حدثنا محمد بن احمد بن خالد البورانی و ابرهیم بن عبد العزيز بن حبان قالوا: حدثنا محمد ابن الخطاب حدثنا عبد الله بن الوليد ثنا أبو بكر بن أبي بسرة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول الله ﷺ: ان شرار امتی أجرء ہم علی صحابتی“ ۹۰۹۔
لیکن علامہ سیوطی نے ”الجامع الصغير“ میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بلفظ: (ان شرار امتی اجرء ہم علی صحابتی) ذکر کیا اور اسے حدیث ضعیف قرار دیا۔ ۹۱۰۔

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً بلفظ: (شرار امتی اجرء ہم علی صحابتی) روایت کیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ”حدثنا محمد بن عمر بن سالم قال ثنا ابرهیم بن الهيثم قال ثنا محمد بن خطاب الموصل

۹۰۳۔ تاریخ بغداد، جلد ۱۳، صفحہ ۲۳۱، بیان ۷۵۵۷: (یحییٰ بن الحسن الذوسی)

۹۰۴۔ میزان الاعتدال، جلد ۳، صفحہ ۱۶۲، بیان ۵۹۶۷: (علی بن یزید الصدائی)

۹۰۵۔ ایضاً حوالہ سابق ۹۰۴

۹۰۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۷۹، کتاب الفضائل، بیان ۲۱۰۰: (ما ذکر فی الکف عن اصحاب النبی ﷺ) حدیث ۱۲۳۶۵

۹۰۷۔ الجامع الصغير، جلد ۲، صفحہ ۱۷۲، حرف الميم

۹۰۸۔ الصواعق المحرقة، صفحہ ۵، المقدمة الاولى

۹۰۹۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد ۷، صفحہ ۲۷۵۲، بیان ابو بکر بن عبد الله بن محمد بن ابی بسرة مدینی مفتی المدینة

۹۱۰۔ الجامع الصغير، جلد اول، صفحہ ۹۰، حرف الالف

قال ثنا عبد الله بن الوليد المعدني قال ثنا أبو بكر بن أبي بسرة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ شرار امتي أجراء هم على صحابتي " ۹۱۱

بعد از امام ابو نعیم نے فرمایا: "غریب من حدیث عروہ و هشام تفرّد بہ ابو بکر بن ابی بسرة مدانی

صاحب غرائب " ۹۱۲

(یہ حدیث ضعیف ہے)

(۱۵۷) "اللَّهُم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب"

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تصریح کی کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے کی۔ اسے علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص المتشابہ" میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل بلفظہ روایت کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "أخبرني أبو الحسين أحمد بن محمد بن أحمد بن يعقوب الكاتب أنا جدّي لأبّي أبو بكر محمد بن عبد الله بن الفضل بن قفر جل الكيال نا محمد بن سعيد بن حماد أنا أبو عبد الله محمد بن حمدان ثنا بشر بن بشار نا داؤد المحبر نا الحسن بن أبي جعفر العتكي عن ليث عن مجاهد أن النبي ﷺ قال لمعاوية رضي الله عنه: اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب " ۹۱۳

اور ابن عرفہ عبدی رحمۃ اللہ علیہ نے "جزء ابن عرفه" میں حضرت حارث بن زیاد رضی اللہ عنہ سے مروی بلفظہ روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: "حدثنا قتيبة بن سعيد البلخي عن ليث بن سعد عن معاوية بن صالح عن يونس بن سيف عن الحارث بن زياد صاحب رسول الله ﷺ أن رسول الله ﷺ دعا لمعاوية فقال: اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب " ۹۱۴

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے (بطرف معاویہ بن صالح) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: "نا ابن الحصين قال أخبرنا ابن المذهب قال نا عبد الله بن أحمد قال حدثني أبي قال نا عبد الرحمن بن مهدي وانا علي بن عبيد الله قال نا علي بن أحمد البزار قال انبأنا عبيد الله بن محمد ابن بطة قال حدثنا أبو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز قال حدثني سويد ابن سعيد قال ابن بطة وأخبرنا رضوان بن أحمد الصيدلاني قال نا محمد بن عبد الملك الدقيقي قال حَدَّثَنِي هَارُونَ بن معروف قال نا بشر بن السدي كلاهما عن معاوية بن صالح عن يونس بن سيف عن الحارث بن زياد عن أبي رهم السماعي عن العرباض بن سارية رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال لمعاوية رضي الله عنه: اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب " ۹۱۵

بعد از امام ابو نعیم نے فرمایا: "بارے رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لا

۹۱۱ حلیۃ الاولیاء، جزء ۲، صفحہ ۱۸۳، باب: عروہ بن زبیر

۹۱۲ ایضاً

۹۱۳ الخطیب البغدادی، احمد بن علی بن ثابت، ابو بکر (۳۹۲ھ-۴۶۳ھ)، تلخیص المتشابہ فی الرسم وحمایة ما اشکل منه بوادر التصحیف

والوهم، (تحقیق: سکینة الشهابی) (ناشر، الدراسات والترجمة والنشر، دمشق، الطبعة الأولى ۱۹۸۵ء) جزء اول صفحہ ۳۰۵، بیان: ۶۷۵ (بشر بن بشار البغدادی)

۹۱۴ الحسن بن عرفہ العبدی (۵۱۵-۵۲۵): "جزء ابن عرفه" (روایة أبی علی اسمعیل بن محمد بن اسمعیل بن صالح عنه) حقه وعلق علیہ

وخرج احادیثه واثاره: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفریوانی (مکتبة دار الاقصى الكويت: الطبعة الاولى ۱۳۰۲ھ/۱۹۸۵ء) صفحہ ۶۱، حدیث ۳۶

۹۱۵ العلل المتناهیہ، جلد اول صفحہ ۲۷۱، ۲۷۲، کتاب الفضائل والمثالب، بیان: (احادیث فی ذکر معاویة) حدیث ۳۷

يحتج به "يعنى به قابل احتجاج نہیں۔ ۹۱۶۔

لیکن ابن عدی کے نزدیک معاویہ بن صالح "صدوق" ہے۔ ۹۱۷۔

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا مگر ضمیر "ہ"۔

کی بجائے لفظ صریح "معاویہ" ذکر کیا، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ثنا محمد بن سلمة الحنفی ثنا ابرہیم بن بشار

الرمادی ثنا بشر بن السری عن معاویہ بن صالح عن یونس بن سیف عن الحارث بن زیاد عن ابراہیم عن

العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: اللهم علم معاویة الكتاب والحساب وقه العذاب" ۹۱۸۔

اور بعد ازاں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "وهذا عن یونس بهذا الاسناد ویرويه عن معاویة بن صالح

ولمعاویة بن صالح غیر ما ذکر حدیث صالح عند ابن وهب عنه کتاب وعند أبی صالح عنه کتاب

وعند ابن مہدی ومعن عنه احادیث عداد وحدث عنه الليث وبشر بن السری وثقات الناس وما أرى

بحدیثه بأساً وهو عندی صدوق الا أنه يقع فی احادیثه افرادات" ۹۱۹۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں (بھی بطریق معاویہ بن صالح) روایت کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ: "ثنا أبو

العلاء وهو الحسن ابن سوار قال ثنا لیث عن معاویة یعنی ابن صالح عن یونس بن سیف عن الحارث بن

زیاد عن أبی رهم عن العرباض بن ساریة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ وهو یدعونا الی

السحور فی شهر رمضان هلموا الی الغذاء المبارک ثم سمعت یقول: اللهم علم معاویة الكتاب

والحساب وقه العذاب" ۹۲۰۔

علامہ ہیثمی علیہ الرحمۃ نے "مجمع الزوائد" میں فرمایا: "فیہ الحارث بن یزید ولم اجد من وثقه ولم یرو عنه غیر یونس

بن سیف وبقیة رجاله ثقات وفی بعضهم خلاف" ۹۲۱۔

علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں فرمایا: "أخبرنا عبد اللہ بن قحطبة حدثنا العباس بن عبد العظیم

العنبری وأحمد ابن سنان قالا حدثنا عبد الرحمن بن مہدی عن معاویة بن صالح عن یونس بن سیف عن

الحارث بن زیاد عن أبی رهم السمعی عن العرباض بن ساریة السلمی قال سمعت رسول اللہ ﷺ ویقول:

اللهم علم معاویة الكتاب والحساب وقه العذاب" ۹۲۲۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناہیہ" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: "أخبرنا علی بن

عبید اللہ قال أنا علی بن أحمد قال أنبأنا ابن بطة قال نا ابن مخلد قال نا أحمد بن محمد بن الحجاج قال نا

عبد الرحمن بن نافع بن دوخت قال نا محمد بن یزید وکان من العباد عن محمد بن عمرو عن أبی سلمة

عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ احتجم فری معاویة موضع الخاتم فاهوی برأسه فقبله فرفع

۹۱۲۔ ایضاً حوالہ سابق ۹۱۵۔

۹۱۷۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد ۱، صفحہ ۲۴۰۲، بیان معاویہ بن صالح حمص

۹۱۸۔ ایضاً

۹۱۹۔ ایضاً

۹۲۰۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۱۲۷، حدیث العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ

۹۲۱۔ مجمع الروائد، جلد ۹، صفحہ ۳۵۶، کتاب السابق، باب ماجاء فی معاویہ بن سفيان

۹۲۲۔ صحیح ابن حبان، جلد ۱۰، صفحہ ۱۶۹، کتاب اخبارہ رضی اللہ عنہ عن مناقب الصحابة رجالها، ونسائهم بذكر اسماء هم رضوان الله اجمعين

ذكر معاویة بن سفيان، حدیث ۱۶۶۶

النبي ﷺ رأسه فقال: يا معاوية ما حملك على ما صنعت قال يا رسول الله لما رأيت موضع الخاتم لم اتمالك نفسي حتى قبله قال ولم ذاك؟ قال حبا لرسول الله ﷺ، قال: الله، وقال فنظر النبي ﷺ فقال: اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب “ ۹۲۳۔

بعد ازاں علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: اس میں ”محمد بن زیاد“ مجہول ہے۔ ۹۲۳۔

لیکن یہ حدیث حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرۃ المدنیؓ سے بھی مروی ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ”البدایہ والنہایہ“ میں لکھتے ہیں: ”ورواه الطبرانی: ثنا أبو زرعة و احمد بن محمد بن يحيى بن حمزة الدمشقيان قالا ثنا أبو مسهر ثنا سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبد الرحمن بن أبي عميرة المدني وكان من اصحاب النبي ﷺ: ان رسول الله ﷺ قال لمعاوية: اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب “ ۹۲۵۔

البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”التاریخ الکبیر“ میں فرمایا: ”قال ابو مسهر عن سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبد الرحمن بن عميرة عن النبي ﷺ قال: اللهم علم معاوية الحساب وقه العذاب “ ۹۲۶۔

اور یہ اسناد صحیح ہیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اسناد (ابو مسهر عن سعید الخ) سے حدیث (انہ قال لمعاوية رضي الله عنه: اللهم اجعله هاديا و مهديا و اهديه) روایت کی اور اسے حسن قرار دیا۔ ۹۲۷۔

(یہ حدیث حسن ہے)

(۱۵۸) فرمودہ اند: اللهم اجعله هاديا و مهديا “ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تصریح کی کہ اسے حضور اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بطور دعا ارشاد فرمایا ”اے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ“ ”جامع“ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ اور ابو نعیم نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرۃؓ سے مرفوعاً بزیادۃ الفاظ (واهدیه) روایت کیا جبکہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”العلل المتناهیہ“ میں حضرت عمر فاروقؓ سے مرفوعاً بلفظہ روایت کیا۔

چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا محمد بن يحيى نا أبو مسهر عن سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبد الرحمن بن أبي عميرة وكان من أصحاب رسول الله ﷺ عن النبي ﷺ أنه قال لمعاوية رضي الله عنه: اللهم اجعله هاديا و مهديا و اهديه “ ۹۲۸۔

اور بعد ازاں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”هذا حديث حسن غريب“ ۹۲۹۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ میں لکھتے ہیں کہ: ”ثنا على بن بحر ثنا الوليد بن مسلم ثنا سعيد بن عبد العزيز عن ربيعة بن يزيد عن عبد الرحمن بن أبي عميره الأزدي رضي الله عنه عن النبي ﷺ انه ذكر معاوية وقال: اللهم اجعله هاديا و مهديا و اهديه “ ۹۳۰۔

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ”حلیۃ الاولیاء“ میں رقمطراز ہیں کہ: ”حدثنا سلمان بن احمد ثنا احمد بن علي الايار ثنا أبو

۹۲۳۔ العلل المتناهیہ، جلد اول، صفحہ ۲۷۳، کتاب الفضائل، احادیث فی ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ حدیث ۲۴۰

۹۲۴۔ ایضاً.....

۹۲۵۔ عماد الدین ابن کثیر (متوفی ۵۷۷ھ) ”البدایہ والنہایہ“ (مکتبہ المعارف، بیروت، ۱۹۷۵ء/۱۳۹۴ھ) جلد ۸، صفحہ ۱۲۱، باب و هذه ترجمة معاوية و ذكر شيء من يامه و ما ورد في مناقبه “

۹۲۶۔ التاريخ الكبير، جلد ۷، صفحہ ۳۲۷، جز ۴، قسم اول، باب: معاوية، بيان: معاوية بن أبي سفيان

۹۲۷۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۲۳، أبواب المناقب، مناقب معاوية رضي الله عنه

۹۲۸۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۲۳، أبواب المناقب “ مناقب معاوية بن سفيان رضي الله عنه

۹۳۰۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۲۱۶

الفتح نصر بن منصور عن بشر بن الحارث حدثني زيد بن أبي الزرقاء ثنا الوليد بن مسلم عن سعيد بن عبد العزيز عن يونس بن ميسرة عن عبد الرحمن بن أبي عميرة المدني أنه سمع رسول الله ﷺ وذكر معاوية فقال: اللهم اجعله هاديًا ومهديًا واهديه " ۹۳۱۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: "نا علی بن عبید اللہ قال أنا علی بن احمد قال أنبانا ابن بطة قال نا البغوی قال حدثني محمد بن اسحاق قال أخبرني هشام بن عمار قال نا عبد العزيز بن الوليد بن سليمان بن أبي السائب القرشي عن أبيه أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه ولي معاوية بن أبي سفيان فقالوا اولاه حديث السن فقال تلومونني فأنا سمعت رسول الله ﷺ يقول: اللهم اجعله هاديًا ومهديًا " ۹۳۲۔

لیکن ان اسناد میں ایک راوی "محمد بن اسحاق" ہے کہ جس کے بارے میں ابن جوزی لکھتے ہیں "لم يكن ثقة" (یعنی وہ ثقہ نہیں) ۹۳۳۔
راقم الحروف کہتا ہے کہ اس روایت کی شاہد حدیث عبد الرحمن بن ابی عمیرہ ہے اور اسے علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب (تطهير الجنان واللسان عن الخطور والتفوة بثلب سيدنا معاوية بن أبي سفيان) میں بلفظ ذکر کیا، چنانچہ فرمایا: "الحديث الذي رواه الترمذی وقال انه حديث حسن أن رسول الله ﷺ ، دعا لمعاوية فقال: اللهم اجعله هاديًا ومهديًا " ۹۳۴۔
(پس حدیث بلفظ مجد حسن ہے)

(۱۵۹) پیغمبر علیہ وعلى الہ الصلوات والتسلیمات معاویہ رضی اللہ عنہ را

فرمودہ بودند: "إذا ما كنت الناس فارق بهم" (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجد علیہ الرحمۃ نے اسے امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا۔ اور شارح مکتوبات مولانا نور احمد امرتسری نے تصریح کی کہ یہاں امام ابو شکور کی کتاب "تمہید" مراد ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ زیر مطالعہ نسخہ (تمہید فی اصول الدین) میں یہ باختلاف متن مذکور ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ: "قد قال النبی ﷺ لمعاوية حين دخل عليه: اذا ولّيت أمر هذه الامة فارق بهم" ۹۳۵۔

البتہ اسے امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مصنف" میں حضرت امیر معاویہؓ سے مرفوعاً بلفظ (یا معاویہ: ان ملکت فأحسن) روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "حدثنا ابن نمير عن اسمعيل بن ابراهيم عن عبد الملك ابن عمير قال قال معاوية: ما زلت أطمع في الخلافة منذ قال لي رسول الله ﷺ: يا معاوية: ان ملکت فأحسن" ۹۳۶۔

لیکن علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں ابی شیبہ کو بلفظ (اذا ملکت فأحسن) ذکر کیا۔ ۹۳۷۔
اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "دلائل النبوة" میں فرماتے ہیں: "أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو بكر القاضي قالوا: حدثنا

۹۳۱۔ حلیۃ الاولیاء، جز ۹، صفحہ ۳۵۹، باب (بشر بن الحارث)

۹۳۲۔ العلل المتناهیہ، جلد اول، صفحہ ۲۷۳، کتاب الفضائل، حدیث فی الدعاء (ای معاویہ) بأن يجعله هاديًا ومهديًا " حدیث ۳۴۱

۹۳۳۔ ایضاً

۹۳۴۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، شہاب الدین، احمد تطہری الجنان واللسان عن الخطور والتفوة بثلب، سيدنا معاوية بن أبي سفيان رضوان الله عليهم (مكتبة القاهرة مصر ۱۹۳۵ء) صفحہ ۱۱، فصل ثانی (أ)

۹۳۵۔ ابو شکور السالمی، محمد بن عبد السعید بن شعيب، تمہید فی اصول الدین (باہتمام: ابو البركات سيد احمد مهتمم دار العلوم حزب الاحاف، ناشر سيد محمود احمد رضوی، صفحہ ۱۶۷، باب نمبر ۱۱ (الخلافه والامارة) بیان (القور السابع ۷)

۹۳۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۱۱، صفحہ ۱۳۸، کتاب الامراء، بیان ۱۸۳۸ (ما ذکر من حدیث الامراء والدخول عليهم) حدیث ۱۰۷۲۳

۹۳۷۔ الصواعق المحرقة، صفحہ ۲۱۸، باب ۱۱، الخاتمه فی بیان اعتقاد اهل سنة والجماعة فی الصحابة رضوان الله وفي قتال معاوية وعلى رضوان الله عليهم

أبو العباس محمد بن يعقوب حدثنا العباس بن محمد حدثنا محمد بن سابق حدثنا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة عن اسمعيل بن ابراهيم بن مهاجر بن عبد الملك بن عمير قال قال معاوية : والله ما حملني على الخلافة الا قول النبي ﷺ لي : يا معاوية ان ملكت فاحسن " ۹۳۸ -
لیکن ان اسناد میں ایک راوی: " اسمعيل بن ابراهيم " ضعیف ہے۔ ۹۳۹

جبکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند" میں بلفظ: (ان ولیت امر افاق اللہ واعدل) روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: "ثنا روح قال ثنا أبو امیة عمرو بن یحیی بن سعید قال سمعت جدی یحدث أن معاوية أخذ الادواة بعد أبي هريرة يتبع رسول الله ﷺ بها واشتكى أبو هريرة فبينما هو يوضي رسول الله ﷺ رفع رأسه اليه مرة أو مرتين فقال : يا معاوية ان وليت أمرًا فاتق الله عزوجل واعدل ، قال فما زلت أظن أني مبتلى بعمل لقول النبي ﷺ حتى ابتليت " ۹۴۰ -
امام احمد علیہ الرحمۃ کی یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

پھر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی معنی کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً بلفظ: (اللهم من أمر امتي شيئاً عليه فاشقق عليه ومن ولي من أمر امتي شيئاً فرفق بهم فارق) (یہ حدیث حسن ہے)

(۱۶۰) پیغمبر فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام "ایاکم وما شجر بین

أصحابی" (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

اسے شیخ المشائخ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغنیة لطالبی طریق الحق" میں مرفوعاً بلفظ ذکر کیا لیکن مخرج بیان نہیں

کیا۔ ۹۳۲

اور علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "النهاية في غريب الحديث والاثر" میں بلا اسناد روایت کیا "۹۳۳" (یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۶۱) پیغمبر فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام : "اذا ذكر أصحابي

فامسكوا"

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

اس قطعہ حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير" میں حضرت ثوبان اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم سے جبکہ امام ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت ابن مسعود اور امام ابن عدی نے "الکامل فی ضعفاء الرجال" میں حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدثنا احمد بن محمد بن يحيى بن حمزة الدمشقي ثنا اسحاق بن ابراهيم ثنا يزيد بن ربيعة ثنا أبو الأشعث عن ثوبان رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال اذا ذكر أصحابي فامسكوا واذا ذكرت النجوم فامسكوا واذا ذكر القدر فامسكوا" ۹۳۴ -

۹۳۸ - ابو بكر احمد بن الحسين البيهقي رحمة الله عليه (۵۳۸۳، ۵۳۵۷)، دلائل النبوة (دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان) جلد ۶، صفحہ ۴۲۶

باب ما جاء في اخباره بملك معاوية بن ابي سفيان.

۹۳۹ - الصواعق المحرقة، صفحہ ۲۱۸، بر حاشیہ

۹۴۰ - مسند احمد بن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۱۰۱، حدیث معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنه

۹۴۱ - صحيح مسلم، جلد ۷، صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲، كتاب الامارة، باب فضيلة الامير العادل الخ

۹۴۲ - شيخ عبد القادر جيلاني رحمة الله عليه: (۵۷۱، ۵۷۰) "الغنية لطالبی طریق الحق" (مصطفى البابي الحلبي وأولاده، بمصر الطبعة

الثالثة ۱۳۷۵/۱۹۵۶ء) جلد اول صفحہ ۷۹، باب في معرفة الصانع، فصل في اعتقاد اهل السنة ان امة محمد ﷺ خير الامم.

۹۴۳ - النهاية في غريب الحديث والاثر " جلد ۲، صفحہ ۴۲۶، باب الشين مع العجم، بيان : شجر

(یہ حدیث غریب ہے)

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ”حدثنا الحسن بن علی الفسوی ثنا سعید بن سلیمان ثنا مسهر بن عبد الملك بن سلع الهمدانی عن الأعمش عن أبي وائل عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ: إذا ذكر أصحابي فامسكوا وإذا ذكرت النجوم فامسكوا وإذا ذكر القدر فامسكوا“ ۹۴۵

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ”حلیۃ الاولیاء“ میں فرماتے ہیں: ”حدثنا احمد بن ابراهیم بن علی الکندی البغدادی بمكة ثنا الحسن ابن علی الولید الفسوی ثنا سعید بن سلیمان ثنا مسهر بن عبد الملك ابن سلع عن الأعمش عن أبي وائل عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ: إذا ذكر أصحابي فامسكوا وإذا ذكر النجوم فامسكوا وإذا ذكر القدر فامسكوا“ ۹۴۶

اور بعد ازاں امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”غریب من حدیث الأعمش تفرد به عنه مسهر“ ۹۴۷

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل فی ضعف الرجال“ میں لکھتے ہیں: ”ثنا عبد الرحمن بن محمد بن علی القرشی ثنا عمار بن رجاء ثنا الفضل بن دکین ثنا أبو قحزم النضر بن معبد حدثني أبو قلابة عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال إذا ذكر القدر فامسكوا وإذا ذكر النجوم فامسكوا وإذا ذكر أصحابي فامسكوا“ ۹۴۸

بعد ازاں امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”ولا بی قحزم هذا غير ما ذكرت ومقدار ما يرويه لا يتابع عليه“ ۹۴۹

پھر امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ”حدثنا الحسن وثنا يحيى بن اسمعيل ثنا جدی ثنا محمد بن الفضل عن كرز بن وبدة عن عطاء عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال: إذا ذكر أصحابي فامسكوا وإذا ذكر القدر فامسكوا“ ۹۵۰

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”الصواعق المحرقة“ ۹۵۱ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الشفاء“ میں بلفظ ذکر کیا۔ ۹۵۲

البتہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”تطهير الجنان“ میں بلفظ ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ”رجال سندہ رجال الصحيح الا واحد اختلف فيه وثقة ابن حبان وغيره“ ۹۵۳

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجامع الصغير“ میں امام طبرانی کی ”المعجم الكبير“ اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی ”الکامل“ کے حوالہ سے بلفظ (اذا ذکر أصحابي فامسكوا) ذکر کیا اور اسے حدیث حسن قرار دیا۔ ۹۵۴

۹۴۴۔ المعجم الكبير، جلد ۲، صفحہ ۹۲، بیان: (حضرت) ثوبان رضی اللہ عنہما، حدیث ۱۳۲۷

۹۴۵۔ ایضاً، جلد ۱۰، صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴، حدیث ۱۰۳۲۸، مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحروف کہتا ہے کہ: اس کی اسناد میں ”مسهر بن عبد الملك“ نے اسے بارے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں: ”وثقة ابن حبان وغيره وفيه خلاف“ (دیکھئے، مجمع الزوائد، جلد ۷، صفحہ ۲۰۲، باب انہی عن الکلام فی القدر)

۹۴۶۔ حلیۃ الاولیاء، جلد ۴، صفحہ ۱۰۸، بیان ۲۵۳، شفیق بن سلمہ ابو وائل

۹۴۷۔ ایضاً

۹۴۸۔ الکامل فی ضعف الرجال، جلد ۷، صفحہ ۲۳۹۰، بیان: النضر بن معبد

۹۴۹۔ ایضاً حوالہ سابق، ۹۴۸

۹۵۰۔ ایضاً جلد ۲، صفحہ ۲۱۷۲، بیان: محمد بن الفضل بن عطیہ خراسانی

۹۵۱۔ الصواعق المحرقة، صفحہ ۲۱۲، الخاتمه فی بیان اعتقاد اهل السنة الخ

۹۵۲۔ کتاب الشفاء، جلد ۲، صفحہ ۱۱۷، باب ۳، فصل ۲ (توقیر الضحابہ)

۹۵۳۔ تطهير الجنان، صفحہ ۵، مقدمة

۹۵۴۔ الجامع الصغير، جلد اول، صفحہ ۲۵، حرف الألف

(۱۶۲) فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: ”اللہ اللہ فی أصحابی اللہ اللہ فی

أصحابی لا تتخذوهم غرضاً“

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

اسے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح السنۃ“ میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا، چنانچہ فرمایا: ”أخبرنا أبو الطیب طاہر بن محمد بن العلاء العلائی البغوی نا أبو معمر المفضل بن اسمعیل بن احمد بن ابراہیم الأسماعیلی بجرجان نا جدی أبو بکر احمد بن ابراہیم الاسمعیلی أخبرنی الہیثم بن خلف الدوزی نا المفضل بن غسان بن المفضل الفلابی نا یعقوب بن ابراہیم بن سعد نا عبیدہ بن أبی رائطۃ عن عبد الرحمن بن زیاد عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ المزنی قال ، قال رسول اللہ ﷺ: اللہ اللہ فی أصحابی اللہ اللہ فی أصحابی ، لا تتخذوهم غرضاً بعدی فمن أحبهم فبحبی أحبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک أن يأخذه“ ۹۵۵۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“ میں روایت کیا لیکن الفاظ (اللہ اللہ فی أصحابی) ایک ہی دفعہ ذکر کئے۔ چنانچہ فرمایا: ”حدثنا محمد بن یحییٰ نا یعقوب بن ابراہیم بن سعد نا عبیدہ بن أبی رائطۃ عن عبد الرحمن بن زیاد عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ ﷺ: اللہ اللہ فی أصحابی لا تتخذوهم غرضاً بعدی فمن أحبهم فبحبی أحبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک أن يأخذه“ ۹۵۶۔

اور بعد ازاں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”هذا حدیث غریب لا نعرفه الا من هذا الوجه“ ۹۵۷۔

مگر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث ترمذی کو برزخ حسن بیان کیا۔ ۹۵۸۔

صاحب مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا لیکن مثل مجیدہ رحمۃ اللہ علیہ الفاظ ”(اللہ اللہ فی أصحابی)“

دو دفعہ ذکر کئے اور فرمایا ”اسے امام ترمذی“ نے روایت کیا ہے۔ ۹۵۹۔

علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تحریر فرمایا کہ: ”أخبرنا أبو یعلیٰ حدثنا زکریا بن یحییٰ زحمویۃ حدثنا زکریا بن سعد حدثنی عبیدہ بن أبی رائطۃ عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن المغفل قال قال رسول اللہ ﷺ: اللہ اللہ فی أصحابی لا تتخذوهم غرضاً ، من أحبهم فبحبی أحبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک أن يأخذه“ ۹۶۰۔

امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں: ”حدثنا سلیمان بن احمد ثنا محمد بن عبد اللہ بن رزین الحلبی ثنا عبید

بن جناد الحلبی ثنا عبد اللہ بن عبد العزیز العمری العابد حدثنی ابراہیم بن سعد حدثنی عبید بن أبی

۹۵۵۔ شرح السنۃ ، جلد ۱۳ ، صفحہ ۷۰ ، کتاب فضائل صحابہ ، باب فضل الصحابہ ، حدیث : ۳۸۶۰

۹۵۶۔ جامع ترمذی ، جلد ۲ ، صفحہ ۲۲۵ ، أبواب المناقب ، باب ما جاء فی فضل من بايع تحت الشجرة

۹۵۷۔ ایضاً

۹۵۸۔ الجامع الصغیر ، جلد اول ، صفحہ ۵۳ ، حرف الألف

۹۵۹۔ مشکوٰۃ المصابیح ، صفحہ ۵۵۳ ، مناقب الصحابہ ، فصل ثانی

۹۶۰۔ صحیح ابن حبان ، جلد ۱۰ ، صفحہ ۱۸۹ ، کتاب اخبارہ رضی اللہ عنہ عن مناقب الصحابہ رجالہا و نساہم ، باب فضل الصحابہ و التابعین ، ذکر

الزجر عن اتخاذ المرء اصحاب رسول ﷺ غرضاً بالتنقض حدیث ۷۲۱۲

رائط عن عبد الله بن عبد الرحمن عن عبد الله بن مغفل المدني قال قال رسول الله ﷺ: الله الله في أصحابي لا تتخذوهم غرضاً من بعدى فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله يوشك أن يأخذه “ ۹۶۱۔
(پس، حدیث بلفظ مجید و حدیث حسن ہے)

(۱۶۳) قال عليه الصلوة والسلام: ” اذا ظهرت الفتن أو قال البدع وسبت أصحابي فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس أجمعين لا يقبل الله له صرفاً ولا عدلاً “

(دفتر اول مکتوب، ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسکا مخرج بیان نہیں کیا۔ البتہ راقم الحروف کے خیال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الصواعق المحرقة“ سے نقل کیا ہوگا۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلفظ ذکر کیا اور تصریح کی کہ اسے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں بیان کیا ہے۔ ۹۶۲۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”الجامع لآخلاق الراوی واداب السامع“ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی بلفظ روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: أنا محمد احمد بن رزق نا أبو الحسين محمد بن علی جیتر بن احمد بن عیسی بن خاقان الناقد من لفظه وحفظه نا احمد بن القاسم بن المساور الجوهري نا محمد بن عبد المجيد المنفلوج نا الوليد بن مسلم عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ: اذا ظهرت الفتن أو قال البدع وسبت أصحابي فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله له صرفاً ولا عدلاً “ ۹۶۳۔

اس حدیث کے بارے ڈاکٹر محمود الطحان فرماتے ہیں: ”لم أجد الحديث في شيء من المصادر التي تحت يدي والحديث اسناده ضعيف لان فيه الوليد ابن المسلم وهو مدلس وعنعن“ ۹۶۴۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ولید بن مسلم رجال صحاح میں سے ہے اور ثور بن یزید سے اسکی سماعت ثابت ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تہذیب التہذیب“ میں فرمایا: ”الوليد بن مسلم القرشي مولى بنى امية وقيل مولى بنى العباس - أبو العباس الدمشقي - عالم الشام - روى عن حريز بن عثمان و صفوان بن عمرو والأوزاعي وابن جريح وابن عجلان وابن أبي ذئب وسعيد بن عبد العزيز والثوري و عبد الله بن العلاء بن زبر وثور بن يزيد الخ“ ۹۶۵۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاریخ الکبیر“ میں لکھتے ہیں: ”الوليد بن مسلم أبو العباس الدمشقي مولى لبني امية سمع الأوزاعي وعبد الرحمن بن يزيد بن جابر والثوري ، مات سنة خمس وتسعين ومائة“ (۱۹۵ھ) “ ۹۶۶۔

۹۶۱ حلیۃ الاولیاء، جزء ۸، صفحہ ۲۸۷، باب (عبد اللہ العمری)

۹۶۲ الصواعق المحرقة، صفحہ ۳، المقدمة الاولى

۹۶۳ الجامع لآخلاق الراوی، ادا ب السامع، جلد ۲، صفحہ ۱۱۸، حدیث ۱۳۵۳، جزء ۷ من الكتاب، بیان: املاء فضائل الصحابة و مناقبهم والنسبة لمحاسن اعمالهم و سوابقهم

۹۶۴ ایضاً بر حاشیہ

۹۶۵ تہذیب التہذیب، جلد ۱۱، صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲، حرف الواو، بیان: الوليد ۲۵۳: الوليد بن مسلم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”صحیح“ میں ولید بن مسلم کی امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے معنعن روایت بھی ذکر کی۔ ۹۶۷

پھر یہ رجال ابن حبان، ترمذی اور ابن ماجہ میں سے بھی ہے۔ ۹۶۸

البتہ اس سند میں ایک راوی ”محمد بن عبد المجید التیمی المفلوج“ ضعیف ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”میزان الاعتدال“ میں لکھتے ہیں:

محمد بن عبد المجید التیمی المفلوج عن حماد بن زید - ضعفه محمد بن غالب تمام ومن منا كبره قال حدثنا الوليد بن مسلم عن ثور عن خالد بن معدان عن معاذ قال قال رسول الله ﷺ: اذا ظهرت الفتن وسب أصحابي فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين - لا يقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً“ ۹۶۹۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجامع الصغير“ میں بلفظ: (اذا ظهرت البدع ولعن اخر هذه الامة اولها فمن كان عنده علم فليشره فان كاتم العلم يومئذ ككاتم ما أنزل الله على محمد) ذکر کیا اور فرمایا کہ اسے ابن عساکر نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہے۔ ۹۷۰

البتہ علامہ ابوالشجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فردوس الاخبار“ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ: (اذا ظهر البدع في امتي

وشتم أصحابي فليظهر العالم علمه فان لم يفعل فعليه لعنة الله) روایت کیا۔ ۹۷۱

اور اسکے شواہد قویہ میں حدیث: (فمن احدث فيها حدثاً أو اوى فيها محدثاً فعليه لعنة الله والملائكة والناس

اجمعين لا يقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً) کہ جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔ ۹۷۲

اور حدیث (من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين) کہ جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

نے روایت کیا ہے۔ ۹۷۳

(یہ حدیث حسن ہے)

(۱۶۴) حدیث: ”لو اتذن ايمان أبي بكر مع ايمان امتي لوجح“

(دفتر اول مکتوب ۲۵۶)

اسے شیخ شرف الدین ابن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”سہ صدی مکتوبات“ میں بعینہ ذکر کیا ہے۔ ۹۷۴

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکامل فی ضعفاء الرجال“ میں حضرت ابن عمر سے مرفوعاً بلفظ: (لو وضع ايمان أبي بكر على

ايمان هذه الامة لرجع بها) روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”حدثنا زيد بن عبد العزيز بن حبان قال ثنا

۹۶۶۔ التاريخ الكبير، جلد ۸، صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳، باب الواو، الوليد، بيان ۲۵۳۲

۹۶۷۔ صحيح البخارى، جلد اول، صفحہ ۱۵۵، كتاب التهجد، باب: فضل من تعار من اليل فصلی

۹۶۸۔ صحيح ابن حبان، جلد اول، صفحہ ۴۰۴، كتاب الايمان، باب: فرض الايمان، حديث: ۲۴۱ + جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۱۷۸،

ابواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء اذا اتبه من الليل“ + سنن ابن ماجه، جلد ۲، ابواب الدعاء، باب فضل الحامدين، حديث ۳۸۰۳.

۹۶۹۔ ميزان الاعتدال، جلد ۳، صفحہ ۲۳۰، بيان ۷۸۸۷

۹۷۰۔ الجامع الصغير، جلد اول، صفحہ ۳۰، حرف الألف

۹۷۱۔ فردوس الاخبار، جلد اول، صفحہ ۳۹۲، ذكر ارادة الله عز وجل بالعبد من الخير والشر، حديث ۱۲۷۵

۹۷۲۔ صحيح البخارى، جلد اول، صفحہ ۴۵۰، كتاب الجهاد، باب ذمة المسلمين و جوارهم واحدة يسعى بها أدناهم

۹۷۳۔ دیکھئے: باب هذا حديث ۱۴۷

۹۷۴۔ سه صدی مکتوبات، صفحہ ۳۵۷، حصہ مکتوب دو صدی، مکتوب هشتم (۸) در توبه + ایضاً، صفحہ ۴۲۰، مکتوب ۴۴ (۴۴) در ترک

جاه + ایضاً حصہ اول مکتوب ۴۵ چهل پنجم در معرفت باری تعالی

عیسی بن عبد اللہ بن سلیمان القرشی قال ثنا رواد بن الجراح قال ثنا عبد العزيز بن أبي رواد عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: لو وضع ايمان أبي بكر على ايمان هذه الامة لرجح بها“ ۹۷۵۔
اور بعد ازاں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”عیسی بن سلیمان هذا كتب عنه الناس - بسر من رأى والضعف على حديثه بين وليس له من الحديث غير ما ذكرت“ ۹۷۶۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الایمان“ میں حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے موقوفاً بلفظ: (لو وزن ايمان أبي بكر بايمان اهل الارض لرجح بهم) روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”أخبرنا أبو عبد الله الحافظ انبأ أبو بكر أحمد بن اسحق الفقيه ابنا محمد بن عيسى بن السككن ثنا موسى بن عمران ثنا ابن المبارك عن ابن شوذب عن محمد بن جحادة عن سلمة بن كهيل عن هذيل بن شرحبيل قال قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه: لو وزن ايمان أبي بكر بايمان اهل الأرض لرجح بهم“ ۹۷۷۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللائلی المنثورہ“ میں بلفظ: (لو وزن ايمان أبي بكر بايمان الناس لرجح ايمان أبي بكر) ذکر کیا اور فرمایا: ”قيل انه من كلام عمر بن الخطاب رضى الله عنه وقد جاء معناه فى السنن، فى حديث مرفوع: أن أبا بكر وزن لهذه الأمة لرجح“ ۹۷۸۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الدرر المنثورہ“ میں تحریر فرمایا: ”قيل انه من كلام عمر، قلت: هو كذلك اخرج معاذ ابن المشنى فى زيادات مسند مسدد واخرجه ابن عدى فى الكامل من حديث عمر مرفوعاً انتهى“ ۹۷۹۔

اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المقاصد الحسنة“ میں فرمایا: ”(رواه) اسحق ابن راهوية والبيهقى فى الشعب بسند صحيح عن عمر من قوله وراويه عن عمر هذيل بن شرحبيل وهو عند ابن المبارك فى الزهد ومعاذ بن المشنى فى زيادات مسند مسدد وكذا اخرج ابن عدى فى ترجمة عيسى بن عبد الله من كامله وفى مسند الفردوس معاً من حديث ابن عمر مرفوعاً بلفظ: لو وضع ايمان أبي بكر على ايمان هذه الامة لرجح بها، وفى سننه عيسى بن عبد الله بن سليمان وهو ضعيف لكنه لم ينفرد به فقد اخرج ابن عدى أيضاً من طريق غيره بلفظ: لو وزن ايمان أبي بكر بايمان اهل الأرض لرجحهم وله شاهد فى السنن أيضاً عن أبي بكر مرفوعاً: أن رجلاً قال يا رسول الله ﷺ رأيت كان ميزاناً انزل من السماء فوزنت أنت وأبو بكر فرجحت أنت ثم وزن أبو بكر بمن بقى فرجح الحديث“ ۹۸۰۔ (یہ حدیث حسن ہے)

(۱۶۵) ”الايام ايّام الله والعباد عباد الله“ (دفتر اول مکتوب ۲۵۶)

حدیث صحیح در ایں باب

حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ نے اسے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے شیخ بصری اور سندى رحمہما اللہ کے حوالہ سے بیان کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”والد فقير قدس سره سيفر مودند كه شيخ عبد الله (بصرى) و شيخ رحمت الله (سندى) كه از

۹۷۵۔ الكامل فى ضعفاء الرجال، جلد ۵، صفحہ ۱۸۹۸، بیان: عيسى بن عبد الله بن سلمان القرشى العسقلانى

۹۷۶۔ أيضاً

۹۷۷۔ شعب الایمان، جلد اول، صفحہ ۶۹، باب القول فى زيادة الايمان، ونقصانه وتفاضل اهل الايمان فى ايمانهم، حدیث ۳۱

۹۷۸۔ اللآلی المنثورہ فى الاحادیث المشهورہ، صفحہ ۱۷۱، باب ۵ (فضائل) حدیث ۱۳

۹۷۹۔ الدرر المنثورہ، صفحہ ۲۳۲

۹۸۰۔ المقاصد الحسنة، حرف الام، حدیث ۹۰۸

اکابر محدثین بودند و در حرمین ایشان ملقب بشیخین بودند بتقریبی بہ ہندوستان آمدہ بودند
میفرمودند کہ آن حدیث را کرمانی شارح بخاری نقل کردہ است اما ضعیف است۔ حدیث صحیح
در این باب الايام ايام الله والعباد عباد الله “ ۹۸۱۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس حدیث کا شطر ثانی (والعباد عباد الله) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت زبیر بن عوام سے
مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”ثنا یزید بن عبد ربہ ثنا بقیۃ بن الولید حدثنی جبیر بن عمر و القرشی حدثنی
أبو سعد الأنصاری عن أبي يحيى مولى آل الزبير بن العوام عن الزبير بن العوام رضى الله عنه قال قال
رسول الله ﷺ: البلاد بلاد الله والعباد عباد الله، فحيث ما أصبت خيراً فأقم “ ۹۸۲۔
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث زبیر کو ضعیف قرار دیا۔ ۹۸۳۔

البتہ امام ابو داؤد اپنی ”سنن“ میں روایت کرتے ہیں: ”حدثنا احمد بن عبدة الاسلم نا عبد الله بن عثمان نا عبد الله بن
المبارك أنا نافع بن عمر عن ابن ابي مليكة عن عروة قال اشهد أن رسول الله ﷺ: قضى أن الأرض أرض الله
والعباد عباد الله ومن أخى موأثاً فهو احق بها، جاءنا بهذا عن النبي ﷺ الذين جاؤا بالصلوات عنه “ ۹۸۴۔
امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الكبير“ میں لکھتے ہیں: ”حدثنا احمد بن عبد الوهاب بن نجدة الحوطي ثنا يحيى بن
صالح الوحاظني ثنا سعيد بن عبد العزيز عن مكحول عن فضالة بن عبيد قال قال رسول الله ﷺ: الأرض
أرض الله والعباد عباد الله - من أخى موأثاً فهي له “ ۹۸۵۔
اور یہ حدیث فضالہ ”حدیث صحیح“ ہے ۹۸۶۔

(۱۶۶) ”بنی الاسلام علی خمس“ (دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے یہاں بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔ البتہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیحین“
ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سنن“ اور یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا
۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حدثنا عبيد الله بن موسى قال أنا حنظلة بن أبي سفيان عن عكرمة بن خالد
عن ابن عمر رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان
محمدًا رسول الله واقام الصلوة وابتاء الزكوة والحج وصوم رمضان “ ۹۸۷۔
امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا عبيد الله بن معاذ قال نا أبي قال نا عاصم وهو ابن محمد بن زيد بن عبد
الله بن عمر عن ابيه رضى الله عنه قال قال عبد الله قال رسول الله ﷺ: بنى الاسلام على خمس شهادة أن لا اله
الا الله وأن محمدًا عبده ورسوله واقام الصلوة وابتاء الزكوة وحج البيت وصوم رمضان “ ۹۸۸۔

۹۸۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب ۲۵۶

۹۸۲۔ مسند احمد بن حنبل، جلد اول، صفحہ ۱۶۲، (مسند الزبیر بن العوام)

۹۸۳۔ الجامع الصغير، جلد اول، صفحہ ۱۲۷، حرف الباء

۹۸۴۔ سنن أبي داؤد، جلد ۲، صفحہ ۸۲، کتاب الخراج والفنى، باب احياء الموات

۹۸۵۔ المعجم الكبير، جلد ۱۸، صفحہ ۳۱۸، بيان، مكحول عن فضالة بن عبيد، حديث ۸۲۳

۹۸۶۔ الجامع الصغير، جلد اول، صفحہ ۱۲۱، حرف الألف، فصل فى المحلى بال من هذا

۹۸۷۔ صحيح البخارى، جلد اول، صفحہ ۶، جزء اول، كتب الإيمان، باب: قول النبي ﷺ: بنى الاسلام على خمس

۹۸۸۔ صحيح مسلم، جلد اول صفحہ ۳۲، كتاب الإيمان، باب، اركان الاسلام و دعائمه العظام

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا ابن أبي عمر نا سفیان بن عیینہ عن سعید بن الخمیس التیمی عن حبيب بن أبي ثابت عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: بُنی الاسلام علی خمسٍ شهادة ان لا اله الا الله وأن محمداً رسول الله واقام الصلوة ايتاء الزکوة وصوم رمضان وحج البيت“ ۹۸۹۔

اور بعد ازاں امام ترمذی فرماتے ہیں: ”وفی الباب عن جریر بن عبد اللہ هذا حدیث حسن صحیح وقدروی من غیر وجهه عن ابن عمر عن النبی ﷺ نحو هذا وسعد بن الخمیس ثقة عند اهل الحدیث“ ۹۹۰۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أخبرنا محمد بن عبد الله بن عمار قال ثنا المعافى يعنى ابن عمران عن حنظلة بن أبي سفیان عن عكرمة بن خالد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رجلاً قال له ألا نغذوا قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: بنى الاسلام على خمسٍ شهادة ان لا اله الا الله واقام الصلوة وايتاء الزکوة والحج وصيام رمضان“ ۹۹۱۔

اور امام ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”مسند“ میں فرماتے ہیں: ”حدثنا أبو خيثمة حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا عاصم عن ابيه عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: بنى الاسلام على خمسٍ شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله واقام الصلوة وايتاء الزکوة وحج البيت وصوم رمضان“ ۹۹۲۔

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا۔ اور فرمایا: ”متفق علیہ“ ۹۹۳۔
(یہ حدیث متفق علیہ ہے)

(۱۶۷) ”الصلوة معراج المؤمن“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اسے یہاں بغیر تصریح حدیث یا قول فقط بلفظ: شنیدہ باشی (تم نے سنا ہوگا) نقل کیا۔ لیکن اسی دفتر کے مکتوب ۲۶۱ میں بحیثیت قول رسول اکرم ﷺ ذکر کیا۔ یہ حدیث کتب صوفیاء میں مذکور ہے۔ اسے شیخ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ: ”مرصاد العباد“ بکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ الخمیس“ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مدارج النبوة“ میں بلفظ روایت کیا۔ ۹۹۳۔

(۱۲۸) ”اقرب ما يكون العبد من الرب في الصلوة“

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اسے یہاں بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔ البتہ اسی (دفتر اول) کے مکتوب ۲۶۱ میں بحیثیت قول محمد مصطفیٰ ﷺ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساجد اداے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے مکتوبات میں بلفظ ذکر کیا اور اسے حدیث ہونے کی صراحت کی لیکن حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی طرح حرج بیان نہیں کیا۔ ۹۹۵۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ ابو داؤد ”نسائی“ نے ”سنن“ جبکہ ابو یعلیٰ اور احمد بن حنبل نے ”مسند“ میں

۹۸۹۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۸۸، أبواب الايمان، باب ما جاء في بني الاسلام على خمس

۹۹۰۔ ایضاً

۹۹۱۔ سنن نسائی، جلد ۲، صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸، كتاب الايمان وشرايعه، باب على كم بنى الاسلام

۹۹۲۔ مسند ابی یعلیٰ موصلی، جلد ۱۰، صفحہ ۱۶۳، مسند ابن عمر رضی اللہ عنہ حدیث ۳۷۳

۹۹۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۲، كتاب الايمان، فصل اول

۹۹۴۔ مرصاد العباد، صفحہ ۹۵، باب سوم + تاریخ الخمیس، جز اول، صفحہ ۳۱۲، ذکر قصہ معراج + مدارج النبوة، جلد اول، صفحہ ۳۰۵،

باب دہم، در انواع عبادات، نوع دوم، در نماز انحضرت ۱۹

۹۹۵۔ مکتوبات معصومہ، دفتر سوم، ۳۰، مکتوب ۱۶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ: (اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجدًا فاكثروا الدعاء) روایت کیا۔

چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”حدثنا هارون بن معروف وعمرو بن سواد قالانا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن عماره بن غزیه عن سمی مولى أبی بکر انه سمع أبا صالح ذكوان يحدث عن أبی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجدًا فاكثروا الدعاء“ ۹۹۶۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا احمد بن صالح واحمد بن عمرو بن السرح ومحمد بن سلمة قالوا أنا ابن وهب أنا عمرو ويعنى ابن الحارث عن عمارة بن غزیه عن سمی مولى أبی بکر انه سمع أبا صالح ذكوان يحدث عن أبی هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ: قال: اقرب ما يكون العبد من ربه عزوجل وهو ساجدًا فاكثروا الدعاء“ ۹۹۷۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أخبرنا محمد بن سلمة قال حدثنا ابن وهب عن عمرو يعنى ابن الحارث عن عمارة بن غزیه عن سمی انه سمع أبا صالح عن أبی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: اقرب ما يكون العبد من ربه عزوجل وهو ساجدًا فاكثروا الدعاء“ ۹۹۸۔

امام ابویعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ میں رقمطراز ہیں: ”حدثنا احمد بن عيسى المصرى حدثنا ابن وهب أخبرنى عمرو بن الحارث عن عمارة بن غزیه عن سمی أبا صالح عن أبی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: ان اقرب ما يكون العبد من ربه عزوجل وهو ساجدًا فاكثروا الدعاء“ ۹۹۹۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ میں فرماتے ہیں: ”ثنا هارون قال عبد الله وسمعته أنا من هارون قال ثنا ابن وهب عن عمرو عن عمارة بن غزیه عن سمی مولى أبی بکر انه سمع أبا صالح ذكوان يحدث عن أبی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجدًا فاكثروا الدعاء“ ۱۰۰۰۔

پس حدیث بلفظ مجدد کا معنی صحیح ہے کیونکہ سجدہ کا صلوة (یعنی نماز) سے خصوصاً عموم کا تعلق ہے اور سجدہ ارکان نماز میں سے ہے۔

(۱۶۹) ”لی مع اللہ وقت“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے نکتہ حدیث رسول ﷺ ذکر کیا۔ البتہ یہ ایک ”مشہور حدیث“ کا اقتباس ہے (دیکھئے تخریج حدیث ۹۱)

(۱۷۰) سیفرماید (ﷺ) ”ارحنی یا بلال“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے مکتوبات میں بلفظ نقل کیا لیکن مثل مجدد رحمۃ اللہ علیہ مخرج

بیان نہیں کیا۔ ۱۰۰۱

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ بغداد“ میں حضرت محمد بن الحنفیہ سے مرفوعاً بلفظ:

۹۹۶۔ صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ ۱۹۱، کتاب الصلوة، باب ما یقال فی الركوع والسجود

۹۹۷۔ سنن أبی داؤد، جلد اول، صفحہ ۱۲۷، کتاب الصلوة، باب الدعاء فی الركوع والسجود

۹۹۸۔ سنن نسائی، جلد اول، صفحہ ۱۷۰، کتاب الافتتاح، بیان: اقرب ما يكون العبد من الله عزوجل

۹۹۹۔ مسند أبی یعلیٰ موصلی، جلد ۱۲، صفحہ ۱۲، (مسند أبی هريرة رضي الله عنه) حدیث ۸۱۸

۱۰۰۰۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۲، صفحہ ۲۲۱ (مسند أبی هريرة رضي الله عنه)

۱۰۰۱۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، صفحہ ۲۹۵، مکتوب ۲۵۵

(ارحنا یا بلال) روایت کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”والمحفوظ عنه ما أخبرنا البرقانی أخبرنا علی بن عمر الحافظ أخبرنا ابن سبشر حدثنا احمد بن سنان حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن عثمان بن المغيرة عن سالم بن أبي الجعد عن محمد بن الحنفية أن النبي ﷺ قال: أرحنا يا بلال“ ۱۰۰۲۔

البتہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بلفظ دیگر روایت کیا چنانچہ فرمایا: ”حدثنا مسدد نا عيسى بن يونس نا مسعر بن كدام عن عمرو بن مرة عن سالم بن أبي الجعد قال قال رجل قال مسعر اراه من ليلتني صليت فاسترحت فكانهم عابو ذلك عليه فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول: يا بلال اقم الصلوة ارحنا بها“ ۱۰۰۳۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”احیاء علوم الدین“ میں مرفوعاً بلفظ: (ارحنا یا بلال) ذکر کیا۔ ۱۰۰۴۔

اور علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تخریج میں فرمایا: ”اخرجه الدارقطني في العلل من حديث بلال ولأبي داؤد نحو من حديث رجل من الصحابة لم يسم باسمه باسناد صحيح“ ۱۰۰۵۔

(یہ حدیث حسن ہے)

(۱۷۱) فرمودہ علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام: ”خياركم في الجاهلية

خياركم في الاسلام اذا فقهوا“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

اس حدیث نبوی ﷺ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند“ میں بروایت حضرت ابی ہریرہؓ اور ابوالشجاع دیلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فردوس الاخبار“ میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مرفوعاً بلفظ ”جبکہ امام بخاری“ صحیح“ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”روضۃ العقلاء“ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ ”شرح السنۃ“ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند“ میں بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً بطوالت متن روایت کیا۔ البتہ امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ”مصنف“ میں حضرت سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مسلاً روایت کیا۔

چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ثنا عبد الرحمن ثنا حماد عن عمار قال سمعت أبا هريرة رضي الله عنه يقول قال رسول الله ﷺ: خياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام اذا فقهوا“ ۱۰۰۶۔

علامہ ابوالشجاع دیلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا سند حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مرفوعاً بلفظ ”فردوس الاخبار“ میں روایت کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً بطوالت متن روایت کرتے ہوئے فرمایا: ۱۰۰۷۔

”ثنا حسن بن موسى ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبي عمار عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: الناس معادن في الخير والشر، خياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام اذا فقهوا“ ۱۰۰۸۔

جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثني محمد قال أخبرنا عبدة بن عبيد الله عن سعيد بن أبي سعيد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال سئل رسول الله ﷺ: أي الناس أكرم؟ قال: أكرمهم عند الله اتقاهم، قالوا ليس عن هذا نسألك قال فأكرم الناس يوسف نبي الله ابن نبي الله ابن خليل الله، قالوا ليس عن هذا

۱۰۰۲۔ تاریخ بغداد، جلد ۱۰، صفحہ ۴۴۳، بیان ۵۲۰۳ (عبد العزيز ابن ابان الاموي)

۱۰۰۳۔ سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۳۲۵، کتاب الادب، باب فی صلاة العمۃ

۱۰۰۴۔ احیاء علوم الدین، جلد اول، صفحہ ۱۶۵، کتاب الاسرار الصلوٰۃ ومہماتہا، باب ۳ (الشروط الباطنة من اعمال القلب)

۱۰۰۵۔ ایضاً بر حاشیہ

۱۰۰۶۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۴۸۵، (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۰۷۔ فردوس الاخبار، جلد ۲، صفحہ ۲۷۵، حدیث ۲۶۸۵

۱۰۰۸۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۴۸۵، (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نسألك قال فعن معادن العرب تسألوني، قالوا نعم، قال فخياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام اذا فقهوا“ ۱۰۰۹ء

بعد ازاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”وتابعه أبو اسامة عن عبيد الله“ ۱۰۱۰ء

علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”روضۃ العقلاء“ میں فرماتے ہیں: ”أبنا محمد بن الحسن بن الخليل بنساء حدثنا أبو كريب حدثنا عبدة بن سليمان عن عبيد الله بن عمر عن سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قيل يا رسول الله أي الناس أكرم؟ قال: أكرمهم عند الله اتقاهم، قالوا ليس عن هذا نسألك، قال فعن معادن العرب تسألوني؟ قالوا نعم، قال: خياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام اذا فقهوا“ ۱۰۱۱ء

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح السنة“ میں چار واسطوں (أخبرنا عبد الواحد بن أحمد المليحي أنا أحمد بن عبد الله النعيمي أنا محمد بن يوسف نا محمد بن اسعيل) سے بلفظ اسناد بخاری روایت کیا۔ ۱۰۱۲ء

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”أخبرنا معمر عن الزهري عن سعيد بن المسيب قال قالوا: يا رسول الله أينا أكرم؟ قال اتقاكم، قالوا يا رسول الله: انما هو في الدنيا، قال: يوسف بن يعقوب بن اسحق بن ابراهيم، قالوا انما نعني في ما بيننا، قال: الناس معادن“ خياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام اذا فقهوا“ ۱۰۱۳ء

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المصابيح“ میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بطوالت متن ذکر کیا، اور فرمایا: ”متفق عليه“ ۱۰۱۴ء

راقم الحروف کہتا ہے ”صحیح مسلم“ میں ضمیر ”کم“ کی بجائے ”ہم“ مذکور ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثني حرمله بن يحيى انا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب حدثني سعيد بن المسيب عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: تجدون الناس معادن“ فخيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام اذا فقهوا وتجدون من خير الناس في هذا الأمر اكرمهم له قبل أن يقع فيه وتجدون من شرار الناس ذا الوجهين الذي يأتي هولاء بوجهٍ وهولاء بوجهه“ ۱۰۱۵ء

(یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۷۲) حضرت پیغمبر فرمودہ عليه وعلى اله الصلوات والتسليمات: ”رجعنا

من الجهاد الأصغر الى الجهاد الاكبر“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

اکلی تخریج سابقہ ہو چکی ہے۔ (دیکھئے: حدیث نمبر ۱۷۷)

۱۰۰۹۔ صحیح البخاری، جلد ۲، صفحہ ۲۷۹، کتاب التفسیر، باب قوله تعالى: لقد كان في يوسف و اخوته آيت اللسانين

۱۰۱۰۔ ایضاً.....

۱۰۱۱۔ روضة العقلاء صفحہ ۱۳۹، ذکر صفة الكريم واللينم

۱۰۱۲۔ شرح السنة، جلد ۱۳، صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶، کتاب البر والصله، باب الافتخار بالنسب

۱۰۱۳۔ مصنف، جلد ۱۱، صفحہ ۳۱۶، باب الكرم والحساب، حدیث (۲۰۶۳)

۱۰۱۴۔ مشکوٰۃ المصابيح، صفحہ ۴۱۷، کتاب الادب، باب المفاخرة والعصية

۱۰۱۵۔ صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۳۰۷، کتاب الفضائل، باب خيار الناس

(۱۷۳) فرمودہ اند علیہ وعلى الہ الصلوٰۃ والسلام: ”الصلوٰۃ معراج المؤمن“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

اسکی تخریج سابقہ ہو چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث ۱۶۷)

(۱۷۴) فرمودہ علیہ وعلى الہ الصلوٰۃ والسلام ”أقرب ما یكون العبد من

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

الرّب فی الصلوٰۃ“

اسکی تحقیق سابقہ ہو چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث ۱۶۸)

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

(۱۷۵) ”ارحنی یا بلال“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے یہاں بغیر تصریح حدیث یا قول نقل کیا۔ البتہ (اسی دفتر کے) مکتوب ۲۶۰ میں وضاحت کی کہ: یہ قول

رسول اکرم ﷺ ہے۔ اسکی تحقیق ہو چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث ۱۷۰)

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

(۱۷۶) ”قرۃ عینی فی الصلوٰۃ“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے یہاں بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا لیکن (اسی دفتر کے) مکتوبات ۱۹۹، ۲۰۵، میں بحیثیت حدیث بیان کیا

یہ ایک قطعہ حدیث ہے کہ جسے امام ابو یعلیٰ ”مسند“ حاکم رحمۃ اللہ علیہ ”مستدرک“ احمد رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ نسائی رحمۃ اللہ علیہ ”سنن طبرانی“ المعجم الصغیر ”اور ”المعجم الاوسط“ جبکہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”السنن الکبریٰ“ میں مرفوعاً روایت کیا۔

چنانچہ امام ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حدثنا عمار أبو یاسر حدثنا سلام أبو المنذر حدثنا ثابت عن

انس رسی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: حَبَّبَ الی النِّسَاءِ وَالطَّيِّبِ وَجَعَلَ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ“ ۱۰۱۶۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ”حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحضرمي بن رباح الهاشمي ثنا سيار

بن حاتم ثنا جعفر بن سليمان عن ثابت عن انس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: حَبَّبَ الی النِّسَاءِ

وَالطَّيِّبِ وَجَعَلَ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ“ ۱۰۱۷۔

اور بعد ازاں فرمایا: ”هذا حديث صحيح على شرط مسلم“ ۱۰۱۸۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ثنا أبو عبيدة عن سلام أبي منذر عن ثابت عن انس رضى الله عنه

أن النبي ﷺ قال: حَبَّبَ الی من النِّسَاءِ وَالطَّيِّبِ وَجَعَلَ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ“ ۱۰۱۹۔

امام نسائی علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں: ”أخبرنا الحسين بن عيسى القومسي قال ثنا عفان بن مسلم قال قال

ثنا سلام أبو المنذر عن ثابت عن انس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: حَبَّبَ الی من الدُّنْيَا النِّسَاءِ

وَالطَّيِّبِ وَجَعَلَ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ“ ۱۰۲۰۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ”أخبرنا علي ابن مسلم بن الطوسي قال ثنا سيار قال ثنا جعفر قال ثنا ثابت

۱۰۱۶۔ مسند ابی یعلیٰ موصلی، جلد ۲، صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰، ”مسند انس“ حدیث ۷۷۷

۱۰۱۷۔ مستدرک حاکم، جلد ۲، صفحہ ۱۶۰، کتاب النکاح، بیان: خیر هذه الامة اکثرهم النساء

۱۰۱۸۔ ایضا

۱۰۱۹۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۳، صفحہ ۱۲۸، ”مسند انس بن مالک رضى الله عنه“

۱۰۲۰۔ سنن نسائی، جلد ۲، صفحہ ۹۳، کتاب عشرة النساء وحب النساء

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حُبِّبَ الیّ النِّسَاءَ وَالطَّيِّبَ وَجَعَلَتْ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ ۱۰۲۱۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق صحیح قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا: ”رواہ النسائی عن انس أيضا من طریق صحیح: حُبِّبَ الیّ النِّسَاءَ وَالطَّيِّبَ وَجَعَلَتْ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ ۱۰۲۲۔“

اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المعجم الاوسط“ میں روایت کیا، جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”أخرج الطبرانی في الأوسط عن انس رضي الله عنه من طريق صحيح ولفظه: حُبِّبَ الیّ النِّسَاءَ وَالطَّيِّبَ وَجَعَلَتْ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ ۱۰۲۳۔“

راقم کہتا ہے کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت انس رضی اللہ عنہ ”المعجم الصغير“ میں بھی بیان کیا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”حدثنا الفضل بن العباس القرطبي البغدادي حدثنا يحيى بن عثمان الحرابي حدثنا الهقل بن زياد عن الأوزاعي عن اسحق بن عبد الله بن أبي طلحة عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: جعلت قرة عيني في الصلوة ۱۰۲۴۔“

اور بعد ازاں فرمایا: ”لم يروه عن الأوزاعي الا الهقل تفرد به يحيى ۱۰۲۵۔“

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”السنن الكبرى“ میں لکھتے ہیں: ”أخبرنا أبو محمد عبد الله بن يوسف أنبأنا أبو بكر محمد بن الحسين بن الحسن القطان ثنا علي بن الحسن بن أبي عيسى الهلالي ثنا موسى بن اسمعيل (ح وأخبرنا) الأمام أبو اسحق ابراهيم بن محمد بن ابراهيم أنبأنا أحمد بن ابراهيم بن اسمعيل ثنا مطين ثنا علي بن الجعد قال ثنا سلام أبو المنذر عن ثابت عن انس بن مالك رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال إنما حُبِّبَ الیّ من دنياكم النِّسَاءَ وَالطَّيِّبَ وَجَعَلَتْ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ، لفظ حديث علي، وفي رواية موسى قال قال رسول الله ﷺ، حُبِّبَ الیّ من الدنيا، تابعه سيار بن حاتم عن جعفر بن سليمان عن ثابت عن انس وروی ذلك جماعة من الضعفاء عن ثابت “والله أعلم ۱۰۲۶۔“

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”احياء علوم الدين“ میں بلفظ: (حُبِّبَ الیّ من دنياكم ثلاث: الطيب والنساء وقرة عيني في الصلوة) ذکر کیا۔ ۱۰۲۷۔

اور علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تخریج میں فرمایا: ”رواه النسائی والحاكم من حديث انس باسناد جيد ۱۰۲۸۔“ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجامع الصغير“ میں بلفظ: (حُبِّبَ الیّ من دنياكم النساء والطيب وجعلت قرة عيني في الصلوة) ذکر کیا اور فرمایا کہ: ”اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ نسائی رحمۃ اللہ علیہ ”سنن“ حاکم رحمۃ اللہ علیہ ”مستدرک“ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سنن“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ ۱۰۲۹۔“

۱۰۲۱۔ أيضا.....

۱۰۲۲۔ الفتاوى الحديثية، صفحة ۲۷۷، مطلب (حديث: حُبِّبَ الیّ النِّسَاءَ الخ)

۱۰۲۳۔ أيضا.....

۱۰۲۴۔ المعجم الصغير، جلد اول، صفحة ۲۶۲، بيان: من اسمه الفضل

۱۰۲۵۔ أيضا.....

۱۰۲۶۔ السنن الكبرى، جلد ۷، صفحة ۷۸، كتاب النكاح، باب: جماع أبواب الترغيب في النكاح وغير ذلك، باب الرغبة في النكاح

۱۰۲۷۔ احياء علوم الدين، جلد ۲، صفحة ۳۰، كتاب اداب النكاح، باب أو في الترغيب في النكاح والترهيب عنه، الفائدة الثالثة

۱۰۲۸۔ أيضا بر حاشية

(۱۷۷) ”حَبُّ الشَّيْءِ يَعْمَى وَيَصْمُ“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے بغیر تصریح حدیث یا قول ذکر کیا۔ اور سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اسے امثال عرب سے نقل کیا ہوگا۔ البتہ امام ابوالشجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فردوس الاخبار“ میں حضرت ابوالدرداء و حضرت امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مرفوعاً بلفظ روایت کیا لیکن اسناد بیان نہیں کی۔ ۱۰۳۰ء

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ”سنن“ میں بلفظ: (حَبُّ الشَّيْءِ يَعْمَى وَيَصْمُ) روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”حدثنا حيوة بن شريح نا بقية عن أبي بكر بن أبي مريم عن خالد بن محمد الثقفي عن بلال بن أبي الدرداء عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ قال: حَبُّ الشَّيْءِ يَعْمَى وَيَصْمُ“ ۱۰۳۱ء

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاريخ الكبير“ میں لکھتے ہیں: ”قال أبو بكر بن أبي مريم عن خالد بن محمد عن بلال عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ: حَبُّ الشَّيْءِ يَعْمَى وَيَصْمُ“ ۱۰۳۲ء

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ میں فرماتے ہیں: ”ثنا عصام بن خالد حدثني أبو بكر بن عبد الله بن أبي مريم الغساني عن خالد بن محمد الثقفي عن بلال بن أبي الدرداء عن النبي ﷺ: قال حَبُّ الشَّيْءِ يَعْمَى وَيَصْمُ“ ۱۰۳۳ء

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”ولدت سنة ثمانين وقدم عبد الله بن انيس صاحب رسول الله ﷺ الكوفة سنة اربع وتسعين ورأيت وسمعت منه وأنا ابن اربع عشرة سنة سمعت رسول الله ﷺ يقول: حَبُّ الشَّيْءِ يَعْمَى وَيَصْمُ“ ۱۰۳۴ء

بعض لوگوں، مثلاً صغانی وغیرہ نے اسے موضوع قرار دیا لیکن یہ ان کا حد سے تجاوز کرنا ہے۔ علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”قد بالغ الصغاني فحكم عليه بالوضع قال الحافظ زين الدين العراقي ويكفينا سكوت أبي داؤد عليه، فليس بموضوع ولا شديد الضعف فهو حسن انتهى“ ۱۰۳۵ء

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللائی المشورة“ میں بلفظ: (حَبُّ الشَّيْءِ يَعْمَى وَيَصْمُ) ذکر کیا اور فرمایا: ”رواه أبو داؤد في سننه من حديث بلال بن أبي الدرداء وفي اسناده بقية ابن الوليد شيخه ابو بكر عن عبد الله بن أبي مريم الشامي الفتيا في وفي كل واحد منهما مقال وروى عن بلال عن أبيه قوله ولم يرفعه وقيل أنه بالصواب وروى من حديث معاوية بن ابي سفيان ولا يثبت وسئل لعلم عن معناه فقال: يعمى العين عن النظر الى مساوئه ويصم الاذن عن استماع العدل فيه وأنشأ يقول: وكذبت طرفي فيك، والطرف صادق،

۱۰۲۹۔ الجامع الصغير، جلد اول، صفحہ ۱۲۵، حرف الحاء

۱۰۳۰۔ فردوس الاخبار، جلد ۲، صفحہ ۲۲۷، حدیث ۲۵۳۹

۱۰۳۱۔ سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۳۳۳، کتاب الادب، باب فی الهوی

۱۰۳۲۔ التاريخ الكبير للبخاري رحمه الله عليه، جلد ۳، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲، جزء ۲، قسم اول، باب الخاء، بيان، ۵۸۳ (خالد بن محمد الثقفي عن بلال عن أبي الدرداء)

۱۰۳۳۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۵، صفحہ ۱۹۴، (بيان: باقی حدیث ابی الدرداء)

۱۰۳۴۔ ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ (۵۸۰۔ ۵۱۵) ”مسند الامام الاعظم“ (نور محمد، اصح المطابع و کار خانہ تجارت کتب کراچی) صفحات ۲۱۵، ۲۱۶

۱۰۳۵۔ تاریخ بھدیب دمشق الكبير، جلد ۵، صفحہ ۶، (بيان: حميد بن مسلم)

وأسمعت أذنيي فيك ما ليس يسمع - وقال غيره: يعمى ويصم عن الآخرة وفائدة النهي عن

حب ما لا ينبغي الاغراق في حبه " ۱۰۳۶ ۱

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع الصغير" میں بلفظ: (حبك الشئ يعمى ويصم) ذکر کیا اور فرمایا کہ: اسے احمد بن حنبل

رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند" ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے "سنن" اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ کبیر" میں بروایت ابی الذر داء، خرائطی نے "اعتدال

القلوب" میں بروایت ابی بدزہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما بیان کیا اور یہ حدیث حسن ہے۔ ۱۰۳۷ ۱

مؤلاً علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح لذاتہ یا کم از کم صحیح لغيره ضرور ہے۔ جیسا کہ "اسرار المرفوعہ" میں فرمایا: "فالحديث

أما صحيح لذته أو لغيره فيرتقى عن درجة الحسن لذاته لكثرة روايته وقوة مفاته " ۱۰۳۸ ۱

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ حدیث بروایت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ "صحیح لذاتہ" ہے۔

(۱۷۸) فرمودہ علیہ وعلى اله الصلوات والتسليمات: "أولهم خير أم آخرهم"

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

اس قطعہ حدیث کی تخریج سابقہ ہو چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث ۱۳۷)

(۱۷۹) قال عليه وعلى اله الصلوات والتسليمات: "الاسلام بدأ غريباً

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

وسيعود كما بدأ فطوبى للغرباء"

اسکی تحقیق سابقہ ہو چکی ہے (دیکھئے حدیث ۳۶)

(۱۸۰) مُخبر صادق عليه وعلى اله الصلوات والتسليمات: ازاں خبر دادہ

فرمودہ: "ان لله جنة ليس فيها حورٌ ولا قصور يتجلى فيها ربنا

(دفتر اول مکتوب ۲۶۳)

ضاحكاً"

یہ حدیث کتب صوفیاء میں مذکور ہے۔ اسے شیخ شرف الدین ابن تکی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے "سہ صدی مکتوبات" میں بلفظ ذکر کیا۔ ۱۰۳۹ ۱

جبکہ علامہ عین القضاة ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ "تمہیدات" میں فرمایا: "اگر خواہی از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نیز بشنو

کہ گفت: ان لله جنة ليس فيها حورٌ ولا قصور ولا لبنٌ ولا عسلٌ" ۱۰۴۰ ۱

البتہ حضرت بایزید انصاری رحمۃ اللہ علیہ "مقصود المؤمنین" میں لکھتے ہیں کہ: "وقد اشار البعض الى هذه الجنة بقوله: ان لله

جنة ليس فيها حورٌ ولا قصورٌ ولا لبنٌ ولا عسلٌ بل فيها يتجلى لهم ربهم ضاحكاً" ۱۰۴۱ ۱

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع" میں اس سے معنایاً مشابہہ حدیث حضرت علیؑ سے مرفوعاً روایت کی۔ چنانچہ فرمایا: "حدثنا

۱۰۳۶ ۱ اللالی المنثورہ، صفحہ ۷۲، باب ۲، (الحکم والآداب) حدیث (۱)

۱۰۳۷ ۱ الجامع الصغير، جلد اول، صفحہ ۱۲۵، حرف الحاء

۱۰۳۸ ۱ اسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ، صفحہ ۱۷۸، حدیث ۱۶۱

۱۰۳۹ ۱ سہ صدی مکتوبات، صفحہ ۳۳۵، حصہ دوم (۲) جز مکتوب دو صدی، مکتوب سوم در نیت

۱۰۴۰ ۱ تمہیدات، صفحہ ۱۳۶، حقیقت و حالات عشق

۱۰۴۱ ۱ مقصود المؤمنین، صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶، فصل ۱۳ (بیان العلم ومعرفة التوبة والاحتساب عن النواهي)

أحمد بن منيع وهناد قالانا أبو معاوية ثنا عبد الرحمن بن اسحق عن النعمان ابن سعد عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: أن في الجنة لسوقاً ما فيها شري ولا بيع الا الصور من الرجال والنساء فاذا انتهى الرجل صورة دخل فيها" " هذا حديث حسن غريب " ۱۰۴۲ ۱

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا: "حدثنا محمد بن اسمعيل نا هشام بن عمار نا عبد الحميد بن حبيب بن أبي العشرين نا الأوزاعي ثنا حسان بن عطية عن سعيد بن المسيب انه لقي أبا هريرة رضي الله عنه فقال أبو هريرة رضي الله عنه أسأل الله أن يجمع بيني وبينك في سوق الجنة فقال سعيد فيها سوق قال نعم أخبرني رسول الله ﷺ أن اهل الجنة اذا دخلوها نزلوا فيها بفضل أعمالهم ثم يؤذون في مقدار يوم الجمعة من ايام الدنيا فيزورون ربهم ويبرز لهم عرشه ويتبدي لهم في روضة من رياض الجنة فتوضع لهم منابر من نور ومنابر من لؤلؤ ومنابر من ياقوت ومنابر من زبرجد ومنابر من ذهب ومنابر من فضة ويجلس ادناهم وما فيهم من دني على كئبان المسك والكافور ما يرون ان اصحاب الكرسي بافضل منهم مجلساً قال أبو هريرة رضي الله عنه قلت: يا رسول الله وهل نرى ربنا قال نعم هل تمارون من رؤية الشمس والقمر ليلة البدر قلنا لا قال كذلك لا تمارون في رؤية ربكم ولا يبقى في ذلك المجلس رجل والا حاضره الله محاضرة حتى يقول للرجل منهم يا فلان بن فلان أتذكر يوم قلت كذا وكذا فيذكره ببعض عذراته في الدنيا فيقول يا رب أفلم تغفر لي فيقول بلى فبسعة مغفرتي بلغت منزلتك هذه فيينا هم على ذلك غشيتهم سحابة من فوقهم فامطرت عليهم طيالم يجدوا امثل ريحه شيئاً قط ويقول ربنا قوموا الى ما أعددت لكم فخذوا ما اشتهيتم فنا تي سوقاً قد جفت به الملائكة ما لا تنظر والعيون الى مثله ولم تسمع الاذان ولم يخطر على القلوب فيحمل الينا ما أشتهينا ليس يباع فيها ولا يشتري وفي ذلك السوق يلتقي اهل الجنة بعضهم بعضاً قال فيقبل الرجل ذوالمنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم ذني فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقفي اخر حديثه حتى يتخيل عليه ما هو أحسن منه وذلك أنه لا ينبغي لأحد ان يحزن فيها - ثم ننصرف الى منازلنا فتتلقانا ازواجاً فيقلن مرحباً وأهلاً لقد جئت وان لك من الجمال افضل مما فارقتنا عليه فنقول انا جالسنا اليوم ربنا الجبار ويحقنا أن ننقلب بمثل ما انقلبنا " ۱۰۴۳ ۱

اور بعد ازاں فرمایا: " هذا حديث غريب لا نعرفه الا من هذا الوجه " ۱۰۴۴ ۱

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں: "حدثنا أبو عثمان سعيد بن المسيب البصرى نا حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن انس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ان في الجنة لسوقاً يأتونها كل جمعة فتهب ریح الشمال فتحثو في وجوههم وثيابهم فيزدادون حسناً وجمالاً فيرجعون الى اهلهم وقد ازدادوا احسناً وجمالاً فيقول لهم اهلهم واللہ لقد ازددتم بعدنا حسناً وجمالاً فيقولون وانتم واللہ لقد ازددتم بعدنا حسناً وجمالاً " ۱۰۴۵ ۱

پس ان تینوں احادیث (علی، ابی ہریرہ اور انس بن مالک رضوان اللہ عنہم) سے واضح ہو رہا ہے کہ رب کائنات کی ایک جنت ہے جہاں اسکی

۱۰۴۲ ۱ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۱۸۲، ابواب صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة

۱۰۴۳ ۱ ایضاً حوالہ سابق ۱۰۴۲ ۱ از جامع ترمذی

۱۰۴۴ ۱ ایضاً

۱۰۴۵ ۱ صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۳۷۹ "كتاب الجنة وصفة نعمتها وأهلها"

زیارت ہوگی۔ پھر روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ: (ثم ننصرف الی مناز لنا فتلقنا أزواجًا فیقلن مرحبًا) اور پھر (لیس یباع فیہا ولا یشتري) جبکہ روایت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ: (ما فیہا شری ولا بیع) فائدہ دے رہی ہے کہ ”لیس فیہا حوز ولا قصور“ (یعنی اس میں نہ حوریں ہیں اور نہ محلات ہیں) اسی کے مثل علامہ مراد کی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الدرر المکنونات النفیسه“ اور مولانا نور احمد امرتسری نے حاشیہ مکتوبات پر وضاحت کی۔

(۱۸۱) قال .علیه و الصلوۃ والسلام: ”حق المسلم علی المسلم خمس:

ردّ السّلام وعیادة المریض واتباع الجنائز واجابة الدعوة

(دفتر اول مکتوب ۲۶۵)

وتشمیت العاطس“

اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ روایت کیا جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں معمولی اختلاف متن ذکر کیا۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حدثنا محمد حدثنا عمرو بن ابی سلمة عن الاوزاعی قال أخبرنا ابن شهاب قال أخبرنی سعید بن المسیب ان ابا هريرة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: حق المسلم علی المسلم خمس: ردّ السّلام وعیادة المریض واتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشمیت العاطس“ ۱۰۳۶۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ”أخبرنا عبد اللہ بن محمد بن سلم حدثنا عبد الرحمن بن ابرهیم حدثنا الولید بن مسلم حدثنا الأوزاعی عن الزهري عن سعید بن المسیب عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: حق المسلم علی المسلم خمس: ردّ السّلام وعیادة المریض واتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشمیت العاطس“ ۱۰۳۷۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنی حرملة بن یحییٰ قال انا ابن وهب قال أخبرنی یونس عن ابن شهاب عن ابن المسیب أن ابا هريرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حق المسلم علی المسلم خمس - (ح) قال وحدثنی عبد بن حمید قال انا عبد الرزاق قال انا معمر عن الزهري عن ابن المسیب عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس تجب للمسلم علی اخیه ، ردّ السّلام وتشمیت العاطس واجابة الدعوة وعیادة المریض واتباع الجنائز“ قال عبد الرزاق كان معمر يرسل هذا الحديث عن الزهري فاسنده مرة عن ابن المسیب عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ“ ۱۰۳۸۔

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ روایت کیا۔ اور فرمایا کہ: یہ متفق علیہ

ہے۔ ۱۰۳۹۔

۱۰۳۶۔ صحیح البخاری، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۶۶، کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز۔

۱۰۳۷۔ صحیح ابن حبان، جلد اول، صفحہ ۴۰۳، کتاب الایمان، باب فرض الایمان۔ ذکر البیان بأن هذا العدد الذي ذكره المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم في

خير. حديث ۲۴۱

۱۰۳۸۔ صحیح المسلم، جلد ۲، صفحہ ۱۱۳، کتاب السّلام، باب من حق المسلم للمسلم ردّ السّلام۔

۱۰۳۹۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۳۳، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض و ثواب المرض۔

(۱۸۲) ” در حدیث قدسی واقع شدہ است: ” فخلقت

الخلق لأعرف“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

یہ ایک مشہور قطعہ حدیث قدسی ہے جسے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مثنوی مولوی معنوی“ اور سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے ”جواہر العشاق“ میں بلفظ: فقال الله تعالى (كنت كنزاً مخفياً فأحببت أن أعرف فخلقت الخلق لأعرف) ذکر کیا۔ ۱۰۵۰ء جبکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مدارج النبوة“ میں اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا: ”كنت كنزاً مخفياً فأحببت أن أعرف فخلقت الخلق وتعرفت اليهم في عرفوني وعرفت بهم“ ۱۰۵۱ء البتہ شیخ شرف الدین ابن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ”سہ صدی مکتوبات“ میں لکھتے ہیں ”گفت داؤد علیہ السلام) یا رب لمن خلقت الخلق؟ فقال: كنت كنزاً مخفياً فأحببت أن أعرف“ ۱۰۵۲ء علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللائی المنثورہ“ میں بلفظ: (كنت كنزاً لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقاً فعرفتہم ہی) ذکر کیا اور فرمایا: ”وقال بعض الحفاظ ليس هذا من كلام النبي ﷺ ولا يعرف له اسناد صحيح ولا ضعيف“ ۱۰۵۳ء جبکہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المقاصد الحسنہ“ میں بلفظ: (كنت كنزاً لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقاً فعرفتہم ہی فعرفوني) ذکر کیا اور فرمایا: ”قال ابن تيمية أنه ليس هذا من كلام النبي ﷺ ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف وتبعه الذر كشي و شيخنا“ ۱۰۵۴ء ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنی قرآن پاک سے ماخوذ قرار دیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”لكن معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى (وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون) اي ليعرفون كما فسره ابن عباس رضي الله عنه“ ۱۰۵۵ء بارہویں صدی ہجری کے محقق علامہ عجلبوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”والمشهور على اللسنة كنت كنزاً مخفياً فأحببت أن أعرف فخلقت خلقاً في عرفوني، وهو واقع كثيراً في الكلام الصوفي واعتمدوا بنوا عليه اصولاً لهم“ ۱۰۵۶ء راقم الحروف (مطالبا) کہتا ہے کہ اس کا معنی قرآن پاک سے ماخوذ ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور یہ قدسیات داؤد یہ میں سے ہے۔

تہلا دفتر مکتوبات امام ربانی

(۱۸۳) ” در حدیث قدسی آمدہ است ” سبقت رحمتی

غضبی“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

یہ حدیث قدسی متفق علیہ ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیحین“ ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ ”کتاب السنہ“ ابن حبان ”صحیح“ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الایمان“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرویاً بلفظ روایت کیا۔

۱۰۵۰ء مثنوی مولوی معنوی، دفتر چہارم، (۲) صفحہ ۲۳۳ + جواہر العشاق، صفحہ ۷، بیان: حمد باری تعالیٰ

۱۰۵۱ء مدارج النبوة، جلد ۲، صفحہ ۷۸۲، تکملہ ش وصل در بیان سر تسمیہ وی ﷺ،

۱۰۵۲ء سہ صدی مکتوبات، صفحہ ۳۷۵، حصہ دوم (۲)، جزء مکتوب دو صدی، مکتوب ہشتادو دوم ۸۲ در آنکہ افعال خداوند تعالیٰ و احکام و معلول است بعلتہ

۱۰۵۳ء اللالی المنثورہ فی الاحادیث المشہورہ، صفحہ ۱۳۶، باب ۳، (الزهد) حدیث ۲۰

۱۰۵۴ء المقاصد الحسنہ، حدیث ۸۳۸، حرف الکاف

۱۰۵۵ء اسرار المرئیہ، حدیث ۳۵۳، صفحہ ۲۷۳

۱۰۵۶ء کشف الخفاء، جلد (۲)، صفحہ ۱۷۳، حدیث ۲۰۱۶

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قال لى خلفية حدثنا معمر قال سمعت أبى عن قتادة عن أبى رافع عن أبى هريرة عن النبى ﷺ قال: لَمَّا قَضَى اللّهُ الخلق كتب كتابًا عندهُ غلبت أو قال سبقت رحمتى غضبى وهو عند فوق العرش“ ۱۰۵۷۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنى زهير بن حرب نا سفيان بن عيينة عن أبى الزناد عن الأعرج عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال قال الله عز وجل: سبقت رحمتى غضبى“ ۱۰۵۸۔

امام ابن ابى عاصم رحمۃ اللہ علیہ ”كتاب السنة“ میں فرماتے ہیں: ”ثنا أبو سلمة يحيى بن خلف ثنا معتمر بن سليمان عن أبيه عن قتادة عن أبى رافع عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: لَمَّا قَضَى اللّهُ تعالى الخلق كتب بيده فى كتاب عندهُ، غلبت أو قال سبقت رحمتى غضبى - فهو عندهُ فوق العرش أو كما قال“ ۱۰۵۹۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أخبرنا ابن زهير قال حدثنا احمد بن مقدم قال حدثنا معتمر قال: سمعت أبى يحدث عن قتادة عن أبى رافع عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال: لَمَّا قَضَى اللّهُ الخلق كتب فى كتاب عندهُ غلبت أو قال سبقت رحمتى غضبى“ قال فهى عندهُ فوق العرش أو كما قال“ ۱۰۶۰۔

جبکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: ”أخبرنا أبو عبد الله الحافظ: أبو بكر أحمد بن اسحق الفقيه أنا بشر بن موسى ثنا الحميدى ثنا سفيان ثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال الله تعالى: سبقت رحمتى غضبى“ ۱۰۶۱۔

(یہ حدیث متفق علیہ ہے)

(۱۸۴) در خبر آمدہ است ”شفاعتى لأهل الكبائر من امتى“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اس حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاریخ الکبیر“ ابو داؤد ”سنن“ قضاى رحمۃ اللہ علیہ ”مسند الشہاب“ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم: ”حلیۃ الأولیاء“ میں اور بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت انس بن مالک ؓ جبکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“ میں بروایت حضرت انس ؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ۔ البتہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”شعب الایمان“ اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے فردوس الأخبار“ میں حضرت جابر ؓ سے مرفوعاً بلفظہ روایت کیا۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ثنا سليمان بن حرب نا بسطام بن حريث عن الاشعث الحرانى عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: شفاعتى لأهل الكبائر من امتى“ ۱۰۶۲۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاریخ الکبیر“ ۱۰۶۳ اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ”سنن“ میں انہیں اسناد مذکورہ سے بلفظہ روایت کیا۔ ۱۰۶۳۔

۱۰۵۷۔ صحیح البخاری، جلد ۲، صفحہ ۱۱۲۷، کتاب، ردّ الجہمیۃ وغیرہم التوحید، باب: قول اللہ تعالیٰ: بل هو قران مجید فی لوح محفوظ

۱۰۵۸۔ صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۳۵۶، کتاب التوبۃ، باب سقر رحمۃ اللہ تعالیٰ، وانہا تغلب غضبہ

۱۰۵۹۔ کتاب السنۃ، جلد اول، صفحہ ۲۷۰، باب ۱۳۸ (ذکر قول ربنا عزوجل سبقت رحمتى غضبى وكتب ذلك بيده على نفسه) حدیث ۲۰۸

۱۰۶۰۔ صحیح ابن حبان، جلد ۹، صفحہ ۶، کتاب التاریخ، باب: بدأ لخلق، ذکر ابیان بأن قوله، صلى الله عليه وسلم لما خلق الله الخلق اراد به

لما قضى خلقهم حدیث ۶۱۱۱

۱۰۶۱۔ شعب الایمان، جلد ۲، صفحہ ۱۵، شعبہ ۱۲، باب، فى الرجاء من الله تعالى حدیث ۱۰۳۷

۱۰۶۲۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۳، صفحہ ۲۱۳، بیان: مسند انس رضى الله عنه

۱۰۶۳۔ التاریخ الکبیر، جلد ۲، صفحہ ۱۲۶، جزء اول قسم ثانی (۲) باب بسطام

۱۰۶۴۔ سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۹۶، کتاب السنۃ، باب فى الشفاعة

امام قضاة رحمۃ اللہ علیہ تین واسطوں سے بطریق سلیمان بن حرب روایت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”أخبرنا عبد الرحمن بن عمرو الشاهد ثنا اسمعيل بن يعقوب البغدادي ثنا اسمعيل بن اسحاق القاضي ثنا سليمان بن حرب ثنا بسطام بن حريث الصوفي عن اشعث الحراني عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ شفاعتي لأهل الكبائر من امتي“ ۱۰۶۵۔

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا محمد بن حميد ثنا أحمد بن محمد بن سعيد ثنا محمد بن عبد الله بن عباد الحضرمي ثنا ابن أبي بسرة ثنا خلاد بن يحيى ثنا مسعر عن قتادة عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: شفاعتي لأهل الكبائر من امتي“ ۱۰۶۶۔

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حدثنا عمرو بن علي ثنا أبو داود ثنا الجراح بن عثمان عن ثابت عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: شفاعتي لأهل الكبائر من امتي“ ۱۰۶۷۔ اور بعد ازاں فرمایا: ”لا نعلم رواه عن ثابت الا الجراح“ ۱۰۶۸۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے ثابت سے جراح کے علاوہ معمر نے بھی روایت کیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حدثنا العباس العنبري نا عبد الرزاق عن معمر عن ثابت عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: شفاعتي لأهل الكبائر من امتي“ (قال الترمذي) هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه“ ۱۰۶۹۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بروایت جابر بن عبد اللہ بھی بیان کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”حدثنا محمد بشار نا أبو داود الطيالسي عن محمد بن ثابت البناني عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ: شفاعتي لأهل الكبائر من امتي“ (قال الترمذي): هذا حديث غريب من هذا الوجه“ ۱۰۷۰۔

جبکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا ابو الحسن العلوي أخبرنا أبو حامد بن الشرقي حدثنا احمد بن يوسف السلمی حدثنا أبو حفص عمرو بن أبي سلمة حدثنا زهير بن محمد عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر قال قال رسول الله ﷺ شفاعتي لأهل الكبائر من امتي“ وكذلك رواه الوليد بن مسلم عن زهير بن محمد وزاد أن رسول الله ﷺ تلا قوله تعالى: (ولا يشفعون إلا لمن ارتضى) فقال: إن شفاعتي لأهل الكبائر من امتي“ ۱۰۷۱۔ اور علامہ ابوالشجاع دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فردوس الأخبار“ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظہ روایت کیا لیکن اسناد بیان نہیں کی۔ ۱۰۷۲۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۸۵) فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”امتی امّة مرحومة لا عذاب لها

فی الآخرة“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

۱۰۶۵۔ ار مسند الشهاب، جلد اول، صفحہ ۱۶۶۔ جزء ثانی (۲) باب اول، بیان: ۱۶۵ (شفاعتی لأهل الكبائر من امتي) حدیث ۲۴۶

۱۰۶۶۔ ار حلیۃ الاولیاء، جلد ۷، صفحہ ۲۶۱، باب (مسعر بن کدام)

۱۰۶۷۔ ار کشف الأستار عن زوند البزار، جلد ۳، صفحہ ۱۷۲، کتاب البعث، باب: الشفاعة، حدیث ۳۳۶۹

۱۰۶۸۔ ار ایضاً

۱۰۶۹۔ ار جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۷۰، ابواب صفة القيامة، باب (ما جاء فی الشفاعة)

۱۰۷۰۔ ار ایضاً حوالہ سابق ۱۰۶۹

۱۰۷۱۔ ار شعب الايمان، جلد اول، صفحہ ۲۸۷، شعبہ نمبر ۸، باب (حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورهم) فصل: (اصحاب الكبائر) حدیث ۳۱۱

۱۰۷۲۔ ار فردوس الأخبار، جلد ۲، صفحہ ۳۹۷، باب الثمین، حدیث ۳۳۹۶

اس حدیث نبوی ﷺ کو امام ابو الشجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فردوس الاخبار“ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ (امتى امة مرحومة لا عذاب عليها فى الآخرة ، انما عذابها فى الدنيا فتن وزلازل وبلاء) بغیر اسناد ذکر کیا۔ ۱۰۷۳ء

البتہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مستدرک“ میں روایت کیا کہ: ”حدثنا أحمد بن سلمان الفقيه ببغداد ثنا الحسن بن مكرم ثنا يزيد بن هارون أنبأ عبد الرحمن بن عبد الله المسعودى عن سعيد بن أبي بردة عن أبي موسى رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : امتى امة مرحومة لا عذاب عليها فى الآخرة جعل الله عذابها فى الدنيا القتل والزلازل والفتن“ ۱۰۷۴ء اور بعد ازاں فرمایا: ”هذا حديث صحيح الأسناد ولم يخرجاه“ ۱۰۷۵ء

جبکہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً باختلاف متن روایت کرتے ہوئے فرمایا: ”حدثنا عثمان بن ابي شيبة قال نا كثير بن هشام نا المسعودى عن سعيد ابن أبي بردة عن أبي موسى قال قال رسول الله ﷺ : ”امتى هذه امة مرحومة ليس عليها عذاب فى الآخرة وعذابها فى الدنيا الفتن والزلازل والقتل“ ۱۰۷۶ء

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ثنا يزيد قال أنا المسعودى عن سعيد بن أبي بردة عن أبي موسى قال قال رسول الله ﷺ : ”امتى هذه امة مرحومة ليس عليها عذاب فى الآخرة عذاب الآ عذابها فى الدنيا القتل والبلاء والزلازل“ ۱۰۷۷ء (یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۸۶) قال عليه الصلوة والسلام : الله الله فى أصحابى لا تتخذوهم

غرضاً من بعدى فمن أحبهم فبحبى أحبهم ومن أبغضهم

فببغضى أبغضهم ومن آذانى فمن آذانى فقد آذى الله

فيوشك أن يأخذه“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”جامع“ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”صحیح“ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں مرفوعاً بلفظ روایت کیا۔ جبکہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح السنۃ“ میں الفاظ ”(الله الله فى أصحابى) دو مرتبہ بیان کئے۔ (دیکھئے تخریج حدیث ۱۶۲)

(۱۸۷) قال عليه الصلوة والسلام : ”من أحبهم فبحبى أحبهم ومن

أبغضهم فببغضى أبغضهم“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

یہ ایک قطعہ حدیث ہے۔ (دیکھئے تخریج حدیث: ۱۶۲)

(۱۸۸) فرمودة عليه وعلى اله الصلوة والسلام : ”علماء امتى كأنبياء بنى

(دفتر اول مکتوب ۲۶۸)

اسرائيل“

یہ حدیث مشہور ہے اسے علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللاالی المشورة“ میں بلفظ ذکر کیا لیکن اسکی عدم اصل کا اظہار کرتے ہوئے

۱۰۷۳ء جلد اول ، صفحہ ۴۹۸ ، حدیث ۱۶۶۸ ، فصل : امتى

۱۰۷۴ء مستدرک حاکم ، جلد ۴ ، صفحہ ۴۴۴ ، کتاب الفتن ، بیان : لا تزال الأمة على شريعة ما لم تظهر فيهم ثلاث •

۱۰۷۵ء ایضاً

۱۰۷۶ء سنن ابی داؤد ، جلد ۲ ، صفحہ ۲۳۲ ، کتاب الفتن ، باب ما یرجى من القتل

۱۰۷۷ء مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ، جلد ۴ ، صفحہ ۴۱۸ ، حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

فرمایا: لا يعرف له أصل " ۱۰۷۸ء

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الذکر المنتشر" میں مثل زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا: "لا اصل له" ۱۰۷۹ء
لیکن علامہ سیوطی نے "الخصائص الكبرى" میں امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا: "علماء ہم کانبیاء بنی

اسرائیل" ۱۰۸۰ء

جبکہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتاویٰ الحدیثیہ" میں ذکر کیا اور فرمایا: "قال الدسیری هذا الحديث لا يعرف له مخرج ولكن

فی صحیح البخاری: العلماء ورثة الانبياء، خرجه أبو داؤد والترمذی وابن ماجه والحاكم وصحیحہما" ۱۰۸۱ء

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنہ" میں لکھتے ہیں: "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل. قال شیخنا ومن قبلہ

الدسیری والذکر کشی انه لا اصل له وزاد بعضهم ولا يعرف فی کتاب معتبر وقد مضی فی: اکرموا حملة القران

کا دحملة القران أن يكونوا انبياء إلا أنهم لا يوحى اليهم ولأبي نعيم في فضل العالم الصف بسند ضعيف عن

ابن عباس رضي الله عنه: أقرب الناس من درجة النبوة اهل العلم والجهاد" ۱۰۸۲ء

راقم الحروف مطالی کہتا ہے کہ یہ حدیث صوفیاء کے ہاں ثابت ہے۔ اسے علامہ عین القضاة ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تمہیدات" نجم الدین

رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مرصاد العباد ابو محمد روز بھان" شرح الحج والاسرار" بکری رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الخمس" اور شرف الدین ابن یحییٰ منیری رحمۃ

اللہ علیہ نے "سہ صدی مکتوبات" میں مرفوعاً بلفظہ ذکر کیا۔ ۱۰۸۳ء

البتہ علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات المکیہ" میں بالفاظ دیگر بیان کیا، چنانچہ فرمایا: "قد ورد الخبر عن النبي ﷺ: ان

علماء هذه الامة کانبیاء بنی اسرائیل" ۱۰۸۴ء

اور اسکا معنی حدیث صحیح "العلماء ورثة الانبياء" سے ماخوذ ہے کہ جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "جامع" ابو داؤد وابن ماجہ "سنن" امام

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "مسند" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الكبير" اور "صحیح" کے ترجمہ باب جبکہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح" میں

روایت کیا۔ ۱۰۸۵ء

پھر علما کی انبیاء سے تنظیر صرف میراث علم اور تشریح احکام وغیرہا میں ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معنی تنظیر

العلماء بانبياء بنی اسرائیل انہم مثلہم فی سیرات العلم وتشریح الاحکام لكن قطع الأنبياء بالوحي والعلماء

بالاجتهاد" ۱۰۸۶ء

اور بارہویں صدی کے محقق علامہ عجلاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے واقع ہونے کا ذکر کیا اور فرمایا: "قال النجم ممن نقله

جازنا بأنه موضوع القمر الرازی وموفق الدين بن قدامة والأسنوی والبارزی وأشار الى الأخذ بمعناه التفتازنی

۱۰۷۸ء۔ الالی المنشورہ فی الاحادیث المشهورہ۔ صفحہ ۱۶۷، باب ۵، الفضائل۔ حدیث نمبر ۸

۱۰۷۹ء۔ الذکر المنتشر، صفحہ ۲۱۳

۱۰۸۰ء۔ الخصائص الكبرى، جلد ۲، صفحہ ۲۱۶، باب اختصاصہ ﷺ بان امته، اوتیت العلم الخ

۱۰۸۱ء۔ الفتاویٰ الحدیثیہ، صفحہ ۲۷۹، مطلب حدیث، (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل)

۱۰۸۲ء۔ المقاصد الحسنہ، حرف العین، حدیث ۷۰۲

۱۰۸۳ء۔ تمہیدات، صفحہ ۵، تمہید اول، علم مکتسب و علم لدنی، بیان ۷، مرصاد العباد، صفحہ ۲۷۳، باب پنجم، فصل چہارم در بیان

سلوک علماء از مفتیان + ایضاً صفحہ ۲۷۷ + روز بھان، ابو محمد بن ابی القراء (متوفی ۱۰۶۱ھ) شرح

الحج والاسرار، (تصحیح از سید محمد مخدوم الحسینی قادری: المطبعة: دائرة المعارف النظامیہ، الواقعہ: حیدرآباد دکن ۵۱۳۳۳) صفحہ

(۳۹) + تاریخ الخمیس جلد اول، صفحہ ۷، بیان: الطلیعة الاولى فی تعريف النبي ﷺ + سہ صدی مکتوبات صفحہ ۱۳، حصہ اول مکتوب پنجم

۱۰۸۴ء۔ الفتوحات المکیہ، جلد اول، صفحہ ۱۵۱، فصل اول (المعارف) باب ۱۳، (معرفة الاسرار الانبياء)

۱۰۸۵ء۔ دیکھئے حدیث نمبر ۱۸۹

۱۰۹۱ء۔ الفتاویٰ الحدیثیہ، صفحہ ۲۷۹، مطلب۔ حدیث علمائنا امتی کانبیاء بنی اسرائیل

وضع الدين الشهيد وأبو بكر موصلی والسيوطی فی الخصائص وله شواهد ذكرتها في حسن التشبيه لما ورد في التشبيه انتهى وقد يؤيد انه لواقع "۱۰۸۷"۔

(۱۸۹) در اخبار آمدہ: "العلماء ورثة الانبياء" (دفتر اول مکتوب ۲۶۸)

اس حدیث نبوی ﷺ کو امام ترمذی: "جامع" ابو داؤد و درجہ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ "سنن" امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "مسند" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر" اور "الجامع الصحیح" کے ترجمہ باب "جبکہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح" میں روایت کیا۔

چنانچہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "حدثنا محمود بن خدّاش البغدادي نا محمد بن يزيد الواسطي نا عاصم بن رجاء بن حيوة عن قيس بن كثير قال قدم رجل من المدينة على أبي الدرداء وهو بدمشق فقال ما يقدمك يا أخي قال حديث بلغني أنك تحدّثه عن رسول الله ﷺ قال أما جئت لحاجة، قال لا، قال أما قدمت لتجارة قال لا، قال ما جئت إلا في طلب هذا الحديث قال فأنى سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سلك طريقاً يبتغي فيه علماً سلك الله به طريقاً إلى الجنة وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم وإن العالم يستغفر له من في السموات ومن في الأرض والحيتان في الماء وفضل العالم على العباد كفضل القمر على سائر الكواكب - إن العلماء ورثة الانبياء وإن الانبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهماً إنما ورثوا العلم فمن أخذ به فقد أخذ بحظ وافر" ۱۰۸۸۔

اور بعد ازاں فرمایا: "ولا نعرف هذا الحديث إلا من حديث عاصم بن رجاء بن حيوة وليس أسناده بمتصل هكذا، حدثنا محمود بن خدّاش هذا الحديث وإنما يروى هذا الحديث عن عاصم بن رجاء بن حيوة عن داؤد بن جميل عن كثير بن قيس عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ وهذا أصح من حديث محمود بن خدّاش" ۱۰۸۹۔

امام ابو داؤد و درجہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدثنا مسدد بن مسرهد نا عبد الله بن داؤد قال سمعت عاصم ابن رجاء ابن حيوة يحدث عن داؤد بن جميل عن كثير بن قيس قال كنت جالساً مع أبي الدرداء في مسجد دمشق فجاء رجل فقال يا ابا الدرداء اني جئتك من مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم لحديث بلغني أنك و تحدّثه عن رسول الله ﷺ ما جئت لحاجة قال فأنى سمعت رسول الله ﷺ يقول من سلك في طريقاً يطلب فيه علماً سلك الله به طريقاً من طرق الجنة وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم وإن العالم يستغفر له من في السموات الارض والحيتان في جوف الماء وإن فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب وإن العلماء ورثة الانبياء وإن الانبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهماً ورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر" ۱۰۹۰۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدثنا نصر بن علي الجهضمي ثنا عبد الله بن داؤد عن عاصم بن رجاء بن حيوة عن داؤد بن جميل عن كثير بن قيس قال كنت جالساً عند أبي الدرداء في مسجد دمشق فأتاه رجل فقال يا أبا الدرداء أتيتك من المدينة مدينة رسول الله ﷺ لحديث بلغني أنك تحدّث به عن النبي ﷺ قال فما جاء بك تجارة؟ قال لا ولا جاء بك غيره؟ قال لا، قال اني سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سلك طريقاً يبتغي فيه علماً سهل الله له طريقاً إلى الجنة وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم وأن طالب العلم يستغفر له من في السموات والأرض حتى الحيتان في الماء وإن فضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب -

۱۰۸۷۔ كشف الخطاء، جلد ۲، صفحہ ۸۳، حدیث ۱۷۳۳

۱۰۸۸۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۹۷: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة

۱۰۸۹۔ أيضاً

۱۰۹۰۔ سنن أبي داؤد، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷، كتاب العلم، باب في فضل العلم

ان العلماء ورثة الانبياء ، ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما انما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافير

۱۰۹۱۔

جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تانا محمد بن یزید انا عاصم بن رجاء بن حیوة عن قیس بن کثیر قال قدم رجل من المدينة الى ابي الدرداء وهو بدمشق فقال ما اقدمك اي اخی؟ قال حديث بلغني أنك تحدث به عن رسول الله ﷺ قال اما قدمت لتجارة قال لا قال اما قدمت لحاجة قال لا قال ما قدمت الا في طلب هذا الحديث قال نعم قال فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله به طريقا الى الجنة وان الملكة لتضع اجنتها رضا لطالب العلم وانه يستغفر للعالم من في السموات والارض حتى الحيتان في الماء وفضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب ، ان العلماء هم ورثة الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافير“ ۱۰۹۲۔

علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: ”اخبزنا محمد بن اسحق الثقفي قال حدثنا عبد الاعلى بن حماد قال حدثنا عبد الله بن داود الخريبي قال سمعت عاصم بن رجاء بن حيوة عن داود بن جميل عن كثير بن قيس قال كنت جالسا مع ابي الدرداء في مسجد دمشق فأتاه رجل فقال يا أبا الدرداء اني أتيتك من مدينة الرسول في حديث بلغني أنك تحدثه عن رسول الله ﷺ فقال أبو الدرداء أما جئت لحاجة: أما جئت لتجارة أما جئت الآ لهذا الحديث؟ قال: نعم قال فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله به طريقا من طرق الجنة والملكة تضع اجنتها رضا لطالب العلم وأن العالم يستغفر له من في السموات ومن في الأرض والحيتان في الماء وفضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب ان العلماء ورثة الانبياء - ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وأورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافير“ ۱۰۹۳۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”التاريخ الكبير“ میں فرمایا: ”يزيد بن سمرة عن كثير بن قيس عن ابي الدرداء عن النبي ﷺ قال: العلماء ورثة الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكن ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافير“ ۱۰۹۴۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ کے ترجمہ باب میں بلفظ: (ان العلماء هم ورثة الانبياء) ذکر کیا۔ ۱۰۹۵۔

(یہ حدیث بلفظ مجید صحیح ہے)

۱۰۹۱۔ سنن ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ، جلد اول صفحہ ۸۱، مقدمہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ، حدیث ۲۲۳

۱۰۹۲۔ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ، جلد ۵، صفحہ ۱۹۶، بیان (باقی حدیث ابي الدرداء)

۱۰۹۳۔ صحیح ابن حبان ، جلد اول ، صفحہ ۲۵۳ ، ذکر وصف العلماء والذین لهم الفضل .

۱۰۹۴۔ التاريخ الكبير ، جلد ۸، صفحہ ۳۳۷ ، جزء ۳ ، قسم ثانی (۲) باب السین ، حرف الیاء ، بیان ۳۲۲۹ (یزید بن سمرة)

۱۰۹۵۔ صحیح البخاری ، جلد اول صفحہ ۱۶ ، کتاب العلم ، باب العلم قبل القول والعمل لقول الله عز وجل الخ

باب اول احادیث فصل دوم فارسی ترجمہ

(۱۵) در خبر آمده است کہ: ”از ان وقت کہ دنیا آفریدہ

شدہ است حضرت سبحانہ تعالیٰ برومے نظر نہ کردہ است و

(دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

”سبغوضہ حق است“

اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الایمان“ میں حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”أخبرنا أبو

الحسین بن بشران أنا الحسين بن صفوان ثنا عبد الله بن أبي الدنيا حدثني سريح بن يونس ثنا عبد الوهاب بن

عطاء عن موسى بن يسار رضى الله عنه انه بلغه أن النبي ﷺ قال: إن الله جلّ ثناءه لم يخلق خلقاً أبغض إليه من

الدنيا وأنه منذ خلقها لم ينظر إليها“ ۲۳۔

حضرت شیخ شرف الدین ابن تکیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”سہ صدی مکتوبات“ میں بلفظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کیا لیکن ماخذ بیان نہیں کیا۔ ۲۵۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”احیاء علوم الدین“ میں ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”قال موسى بن يسار قال النبي ﷺ: إن الله لم

يخلق خلقاً أبغض إليه من الدنيا وأنه منذ خلقها لم ينظر إليها“ ۲۶۔

اور علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ”تخریج احیاء“ میں فرمایا: ”أخرجه ابن أبي الدنيا من هذا الوجه بلا غا ولا لبیہقی فی

الشعب من طريقه وهو مرسل“ ۲۷۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجامع الصغیر“ میں بلفظ: (إن الله تعالى لم يخلق خلقاً هو أبغض إليه من الدنيا وما نظر

إليها منذ خلقها بغضاً لها) ذکر کیا اور فرمایا: (ك) یعنی حاکم فی التاریخ عن أبي هريرة - ۲۸۔

اور اسے حدیث ضعیف قرار دیا۔ ۲۹۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مستدرک“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اسی معنی کی ایک روایت بیان کی۔ چنانچہ فرمایا: ”

أخبرنا أبو جعفر البغدادي ثنا يحيى بن عثمان البصري ثنا عمران بن موسى الرملي وهو ابن أبي عمران ثنا أبو

خالد سليمان بن حيان الأحمر حدثني داؤد بن أبي هند عن الشعبي عن ابن عباس رضى الله عنه قال قال رسول

الله ﷺ: إن الله ليعمر بالقوم الزمان ويكثر لهم الاموال وما نظر إليهم منذ خلقهم بغضاً لهم، قالوا كيف ذلك يا

رسول الله ﷺ قال بصلتهم لا رحامهم“ ۳۰۔

۲۳۔ شعب الایمان، جلد ۷، صفحہ ۳۳۷، شعبہ ۷۱، باب فی الزهد، قصر الأمل، حدیث ۱۰۵۰۰

۲۵۔ سہ صدر مکتوبات، صفحہ ۳۸۱، حصہ دوم ۲، جزء مکتوب دو صدی، مکتوب ہشتاد و دو نهم ۸۹، در رغبت کردن

۲۶۔ احیاء علوم الدین، جلد ۳، صفحہ ۲۰۳، کتاب ذم الدنيا، بیان: ذم الدنيا

۲۷۔ ایضاً بر حاشیہ

۲۸۔ الجامع الصغیر، جلد اول، صفحہ ۷۱، حرف الف

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ مستدرک حاکم رحمۃ اللہ علیہ، جلد ۳، صفحہ ۱۶۱، کتاب البر والصلة، بیان، ان الله ليعمر بالقوم الزمان بصلتهم لأرحامهم

اور بعد ازاں فرمایا: ”عمران الرملی من زهاد المسلمین وعبادهم کان حفظ هذا الحدیث عن أبی خالد الأحمر فان غریب صحیح“ ۷۱
(یہ حدیث ضعیف ہے)

(۱۶) فرمودہ علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام: ”کہ بہترین امیں امت اول

أوست یا آخر و در میان آن کد راست“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

اس حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو، علامہ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نوادراصول“ میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ”عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: خیر أمتی اولها وآخرها وفی وسطها الکدر“ ۷۲
علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کنوز الحقائق“ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجامع الصغیر“ میں حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا۔ ۷۳ اور اسے حدیث ضعیف قرار دیا۔ ۷۴
(یہ حدیث ضعیف ہے)

(۱۷) حدیث: ”کسے کہ یک نماز فرض بعد قضا

کندیک حقبة اورا در دوزخ عذاب کنند“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۲)

اسے حضرت شیخ احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مجالس الابراز“ میں بغیر ذکر مخرج مرفوعاً بیان کیا چنانچہ فرمایا: ”انہ علیہ السلام قال: من ترک الصلوٰۃ حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة والسنة وثلثمائة وستون یوماً، کل یوم کان مقدار الف سنة“ ۷۵

(۱۸) در اخبار صحاح آمدہ است کہ: ”کسیکہ در دل او

مقدار ذرہ از ایمان بود از دوزخ او را بیرون خواہند آورد“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اس حدیث نبوی ﷺ کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حدثنا سلمة بن شبيب نا عبد الرزاق نا معمر عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن أبي سعيد الخدري أن النبي ﷺ قال: يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة من الايمان، قال أبو سعيد فمن شك فليتولوا ان الله لا يظلم مثقال ذرة“ ۷۶

اور بعد ازاں فرمایا: ”هذا حدیث حسن صحیح“ ۷۷

۷۱	ایضا
۷۲	نوادراصول فی معرفة احادیث الرسول، صفحہ ۱۵۶، الاصل الثانی والعشرون والمائة ۱۲۲، فی ان خیر هذه الامة اولها و آخر
۷۳	کنوز الحقائق، جلد اول صفحہ ۱۲۵، حرف الخاء + الجامع الصغیر، جلد ۲، صفحہ ۹ حرف الخاء
۷۴	الجامع الصغیر، جلد ۲، صفحہ ۹ حرف الخاء
۷۵	مجالس الابراز و مسالک الاخيار، صفحہ ۳۰۱، المجلس الحادی، والخامسون فی بیان فرضية الصلوٰۃ بالکتاب والسنة واجماع الامة والو عبد فی حق نار کها
۷۶	جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۸۷، ابواب صفة جهنم، باب ما جاء ان للنار نفس وما ذکر من يخرج من النار من اهل التوحيد
۷۷	ایضا

(۱۹) ” أبو هريرة گوید کہ من از رسول اللہ ﷺ دو نوع علم

اخذ نمودم یکے ازاں دو علم آنست کہ در میان شما سا ختم و

علم دیگر را اگر منتشر سازم حلقوم مرا ببردند“ (دفتر اول مکتوب ۲۶۷)

اسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”احیاء علوم الدین“ میں بغیر ذکر مخرج بیان کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”قال أبو هريرة رضي الله عنه

حفظت من رسول الله ﷺ وعائين أما أحدهما فبثته وأما الآخر لو بثته لقطع هذا الحلقوم“ ۷۸۔

راقم کہتا ہے کہ اسے امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکامل“ میں روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”حدثنا اسحاق بن ابراهيم بن أبي

حسان نا دحيم أنا ابن أبي فديك أنا ابن أبي ذئب عن المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : حفظت عن

رسول الله ﷺ وعائين أما أحدهما فبثته وأما الآخر فلو بثته قطع الحلقوم“ ۷۹۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ میں روایت کیا لیکن لفظ ”الحلقوم“ کی بجائے ”البلعوم“ ذکر کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”حدثنا اسمعيل قال حدثني أخي عن ابن أبي ذئب عن سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه قال حفظت

من رسول الله ﷺ وعائين فأما أحدهما فبثته وأما الآخر فلو بثته قطع هذا البلعوم ، قال ابو عبد الله ، البلعوم

سجری الطعام“ ۸۰۔

(یہ حدیث صحیح ہے)

۷۸۔ احیاء علوم الدین ، جلد اول ، صفحہ ۱۰۰ ، کتاب قواعد العقائد فصل ثانی ، (۲) بیان : درجات الاعتقاد

۷۹۔ الكامل فی ضعفاء الرجال ، جلد اول ، صفحہ ۳۳ ، باب ۱۴ (انکار من انکر منهم علی من اکثر منهم الروایة عنه لأن عنه لأن لا یکذب علیہ)

۸۰۔ صحیح البخاری ، جلد اول ، صفحہ ۲۳ ، جزء اول کتاب العلم ، باب حفظ العلم

پہلا دفتر مکتوبات امام ربانی جو تہا حصہ

باب دوم آثار صحابہ فصل اول (عربی متن)

(۱) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ر خود را تمام کردہ

فرمودند کہ: ” ذکر اللسان لقلقلہ و ذکر القلب وسوسۃ

و ذکر الروح شرک و ذکر السر کفر“ (دفتر اول مکتوب ۲۴۵)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے نقل کرنے کے بعد خود اسکی نسبت بطرف صدیق اکبر ؓ ذکر دی۔ چنانچہ فرمایا: ”پس ایس قول

را نسبت بحضرت صدیق نمودن خصوصاً بعد از تمامی کار مستحسن نیست“ ۱۶۔

لیکن علامہ بایزید انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرفوع روایت میں مذکورہ روایت کا نصف اول ذکر کیا چنانچہ فرمایا: ”قال علیہ السلام: ذکر

اللسان لقلقلہ و ذکر القلب وسوسۃ و ذکر الروح مشاہدۃ و ذکر السر معائنۃ و ذکر الخفی معائبۃ و بین کل واحد

درجات و لا حالات يعرفها اهلها“ ۱۷۔

البتہ حضرت بایزید انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت مجھے دیگر معتبر یا غیر معتبر کتب احادیث سے نہیں ملی۔

(۲) در ایام عزائے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

بمحضر صحابہ گفت: ” مات تسعة أعشار العلم“

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مکتوبات میں اسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ”احیاء علوم الدین“ کے حوالہ سے بیان کیا گیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر

ؓ کا قول قرار دیا گیا۔ لیکن مولانا نور احمد تری رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ مکتوبات پر تحریر فرمایا: ”کہ ایک نسخہ میں ”ابن عباس ؓ“ ہے۔ ۱۸۔

راقم الحروف کے نزدیک یہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود ؓ ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”احیاء علوم الدین“ میں فرماتے ہیں۔ ”لما مات

عمر رضی اللہ عنہ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ: مات تسعة أعشار العلم“ ۱۹۔

اور امام ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قوت القلوب“ میں فرمایا: ”قال ابن مسعود لما مات عمر رضی اللہ عنہما: انی

لا حسب أنه ذهب بتسعة أعشار العلم فقيل: تقول هذا وفينا جلة الصحابه؟ فقال: ليس أعني العلم الذي

تریدون إنما أعني العلم بالله“ ۲۰۔

۱۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۴۵ (بعد از ذکر روایت زیر تحقیق)

۱۷۔ مقصود المؤمنین، صفحہ ۳۰۷، الفصل السادس عشر (۱۶)، بیان (العلم معرفة الحقيقة والذكر واليقين، و تصفية القلب)

۱۸۔ مکتوبات امام ربانی، (بر حاشیہ اثر زیر تحقیق)

۱۹۔ احیاء علوم الدین، جلد اول، صفحہ ۲۳، کتاب العلم، باب ۲، العلم المہمود والمذموم، بیان (العلم الذي هو فرض كفاية) + ایضاً،

باب ۳، بیان (ما بئد من الفاظ العلوم)

۲۰۔ قوت القلوب، جلد اول، صفحہ ۱۳۹، فصل نمبر ۳۱، (ذكر العلم وتفصيله وأوصاف العلماء) بیان: (تفصيل علوم الصمت وطريق

الورعين في العلوم)

(پس عبداللہ بن عمرؓ ہو کاتب کا نتیجہ ہے)

(۳) (عن علیؑ رضی اللہ عنہ) قال : خیر الناس بعد النبی ﷺ أبو بکر ثم

عمر ثم رجل آخر فقال ابنه محمد بن الحنفیة ثم أنت فقال انما أنا

رجلٌ من المسلمین

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اس اثر علیؑ کو امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے: ”الصواعق المحرقة“ میں امام بخاری کے حوالے سے بعینہ ذکر کیا۔ ۲۱۔

البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ میں بمعمولی اختلاف متن بیان کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”حدثنا محمد بن کثیر انا سفیان ثنا

جامع بن ابی راشد ثنا أبو یعلیٰ عن محمد بن الحنفیة قال قلت لأبی ائی الناس خیر بعد النبی ﷺ قال : أبو بکر،

قال قلت ثم من ، قال عمر و خشیت أن یقول عثمان قلت ثم أنت قال ما أنا الا رجلٌ من المسلمین “ ۲۲۔

اور امام ابو داؤد نے ”سنن“ میں روایت فرمایا کہ: ”حدثنا محمد بن کثیر ثنا سفیان ثنا جامع بن ابی راشد ثنا أبو یعلیٰ

عن محمد بن الحنفیة قال قلت لأبی ائی الناس خیر بعد رسول اللہ ﷺ قال أبو بکر رضی اللہ عنہ قال قلت ثم من

قال ثم عمر قال ثم خشیت أن أقول ثم من فیقول عثمان فقلت ثم أنت یأبأ قال ما أنا الا رجلٌ من

المسلمین “ ۲۳۔

(۴) عن علیؑ رضی اللہ عنہ : أنه قال : ”ألا وانه بلغنی أن رجلاً

یفصلونی علیہما ومن وجدته فضلنی علیہما فهو مفتر علیہ ما

علی المفتری

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اسے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الصواعق المحرقة“ میں بلفظہ ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”صحیح الذہبی وغیرہ طرقاتاً آخری عن

علیؑ رضی اللہ عنہ وفي بعضها : ألا وانه بلغنی أن رجلاً یفصلونی علیہما فمن وجدته فضلنی علیہما فهو مفتر

علیہ ما علی المفتری “ ۲۴۔

جبکہ امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: ”کتاب السنۃ“ میں روایت کرتے ہیں: ”حدثنی (ابو صالح) الحکم بن موسیٰ نا

شہاب بن خراش حدثنی الحجاج بن دینار عن ابی معشر عن ابرہیم قال ضرب علقمة هذا المنبر فقال : خطبنا

علی رضی اللہ عنہ علی هذا المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم ذکر ما شاء اللہ أن یدکر ثم قال : ألا أنه بلغنی أن قوبلاً

یفصلونی علی ابی بکر و عمر ، ولو كنت تقدمت فی ذلك - لعاقبت فیہ ولكن أكره العقوبة قبل التقدم - من

قال شیخنا من ذلك - فهو مفتر علیہ ما علی المفتری “ ۲۵۔ اور اس کے حاشیہ پر شارح (ڈاکٹر محمد بن سعید) نے فرمایا اسنادہ ضعیف ۲۶۔

۲۱۔ الصواعق المحرقة، صفحہ ۶۰، باب ۳، بیان: الفضلیۃ ابی بکر علی سائر هذه الامۃ ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیہم، فصل

اول (ذکر افضلیتہم علی هذا الترتیب، الخ)

۲۲۔ صحیح البخاری، جلد اول، صفحہ ۵۱۸، کتاب المناقب، بیان (فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

۲۳۔ سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۸۰، کتاب السنۃ، باب (التفضیل)

۲۴۔ الصواعق المحرقة، صفحہ ۶۰، باب ۳، بیان (فضلیۃ ابی بکر علی سائر هذه الامۃ)، فصل اول، (ذکر افضلیتہم)

۲۵۔ کتاب السنۃ (بعبد اللہ بن احمد بن حنبل) جلد ۲، صفحہ ۵۸۸، ذکر: (ابو اسحاق عن عبد خیر عن علی رضی اللہ عنہ)

۲۶۔ ایضاً ہر حاشیہ۔

(۵) (عن علی رضی اللہ عنہ) ”لا أجد أحداً فضّلني على أبي بكرٍ

وعمرٍ والّا جلدته حدّ المفتری“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اس اثر علیؑ کو امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الصواعق المحرقة“ میں بلفظہ ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”(أخرج) الدارقطني عنه: لا

أجد أحداً فضّلني على أبي بكرٍ وعمرٍ والّا جلدته حدّ المفتری“ ۲۷۔

جبکہ امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے ”الاستيعاب في معرفة الأصحاب“ میں لکھتے ہیں: ”حدثنا محمد بن عبد الملك

حدثنا ابن الاعرابي حدثنا الحسن بن محمد الزعفراني حدثنا يزيد بن هارون وأبو قطن وأبو عبادہ ويعقوب

الخضرمي واللفظ ليزيد، قالوا حدثنا محمد بن طلحة عن أبي عبيدة بن الحكم عن الحكم بن جحل قال قال علي

رضي الله عنه: لا يفضّلني أحدٌ على أبي بكرٍ وعمرٍ والّا جلدته حدّ المفتری“ ۲۸۔

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب السنۃ میں روایت کرتے ہیں کہ: ”حدثنا أبو صالح هدية بن عبد الوهاب بمكة

نا احمد بن يونس نا محمد بن طلحة عن أبي عبيدة بن الحكم عن الحكم بن جحل قال سمعت علياً

رضي الله عنه يقول: لا يفضّلني أحدٌ على أبي بكرٍ وعمرٍ رضي الله عنهما الا جلدته حدّ المفتری“ ۲۹۔

اور اسکے حاشیہ پر ڈاکٹر محمد بن سعید قحطانی نے فرمایا: ”أسانده ضعيف“ ۳۰۔

البتہ اس روایت میں حکم بن جحل کی متابعت ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ الخلفاء“ میں فرماتے ہیں

: ”أخرج (ابن عساكر) عن ابن أبي ليلى قال قال علي رضي الله عنه: لا يفضّلني أحدٌ على أبي بكرٍ وعمرٍ والّا

جلدته حدّ المفتری“ ۳۱۔

(۶) عن عليّ كرم الله تعالى وجهه أنه قال: اخواننا بغوا علينا

وليسو كفرةً ولا فسقةً لما لهم من التاويل“

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تصریح کی کہ اسے علامہ کمال الدین اسماعیل (معروف بہ القرہ مانی) نے عقائد نسفیہ کے حاشیہ پر ذکر کیا ہے۔ اور

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں بیعینہ نقل کیا لیکن ماخذ بیان نہیں کیا۔ ۳۲۔

راقم الحروف (مطالی) کہتا ہے کہ اسے امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ”مصنف“ اور امام بیہقی نے ”السنن الکبریٰ“ میں حضرت علیؑ سے

موقوفاً بلفظہ: (اخواننا بغوا علينا) روایت کیا۔ چنانچہ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”يزيد بن هارون عن شريك عن أبي العنيس

عن أبي البختری قال: سئل علي عن أهل الجمل قال: قيل: أمشركون هم؟ قال: من الشرك فروا - قيل

: أمنافقون هم؟ قال: ان المنفقين لا يذكرون الله الا قليلاً؟ قيل فما هم؟ قال: اخواننا بغوا علينا“ ۳۳۔

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کیا: چنانچہ فرمایا: ”أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنبأ أبو

الوليد الفقيه ثنا الحسن بن سفيان ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ثنا يزيد بن هارون عن شريك عن أبي العنيس عن أبي

الصواعق المحرقة، صفحة ۶۰، باب ۳، بيان (فضيلة أبي بكر على سائر هذه الأمة) فصل أول (ذكر الفضليتهم)

۲۸۔ الاستيعاب في معرفة الأصحاب، جلد ۳، صفحة ۹۷۳، بيان ۱۶۳۳ (عبد الله بن أبي قحافة)

۲۹۔ كتب السنة، جلد ۲، صفحة ۵۶۲، بيان (قول اولاد علي رضي الله عنه) خبر نمبر ۱۳۱۲

۳۰۔ ايضاً

۳۱۔ تاريخ الخلفاء باب (ابو بكر صديق رضي الله عنه) فصل (أنه الفضل الصحابه وخيرهم) صفحة ۳۳

۳۲۔ مکتوبات معصوميه، دفتر دوم، صفحة ۱۳ (مکتوب ۳۶)

۳۳۔ مصنف ابن أبي شيبة، جلد ۱۵، صفحة ۲۵۶، ۲۵۷، كتب الجمل، حديث ۱۹۶۰۹

البختری قال سئل علی رضی اللہ عنہ عن اهل الجمل أسیر کون ہم؟ قال من الشریک فروا قیل
أسناقون ہم؟ قال: ان المنافقین لا یذکرون اللہ الا قلیلاً قیل فما ہم؟ قال: اخواننا بغوا علینا“ ۳۳

۳۳ السنن الکبریٰ، (للبیہقی) جلد ۸، صفحہ ۱۸۳، کتب (قتال اهل البغی)، باب: (الدلیل علی ان الفتنۃ الباغیہ منہما لا تخرج بالبغی عن

سمیۃ الاسلام)

باب سوم اقوالِ مجدد فصل اوّل (عربی متن)

(۲۸) ”من فسّر القرآن برأيه فقد كفر“ (دفتر اوّل مکتوب ۶۳۳)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس قول میں ”تفسیر قرآن بالرأی“ کفر قرار دی۔ یہ قول بلفظ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ”مدارج النبوة“ میں مذکور ہے۔ ۱۷۶

اسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”احیاء علوم الدین“ میں مرفوعاً بلفظ (من فسّر القرآن برأيه فليتبوا مقعده من النار) ذکر کیا۔ ۱۷۷

اور علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تخریج میں فرمایا: ”أخرجه الترمذی من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ وحسنہ وهو عند أبي داود من رواية ابن العبد وعند النسائي في الكبرى“ ۱۷۸

جبکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فسّر“ کی بجائے ”قال“ ذکر کیا چنانچہ فرمایا: ”حدثنا سفيان بن وكيع ناسويد بن عمرو الكلبي نا ابو عوانة عن عبد الأعلى عن سعيد بن جبیر عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال: اتقوا الحديث عني إلا ما علمتم فمن كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار، ومن قال في القرآن برأيه فليتبوا مقعده من النار“ ۱۷۹

اور بعد ازاں فرمایا: ”هذا حديث حسن“ ۱۸۰

جہاں تک تفسیر قرآن بالرأی کا تعلق ہے تو بعض اہل علم اسے کفر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”احیاء علوم الدین“ میں رقمطراز ہیں: ”قد قال ﷺ: من فسّر القرآن برأيه فليتبوا مقعده من النار“ وعن هذا شنع أهل العلم بظاهر التفسير على أهل التصوف من المُقَصِّرِينَ المنسوبين الى التصوف في تاويلات كلمات في القرآن على خلاف ما نقل عن ابن عباس وسائر المفسرين وذهبوا الى أنه كفر“ ۱۸۱

علامہ مراد علی رحمۃ اللہ علیہ: ”الذرر المکنونات النفسية“ میں قول زیر تشریح (من فسّر القرآن برأيه فقد كفر) کے بارے لکھتے ہیں: ”الحديث أورده الغزالي في محلين من الاحيار بلفظ: من فسّر القرآن برأيه فليتبوا مقعده من النار، قال العراقي اخرجه الترمذی من حديث وحسنه الخ..... ولم أظفر بلفظ الامام قدس سره - ۱۸۲

راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت مخدوم زین بدر عربی رحمۃ اللہ علیہ نے: ”راحت القلوب“ میں مرفوعاً بلفظ مگر بلا اسناد ذکر کیا۔ ۱۸۳

- | | |
|-----|--|
| ۱۷۶ | مدارج النبوة، جلد اوّل، صفحہ ۳۵۹، باب نمبر ۹ ذکر حقوق حضور ﷺ وصل (وجوب مناصحت) |
| ۱۷۷ | احیاء علوم الدین، جلد اوّل، صفحہ ۲۸۹، کتاب (آداب تلاوة القرآن)، باب ۴، (فہم القرآن وتفسیرہ بالرأی من غیر نقل) + |
| ۱۷۸ | ایضاً صفحہ ۳۷، کتاب العلم، الباب الثالث (۳) فیما یعدہ العامة، (بیان: ما یبدل من الفاظ العلوم) |
| ۱۷۹ | ایضاً حاشیہ، (حوالہ سابق، ۱۷۷) |
| ۱۷۹ | جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۱۲۳، کتب التفسیر، باب (ما جاء فی الذی یفسر القرآن برأیه) |
| ۱۸۰ | ایضاً |
| ۱۸۱ | احیاء علوم الدین، جلد اوّل، صفحہ ۲۸۹ |
| ۱۸۲ | الذرر المکنونات النفسية، جلد اوّل، صفحہ ۲۱۳، مکتوب نمبر ۲۳۳، قول (من فسّر القرآن الخ) کے حاشیہ پر |
| ۱۸۳ | حضرت مخدوم زین بدر عربی ”راحت القلوب“ (زا ملفوظات یحیی منیری)، (باہتمام جناب وصی احمد، در مطبع مفید عام آگرہ طبع |
| | گردد ۵۱۳۲۱ صفحہ ۱۴ مجلس ششم |

تو علامہ مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ”ولم اظفر بلفظ الامام قدس سرہ“ آپ کے راحت القلوب اور مدارج النبوة کی عبارات سے عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ لیکن راقم کے نزدیک یہ قول مجہد رحمۃ اللہ علیہ احادیث مرفوعہ سے مستنبط ہے، مسند امر فوغا بلفظ ثابت نہیں۔

(۲۹) ”بحرمة من افتخر بالفقر“ (دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

اسکی تحقیق سابقہ ہو چکی ہے۔ (دیکھئے دفتر اول مکتوب ۲۱۰ حصہ سوم)

(۳۰) ”تجنب عن الغناء“ (دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

حضرت مجہد نے اپنے اس قول میں حضور اکرم ﷺ کی صفت بیان کی کہ آپ ”غنا“ (یعنی امیری) سے اجتناب فرماتے اور فقر و فاقہ اختیار کرتے تھے۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا چنانچہ فرمایا: ”حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة و أبو كريب و اسحق بن ابراهيم قال اسحق انا وقال الاخران أنا أبو معاوية عن الأعمش عن ابراهيم عن الأسود عن عائشة قالت ما شبع رسول الله ﷺ ثلثة ايام تباغنا من خبز بر حتى مضى لسبيله“ ۱۸۴۔

(۳۱) ”ولو كان موسى حياً في زمنه ما وسعه الا اتباعه“

(دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

حضرت مجہد علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان: حدیث (ولو كان موسى حياً ما وسعه الا اتباعه) کی طرف اشارہ ہے کہ جسے علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا اور فرمایا: ”رواه أحمد والبيهقي في شعب الايمان“ ۱۸۵۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”شعب الايمان“ میں لکھتے ہیں: ”وقد روينا عن مجالد عن الشعبي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه عن النبي ﷺ ان عمر أتاه فقال أمتهو كون أنتم كما تهوكت اليهود والنصرى؟ لقد جئتكم بها بيضاء نقية ولو كان موسى حياً ما وسعه الا اتباعه“ ۱۸۶۔

جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند“ میں باختلاف متن روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”ثنا يونس وغيره قال ثنا حماد يعني ابن زيد ثنا مجالد عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ: لا تسألوا اهل الكتاب عن شيء فانهم لن يهدوكم وقد ضلوا فانكم اما ان تصدقوا بباطل أو تكذبوا بحق، فانه لو كان موسى حياً بين أطهركم ما حل له الا أن يتبعني“ ۱۸۷۔

صوفیاء کرام کے نزدیک حضور ﷺ نے اسے غلبہء حال میں ارشاد فرمایا۔ چنانچہ علامہ ابوالنجیب سحروردی رحمۃ اللہ علیہ ”آداب المریدین“ میں فرماتے ہیں: ”قال النبي ﷺ عند غلبة الحال..... ولو كان موسى حياً لما وسعه الا اتباعه“ ۱۸۸۔

(۳۲) ”ما جعل الله في الحرام شفاء“ (دفتر اول مکتوب ۲۶۱)

حضرت مجہد علیہ الرحمۃ کا یہ قول: حدیث (ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم) کی طرف اشارہ ہے۔ جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المعجم الكبير“ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”حدثنا الحسن بن اسحق ثنا عثمان ثنا جرير عن الشيباني عن حسان المخارق قال قالت أم سلمة: اشتكت ابنة لي فنبذت لها في كوز لها فدخل رسول الله ﷺ

۱۸۴۔ صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۲۰۹، کتاب الزهد، فصل (بيان ان معيشة النبي ﷺ كيف كانت و دعائه لأله بالقوت)

۱۸۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۳۰، کتاب الايمان، باب (الاعتصام بالكتاب والسنة) فصل ثاني (۲)

۱۸۶۔ شعب الايمان، جلد اول، صفحہ ۲۰۰، شعبه نمبر ۳، باب (الايمان بالقرآن و سائر الكتب المنزلة) (ذكر حديث جمع القرآن) حديث ۱۷۶

۱۸۷۔ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، جلد ۳، صفحہ ۳۳۸، (مسند جابر بن عبد الله)

۱۸۸۔ آداب المریدین، صفحہ ۱۰۲، فصل (ذكر آدابهم في الرخص) بيان: (الضحى والحدود عند وجود المحال)

وہو یغلی فقال : ما هذا ؟ فقلت : ان ابنتی اشتکت فنبذت لها هذا فقال : ان اللہ لم يجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم " ۱۸۹ ۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع الصغیر" میں اس روایت طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث صحیح قرار دیا۔ ۱۹۰

امام علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ المفاتیح" میں لکھتے ہیں: "ورد من حدیث الطبرانی بسند صحیح عن ام سلمة رضي الله عنها

سرفوعًا ان اللہ تعالیٰ لم يجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم " ۱۹۱ ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبریٰ" میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "أخبرنا أبو

بکر بن الحارث الفقیہ أنا أبو محمد بن حیّان الاصبهانی ثنا حسن بن ہارون ثنا أبو معمر القطیعی ثنا جریر عن ابی

اسحق الشیبانی عن حسان بن مخارق عن ام سلمة قالت نبذت نبیذا فی کوز فدخل رسول اللہ ﷺ وهو یغلی

فقال ما هذا ؟ قلت اشتکت ابنة لی فنعث لها هذا فقال رسول اللہ ﷺ : ان اللہ لم يجعل شفاء کم فیما حرّم

علیکم " ۱۹۲ ۔

اور بعد ازاں فرمایا: " (ورواه) خالد الواسطی عن الشیبانی عن حسان أن ام سلمة قالت دخل علی رسول اللہ

ﷺ فذكر معناه " ۱۹۳ ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "أخبرنا ابو عبد اللہ

الحافظ وأبو سعید بن ابی عمرو قالنا ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا یونس ابن بکر

عن الأعمش عن حبيب بن حسان عن شقيق بن سلمة قال اشتكى رجلٌ سَابَطْنَه فوجد فيه الصفر يعنى الماء

الاصفر فاتى عبد الله فقال انى اشتكيت بطنى فنعت لى السكر فقال عبد الله : ان اللہ لم يجعل شفاء کم فیما

حرّم علیکم " ۱۹۴ ۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرک" میں بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: "أخبرنا الشيخ ابو بکر بن

اسحاق أنبأنا اسمعيل بن قتيبة ثنا يحيى بن يحيى أنبأ أبو معاوية ثنا الأعمش عن شقيق قال اشتكى رجلٌ بطنه من

الصفر فنعت له السكر فذكر ذلك لعبد الله ، فقال : ان اللہ تعالیٰ لم يجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم " ۱۹۵ ۔

اور فرمایا: " (وقد اتفق) الشيخان رضی اللہ عنہم علی حدیث الثوری وشعبه عن منصور عن ابی وائل

عن عبد الله : ان اللہ لم يجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم " ۱۹۶ ۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح کے ترجمہ باب" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بیان کیا۔ ۱۹۷

۱۸۹۔ المعجم الكبير، جلد ۲۳، صفحہ ۳۲۷، بیان (حسان بن المخارق عن ام سلمة رضي الله عنها) حدیث ۷۴۹

۱۹۰۔ الجامع الصغير، جلد اول صفحہ ۷۱، حرف الهمزة

۱۹۱۔ مرقاۃ المفاتیح، جلد ۷، صفحہ ۳۵۳، کتاب الطب والرقي، فصل ثانی ۲، شرح لفظ: "ولا تد اووا"

۱۹۲۔ السنن الكبرى، جلد ۱۰، صفحہ ۵، کتب الضحایا، باب (النهی عن التداوی بالمسکر)

۱۹۳۔ ایضاً

۱۹۴۔ ایضاً

۱۹۵۔ مستدرک حاکم، جلد ۳، صفحہ ۲۱۸، کتب الطب، بیان (ان اللہ تعالیٰ لم يجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم)

۱۹۶۔ ایضاً حوالہ سابق (نمبر ۱۹۵) مستدرک، جلد ۳، صفحہ ۳۱۰، کتاب الطب، بیان (الدواء الخبيث الخمر)

۱۹۷۔ صحیح البخاری، جلد ۲، صفحہ ۸۳۰، کتاب الأشربة، باب (شراب الحلوآء والعسل وقال ذهري لا يحل شرب بول الناس لشدة تنزل

لأنه رجس قال الله تعالى أحل لكم الطيبات وقال ابن مسعود رضي الله عنه في السكر، ان اللہ لم يجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم)

(۳۳) ”لہو الحدیث السمر والغناء وکان ابن عباس وابن

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

مسعود رضی اللہ عنہ یخلفان انہ الغناء“

یہ الفاظ ”تفسیر قرآن“ ”مدارک التنزیل کے ہیں جیسا کہ خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی اپنی کتاب ”عوارف المعارف“ میں لکھتے ہیں: ”قیل فی تفسیر قوله تعالیٰ: (ومن الناس من یشتري لہو الحدیث) قال عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ هو الغناء والاستماع الیہ“ ۱۹۸۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ”مستدرک“ میں لکھتے ہیں: ”حدثنا أبو العباس محمد بن یعقوب ثنا بکار بن قتیبۃ القاضی ثنا

صفوان بن عیسے القاضی ثنا حمید الخراط عن عمار الدہنی عن سعید بن جبیر عن أبي الصهباء عن ابن مسعود

رضی اللہ عنہ قال ومن الناس من یشتري لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ، قال، هو واللہ الغناء“ ۱۹۹۔

اور بعد ازاں فرمایا: ”هذا حدیث صحیح الأسناد ولم یخرجاه“ ۲۰۰۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”شعب الایمان“ میں روایت کیا چنانچہ فرمایا: ”أخبرنا أبو الحسن بشران أنا الحسن بن

صفوان أنا عبد اللہ بن محمد بن أبی الدنیا عبید اللہ بن عمر حدثنا صفوان بن عیسے عن حمید الخراط عن عمار

بن أبی معاویۃ عن سعید بن جبیر عن أبي الصهباء قال سألت عبد اللہ بن مسعود عن قوله تعالیٰ: ”ومن الناس

من یشتري لہو الحدیث“ قال، واللہ الغناء“ ۲۰۱۔

۱۹۸۔ عوارف المعارف، صفحہ ۱۱۴، باب (۲۳) القول فی السماع رداوا انکارا

۱۹۹۔ مستدرک الحاکم، جلد ۲، صفحہ ۴۱۱، کتاب التفسیر، سورۃ لقمان، شرح آیت، (من یشتري لہو الحدیث)

۲۰۰۔ ایضاً۔

۲۰۱۔ شعب الایمان، جلد ۴، صفحہ ۲۷۸، شعبہ نمبر ۳۴، باب (حفظ اللسان) فصل (حفظ اللسان عن الغناء) حدیث ۵۰۹۶

باب سوم اقوال مجدد فصل دوم (فارسی متن)

(۴۵) ”حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ بتحقیق افضل
جميع بنی آدم است بعد از انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات“

(دفتر اول مکتوب ۲۲۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس فرمان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انبیاء کرام کے بعد سب لوگوں سے افضل قرار دیا۔ اس بات کا ذکر
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ”سنن“ میں کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”حدثنا احمد بن صالح ثنا عنبسة ثنايونس عن ابن شهاب قال
قال سالم بن عبد الله أن ابن عمر قال: كنا نقول ورسول الله حتى أفضل أمة النبي ﷺ: بعده أبو بكر ثم عمر ثم
عثمان رضي الله عنهم“ ۱۴۴۔

علامہ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں ذکر کیا اور فرمایا: ”رواه ابوداؤد“ ۱۴۵۔

جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”صحیح“ میں لکھتے ہیں: ”حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع ثنا شاذان ثنا عبد العزيز بن أبي
سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي ﷺ لا نعدل بأبي بكر أحدًا ثم عمر ثم
عثمان ثم نترك أصحاب النبي ﷺ لا نفاضل بينهم“ ۱۴۶۔
اور بعد ازاں فرمایا: ”تابعه عبد الله بن صالح عن عبد العزيز“ ۱۴۷۔

(۴۶) ”انفاق کوہ ذهب او بمد شعیر ایشان کہ انفاق کنند
برابری نکند“

(دفتر اول مکتوب ۲۲۲)

اسکی تحقیق ہو چکی ہے۔ (دیکھئے دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۲۰۹)

(۴۷) ”احداث در دین است و آن مردود است“

(دفتر اول مکتوب ۲۳۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان، حدیث: (من أحدث فی دیننا ما لیس منہ فهو رد) کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جسے امام غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے ”احیاء علوم الدین“ میں ذکر کیا اور اسے حدیث مشہور قرار دیا۔ ۱۴۸۔
جبکہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے: ”شرح السنۃ“ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”أخبرنا أبو سعید

۱۴۴۔ سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۸۰، کتاب السنہ، باب (التفضیل)

۱۴۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۵۵، کتب المناقب، مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ

۱۴۶۔ صحیح البخاری، جلد اول، صفحہ ۵۲۳، کتب المناقب، باب (مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

۱۴۷۔ ایضاً

۱۴۸۔ احیاء علوم الدین، جلد اول، صفحہ ۸۱، کتب فضیلة العلم، باب ۶

احمد بن محمد بن العباس الحمیدی أنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ ، أنا أبو العباس القاسم بن القاسم السیاری بمرونا أبو الموجه محمد بن عمرو الفزاری ، أخبرنا عبد ان بن عثمان أنا ابرهیم بن سعد عن أبيه عن القاسم بن محمد عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ : من أحدث في ديننا ما ليس منه فهو ردّ“ ۱۴۹۔

البتة امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ علیہ ”صحیحین“ امام ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ و احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ ابن حبان ”صحیح“ ابن ماجہ ”سنن“ اور امام قضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند الشہاب“ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً بلفظ۔ (من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد) روایت کیا۔ ۱۵۰۔

(۴۸) پیغمبر ایشان خاتم الرسل عليه وعلى آله الصلوات والتسليمات ،

”علماء را مرتبه انبیاء بنی اسرائیل دادہ اند“ (دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان، حدیث مشہور: (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) کی طرف اشارہ ہے۔ جسے امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اللائی المنثورہ“ میں ذکر کیا اور فرمایا ”لا یعرف لہ اصل“ ۱۵۱۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الذرر المنثورہ“ میں مثل زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا کہ ”لا أصل له“ ۱۵۲۔

لیکن ”الخصائص الکبریٰ“ میں امت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”علماء ہم کانبیاء بنی اسرائیل“ ۱۵۳۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ”الفتاویٰ الحدیثیہ“ میں ذکر حدیث کے بعد فرمایا: ”قال الدسیری هذا الحديث لا يعرف له“

مخرج لکن فی صحیح البخاری العلماء ورثة الأنبياء“ خرجه أبو داؤد والترمذی وابن ماجه والحاكم فی صحیحہما“ ۱۵۴۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ”المقاصد الحسنہ“ میں لکھتے ہیں: ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ قال شیخنا ومن قبله

الدسیری والزرکشی انه لا أصل له وزاد بعضهم ولا يعرف فی کتاب معتبر وقد مضى فی : اكرموا حملة القرآن

كاد حملة القرآن أن يكونوا انبياء آلا انهم لا يوحي اليهم ولأبي نعيم في فضل العالم الصف بسند ضعيف عن

ابن عباس رضي الله عنه : أقرب الناس من درجة النبوة اهل العلم والجهاد“ ۱۵۵۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ حدیث صوفیاء کے ہاں ثابت ہے۔ اسے علامہ عین القضاة ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ”تمہیدات“ نجم الدین رازی

رحمۃ اللہ علیہ ”مرصاد العباد“ ابو محمد روز بھان ”شرح الحجب والأشاد“ بکری رحمۃ اللہ علیہ ”تاریخ الخمیس“ احمد تکی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”سہ صدی

مکتوبات میں بلفظہ بیان کیا۔ ۱۵۶۔

۱۴۹۔ شرح السنہ، جلد اول، صفحہ ۲۱۱، حدیث نمبر ۱۰۳۔

۱۵۰۔ صحیح البخاری، جلد اول، صفحہ ۳۷۱، کتب الصلح، باب (اذا اصطلحو اعلی صلح جور فهو مردود) + صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۷۷، کتب الاقضیۃ، باب (نقص الأحكام الباطلہ درہ محدثات الامور) + مسند ابی یعلیٰ، جلد ۸، صفحہ ۷۰، حدیث: ۲۳۸، (مسند عائشہ رضی اللہ عنہا)

! مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، جلد ۶، صفحہ ۲۷۰، (مسند عائشہ رضی اللہ عنہا) + صحیح ابن حبان، جلد اول، صفحہ ۱۸۹، باب

(الاعتصام بالسنہ) حدیث نمبر ۲۷، سنن ابن ماجہ جلد اول، صفحہ ۷، باب (تعظیم حدیث رسول اللہ ﷺ) + مسند الشہاب، جلد اول، صفحہ

۲۳۱، بیان ۲۶۱، حدیث ۳۵۹۔

۱۵۱۔ اللالی المنثورہ فی الاحادیث المشهورہ، صفحہ ۱۲۷، باب (الفضائل) حدیث نمبر ۸۔

۱۵۲۔ الذرر المنثورہ، صفحہ ۲۱۳۔

۱۵۳۔ الخصائص الکبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۲۱۶، باب (اختصاصہ ﷺ بان امتہ اوتیت العلم الخ)

۱۵۴۔ الفتاویٰ الحدیثیہ، صفحہ ۲۷۹، مطلب (حدیث: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل)

۱۵۵۔ المقاصد الحسنہ، حرف العین، حدیث ۷۰۲۔

البتة علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الفتوحات المکیہ“ میں بلفظ دیگر ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”قد ورد فی الخبر عن النبی ﷺ: أن علماء هذه الامّة كأنبياء بنی اسرائیل“ ۱۵۷۔

اور اسکا معنی حدیث صحیح ’ العلماء ورتة الأنبياء“ سے ماخوذ ہے کہ جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”جامع“ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ”سنن“ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاریخ الکبیر“ اور صحیح کے ترجمہ باب میں جبکہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ میں مرفوعاً روایت کیا۔ ۱۵۸۔

پھر علماء کی تنظیر صرف میراث علم اور تشریح احکام وغیرہا میں ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”معنی تنظیر العلماء بانبياء بنی اسرائیل أنهم مثلهم فی میراث العلم وتشریح الأحكام لكن قطع الأنبياء بالوحي والعلماء باجتهد“ ۱۵۹۔

اور بارہویں صدی کے محقق علامہ عجلبوانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے واقع ہونے کا ذکر کیا۔ چنانچہ فرمایا: ”قال النجم ممن نقيبہ جازماً بأنه موضوع القمر الرزای وموفق الدين بن قدامه والأسنوی والبارزی وأشار إلى الأخذ بمعناه التفتازنی وضع الدين شهيد وأبو بكر موصلی والسيوطی فی الخصائص وله شواهد ذكرتها فی حسن التشبيه لما ورد فی التشبيهه انتهى وقد يؤيد أنه لواقع“ ۱۶۰۔

(۴۹) ”برسر ہر مائة از علماء این امت مجددمے تعین

مینمایند“

(دفتر اول مکتوب ۲۳۳)

حضرت مجتہد وعلیہ الرحمۃ کا یہ قول، حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے کہ جسے امام ابو داؤد نے ”سنن“ میں مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حدثنا سليمان بن داؤد المهری نا ابن وهب أخبرني سعيد بن أبي أيوب عن شراحيل بن يزيد المعافری عن أبي علقمة عن أبي هريرة رضي الله عنه فيما اعلم عن رسول الله ﷺ قال: ان الله يبعث لهذا الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها“ ۱۶۱۔

بعد ازاں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”رواه عبد الرحمن ابن شريح الأسكند راني لم يجزبه شراحيل“ ۱۶۲۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔ ۱۶۳۔

- ۱۵۱۔ تمہیدات، صفحہ ۵، تمہید اول (علم مکتب و علم لدنی) بیان ۷، + مرصاد العباد، صفحہ ۲۷۴، باب پنجم، فصل چہارم در بیان سلوک علماء از مفتیان + ایضاً صفحہ ۲۷۷ + شرح الحجب والاسرار، صفحہ ۳۹، + تاریخ الخميس، جلد اول، صفحہ ۷، بیان: (الطلبة الأولى فی تعريف النبی ﷺ) + سہ صدی مکتوبات، صفحہ ۱۳، حصہ اول، مکتوب پنجم)
- ۱۵۷۔ الفتوحات المکیة، جلد اول، صفحہ ۱۵۱، فصل اول (المعارف) باب ۱۳، (معرفة أسرار الأنبياء)
- ۱۵۸۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۹۷، أبواب العلم، باب (ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ) + سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷، کتب العلم، باب (فضل العلم) + سنن ابن ماجہ، جلد اول، صفحہ ۸۱، مقدمہ باب (فضل العلماء والحث علی طلب العلم) حدیث ۲۲۳ + مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد ۵، صفحہ ۱۹۶، بیان: (باقی حدیث ابی الذردآء) + التاريخ الكبير، جلد ۸، صفحہ ۳۳۷، جزء ۳، قسم ثانی، باب السیر، حرف الیاء، بیان، نمبر ۳۲۲۹، (یزید بن سمرۃ) + صحیح البخاری، جلد اول، صفحہ ۱۶، کتب العلم، باب (العلم قبل القول والعمل لقول اللہ عزوجل الخ) + صحیح ابن حبان، جلد اول، صفحہ ۲۵۳، ذکر (وصف العلماء الذین لهم الفضل)
- ۱۵۹۔ الفتاوی الحدیثیہ، صفحہ ۲۷۹، (مطلب حدیث، علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل)
- ۱۶۰۔ کشف الخفاء، جلد ۲، صفحہ ۸۳، حدیث نمبر ۱۷۳۳
- ۱۶۱۔ سر ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۳۳، اول کتاب الملاحم، باب (ما يذكر فی قرن المائة)
- ۱۶۲۔ ایضاً
- ۱۶۳۔ الجامع الصغیر، جلد اول، صفحہ ۷۳، حرف الهمزة

(۵۰) ”اکثر اہل جنت شد فردا بدولت متابعة ایشان

پیش از جمیع اسم به بہشت خواهند در آمد“ (دفتر اول مکتوب ۲۴۹)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ قول، روایت حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“ میں مرفوعاً بیان کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”حدثنا حسن بن یزید الطحان الکوفی نا محمد بن فضیل عن ضرار بن مرّة عن محارب بن دثار عن ابن بریدة عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ: أهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة واربعون من سائر الامة“ ۱۶۳۔

اور بعد ازاں فرمایا: ”هذه احديث حسن“ ۱۶۵۔

(۵۱) از حضرت صدیق رضی اللہ عنہ چہ گوید کہ جمع حسنات

عمر رضی اللہ عنہ يك حسنة اوست“ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ قول، حدیث (انما جمیع حسنات عمر رضی اللہ عنہ حسنة واحدة من حسنات أبي بكر) کی طرف اشارہ ہے کہ جسے علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”عن عائشة قالت بيننا رأس رسول الله ﷺ في حجرى في ليلة ضاحية اذ قلت يا رسول الله هل يكون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال قال نعم عمر قلت فأين حسنت أبي بكر قال: انما جمیع حسنات عمر رضی اللہ عنہ حسنة واحدة من حسنات أبي بكر رضی اللہ عنہ“ ۱۶۶۔

اور بعد ازاں فرمایا: ”رواه رزين“ ۱۶۷۔

(یعنی اسے رزین بن معاویہ عبدری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا) علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ”العلل المتناہیہ“ میں لکھتے ہیں: ”أنا أبو

منصور القزاز قال اخبرنا أبو بكر احمد بن علي قال نا الحسين ابن محمد اخوا الخلال قال حدثني القاسم بربيه بن محمد بن بريد البغدادي قال نا اسمعيل بن محمد الصفار قال نا احمد بن منصور الرمادي قال انا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: كانت ليلتي من رسول الله ﷺ فلما ضمّني وایاه الفراش نظرت الى السماء فرأيت النجوم مشتبكة، فقلت، يا رسول الله ﷺ في هذه الدنيا رجل له حسنات بعدد نجوم السماء؟ فقال نعم، قلت من؟ قال عمر، وأنه لحسنة من حسنات أبيك“ ۱۶۸۔

اور بعد ازاں فرمایا: ”هذا حديث لا يصح وكل رواته ثقات ما خلا بربه، قال الخطيب له احاديث باطلة

موضوعة منكرة المتون جداً“ ۱۶۹۔

امام حسن بن عرفہ ”جزء ابن عرفہ“ میں رقمطراز ہیں: ”حدثني الوليد بن الفضل العنزي حدثني اسمعيل بن عبيد

العجلي عن حماد بن أبي سليمان عن ابراهيم النخعي عن علقمة بن قيس عن عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ قال قال

۱۶۳۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۸۱، ابواب صفة الجنة، باب (ما جاء في كم صف اهل الجنة)

۱۶۵۔ ایضاً

۱۶۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۶۰، باب مناقب أبي بكر وعمر رضوان الله عليهما، فصل ثالث (۳)

۱۶۷۔ ایضاً

۱۶۸۔ العلل المتناہیہ، جلد اول، صفحہ ۱۸۹، باب (فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) حدیث ۳۰۲

۱۶۹۔ ایضاً

رسول اللہ ﷺ یا عمار اتانی جبرئیل علیہ السلام انفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال یا محمد لو حدثتک بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء مثل ما لبث نوح فی قومه ألف سنة إلا خمسين عامًا ما نفدت فضائل عمر وإن عمر لحسنة من حسنات أبي بكر رضی اللہ عنہ " ۱۴۰

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت عمار کو "العلل المتناہیہ" میں ذکر کیا اور فرمایا: "قال ابو الفتح الازدی: اسمعيل ضعيف - قال أبو حاتم: الوليد مجهول، وقال ابن حبان: كان يروى المناكير التي لا يشك أنها موضوعة" ۱۴۱
امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "موضوعات" میں بھی ذکر کیا اور بعد ازاں فرمایا: "قال احمد بن حنبل: هذا حديث موضوع، لا اعرف اسمعيل، وقال أبو الفتح الازدی، هو ضعيف"۔ وقال ابن حبان، يروى المناكير التي لا يشك أنها موضوعة " ۱۴۲

راقم الحروف کہتا ہے کہ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی حدیث کو العلل المتناہیہ اور موضوعات میں ذکر کرنا باعث تعجب ہے۔ البتہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عمار کو باطل قرار دیا۔ ۱۴۳

لیکن علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد" میں فرمایا: "وفيه الوليد بن الفضل العنبري، هو ضعيف جدًا" ۱۴۴
امام ابن حجر عسقلانی "المطالب العالیہ" میں لکھتے ہیں کہ: "عمار بن ياسر رفعه قال، قال رسول الله ﷺ يا عمار: اتاني جبرئيل انفا فقلت: يا جبرئيل: حدثني بفضائل عمر بن الخطاب، فقال يا محمد: لو حدثتک بفضائل عمر منذ ما لبث نوح في قومه ألف سنة إلا خمسين عامًا ما نفدت فضائل عمر وإن عمر لحسنة من حسنات أبي بكر رضی اللہ عنہ (لأبي يعلى) ۱۴۵

(راقم الحروف کہتا ہے) علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا روایت عاکثہ ؓ کو مشکوٰۃ المصابیح کی تیسری فصل (جو کہ مصباح السنہ پر خطیب کی طرف سے اضافہ ہے) میں ذکر کرنا اور روایت عمار میں علامہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کا "اسمعيل كوضيف" جبکہ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا الوليد بن فضل کو ضعيف جدًا کہنا اس حدیث کے بطلان کی نشانی کرتا ہے۔ اور روایت عاکثہ رضی اللہ عنہا ضعیف ہے۔

(۵۲) "شيخين بعد از موت نیز از حضرت پیغمبر جدا

نشوند و حشر نیز در میان ایشان خواہد بود" (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ قول: حدیث ابن عمر ؓ کی طرف اشارہ ہے کہ جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع" میں مرفوعاً بیان کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "حدثنا عمر بن اسمعيل بن مجالد بن سعيد ثنا سعيد بن مسلمة عن اسمعيل بن امية عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ خرج ذات يوم فدخل المسجد وأبو بكر وعمر أحدهما عن يمينه والاخر عن شماله وهو أخذ بايديهما وقال هكذا نبعث يوم القيمة" ۱۴۶

اور بعد ازاں فرمایا: "هذا حديث غريب وسعيد بن مسلمة ليس عندهم بالقوي" ۱۴۷

- | | |
|-----|--|
| ۱۴۰ | جزء ابن عرفة، صفحہ ۶۰، ۶۱، حدیث نمبر ۳۵ |
| ۱۴۱ | العلل المتناہیہ، جلد اول، صفحہ ۱۹۰، فضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حدیث ۳۰۳ |
| ۱۴۲ | موضوعات ابن جوزی، جلد اول، صفحہ ۳۲۱، باب: (فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) |
| ۱۴۳ | آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اسمعيل بن عبید بصری ضفقه الازدی، له عن حماد بن أبي سليمان في فضل عمر والحديث في جزء ابن عرفة وهو باطل رواه ابن عرفة عن الوليد ابن الفصل عنه" (میزان الاعتدال، جلد اول، صفحہ ۲۳۸، بیان نمبر ۹۱۳، اسمعيل بن عبید بصری) |
| ۱۴۴ | مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۶۸، مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، باب: ما ورد من الفضل من موافقته للقرآن ونحو ذلك |
| ۱۴۵ | المطالب العالیہ، جلد ۴، صفحہ ۴۱، باب: (فضائل عمر رضی اللہ عنہ) حدیث ۳۹۱۳ |
| ۱۴۶ | جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۰۸، ابواب المناقب (مناقب أبي بكر الصديق رضی اللہ عنہ) |

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں ذکر کیا اور فرمایا: ”کہ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے“ ۱۷۸

(۵۳) ”نماز کہ ستون دین آمدہ است“ (دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان: قطعہ حدیث: (الصلوة عماد الدین) کی طرف اشارہ ہے کہ جسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شعب الایمان“ میں مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”أخبرنا أبو عبد الله الحافظ: أخبرنا أبو حامد أحمد بن محمد بن أحمد بن شعيب بن هارون بن موسى الفقيه حدثنا زكريا بن يحيى بن موسى بن ابراهيم النيسابوري، أخبرنا وهب بن جرير حدثنا شعبة عن قتادة عن عكرمة عن عمر قال جاء رجل فقال يا رسول الله، أتى شئ أحب عند الله في الاسلام، قال: الصلوة لوقتها ومن ترك الصلوة فلا دين له والصلوة عماد الدين“ ۱۷۹

اور بعد ازاں فرمایا: ”قال أبو عبد الله: عكرمة لم يسمع من عمر رضي الله عنه وأظنه أراد عن ابن عمر

رضي الله عنه“ ۱۸۰

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کو ضعیف قرار دیا۔ ۱۸۱

لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”ابو نعیم فضل بن دین کے حوالہ سے بلفظ ”الصلوة عمود الدین“ ذکر کیا اور اسے حدیث حسن

قرار دیا۔ ۱۸۲

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”(الصلوة عماد الدین) - رواه البيهقي في الشعب بسندٍ ضعفه من حديث

عمر، قال الحاكم: عكرمة لم يسمع من عمر، قال ورواه ابن عمر لم يقف عليه ابن الصلاح فقال في مشكل الوسيط أنه غير معروف - ۱۸۳

علامہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”رواه البيهقي عن عمر به مرفوعاً وأورده صاحب الوسيط، قال ابن الصلاح

في مشكل الوسيط: أنه غير معروف وقال النووي في التفتيح منكر باطل“ ۱۸۴

امام ابوالشجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فردوس الأخبار“ میں حضرت علیؑ سے مرفوعاً بلفظ: (الصلوة عماد الدین والجهاد سنام

العمل والزكوة بثت ذلك) روایت کیا۔ ۱۸۵

البتة اسکا معنی قطعہ حدیث: (رأس الأمر الاسلام وعموده الصلوة) سے بھی ماخوذ ہے کہ جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“

میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے مرفوعاً روایت کیا اور فرمایا: ”هذا حديث حسن صحيح“ ۱۸۶

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”التاريخ الكبير“ میں بھی بروایت معاذ بن جبلؓ بیان کیا۔ ۱۸۷

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

(۵۴) ” نماز کہ فارق اسلام و کفر گشتہ “ (دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ قول، حدیث مبارکہ ”العهد الذی بیننا و بینہم الصلوٰۃ فمن ترکہا فقد کفر“ کی طرف اشارہ ہے کہ جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع“ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا أبو عمار الحسین بن حریت و یوسف بن عیینہ قالنا بنا الفضل بن موسی عن الحسن بن واقد ح وثنا أبو عمار و محمود بن غیلان قالنا نا علی بن الحسن بن شقیق عن الحسن بن واقد عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابيه قال قال رسول اللہ ﷺ: العهد الذی بیننا و بینہم الصلوٰۃ فمن ترکہا فقد کفر“ ۱۸۸۔

اور بعد ازاں فرمایا: ”وفی الباب عن أنس وابن عباس، هذا حدیث حسن صحیح غریب“ ۱۸۹۔

جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ صحیح میں فرماتے ہیں: ”حدثنا أبو غسان المسمعی قال نا الضحاک بن مخلد عن ابن جریح قال أخبرنی أبو الزبیر أنه سمع جابر بن عبد اللہ يقول سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: بین الرجل و بین الشرك و الکفر ترک الصلوٰۃ“ ۱۹۰۔

(۵۵) ” اگر ہمہ را بدوزخ فرستد و عذاب ابدی فرماید جائے

اعتراض نیست “

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان، حدیث: ”لو أن الله عذب اهل سموته و اهل أرضه لعذبهم و هو غیر ظالم لهم“ کی طرف اشارہ ہے کہ جسے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ”سنن“ میں روایت کیا۔ چنانچہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثنا علی بن محمد ثنا اسحاق بن سلیمان قال سمعت ابا سنان عن وهب ان خالد الحمصی عن ابن الدیلمی قال وقع فی نفسی شیء من هذا القدر خشیت أن یفسد علی دینی و أمری فأتیت ابي بن کعب فقلت: أبا المنذر أنه قد وقع فی نفسی شیء من هذا القدر فخشیت علی دینی و أمری فحدثنی من ذلك بشی لعل الله أن ینفعنی به فقال لو أن الله عذب اهل سموته و اهل أرضه لعذبهم و هو غیر ظالم لهم، ولو رحمهم لكانت رحمته خیرا لهم من اعمالهم ولو كان لك مثل جبل أحد ذهابا أو مثل جبل أحد تنفقه فی سبیل الله ما قبل منك حتی تؤمن بالقدر فتعلم ان ما أصابك لم یكن لیخطئك وان ما أخطئك لم یكن لیصیبك و أنك ان مت علی غیر هذا دخلت النار ولا علیك ان تأتي أخى عبد الله بن مسعود رضی الله عنه فتسأله فأتیت عبد الله فسألته فذكر مثل ما قال أبی و قال لی ولا علیك ان تأتي حذیفه فأتیت حذیفه فسألته فقال مثل ما قالا و قال ائت زید بن ثابت فاسأله فأتیت زید بن ثابت فسألته فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله عذب اهل سموته و اهل أرضه لعذبهم و هو غیر ظالم ولو رحمهم لكانت رحمة خیرا لهم من اعمالهم ولو كان لك مثل أحد ذهابا أو مثل جبل أحد ذهابا تنفقه فی سبیل الله ما قبله منك حتی تؤمن بالقدر كله فتعلم ان ما أصابك لم یكن لیخطئك و ما أخطاك لم یكن لیصیبك و أنك ان مت علی غیر هذا دخلت النار“ ۱۹۱۔

اور امام ابو داؤد نے فرمایا: ”حدثنا محمد بن کثیر انا سفیان عن ابي سنان عن وهب بن خالد الحمصی عن ابن الدیلمی قال اتیت ابي بن کعب فقلت له وضع فی نفسی شیء من القدر فحدثنی بشی لعل الله تعالی أن

۱۸۸۔ جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۹۰، أبواب الايمان، باب (ما جاء فی ترک الصلوٰۃ)

۱۸۹۔ ایضاً

۱۹۰۔ صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ نمبر ۶۱، کتاب الايمان، بیان (اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ)

۱۹۱۔ سنن ابن ماجہ، جلد اول، صفحہ ۲۹، ۳۰، مقدمہ، باب (القدر) حدیث نمبر ۷۷

يذهب من قلبي فقال لو ان الله تعالى عذب اهل سمواته واهل ارضه عذبهم وهو غير ظالم لهم ولو رحمهم كانت رحمته خيرا لهم من اعمالهم ولو انفقتم مثل احدى ذهابا في سبيل الله تعالى ما قبل الله تعالى منكم حتى تؤمن بالقدر وتعلم ان اصابك لم يكن ليخطئك وان ما اخطاك لم يكن ليصيبك ولو مت على غير هذا دخلت النار قال ثم اتيت عبد الله بن مسعود فقال مثل ذلك قال قال ثم اتيت حذيفة بن اليمان فقال مثل ذلك قال ثم اتيت زيد بن ثابت فحدثني عن النبي ﷺ مثل ذلك " ۱۹۲ ۱

(۵۶) "ايمان أبي بكر رضي الله عنه كه در وزن زياده از

ايمان امت "

(دفتر اول مكتوب ۲۶۶)

حضرت مجدي عليه الرحمة كاي قول: حديث "لو وضع ايمان أبي بكر على ايمان هذه الامة لرجح بها" كطرف اشاره ہے كه جسے امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل" میں حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "حدثنا زيد بن عبد العزيز بن حبان قال ثنا عيسى بن عبد الله بن سليمان القرشي قال ثنا رواد بن الجراح قال ثنا عبد العزيز بن أبي رواد عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: لو وضع ايمان أبي بكر على ايمان هذه الامة لرجح بها" ۱۹۳ ۱ اور بعد ازاں فرمایا: "عيسى بن سليمان هذا كتب عنه الناس - بسر من رأى والضعف على حديثه بين وليس له من الحديث غير ما ذكرت" ۱۹۴ ۱

جبکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں حضرت عمر بن خطابؓ سے موقوفاً بلفظ (لو وزن ايمان أبي بكر بايمان أهل الأرض لرجح بهم) روایت کیا چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنبأ أبو بكر أحمد بن إسحاق الفقيه أنبأ محمد بن عيسى بن السكن ثنا موسى بن عمران ثنا ابن المبارك عن ابن شوذب عن محمد بن جحادة عن سلمة بن كهيل عن هزيل بن شرحبيل قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه لو وزن ايمان أبي بكر بايمان أهل الأرض لرجح بهم" ۱۹۵ ۱

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "کتاب السنۃ" میں روایت کیا، چنانچہ فرمایا: "حدثنا هارون بن معروف - غير مرة - نا ضمرة عن (ابن شوذب) عن محمد بن جحادة عن سلمة بن كهيل عن الهزيل بن شرحبيل قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: لو وزن ايمان أبي بكر بايمان أهل الأرض لرجح به" ۱۹۶ ۱ اور شارح ڈاکٹر محمد بن سعید قحطانی نے فرمایا: "اسناد حسن" ۱۹۷ ۱

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلفظ: (لو وزن ايمان أبي بكر بايمان الناس لرجح ايمان أبي بكر) ذکر کیا اور فرمایا: "قيل أنه من كلام عمر بن الخطاب وقد جاء معناه في السنن في حديث مرفوع: أن أبا بكر وزن لهذه الامة فرجح" ۱۹۸ ۱ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدرر المنثور" میں لکھتے ہیں: "قيل أنه من كلام عمر، قلت (اي سيوطي) هو كذلك أخرج عنه معاذ ابن المثنى في زيادات مسند مسدد وأخرجه ابن عدی في الكامل من حديث عمر

۱۹۲ ۱ سنن أبي داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۹۰، کتاب السنۃ، باب (القدر)

۱۹۳ ۱ الكامل في ضعفاء الرجال، جلد ۵، صفحہ ۱۸۹۸، بيان: (عيسى بن عبد الله بن سلمان القرشي العسقلاني)

۱۹۴ ۱ أيضا

۱۹۵ ۱ شعب الایمان، جلد اول، صفحہ ۶۹، باب (القول في زيادة الايمان، نقصانه وتفاض اهل الايمان في ايمانهم) حديث ۳۶

۱۹۶ ۱ کتاب السنۃ، جلد اول، صفحہ ۳۷۸، حديث ۸۲۱

۱۹۷ ۱ أيضا بر حاشیہ

۱۹۸ ۱ اللآلی المنثورہ فی الأحادیث المشهورہ، صفحہ ۱۷۱، باب نمبر ۵، (فضائل) حديث ۱۳

سرفوغاً انتہی ۱۹۵۰ء

اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المقاصد الحسنہ“ میں فرمایا: ”(رواہ): اسحاق ابن راہویۃ والبیہقی فی الشعب بسند صحیح عن عمر من قوله وراویہ عن عمر ہزیل بن شرحبیل وهو عند ابن المبارک فی الزہد ومعادین المثنی فی زیادات مسند مسدد وكذا أخرجه ابن عدی فی ترجمة عیسے بن عبد اللہ من كامله وفي مسند الفردوس معاً من حدیث ابن عمر سرفوغاً بلفظ: لو وضع ایمان أبی بكر علی ایمان هذه الأمة لرجح بها، وفي سننه عیسے بن عبد اللہ بن سلیمان وهو ضعيفٌ لكنّه لم يتفرد به فقد أخرجه ابن عدی أيضاً من طریق غیره بلفظ: لو وزن ایمان أبی بكر بإیمان اهل الأرض لرجحهم وله شاهدٌ فی السنن أيضاً عن أبی بكر سرفوغاً: أن رجلاً قال یا رسول اللہ ﷺ رأيت كأن ميزاناً أنزل من السماء فوزنت أنت وأبو بكر فرجحت أنت ثم وزن أبو بكر بمن بقي فرجح - الحدیث ۲۰۰۰ء

(۵۷) ”صلوة کہ عماد دین است“ (دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ قول: حدیث ”الصلوة عماد الدین“ کی طرف اشارہ ہے۔ (دیکھئے قول نمبر ۵۳، فصل هذا)

(۵۸) ”تسبیح امام باندازہ حال مقتدیاں است“ (دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا یہ قول، حدیث نبوی ﷺ: (إذا صلتی أحدکم للناس فلیخفف فان فیہم السقیم والضعیف والكبیر واذا صلتی أحدکم لنفسه فلیطوّل ما شاء) کی طرف اشارہ ہے کہ جسے علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مشکوٰۃ المسائتہ“ میں ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ متفق علیہ ہے۔ ۲۰۱ء

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”صحیح“ میں فرماتے ہیں: ”حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال أنا ملک عن أبی الزناد عن الأعرج عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال اذا صلتی أحدکم للناس فلیخفف فان فیہم الضعیف والسقیم والكبیر واذا صلتی أحدکم لنفسه فلیطوّل ما شاء“ ۲۰۲ء

البتہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ”صحیح“ میں فرماتے ہیں: ”حدثنا قتیبہ بن سعید قال نا المغیرة وهو ابن عبد الرحمن الحزامی عن أبی الزناد عن الأعرج عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال اذا ام أحدکم الناس فلیخفف فان فیہم الصغیر والكبیر والضعیف والمریض فاذا صلتی وحده فلیصل کیف شاء“ ۲۰۳ء

اور ایک دوسرے قیاس روایت کرتے ہوئے فرمایا: ”حدثنی حرملہ بن یحیی قال انا ابن وهب قال أخبرنی یونس عن ابن شیباب قال أخبرنی أبو سلمة بن عبد الرحمن أنه سمع أبا هريرة يقول قال رسول اللہ ﷺ اذا صلتی أحدکم للناس فلیخفف فان فی الناس الضعیف والسقیم وذا الحاجة“ ۲۰۴ء

۱۹۹ء الدرر المنتثرہ، صفحہ ۲۳۲

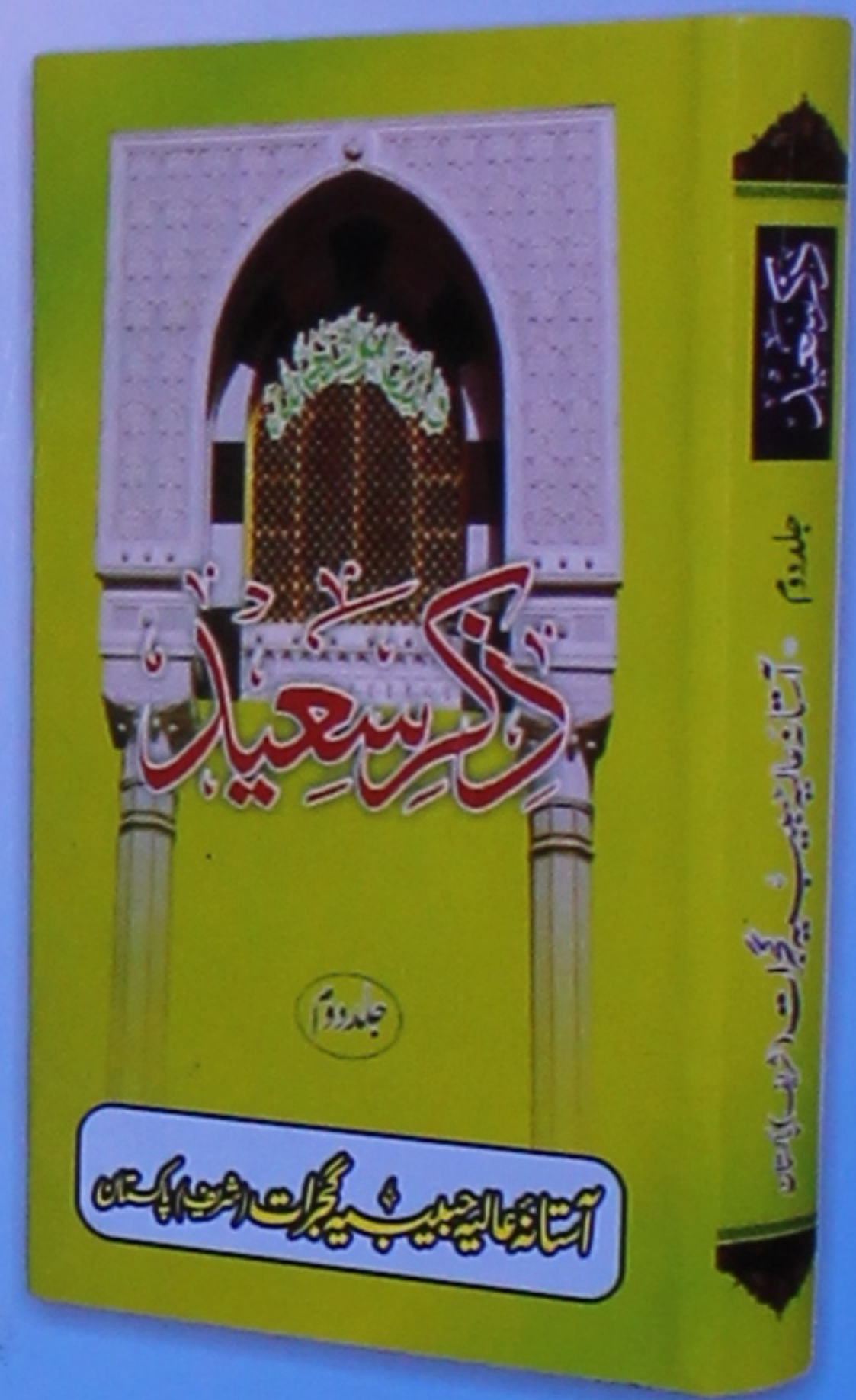
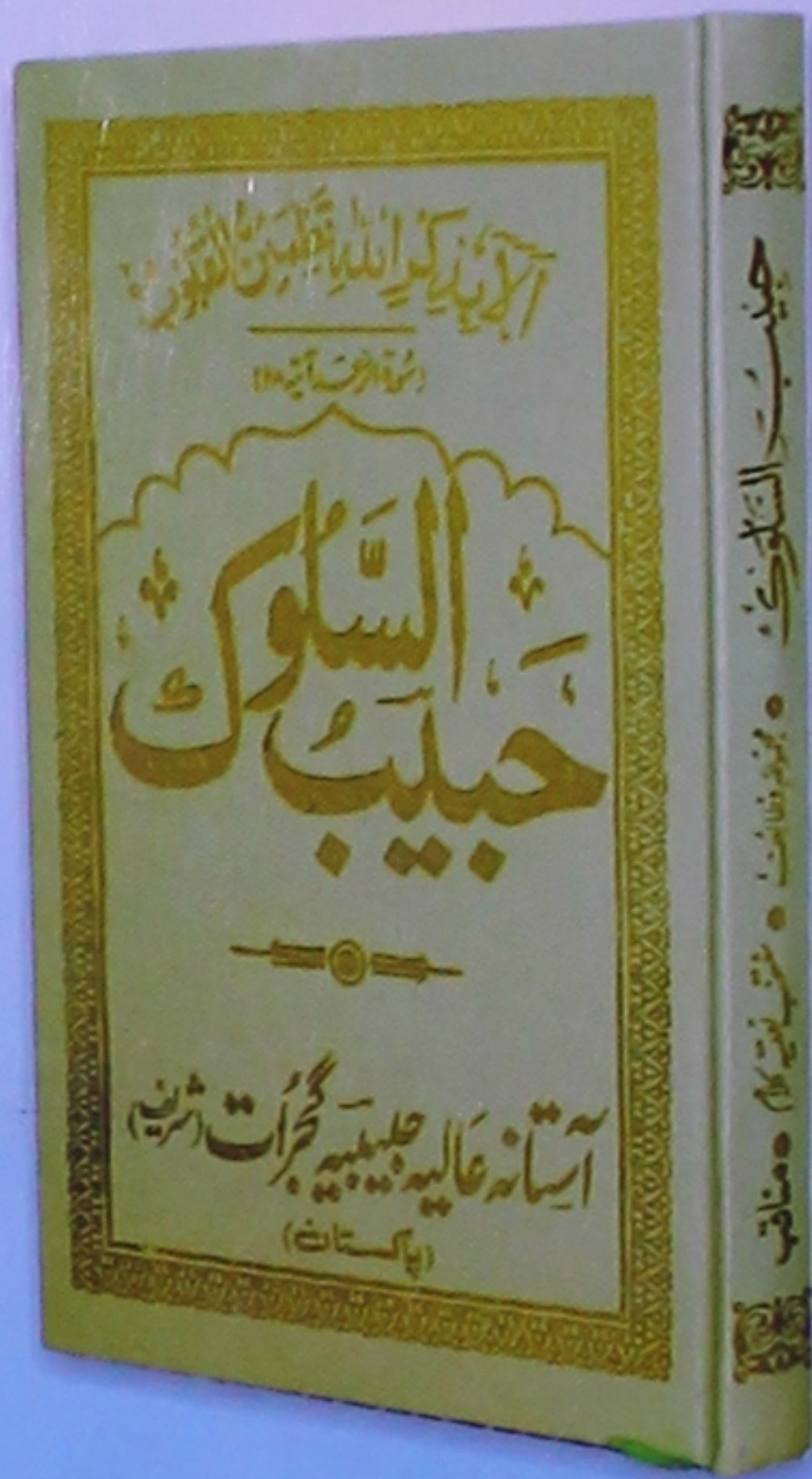
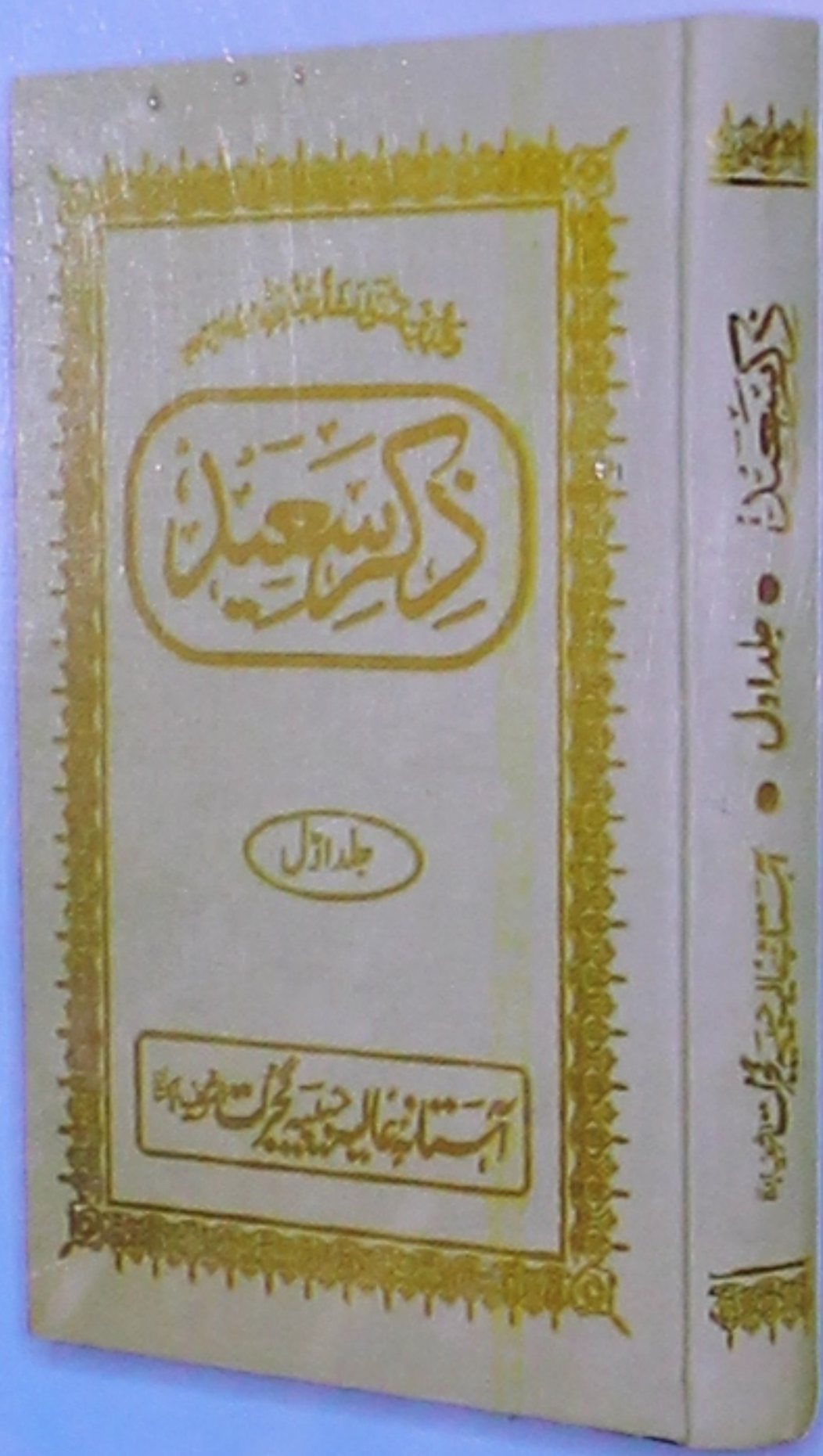
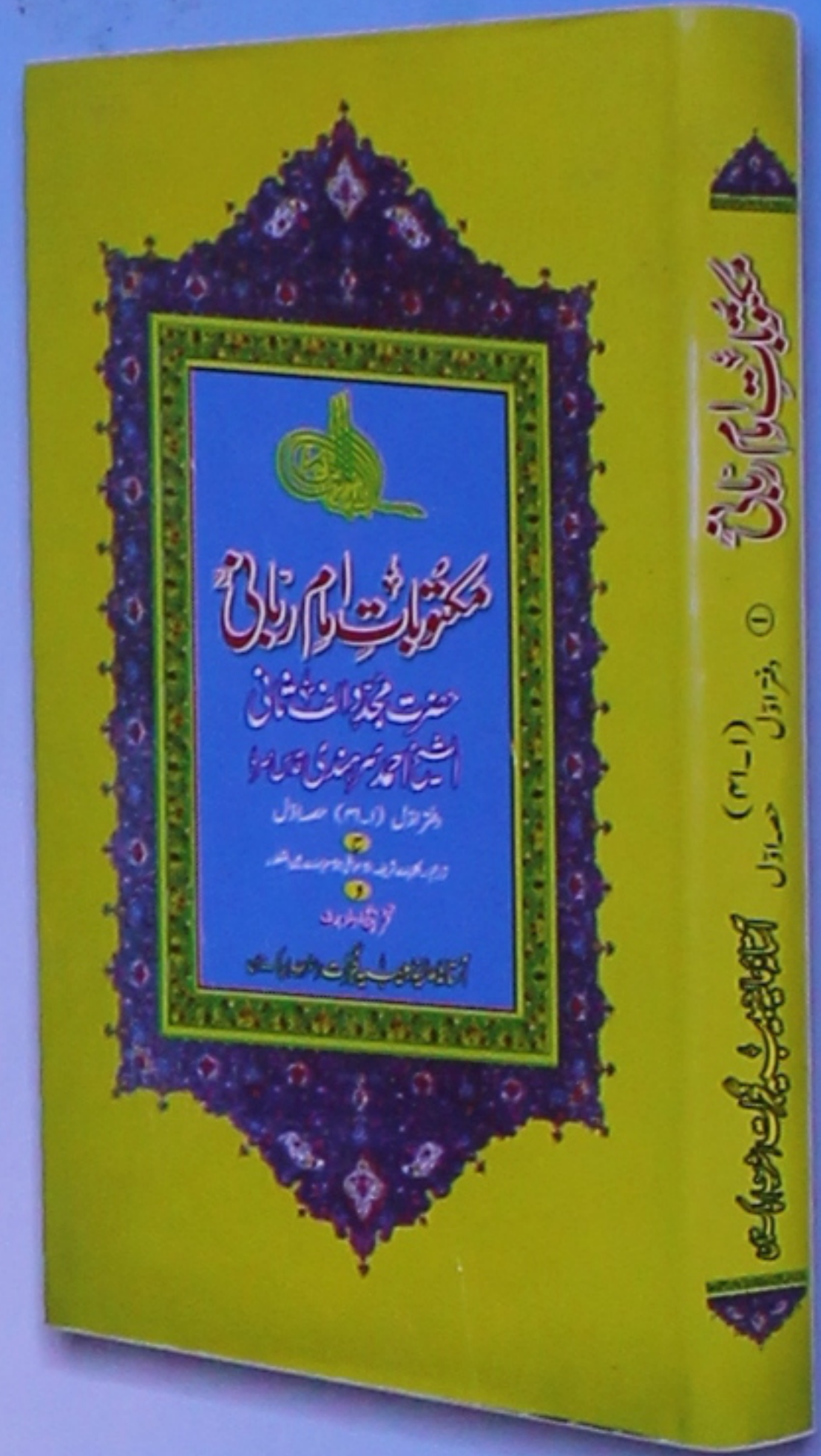
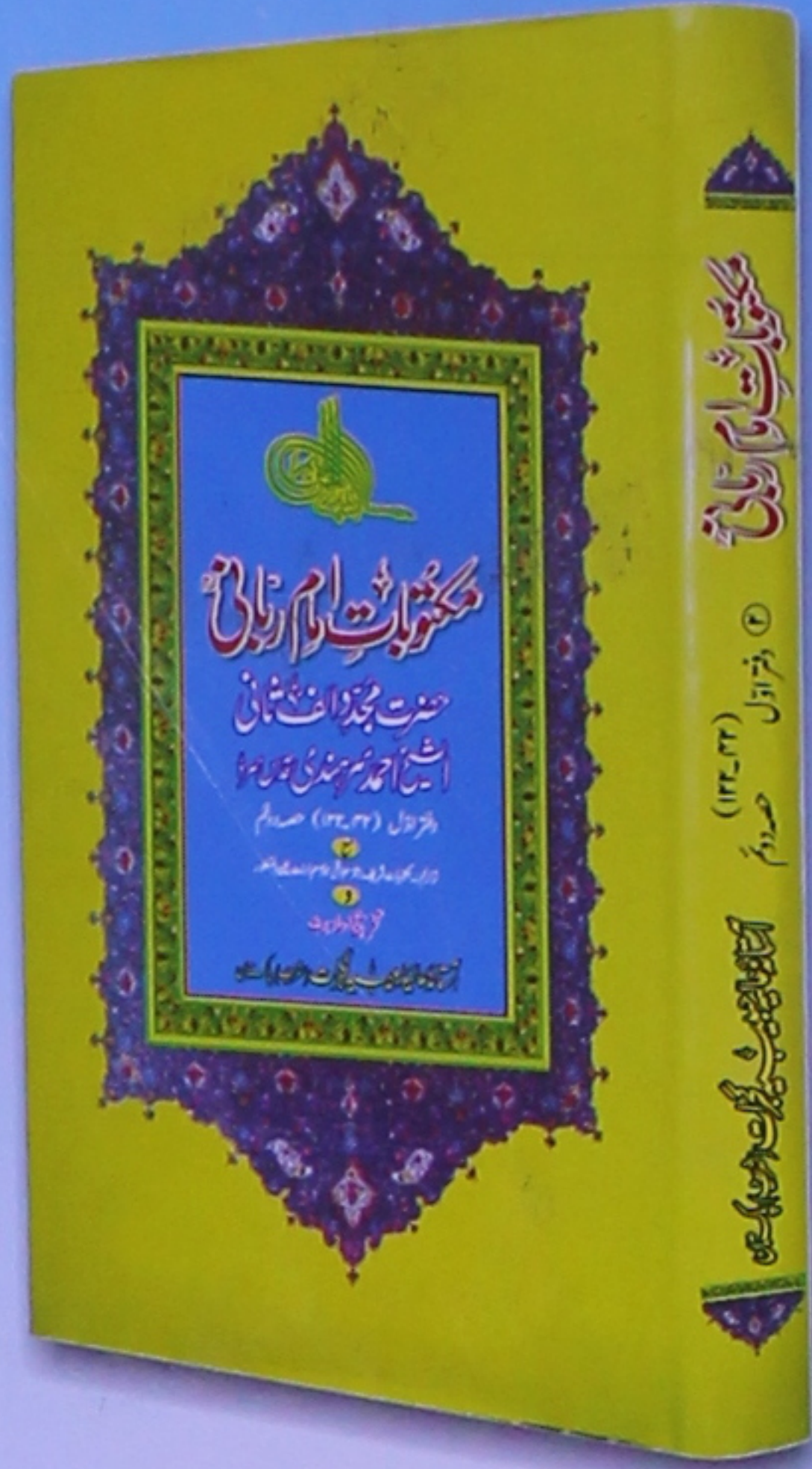
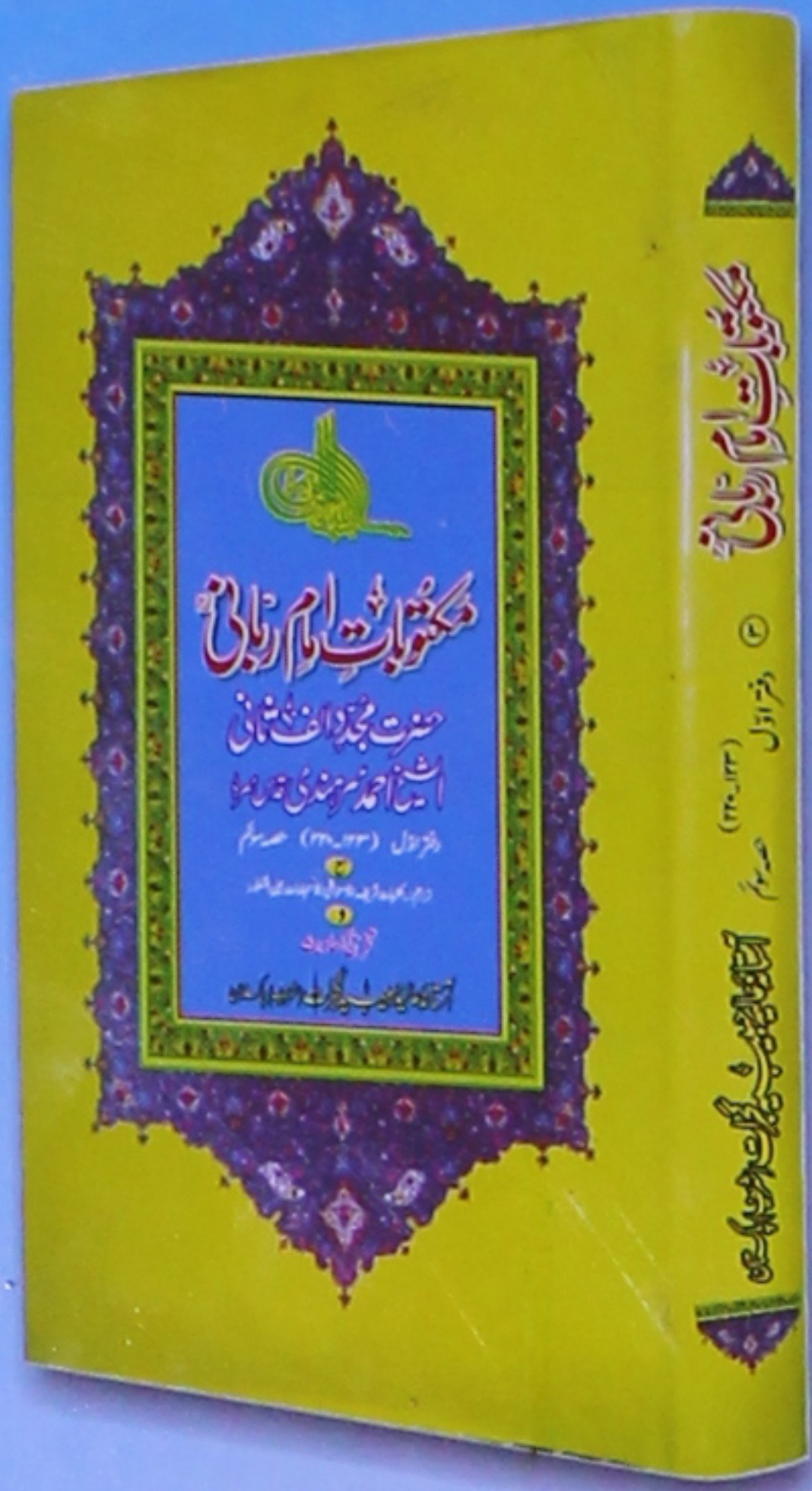
۲۰۰ء المقاصد الحسنہ، حرف الام، حدیث نمبر ۹۰۸

۲۰۱ء مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۰۱، کتاب الصلوٰۃ باب: (ما علی الامام)

۲۰۲ء صحیح البخاری، جلد اول، صفحہ ۹۷، کتاب الاذان، باب (اذا صلتی لنفسه فلیطوّل ما شاء)

۲۰۳ء صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ ۱۸۸، کتاب الصلوٰۃ، باب (امر الأئمة بتخفيف الصلوٰۃ فی تمام)

۲۰۴ء ایضاً



آستانہ عالیہ حبیبیہ گجرات (شریف) پاکستان